بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِيْ كُنْتُ مِنْهُ

رسولوں کے سردار کے فضائل کا بیان، آپ پر اللہ کی رحمتیں اور سلام ہو۔ پہلی فصل روایت ہے حضرت ابوہریرہ رض سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اولاد آدم میں بہترین گروہ میں بھیجا گیا، پے بعد دیگرے گروہ بہ گروہ حتیٰ کہ میں اس گروہ سے ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے

لہ فضائل جمع ہے فضیلت کی فضیلت وہ خصوصی بزرگی ہے جو حضور انور کو عطا ہوئی آپ کے سوا کسی نبی ولی جن فرشتے کو عطا نہ ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد خدا تعالیٰ ساری مخلوق سے افضل ہیں آپ کا مثل رب تعالیٰ نے پیدا ہی نہ فرمایا ؎

دو عالم میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات — قائم ہے تیری ذات سے سارا نظام کائنات

حضور کے خصوصی فضائل حد سے و اشمار سے زیادہ ہیں۔ ان کا احصا ساری مخلوق نہیں کر سکتی جو کوئی کچھ بیان کرتا ہے وہ صرف برکت کے لئے سمندر کا قطرہ ریگستان کا ذرہ ہی بیان کرتا ہے۔ وہ ایسے ہیں جیسا انہیں رب تعالیٰ ہی جانتا ہے ؎

لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسی عرض حاصل مشکوٰۃ نے صرف ایمان تازہ کرنے اپنا نام حضور کے نعت خوانوں میں لکھوانے کیلئے یہ باب باندھا اور یہ فقیر گنہگار امیدوار اپنے نصیب پر ناز کرتا ہے کہ مجھے رب تعالیٰ نے اس باب کی شرح لکھنے کی توفیق بخشی مجھے تو ان کا گنہگار امتی ہونے پر فخر ہے ؎

بریں نازم کہ ہستم امت تو — گنہگارم ولیکن خوش نسیبم

خیال رہے کہ حضور نور ساری خلقت سے افضل ہیں لہذا آپ نبیوں سے سوروں سے عرش علم سے کرسی سطر سے کتاب مقدس قرآن مجید سب سے افضل ہیں کہ یہ سب چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں پانچ وقت کعبہ کی طرف کوئی نماز پڑھے کوئی نماز کوئی نماز نہ پڑھے مگر حضور کو ایمان کے ساتھ دیکھنے والا صحابی ہے جو تمام سے افضل ہے اسی لئے جب حضور انور نے مکہ معظمہ کو چھوڑا وہاں سے ہجرت کی تو مسلمانوں کو وہاں رہنا حرام ہو گیا حالانکہ کعبہ شریف وغیرہا وہاں موجود تھے جب فتح مکہ فرمائی تب تا قیامت وہاں رہنا جائز بلکہ ثواب ہوگیا جب حضور کی تھے تو آیات قرآنیہ کی ہیں جب حضور وفی ہو گئے تو آیات قرآنیہ مدنیہ ہو گئیں رب نے مکہ کی قسم فرمائی اس لئے نہیں کہ وہاں کعبہ ہے بلکہ اس لئے کہ وہاں حضور ہیں لا اقسم بہذا البلد وانت حل بہذا البلد حضور کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درجہ ہے پھر موسیٰ علیہ السلام کا اس کے بعد خاتمی ہیں رہے۔ دیکھو اشعۃ اللمعات ؎ یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک میرا نسب قبیلہ و خاندان میں زیادہ بہتر دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا۔ اس میں اچھی خصلتیں

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ

سے متفق علیہ (بخاری و مسلم) روایت ہے حضرت واثلہ ابن اسقع سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل میں سے کنانہ کو چنا اور کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور مجھ کو بنی ہاشم میں

لغات: نجابت بھی اور بیٹوں کے بیٹے اور بیٹیوں کے بیٹے بھی یعنی ہر وہ زنا اور کفر و شرک سے محفوظ رہے آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ حضور انور کا کوئی جد امجد کافر نہ ہوئے سب مرحومین سے ہے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مومن تھے۔ خود جناب خلیل نے فرمایا ربنا اغفرلی ولوالدی والمؤمنین یوم یقوم الحساب یہاں والد آزر سے آپ کے باپ تارح اور والدہ فخل بنت زرعہ ہیں اور واغفر لابی انہ کان من الضالین۔ میں باپ سے مراد چچا آزر ہے والد اور باپ کا فرق خیال میں رہے۔

۱ قرن کے لغوی معنی ہیں ہمزمانہ جماعت کرن کہتے ہیں۔ پھر زمانہ ہم زمانہ لوگ۔ مگر وہ سب کو قرن کہتے ہیں یہاں مراد ہے جماعت بگروہ اور جماعت سے مراد ہیں حضور کے باپ دادا نانا ماں اور نانا کی جماعت اس سے مراد ہے صحابہ کرام اہل بیت اطہار کی جماعت یا مراد ہے تمام حضور کی امت یا حضور کا سارا قبیلہ و خاندان۔ اگر آخری معنی مراد ہیں تو خیریت سے مراد ہے صالحیت و شرف قوم جس کی دنیا میں بڑی عزت کی جاتی ہو حضور کے خاندان میں اگرچہ بعض لوگ کافر تھے جیسے ابولہب وغیرہ مگر تھے اونچے خاندان والے قریشی ہاشمی کہ ان کی دنیا میں بڑی عزت تھی۔ اور دوسرے احتمالات کی بنا پر خیر کے معنی ہیں دین متین پر ہمیشہ گروہ حضور انور کے والدین دادا نانا سب کے سب مومن موحد پرہیزگار تھے کفر و شرک بری حرکتوں سے محفوظ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک اور پھر فرمایا ربنا وابعث فیہم رسولا منہم خود اپنی اولاد میں ایک جماعت مومن سے بھیجنے کی دعا کی اس مومن جماعت میں آخری رسول بھیج۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور تو اونچے حضور کی نسل پاک اور اجداد نار والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کا نور نورانی لوگوں میں رکھا۔ (اشعۃ اللمعات)

۲ لغت میں قریش سمندر کی وہ بڑی اور طاقت ور مچھلی ہے جو دوسری مچھلیوں کو کھائے اور اسے کوئی نہ کھا سکے پھر اس کے معنی ہو گئے غالب جو کسی سے مغلوب نہ ہو۔ پھر قریش نام ہو گیا۔ نضر ابن کنانہ کی اولاد کا یہ جماعت ہمیشہ سب پر غالب رہی اور تا قیامت سب سے اشرف رہے گی کیوں نہ ہو کہ حضور اور قریشی ہیں۔

۳ کنانہ کے چند بیٹے تھے ان میں سے ایک نضر ان کا نہ تھے نضر کی اولاد قریش ہے کنانہ کے دوسرے بیٹوں کی اولاد کنانی تو ہے مگر قریش نہیں۔ قریشی سب سے افضل ہیں۔

بَنِیْ هَاشِمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ بَنِیْ كِنَانَةَ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ

سے چنا (مسلم) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیمؑ سے جناب اسمٰعیلؑ کو چن لیا اور اولاد اسمٰعیلؑ میں سے بنی کنانہ کو چن لیا ۔ روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے فرماتے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور میں پہلا وہ ہوں جس کی

لے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف یہ ہے محمد رسول اللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نضر بن نزار بن معد بن عدنان ۔ آگے اختلاف ہے ہاشم حضور کے چوتھے دادا ہیں انکی اولاد کو ہاشمی کہتے ہیں حضرت عباس قریش میں افضل ہیں بنی ہاشم ہی ہیں رواہ النسب بہت ثابت ہے سات صلی اللہ علیہ وسلم چکے خلیل یہ کہ حضرت اسحاق ابن ابراہیم کی نسل شریف میں ہزاروں نبی ہوئے اولاد اسمٰعیل میں کوئی نبی نہیں ہوا مگر ہمارے حضور کے کیونکہ حق سبحانہ کا وعدہ ہے۔ اس میں کوئی اشارہ نہیں ہمارے عرب میں حضرت اسمٰعیل سے لیکر حضور انور تک کوئی نبی تشریف نہیں لائے ۱۲ حضرت اسحاق علیہ السلام ہزاروں نبیوں کے والد ہیں مگر چونکہ حضرت اسمٰعیل حضور انور کے والد ہیں اسلئے وہ اسحاق علیہ السلام سے بھی افضل ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ ؎

انسانیت کو فخر ہوا تیری ذات سے ۔۔۔ بے نور رضا خرد کا ستارہ ترے بغیر

سے فرق یہ ہوا کہ پہلی روایت میں بنی کنانہ تھا اور یہاں صرف کنانہ ہے بنی نہیں مگر مطلب ایک ہی ہے کنانہ ابن خزیمہ حضور انور کے بیسویں دادا ہیں جن کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے۔ حضور کی ذات سے تمام باپ دادوں کے نام روشن ہوگئے ہم کو تو اپنے تیسرے دادا کا نام نہیں معلوم مگر حضور انور کے دادوں کا نام دنیا میں مشہور ہے آج کوئی نہیں بتا سکتا ہے کہ ہمارے ابا کے پردادا یا اکبر دادا جو ہیں کی ماں یا دادی کا نام کیا تھا۔ دیکھو جب حضور کی دائی حلیمہ سعدیہ دادہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے شان کے قصیدے دنیا میں پڑھے جا رہے ہیں شاعر کہتا ہے ؎ کہ من اب قد علا بانی شرف ۔۔۔ قد علا بر سول اللہ من نان

حضور نے وہ جگہ جس میں مشرکین کی قبریں اور بگھوا تھا مسجد خیف بنا دی آج تک وہاں لاکھوں سجدے ہو رہے ہیں اگر وہ کریم ہمارے گندے دلوں پر نظر فرمادیں تو یہ دل عرش معلی بن جاوے ؎

تُربتیں ۔ ہے سودا ان کا سر گنبد خضرا ہو جاوے ۔۔۔ کروں بیکسے نقشہ ان کا دل عرش معلی ہو جاوے

گلشن میں میں نے دیکھا ہے پھولوں میں خاری بستے ہیں ۔۔۔ اے شاہ عرب مجھ بد کا بھی جیسے میں گذارا ہو جاوے

لے قوم کا سید و سردار وہ ہے جس کی طرف قوم مصیبتوں میں پناہ لے اور وہ ان کی مصیبتیں دفع کرے حضور تمام مخلوق کی پناہ

عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر کھلے گی اور میں پہلا شفاعت فرمانے والا ہوں اور پہلا شفاعت قبول کیا ہوا۔ مسلم۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن میں تمام نبیوں سے زیادہ تابعین والا ہوں گا اور میں پہلا وہ ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔ مسلم۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

واقع البلار ہیں دیکھو مرقات۔ چونکہ اس شفاعت کا ظہور قیامت میں ہوگا کہ کوئی اس کا انکار نہ کرسکے گا دنیا دیکھ لیگی دن ایسی کا دن ہے سب انسان کی پناہ چاہیں گے اسلئے قیامت کی قید لگائی گئی واللہ اعلم۔ مرقات۔ آج ان سے فرد کیے کر شرک کہتے ہیں کل وہی شفاعت بھیک انہیں سے مانگیں گے۔ ؎

ہم بھی محشر میں سبھی دیکھیں گے تجھ سے آج ان سے التجا نہ کرے

درحقیقت یہ ہے کہ آج بھی حضور تمام جہاں کے لئے پناہ ہیں انہیں کی پناہ ہے کہ ہم جیسے گنہگار عذاب الٰہی سے بچے ہوئے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور تمام نبیوں کے سردار سب سے افضل ہیں کیونکہ سارے نبی اولاد آدم ہیں اور جب سب نبیوں سے افضل ہوئے تو ساری مخلوق سے افضل ہوئے فرشتے ہوں یا جنات یا کوئی اور مخلوق (اشعہ۔ مرقات۔ لمعات)۔

؎ یعنی قیامت میں دوسرے نمبر پر سب سے پہلے جاری قبر کھلے گی پہلے ہم اٹھیں گے ترمذی اور حاکم کی۔ روایت میں ہے۔ کہ پہلے ہماری قبر کھلیگی پھر ابوبکر صدیق کی پھر عمر فاروق کی پھر ہم بقیع والوں کا انتظار کرینگے پھر مکہ معظمہ کے مدفونین کا ان سب کا حشر ہمارے ساتھ ہوگا یہ واقعہ بہت تفصیل سے شفاعت کے بیان میں گزر چکا کہ پہلے شفاعت حضور کرینگے اسی شفاعت کا نام شفاعت کبریٰ ہے پھر دوسرے شفیع شفاعت کرینگے جنہیں کچھ حصے ملے۔ ماہ رمضان۔ قرآن مجید اور حضور وغیرہم شفاعت کرینگے وہ شفاعتیں شفاعت صغریٰ ہیں اس لئے حضور انور کو شفیع الذنبین کہتے ہیں گنہگار دیکھ اس وقت پوچھنے والے جب کوئی نہ پوچھے ہم نے عرض کیا ہے ؎

ہیں بھتیجی کے پرستار جگر کے ٹکڑے بھی جو آنکھیں نہ پھیریں تو کہاں جائیں سب

ترمذی کی روایت میں ہے کہ سب سے پہلے ہم کو جوڑا پہنایا جاویگا عرش کی داہنی طرف خاص جگہ پر ہم جلوہ گر ہونگے وہاں ہمارے سوا کوئی نہ ہوگا (مرقات) احمد ترمذی ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اس دن حمد کا جھنڈا ہمارے ہاتھ ہوگا۔ حضرت آدم اور ان کے سوا سارے نبی ہمارے جھنڈے تلے ہونگے ہم یہ فخریہ نہیں فرمائے (مرقات)؛ ؎ یعنی قیامت میں سب نبیوں سے زیادہ میری امت ہوگی۔ چنانچہ حدیثوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں حضور کی امت کی ہوں گی باقی چالیس صفوں میں سارے نبیوں کی امتیں معلوم ہوا کہ زیادہ تعداد والا ہونا آقا کی عظمت کی دلیل ہے چنانچہ قارئین کرام

اَتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِیْعٍ فِی الْجَنَّةِ لَمْ یُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ نَبِیًّا مَا صَدَّقَهٗ مِنْ

کر قیامت کے دن جنت کے دروازے پر میں آؤں گا دروازہ کھلواؤں گا داروغہ جنت کہے گا آپ کون ہیں میں کہوں گا محمد ہوں وہ عرض کرے گا کہ مجھے آپ کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں۔ مسلم۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کے بارے میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والے میں ہوں گا کسی نبی کی تصدیق اتنی نہ کی گئی جتنی میری تصدیق کی گئی کہ نبیوں میں بعض نبی وہ ہیں جن کی کسی نے بھی اُن کی اُمت سے تصدیق نہ کی

ہیں عالم۔ اماموں میں حضرت امام ابوحنیفہ امام اعظم افضل ہیں کہ ان کے تبع زیادہ ہیں مذہب حنفی مذہب اکبر ہے اسی لیے میرے دل حنفی ہیں دیکھیں ہماری کتاب جاء الحق حصہ دوم اور دیگر مرقات یہ ہی تمام ۱۲ یعنی دروازہ جنت ہم ہی کھلوائیں گے حضور انور سے پہلے دروازہ جنت پر نبیوں اور اماموں کا میلہ لگ چکا ہوگا حضور انور ابھی محشر میں ہوں گے گرز کو سجدے گنہگاروں کو بخشوانے فریادیوں کی فریاد رسی میں مشغول ہوں گے ادھر دروازہ جنت بند ہوگا حضور کی آمد کا انتظار ہوگا آپ کے آنے پر دھوم مچ جائے گی آپ کے کھلوانے پر دروازہ جنت کھلے گا پہلے حضور تشریف لے جائیں گے پھر دوسرے نبی پھر حضور کی امت پھر دوسری امتیں غرضیکہ جنت کھلنے کا یہ نظارہ ہم کو بھی نصیب کرے۔

۱۳ اس کھلنے میں اور پہلے سے کھلے ہوئے رہنے میں یہ ہی دکھانا ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اتفاقاً حضور انور نے کھلوا دیا اور نبی بھی اگر کھلواتے تو کھل جاتا ۱۴ یہ ہے انا فتحنا لك فتحا مبینا کا مفہوم ہر دروازہ حضور کے ہاتھ سے ہی کھلے گا پہلا دروازہ شفاعت سے کھلے گا۔ دوسرا دروازہ رحمت دروازہ مغفرت دروازہ جنت حضور کے ہاتھ سے کھلیں گے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ؎

تم سے جہاں کا وجود تم سے کھلا باب جود ۔۔۔ تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود۔

۱۵ یعنی جو لوگ اعمال سے جنت کے قابل نہ ہوں گے ان کی شفاعت کر کے انہیں جنت میں داخل کروں گا فی الجنت سے پہلے دو نہم، پوشیدہ ہے یعنی جنت کے داخلہ کے بارے میں ورنہ جنت میں پہنچنے کے بعد شفاعت کیسی (ازمرقات) یا مطلب ہے کہ جنت کے قابل جو لوگ ہوں گے اور ان کی شفاعت فرمائیں گا۔ ترقی درجات کے متعلق کہ نیچے والوں کو اونچا کر دیا جاوے تب درجات پوشیدہ ہے فی درجات الجنۃ ۱۶ اس فرمان عالی کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ جتنے زیادہ لوگوں نے مجھ پر ایمان قبول کیا اتنے لوگ کسی اور نبی پر ایمان نہیں لائے یہ بالکل ظاہر ہے کیونکہ دوسرے نبی کسی خاص قوم کے نبی ہوتے تھے حضور انور سارے جہان کے نبی ہیں ہزار درجہ نبیوں کا زمانہ نبوت محدود تھا حضور کی نبوت تا قیامت ہے دوسرے یہ کہ جس قسم کی

اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَآءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِکَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَةِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ

سوا ایک کے (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی سی ہے جس کی تعمیر بہت ہی اچھی کی گئی اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی دیکھنے والے اس کے گرد پھر لگاتے تھے اور اچھی تعمیر سے تعجب کرتے تھے سوا اس اینٹ کے جگہ کو میں نے ہی اس اینٹ کی جگہ پر کر دی۔ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے اور مجھ پر رسول ختم کر دیئے گئے ایک روایت میں ہے کہ وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور نبیوں میں آخری نبی ہوں (مسلم و بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے

تصدیق سیری کی گئی اس صحف کی تصدیق کسی نبی کی نہیں کی گئی پیری ست محمد پیرِ جہان سے خدا ہے اور پیری بخشش، سوز و گداز کسی دوسرے کو نہیں ملا۔ (اشعۃ اللمعات)

۱؎ یہ عبارت جملہ اول کے پہلے معنی کی تائید کرتی ہے یعنی میری امت دوسرے نبیوں کی امت سے زیادہ ہے۔ نوح علیہ السلام نے ساٹھ سو سال تبلیغ فرمائی مگر صرف اسی آدمی ایمان لائے آٹھ آدمی اپنے گھر کے بہتر آدمی دوسرے حضور نے تیئس سال تبلیغ فرمائی۔ دیکھ لو آج تک کیا حال ہے نوح علیہ السلام کے بارے میں رب فرماتا ہے۔ وَجَاءَهُمْ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ۲؎ سبحان اللہ کیسی پیاری مثال ہے نبوت کو! نورانی محل ہے حضرات انبیاء کرام گویا اس کی نورانی اینٹیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم گویا اس محل کی آخری اینٹ ہیں جس پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کرلی اور پھولی کہاں کسی سے جگہ ہے جو بخشش حسن سے — نہ بہار اور پہ رشک کرے کہ جھپک پلک کی توحاصل ہے

۳؎ یعنی جیسے اس آخری اینٹ سے وہ محل مکمل ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اس میں کسی اینٹ کی جگہ نہ رہے گی یوں ہی مجھ سے نبوت کا محل مکمل ہو گیا اب کسی نئی عمارت کی گنجائش نہ رہی خیال رہے کہ (عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے مگر وہ پہلے کے نبی ہیں بعد کے نبی نہیں یہ اینٹ پہلے کی لگی ہوئی ہے نیز وہ اب نبوت کی شان سے نہ آئیں گے بلکہ حضور کے امتی ہو کر بحیثیت امتی علیہ السلام جب خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے تو نبوت کی شان سے نہ گئے اور نہ خضر علیہ السلام آپ کی اطاعت کرتے بلکہ اطاعت کی شان سے گئے تھے حالانکہ اس وقت نبوت موسوی منسوخ نہیں ہوئی تھی تو اگر عیسیٰ علیہ السلام بھی نبوت منسوخ ہو چکی ہے حضور کی امت بن کر آویں تو کیا اعتراض ۴؎ اب کسی نبی کی نبوت ممکن نہیں۔ خیال رہے کہ آخری بنانا وہ ہے جس کے بعد کوئی بنانا

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِیَ مِنَ الْاٰیَاتِ مَا مِثْلُہٗ اٰمَنَ عَلَیْہِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَی اللّٰہُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نبیوں کی جماعت میں کوئی نبی نہ تھے مگر انہیں اتنے معجزات دیئے گئے جتنے لوگ ان جیسے معجزوں پر ایمان لائے اور جو خصوصی معجزہ مجھے عطا ہوا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی تو امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن زیادہ تابعین میں ہوں گا (مسلم بخاری) ۔ ترجمہ ہے حضرت جابرؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

پیدا نہ ہو یہ ضروری نہیں کہ پچھلے سارے نبی مر چکے ہوں حضور کے آخری نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے زمانہ میں اور آپ کے زمانہ کے بعد کوئی پیدا نہ ہوگا مگر پہلے کے کوئی نبی زندہ ہوں تو مضائقہ نہیں چار نبی اب تک زندہ ہیں دو زمین پر حضرت خضر اور حضرت الیاس اور دو آسمان پر حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کی زندگی حضور انور کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف نہیں اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے زمانہ میں بھی کوئی نبی نہ پیدا ہوا نہ بہ شان نبوت رہا سب سے اول سب سے آخر ایک ہی ہو سکتا ہے حضور اول مخلوق ہیں اور آخر نبی ہیں۔ ھو الاول والآخر۔ دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن ۔

۵ یعنی ہر نبی کو وقت کے مناسب معجزے دیئے گئے ۔ جنہیں دیکھ کر اس زمانہ کے لوگ ایمان لانے پر مجبور ہوں چنانچہ دور موسوی میں طب یونانی کا زور تھا تو آپ کو مردے زندہ کرنے اندھے کوڑھ سے اچھا کرنے کا معجزہ عطا ہوا اور دور موسوی میں جادو کا زور تھا تو آپ کو عصا کر سانپ بنانے اور ہاتھ چمکانے کا معجزہ عطا ہوا تاکہ ان چیزوں کو ان فنون کے ادستاد دیکھیں اور ایمان لائیں ان کی پیروی میں دوسرے لوگ ایمان لائیں جب وہ دور گذر گیا وہ معجزے ختم کر دیئے گئے ۔ اگر ہر زمانہ قادیانی نبی ہوتا تو وہ زمانہ سائنس کا تھا اسے کوئی ایسا معجزہ ملتا جس سے سائنس والے عاجز ہوتے ۔ دیکھو حضور انور کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت زبانوانی کا زور تھا تو حضور کو بیع کلام یعنی قرآن کا معجزہ عطا ہوا یہ قانون قدرت ہے ۔ ۵ یعنی گذشتہ نبیوں کے معجزات انکے ساتھ ہی چلے گئے اب نہ عصا موسوی ہے نہ تخت سلیمانی مگر میرا معجزہ قرآن ہے جو تا قیامت باقی رہے گا کیونکہ میری نبوت تا قیامت ہے اس سے ہر زمانہ میں لوگ قرآن کے ذریعہ مجھ پر ایمان لائینگے خیال رہے کہ قرآن فصاحت و بلاغت کا قیامت تک نظام کیلئے معجزہ ہے مگر ہوں ہی کہ بار بار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا بلکہ جیسے جیسے لذت و چاشنی حفظ ہو جاتا ہے عوام کو بڑھا دیتا ہے اس کے ایک لفظ میں نظر بازی ہو سکی ان معجزہ سے عوام کیلئے معجزہ ہے دوسری کتب آسمانی میں یہ خوبیاں نہ تھیں لہٰذا وہ معجزہ نہ تھیں خیال رہے کہ حضور کا ذکر کثیر حضور کی تصویر کھینچنے جیسے بھی زندہ جاوید معجزے ہیں تمام تصویروں کے دیکھنے والے لاکھوں مگر اللہ کے عاشق ایک ایک آج حضور کا دیکھنے والا کوئی نہیں مگر حضور کے عاشق ان کے نام پر جان دینے والے لاکھوں ہیں یہ زندہ معجزے ہیں رب نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّۃً مِّنِّیْ نیز آسمان پر ستاروں پر گائے بکریوں مرغی کے انڈوں پر حضور کا نام

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئی تھیں ایک ماہ کے راستہ سے رعب کے ذریعہ مدد کیا گیا ہے اور میرے لیے ساری زمین پاک اور ذریعہ طہارت بنادی گئی ہے کہ میری امت کے کسی کو جس جگہ نماز کا وقت آجائے وہاں ہی پڑھ لے اور میرے لیے غنیمتیں حلال کردی گئیں مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں ہیں اور مجھے بڑی شفاعت دی گئی ہے اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں (بخاری و مسلم)

قدرتی طور پر یہ کھا دیکھا گیا ہے اور دیکھا جا رہا ہے یہ سب حضور کے معجزے ہیں ۱۲ یہاں پانچ فرمانا حصر کیلئے نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں کہ یہ پانچ خصوصی فضیلتیں وہ ہیں جو میرے سوا کسی نبی کو نہ دی گئیں تو آئندہ کسی ولی کو ملنے کا احتمال ہی نہیں ہزارہا خصوصیات ہیں جو حضور ہی کو ملیں کسی اور کو نہ ملیں۔ لہٰذا یہ حدیث دوسری ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں اور خصوصیات کا بھی ذکر ہے ۱۳ یعنی جو دشمن مجھ سے جنگ کرنے آئیں ابھی وہ ایک ماہ کے راستہ پر مجھے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں میری ہیبت جما دی جاتی ہے اگر وہ جنگ کریں مگر مرعوب ہو کر یہ معجزہ کسی نبی کو نہیں دیا گیا اب بھی حضور کے روضہ ظاہریہ یا ظاہری کے وقت زائرین پر حضور کی ہیبت جمتی ہی ہوتی ہے بعد میں حضور سے انس محبت پیدا ہو جاتی ہے ۱۴ یعنی دوسرے نبیوں کے دینوں میں نماز صرف ان کے عبادت خانوں میں ہوتی تھی مگر جو دین غیروں میں پھیلتا ہے تمام روئے زمین پر جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے ہاں بعض جگہ نماز جائز نہیں وہ کسی عارضہ سے ہے جیسے قبرستان حمام مذبح وغیرہ نیز کسی دین میں تیمم نہ تھا یہ صرف میرے دین ہی نے عطا فرمایا اور پہلے دینوں کا تیمم زمین پر ہو سکتا ہے یہ ہماری خصوصیات میں سے ہے ۱۵ چنانچہ پچھلے نبیوں میں جہاد تھے اور مجاہدوں میں مال غنیمت بھی حاصل کیا جاتا تھا مگر بطور تحفہ کے کہیں بھاڑ پر رکھ دیا جاتا تھا اگر اس میں کچھ نفع ہوتا تو نہیں آگ آتی تھی سے کھا جاتی اگر زیادہ بھر جاتا تو گھن آتی جاتے دین میں غنیمت کا مال مجاہدین میں تقسیم ہوتا ہے دل ہی فرمانی کا گوشت دشمن دینوں میں کھایا نہیں جاتا تھا مگر پہاڑ پر رکھ دیا جاتا تھا جیسے آگ کھا جاتی تھی اسلام میں قربانی کو نیز الاضحی اور ہدی بھی کہا جاتا ہے ۱۶ یعنی شفاعت کبریٰ جسے شفاعت عامہ کہتے ہیں وہ صرف حضور ہی کو ملے گی شفاعت صغریٰ وہ دوسرے نبی اولیاء شہداء اور رمضان قرآن وغیرہ بھی کریں گے یہاں شفاعت کبریٰ مراد ہے ۱۷ اپنی قوم سے مراد وہ خاص قوم ہے جو ان کی امت دعوت ہوتی تھی جس پر واجب ہوتا تھا کہ ان نبی پر ایمان لائے خواہ اپنے خاندان کے لوگ ہوں یا اپنے شہر کے یا دوسرے لوگ لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ ابراہیم و لوط علیہم السلام ملک شام و فلسطین کے نبی تھے یہ لوگ ان حضرات کے خاندان کے تھے نہ وطن کے ۱۸ علماء کرام کے نزدیک اس فرمان عالی

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّةً وَّخُتِمَ بِیَ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام پیغمبروں پر مجھ چیزوں کی فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں یعنی بہت سے معنی تھوڑے سے لفظوں میں جمع کر دیئے گئے ہیں اور میرے لیے رعب کی وجہ سے مدد کی گئی ہے میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنائی گئی اور میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ سے نبی ختم کیے گئے ہیں

اُعطیت جوامع الکلم الی الخلق کافۃ وختم بی النبیاء

یہ ہیں کہ آپ کی نبوت کے ظہور سے لے کر قیامت تک لوگ آپ کی امتی ہیں خواہ کسی قوم کے ہوں کسی جگہ کے ہوں کسی وقت میں ہوں، حضرات کرام کے نزدیک از آدم علیہ السلام تا روز قیامت سب حضور کے امتی ہیں حتی کہ گذشتہ انبیاء کرام بھی ہاں وہ قرض بالواسطہ امتی تھے ہم لوگ بلاواسطہ اس لئے سارے نبیوں سے حضور پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا واذ اخذ اللہ میثاق النبیین اور نبیوں نے حضور کے بھیجے معراج میں محمدی نماز پڑھی یہاں تک ہے کہ ہم سارے انسانوں کی طرف بھیجے گئے آگے آرہا ہے کہ ساری مخلوق کی طرف بھیجے گئے حکماً رب اشرہے اس کے نبی حضور جل اللہ تعالیٰ رب العلمین ہے حضور رحمۃ للعالمین ہے ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ پانچ چیز کا ذکر فرمانا عدد بندی کیلئے جنہیں حضور کو بیشمار خوبیوں میں جزوی دی گئی ہے لہٰذا یہ ذکر والی روایت بھی درست ہے اور چھ والی اور زیادہ والی بھی۔ ۱۲ قرآن مجید کے الفاظ بھی جامع ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ بھی نہایت جامع ہیں کہ لفظ تھوڑے معنی بہت زیادہ دیکھو حضور فرماتے ہیں اعمال کا اعتبار نیتوں سے ہے۔ دین کی حقیقت خیر خواہی ہے تین کامل وہ ہے جو بیکار اور غیر مفید باتیں چھوڑ دے چھوٹے چھوٹے جملے ہیں مگر ساری شریعت و طریقت ان میں بھری ہے بعض محدثین نے ایسی حدیثیں کتابی شکلوں میں جمع فرمادی ہیں۔ ۱۳ اس کی شرح ابھی گذر گئی کہ دشمنوں کے دل میں قدرتی طور پر حضور کا رعب تھا ایسا سمجھا گیا ہے کہ حضور نے ایک سو بیس کافر مارے کوئی کھڑا ہوا مگر قتل نہ کر سکا، حضور اکیلے گھر گئے ۔

ہیبت حق است این از خلق نیست ہیبت این مرد صاحب دلق نیست

۱۴ خلق سے مراد ساری مخلوق ہے جاندار ہو یا بے جان عاقل ہو یا غیر عاقل سب پر حضور کی نبوت حضور کے احکام نافذ ہیں ہاں حضور کے احکام ہر قسم کی مخلوق کے لئے علیحدہ ہیں جانور پر حضور کے مبلغ ہیں کنکر دل پتھر دل مخلوقوں نے حضور کا کلمہ پڑھا یہ ساری مخلوق حضور کو نبی مانتی ہے سوا کفار جن و انس باقی سب حضور کو مانتے ہیں لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر ساری مخلوق حضور کی امت ہے تو سب پر نماز روزہ وغیرہ فرض ہونی چاہئے۔ کیونکہ ہر مخلوق کے احکام جداگانہ ہیں خیال رہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سارے جن و انس کے بادشاہ تھے ان سب کے نبی نہ تھے اسی طرح آپ بلا

النَّبِيُّونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ زَوَى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ

کر دیئے گئے۔ مسلم۔ روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جامع باتوں کے ساتھ بھیجا گیا۔ اور رعب سے میری مدد کی گئی جبکہ میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں تو میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ متفق علیہ۔ اور ثوبان سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھے۔ احمد

اسلام نہ ساری مخلوقات کے نبی تھے نہ سارے انسانوں کے بلکہ آپ کے زمانہ میں انسان تھے ہی کتنے جن کے آپ نبی تھے اسی طرح نوح علیہ السلام کفار کے ڈوب جانے کے بعد ساری کشتی والوں کے نبی تھے اس وقت کل انسان اتنے ہی رہ گئے تھے حضور انور کی خصوصیت یہ ہے کہ لاتعداد انسان ہوں اور آپ سب کے نبی ہوں تو سارے انسانوں کا اسی طرح نبی ہونا بھی حضور کی خصوصیت ہے اور ساری مخلوق کا نبی ہونا بھی حضور کی خصوصیت ہے۔ لہ یعنی میں آخری نبی ہوں جس پر دور نبوت ختم ہو گیا میرے زمانہ میں یا میرے بعد کوئی نبی نہیں جو نبی زندہ ہیں ان کی نبوت بھی منسوخ ہو گئی اب وہ میری امت کے ولی ہیں حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ زمین کے سات طبقے ہیں ہر طبقہ میں ابراہیم و موسیٰ اور محمد ہیں وہاں زیادتی برحق ہیں مگر نبی تک یعنی میں نے خزانے سمجھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کے سارے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں خیال رہے کہ تمام زمینی اور دریائی پیداوار بھی خزانے ہیں کنجیاں پکڑا دیئے جانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو ان کا مالک بنا دیا اور مالک ہی کو اختیار دیا کہ آپ لوگوں کو جتنا اختیار ہے تقسیم فرما دیں ؎

کنجی نہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے ۔۔۔ مختار کر دیا تجھے مختار بنا دیا

تیرے سوا مدد گار ہے کوئی نہ پوچھے ۔۔۔ تیسروں کا نہیں یار و مددگار بنایا

اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہے۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا حضور عطاء الٰہی اللہ کے سارے خزانوں کے مالک ہیں حضرت ربیعہ ابن کعب نے حضور سے جنت مانگی جو منظور فرمایا گیا لہ یعنی ساری زمین مجھے مختصر کر کے دکھا دی گئی جیسے سامنے رکھ دی گئی یہاں مزلفہ تک سے کہ ساری زمین حضور انور کے سامنے کر دی گئی جیسے آئینہ دار کے ہاتھ میں آئینہ اور مرقاۃ حضور انور کو مشرق و مغرب کی سلطنت عطا کی گئی (اشعۃ اللمعات) اس سے معلوم ہوا کہ زمین و آسمان مشرق و مغرب حضور انور کی نظر میں تھے یہاں اور حضور انور کے تصرف میں بھی سمٹ دیئے اور دکھا دیئے سے یہ دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں حاضر و ناظر کے یہ ہی معنی ہیں مشرق و مغرب دیکھنے کے معنی یہ ہیں کہ میں نے ساری زمین دیکھ لی اس کا کوئی ذرہ چھپا نہیں رہا یہاں سمیٹ دینے دکھا دینے کا ذکر تو ہوا مگر

أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ وَإِنِّي
سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ
سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً
فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَأَنْ لَا

میری امت کا ملک وہاں تک پہنچے گا جہاں تک کہ میرے لیے سمیٹ دیا گیا یا فرمایا مجھے دو خزانے دیئے گئے سرخ و سفید
اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے سوال کیا کہ انہیں عام قحط سے ہلاک نہ کرے اور ان پر ان کی جماعت کے سوا کوئی دشمن مسلط
نہ کرے جو ان کی اصل کھیتی کو ختم کر دے تو میرے رب نے فرمایا اے محمد جب کوئی فیصلہ فرما دیتے ہیں تو وہ رد نہیں ہو
سکتا میں نے آپ کو آپ کی امت کے متعلق یہ وعدہ دے دیا کہ انہیں عام قحط سال سے ہلاک نہ کروں گا اور ان پر

بعد میں بھیجا جانے کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا مسلمانوں پر غلبہ حضور انور کے سامنے ہے۔

۱؎ یعنی ساری روئے زمین پر میری امت کی سلطنت ہوگی زمین کے اکثر حصہ پر مسلمانوں کی بادشاہت رہ چکی ہے قریب قیامت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تمام روئے زمین پر مسلمانوں کی بادشاہت ہوگی ۲؎ سرخ خزانہ سے مراد ہے کسریٰ شاہ فارس کے خزانے جن میں سونا زیادہ تھا اور سفید خزانہ سے مراد ہے روم کے خزانے جن میں چاندی زیادہ تھی یہ دونوں ملک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئے اور حضور انور کی پیش گوئی پوری ہوئی ۳؎ یعنی میری امت قحط و بھوک سے ہلاک نہ ہوگی لہٰذا اس پر اعتراض نہیں کہ بعض جگہ مسلمانوں پر قحط آجاتا ہے بعض مسلمان بھوک سے مرجاتے ہیں یہاں عام امت کی ہلاکت مراد ہے ۴؎ بیضہ کے معنی میں انڈا بھی اور دخول بھی چیرا پھاڑا بھی استعمال کیا جاتا ہے یہاں اس سے مراد مسلمانوں کا گھر دارالسلطنت ہے جس کی تباہی سے مسلم قوم یا محل تباہ ہو جائے خواہ عربیہ منورہ مراد ہو یا کوئی اور جگہ حضور کی اس دعا کا یہی اثر ہے کہ اگرچہ مسلمانوں پر کبھی کفار غالب آجاتے ہیں مگر الحمد للہ انہیں فنا نہیں کر سکتے اور نہ فنا کر سکیں گے۔ مسلمان اگرچہ گنہگار ہیں مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے سایہ میں ہیں۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے تیسری دعا اور بھی مانگی تھی جس کا ذکر دوسری احادیث میں ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں جنگ اور خونریزی نہ ہو یہ متفق رہیں۔ اسی کے متعلق آگے ارشاد ہے خیال رہے کہ اس حدیث میں کفار کی سلطنت کی نفی ہے نہ کہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی نفی ہے کفار مسلمانوں پر بار بار غالب ہو جائیں گے مگر انہیں بالکل مٹا نہ سکیں گے جس کا زمین پر ایک مسلمان نہ رہے۔

۵؎ یعنی اسے محبوب نہ کیا جائے کہ ایسی دعا نہ فرمائیں جو ہمارے فیصلہ کے خلاف ہو کیونکہ ہمارے فیصلہ کے خلاف ہو نہیں سکتا اور ہم پسند نہیں کرتے کہ نبی کی زبان مبارک سے ایسی دعا کریں جس میں آپ کی یہ دونوں دعائیں قبول ہیں مگر تیسری دعا کرنے کی آپ کو اجازت نہیں ہے۔

اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا رواه مسلم ۔ وَعَنْ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَدَعَا رَبَّهُ طَوِيلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَثًا فَأَعْطَانِي ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالْغَرَقِ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ

انکی جماعت کے علاوہ کوئی دشمن سے علاوہ کافروں کا گروہ ان کی جڑ کھوڑنے اگرچہ وہ زمین کے ہر طرف سے جمع ہو جائیں حتیٰ کہ وہ آپس خود ان میں سے بعض بعض کو ہلاک کر دیں گے اور بعضے بعض کو قیدی کریں گے رواہ مسلم، روایت ہے حضرت سعدؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی معاویہ کی مسجد پر گئے اس میں تشریف لے گئے دو رکعتیں پڑھیں اور ہم نے حضور کے ساتھ نماز پڑھی حضور نے اپنے رب سے بہت دیر دعا مانگی پھر فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں اس نے مجھے دو عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ کرے اس نے یہ عطا فرمایا میں نے سوال کیا کہ میری امت کو ڈبو کر ہلاک نہ کرے اس نے مجھے یہ عطا فرمایا میں نے سوال کیا کہ ان کی آپس میں جنگ نہ ہو مجھے اس سے

لہ یعنی مسلمان خود آپس میں لڑتے مرتے رہیں گے اس سے کبھی کبھار بھی نہ جائیں گے اور تکلیف بھی پاتے رہیں گے اس کا ظہور آج تک ہو رہا ہے افسوس کہ گزرے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی اتنی بادشاہتیں موجود ہیں مگر کیا سب متفق ہو جائیں تو کوئی طاقت انہیں دبا نہ سکے مگر یہ ایسے نیک ہیں کہ دو نیک نہیں ہوتے مسلمانوں کا یہ حال ہے تو عصر حاضر دل میں دو حرف ہیں اور دو بھی جدا ایک سے نیک! لہ اس فرمان عالی میں اس جانب اشارہ ہے کہ مسلمان آپس میں لڑنے جھگڑنے رہیں گے مگر غلبہ بھی نہ ہوں گے سلہ بنی معاویہ انصار کا ایک قبیلہ ہے انہوں نے اپنے محلہ میں مسجد بنالی تھی۔ جسے مسجد بنی معاویہ کہا جاتا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ وہ مسجد اب بھی عوالی مدینہ میں ہے اس کے کچھ آثار موجود ہیں اس کے صحن میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے قدم کا نشان ہے مگر اب اس کے نشان نہیں ملتے سلہ ظاہر یہ ہے کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی اگر کسی مسجد میں نماز فجر کے بعد داخل ہوئے تو بھی وہاں دو رکعتیں پڑھ لے اسے تحیۃ المسجد کہا جاتا ہ

نُمَعِّيدٌ فَمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ

سوال سے منع فرمایا اللہ کے علم اور حکمت سے۔ حضرت عطا بن یسار سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ملاقات کی میں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات سناؤ جو توریت میں مذکور ہیں تو انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم حضور توریت میں بعض ان صفات سے موصوف ہیں جو قرآن میں موجود ہیں مثلاً وہاں ارشاد ہے اے نبی ہم نے تم کو گواہ بشارت دینے والا ڈر سنانے والا پڑھوں کا حفاظت کرنے والا تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا

لہ یعنی اس قسم کی دعاؤں سے حضور انور کو منع فرمایا گیا حضور کی انتہائی عظمت کا تقاضا ہے اس ممانعت کا مقصد یہ ہے کہ حضور انور کی زبان خالی نہ جائے سوال مذکر نے جیسا سوال کیا ویسا ہی رد کر دیا یہ بڑا ترقی ہے ۱۲ عطاء ابن یسار مشہور تابعی ہیں آپ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص نے توریت علماء یہود سے سیکھی تھی ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف پڑھنی اور دوسرے سے پڑھوا کر سننی دونوں سنت صحابہ ہیں اور گذشتہ آسمانی کتابوں کے نعت والے مضامین یاد کرنا لوگوں کو سنانا بھی سنت ہے پچھلی کتابوں میں حضور کی نعت تلاش کرنی بھی سنت ہے بعض حضرات نے بندہ و خاکسار وغیرہ کے مضمون کلام کو اسی شکل میں شائع کئے ہیں یہ سب اس میں سے ماخوذ ہیں

۳ یعنی توریت شریف کی زبان عبرانی حضور انور کے بعض لقب ایسے مذکور ہیں جو قرآن کریم کے مذکور لقب کے بالکل مطابق ہیں ۱۲ جیسے قرآن مجید میں گذشتہ نبیوں کو پکارا گیا ہے ایسے ہی توریت شریف میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی پکارا گیا تھا جن آیات توریت کا یہاں ترجمہ ہے اس میں حضور انور کو پکار کر حضور کے اوصاف بیان کئے گئے اور مخلوق کو سنائے گئے ہیں کہیں توریت جل جلالہ کو پکار کر حضور کے اوصاف سنائے گئے ۱۲ یہ آیت کریمہ جزوی طور پر قرآن مجید میں موجود ہے اسکی تفسیر جاری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں بکثرت شاہد بمعنی حضور سے قرآن کے متعدد مقامات سے ثابت کی گئی ہیں شاہد سے تو معنی ہیں ناظر و شہادت سے تو معنی ہیں گواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات سارے عالم قیامت کے گواہ ہیں پھر بھی شکر گواہ تمہارے حضور اور بھی گواہ رب کو دیکھ کر تمہارے اور گواہی اسی لئے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں کہ گواہ اور گواہی ختم ہو جائے یعنی گواہ ہر حال میں گواہ کا انتظار دنیا و آخرت میں حضور کے سامنے اپنے اعمال کے متعلق اقوال کے بھی گواہ سارے نبیوں انکی امتوں کے ہر حال کے بھی گواہ ہیں ہر زمانہ میں لوگوں کے لئے گواہ ہیں کون لوگوں میں سے کون مومن کون کافر موحدوں میں کون صدیق ہے کون فاروق کون کس عہدے پر ہے تو حضور کی گواہی بہت اعلیٰ اور جامع ہے شاہد بمعنی محبوب جیسی عشاق کے دل میں رہنے والے بھی ہیں ۱۲ سارے نبیوں نے سن کر بشارت دی اور فرمایا حضور انور نے جنت و دوزخ کی سیر فرما کر ہر شخص کا ٹھکانہ مکان جگہ دیکھ کر بشارت دی اور فرمایا یہ فرق ہے حضور کی بشارت و نذارت اور دوسرے نبیوں کی بشارت و نذارت میں ۱۲ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی

اَلْمُتَوَكِّلُ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْا وَيَصْفَحُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا

نام متوکل رکھا گیا سخت دل نہ سخت زبان نہ بازاروں میں شور کرنے والے نہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معافی و بخشش کر دیتے ہیں اللہ انہیں اٹھا نہ دے گا جب تک کہ ان کے ذریعہ ٹیڑھے دین کو سیدھا کر دے گا بایں طور کہ لوگ

امت کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہیں کہ کیسے ہی دشمن ہیں امت بناہ لئے ہوئے ہے امین کے معنی یا تو ہیں امن دلانے والے یعنی مکہ کے لوگ یا یہ پڑھے لوگ کیونکہ اہل عرب عموماً بے پڑھے تھے اس زمانہ میں باوجود اس کے معنی ہیں تیسری دلیل صادق امت کے رسول اللہ یہ تیسرے معنی بہت موزوں ہیں کہ اس میں ساری امت داخل ہے (مرقات) حضور کا بناہ ہونا توریت میں مذکور تھا ؎

یا رسول اللہ پدر کا ہست پناہ آورد ام ہمچو کا ہے سوئے کوہے گناہ آورد ام

۱۰ حضور انور بھی اللہ کے عبد ہیں اور ہم بھی اللہ کے عبد و بندے ہیں مگر دونوں عبدیت میں فرق یہ ہے کہ ہم کو ناز ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور دوست قدرت کو ناز ہے کہ حضور انور میرے بندے ہیں ھو الذی ارسل رسولہ ۔ ذاکر اقبال کہتے ہیں ؎

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر ہیں سراپا انتظار او منتظر

سارے بندے اللہ کی رحمت کا انتظار کرتے ہیں اور اللہ کی رحمت حضور انور کا انتظار کرتی ہے توریت میں حضور کا نام متوکل تھا کیونکہ حضور نے اتنا بڑا تبلیغ کا کام کیا بغیر ظاہری سہارے کے بھائی کوئی نہیں ماں باپ بچپن شریف میں رخصت ہو گئے جوانی میں جو اقربا تھے وہ دشمن تھے ایسے ناسازگار حالات میں دنیا کی کایہ پلٹ دینا دو ہی طاقت نہیں تو اور کیا ہے ۱۰ حضور جیسا نرم دل حضور جیسا شیریں گفتار حضور جیسا بیباک کردار آسمان نے نہ دیکھا آسمان تو کیا خالق و رحمان نے نہ دیکھا کہ کسی نے ایسا تو کیا بندہ پیدا ہی نہیں کیا پھر دیکھنے کے کیا معنی حضور وہ ہیں۔ جبیر نے ابوسفیان سے بکریہ و چیخ کر صاف فرمایا لوگوں کی گالیاں سن کر دعائیں دینے والے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ؎

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

حضور بازار میں تشریف لے جاتے تھے مگر وہاں شور کرنے نہیں بلکہ تبلیغ احکام کیلئے اسی لئے یہاں مستحب کی نفی فرمائی نہ کہ واجب یعنی جانے کی ۱۰ یہاں ذاتی بدلہ لینے کا ذکر ہے حضور انور نے اپنے ذاتی دشمن سے بدلہ نہ لیا معافی دی مگر دینی دشمن کو معاف نہ کیا حضور مزاجی و حلمی مگر دینی معاملہ میں بہت سخت تھے مگر فاطمہ مخزومیہ کے چوری کرنے پر اسے ہرگز معاف نہ فرمایا ہاتھ کٹوا دیا کہ وہ دینی قانون کی عمر بھر کی برتری ضرور رہنی چاہیے آج ہمارا عمل برعکس ہے معافی دینے بخشش میں بڑا فرق ہے رب فرماتا ہے ۔ باقی فی احسن حضور کی زندگی شریف اس آیت کی تفسیر ہے مرزا نے فرمایا کسی کا عیب چھپانا مضرت ہے اور مزا نہ دینا معافی ہے حضور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں اللہ تعالیٰ عفو حلیم ہے اور حضور رحیم ہے حضور کو یہ صفات رب نے پوری پوری عطا فرمائی ہیں ۱۰ پڑھنے دین ست مراد صحابہ ہیں جس میں کفار مکہ نے زیادتی

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَقُوْمُهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ نَحْوَهٗ وَذَكَرَ حَدِيْثَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ فِيْ بَابِ الْجُمُعَةِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ۔ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً فَاَطَالَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلٰوةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّهَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ وَّرَهْبَةٍ وَاِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ فِيْهَا ثَلٰثًا فَاَعْطَانِيْ

کہیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے اس دن بھی آنکھیں بھرے کان اور دل کھول دے گا نہ (بخاری) یوں ہی اسے دارمی نے بروایت عطاء عن عبداللہ ابن سلام نے بھی اسی طرح روایت کیا۔ حضرت ابوہریرہ کی حدیث کہ ہم آخر میں باب الجمعہ میں ذکر کردی گئی۔ دوسری فصل روایت ہے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو اسے بہت دراز فرمایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسی نماز پڑھی جو کبھی نہ پڑھتے تھے فرمایا ہاں یہ نماز رغبت اور ڈر کی ہے میں نے اس میں اللہ سے تین چیزیں مانگیں تو اس نے مجھے

کہہ کر کے ایسے بڑھا کر یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام بڑائیوں کو دور کرنے جیسی دعا تھی اسے دوسرا کر دیا یہ ہے اس لفظ کا سیدھا کرنا (مرآۃ) شرح بہت اعلیٰ ہے۔ لہ لا الہ کہنے سے مراد ہے ساتھ اسلامی عقیدے کے جانا جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھا کرو یعنی پڑھنا واجب ہے یعنی ساری سورہ فاتحہ سے یعنی حضور کے ذریعہ سے لوگوں کو کلمہ نصیب ہوگا اور کلمہ غیر کے ذریعہ لوگ کفر اور دشمنی میں پڑے کان بہرے ہونے فاعل ذال جاتا رہا جیسے بعض روایات میں بھائی بجائے بہرے بھی حضور انور کے ذریعہ سے تین نعمتیں ان کو ملیں گی سے آپ مشہور صحابی ہیں بڑے مومن ہیں حضور کے ارقم میں تشریف لیجانے سے پہلے اسلام لائے مشرف ہوئے مکہ کی ایذا پر صبر کیا ہجرت میں شریک ہوئے کوفہ میں رہتے ہیں وہیں ۳۷ھ میں ان کی وفات ہوئی حضرت علی نے آکر نماز جنازہ پڑھی کوفہ میں ہی آپ کا مزار شریف ہے (اشعۃ) سے یا تو اس طرح دراز فرمایا کہ اس نماز کے ساتھ ارکان دراز کئے یا اس طرح کہ اس میں دعا دراز مانگی یا بہت مرتبہ سجدہ دراز کیا اور سجدے میں دعا طویل مانگی تو افعال کے تعدد میں دعا مانگنا جائز ہے یہ نماز نفل میں تھی جو اس کے لئے ادا کی گئی تھی۔ شہ یعنی اس وقت آپ نماز کبھی نہ پڑھتے تھے یا ایسی دراز اور ایسی نماز آپ کبھی نہ پڑھتے تھے اس صورت میں وہ دن کی نماز مراد ہوگی کیونکہ حضور رات کو تہجد کی نماز قریب ہی دراز پڑھتے تھے سے یعنی دوسری نمازوں میں یا امید غالب ہوتی ہے یا خوف ہی غالب مگر اس نماز میں خوف اور امید کامل طور پر جمع تھے جب نماز ایسی میسر ہو تو اسے خوب دراز پڑھنا چاہئے نماز خوف ایسا کمال برتر ہے خیال رہے کہ یہاں امید سے مراد اپنی امت کے متعلق امید خوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بحیثیت متبوعیت کا نہیں ہے یہاں افعل بمعنی کا گنجائش ہے نہ خوف کی یا مطلب یہ ہے کہ اس نماز میں جو دعا مانگی اس کی قبولیت کی امید تھی اور نماز کا خضوع جانا ایسا ہی ہوا کہ دو دعائیں قبول ہوئیں اور تیسری دعا سے روک دیا گیا

اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً سَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِسَنَةٍ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ
أَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُذِيقَ بَعْضَهُمْ بَأْسَ
بَعْضٍ فَمَنَعَنِيهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ۔ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ
خِلَالٍ أَنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلِكُوا جَمِيعًا وَأَنْ لَا يَظْهَرَ أَهْلُ

دو عطا فرمائیں اور ایک سے منع فرما دیا میں نے اس سے سوال کیا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ فرمائے اس نے مجھے عطا فرما دیا اور میں نے اس سے سوال کیا کہ ان پر ان کا دشمن مسلط نہ فرمائے مجھے عطا فرما دیا اور میں نے اس سے سوال کیا کہ ان کے بعض کو بعض کی سختی نہ چکھائے اس سے مجھے منع فرما دیا کہ (ترمذی نسائی) روایت ہے حضرت ابو مالک اشعری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو تین باتوں سے امان دے دی۔ تم پر تمہارے نبی بددعا نہ کریں گے کہ تم سارے ہلاک نہ ہو جاؤ گے اور جھوٹے لوگ حق والوں پر

لہ منع فرمانے کے دو ہی معنی ہیں کہ مجھے یہ دعا مانگنے سے منع فرما دیا۔ امر میں ماگا ہوا نہیں ملتا دوسرا اور بہتر ہے کہ منع عن الاعطاء کچھ اور چیز ہے منع میں عجز جیسے کی شان ظاہر ہوتی ہے لہ غیر سے مراد کفار ہیں اور مسلط کرنے سے مراد ہے مسلمانوں پر اس طرح چھا جانا کہ مسلمانوں کی وہ بالکل ہلاک کر دیں کہ کوئی مسلمان نہ بچے جیسا کہ پہلے گذرا آج تک نہ تو ایسا ہوا ہے اور نہ ان شاء اللہ ایسا ہوگا۔ لہ اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ مسلمانوں میں واپس کی جنگیں تو رہیں گی چنانچہ خلافت عثمان کے آخر دور میں مسلمانوں میں جنگ ہوئی سب سے پہلے حضرت عثمان غنی شہید کئے گئے اس دن کی سیان سے شروع ہوئی تلوار آج تک میان میں نہ گئی ہر دور میں مسلمان آپس میں لڑتے بھڑتے ہی رہے خلافت جدی میں مسلمانوں کا آپس میں جو کشت و خون ہوا وہ سب کو معلوم ہے تمام جنگوں میں فریقین کے قریباً اسی ہزار مسلمان قتل ہوئے سلام المنزل میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم۔ تو حضور انور نے عرض کیا اعوذ بوجھک پھر فرمایا او من تحت ارجلکم عرض کیا اعوذ بوجھک پھر فرمایا۔ او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض حضور انور نے عرض کیا انی ھذا ھون ھذا یعنی آسان عذاب ہے زمینی عذابوں سے یہ آپس کی جنگوں کا عذاب سان ہے لہ جیسے گذشتہ نبیوں نے اپنی سرکش قوموں کے لئے بددعائیں کیں ویسی بددعا میں کیوں نہ کروں جس کی وجہ سے عام عذابوں نے مجھ کو زمانہ نوح سے زمین پر کوئی کافر نہ رہنے دیا۔ الحاصل میں تمہارے لئے بددعا نہ کروں گا۔ اولاً تو اس لئے کہ میں رحمۃ اللعالمین ہوں کسی پر بددعا نہیں کرتا۔ دوسرے اس لئے کہ میری قوم گذشتہ قوموں کی طرح سرکش نہیں میری قوم میں اکثر لوگ مومن ہو جائیں گے بعض کافر رہیں گے مگر ان کی وجہ سے میں عام بددعا نہ کروں گا۔ (مرآت واشعۃ)

الْبَاطِلِ عَلٰى اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰى ضَلَالَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّجْمَعَ اللّٰهُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَيْفَيْنِ سَيْفًا مِّنْهَا وَسَيْفًا مِّنْ عَدُوِّهَا مَا وَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ وَعَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ

غالب نہیں آئیں گے نہ اور اس سے کہ تم گمراہی پر جمع نہ ہوں گے۔ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عوف ابن مالک سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ اس امت پر دو تلواریں کبھی جمع نہیں فرمائے گا ایک تلوار اس کی اپنی اور دوسری تلوار اس کے دشمن کی۔ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے شاید انہوں نے

۱؎ یعنی میری امت میں بڑے بڑے بددین پیدا ہوں گے مگر ان کی اہل حق پر غالب نہیں آسکیں گے اگرچہ بظاہر بددین بڑے سازوسامان سے لیس ہوں گے اور اہل حق بظاہر بے سامان ہوں گے مگر ہمیشہ غلبہ اہل حق کو ہی رہے گا آج تک اسی کا ظہور ہوتا رہا ہے اہل سنت کے پاس ترقی کے اسباب بہت کم ہیں اور اہل باطل کے پاس ہر طرح کے اسباب ہیں مگر غلبہ اہل سنت ہی کا ہے ۲؎ یعنی جیسے گذشتہ امتیں جب گمراہ ہوتی تھیں تو ساری کی ساری گمراہ ہو جاتی تھیں انکے پاس کتاب الٰہی اور ارشاد کرام کی تعلیم باقی نہیں رہتی تھی میری امت میں ایسا نہ ہوگا ان میں گمراہ فرقے بہت پیدا ہوں گے مگر ایک فرقہ حق پر قائم رہے گا اس فرقہ کی پہچان دو بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ ما انا علیہ الیوم واصحابی یعنی میرے اور میرے صحابہ کی سنت کے متبع ہوں گے دوسرے یہ کہ جماعت انہی کی زیادہ ہوگی اتبعوا السواد الاعظم الحمد للہ تیسرے یہ کہ اس فرقے میں اولیاء اللہ ہوں گے رب فرماتا ہے وکونوا مع الصادقین اور فرماتا ہے صراط الذین انعمت علیہم یہ تینوں چیزیں اسی فرقہ اہل سنت والجماعت میں ہیں یہ جماعت برحق ہے۔ اولیاء اللہ یہ ہیں جو مومن ہوں اور متقی ہوں اور فرمایا نہیں خواہ مخواہ ولی ہیں ولی کہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے الذین امنوا وکانوا یتقون بعد انبیاء کے تمام زندہ ولی اور اولیاء اللہ کے آستانہ سب اہل سنت میں ہیں ۳؎ میں نے دیکھا گیا ہے کہ اولاً تو مسلمان لڑتے بھڑتے رہتے ہیں مگر جب کفار کا حملہ ہو جاتا ہے تو سب یکدم متفق ہو جاتے ہیں۔ ۱۹۶۵ء میں بھارت نے بڑی قوت سے اچانک پاکستان پر حملہ کیا ہے رات کے حملہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں مسلمانوں کو ایسا متفق کر دیا کہ یہ لوٹنا بھڑنا بھول گئے اور جب شر کے فضل سے ہم نے جوابی کارروائی کی تو بھارت کی رات کھٹے کر دیئے ان کے چھ سو ٹینک، بیس ہزار فوج تباہ کر دی آخر وہ صلح پر مجبور ہو گئے ستر ہ دن جنگ ہوئی اگر کچھ دن جنگ اور رہتی تو انشاء اللہ بہت فتح مسلمان پاتے ہماری طاقتوں نے بیچ میں پڑ کر صلح کرا دی ہے اس فرمان عالی کا ظہور کفار جب کبھی مسلمانوں پر غالب آجاتے ہیں اس کی وجہ ہماری غلطیاں ہماری غفلت ہماری اسلام سے دوری ہوتی ہے اللہ رسول سچے ہیں مگر ہم جھوٹے ہو جاتے ہیں۔

سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالُوْا

کچھ سُنا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے فرمایا میں کون ہوں تو لوگوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں، اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے اچھوں میں سے بنایا پھر ان اچھوں کی دو جماعتیں کیں تو مجھے ان کے اچھے فریق میں سے بنایا پھر ان اچھوں کے کئی قبیلے کیے تو مجھے بہتر قبیلہ میں بنایا پھر ان اچھوں کے گھرانے کیے تو مجھے اچھے گھر والوں میں بنایا۔ تو میں ان سب میں اچھی ذات والا اور اچھے گھر والا ہوں۔ (ترمذی) روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا

ف۱ بعض بدباطن منافقوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف پر کچوکا لگایا تھا جیسے آج عیسائی کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جناب ہاجرہ کی نسل سے ہیں اور حضرت ہاجرہ فی الواقع باندی تھیں یا حضرت ابراہیم کی مزدور تھیں اس کی تحقیق ہم پہلے کر چکے ہیں حضرت عباس کو یہ طعن سنکر بہت صدمہ ہوا اور حضور انور سے اسکی شکایت کی۔ ف۲ حضور انور نے اس کا جواب حضرت عباس کو نہ بتایا بلکہ مجمع میں کھڑے ہو کر سب کو سنایا تاکہ مسلمان آئندہ ایسے اعتراضات کے جوابات نہ سیکھیں اپنے متعلق لوگوں سے سوال فرمایا تاکہ لوگ جواب میں ارشاد کے محل میں یہ بات نہ جائے ف۳ جناب عبدالمطلب صاحب مروت عرب میں مثل حاتم طائی کے مشہور سخی تھے غالباً سرتبلیں نے کہا تھا کہ حضرت ہم کو بھی چاہیئے تھی تب حضور نے فرمایا عرض جہاں سے افضل ہیں حضور انور کو عرب میں پیدا فرمایا یہ مطلب ہے کہ ساری مخلوق میں انسان افضل مجھے انسانوں میں سے بنایا انسانیت کو حضور سے فخر ہوا۔ ف۴ یعنی انسان دو قسم کے ہیں عرب و عجم ان میں عرب افضل ہیں مجھے عرب میں پیدا فرمایا۔ ف۵ یعنی عرب کے بہت قبیلے بنائے سب سے قریش میں مجھے پیدا فرمایا۔ ف۶ یعنی قریش میں بہت سے خاندان ہیں ان میں بنی ہاشم افضل ہیں مجھے بنی ہاشم سے پیدا فرمایا۔ ف۷ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے آل عزت سے بھی آخر زمانہ میں پیدا فرمایا یعنی بنی ہاشم افضل ہیں مجھے بنی ہاشم سے پیدا فرمایا ہے الخ۔ اسکو رسول من انفسکم بعض قرأت میں انفسکم ہے بعض قرأت میں خیرکم ہے یعنی تم میں بہترین ہستی سے رسول بھیجا ہے جو سب سے زیادہ فضائل والے شریف ہیں ف۸ خیال رہے کہ عرب میں چھ طبقات ہیں شعب، قبیلہ، عمارہ، بطن، فخذ، فصیلہ۔ حضور انور ان چھ طبقات میں سے بہترین میں تشریف لائے جس میں ہے کہ ہمیشہ انبیاء کرام اعلیٰ نسب اور اچھے خاندان میں تشریف لاتے رہے جیسا کہ ہرقل والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے بہترین شکل بہترین آواز بہترین اخلاق سے موصوف ہوتے ہیں کشش

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ رَوَاہُ

یارسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی فرمایا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے [1]

والی ہر چیز عطا نہیں ہوتی یہ بھی خیال رہے کہ نبوت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے انسان کسب کرکے کسی اور شرف کو حاصل نہیں کرسکتا جیسے رب نے نبوت دی اسے ہر طرح اشرف بنایا رب فرماتا ہے اللہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلا ومن الناس۔ اور فرماتا ہے واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔ حضور انور تو نبیوں کے سردار ہیں۔ بعد خدا تمام مخلوق سے بہتر آپ ہی ہیں۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ [2] یعنی جب کہ حضرت آدم کے جسم میں روح بھی نہ گئی تھی اس وقت ہم نبی تھے اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ہم علم الٰہی میں نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ہم نبی ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو تمام انبیاء کرام کی نبوت کو جانتا تھا پھر اس میں حضور کی خصوصیت کیا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی نبوت کا اعلان اس وقت ہو چکا تھا۔ فرشتے حضور پر کروڑوں سال سے درود پڑھ رہے تھے تمام روحوں کے سامنے سارے نبیوں سے حضور پر ایمان لانے آپ کی نصرت و مدد کرنے کا عہد و پیمان لیا گیا تھا۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ عرش اعظم۔ آسمانوں۔ جنت کے محلوں۔ دریاؤں میں وہاں کے درختوں کے پتوں پر حوروں کی پتلیوں میں فرشتوں کی آنکھوں میں۔ خزانہ کے سینوں پر طوبیٰ کے پتوں پر سدرۃ المنتہیٰ کے بیروں پر حوروں کی پتلیوں میں فرشتوں کی آنکھوں میں۔ غلمان

التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِيْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا اُمِّيَ الَّتِيْ رَاَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ رَوَاهُ

(ترمذی) روایت ہے حضرت عرباض بن ساریہ سے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے فرمایا میں اللہ کے نزدیک آخری نبی لکھا ہوا تھا، جبکہ آدم اپنی خمیر میں لوٹ رہے تھے[1] میں تم کو اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں، میں دعا ابراہیم ہوں اور بشارت عیسٰے[2] ہوں، خواب میں اپنی ماں کا دیکھا ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس سے ان کے لیے شام کے محل چمک گئے[3]

[1] آپ بشر و انسان ہیں آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں حضور نے صحابہ میں سے وہ آپ بہت گریہ زاری کرنے والوں سے تھے آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کے متعلق آیت کریمہ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم نازل ہوئی۔ [2] یہاں لکھنے سے روح حضور میں لکھنا مراد نہیں بلکہ کوئی خاص تحریر مراد ہے جو عالم ارواح میں مشہور کرنے کے لیے لکھی گئی تھی وہاں حضور انور کو سب جانتے پہچانتے تھے اس تحریر و خبر کی وجہ سے خمیر میں ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ابھی اس میں روح نہیں پھونکی گئی خمیر ہی سکھایا جا رہا تھا[4] یعنی قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کی جو دعا مذکور ہے ربنا وابعث فیہم رسولا منہم اور اسی قرآن میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کی بشارت مذکور ہے میں وہ ہوں اور نہ بہت لوگوں نے آپکی دعائیں تھیں ہیں اور تقریباً سارے نبیوں نے آپکی بشارتیں دی ہیں قرآن و نبیوں نے ہی دعا یا بشارت نہیں دی

ع ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا — دعا خلیل اور نوید مسیحا
معلم خدائی کے دھوم کر آئے — جھکے ان کے آگے سب اپنے پرائے

[3] یہاں رویا سے مراد خواب ہی بلکہ نظارہ ہے کیونکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب تو ولادت سے پہلے دیکھا تھا ولادت شریف کے وقت یہ نورانی نظارہ تھا جو سب لوگوں نے دیکھا، بعض روایات میں ہے کہ حضرت آمنہ سے کہے تھے ان جوزی نے کتاب الوفا شریف میں روایت کی کہ جناب آمنہ نے ولادت کے وقت دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آمنہ یہ وہ امت ہے جو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے، مگر حافظ برزنجی نے اس خواب کے بعد کہا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اے آمنہ کیا تم کو خبر ہے کہ تم اس امت کے بعد اس امت کے نبی سے حاملہ ہو۔ (مرقات) ؎

سب نبیوں نے آمنہ تم کا حمل ہر میں — اس فخر انبیاء کی جو تم حاملہ ہوئیں
آئی ندا کہ آمنہ جائے تیرے نصیب — آئیں گے تیری گود میں اللہ کے حبیب
گودی میں تو کھلائیگی آج پالنے والا کون — اللہ نے کیا مہ کمال جلال کو!!

فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ وَرَوَاہُ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ مِنْ قَوْلِہٖ سَاَخْبِرُکُمْ اِلٰی اٰخِرِہٖ۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ

اشرح السنہ اور اسی روایت کو امام حضور کے فرمان ساخبرکم سے روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں لہ فخر نہیں کہتا ۱۲ اور

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا میلاد شریف پڑھنا جیسے سنت انبیاء اور سنت ملائکہ ہے ویسے ہی سنت رسول اللہ بھی ہے دیکھو حضور انور مسرور کھڑے ہو کر اپنا میلاد شریف خود ارشاد فرما رہے ہیں۔ قرآن کریم نے تو حضور کا میلاد بہت جگہ بیان فرمایا ہے۔ حضور انور کے معجزات چھ قسم کے ہیں۔ بعض وہ جو حضور انور سے پہلے گذشتہ نبیوں اور امتوں نے دیکھے بعض وہ ہیں جو ولادت پاک سے پہلے والدہ ماجدہ اور عرب بلکہ دنیا نے دیکھے۔ بعض وہ ہیں جو ولادت پاک تک دیکھے گئے بعض وہ ہیں جو بچپن شریف میں دیکھے گئے۔ بعض وہ ہیں جو ظہور نبوت کے بعد سے وفات پاک تک دیکھے گئے۔ بعض وہ ہیں جو بعد وفات سے قیامت تک دیکھے جائیں گے ان کی تفصیل ہماری کتابوں میں دیکھو۔ بعد نبوت سے وفات تک چھ ہزار معجزات منقول ہیں۔

لہ لغت میں سید یعنی سردار پیشوا آتا ہے اس لئے قرآن مجید نے زلیخا کے خاوند یعنی عزیز مصر کو جو کافر تھا زلیخا کا سید فرمایا وجدا سیدھا الباب۔ مگر شریعت کی اصطلاح میں سید یعنی دستگیر حاجت روا مشکل کشا آتا ہے۔ حضور قیامت کے دن سارے انسانوں بلکہ ساری مخلوق کے فریاد رس بھی ہوں گے۔ دو مشکل کشا بھی حاجت روا بھی جس کو ہم مجملاً مرقات اس باب کی تمہیدی حدیث کی شرح میں عرض کر چکے۔ اس وقت سب حضور کو رافع البلاء مشکل کشا حاجت روا مان لیں گے اگرچہ آج بھی حضور سرکار اسی معنی سے سید ہیں۔ مگر آج بعض لوگ یہ بات نہیں مانتے۔ قیامت میں سب مان لیں گے۔ اس لئے یوم القیامت فرمایا جیسے رب فرماتا ہے۔ لمن الملک الیوم۔ سے اپنی شکل و صورت کے لئے اپنی بڑائی بیان کرنا فخر ہے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے اظہار کے لئے بیان کرنا شکر ہے فخر منع ہے رب فرماتا ہے لا تفخر ان اللہ لا یحب الفرحین اور اللہ کے شکر کے لئے اپنے فضائل بیان کرنا عبادت ہے رب فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا انی حفیظ علیم سرکار فرما رہے ہیں کہ میں اپنے فضائل فخریہ نہیں بلکہ شکریہ کے طور پر بیان فرما رہا ہوں۔ نبال۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے صفات جاننے ماننے کا نام ایمان ہے اگر حضور اپنے فضائل بیان نہ فرماتے تو ہم حضور کو کیسے پہچانتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے صفات قرآن مجید میں بیان کئے اور حضور نے اپنے فضائل بیان نہ فرمائے تاکہ ہم کو ایمان ملے تو یہ فرمان ہم کو ایمان دینے کیلئے ہیں لہذا یہ بھی تبلیغ ایمان ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ان صفات پر فخر نہیں کرتا بلکہ صفات دینے والے رب پر فخر کرتا ہوں یا میں ان صفات پر فخر نہیں فرماتا۔ بلکہ مجھے ان صفات کی موجودگی عبادت اور نیاز مندی پر فخر ہے (مرقات) خیال رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کی آن کے سامنے تعریفیں فرمائیں تاکہ انہیں اور زیادہ عبادات کا شوق ہو اور یہ بھی حکم دیا کہ کسی کی تعریف اس کے سامنے نہ کرو تاکہ

لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَالَ آخَرُ

یعنی میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا فخر یہ نہیں کہتا اس دن کوئی نبی علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہوگا جو میرے جھنڈے تلے نہ ہو میں ان میں پہلا ہوں جن سے زمین کھلے گی نہ فخر یہ نہیں فرماتا ترمذی روایت ہے حضرت ابن عباسؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ بیٹھے پھر حضور انور تشریف لائے حتیٰ کہ ان حضرات سے قریب پہنچ گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا دوست بنایا اور دوسرے صاحب بولے کہ

اس میں فخر پیدا نہ ہو جائے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں الحمد للہ ہو اللہ جو غرض کہ لوگ مختلف ہیں۔ (مرقات)

لہ اس لواء حمد کے بہت معنی کئے گئے ہیں ایک یہ کہ واقعی ایک جھنڈے کا نام لواء الحمد ہے یہ جھنڈا اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت ہے جو صرف حضور کو عطا ہوگی کیونکہ اللہ کی حمد سب سے افضل ہے دوسرے یہ کہ قیامت میں سب سے پہلے سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ کی بے شمار حمد حضور ہی کریں گے ایسی حمد جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہو اور علانیہ حمد بھی حضور ہی کریں گے حمد کے جھنڈے سے یہ بھی مراد ہے یعنی اعلان حمد تعبیر ہے یہ کہ حمد سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا حضور کی حمد فرمانا اور آپ کی حمد کا اعلان فرمانا کہ تمام دنیا اور خود خدا تعالیٰ نے حضور کی حمد فرمائی آپ کی حمد کا اعلان کرے قیامت کا حساب صرف ۴ گھنٹہ میں ہوگا باقی یہ پچاس ہزار برس کا دن حضور کی مدح و ثنا میں صرف ہوگا رب فرماتا ہے عسیٰ ان یبعثک مقاماً محموداً ان آیات و احادیث سے حضور انور کا نام احمد محمود اور محمود ہے بلکہ حضور کی امت کا نام حمادون کیونکہ یہ حضور محمد کی امت ہے ۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

لہ اگر پہلے جھنڈے سے مراد یہ ظاہری جھنڈا ہے تو یہاں اسکا معنی یہ ہے کہ ساتھ ہوں گے اس جھنڈے کے تلے جس پر سرکار حمد لکھی کریں گے ہم انکے نام ہوں گے اور اگر وہاں جھنڈے سے مراد بھی حمد الٰہی تو مطلب یہ ہے کہ سب نبی اسی کے سہارے سے حمد الٰہی کریں گے اور اگر وہاں بھی حضور کی حمد تو مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ بھی ہماری حمد کریگا اور ساری مخلوق حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی ہماری حمد کریں گے لہ اس کی تفریح ہو چکی کہ دوسرا نبی حضور سے پہلے حضور انور پیدا ہوں گے بعد میں تو پیدا ہوئے اور لوگ لہ مسجد نبوی شریف میں بیٹھے باتیں اور تذکرے کر رہے ہیں بات چیت کرنے کیلئے دیکھو حضرات صحابہ کے دن رات کی آپس کی گفتگو کیسی ہوتی تھی اور انکی مجلسیں کیسی پیاری ہوا کرتی تھیں ہماری مجالس نعمت پٹان کسی کے خلاف اعلم سازی کی ہوتی ہیں کہ وہ مجلسیں بن ہوتی تھیں لہ اس وقت حضور انور ان حضرات سے قریب تر ہوئے مگر ان پر ظاہر نہ ہوئے ورنہ وہ حضرات اپنی گفتگو بند کر دیتے معلوم ہوا کہ آقا اپنے غلاموں کی بات

مُوْسٰی کَلِیْمًا وَقَالَ اَخُوْ فَعِیْسٰی کَلِمَۃُ اللّٰہِ وَرُوْحُہٗ وَقَالَ اَخُوْ اٰدَمَ اصْطَفَاہُ اللّٰہُ فَرَجَّحَ

اللہ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا ایک بھائی صاحب بولے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اور اسکی روح ہیں ایک بھائی صاحب نے کہا کہ آدم کو اللہ نے برگزیدہ کر لیا تو اللہ

بحث چھپ کر بن سکتا ہے اور اس کی اصلاح بھی کر سکتا ہے یہ تجسس نہیں بلکہ اصلاح اور تبلیغ ہے تجسس کہتے ہیں کسی کی عیب جوئی کرنا یہ ممنوع ہے رب فرماتا ہے ولا تجسسوا ۵۵ ان حضرات کی گفتگو اس بارے میں تھی کہ کون نبی افضل ہیں۔ بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ انہیں اللہ نے خلیل بنایا رب فرماتا ہے واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا۔ خلیل کے معنی اور خلیل و حبیب میں فرق ان شاء اللہ آگے ہم عرض کرتے ہیں۔

۵۱ یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ان کی زندگی شریف میں کوہ طور پر بغیر واسطہ فرشتہ کلام کیا اور کئی بار کیا اسی لئے ان کا لقب ہے کلیم اللہ لہٰذا وہ تمام نبیوں سے افضل ہونے چاہئیں خیال رہے کہ تکلیم کے معنی ہیں بار بار کلام فرمانا اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے تو حضرت کے ذات کلام کیا۔ وما کانت بھینک یا موسیٰ پھر فرمایا انہیں کو طور پر بلا کر کلام فرمایا یہ کلام بیداری میں تھا باقی نبیوں سے ایسے بلا واسطہ کلام نہ ہوا مگر خیال رہے کہ یہ کلام تھا جاہا نہ ہمارے حضور سے معراج میں ملے۔ جاہا نہ کلام کیا رہاں دیدار کے ساتھ گفتار تھی فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ ؎

طور اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں
ان سے پردہ خاص تھا کا آپ سے پردہ نہ تھا

۵۲ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے فطری خوبی بخش کر آپ کی پیدائش مرد یا عورت سے نطفہ سے نہیں ہوئی بغیر واسطہ نطفہ رب نے حضرت مریم کے پیٹ شریف میں ذریعہ جبریل علیہ السلام کے دم کے آپ کا جسم بنایا چونکہ آپ روح الامین کے دم سے پیدا ہوئے اس لئے آپ کا لقب روح اللہ ہے اور چونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک کلمہ کہہ کر دم کیا تھا۔ اس لئے آپ کا لقب کلمۃ اللہ ہے۔ اسی لئے آپ کلمہ کن فرما کر مردے جی دوبارہ زندہ کرتے تھے بیمار اچھے کر دیتے تھے۔ کیونکہ آپ روح الامین کے ایک کلمہ کے ذریعہ پیدا ہوئے اس لئے چاہئے کہ آپ تمام نبیوں سے افضل ہوں۔

۵۳ یعنی اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزوں میں آدم علیہ السلام کو ممتاز فرمایا آپ کو ابو البشر بنایا آپ کو ساری چیزوں کے نام بتا کے آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ آپ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ آپ کو سارے نبیوں کا والد بنایا۔ اس لئے آپ ہی افضل ہونے چاہئے تھے ان بزرگوں میں کسی نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا ذکر نہ کیا۔ مگر ؎

ذکر سب چھپے جب تک نہ مذکور ہو ۔۔۔ نکلیں حسن والا ہمارا نبی!

عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجِبْتُ
اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى
رُوْحُهُ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اَلَا وَ
اَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَهُ اٰدَمُ

تب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا یقیناً ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کی بات کرنے والے ہیں واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ اللہ کی روح اور کلمہ وہ ایسے ہی ہیں، آدم کو اللہ نے چن لیا واقعی وہ ایسے ہی ہیں تو مگر خیال رکھو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں تو فخر نہیں کرتا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی اٹھائے ہوں گا جس کے نیچے آدم ؑ

۱؎ یعنی جب حضور انور ان حضرات کے سامنے تشریف لائے اگر چہ ابھی ظاہر نہ ہوا تھا مگر وہ حضرات اس آزادی سے گفتگو نہ کر سکتے الحمد للہ کہ ان حضرات کے دلائل بھی ہمارے سامنے آ گئے اور حضور انور کا فیصلہ بھی سامنے آگیا۔ اب قیامت یہ فرمان عالی مسلمانوں کے لئے مشعل راہ رہے گا ۲؎ جب سے پڑھے ان حضرات کا ان انبیاء کرام کے مدحیات عالیہ پر تعجب کرنا اور انہیں افضل سمجھنا وہ فضیلت ہی کا گفتگو کرنا ۳؎ کسی بات سے اچھی بات سے یعنی تمنائی میں خصوصیات کرنا یعنی ہر گز شک نہ کرنا کہ موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ سے طور پر بالکل تمنائی میں کلام کرتے تھے اس لئے آپ کو کلیم اللہ فرمایا آپکا لقب کلیم اللہ بھی ہے اور نبی اللہ بھی ۴؎ سبحان اللہ یہ ہے حضور انور کا انصاف والا کلام کسی کی شان کا انکار نہیں فرمایا مگر ان حضرات کی یہ شانیں حضور انور نے ہی دنیا کو بتائیں اور ان کے اوصاف عالم پر مشہور کئے جس پیغمبر کی جتنی شانیں حضور نے مشہور فرما دیں۔ انکی صرف اتنی ہی شانیں مشہور ہوئیں جس نبی کا نام نہ بتایا ان کے نام دنیا سے گم ہو گئے جن کے اوصاف کا ذکر نہ کیا ان کے اوصاف گم ہو کر رہ گئے۔ صلے اللہ علیہ وسلم

شان یوسف ہو جز حسن و رہے ہی اسی در سے جزمی ۵؎ یعنی میں ان تمام مذکورہ صفات کا جامع ہوں کیونکہ اللہ کا حبیب ہوں خلیل بھی ہوں کلیم بھی، مشرف بھی ہوں اس کے ساتھ حبیب بھی ہوں (مرقات) خیال رہے کہ خلیل حبیب بھی چند طرح فرق ہے۔ ۶؎ خلیل بنا ہے خلہ سے یعنی حاجت حبیب بنا ہے حب سے بمعنی محبت بمعنی اسم فاعل بھی ہے اور اسم مفعول بھی یعنی محب و محبوب خلیل وہ جو رب سے محبت کرے حاجت سے۔ حبیب وہ جو رب سے محبت کرے بغیر کسی حاجت کے یعنی طالب ذات ہو۔ ۷؎ خلیل وہ جو مرید ہو طالب ہو اور ۸؎ حبیب وہ جو مراد ہو مطلوب ہو محب طالب ہو ۹؎ خلیل وہ جو رب کی رضا چاہے حبیب وہ کہ رب خود اس کی رضا چاہے وسوف یعطیک ربک فترضیٰ اور لنولینک قبلۃ ترضاھا ۱۰؎ خلیل وہ جو رب کی مغفرت و رحمت کا امیدوار ہو حضرت ابراہیم نے کہا تھا طمع ان یغفر لی ربی۔ حبیب وہ کہ رب تعالیٰ اسے اپنی رحمت کا یقین دلائے لیغفر لک اللہ ما تقدم

وَدُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ

اور اس کے علاوہ ہوں گے فخر نہیں کہتا میں پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا مقبول الشفاعۃ قیامت کے دن میں کہتا فخر نہیں کہتا میں پہلا شخص جو ہلائے گا حلقہ جنت کا پس کھولا جائے گا

من ذنبك ۸ خلیل وہ جس نے اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کی درخواست کرتے وا جعل لی لسان صدق فی الآخرین حبیب وہ جس کا ذکر رب تعالیٰ نے بلند کرے ورفعنا لك ذکرك ۹ بلکہ اپنے نام کے ساتھ ان کا نام ملائے۔ ۹ خلیل وہ جو رب سے جنت مانگے واجعلنی من ورثة جنة النعیم حبیب وہ جسے رب جنت و دوزخ بلکہ عالم کثرت کا مالک بنا دے انا اعطیناك الکوثر (مرقات) ۱۰ کلیم وہ جو رب سے کلام کرنے طور پر جائے حبیب وہ جسے رب کلام کرنے کے لئے عرش پر بلائے ۱۱ خلیل وہ جو اپنا دوست بنائے حبیب وہ جو دوست بنا کر سرا ہو چنانچہ قیامت میں حضرت خلیل فرمائیں گے کنت خلیلا من وراء ۱۲ سے

تم قو ہو مظہر اور پوست اور میں باہر کے دوست ہم ہر دو دیں سرا تم پہ کروڑوں درود

۱۳ کلیم وہ جو تجلی صفات کی جھلک کی تاب نہ لائے۔ فخر موجودات صفا حبیب وہ جو عین ذات کبریا دیکھے اور مسکرائے ۱۴ سے

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات ترعین ذات می نگری در تبسمی

۱۵ کلیم وہ جس کی راز دار نے گفتگو مجرب کو سامری جادو سے حبیب وہ جس سے پہلوانی کی باتیں کسی کو نہ بتائی جاویں۔ ۱۶ کلیم وہ جس کا عصا غضب کا اژدہا ہو حبیب وہ جس کا عصا گرفتوں کا سہارا ہو ۱۷ سے

عصا ہر کلیم اژدہائے غضب تھا گروں کا سہارا عصائے محمد

۱۸ کلیم اللہ وہ جو عرض کرے ارنی رب فرمائے لن ترانی حبیب اللہ وہ جسے رب تعالیٰ اپنا دیدار دکھائے ان کو یا احمد فرمائے ۱۹ سے

تو بدیں جمال در خیل سر عرش گر خرامی ارنی بگو بداں کس کہ بگفت لن ترانی

۲۰ روح اللہ وہ جس کی پاک ماں کو تہمت لگے تو اسی کے پالنے میں بیٹھے ہوئے بچے کی بیماری باتوں کے ذریعہ اس عیب طاہرہ کی عصمت بیان کی جائے یعنی اس کا گواہ بچہ ہو۔ حبیب وہ کہ جب اس کی زوجہ طیبہ طاہرہ کو تہمت لگے تو خود خالق گواہی دے۔ ۲۱ روح اللہ وہ جس کا دم بے جان جسموں کو چند روز عارضی زندگی بخشے مگر حبیب اللہ وہ جس کا نام بے جان مردہ دلوں کو دائمی زندگی بخشے اور اس کا یہ فیض تا قیامت جاری رہے۔

۲۲ روح اللہ وہ جو مرے ہوئے انسانوں حیوانوں کو زندہ کرے حبیب اللہ وہ جو خشک ہڈیوں کنکروں کو زندگی اور گویائی بخش کر ان سے اپنا کلمہ پڑھوائے۔ ۲۳ صفی اللہ وہ جنہیں ایک بار فرشتے سجدہ کریں۔ حبیب اللہ وہ جن پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجیں ۲۴ صفی اللہ وہ جو اجسام کے والد ہیں حبیب اللہ وہ جو ارواح کے والد ہیں۔ ۲۵ صفی اللہ وہ جو سارے انسانوں کے والد ہیں حبیب اللہ وہ جو سارے عالم کی اصل ہیں جن کے نور سے عرش و فرش لوح قلم وغیرہ بنے ۲۶ صفی اللہ وہ جنہیں اللہ نے چیزوں کا نام سکھایا وعلم ادم الاسماء کلہا حبیب اللہ وہ جسے رحمٰن نے قرآن

فَيُفْتَحُ اللّٰهُ فَيَدْخُلُنِيهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَ
الْآخِرِينَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ أَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُونَ وَنَحْنُ السَّابِقُونَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَإِنِّي قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ إِبْرَاهِيمُ خَلِيلُ اللّٰهِ وَمُوسَى صَفِيُّ اللّٰهِ

تب اللہ کھولے گا پھر میں مجھے داخل کرے گا جنت میں ساتھ فقراء مسلمان ہونگے فخر نہیں کہتا میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ پر زیادہ عزت والا ہوں فخر نہیں کہتا (ترمذی، دارمی) روایت ہے حضرت عمرو بن قیس سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم آخری ہیں اور ہم قیامت کے دن اول ہوں گے ۵ اور میں ایک بات کہتا ہوں مگر فخر نہیں کہ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں، موسیٰ اللہ کے

سکھایا۔ الرحمٰن علم القرآن ۱۲ منہ۔ حلق جمع ہے حلقہ کی اور حلقہ کہتے ہیں پہلے یا زنجیر کی کڑی کو یہ کڑیاں اور پہلے مل کر زنجیر بنتی ہے زنجیر ہلانے سے مراد ہے دروازہ کھلوانا یا آمد کی اطلاع دینے کو۔

۱ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ساتھ فقراء مسلمان کی تین جنتیں ہیں ایک جنت کے دروازہ پر حضور انور سے پہلے ہر روز جائینگے حضور انور اپنے گنہگار امتیوں کو بخشوانے یا نیکوں کے درجے بڑھوانے کی سفارش کرانے مگر وہ دروازہ جنت بند ہوگا دوسرے دروازے کے اندر ہوگا کسی کو زنجیر ہلانے بجانے کی ہمت و جرأت نہ ہوگی ہمت و جرأت والے ہی کا انتظار ہوگا حضور پہنچ کر دروازہ کھلوائیں گے ۲ اس فرمان عالی کی شرح وہ حدیث ہے کہ فقراء صحابہ کے بارہ سو سال پہلے جنت میں جائینگے خیال رہے کہ یہاں فقیر سے مراد محتاج الی الخلق نہیں بلکہ فقیر بمعنی تواضع کی ہے جس سے حضور انور نے پناہ مانگی ہے بلکہ جس سے حضور انور نے اپنے لئے فخر فرمایا الفقر فخری ہونا رکھتے ہیں کہ فقیر وہ ہے جو عدم کے وقت صابر ہے وجود کے وقت اہل دین مراد ہیں لہٰذا اس سے لازم نہیں آتا کہ حضرت عثمان غنی جنت میں آخر میں جائیں کیونکہ وہ مال کے غنی تھے دل کے فقیر تھے ۳ یہ فرمان عالی گذشتہ سارے مضمون کا نتیجہ یا اس کی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے حضور جیسا عزت والا کوئی پیدا ہی نہیں کیا۔ حضور نے جس پر نگاہ کرم کر دی وہ عزت والا ہو جاوے خدا تعالیٰ کے بعد حضور ہی عزت والے ہیں۔ ۴ آپ کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم ہے آپ کے والد کا نام قیس ان کا نام مالک ہے جو حضرت خدیجہ اکبریٰ کی خالہ ہیں آپ مشہور صحابی ہیں نابینا تھے حضور انور نے بہت تو صوں پر مدینہ منورہ کا خلیفہ وقتی آپ کو بنایا یا قوی یہ ہے کہ عہد فاروقی میں قادسیہ میں شہید ہوئے ۵ جتنی دنیا میں سب نبیوں سے آخر ہمارا ظہور ہوا کتاب آخری یعنی قرآن ہم کو ملی آخری کلمہ ہمارا جاری ہوا آخری امت ہماری ہے قیامت میں ہر جگہ اولیت کا سہرا جائے سر ہوگا اول شفیع ہم جنت میں پہلے داخل ہونے والے ہم سے نبیوں کا ساری امتوں میں پہلے ہماری امت جنت میں جائے گی پھر دوسری نہیں فرمایا ھذا الاول والآخر مفتوح میں ہم ہیں اس کی تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں ملاحظہ کرو۔

وَأَنَا حَبِيبُ اللّٰهِ وَمَعِيَ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِي فِي أُمَّتِي وَ أَجَارَهُمْ مِنْ ثَلٰثِ لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَلَا يَسْتَأْصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَلَا يَجْمَعُهُمْ عَلٰى ضَلَالَةٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوا وَأَنَا

بگذرد اور میں اللہ کا محبوب ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا اللہ نے مجھے میری امت کے بارے میں وعدہ فرمایا ہے اور انہیں تین آفتوں سے امان دی ہے ان پر عام قحط نہ بھیجے گا انہیں کوئی دشمن جڑ سے نہ اکھیڑ دیگا انہیں گمراہی پر جمع نہ کرے گا (دارمی) روایت ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں رسولوں کا پیش رو ہوں مگر فخریہ نہیں کہتا میں نبیوں میں آخری ہوں، فخریہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت والا اور مقبول الشفاعت ہوں فخریہ نہیں (دارمی) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب لوگ اٹھائے جائینگے ان سب میں پہلے میں قبر انور سے باہر آؤنگا جب لوگ وفد بنیں گے تو میں

[1] یہاں صفی لغوی معنی میں ہے یعنی چنے ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے لئے چن لیا۔ [2] یہ اصل اللہ حضرت آدم علیہ السلام کا لقب ہے آپ کا لقب کلیم اللہ ہے [3] ان تمام فضائل کی شرح ابھی کچھ پہلے ہم عرض کر چکے ہیں محمد سے مراد بار بار تعریف کئے گئے سب سے زیادہ صفات والے ہیں جن کی تعریف کریں گے اس لئے آپ کا نام پاک احمد ہے۔ امراد محمود ہے کہ اس دن سب سے زیادہ حمد حضور ہی کی ہوگی۔ اسی لئے آپکا نام پاک محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم محمودیت کا ظہور دنیا میں بھی ہو رہا ہے یعنی حمد و ثنا حضور کی ہوئی اور ہو رہی ہے آج کسی کی زبان ہر زبان میں آپ کے فضائل تفصیلاً بھی ہیں اور تعریفی کلام بھی [4] یعنی میری امت میں اختلافات ہونگے مگر سارے گمراہ نہ ہونگے ایک جماعت ضرور حق پر رہے گی وہ اسی سب پر غالب ہوگی مراد اس سے بڑا گروہ وہ ہی ہوگا۔

[5] فائد بمعنی قوم سے سبق لیکر چلانے والا آگے ہر چلنے والا پیچھے کے معنی میں۔ [6] یعنی مجھ سے پہلے جو چلنے والا آگے ہو چلنے والا تجھے ہو چلنے والا آگے حضور جنت میں سب نبیوں سے پہلے جائینگے اور سارے نبی حضور کے پیچھے پیچھے ہونگے اس لحاظ سے حضور قائد المرسلین ہیں۔ [7] اس کی شرح گزر چکی کہ جب قیامت میں دوسرے لوگ قبریں کھلیں گی۔ مرنے نکلیں گے، زندہ ہو کر قبر اس کی ترتیب ہوگی کہ سب سے پہلے حضور انور کی قبر کھلے گی اور نبیوں کی بعد میں پھر سب سے پہلے حضرت صدیق و فاروق کی قبریں کھلیں گی، دوسرے لوگوں کی بعد میں اس کا بیان ذکر ہے۔

خَطِيْبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوْا وَأَنَا مُسْتَشْفَعُهُمْ إِذَا أُحْبِسُوْا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا يَئِسُوْا الْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ وَأَنَا أَكْرَمُ وُلْدِ آدَمَ عَلٰى رَبِّيْ يَطُوْفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ

وہ شرمندہ ہوں گے اور لوگ جب خاموش ہوں گے تو ہم انکے خطیب ہونگے اور جب لوگ روکے ہوئے ہونگے تو انکے شفیع ہونگے لوگ جب مایوس ہونگے تو انہیں بشارت دینے والے ہم ہونگے اس دن عزت اور کنجیاں ہمارے ہاتھ ہونگی حمد کا جھنڈا اس دن ہمارے ہاتھ ہوگا میں سارے اولاد آدم میں اپنے رب کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں گا میرے پاس ایک ہزار خدام گھومیں گے گویا وہ محفوظ

سلہ قرآن کریم فرماتا ہے یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمین الی جہنم وردا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن متقی حضرات رب کی بارگاہ میں وفود اور نافرمانوں کی صورت میں اس سے ملنے کے لئے حاضر ہوں گے اس وقت حضور انور ان سب کے پیشوا اور پیشرو ہوں گے حضور ہی کے ذریعے لوگ رب سے ملیں گے حضور ہی رب تعالیٰ کا جواب ان لوگوں کو سنائیں گے یہ واقعہ قیامت میں ہوگا۔

سلہ یہ واقعہ شفاعت کبریٰ کا ہے۔ جب کہ مخلوق سخت پریشان ہو کر انبیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہوگی اور کوئی رسول شفاعت کی جرأت نہ کریں گے رب کی بارگاہ میں سب ہی خاموش ہوں گے اس وقت حضور ہی سجدہ کر کے حمد الٰہی کر کے شفاعت کریں گے۔ خطیب یعنی پیغام پہنچانے والا خطاب کرنے والا بندوں کی طرف سے رب کی بارگاہ میں عرض و معروض اور رب کی طرف سے بندوں کو فرمان سنانا اس وقت حضور ہی کا کام ہوگا اس کا ذکر ہے۔ سلہ یعنی جب لوگ میدان محشر میں جمع تو کر دیئے جائینگے مگر کوئی ان کا پرسان حال نہ ہوگا سخت گرمی سے گھبرا کر سب پسینہ پسینہ ہو گئے سب فاموش لاتکلم الا باذنہ تب حضور انور رب سے عرض کر کے حساب کتاب شروع کرائینگے حضور کی شفاعت قیامت کے تمام کاموں کی کنجی ہوگی سلہ یہاں پانی سے مراد خوف کی وجہ سے گویا خشکی سے ملیوں چھا جانا اول قیامت میں مومنوں کا یہ حال ہوگا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رب کی طرف سے بخشش و مغفرت کی خوشخبری دینگے کہ گھبراؤ تم بخشے جاؤ گے رب تم پر رحم فرمائیگا اس بشارت پر دھڑکتے ہوئے دل ٹھہر جائینگے روتی آنکھیں تنگ ہو جائینگی لبوں پر مسکراہٹ آجائیگی مگر یہ بشارات مومنوں کے لئے ہوگی سلہ یعنی نبیوں ولیوں کو عزت بخشنے کا اور بخشش سیکڑوں کو سفارش میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے لاکھوں خزانے ہیں ہر خزانہ میں کروڑوں رحمتیں ان سب خزانوں کی چابیاں حضور انور کے ہاتھ ہوں گی ؎

لاؤ رب البیت جو جس کو عطا ان سے ملا بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی!

سلہ اولاد آدم سے مراد سارے انسان ہیں جن میں حضرت آدم و حوا بھی داخل ہیں۔ حضور ان سے بھی افضل ہیں اور جب سارے انسانوں سے حضور افضل ہیں تو باقی مخلوق فرشتے۔ جن وغیرہ سے بھی افضل ہیں کہ انسان ان سب سے افضل ہے

كُمَّلُونَ أَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُورٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكُونُ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَآخُذُ بِحَلْقَةِ الْبَابِ فَيَقُولُ مَنْ

ترجمہ: اندے یا بکھرے ہوئے موتی۔ ترمذی، دارمی اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا پھر میں جنتی ہوں اپنا پیارا جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ

لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں سب نے کہ سکتے کی قسم اسی لئے فرمائی کہ وہاں حضور جلوہ گر ہیں لہٰذا اقسم بھذا البلد وانت حلّ بھذا البلد انشاء اللہ یہ تمام صفات قیامت میں سب آنکھوں سے دیکھیں گے جو یہاں بیان سے وہاں عیاں ہوگا۔ ۱؎ یعنی کیا ہے جمعہ کی بھی انڈا اس سے شتر مرغ کے انڈے مراد ہیں مکنون کے معنی ہیں جسے گرد و غبار نہ پہنچا اپنی اصل صفائی پر ہو عرب میں شتر مرغ کے انڈے کے رنگ کو بہت حسین سمجھتے تھے۔ لہٰذا انہیں سمجھانے کیلئے یہ فرمایا یعنی سفیدی مائل بہ سرخی اسی لئے قرآن کریم نے حوروں کا حسن اسی طرح بیان فرمایا کانّھنّ بیض مکنون باقی دنیا میں جیسے طب خام وغیرہ میں سفیدی مائل بہ سرخی کو پسند کیا جاتا ہے حضور انور کا حسن ایسا ہی تھا جیسا کہ علیہ فریق کے بیان میں آوے گا۔ مرآت

۲؎ یہاں اس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ تشبیہ صرف عرب کو سمجھانے کے لئے ہے کہ یوں سمجھ جیسے شتر مرغ کے مخروطی انڈے یا ایسا سمجھ جیسے نما مفتہ خیال رہے کہ موتی جس میں سوراخ نہ کیا جائے اور اسے دھاگہ میں نہ پرویا جائے وہ زیادہ حسین معلوم ہوتا ہے سوراخ کئے ہوئے موتی کے مقابلہ میں کہ وہ اپنی سیپ والی حالت پر نہیں رہتا ہے اس لئے ہر جگہ درمنثور سے تشبیہ دی جاتی ہے یعنی بکھرے ہوئے موتی ہیں بکھرے ہوئے ہیرے و خادم حضور کے ہر طرف پھیلے ہوں گے۔ لہٰذا انہیں بکھرے موتیوں سے تشبیہ دینا بہت ہی موزوں ہے یہ خدام یا تو قیامت ہی میں حضور کے گرد و پیش ہوں گے یا جنت میں ہی اگر جنت میں ہی تو خادم ان غلاموں کے ہوں گے جو دنیا میں حضور کے غلام ہوں گے ۳؎ یہ حدیث ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے ثم فرما کر اس مضمون کو پہلے مضمون پر معطوف کیا گیا ہے یعنی سب سے پہلے قیامت کے دن قبر انور سے میں اوٹھایا جاؤں گا وہاں ہی کپڑے پہنایا جاوے گا وہ جو گزرا کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنایا جاوے گا پھر مجھے یہ دوسرا جوڑا ہوگا خلعت کرامت یہ جوڑا ہمارے شہر میں ہر جمعہ کو پہنایا جاوے گا اور یہاں جس جوڑے کا ذکر ہے وہ جوڑا ستر کے لئے ہے جو قبر انور سے اٹھتے ہی پہنا دیا جاوے گا۔ سب ننگے جائیں گے حضور انور اور بعض خاص پیارے کپڑے پہنے ہوئے ۴؎ یعنی میرا یہ خاص مقام جہاں میں تشریف فرما ہوں گا عرش اعظم کی داہنی جانب ہوگا اس مقام پر میرے سوا کوئی نہ ہوگا یہ مطلب نہیں کہ عرش کی داہنی طرف سوا میرے کوئی نہ ہوگا اس دن جب کافر و مومن میں چھانٹ ہو گی اور ارشاد ہوگا وامتازوا الیوم ایھا المجرمون تو مومن عرش اعظم کی داہنی طرف کھڑے ہو جائیں گے کفار بائیں طرف۔ رب فرماتا ہے فاصحاب الیمین ما اصحاب المیمنۃ اس آیت کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے

يَمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ جَامِعِ الْاُصُوْلِ عَنْهُ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ فَاُكْسٰى وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْوَسِيْلَةُ قَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَ

مخلوق میں میرے سوا کوئی نہیں جو اس جگہ کھڑا ہو (ترمذی) اور جامع الاصول کی روایت میں ہے انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں پہلا شخص ہوں جس کی قبر کھلے گی پھر مجھے جوڑا پہنایا جائے گا، روایت ہے انہیں سے وہ نبی علیہ السلام سے راوی ہیں فرمایا اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چیز ہے فرمایا بہشت میں سب سے اونچا درجہ جسے صرف ایک شخص پائے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ میں ہی ہوں گا۔ (ترمذی) روایت ہے حضرت ابی بن کعب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب

ہوں یعنی عرش اعظم کی داہنی جانب رہوں گا۔

سلہ کھڑے ہونے سے مراد یہ تشریف فرما ہونا ہے مقام وسیلہ ہے یا مقام محمود وسیلہ مقام پر حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کی شفاعت کریں گے اور مقام محمود پر سب حضور کی تعریفیں کریں گے حتی کہ رب تعالیٰ بھی۔

سلہ فرمایا۔ ہے کہ مقام وسیلہ حضور انور کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ حضور کے نامزد ہو چکا ہے پھر ہم سے دعا کرانا اس لئے ہے تاکہ اس دعا کے ذریعہ ہم کو بھی کچھ مل جاوے کریموں کو دعائیں دینا بھیک مانگنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے ؎

تلب کی صورت بنو بستر اس کو کرم سے کر دیں گنبد ۔۔۔ دے گا دعائیں حافظ خستہ صلے اللہ علیہ وسلم

درود شریف پڑھنے کا بھی یہی مقصد ہے اذان کے بعد جو درود و وسیلہ پڑھی جاتی ہے اس کا ماخذ یہی حدیث ہے۔

سلہ اس کی بحث اذان کے بیان میں گزر گئی۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ وسیلہ جنت میں سب سے بلند و بالا مقام ہے جو صرف حضور انور کے لئے ہے باقی سب کے لئے اس کے نیچے کے مقامات ہیں حتی کہ فردوس والے بھی یہ اس کے نیچے ہوں گے محشر میں مقام محمود یہی ہے۔ اور اگر وہاں بھی وسیلہ ہے تو وہ دوسرا مقام ہے سلہ یہاں اجر فرمانا ہے علی یا بے یقینی کی وجہ

خَلِيْلُهُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ وَهُوَ غَيْرُ مُخَيَّرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وَلَايَةً مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ وَلِيِّيْ اَبِيْ وَخَلِيْلُ رَبِّيْ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

کہلائے گا اور ان حضرات کا شفاعت کو تخییر نہیں فرمایا ہوں (ترمذی) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے لئے نبیوں میں قریب تر ہوتے ہیں اور میرے باپ میرے رب کے خلیل ہیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی کہ لوگوں میں ابراہیم سے قریب ترین وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ ایمان لائے اور اللہ ولی ہے مومنوں کا۔ (ترمذی)

سے نہیں بلکہ تو انشاء ہے یا یوں سمجھو کہ کریم کی امید بھی یقینی ہوتی ہے۔

۱؎ یہاں امام سے مراد نماز کا امام نہیں بلکہ سب سے آگے چلنے والا سب کی طرف سے رب کی بارگاہ میں کلام کرنے والا ہر کام میں سب پر پہل کرنے والا مراد ہے حتی کہ جنت میں آگے آگے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور پیچھے سارے نبی داخل ہوں گے۔

۲؎ یعنی تمام نبیوں کی شفاعت ہم کریں گے بلندی درجات کی۔ یا ان سب کی شفاعت کی ابتداء ہم سے ہوگی کہ پہلے ہم دروازہ کھلوا دیں گے پھر ہمارے بعد دوسرے نبی شفاعت کریں گے۔

۳؎ یعنی حضرات انبیاء کرام کو ہر نبی کو کسی دوسرے نبی سے خاص قرب خاص مناسبت ہوتی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو نوح علیہ السلام سے مناسبت جلالت کی اور کفار کو ہلاک کرانے میں یعنی علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تارک الدنیا ہونے میں۔ ۴؎ یعنی میں صورۃً سیرۃً اخلاقاً حضرت ابراہیم سے بہت ہی مناسبت رکھتا ہوں حتی کہ حضور کا دین اسلام بھی ملت ابراہیم کہلاتا ہے رب فرماتا ہے قل بل ملۃ ابرٰھیم حنیفاً حتی کہ حضور انور نے فرمایا کہ بالکل جناب ابراہیم کی ہم شکل ہوں جو انہیں دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔

۵؎ حضور انور نے اپنے فرمان عالی کی تائید میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی جس میں حضور کو حضرت ابراہیم سے قریب تر فرمایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اچھوں سے قریب بھی اچھا ہے حضور حبیب اللہ اور خلیل سے قرب خاص رکھتے ہیں فورٌ علیٰ نورٍ۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

۶؎ اس آیت کی تفسیر ہماری تفسیر میں ملاحظہ کرو خیال رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم توکل بصبر رضا بالقضاء رواداری خدا ترسی فرمانے سے بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت کا مقابلہ کر کے اسے فنا کرنے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات زندگی کا مطالعہ کرو پھر آقا کے دربار میں کی سیرت پاک بنظر غور پڑھو۔ یکسانیت نظر آئے گی جو شخص حضور انور کے نقش قدم پر چلے اسے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے انشاء اللہ قرب حاصل ہوگا

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ لِتَمَامِ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَکَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ۔ وَعَنْ کَعْبٍ یَحْکِیْ عَنِ التَّوْرٰیۃِ قَالَ نَجِدُ مَکْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَبْدِیْ الْمُخْتَارُ

روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اخلاق کے درجات مکمل کرنے کو اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لیے مجھ کو بھیجا (شرح السنہ) اور روایت ہے حضرت کعب سے وہ توریت سے حکایت کرتے ہیں فرمایا ہم وہاں لکھا پاتے ہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں میرے پسندیدہ بندے ہیں۔

لہ مکارم جمع ہے مکرمۃ کی بمعنی پسندیدہ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو اخلاق قدسیہ اخلاق جمیع ہے خلق کی بمعنی عادت و خصلت یعنی دل کی وہ حالت جس سے اچھے اعمال کرنا آسان ہوں۔ بعض نے فرمایا کہ دل و باطن صفات۔ یعنی پچھلے انبیاء کرام بھی لوگوں کو اچھی عادات سکھانے تشریف لاتے تھے مگر ہم تمام بنی آدم کے اخلاق سکھانے تشریف لائے ہیں لہ محاسن جمع ہے حسن کی خلاف قباح اس کے معنی ہیں خوبی عمدگی یا خوب عمدہ اعمال خصائل جمع ہے فعل کی بمعنی ظاہری اعضاء کے ظاہری کام یعنی ہماری تشریف آوری اس لئے ہے کہ ہم تمام لوگوں کی دل کی عادتیں بھی اچھی درجہ کی کریں اور ظاہری اعمال بھی یا ان کے متعلقہ سے بھی ٹھیک کریں اور اعمال بھی یا مذہبی طریقت بھی سکھائیں شریعت ہم بعض شارحین نے فرمایا کہ ذاتی خوبی کو کرم کہا جاتا ہے۔ سروری خوبی کو کمال رب فرماتا ہے۔ من کمال وجہہ یا مقام کریم یا قرآن کریم حضور سے دنیا کی تربیت اور اسے عقیدے دل حالات بھی درست فرما گئے اور ان کی عبادات۔ معاملات بھی ٹھیک کئے انسانوں کو فرشتوں سے آگے بڑھا دیا مرکبوں تھا نہیں کیا کر دیا شعر

سب چمک دمک سے اجلوں میں چمکا کئے ۔۔۔ اندھے سنیشوں میں چمکا ہمارا نبی

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اخلاق جس کی بھلائی چاہتا تھا سے صدق مقال۔ اکل حلال۔ صائبین کی حاجت روائی۔ امانت کی حفاظت حیا اور شرم پڑوسیوں سے اچھا سلوک۔ مہمان کی تواضع۔ بڑوں کا احترام چھوٹوں کا لحاظ ماں باپ کی خدمت نصیب فرماتا ہے یہ اخلاق محمدیہ کا ایک مختصر سا بیان ہے۔ (مدارج النبوت) لہ آپ مشہور تابعی ہیں آپ کو کعب احبار کہتے ہیں یہود سے بڑے عالم توریت کے ماہر تھے حضور کے زمانہ شریف پایا مگر اس زمانہ میں نہ ایمان لائے نہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے عہد فاروقی میں ایمان لائے آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے خلافت عثمانیہ میں ۳۲ھ میں مقام حمص میں وفات پائی وہیں دفن ہوئے (اکمال) لہ مختار کے معنی پسندیدہ بھی ہیں اور اختیار دار بھی بعض روایتوں میں ہے مختار ہیں حضور کو اللہ نے اپنے خزانوں کا مالک کیا مختار کیا۔ توریت میں بھی آپ کو کہا گیا ہے۔

شعر ۔۔۔ کبھی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے ۔۔۔ سرکار کیا مالک و مختار بنایا

مختار مقابل ہے مجبور کا حضور مجبور نہیں مختار ہیں۔

لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَاُمَّتُهٗ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ يَحْمَدُوْنَ

نہ سخت دل ہیں اور نہ سخت زبان اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن معاف فرماتے ہیں بخش دیتے ہیں[1] ان کی ولادت مکہ میں ہوگی اور ان کی ہجرت مدینہ میں[2] اور ان کا ملک شام میں[3] ان کے امتی بہت حمد کرنے والے ہیں آرام و تکلیف میں اللہ کی حمد کریں گے۔ اور ہر وجہ سے اللہ کی حمد

[1] حضور اقدس کے نرم۔ زبان کے نرم طبیعت کے نرم تھے بازار میں تشریف لے جاتے تھے۔ مگر تبلیغ احکام کے لیے ذکر محض سیر و تماشہ کے لیے یہاں بازار میں جانے کی نفی نہیں بلکہ وہاں گھومتے پھرتے دین سیکھا کرنے کی نفی ہے [2] ہم عفو اور غفر کے فرق پہلے بیان کر چکے ہیں چھوٹے گناہ معاف کرنا عفو ہے مگر حق العباد معاف کرنا غفر ہے۔ حق اللہ معاف کرنا غفر جرم معاف کر دینا عفو ہے اور جرم چھپا لینا کہ اس کا کبھی ذکر نہ کیا جاوے تاکہ اسے شرمندگی نہ ہو غفر ہے مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب مکرمہ ابن ابی جہل ایمان لائے تو حضور نے صحابہ کرام کو تاکید فرمادی کہ مکرمہ کے سامنے کوئی ابوجہل کو برا نہ کہے کہ اس سے ظاہری طور پر مکرمہ کو تکلیف ہوگی خیال رہے کہ جہاں تو حضور کا ذکر مدح بھی ادا ہوتا ہے اور حق ادا بھی لہٰذا ہر جگہ حضور کی ثنا خوانی جائز ہے کیونکہ ہماری ثنا سے حضور کو تکلیف ہوتی ہے۔ عند ربہ یا عندنا [3] خیال رہے کہ حضور کی پیدائش تو مکہ میں ہوئی مگر حضور کی آمد سارے جہان میں جیسے سورج نکلتا ہے جو پہلے آسمان پر نظر آتا ہے سارے جہان پر ہی یکساں روشنی ڈالتا ہے تمام جہان سے خطاب فرمایا لقد جاءکم رسول پھر جیسے سورج روشنی ساتھ زمین پر دیتا ہے مگر پھول کھلنے کی باغوں کھیتوں میں کرتا ہے لعل بناتا ہے بدخشاں کے پہاڑوں میں حضور نے تشریف کو دیا مگر روایت صحابہ تھی کہ [4] مدینہ حضور کے ہجرت گاہ میں جو مدینہ کے ایک نام طیبہ ہے۔ یعنی تمام برائی، عیب کی جگہ زمین کے رب نے یہاں کی رہائش قرار کے جو میں پسند فرمایا اسے شفا کا گھر بنایا۔ اب مدینہ کی خاک کا نام خاک شفا ہے۔ [5] یعنی ان کے بعد ان کی خلافت مدتوں ارض شام میں رہے گی۔ اگرچہ ان کی سلطنت تمام جہان میں ہوگی چنانچہ اسلام کے پہلے سلطان حضرت امیر معاویہ کا دارالخلافہ دمشق خاص ملک شام کا ایک شہر ہے یہاں ملک سے مراد ملک نبوت نہیں حضور کا ملک نبوت تو سارا جہان ہے لیکون للعالمین نذیرا (مرقات) اور اگر ملک نبوت مراد ہو تو چونکہ شام میں ہمیشہ مجاہدوں کا زور رہا ہے اسلئے

[1] سے حضور نے بیان فرمایا۔

بیان کیا۔

اللّٰهَ فِیْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَيُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةُ الشَّمْسِ يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ
إِذَا جَاءَ وَقْتُهَا يَتَأَزَّرُوْنَ عَلٰى أَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّئُوْنَ عَلٰى أَطْرَافِهِمْ مُنَادِيْهِمْ
يُنَادِيْ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ صُفُوْفُهُمْ فِي الْقِتَالِ وَصُفُوْفُهُمْ فِي الصَّلٰوةِ سَوَاءٌ لَهُمْ بِاللَّيْلِ
دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ رَوَى الدَّارِمِيُّ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَسِيْرٍ ؛ وَعَنْ

کریں گے اللہ ہر جگہ پر اللہ کی تکبیر کہیں گے جب سورج کو خیال کریں گے جب نماز کا وقت آوے گا تو تہبند پڑھا کریں گے اللہ اپنی کمر پر تہبند باندھیں گے اور اپنے اعضاء پر وضو کیا کریں گے ان کا مؤذن آسمان کی فضا میں اذان دیا کرے گا ان کی صف جہاد میں اور ان کی صف نماز میں برابر ہوگی شب میں ان کی گنگناہٹ شہد کی مکھی کی بھنکار کی طرح ہوگی اللہ یہ مصابیح کے لفظ ہیں، دارمی نے معمولی فرق سے روایت کی، روایت ہے حضرت

اللہ سبحان اللہ نبی محمد ہیں اور امت محمد یعنی ہر حال میں حمد الٰہی کرنے والے۔ یہ پاکیزہ امت کسی نبی کو نہیں ملی اللہ یعنی اور جگہوں میں رہ کر بھی اللہ کی عبادت کریں گے اور جگہ جگہ پہاڑوں میں بھی اللہ یعنی نماز اور وقتوں کی وجہ سے ہمیشہ سورج کے طلوع غروب کا حساب رکھیں گے اور اس کی منزلیں پہچانا کریں گے اسلامی نمازیں اتفاقیہ ہیں تو سورج سے ہیں مگر خود روزے عیدین حج وغیرہ چاند سے اس لئے مسلمان دونوں کا حساب رکھتے ہیں اور کوئی قوم یہ دونوں کام نہیں کرتی اللہ نماز بلکہ ہر سوا اسلام کے کسی اور دین میں نہیں جمعہ میں اس لئے اس امت کی صفات یہ بیان ہوئیں اللہ انصاف جمع ہے نصف کی یعنی آدھا یہاں مراد ہے جسم کا آدھا یعنی کمر مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ کمر پر تہبند یا پاجامہ باندھے رہیں گے نہ تو ننگے پھریں گے نہ ننگے رہیں گے نہ ننگے نہائیں گے اس میں اشارہ فرمایا گیا کہ وہ لوگ بارہ بہت ہیں گے ستر چھپا کریں گے یا انصاف سے مراد ہے آدھی پنڈلی تک یعنی ان کے تہبند پائنچے ٹخنوں کے نیچے نہ ہوا کریں گے مگر گندگی سے بچنے کے لئے ٹخنوں سے اونچے ہوا کریں گے کہ پانی میں اس صورت میں یہ سلمانوں کی پاکیزگی اور صفائی کا ذکر ہے اللہ متوضأ۔ اشعۃ جمادی اس شرح سے یہ اعتراض اٹھ گیا کہ حضور انور نے ٹخنوں سے اوپر تک تہبند لٹکانے کی ممانعت فرمائی ہے اور یہاں نصف پنڈلی فرمایا گیا اللہ یعنی نماز کے پابند ہوں گے اس پابندی کی وجہ سے وہ ہمیشہ نہایت مبالغہ سے وضو کیا کریں گے یہاں سے کچھ پہلے اس امت کو پانچ نمازیں فرض تھیں اور لوگ وضو نہیں کرتے تھے مگر مسلمان کی طرح پابند نہ تھے اللہ گذشتہ امتوں میں نماز کا اعلان اذان سے نہیں ہوتا تھا کسی اونچی جگہ پر گھنٹے بجائے جاتے تھے کہیں آگ روشن کر کے نماز کی اطلاع دی جاتی تھی اذان اسلام کی خصوصیت ہے اللہ آسمانی فضا جاکر فرمایا گیا کہ فرشتوں اور نیچے جنات وغیرہ کو بھی سنا دیا کریں گے اب اوپر بیٹھ کر یہ مؤذن بہت ہی ملف دیتی ہے ساری فضا سماں بستہ گونج جاتی ہے سبحان اللہ کبھی بھی نماز کے وقت کی اذانیں سنو اور یہ حدیث یہ ہے اللہ یعنی مسلمانوں میں قیامت تک نمازیں باجماعت ہوتی رہیں گی اور جہاد قائم رہیں گے وہ لوگ نمازوں جہادوں میں بڑے اتحاد سے صفیں بنایا کریں گے نماز میں مسلمان نفس اور شیطان سے جہاد کرتا ہے

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرٰىةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ مُوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّى

عبداللہ ابن سلام سے فرماتے ہیں کہ توریت میں حضور محمد کی صفت ذکر کی گئی ہے اور عیسیٰ ابن مریم حضور انور کے ساتھ دفن کیے جائیں گے تابعی راوی کہتے ہیں کہ حجرہ انور میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے (ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور محمد صلی اللہ

جہاد میں کفار سے اس لئے یہاں نماز اور جہاد کی صفوف کا ایک جگہ ذکر فرمایا گیا ہے ظاہر یہ ہے کہ یہاں اس سے مراد آخر رات کی نماز ہے یعنی تہجد یعنی وہ لوگ تہجد کی نماز میں قرآن قرآن پڑھنا شروع کیا کریں گے پھر جس ان کے سینوں سے نماز کی گرانی ایسی محسوس ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ اس سے دور ہو جائے آہستہ آہستہ ان کا زور تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل پر ہے اللہ تعالیٰ یہ عادت ہم گنہگاروں کو بھی نصیب فرمائے آمین ۔ ۱۲ ۔ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں سے تھے جس کے بڑے عالم تھے انہیں حضور انور نے جنت کی خوشخبری دی آپ کی وفات ۶۵ سال کی عمر میں ہوئی ۔ حضور انور کے ساتھ دفن ہونے کی فضیلت حاصل کی ۔ قرآن مجید میں جہاں اہل کتاب کی تعریف آئی ہے وہاں اکثر آپ ہی مراد ہوتے ہیں بڑے فضائل و خوبیوں کے مالک ہیں ۔

۲ یہاں صفت جنس ہے یعنی حضور کی ہر قسم کی نعت شریف توریت میں تفصیل مذکور ہے ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ توریت میں حضور انور کا صرف ایک صفت مذکور تھی ۔ ۳ یعنی آخری زمانہ میں جو مذکور ہے کہ قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے تو یہ حضور انور کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن ہوں گے مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ عیسیٰ ابن مریم میں ہوں غلط ہے لاہور میں دفن ہوئے ہے زمین تا آسمان جھوٹ ہے ۔ ۴ یہ حضرت ابو مودود کا نام عبدالعزیز ابن سلیمان ہے تابعی ہیں حضرت ابو سعید خدری اور ابو ایوب انصاری اور عثمان ابن ضحاک وغیرہم صحابہ کرام سے ملاقات ہے (مرقات) مہدی کے زمانہ میں نجات پائے ہوئے اہل محشر شریف میں تین قبریں اس ترتیب سے ہیں گی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اس سے متصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر اس طرح کہ جناب صدیق اکبر کا سر شریف حضور انور کے سینہ شریف کے مقابل ہے ۔ اس قبر شریف کے متصل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر انور ہے کہ آپ کا سر جناب صدیق کے سینہ کے مقابل ہے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے متصل دفن ہوں گے اس طرح کہ آپ کا سر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سینہ کے مقابل ہوگا ۔ بالہٰذا مجموعہ حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما دو نبیوں کے بیچ میں رہیں گے ۔ ادھر حبیب اللہ ادھر روح اللہ ۔ کیا کہنا ان بزرگوں کی قسمت کا ۔ حضرات علیہم السلام عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے ۔ مدینہ منورہ آتے ہوئے راستہ میں وفات پائیں گے ۔ مسلمان

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ وَعَلٰی اَھْلِ السَّمَآءِ فَقَالُوْا یَا عَبَّاسُ بِمَ فَضَّلَہُ اللّٰہُ عَلٰی اَھْلِ السَّمَآءِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِاَھْلِ السَّمَآءِ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالُوْا وَمَا فَضَّلَہٗ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ قَالَ

علیہ وسلم کو سارے نبیوں پر اور سارے آسمان والوں پر بزرگی دی لوگوں نے کہا اے ابن عباس آسمان والوں پر کس طرح بزرگی دی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے فرمایا کہ تم میں سے جو کہے گا کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو یہ (ایسی) ہوگا جسے ہم جہنم کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا کہ ہم نے آپ کے لیے روشن فتح دی کہ آپ کے صدقے آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ اللہ بخشے لوگوں نے کہا کہ نبیوں پر کیسے بزرگی دی فرمایا

حسنت شریف مدینہ منورہ اگر یہاں دفن کریں گے (مرقات شرح مشکوٰۃ)۔

۱؎ یعنی فرشتوں سارے مخلوق سے حضور انور کو اللہ نے افضل کیا۔ حضور خیر خلق اللہ ہیں۔

۲؎ یعنی جو فرشتہ دعویٰ خدائی کرے گا ہم اسے دوزخ میں ڈالیں گے یہ فرمان فرضی صورت پر ہے جیسے قرآن فرماتا ہے کہ اگر خدا کے بیٹا ہوتا تو اسے پہلے میں پوجتا۔ فرشتے گناہ بھی نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ دعوئے خدائی کریں۔ یہ خوب خیال رہے۔

۳؎ یعنی فرشتوں کے متعلق یہ فرمان مالک جبرئیل غضب پر مبنی ہے جس سے انہیں خوف و ہراس ہو۔

۴؎ فتح سے مراد یا فتح مکہ ہے یا جنت مکہ کے تمام دروازے حضور کے لیے کھولنا مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ رب نے آپ کے ذریعہ سب دروازے کھول دیئے۔ اس کی تفصیل تحقیق تمام سے حاشیۃ القرآن میں دیکھو۔

۵؎ یعنی حضور انور سے رب تعالیٰ نے صدہا رحمت و کرم بندہ نوازی والا کلام فرمایا اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ تو کیا گناہ کے ارادہ سے بھی محفوظ ہیں۔ لہٰذا ذنب سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا بخشوانا حضور کے ذمہ کرم پر ہے یعنی امت کے گناہ اس کی تفصیل تحقیق ہماری تفسیر میں ملاحظہ کرو۔ ذنبک کی تفسیر میں ادبیت کی گئی ہیں۔ تقدم اور تاخر سے مراد امت کے اگلے پچھلے گناہ ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ الْاٰيَةَ وَقَالَ تَعَالٰى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَهٗ اِلَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۔ وَعَنْ اَبِيْ ذَرِّ الْغِفَارِيِّ رض قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِيٌّ حَتّٰى اسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ان کی قوم کی زبان میں تاکہ وہ ان کے لیے بیان کریں تو اللہ جسے چاہے گمراہ کرے آخر آیت تک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے لوگوں کے لیے کافی تو حضور کو جن و انسان کی طرف بھیجا۔ روایت ہے حضرت ابوذر غفاری سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیسے جانا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں حتی کہ آپ نے یقین کر لیا تو فرمایا اے ابوذر سنو

سلہ یعنی پچھلے نبیوں کی امتیں خاص ہوتی تھیں، لیکن جن کے طرف ان کے زمانے مخصوص ہوتے تھے کہ اس کے باہر ان کی نبوت کا ظہور نہ ہوتا تھا، اور کبھی موسیٰ علیہ السلام جب خضر علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان پر اپنے دیے ہوئے کتاب کے احکام جاری نہ کر سکے جب ان کی نبوت میں خاص تھیں تو ان حضرات کی زبانیں بھی خاص تھیں۔ وہ خاص اسی زبان میں تبلیغ فرماتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیوں کا علم عطا فرمایا ان کا معجزہ تھا تبلیغ کے لیے نہ تھا۔

سلہ کافۃ اس کا حال ہے جب تو تا نیث کا صیغہ یا ر صاد کاف کے ساتھ ہو جیسے علامۃ یا نسابۃ تو اس کا معنی ہوتا ہے کثرت سے یعنی بہت زیادہ یا پورا پورا ہونا اس سے مراد حضور انور کے زمانہ سے لیکر قیامت سارے انسانوں پر حضور سب کے نبی ہیں اور سب پر حضور کی اطاعت واجب ہے اور تمام روئے زمین پر کفر کا پرچار ہے مگر اب سارے جہان کا سودا ایک اور ہو سکتا ہے اس سے مراد ہوں سارے انسان آدم علیہ السلام تا روز قیامت کہ سب کو حضور نے مل کر اللہ سے ملنے کی کو بلا واسطہ کی کو بالواسطہ کی دعوت دی ہے چاند تارے سورج ہوا کا نور دریا کو دیتے ہیں۔

سلہ اگرچہ مذکورہ آیت میں صرف انسانوں کا ذکر ہے مگر واقعات نے ثابت کیا کہ جنات انسانوں کے تابع ہیں لہذا وہ بھی ان میں داخل ہیں بلکہ حضور انور سارے مخلوق کے نبی ہیں فرشتے غیرہ سب آپ کی امت ہیں، رب فرماتا ہے لیکون للعالمین نذیرا رب العالمین سے حضور رحمۃ للعالمین بھی ہیں اور نذیر للعالمین بھی۔ خیال رہے کہ ہر نبی اپنی قوم کی زبان سے واقف بھیجے گئے سارے مخلوق حضور کی امت ہے لہذا حضور سب کی زبان جانتے ہیں۔ حضور سے اونٹ، ہرنیوں نے فریادیں کی ہیں چوپائے سلام کرتے تھے لکڑی کے ستون نے حضور کے فراق میں رویا۔ آپ سے ان کا مکالمہ ہوا کنکر نے حضور نبی ہونا کچھ لیا۔ آج حضور کے روحانیت ہر شخص اپنی اپنی طور پر حضور سے فریادیں کرتا ہے کوئی نزدیک رہنے والا دور رہنے والا میں نہیں ہوتا سب کی سنتے سمجھتے ہیں۔ سب کی علانیہ فریادیں کرتے ہیں، سب حضور کا سب زبانیں جاننے کا ثبوت ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم بارک علیہ شعر

اَتَانِیْ مَلَکَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَکَّةَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَی الْاَرْضِ وَکَانَ الْاٰخَرَیْنِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَنْتَثِرُوْنَ عَلَیَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِیْزَانِ

پاس دو فرشتے آئے جبکہ میں مکہ کے بعض پتھریلے علاقوں میں تھا تو ان میں سے ایک تو زمین کی طرف آگیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان رہا تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا یہ وہ ہی ہیں یعنی اس نے کہا اہل اس نے کہا ہاں ایک شخص سے تولو میں اس سے تولا گیا تو میں بھاری ہوا پھر اس نے کہا کہ انہیں دس سے تولو میں ان سے تولا گیا میں ان پر بھاری ہوا پھر اس نے کہا کہ انہیں سو سے تولو میں ان سے تولا گیا میں ان پر بھاری ہوا پھر اس نے کہا کہ انہیں ہزار سے تولو میں ان سے تولا گیا تو میں ان پر بھاری ہو گیا گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھ پر گرے

تعدت کی تحریریں جائیں تو ان کی اور تقدیریں جائیں تو بخشش کی تحریریں جائیں تو وہ ہے رحمت والا جن کا نام ہے محمد

ان سے، جگ سے نرالا

نکتہ یعنی حضور آپ سے دنیا میں آکر اپنی نبوت یہاں کے کس سبب سے جانی پہچانی لہذا یہ سوال ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ ہم انبیاء سے نبوت کی میثاق حضرت آدم علیہ السلام آپ بارگاہ میں تھے یا پیدائش شریف میں ہم کو تجدد و تکرر سلام کرتے تھے آپ کی نبوت کا اعلان آپ کی ولادت پاک سے پہلے ہو چکا تھا دنیا بھر نے آپ کو نبی جانا مانا تھا چھوٹے بڑے جو حمل شریف اور ولادت پاک کے وقت تمام دنیا میں ظاہر ہوئے وہ فرماتا ہے یعرفونه کما یعرفون ابناءهم انسان اپنے بیٹے کو اس کی ولادت سے پہلے ہی جانتا ہے یہ سلسلہ غائبانہ دوانتہ بہت ہی پہچان شریف کے بعد جب حضور حلیمہ دائی کے یہاں تھے یا اس کے کچھ بعد جب بکریاں چراتے تھے پھر پہلے کھیلوں کے پتھریلے علاقہ کو بکر مکہ کے اس پاس تمام علاقہ پتھریلا ہے یعنی ہوا میں یا فضا میں معلق رہا میں نے اسے اس طرح دیکھا کہ حضور پر غیب نظارہ دیکھ کر دوڑے تاکہ حضور نے نہیں معلوم ہوا کہ حضور نے نہیں پہچانا لہذا کریز کرتے ہیں اس لیے فرمایا انا فی سلامة یہ وہ ہی ہیں جن کا اعلان عرشیوں میں کیا جا چکا ہے جن پر ایمان لانے کا عہد و پیمان فرشتوں سے ہمارے سامنے لیا جا چکا ہے جنگ وفا جناب جبریل سے مانگی ہیں جناب جبریل نے جناب مسیح سے دلائی ہیں جن کے مدرسہ تعلیم میں ساری دنیا کے نبی تعلیم پا کر دنیا میں گئے ہیں جانے چل کے سارے جہان کا سیارہ سورج کی آنکھوں کا تارا ہو گئے وغیرہ وغیرہ نکتہ اگر نبوت سے سرداست مراد ہے تو زید مقصود الکل کو جناب صدیق فاروق کے ساتھ تولیا ہوگا اور اگر متعلقہ امت مراد ہے تو حضور کو جناب جبریل کے ساتھ تولیا ہوگا یا تنزل بھی کوئی نہ تھا اور تولنے

فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَ بِهِمْ رَوَاهُمَا الدَّارِمِيُّ ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُرِّبَ

پڑھے لکھے تولوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تم انہیں ان کی پوری امت سے تولو تو میں یہ سب پر بھاری ہوں گے (دارمی)

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجھ پر

والے ہاتھ بھی دست قدرت ہی ہوں گے ۱۲ منہ یہ وزنی جنانچہ نعت کے وزن سے بڑھ کر نعت بڑی وزنی نعت ہے ۱۲ منہ حضور کو ترتیب دار تولا کہ پہلے ایک شخص سے پھر دس سے پھر سو سے یہ بھی حضور کی شان بڑھانے کے لیے ہے ورنہ اگر پہلے ہی ہزار سے تول دیا جاتا تو بات ظاہر تھی ۱۲

مسئلہ یعنی جب ترازو کے ایک پلڑے میں وہ ہزار رکھے گئے اور دوسرے پلڑے میں ہم تشریف فرما ہوئے تو ان سب کا پلڑا ہمارے وزن کی وجہ سے اتنا اونچا ہو گیا کہ وہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ خیال رہے کہ یہاں جسمانیت کا وزن تھا جس میں ہلکا اونچا جاتا ہے بھاری نیچا روحانیت کے وزن میں ہلکا نیچا جاتا ہے بھاری اونچا کہ جسم کا رجحان نیچے کی طرف ہے کہ وہ مادی چیز ہے اور روحانیت کا رجحان اوپر کی طرف ہے کہ وہ مجرد ہے جیسا کہ روایات میں ہے۔ لہذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ یہاں ہلکا پلہ اونچا کیوں ہوگا۔ رب فرماتا ہے الیہ یصعد الکلم الطیب۔

مسئلہ خیال رہے کہ یہ تو حضور انور کا ظاہری وزن تھا حقیقی فضل کا یہ حال ہے کہ کارخانہ قدرت میں ایسی ترازو نہیں بنی جو حضور کا ایک عمل بھی تول سکے جیسے کسی انسانی کارخانہ نے ایسی ترازو نہ بنائی جو سمندر کا پانی یا ہوا تول سکے۔ ایسا ایسٹر نہ بنایا جو سورج کی روشنی ناپ سکے تو کارخانہ قدرت نے ایسی ترازو نہ بنائی جو حضور کے اعمال تول لے۔ اس لیے قیامت میں حضور کے اعمال کا وزن نہ ہوگا کہ وزن کس ترازو سے کیا جائے وہ ترازو کہاں سے آئے کارخانہ قدرت میں تو بنی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک گنہگار کے نامہ اعمال نکالے جائیں گے ہر ایک دفتر ساٹھ ہزار ہاتھ لمبے ہوں گے ساتھ تولنے والیاں ہوں گی جس پر لکھا ہوگا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو یہ پرچہ بھاری ہوگا۔ وہ لاکھوں من کے دفتر ہلکے نکلیں گے جو کہ وہ تھے اس کے کام یہ ہے اللہ رسول کا نام لینے والے کا عمل سے ان کا نام بھاری ہے۔

دل جب خوف سے چھ ساڑا جاتا ہے ۔۔۔ پلہ ہلکا سبھی بھاری ہے جو دم تیرا لیا

اگر قیامت کے دن حضور ساری امت کے پلڑے میں اپنا قدم رکھ دیں تو قسم خدا کی سب کا پلہ بھاری ہو جائے اور سب کے پلڑے ہلکے ہو جائیں۔

اللھم صل وسلم وبارک علیہ

عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ وَأُمِرْتُ بِصَلٰوةِ الضُّحٰى وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِهَا رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ

بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ - عَنْ جُبَيْرٍ

قربانی فرض کی گئی تم پر فرض نہیں کی گئی اور میں چاشت کی نماز کا حکم دیا گیا ہوں تم کو اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ (دار قطنی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام شریف اور علیہ شریف کا بیان ہے پہلی فصل روایت ہے حضرت

مسئلہ یعنی ہم پر قربانی شرعی احکام میں بھی فرق ہے کہ تم میں سے جو شخص امیر ہو اس پر قربانی فرض نہیں بلکہ واجب ہے غریب پر واجب بھی نہیں مگر ہم پر ہر حال فرض ہے۔ خیال رہے کہ حضور پر زکوٰۃ فرض نہیں (رضائی) یا اس لیے کہ آپ کا مال وقف ہے اور وقف میں زکوٰۃ نہیں واجب یا اس لئے کہ ساری امت حضور کی لونڈی غلام ہے اور اپنے غلام لونڈی کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ آپ کے لیے صدقہ کا جواز نہیں (نعیمی و مرشدی) مولانا نعیم الدین صاحب فقیر کے نزدیک یہ وجہ قوی ہے۔ مدرار آپ پر قربانی فرض نہ ہونے کی مالی وقف سے قربانی نہیں تھا جانی حضور کا پہ قربان اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ فصل لربک وانحر۔

مسئلہ حضور پر چھ نمازیں فرض تھیں پانچ تو سب نمازوں والی اور چھٹی نماز تہجد جو فرمایا ہے ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک آیت کریمہ میں نافلہ بمعنی زائد ہے یعنی مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں آپ پر نماز تہجد زائد فرض ہے۔ چنانچہ ہمارے لیے اگر ان زیادہ پانچ میں حضور کے لیے جائز یعنی نکلوۃ فرض نہیں ہم پر نمازیں پانچ حضور پر چھ یعنی تہجد بھی فرض ہے۔ خیال رہے کہ پنج گانہ نمازیں اطاعت کی ہیں جو ہمارے لیے ادا اور نماز تہجد نماز عشق ہے جو حضور اور کے لیے ادا ہم حضور کی طفیل یہ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور نماز چاشت حضور پر ایک بار پڑھنا فرض تھی اس کی زیادتی مستحب تھی پابندی اس کے خلاف نہیں کہ حضور اللہ نے کبھی کبھی ہی نماز چاشت پڑھی ہے۔

مسئلہ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام بھی ایک ہزار ہیں اور حضور اور کے نام بھی ایک ہزار اللہ تعالیٰ کے سب نام ذاتی ہیں۔ عربی میں اللہ جیسے ان میں حضور اور کے بھی سب نام ذاتی ہیں۔ محمد احمد باقی نام صفاتی۔ چونکہ اللہ رسول کی صفات بہت بعید نشان کے آسمانوں پر مختلف جا متحد اپنی جا جلیں لے کر حاضر ہوتے رہیں گے اس لیے ان دونوں ذاتوں کے نام بہت ہوئے کہ جیسا جا متحد آسمانی نام سے پکارے حضور اور سے پہلے کسی کا نام محمد نہ تھا۔ ہاں یہ ثابت ہے کہ بعض نے پیش گوئی کی تھی کہ نبی آخر زمان پیدا ہونے والے ہیں ان کا نام محمد ہوگا کو عرب میں چار شخصوں نے اپنے بیٹوں کے نام محمد رکھے مگر چونکہ یہ سب کے نہ رکھے اس لیے پہلے حضور ہی کا نام محمد ہوا چونکہ ساری مخلوق بلکہ خود خالق ہمیشہ حضور کی ہر ادا کی تعریف فرماتے رہیں گے اس لیے نام پاک محمد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے تیئس نام عطا فرمائے۔ امام سہیلی نے حضور کے نام پر رسالہ مستقل لکھا ہے۔ عبد الغنی نبلسی نے ایک کتاب دیکھ کر حضور کا نام محمد سو دیکھا (مرقات۔ اشعۃ اللمعات) خیال رہے کہ حضور کے ناموں میں کوئی نام جامد نہیں۔ سب نام شریف مشتقات ہیں۔ (مرقات)

بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيْ الَّذِيْ يَمْحُوا اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّيْ لَنَا

جبیر ابن مطعم سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے بہت نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ کفر کو محو فرمائے گا اور میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو (مسلم، بخاری) روایت ہے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اپنے نام پاک بتاتے تھے

سلہ حضور کے تین نام احمد سے مشتق ہیں محمد، احمد، محمود۔ محمد کے معنی میں ہر لحاظ ہر وقت ہر جگہ ہر ایک کا محمد کیا ہوا ان کی ہر وصف کی ذات کی محمد کی ہوئی مخلوق بھی ان کی محمد کرے خالق بھی ان کی حمد فرمائے جتنی مخلوقیں ہیں سوا نبی عربی ہر زبان میں ہر وقت حضور کی حمد میں ہیں کسی کی کبھی حمد نہیں کیں نہ ہوگی قیامت کا دن اس نعت خوانی ہی میں تو صرف ہونا ہے حساب کتاب تو چار گھنٹہ میں ختم ہو جائے گا اور دن ہے پچاس ہزار سال کا وہ نعت خوانی میں خرچ ہوگا شعر

فقط اتنا سبب ہے انتظار روز محشر کا ۔۔۔ کہ دن کی شان محبوں کو دکھائی جانے والی ہے

سلہ احمد اتم تفضیل ہے حمد کا تو حمد سے صادر کا تو معنی ہوں گے بہت ہی حمد فرمانے والا اپنے رب کی یا حمد محمود کا تو معنی ہوں گے بہت ہی محمد کیے ہوئے پہلے معنی تو یہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حامد بھی ہیں۔ حامدیت اور محمودیت میں جیسے آپ مرید بھی اللہ کے اور محبوب بھی ایسے ہی آپ طالب بھی ہیں مطلوب بھی یوں ہی آپ احمد بھی ہیں محمود بھی محب بھی ہیں محبوب بھی (مرقات) سلہ حضور سورج ہیں اور سارے انبیاء چاند تارے شمع تھے اور کفر تاریکی ہے آفتاب تاریکی کو جیسا چاند ستارے بھی دور کرتے ہیں مگر دن رات کو دن بنا دینا سورج ہی کا کام ہے یہ مراج وغیرہ ایک معمولی جگہ میں رہتی کہ جیسے ہیں سورج ساری دنیا کو منور کر دیتا ہے اس لئے صرف حضور کا نام مایا ہوا تھا حضور سے پہلے دنیا میں ایسا ہی تھا جو حضور نے فرمایا نیز حضور ہم گنہگاروں کے گناہوں کو مٹانے والے ہیں جن کے جرم کرتے ہیں۔ سلہ سب سے پہلے قبر انور سے حضور اٹھیں گے پھر دوسرے لوگ سب سے پہلے حضور میدان محشر میں پہنچیں گے پھر حضور کے پیچھے ساری مخلوق پھر سارے لوگ آخر کار شفاعت کی بھیک مانگنے حضور ہی کے پاس پہنچیں گے حضور ہی کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے حضور ہی دعا فرمائیں گے حضور کے ہاتھ اٹھانے پر ہی اللہ کا رحم جوش میں آئے گا پھر حضور ہی سجدہ میں گریں گے پہلے حضور ہی شفاعت فرمائیں گے پھر جس کی چاہیں گے شفاعت فرمائیں گے یہ سب کرامتیں حضور کے نام سے ہی ہے خیال رہے کہ حضور عاقب یعنی پچھلے نبی ہیں لہٰذا نزول عیسیٰ کے زمانہ میں کوئی نبی نہ تھا اور آپ کے بعد قیامت تک

نَفْسَهٗ اَسْمَآءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحْمَدُ وَالْمُقَفِّیْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوْبَةِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَیْفَ یَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَیْشٍ وَلَعْنَهُمْ یَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَیَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

فرماتے تھے کہ میں محمد ہوں اور احمد ہوں، مقفی ہوں، میں حاشر ہوں میں توبہ کا نبی ہوں میں رحمت کا نبی ہوں۔
(مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ کس طرح مجھ سے قریش کی گالیوں، ان کے لعن کو پھیر دیا وہ تو مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعن طعن کرتے ہیں ہم تو محمد ہیں ۔ (بخاری) روایت ہے حضرت جابر بن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

کوئی نبی ہو سکتا ہے جو انبیاء اکرم رضی اللہ عنہم کے زندہ ہیں اور اب ان کی نبوت زندہ نہیں اب وہ حضور کے امتی ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں اور خضر و الیاس زمین میں علیہم الصلوٰۃ والسلام ۔

۱؎ لفظ اللہ اور لفظ محمد دونوں چند طرح سے مناسبت رکھتے ہیں اللہ میں حرف چار تو محمد میں حرف چار۔ اللہ کے دال حرف ہے تو محمد کے چاروں حرف ہے تو محمد کے چاروں حرف ہے لفظ اللہ میں ایک شد محمد میں ایک شد اللہ کے تین حرف حرکت والے محمد کے تین حرف حرکت والے پھر اللہ کے شد پر الف ہے محمد کے شد پر الف ہے اللہ سلطان حضور اس سلطنت کے زیادہ اعظم اللہ سے اللہ کے دونوں ہونٹ جدا ہوتے ہیں محمد بولنے سے دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں گویا ہونٹوں کو ادب والے سے ملا دیتے ہیں تو آتے ہیں۔ ۲؎ مقفی ہم نے سب نبیوں سے پیچھے دنیا میں آنے والا مقفی اسم فاعل ہے مفعول سب نبیوں تمام انسانوں ساری مخلوق سے آگے رہنے والا کیونکہ سب سے پہلے وہ سب کی شفاعت کریں گے یا مقفی اسم فاعل سب کی شفاعت کرنے والا کیونکہ دنیا میں ان کی شفاعت سے وہ سب کے سب بخشے جائیں گے یا مقفی بمعنی قافلہ کہتے ہیں قافلہ والوں کے کھانے کو دیتا ہے ۳؎ اس طرح کہ حضور سے پہلے تو بہ پر ساری مخلوق نے توبہ کی مدد کی مگر یا حضور سے دین میں توبہ اسلام کردی گئی یا حضور کی برکت سے حضرت آدم اور دیگر نبیوں کی توبہ قبول ہوئی ان کی شفاعت سے ہم بھی ہوئی۔ شعر

اگر ہم محمد را نہ آدم سے شفیع آدم ۔۔۔ نہ کردی یافتہ توبہ نہ نوح از غرق نجیتا

یا حضور سے دنیا میں آنے والے سب کو ثواب اور جنت پانے والے ۴؎ حضور کی رحمت عام تمام جہان پر ہے کہ حضور کی برکت سے دنیا میں عذاب نازل ہونے گئے رحمت تمام موجودوں پر رحمت خاص مؤمنین صالحین پر بلکہ گذشتہ نبیوں پر بھی ہے اللہ رب العالمین ہے حضور رحمۃ للعالمین حضور کو سب پر رؤف رحیم شعر

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود ۔۔۔ حق تعالیٰ کی رحمت پہ لاکھوں سلام

حضور کی رحمت کا بیان مالکی ہے ۵؎ پہلے کہ حضور کا نام شریف لے کر آپ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمَطَ مُقَدَّمُ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَكَانَ إِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ

صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پاک اور ڈاڑھی شریف کا اگلا حصہ تھا اور جب آپ تیل لگاتے تو ظاہر نہ ہوتا تھا اور بال بکھرے ہوتے تو ظاہر ہوتا تھا ڈاڑھی شریف میں بہت بال تھے تو ایک آدمی بولا کہ حضور کا چہرہ تلوار کی طرح تھا فرمایا نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا تھا اور قدرے گول تھا اور میں نے مہر نبوت کو آپ کے کندھے شریف کے پاس دیکھا کبوتری کے انڈے کی طرح تھی

تھے اور اب کی بار بنت حب نے کہا کہ تم لوگ مذمم کہنا بھی چھوڑ دو کہ اس نام میں ان کی تنقیص ہے انہیں مذمم کہا کرو یعنی بہت ہی برے طریقہ سے لوگ مذمم کہہ کر گالیاں دینے لگے اس پر حضور انور نے فرمایا کہ وہ مذمم کو برا کہتے ہیں ہمارا کوئی مذمم ہم تو محمد ہیں اللہ نے آپ کے نام کو بھی گستاخی سے بچایا جو حضور کو محمد کہہ کر گستاخی کرے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے محمود جو بہت محمود ہو اور قوی سے عیب لگا رہا ہے یہ بڑی فخریہ کہا کرتی تھی مذمما قلینا ودینا ۔ دارہ عصینا ۔ جنہ خمسہ کے تنقی معنی ہیں کچھ بال سفید ہو جانا کچھ بال سیاہ رہنا اسے ارد میں کچھ بڑی بال کہتے اس سر شریف میں چودہ بال سفید تھے داڑھی شریف میں پانچ بال اور لیٹر اچھی میں دو بال سفید کنپٹیوں میں بال شریف سفید ہوئے تھے اس کے متعلق اور بھی روایات ہیں ۱۲ منہ یعنی آپ کے بالوں کا کچھ حصہ جب ظاہر ہوتا تھا جبکہ بال شریف بکھرے ہوتے تھے ورنہ ظاہر نہ ہوتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ بہت تھوڑے بال سفید تھے ۱۳ حضور کی داڑھی شریف لمبی خط گھنے بال تھے حق یہ ہے کہ ایک مشت رہتی تھی ایک مشت سے داڑھی کم کرنا ممنوع ہے مشت سے زیادہ میں بہت اختلاف ہے حضرت علی رض کی داڑھی سینہ تک رہتی تھی حضور غوث پاک کی داڑھی لمبی تھی حضرت ابن عمر ایک مشت رکھتے تھے (اشعۃ اللمعات) ۱۴ یعنی جیسے تلوار سفید اور چمک دار ہوتی ہے ایسے ہی حضور بھی چمکدار اور چمکدار معلوم ہوتے اس تشبیہ میں دھوکہ ہوتا تھا کہ تلوار کی طرح لمبا چہرہ ہے اس کی تردید کر دی گئی ۱۵ یعنی حضور کے چہرہ کو تلوار سے تشبیہ نہ دو چاند سورج سے تشبیہ دو۔ مگر حقیقت یہ ہے شعر

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرے کو
میں ان کے کفش پا پر چاند کو قرباں کرتا ہوں !!

۱۶ یعنی چہرہ انور ایسا گول تھا نہ بالکل گول نہ لمبا۔ لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ لیس بالمطہم ۔

جَسَدَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا اَوْ قَالَ ثَرِيْدًا اَتَيْتُهُ مِنْ خَلْفِهِ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيلَانٌ كَاَمْثَالِ الثَّآلِيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَآءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ اِئْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَالِدٍ

جسم اطہر کے ہم رنگ تھا مسلم، روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سرجس سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ گوشت روٹی کھائی یا فرمایا ثرید کھایا ثلہ پھر میں آپ کے پیچھے گیا تو میں نے حضور کی مہر نبوت دیکھی جو آپ کے دو کندھوں کے بیچ بائیں کندھے کی گھنڈی کے پاس تھی کھی جس پر کھرنڈ کی طرح تل تھے تھے مسلم، روایت ہے جناب ام خالد بنت خالد ابن سعید سے ثلہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے جن میں کالی چھوٹی سی کملی بھی تھی ثلہ تو فرمایا ائتونی بام خالد

ثلہ یعنی مہر نبوت مہر شریف کے ہم رنگ تھی یا برص کی طرح بہت ابھری ہوئی تھی یہ بہت ہی عمدہ معلوم ہوتی تھی صفت خاص ہی شریف ہے کہ ہے شعر

خوبان دشکل رخصائی حرکات و سکنات — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا دارے

کس نیست در جہاں کہ ز صنعت خبرے دارد — ای در کمال حسن غلط ہر چہ نگہ

ثلہ یعنی گوشت روٹی کھائی یا ثرید گوشت کے شوربے میں گھوٹی ہوئی روٹی کو روٹی بوٹی مقصد ایک بیان کرنا ہے ثلہ حضور کی پشت پر ناغض دو ہڈیاں جو کندھے کے درمیان دونوں کندھوں کے کندھوں کے نیچے کی طرف واقع ہے جسے عربی میں آبی کہتے ہیں ثلہ جمع ہوں یعنی وہ پارہ گوشت یا بڑی بڑی گلٹیاں تھیں بلکہ بکھرے ہوئے تھے ثلہ ثالیل جمع ہے ثؤلول کی چنے کے دانہ کی برابر چھوٹی گھنڈی کو کہتے ہیں ثلہ خمیصہ چادر جس پر نقش ہوں ثلہ ثوب نازک کپڑا جس پر نقش ہوں ثلہ اتونی لائیں آنا چاہیے کہ بعض روایات میں ہے حضور کی نبوت کی علامت تھی اسے ہر نبوت کہتے تھے کہ وہ راسب یہ بھی ہر نبوت دیکھ کر ایمان لایا تھا ثلہ ام خالد بھی صحابیہ ہیں ان کے والد ابن سعید بھی صحابی ہیں خالد ابن سعید ابن عاص امیہ کے پڑپوتے ہیں آپ پہلے مسلمان ہیں آپ حضرت علی کے بعد اسلام قبول کرتے تھے کہ ہم دونوں میں پہلے اسلام کون لایا۔ ام خالد اپنی کنیت ہی سے مشہور ہیں آپ حبشہ میں پیدا ہوئیں بچپن ہی میں یہ ہجرت حبشہ کی گئیں ان سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے نکاح کیا (مرآت۔ اکمال) ثلہ خمیصہ مربع کپڑا جس کے کنارے منقش ہوں شاید یہ کپڑے مال غنیمت میں آئے تھے یا کسی جگہ سے حضور نے خرید کر ان میں تقسیم فرمائے تھے چھوٹی سی کملی کے لئے نظر انتخاب ان پر ہوئی ہو صحابیہ پر پڑی

فَاُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْقَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِيْ فَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ فَاَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ فَقَالَ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهْ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ اَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَنَسٍؓ

کو لاؤ چنانچہ انہیں لایا گیا گود میں اٹھا کر لائے تو حضور نے وہ کرتہ اپنے ہاتھ میں لا کر انہیں پہنائی فرمایا پرانی کرو اور پھاڑ کر پہنو تو اس میں ہرے پیلے پھول تھے تو فرمایا اے ام خالد یہ بہت اچھے ہیں سناہ حبشی زبان میں اچھے کو کہتے ہیں تو فرماتی ہیں میں حضور کی مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو مجھے میرے والد نے ڈانٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے چھوڑ دو (بخاری) روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

سلہ ام خالد کے والد ابی قحافہ تھا کہ وہ سنے کہ مکہ اس وقت آپ بہت حسین پھر تھیں سلہ یعنی اے ام خالد جیتی جاگتی رہو تمہاری عمر دراز ہو اس کرتہ کو پرانا کر کے پھاڑو اس کے بعد اور کپڑے پہنانے کرتی پھاڑ قدر بعض روایات میں ہے کہ یہ واقعہ تین بار ہوا سلہ چونکہ ان کے والد خالد بن سعید اولا ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے وہاں ام خالد پیدا ہوئیں وہاں کی زبان سیکھ گئیں اس لیے حضور نے ان سے حبشی زبان میں کلام فرمایا۔ سناہ مدینہ منورہ کی زبان میں حسنہ فرمایا سلہ بچہ کی عادت ہوتی ہے کہ ہر نئی اور عجیب چیز کو چھوتے پکڑتے ہیں اسی سے حدیث میں بھی مہر نبوت شریف سے یہ ہی مکالمات کرنے لگی، سلہ اور کیا کہ بیٹی اس سے ادب کرو ادب سے بیٹھو خیال رہے کہ حضور انور کی تعظیم کا گریبان سینہ پر نہ تھا بلکہ گردن کے دونوں طرف چاک تھے جن میں ایک ایک بٹن لگا تھا اور بٹن کھلے رہتے تھے ام خالد نے اپنا ننھا سا ہاتھ ان چاکوں کے اندر ڈال دیا۔ اور مہر نبوت شریف کو چھونے لگیں۔ کاش وہ پورے دونوں گریبان چاک کر دیتیں ہم کو مہر نبوت کی زیارت میسر ہوتی تو ہم چومتے آنکھوں سے لگاتے۔ شعر

جھوٹے صدقے کبھی ہاتھ کے کبھی مل کے — سارباں کے کبھی ہاتھوں کی بلائیں لیتے
دشت طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے — دھجیاں جیب و گریبان کی اڑاتے جاتے

اس گنہگار فقیر احمد یار نے اپنی آنکھوں سے حضور کی پاکیزہ تشریف کی چوکھٹ جھاڑی ہے ناقہ سے یہ واقعہ میں جو اس ناقہ کی جھاڑو بنی ہے میں نے بیشمار بار زیارت کی ہے سلہ یعنی اس کی کرامتا کلام کرنے والے اس کا ہے برکت حاصل ہوتی ہے کبھی برا پھٹے پرانے کپڑوں کو اچھا اور انگلیوں پر نثار کیا کرتے گئے ہے آج دنیا میں برکتیں نصیب ہیں۔ ہمارا پیارا کا حلیہ اور مہر نبوت سے اس حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس حدیث سے بزرگوں کے خرقے ان کا پہننا ان سے برکت لینا ثابت فرمایا کہ صوفیوں کے ان اعمال کی اصل یہ حدیث ہے۔

قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِّنَ

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے[1] اور نہ بالکل پست قد تھے اور نہ خالص سفید رنگ تھے[2] اور نہ گندمی رنگ نہ تو چھلے دار بالوں والے تھے اور نہ بالکل سیدھے بال والے[3] اللہ نے انہیں نبی بنا کر بھیجا جب سے پر چالیس سال کی عمر شریف کے تھے[4] مکہ میں دس سال رہے اور مدینہ میں دس سال[5] اللہ نے آپ کو وفات دی ساٹھ سال کے کنارے پر پہنچے اس وقت آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے[6] اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ قد

[1] بائنہ جدا ہونے سے بمعنی زیادتی سے ہے اطلاق بائن بر بہت زیادتی قد بعد اعتدال سے اور جو یہ معنی حضور نہ رکھتے وہ نقص تھے کہ اعتدال سے دور ہوں[2] وہ حیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نہ فرنگی تھے نہ کوئی طویل کے ساتھ جانی کی تمیز بیان فرمائی اور قصیر مطلق نہیں تردید کے فرمایا[3] بلکہ آپ کا رنگ شریف سفید مائل بہ سرخی تھا یا گندمی بھلا جانا سفید ہو کہ بہت ہی حسین ہوتا ہے[4] یہ حضور کے بال شریف نہ تو حبشیوں کی طرح بالکل چھلے دار تھے جو کنے سے نہ بالکل سیدھے بلکہ بال سیدھے کنارے پر قدرے دار تھے۔ ایسے بال بہت حسین معلوم ہوتے ہیں[5] سر سے مراد ہے قرآن کی گواہی سے حضور کی نبوت ۴۰ سال کی عمر شریف میں ہوئی جب آپ کا سنہ شریف ۴۳ سال کا ہو چکا تھا[6] تمام کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور کا نزول وحی نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر شریف میں ہوا اس پر بھی سب متفق ہیں کہ بعد ہجرت مدینہ منورہ میں قیام دس سال رہا مگر اس میں اختلاف ہے کہ ظہور نبوت کے بعد ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں کتنا قیام رہا اس سال تیرہ سال سنہ سے کہ تیرہ سال قیام رہا لہٰذا عمر شریف کی ترسٹھ سال ہوئی ساٹھ یا پینسٹھ سال نہیں یہاں جس سال والی روایت ہے[7] مرقات نے یہاں فرمایا کہ ساٹھ والی روایت میں سال کا لحاظ کیا گیا ہے جو کسر تھی وہ چھوڑ دی گئی اور پینسٹھ سال والی روایت میں وحدت اور وفات کی سال شامل کر لی گئی ہیں اور نہ شریف ترسٹھ سال ہے اور یہ دونوں روایات اس کے خلاف نہیں[8] بعض روایات میں ہے کہ سر مبارک و ڈاڑھی شریف اور ریش مبارک سب میں ملا کر بیس بال سفید تھے بعض میں ہے کہ کل چودہ بال سفید تھے۔ یہ روایات جو بالوں والی سے تعارض میں اختلاف ہو سکتا ہے اس روایت میں ہے کہ سر مبارک میں چودہ بال سفید تھے ڈاڑھی شریف میں پانچ بال اور ریش مبارک میں ایک بال سفید تھا

الْقُصُوْرِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ كَانَ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ وَفِيْ آخِرِهٖ قَالَ كَانَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ ۔

میں درمیانہ قد تھے نہ بہت دراز اور نہ پست قد چکدار رنگت اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف آپ کے آدھے کانوں تک تھے، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے۔ (مسلم متفق علیہ) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ انس نے کہا کہ حضور بھاری سر کے اور بھاری قدم والے تھے میں نے آپ جیسا نہ آپ کے بعد دیکھا نہ آپ سے پہلے آپ کشادہ ہتھیلیوں والے تھے بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور بھاری قدم بھاری ہاتھوں والے تھے ۱۲

لہ پہلے کہہ چکا ہوں اور عرض کر چکا ہوں کہ حضور کی ہر قسم کی پسندیدہ صفت حسین ہے۔ رنگت سفید جس میں سرخی چلکتی ہو اور وہ جگمگاتی ہو جس کی تعریف میں کہا گیا ہے

شعر جس سے تاریک دل جگمگا اٹھے گئے اس چمک دار رنگت پہ لاکھوں سلام

سلہ کانوں کی لمبائی بہترین ہے جو نصف کان تک کانوں اور کندھوں کے درمیان کندھوں تک ان میں تعارض نہیں کبھی ناگوش کبھی تا بدہن مختلف حالات میں مختلف حالات تھے۔ حضور اقدس کی زلفیں کبھی سر اور کبھی دوش مبارک سے نیچے نہیں اترتی تھیں۔ چھوٹا سر کم عقلی کی علامت ہوتا ہے اور بہت بڑا سر حسین نہیں ہوتا۔ درمیانہ سر قد سے بڑا بہت حسین ہے وہی یہاں مراد ہے شعر

ہر چہ اسباب جمال است ز بہر خوب ترا ہمہ بر وے بہ کمال است کمالا یخفیٰ (واشد)

سلہ بھاری قدم بھاری ثابت قدمی اور عبادت میں طاقت کی دلیل ہیں پتلے دبلے قدم کمزوری کی علامت ہے۔ یعنی ہاتھ سے مارنے کو غصے کرتا حسن کے خلاف ہے کندھے پر صرف کرنا قدم گھسیٹ باقی الگ رہیں۔ بعد قدم نہ ہوں کہ گھسیٹ کر چلیں۔ بعد قدم بھی بہت حسن ہے حضور کے قدم شریف ایسے ہی تھے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں شعر

مل کر دھنڈا مراد کف پا چاند سا سینہ پہ مہر و ماہ قدم پر کہکشاں نثار

سلہ جس نے آپ کا حسن کما حقہ بیان نہیں کر سکتا۔ بس اتنا سمجھ لو کہ میری آنکھوں نے آپ سے پہلے ایسا حسین نہ دیکھا نہ آپ کے بعد۔ حضرت انس کی آنکھ تو یہ کہتی ہے جناب جبریل امیں کی آنکھوں نے ایسا نہ دیکھا۔ شعر

صحرا میں جب اکیلے سے کھٹکے لگے شاہ ارم تم نے تو دیکھے ہیں بہت بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم

روح الامیں کہنے لگے اے حسن تیرا قسم آنکھ نے دیکھا نہ دیکھے گا جہاں میں تجھ سا

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری !!

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهٗ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَأَيْتُهٗ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهٗ

روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے نہ دو کندھوں کے درمیان فاصلے والے نہ آپ کے بال آپ کے کانوں کی لو میں تک تھے میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا آپ سے اچھا میں نے کبھی کوئی نہ دیکھا متفق علیہ۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا میں نے زلفوں والا سرخ جوڑا پہنے کوئی ایسا حسین نہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین ہو، آپ کے بال

لغات: کشادہ، بقیہ علامت ہے جو دعا کی حضور جیسا کی پیدا ہوا ہو گا۔ عرب کہتے ہیں عبد الکف جمیل وسیط الکف جو تنگ ہتھیلی والا کنجوس ہوتا ہے۔ مسیح رتھیلی والا سخی داتا۔ نکتہ خیال رہے کہ حضور انور کے دست مبارک نرم شریف تھے تو جہاں اگر کھال مبارک نہایت نرم تھی جیسا کہ اطراف میں ہے کہ حضور کے اعضاء ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے تو ہڈی اور پنجہ بھی ویسا ہی ہونا چاہئے۔ یہ بھی خیال رہے کہ ہاتھ پاؤں بھاری ہونا مرد میں عیب ہے عورتوں میں عیب ہے کیونکہ مردوں کے عضو طاعت و بہادری کی علامت ہیں۔ عورتوں کے اعضاء نازک چاہئیں (مرقات)۔

نکتہ یہ فرمان تکبیلی ہے۔ یعنی قریب اور درمیانہ تھے کیونکہ حضور بہت لمبے قد سے طویل قد تھے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا (مرقات)۔

نکتہ دو کندھوں میں فاصلہ بہت ہی زیادہ ہو گا جب کہ سینہ چوڑا ہو۔ حضور کا سینہ مبارک بہت کشادہ تھا چوڑا سینہ شجاعت و سخاوت دل کی وسعت کی علامت ہے اس سے دل کی وسعت کا پتہ لگتا ہے جس کا دل وسیع ہو وہ کینہ، بغض، حسد سے پاک ہوتا ہے۔ حضور نے کبھی اپنی ذات کا بدلہ کسی سے نہ لیا۔ بلکہ ہمیشہ عفو و کرم کی۔ معافی دی یہ ہے عضو کی وسعت قلب۔

نکتہ یعنی کبھی آپ کے بال شریف کانوں سے نیچے نہ ہوتے تھے۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضور کے بال شریف کندھوں تک تھے۔

نکتہ یہاں سرخ سے مراد خالص سرخ نہیں کہ مردوں کے لئے خالص سرخ لباس ممنوع ہے بلکہ مخلوط یا مراد ہے یعنی اس کپڑے میں سرخ خطوط بھی تھے اور پورے بھی اور کپڑا دھاریدار تھا سوتی تھا۔ حلہ سوتی کپڑے کا بھی ہوتا ہے یہ حلہ یمنی تھا۔ حضور کو یمنی لباس محبوب تھا۔

نکتہ جو بال کانوں کی لو یعنی تک ہوں انہیں وفرہ کہتے ہیں۔ جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں انہیں لمہ کہا جاتا ہے۔ اور جو کندھوں تک پہنچیں انہیں لمہ کہتے ہیں حضور انور کے بال کبھی لمہ بھی ہوتے تھے۔ اسی کا یہاں ذکر ہے۔

يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ
وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوشَ الْعَقِبَيْنِ قِيلَ لِسِمَاكٍ مَا
ضَلِيعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيمُ الْفَمِ قِيلَ مَا أَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيلُ شَقِّ الْعَيْنِ
قِيلَ مَا مَنْهُوشُ الْعَقِبَيْنِ قَالَ قَلِيلُ لَحْمِ الْعَقِبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي

کندھوں کو چھوتے تھے لیکن دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ نہ تو اتنا زیادہ تھا نہ بہت کم۔ حضرت سماک ابن حرب سے کہ یہ حضرت جابر ابن سمرہ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ منہ والے تھے سرخ سفید آنکھ والے پنڈلیاں پتلی تھیں شعبہ سماک سے پوچھا گیا کہ ضلیع الفم کیا چیز ہے فرمایا کشادہ منہ کہا گیا کہ اشکل العین کیا ہے فرمایا آنکھ کی لمبائی دراز شعبہ کہا گیا کہ منہوش العقبین کیا ہیں، فرمایا ایڑیاں شریف پر گوشت تھوڑا تھا (مسلم) روایت ہے ابو طفیل

سلہ خیال رہے کہ عرب لوگوں کی عادت بہت لمبے بال رکھنا مردوں کو محمود ہیں کندھوں تک سر دونوں کے بالوں کی انتہا ہے۔

سلہ یعنی حضور کے جسم شریف میں وہ دبلا پن یا پستہ قدی تھی جو بدنما اور بدتمیز ہو۔

سلہ آپ مشہور صحابی ہیں کوفہ کے رہنے والے ہیں صحابہ سے آپ کی روایات ہے بہت مقبول الدعا تھے فرماتے ہیں کہ میرے لئے بیماری جاتی رہی تھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس نے مجھے بیماری واپس فرمادی (اشعۃ)

سلہ منکا کشادگی جس سے ہے اس کی بھی بدنمائی مراد نہیں کہ وہ بدنما ہوتی ہے بعض نے فرمایا کہ یہاں کشادگی سے لمبائی مراد ہے مگر یہ قوی نہیں کہ یہاں حلیہ شریف کا ذکر ہے قصاحت کو حلیہ شریف سے تعلق نہیں۔

سلہ اشکل بنا ہے شکلہ سے شکل کے معنی ہیں مختلف رنگ جس میں سفیدی میں سرخ ڈورے ہوں یا آنکھ کی سفیدی کا کالی پتلی کے ساتھ ملا ہوا ہونا ہے اشکل۔

سلہ عرب میں یہ کہتے ہیں چہرہ کو اللہ تعالیٰ نے بکثیر زبان میں منہ کو کشادہ سے مراد ہے بولنے کے وقت منہ کا پھیلا ہوا بھی حسن ظاہری ہے۔

سلہ محدثین فرماتے ہیں کہ سماک نے جو اشکل العین کی تفسیر کی ہے وہ درست نہیں تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ اشکل کے معنی یہاں یہ ہیں کہ آنکھ کی وہ پتلی جو اپنے سیاہ رنگ سے ملی ہوئی ہو سفیدی میں سرخ ڈورے ہوں یہ بھی حسن ہے۔

سلہ عقب ایڑی بہت کم ہو تو ایڑی پر گوشت کم ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ بھی حسن کے تمام اوصاف جمع تھے۔

طُفَيْلٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهٖ فِيْ لِحْيَتِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَوْ شِئْتُ اَعُدُّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِيْ رَأْسِهٖ فَعَلْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے حضور گورے تھے لیکن سفید والے زیادہ تھے (مسلم) روایت ہے حضرت ثابت سے فرماتے ہیں کہ حضرت انس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس حد کو نہ پہنچے کہ خضاب لگاتے ہیں اگر چاہتا تو آپ کے سفید بال بتا دیتا جو داڑھی شریف میں تھے اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں ان سفید بالوں کو گننا چاہتا جو کہ سر شریف میں تھے تو ایسا کر لیتا (مسلم)

لہ آپ کا نام عامر ابن واثلہ ہے صحابی ہیں کنیت ابو الطفیل اسی کنیت میں مشہور ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے آٹھ سال پائے اور مکے زمین میں سب سے آخری صحابی آپ ہیں جن کی وفات سب صحابہ سے آخر میں ہوئی آپ کی وفات کے بعد کوئی صحابی دنیا میں نہ رہے اور صحابہ کا آپ کی وفات پر ختم ہوا۔ سنہ ۱۰ ایک سو دو میں وفات پائی۔ مکہ مکرمہ میں وفات ہوئی بارہ سال کی عمر میں حضور کی زیارت کی (مرقات وغیرہ) سنہ ۱۱ حسن وقسم کا بیان ہے۔ ملیح عربی صیغہ ہے لیکن حسن کا ترجمہ ہے لیکن حسن اگرچہ صباحت بھی حسن ہے مگر ملاحت حسن کا اعلیٰ درجہ ہے صباحت ملاحت سے سلام نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی چاشنی ناظرین کی نگاہ کرتی ہے اس کے بیان سے زبان قاصر ہے بعد استماع اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا۔ شعر

ذکر سب پھیکے جب تک نہ ذکر ترا ۔۔۔ نمکین حسن ملاحت ترا نی

یعنی تیرا حسن نمکین ہے اور سفید رنگ صبیح ہے اور سفید میں سرخی کی جھلک ہو اور بال بھی کھلے ہوں اور بھرے اور وہ اس کے سیاہ سے سبز ہو وہ ملیح ہے بھلی لگنے والی جس سے حضور ایسے چھبیلے تھے۔ سنہ ۱۲ آپ کا نام ثابت ہے۔ علم سے بنانی ہیں کنیت ابو محمد ہے۔ تابعی ہیں بصری ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ علالیس برس رہے بصرہ میں وفات پائی (مرقات) سنہ ۱۳ سوال یہ تھا کہ حضور انور نے سر شریف یا داڑھی مبارک میں خضاب لگایا یا نہیں اگر لگایا تو کس رنگ کا اور کس چیز سے خضاب بنا ہے خضب سے کیسی رنگت۔ سیاہ خضاب ممنوع ہے سرخ خضاب بہتر ہے سنہ ۱۴ یعنی حضور انور کے سر یا داڑھی شریف کے بال اتنے سفید نہ ہوئے تھے جن میں خضاب لگایا جا سکتا تھا۔ چند بال سفید ہوئے تھے۔ یہاں شیخ نے فرمایا کہ سفید بال تو بہت تھوڑے سے تھے کچھ بال سرخ ہو گئے تھے یعنی سفید ہونے والے تھے کہ وفات شریف واقع ہو گئی اس پر حدیث چنیں کی۔

وکان شدید الحمرۃ الخ سرخی بھی تو خضاب ہی ہوتی۔ سنہ ۱۵ شمطات جمع ہے شمط کی شمط شین کے فتح میم کے سکون سے سفید اور میم کے بھی فتح سے ہوتی سیاہی سفید کی سے مخلوط جہاں پہلے معنی ہیں یعنی سفید بال داڑھی شریف میں پانچ بال سفید تھے۔ سنہ ۱۶ یعنی سر شریف میں بھی گنتی چند کے بال شریف سفید تھے اور داڑھی شریف میں بھی سر شریف میں جو وہ بال سفید تھے ظاہر ہے کہ اتنے بال ضرور گنے جا سکتے ہیں۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّمَا کَانَ الْبَیَاضُ فِیْ عَنْفَقَتِہٖ وَفِی الصُّدْغَیْنِ وَ فِی الرَّأْسِ نَبْذٌ وَعَنِ السِّنِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَزْھَرَ اللَّوْنِ کَاَنَّ عَرَقَہُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰی تَکَفَّاَ وَمَا مَسِسْتُ دِیْبَاجَۃً وَّلَا حَرِیْرَۃً اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْکًا وَّعَنْبَرَۃً اَطْیَبَ مِنْ رَائِحَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ؕ

اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا کہ کچھ سفیدی آپ کی ریش مبارک اور کنپٹیوں میں تھی اور سر شریف میں کچھ متفرق سا حصہ [1] روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمکدار رنگت والے تھے آپ کا پسینہ گویا موتی تھا [2] جب چلتے تھے تو طاقت سے چلتے تھے [3] اور میں نے نہ تو باریک ریشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ شریف سے زیادہ نرم نہ چھوا [4] اور نہ مشک عنبر سونگھا جو حضور انور کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہو [5] (بخاری مسلم)

[1] نبذ کے معنی ہیں تھوڑے سے بال۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ بیس بال شریف سفید ہوتے تھے پورے سر شریف میں پانچ سات مبارک ہیں ایک ریش مبارک میں یہ سب بکثرت حاشیہ رسول کریم علیہ شریف جو بہت سیاہ تھے سیاہ کر دیا۔ خدا کرے یہ علیہ شریف قیامت میں یاد رہے کہ اس پر بال کی کالیاں ہوں [2] یعنی چمک اور تابندگی میں آبدار صاف شفاف موتی ہیں یہاں عرق صفائی و آب تاب مراد ہے۔ خوشبو بھی احادیث سے ثابت ہے [3] جب طاقتور آدمی چلتے ہیں تو قدم مضبوطی سے زمین پر رکھتے ہیں گویا زمین کو لپیٹ رہے ہیں۔ حضور انور کی چال یہ قسم کی تھی تکفؤ کے یہ معنی ہیں جیسے انسان اوپر سے اترتے ہوئے قدم اٹھاتا ہے حضور کی رفتار ایسی تھی۔ [4] حضور انور کے ہاتھ موٹے کھردرے نہ تھے بلکہ بھرے ہوئے نہایت طاقتور تھے مگر ساتھ ہی نہایت نرم بھی تھے اس گنہگار نے ایک بار خواب میں اس دست قدرت کو بوسہ دیا ہے بالکل ایسے ہی دیکھے نہایت ملائم ساتھ ہی طاقتور ہاتھ تھا جو گلاب کو مسل دے۔ اللہ تعالیٰ ہر نصیب کرے۔ شعر

خدا نے ان کو اپنے ہاتھ سے سانچے میں ڈھالا ہے ۔۔۔ وہ سانچا ان جمالوں میں سب سانچوں سے حسیں ہو کر

[5] یہ خوشبو حضور کے جسم اطہر سے برابر مہکتی تھی بہت تیز تھی اور دور دور پہنچتی تھی حتیٰ کہ کوچہ سے گزرتے تو گھر والے سمجھ جاتے کہ حضور تشریف لے گئے ہیں پھر یہ خوشبو بہت دیر تک باقی رہتی تھی کہ جس گلی سے گزر جاتے بعد میں بہت دیر تک وہ گلی مہکی رہتی تھی کہ بعد میں آنے والے پہچان لیتے کہ یہاں سے حضور گزر گئے ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ شعر

بھینی بھینی تیری خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں دائم ۔۔۔ کیسی خوشبو میں بسائے ہیں تمہارے پسینو

وَعَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطَعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَرْجُوا

روایت ہے حضرت ام سلیم سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے پاس تشریف لاتے تھے تو ان کے پاس قیلولہ کرتے تھے تو حضور کیلئے چمڑے کا بستر بچھا دیتی تھیں حضور اس پر آرام کرتے تھے حضور کو پسینہ بہت آتا تھا تو وہ حضور کا پسینہ جمع کر لیتی تھیں اسے خوشبو میں ڈال لیتی تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم یہ کیا ہے بولیں حضور آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ڈال لیتے ہیں یہ بہترین خوشبو ہے اور ایک روایت میں ہے کہ بولیں یا رسول اللہ ہم اس کی

بلکہ اب بھی روضہ اطہر پر حضور کا موجہ شریف یہاں کھجور سے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے کبھی کبھی نہایت نفیس خوشبو محسوس ہوتی ہے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی کو اپنے گھر میں خصوصاً جمعہ کے دن بھی خوشبو محسوس ہوتی ہے اس وقت درود شریف پڑھنا چاہیئے یہ خیال کرے کہ یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں بعض لوگوں کی وفات کے وقت بھی خوشبو محسوس ہوتی ہے گھر حضور تشریف لاتے ہوتے ہیں اس وقت کو لینے آئے ہیں ۱۲

ملہ آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے کنیت ام سلیم بہت معروف ہے آپ پہلے مالک بن نضر کے نکاح میں تھیں مالک سے حضرت انس بن مالک پیدا ہوئے مالک بن نضر مشرک ہی رہے گئے تو ابو طلحہ نے آپ کو اپنے نکاح کا پیغام دیا آپ نے فرمایا کہ میرا مہر یہ ہوگا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اس کے سوا میں اور مہر نہیں چاہتی چنانچہ ابو طلحہ مسلمان ہو گئے اور آپ سے نکاح کیا یہ ثابت فضائل ثابت میں ہے ملہ خیال رہے کہ ام سلیم اور آپ کی بہن ام حرام دونوں عالمہ کی صحابیات ہیں بعض لوگ نے فرمایا کہ دونوں بہنیں حضور اقدس کی خالائیں تھیں اس لئے آپ سے پردہ نہ کرتی تھیں اور آپ ان کے ہاں آرام فرماتے تھے مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ دونوں بہنیں مدینہ کے انصاری ہیں حضور اقدس کبھی قبیلہ خزرج میں مدینہ نہ گئے لہٰذا حق یہ ہے کہ دونوں بہنیں حضور کے خالہ حضرت عبد اللہ کی رضاعی خالہ تھیں کیونکہ عبد المطلب نے مدینہ طیبہ میں بنی نجار میں ایک بی بی سے نکاح کیا تھا جن سے حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے ننھیال ہونے کی وجہ سے ماموں کا رشتہ اور بنی نجار میں بڑے بڑے ام حرام اور ام سلیم کی بہنیں نسبی رشتہ دار تھیں یہ کہنا درست ہے کہ دونوں بہنیں حضور کی رضاعی خالہ تھیں جو مدینہ طیبہ میں لیٹ آپ کے ہاں جانا سونا بالکل درست ہے (مرآۃ) ملہ نطفے فرمانے کے کہ سر اور بدن کے تمام سے پسینہ کیونکہ حضور انور بہت صاف رہتے تھے جس کپڑے پر سے گزر ہوتا ہے اس سے پسینہ پونچھ لیتے تھے (مرآۃ) ملہ ظاہر یہ ہے کہ ام سلیم جو شریف سے پسینہ پونچھ لیتی تھیں اپنے علم میں ہدایت تھیں ہمیں ہم اطہر چھونا جائز تھا اسی بنا پر شستگی وجہ سے جو ہم نے عرض کیا اور ہو سکتا ہے کہ اس بستر سے حضور کے کپڑے سے چھوڑ لیتی ہوں ملہ پسینہ شریف کا خوشبودار ہونا غیر انبیاء کی بھی خصوصیت تھا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا جسم اور حضرت داؤد علیہ السلام کی زرہ خوش آواز۔ حضرت انبیاء کرام کے معجزات میں تم کے ہوتے ہیں اور ان معجزات جیسے یہ مذکورہ معجزے اختیاری

بَرَّكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ اَصَبْتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ
فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ
خَدَّيَّ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا وَرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

برکت کی اپنے بچوں کے لیے امید کرتے تھے فرمایا تم نے ٹھیک کی۔ متفق علیہ (بخاری و مسلم) روایت ہے حضرت جابر بن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پہلی نماز پھر آپ گھر کی طرف چلے میں حضور کے ساتھ چلا آپ کے سامنے بچے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخساروں پر ہاتھ پھیرنے لگے کیا ایک کے لیے رہا میں تو حضور نے میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک پائی اور خوشبو ایسی گویا عطار کے ڈبہ سے نکالا ہے (مسلم)

معجزات جیسے حضرت عیسیٰ کا مُردہ زندہ کرنا یا یہ جنہوں کو جب پھینکا وہ سانپ بن گیا ماضی غیر مشاہدی معجزات جیسے آیات قرآنیہ کا نزول یا خوشبو ہائے جنت جیسی قسم کا معجزہ ہے۔

سلہ یعنی بطور تبرک آپ کا پسینہ اپنے بچوں پر ملتے ہیں جس سے خوشبو بھی حاصل ہو برکت بھی کہ اس کی برکت سے ہمارے بچے آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہیں۔ واضح معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات دافع بلا ہوتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی قمیص نے حضرت یعقوب کی بینائی کی بحالی کر دی۔ سلہ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے پسینہ ان کے بدن مال سارے آثار سے برکت و قرب الٰہی حاصل کرنا مستحب ہے (مرقات) جب حضور کے افس کی خدمات کا وقت آیا تو آپ نے دعا کی کہ یا اللہ اس کو جو خوشبو دی جاوے اس میں یہ پسینہ شریف شامل کیا جاوے (مرقات) حضور انور نے اپنا پسینہ شریف اپنی صاحبزادی زینب کے کفن میں رکھوایا کہ برکت کے لیے۔ سلہ آپ اور آپ کے والد مرحوم دونوں صحابی ہیں حضرت معاذ بن رفاعہ کے بھائی تھے میں داخلہ ہے۔ سلہ اس سے مراد نماز ظہر ہے کہ دن کی پہلی نماز یہی ہے اس وقت دروازہ مسجد پر بچے جمع ہو جاتے تھے دم کرانے یا دست قدرت اپنے سروں پر پھروانے کے لیے۔ سلہ بہت چھوٹے بچے پیدا ہونے والی گود میں تھے کچھ بڑے بچے خود چلتے تھے حضور انور محبت سے ان کے رخساروں پر اس طرح پھیرتے ہوئے نکلتے چلے گئے کہ انگوٹھا شریف ہر ایک رخسار پر انگلیاں دوسرے رخسار پر ان بچوں کی گھٹی حضور کی تھوک شریف میں جیسے عموماً بزرگ حضرات بچوں کے رخساروں پر ہاتھ پھیرتے ہیں سلہ یعنی ہاتھ شریف ٹھنڈے اور خوشبودار تھے مگر ٹھنڈک تکلیف دہ نہیں بلکہ نہایت ہی خوشگوار تھی جیسا کہ ظاہر ہے۔ سلہ خیال رہے کہ حضور انور کا جسم اطہر خود بھی خوشبودار تھا اور حضور عطر بھی لگاتے تھے۔ مگر جسمی و عارضی دونوں خوشبوؤں کو جمع کر دیں کیونکہ حضور کی ملاقات مشکوں سے ہوتی رہتی تھی (مرقات) یہاں اس زائد خوشبو کا ذکر ہے اس لیے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ اور صفات شریف میں ذکر کی گئی۔

وَذَكَرَ حَدِيْثَ جَابِرٍ سَمُّوْا بِاسْمِيْ فِيْ بَابِ الْاَسَامِيْ وَحَدِيْثَ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ نَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ فِيْ بَابِ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ ؕ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْجُمَّةِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلَ الْمَسْرُبَةِ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ

اور حضرت جابر کی حدیث سموا باسمی ناموں کے باب میں ذکر کی گئی اور سائب ابن یزید کی حدیث کہ میں نے مہر نبوت دیکھی پانیوں کے احکام کے باب میں بیان کی گئی ۱۲ دوسری فصل روایت ہے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے ۲ اور نہ پستہ قد بڑے سر اور گداز بدن والے ۳ موٹی ہتھیلیاں اور موٹے قدم ۴ سرخی ملائے ہوئے ۵ موٹے جوڑوں والے ۶ دراز بالوں کی ڈوری ۷ جب چلتے تو قوت سے چلتے گویا آپ بلندی سے اتر رہے ہیں ۸ میں نے

۱ یعنی یہ دونوں حدیثیں صحاح میں اس جگہ مذکور نہیں مگر ہم نے مناسبت کے لحاظ سے ان بالا دونوں بیان فرمائیں وہاں بھی ملاحظہ کرو۔
۲ اس کی شرح پہلے گزر گئی کہ حضور انور کا قد شریف مائل بدرازی تھا مگر دراز قد تھے ۳ یعنی حضور انور کی ڈاڑھی شریف نہ تو کچھ تھی ہوئی معروف ہوتی ہے بلکہ بھرا ہوا تھا اور نہ آپ کترواتے تھے بلکہ پوری ایک مشت یعنی چار انگل رکھتے تھے۔ لہٰذا یہ حدیث حسن حدیث شریف کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور انور ڈاڑھی کو اطراف سے لیتے تھے۔ اس کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا وہ عمل ہے کہ آپ اپنی ڈاڑھی شریف مٹھی سے پکڑتے جو زیادہ مٹھی سے باہر ہوتا اسے کتروا دیتے تھے۔ تو ہم انبیاء کرام کی ڈاڑھی والے تھے۔ حضور انور کی ڈاڑھی شریف بھی گھنی اور بڑی تھی ایک مشت۔ ۴ یعنی ہتھیلیاں اور تلوے بھرے ہوئے بڑا حسن ہے ۵ مشرب باب افعال کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں سفید میں کچھ تھوڑی سرخی ملائی ہوئی۔ بالکل سرخ رنگ بھدا اچھا نہیں اور سرخی سے سفیدی کی جھلک بھی حسن نہیں بلکہ سفیدی میں سرخی کی جھلک اعلیٰ حسن ہے۔ اس حسن کا نام ملاحت ہے یعنی نمکین حسن پہلے مرد حسنوں کو ملاحت کہا جاتا ہے۔
۶ کراویس جمع ہے کردوس کی بات کے معنی ہیں جوڑ جہاں ہڈیاں ملتی ہیں جیسے کندھے گھٹنے۔ کلائی کہنی وغیرہ ہڈیوں کے تمام جوڑ بھی کراویس کہلاتے ہیں۔ یہ اگر موٹے ہوں تو عضو میں طاقت و قوت پسند ہوتی ہے۔ ۷ مسربہ بالوں کی وہ پتلی ڈوری جو سینہ کے کنارے سے ناف تک ہوتی ہے یہ کسی کے ہوتی ہے کسی کے نہیں یہ ڈوری شجاعت ہے۔ زمانہ حال کی اگر مسلسلہ بالوں سے ننگا ہوتا آدمی اکثر بے وفا ہوتا ہے۔ ۸ یعنی حضور انور کی چال میں ضعف بھی نہ تھا اور تکبر بھی نہیں قوت والا تواضع والا چالاکی تھی سر جھکا ہوا قدم پوری طاقت سے

لَهٗ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۝ وَعَنْهُ كَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ تو آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد لے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔ اور بھی روایت ہے انہیں سے کہ آپ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کرتے تو فرماتے تھے نہ کہ تو آپ بہت ہی دراز قد تھے اور نہ بہت ہی پستہ قد تھے قوم میں درمیانہ قد تھے ۔ اور نہ تو آپ چھلے والے گھونگھر بال تھے ۔ اور نہ بالکل سیدھے بال والے آپ کے بال خم دار تھے ۔ ۱۲

اعطا اپنی ذاتیات سے زمین پر گرتا تھا ۔ یہ لفظ نا ہے کفر سے یعنی قدم پر اعتبار ۔

لہ یہاں قبلہ سے مراد ہے حضور کی ذات سے پہلے اور بعد سے مراد ہے حضور کی وفات کے بعد کیونکہ حضرت علی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف سے پہلے کا زمانہ دیکھا ہی نہیں ۔ آپ حضور انور سے تقریباً تیس سال چھوٹے ہیں ۔

سلہ یہاں وصف سے مراد ہے صورت پاک کی صفات بیان کرنا یعنی حلیہ شریف حضور انور کی نعت شریف چند قسم پر ہے حضور کے نور کا بیان صورت کا بیان سیرت و اخلاق کا بیان گھر والوں سے برتاؤ کے کا بیان ۔ مخلوق سے تعلق کا بیان ۔ رب کی بلندی کا بیان ۔ بندوں سے معاملات کا بیان ۔ حضور کی جود و سخا کرم فراوانی کا بیان ۔ غرضکہ حضور کے ہر حال ہر کمال اور ہر فعل کی تعریف دنیا نا پیدا کنار ہیں ۔

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

سلہ ممغط یعنی ممدود ہے باب افعال کا اسم مفعول ہے ۔ یعنی انتہائی حد دراز لمبے اور ترددی یعنی تنہائی ہے یعنی بہت ہی پستہ قد (مرقات)

سلہ حضور انور کے بال شریف سیدھے اور کانوں پر خم دار تھے اسے اردو میں گھنڈل والے بال کہتے ہیں یہ بہت ہی حسین ہوتے ہیں حضور کے بال ۔ کمال خد و خال رخسار و گلنار

کر دار سب ہا حسین تھیں حضور حسن کے
کہ ہر جہاں سے حسن تقسیم ہو گیا ہے

وَلَيْسَ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيرٌ أَبْيَضُ مُشْرَبٌ أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ جَلِيلُ الْمَشَاشِ وَالْكَتِدِ أَجْرَدُ ذُو مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشَى يَتَقَلَّعُ كَأَنَّمَا يَمْشِي فِي صَبَبٍ وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيكَةً وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً مَنْ

اور آپ بہت موٹے تھے[1] نہ بالکل گول چہرے والے آپ کے چہرے میں تدویر تھی گولائی لئے سفید رنگ تھے سرخی ملی ہوئی خوب کالی آنکھیں دراز پلک نہ ملتے ہوئے[2] جسم شریف صاف بالوں کی باریک ڈوری سی ہتھیلیاں موٹے موٹے قدم جب چلتے تو پورے طاقت سے چلتے گویا آپ کھڑائی میں اتر رہے ہیں[3] اور جب ادھر توجہ کرتے تو پوری توجہ کرتے[4] دونوں کندھوں کے بیچ مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے[5] لوگوں میں سخی دل لوگوں میں بہت سچی بات والے ان میں نہایت نرم طبیعت والے[6] دوست احباب میں بہت اچھے برتاؤ والے تھے، [7]

[1] مطہم بہت موٹے کو بھی کہتے ہیں اور بہت دبلے کو بھی یہ لفظ دونوں ضدوں کے لیے وضع کیا گیا ہے یعنی جیسے حضور انور نہ تھے زیادہ دبلے بہت پتلے تھے نہ بہت موٹے جسم والے (مرقاۃ)

[2] اذعج الخ آنکھ وہ ہے جس کی سفیدی بھی تیز ہو اور پتلی کی سیاہی بھی خوب تیز ہو آنکھ کا بہت حسن ہے۔ گدلی سفیدی یا بھورا پتلی جس کے خلاف ہیں بلکہ بلک حسن ہے پلکوں کا بڑا ہونا یا بالکل نہ ہونا حسن کے خلاف ہے۔

[3] یعنی بھرے ہوئے یا بھاری ہڈیوں والے کندھوں کا کنارہ یا کندھے۔

[4] یعنی کلائیوں پنڈلیوں وغیرہ پر بہت بال نہ تھے خیال رہے کہ احادیث شریفہ والوں سے بالکل خالی نہ تھے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے (مرقات)

[5] صبب بلندی کو بھی کہتے ہیں اور نشیبی زمین کو بھی یہاں صبب بمعنی بلندی گزرگاہ کا بیان ہے یعنی گزرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اونچی جگہ پر چڑھ رہے ہیں بڑی طاقت سے چلتا ہے۔ بلکہ اور قرآن بالکل بلندی میں کہ سرکار کی قدرت طاقت ہوتی تھی جیسے چڑھنے والا زور سے قدم چلاتا ہے

[6] یعنی اپنے اعضا بیٹھنے بات کرنے میں سے نہ دیکھتے تھے بلکہ دیکھتا ہوتا تو دیکھ لیتے تھے پوری توجہ سے۔

[7] مہر نبوت کی تفصیل پہلے گزر گئی مہر خاتم النبیین ہونے کی علامت تھی اس لیے کسی نبی کے جسم پر یہ علامت نہیں ہوئی کیونکہ ان میں کوئی صاحب خاتم النبیین نہ تھے

[8] یعنی حضور کا سینہ اپنے پیاروں سے بہت ہی اچھا تھا حضور سے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہنچی جب کبھی کسی پر سختی کی تو اللہ کے لیے جیسے جہاد پر کفار مجرموں کو سزا دیں۔

نَاوَ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً حَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ رضہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيْقًا فَيَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِيْبِ عَرْفِهٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِيْحِ عَرْفِهٖ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔

جو آپ کو اچانک دیکھتا آپ سے ہیبت کرتا اور جو آپ سے خلا ملا کرتا جان کر آپ سے محبت کرتا ہے آپ کا نعت گو کہتا ہے میں نے آپ کی مثل نہ آپ کے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم (ترمذی) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چلتے تھے کوئی راستہ پر پیچھے آتا کوئی نہ مگر وہ پہچان جاتا تھا کہ یہاں سے حضور گزرے ہیں آپ کی عمدہ مہک کی وجہ سے یا کہا آپ کے پسینہ کی خوشبو سے (دارمی)

مسئلہ معلوم ہوا کہ جمیع انبیاء علیہم السلام باوجود ہیبت کے ایسے محبوب ہوتے تھے کہ جو انہیں اچانک دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا۔ مگر خلوتی کرنا ایسے تھے کہ ہر وقت حضور کے پاس حاضر رہتا آپ سے مانوس ہو جاتا۔ اب بھی روضۂ انور پر ہیبت سے حاضری پر دل گھبرا جاتا ہے۔ پھر وہاں سے ہٹنے کو دل نہیں چاہتا حتی کہ وداع کے وقت آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں شعر

بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینے سے — ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینے سے
رہ رہا اچھا زائر اچھے اچھے دن اپنے — سب کچھ اچھا ایک قیامت کی گھڑی اچھی نہیں

مسئلہ حضرات صحابہ کرام تو حضور کی مثل کیا دیکھتے حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور کا مثل نہ دیکھا۔ دیکھئے کیسے خدا نے حضور کا مثل بنایا ہی نہیں حضور نور ہیں حضور کے مثال کا مسئلہ ہم نے تفسیر نعیمی پارہ اول میں ان اللہ علی کل شئ قدیر کی تفسیر میں کچھ تفصیل سے عرض کیا ہے جسے کہتے ہیں مسئلہ امتناع النظیر حضور کا مثل ناممکن ہے۔ خیال رہے کہ آیت کریمہ قل انما انا بشر مثلکم سے مراد یہ ہے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں اس چیز میں مثل کہ خالص بندہ ہوں مجھ میں الوہیت کا شائبہ نہیں نہ خدا ہوں، نہ خدا کا بیٹا بھائی وغیرہ بلکہ خالص بندہ ہوں حضور خود فرماتے ہیں ایکم مثلی تم میں مجھ جیسا کون ہے یعنی کوئی نہیں۔

مسئلہ پیچھے سے مراد یہ نہیں ہے کہ نورِ آپ کے بعد کوئی آیا بلکہ دیر تک گلی کوچوں میں خوشبو رہتی تھی کہ اگر کچھ دیر کے بعد بھی کوئی ادھر سے گزرتا تو پہچان لیتا کہ پہلے یہاں سے حضور گزرے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسئلہ یہ راوی کو شک ہے کہ حضرت جابر نے عرف فرمایا یا عرق کہ آنات سے عرف جسم کی ذاتی مہک یا خوشبو کو کہتے ہیں عرق کہتے ہیں پسینہ مگر یہاں خوشبو ہے پسینہ کی بدبو سے نہ تھی بلکہ خود جسم پاک میں خوشبو تھی یا پسینہ مقدس میں مگر عرف زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے کہ صرف مہک نہیں تھی بلکہ قوی خوشبو تھی اور پسینہ صرف گرمی کے موسم میں آتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ صِفِیْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ یَا بُنَیَّ لَوْ رَاَیْتَہٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَۃً رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃٍ اَضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

روایت ہے حضرت عبیدہ ابن محمد ابن عمار ابن یاسر سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف سنایئے تو وہ بولیں اے میرے بچے اگر تم حضور کو دیکھتے تو چمکتا ہوا سورج دیکھتے تو (دارمی) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا تو میں رسول اللہ

مسئلہ عمار ابن یاسر کو صحابیت میں مگر ان کے بیٹے محمد اور پوتے عبیدہ اول تابعی ہیں۔ عبیدہ بہت مشہور تابعی ہیں بڑے عالم بڑے عابد متقی تھے بہت صحابہ سے ان کی ملاقات ہے ان سے عبدالرحمٰن ابن اسحاق جلیل القدر تابعی نے احادیث روایت کیں۔

مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم کے پاس جانا ان سے حضور کے حلیہ طاہرہ سننا بلکہ ضرائض کے ان سے حضور انور کی نعت خریف سننا بزرگان دین کی سنت ہے دیکھو تابعی ایک صحابیہ بی بی کے پاس جاتے ہیں حضور کے حالات اور آپ کا حلیہ شریف آپ کی نعت سننے کے لیے مگر یہ سننا سنانا پردہ میں سے ہوتا تھا۔ اجنبی عورت مردوں کو محفل الخانی سے نعت نہ سنائے بلکہ جو عورت تابعیہ ہو وہ بھی اپنی قرأت عورتوں کو سنائے مردوں کو نہ سنائے کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے اسی لیے عورت اذان کی امامت نہیں کرسکتی کہ امام کو قرأت بلند آواز سے کرنی پڑتی ہے۔

مسئلہ یعنی تم کو حضور انور کے چہرہ انور میں سورج کی سی تجلی معلوم ہوتی چہرہ حضور کا ایسا چمکتا دمکتا تھا حضور انور کے چہرہ کو بعض صحابہ چاند جیسا کہتے ہیں بعض سورج جیسا تو دونوں کلام صحیح ہے کسی سے حضور انور خوش ہوتے تھے تو انوار اور زیادہ ہو جاتے تھے اس وقت کی چمک کو تشبیہ سے تعبیر کیا گیا ہے عام حالت میں چاند جیسا چہرہ ہوتا تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسئلہ آپ کا نام جابر ابن سمرہ ہے کنیت ابوعبداللہ ہے قبیلہ بنی عامر سے ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھانجے ہیں کوفہ میں سکونت ہے وہاں ہی وفات پائی ستاسی برس عمر ہوئی وفات پائی۔ (اشعۃ)

مسئلہ اضحیان الف اور ح کے کسرہ سے وہ رات جس میں چاند رات بھر رہے بعض جگہ ہے بعض شب اندھیاری بھی نہ ہو آسمان صاف ہو جیسے یہ دو شرطیں ہوں تو اسے اضحیان کہتے ہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى الْقَمَرِ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَهُوَ أَحْسَنُ عِنْدِي مِنَ الْقَمَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى

صلی اللہ علیہ وسلم کو اور چاند کو دیکھنے لگا آپ پر سرخ جوڑا تھا تو میری نظر میں حضور چاند سے زیادہ حسین تھے ۱۲ (ترمذی، دارمی) روایت ہے حضرت ابوہریرہ رض سے فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی چیز نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہ دیکھی نہ گویا سورج آپ کے چہرے میں گردش کر رہا ہے نہ اور میں نے کوئی شخص نہ دیکھا جو اپنے رفتار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ

نہ اس طرح کہ کبھی تو آسمان کے چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی پیارے مدینہ کے چاند شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کو صلی اللہ علیہ وسلم۔ خیال رہے کہ حضور انور کا چہرہ دیکھنا بھی الٰہی عبادت ہے جیسے قرآن مجید کا دیکھنا بھی عبادت ہے بلکہ قرآن مجید کو دیکھنے سے چہرہ انور دیکھنا افضل ہے کہ قرآن کو دیکھ کر مسلمان صحابی نہیں بنتا حضور کا چہرہ دیکھ کر صحابی بن جاتا ہے۔ ان کا نام مسلمان بتانے ان کا چہرہ سمجھائے جاتے اور ان کا تصور عارف بناتا ہے۔ شعر

تجھی کو دیکھنا تیری ہی سنتا تجھ میں گم ہونا ۔۔۔ حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا ۔۔۔ تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

فرشتے تبرکاً وہ چہرے دیکھا کرتے ہیں قرآن مجید پڑھنا کسی مسئلہ نہیں دیکھتے انہیں سے چہرے کی مشابہت پر قبر میں بڑا پیار ہوتا ہے ہر مومن کی قبر مدینہ ہے بلکہ ہر مومن کا سینہ مدینہ ہے ہم نے عرض کیا ہے ؎

بنا دیتے ہے سینہ کو مدینہ ۔۔۔ نکالو تم سے یہ جنت

نہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضور انور سے خالص سرخ کپڑے کبھی نہ پہنے بلکہ اس سے سبز کو ترجیح فرمایا۔ ان حدیثوں میں سرخ دھاریوں والی جوڑا مراد ہوتا ہے۔ یہاں یہ بھی ہے کہ ان حضرت کی نگاہ حقیقت بین تھی حقیقت میں چہرہ مصطفوی چاند سے کہیں بڑھ حسین ہے کہ چاند صرف رات ہی میں چمکتا ہے یہ چہرہ ہمیشہ ہر حال رات چمکتے یہ چہرہ ہمیشہ ہر حال رات چمکتے چاند صحرا پر چمکتے یہ چہرہ دلوں پر بھی چمکتے چاند ابدان دے یہ چہرہ نور جان دے چاند گھٹتے بڑھتے یہ چہرہ گھٹنے سے محفوظ ہے چاند کو گرہن لگے یہ کبھی نہ لگے چاند سے عالم اجسام کا نظام ہے حضور سے نظام ایمان و عرفان۔ پھر انور کا چاند سے زیادہ حسین ہونا صرف ان کی عقیدت نہ تھا۔ بلکہ واقعیں یہی ہے چاند دیکھ کر کسی نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے کسی نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اس وصف سے کہیں نہ کہیں حصہ ہے لہٰذا حضرت جابر کا یہ فرمانا بالکل درست ہے۔

اللّٰہ علیہ وسلم کانما الارض تطوی لہ انا لنجد ذلک انفسنا وانہ لغیر مکذوب رواہ الترمذی ۔ وعن جابر بن سمرۃ قال کان فی ساق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حموشۃ فکان لا یضحک الا تبسما وکنت اذا نظرت الیہ قلت اکحل العینین ولیس باکحل رواہ الترمذی ۔ الفصل الثالث

علیہ وسلم سے زیادہ پیارا ہو گویا آپ کے لیے زمین لپیٹ دی جاتی تھی ہم تو اپنی جانوں کو شدت میں خیال دیتے تھے اور آپ پرواہ نہ فرماتے تھے بلکہ (ترمذی) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں میں کچھ باریکی تھی اور نہ ہنستے تھے مگر مسکراہٹ سے شمائل میں جب حضور کو دیکھتا تو کہتا تھا کہ آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ آپ سرمہ لگائے نہ ہوتے تھے (ترمذی) تیسری فصل

شرح کلمہ تبسم ہنسنا ہے اور قہقہہ حسین نساء حسب بن مالک عن حضرت ابن عباس سے ہنسنے میں شرح یعنی نورانی کرنیں حضور کے چہرے انور میں چمکتا نظر آتی تھیں جیسے سورج اپنے شکوہ کی گرفت کرتا ہے ہر وقت اللہ کا ذکر تحریر کے معنی کریں جائیں گے ہے ترقب بالکل ظاہر ہے ۔ شرح حضور کی رفتار کا تیز ہونے سے مالوف ہونے کے لحاظ سے تھی ذکر کرتا رہتا ہے چلنے کے لحاظ سے حضور اکرم نہایت وقار سے آہستہ چلتے تھے رب فرماتا ہے واقصد فی مشیک مگر آپ کے آہستہ چلنے کے باوجود دوسرے تیز چلنے والوں سے زیادہ تیز چلتے تھا ایسا کہ کوئی شخص ساتھ نہ پا سکے شرح حضور کا معجزہ تھا کہ آہستہ چلنے والے سے زیادہ تیز چلتے تھے بعض لوگ یہ سمجھ کر آہستہ چلتے ہیں کہ اسے سنت سمجھتے ہیں حالانکہ حضور نے ملک و ملکوت کی بلکہ زمین و آسمان عرش و کرسی لوح و قلم سب کو طے فرمایا ہے سب کی طی الارض قرآن مجید سے ثابت ہے رب فرماتا ہے انا نحن نرثہ ونمیت ونحن الوارثون میں کلمہ نحن کا تحت بن سے آپ کے پاس پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔ شرح رب کا شکر ہے کہ کوئی شخص میرے محبوب سے آگے نہ بڑھ سکے لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ یعنی خود رب تعالیٰ نے ان سے کر لیا تھا۔ شرح یعنی حضور کی پنڈلیاں بہت موٹی نہ تھیں جو بدنما ہوتی ہیں بلکہ درمیانہ تھیں جو کہ کمزوری کا نہیں بلکہ نفاست کا مظہر ہوتا ہے بہت پتلی بھی نہ تھیں جو بدنما سے اعضاء کے مناسب نہ ہونے کا بھی مظہر ہوں (مرقات)

شرح حضور سے تعجب اگر کبھی ثابت نہیں بہت ہنسنا بھی کرنا ہے سے مسکرانے سے زیادہ بھی خوش ہوتا ہے سامنے والے کا دل بھی رکھ لیتا ہے شرح یعنی حضور بیدنیٰ طور پر سرگیں آنکھیں والے تھے پھر بھی سوتے وقت بڑے اہتمام سے سلائی سرمہ لگاتے تھے اگر کبھی سرمہ نہ لگاتے تو تقاضائے سرمہ سے لگا کر دنیا میں پھیلا جاتا تھا حضور کی نورانی طور پر بنا بر عقیدہ شدہ سرمہ دانی نہ رکھتے ہوئے بڑا ہوئے ملائکہ پاک نے سرمہ لگا دیا تھا شعر

بالوں میں خاک راہ تمہاری سرمہ دیا ہوں ۔ بیٹھے تو نے عرش پہ نقشہ کیا ہوں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ
اِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنْ كَعْبِ
بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ
حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ
اَنَّ غُلَامًا يَهُوْدِيًّا كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَوَجَدَ اَبَاهُ عِنْدَ رَاْسِهٖ يَقْرَءُ

روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوب دانتوں میں کھڑکی والے تھے جب کلام فرماتے تو آپ کے سامنے دانتوں کے درمیان سے نور ساطع معلوم ہوتا تھا (دارمی) روایت ہے حضرت کعب بن مالک سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ انور دمک جاتا تھا گویا آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے، ہم یہ جان لیتے تھے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا کہ وہ بیمار ہو گیا تو اس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پرسی کو تشریف لائے اور اس کے باپ کو اس کے سرہانے

سلہ آگے والے اور پیچھے کے چار دانت کو رباعیہ کہتے ہیں ان سے متصل ایک ایک دندان ثنائی کہلاتے ہیں کھلوں کو نیاب کہتے ہیں سامنے کے آٹھوں کو انیاب حضور کے ثنایا دانت رباعیہ سے بالکل علیحدہ نہ تھے بلکہ ان کے درمیان ایک کھڑکی تھی یہ بھی حسن مزید ہے یکھڑکی اوپر نیچے والے دانتوں میں تھی (نعمۃ) سلہ یہ نور دنیا میں بھی دیکھا جاتا تھا مگر رات میں تو دانتوں سے اس نور سے سوئی تلاش کر لی جاتی تھی (اشعۃ اللمعات) کسی نے فرمایا ؎

سوزن گم شدہ ملتی ہے تمہارے منہ سے رات کو جمع نہ ہونا ہے اجالا تیرا

سلہ یعنی حضور کے دل کی خوشی چہرہ انور پر ظاہر ہو جاتی تھی جیسے چاند پر چمک دمک جاتا تھا یوں تو حضور کا چہرہ قدرتی طور پر ہر وقت ہی منور اور چمکیلا تھا مگر خوشی میں ایک خاص چمک اور بھی نمودار ہوتی تھی جس سے وہ نور اور بھی نور ہو جاتا تھا اور یہ ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ کسی پر مخفی نہیں رہتا تھا۔ سلہ عرب میں عادت تھی کہ نابالغ لڑکے لڑکیوں کو کہتے ہیں بہت چھوٹے بچے کو صبی کہا جاتا ہے شیر خوار کو رضیع اور جس کا دودھ چھوڑ دیا جاوے اسے فطیم کہا جاتا ہے یہ بچہ یہودی کا تھا حضور اطہر کی خدمت میں رہتا تھا، آپ کی ہر طرح کی خدمت کرتا تھا، معلوم ہوا کہ کافر کی خدمت سے خدمت لینا جائز ہے کبھی بزرگ و محبت بھی ان کی ہدایت کا سبب ہو جاتی ہے جیسا کہ یہاں ہوا اس بچہ کے باپ کا نام عنقریب آوے گا۔ سلہ معلوم ہوا کہ بچہ حضور علم کی خدمت میں طلب علم کی غرض سے بھی جا سکتا ہے اور وہاں جا کر استاد کی عیادت بھی کر سکتا ہے ایسا بیمار ہے کہ یہاں نہیں آ سکتا تب صحابہ کرام حضور انور کی خدمت میں بیمار پرسی کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے معلوم

حلاوم جمع لمد صبی بچہ سفنی

بیمار پرسی کی مباحث

التَّوْرٰىةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُوْدِيُّ
اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ عَلٰى مُوْسٰى هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرٰىةِ نَعْتِيْ وَ
صِفَتِيْ وَمَخْرَجِيْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰى بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَجِدُ لَكَ
فِي التَّوْرٰىةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَقِيْمُوْا

توریت پڑھتے پایا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہودی میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتاری کیا تو میرے اوصاف، میری نعت میری ہجرت توریت میں پاتا ہے کہا نہیں تو جوان لڑکا بولا ہاں اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم ہم آپ کی نعت، آپ کی صفات آپ کی ہجرت توریت میں پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اس یہودی کو

جو کہ کعبہ کی زیارت کرتا ہے خصوصاً جبکہ وہ کافر قید ہو کر مدینہ میں بار بار یہ اس آتا جاتا ہو۔

مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم لوگ اپنے مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھتے ہیں ایسے ہی یہود اپنے مرنے والوں کے پاس توریت پڑھا کرتے تھے دیکھو نماز جنازہ، ملوت وغیرہ کا مسئلہ اس سے اور بھی معلوم ہوتے ایک یہ کہ جیسے خود قسم کھانا جائز ہے ایسے ہی دوسرے کو قسم دینا بھی جائز ہے اور دوسرے یہ کہ جب کسی کو قسم دی جائے یا اس سے قسم لی جائے تو قسم میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جن سے اس کے دل پر رعب چھا جائے۔ مسئلہ یہود کے نزدیک توریت شریف اور موسیٰ علیہ السلام معزز و مقدس ہیں اور توریت کا نزول ان کے بیان کی بھی تصدیق ہے اس وجہ سے حضور انور نے ان الفاظ سے اسے قسم دی۔ مسئلہ حضور کا یہ سوال اس سے اقرار کرانے کے لیے تھا معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور توریت بلکہ ساری کتب الٰہیہ سے واقف ہیں توریت و انجیل میں حضور کے نام حضور کے سارے حالات بلکہ حتی کہ حضور کی ہجرت سب کچھ موجود ہے۔ مسئلہ اسی یہود نے بعد میں حضور کی بہت سی نعتیں بدل دیں توریت میں یہ تمام کچھ پڑھا تھا مگر حضور کے نام حضور کے اوصاف حضور کی ہجرت سب کچھ توریت میں پڑھ چکا تھا۔ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ نماز میں قرآن کریم پڑھنا فرض ہے مگر توریت شریف سے وقت قضا دن کے دن میں حضور انور کی نعت تھی اسے بہ نعت حضور انور کی صحبت پاک سے نصیب ہوئی تھی۔ مسئلہ حضور انور کے سامنے مسلمان ہونے کی کوئی اسے جلدی نہیں آتا ہے مگر اس شخص کے پاس ایمان و اسلام آیا کہ جس نے بات کرتے ہی ایمان لایا جاتا ہے۔ جس کے نام سے انسان مسلمان بنتا ہے وہ خود اس نے گھر تشریف لے گئے یہ آخر صحبت پاک

کا تھا۔

هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَأْسِهٖ وَلْوَا أَخَاكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ ۔ بَابٌ فِي أَخْلَاقِهٖ وَشَمَائِلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ

اس جوان کے پاس سے اٹھا دو اور تم اپنے بھائی کا انتظام کرو۔ (دلائل النبوۃ) روایت ہے حضرت ابوہریرہؓ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور انور نے فرمایا کہ میں رحمت ہوں رب کا ہدیہ ہوں (دلائل النبوۃ بیہقی، شعب الایمان) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات کا بیان

پہلی فصل روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی

سلہ انہ یعنی اس کی تیمارداری کرو جب یہ سرہانے سے اٹھ جائے تو اس کے کفن دفن نماز جنازہ کا انتظام کرو۔ اب سے یہ یہودی باپ ہاتھ لگانے اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نابالغ سمجھدار بچے کا ایمان معتبر ہے۔ دوسرے یہ کہ مرتے وقت کا ایمان قبول ہے جبکہ غرغرہ کی حالت سے پہلے ہو۔ تیسرے یہ کہ اسلامی برادری رشتہ جاتی رشتوں سے قوی تر ہے کہ یہودی کے کفن دفن اپنے مسلمان نہ کریں گے مگر اس کا باپ وارث کافر کرے گا جو تمہارے کہ اسلام میں نئے پرانے مسلمان ہیں۔ سلہ یعنی رب نے مجھے تمہارے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے لہٰذا ہدیہ و تحفہ بھی اس فرمان عالی میں اس امت کی بہت ہی عزت افزائی ہے کیونکہ ہدیہ تحفہ پیارے پیارے کو ہی دیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ یہ امت رب کو پیاری ہے۔ اس لیے اسے یہ تحفہ دیا گیا فرماتا ہے۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین اعلیٰحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں شعر

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود — حق تعالیٰ کی رحمت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ دائم درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

سلہ اب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت کا بیان تھا۔ اب حضور کی باطنی سیرت کا ذکر شریف ہے اخلاق جمع خلق کی ہے۔ بمعنی عادت۔ اور شمائل جمع ہے شمال کی میم کے فتح سے بمعنی طبیعت و جبلت خلق عام ہے اور شمائل خاص انسان کی جو عادت دنیا میں اکثر ہو وہ بھی خلق ہے مگر شمائل پیدائشی عادت کو ہی کہا جاتا ہے حضور کے اخلاق کو رب تعالیٰ نے عظیم فرمایا کہ ارشاد ہوا انک لعلیٰ خلق عظیم۔ کوئی شخص بھی کما حقہ حضور کے اخلاق کا بیان نہیں کر سکتا۔ جب ہم دنیا کی نعمتیں نہیں گن سکتے جو کہ بہت تھوڑی ہیں قل متاع الدنیا قلیل۔ تو جسے رب عظیم کہے اسے کیسے گن سکتے ہیں۔ اعلیٰحضرت فرماتے ہیں شعر

تری خلق کو حق نے جمیل کہا تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا
کوئی کیا سمجھ سکے وصف تیرا تیری خلق عظیم ہی وہ تو تم ہو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ
النَّاسِ خُلُقًا فَأَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَا أَذْهَبُ وَفِيْ نَفْسِيْ أَنْ
أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِيْ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى
أَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سال خدمت کی۔ کبھی مجھ سے اف نہ فرمایا اور نہ یہ کہ تم نے یہ کیوں کیا اور نہ یہ کہ کیوں نہ کیا۔ (مسلم بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے کہ حضور نے مجھے ایک دن کسی کام کے لیے بھیجا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نہ جاؤں گا۔ اور میرے دل میں یہ تھا کہ اس کام کے لیے جاؤں جس کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا۔ چنانچہ میں روانہ ہو گیا۔ تاکہ کچھ بچوں پر گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ اچانک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

صلہ حضور انور کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے پر حضرت انس رضی اللہ عنہ سات برس کے تھے ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں اس وقت حضور انور کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ بچہ انہیں آپ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ وفات شریف تک حضور انور کی خدمت میں رہے بعد وفات مدینہ سے باہر گئے تمام سفر حضر میں آپ کا ساتھ رہا۔ صلہ یعنی میں کم عمر بھی تھا اور کم سمجھ بھی تھا۔ کبھی کچھ قصور بھی ہو جاتے تھے اور کبھی کچھ نقصان بھی ہو جاتا تھا جیسے کوئی چیز ٹوٹ جانا وغیرہ مگر اس سارے عرصہ میں حضور نے مجھے کبھی جھڑکا نہیں۔ اور خلاصت کے طریقہ پر یہ نہ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کر دیا یہ کیوں چھوڑ دیا۔ اف کا لفظ عربی میں جھڑکنے اور خفگی کے وقت بولا جاتا ہے یہاں زبان کا لحاظ میں اف نہ فرمانا مراد ہے شرعی نقطہ پر پکڑ کر یا نو اصلاح ہے (مرقات و اشعۃ) صلہ ناس سے مراد سارے جہان انسان میں۔ خلق سے مراد عادت ہے (مرقات) صلہ یعنی مجھے بھیجا جانے کا حکم دیا فلاں فلاں کام حضور کے ذمہ پر ہے۔ صلہ یہ جو بے تاخوانی یا مخالفت حکم نہیں بلکہ ناپسندیدہ ہے بیادب کریم پیدا ہوتا ہے شعر

کشادہ دست کرم جب دراز ہے تیرا ۔۔۔ نیاز مند کیوں عاجز نماز کرے (اقبال)

جیسے بچے ماں باپ پر مضمر کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو نہیں کرتے۔ یہ تیز دانتی تھی کہ ہم کے لیے نہیں تاکہ اس پر قسم کے اسلام جاری ہوں بلکہ بالقصد یہ لفظ بولا گیا ہے امام شافعی کے ہاں یہ قسم لغو ہے امام اعظم کے ہاں یہ قسم لغو نہیں صلہ یعنی یہ انکار صرف زبانی تھا دل سے نہ تھا چونکہ یہ کام ارکیں میں تھا اس لیے حضور انور نے بار بار جانے کا حکم نہ دیا بلکہ بعد میں تنبیہ فرمائی ہو گی۔ صلی اللہ علیہ وسلم وسلمات۔ صلہ جب میں ان کھیلنے والے بچوں پر گزرا تو میں بھی کھیل دیکھنے کے لیے کھڑا ہو گیا یہ مطلب ہے اس عبارت کا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے

وَسَلَّمَ قَدْ اَقْبَضَ بِقَفَایَ مِنْ وَرَآئِیْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَضْحَكُ فَقَالَ یَا اُنَیْسُ
ذَهَبْتُ حَیْثُ اَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْهُ
قَالَ كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ
غَلِیْظُ الْحَاشِیَةِ فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَآئِهٖ جَبْذَةً فَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِیَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَّالِ

میرے پیچھے سے میری گردن پکڑ لی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی طرف دیکھا آپ ہنس رہے تھے فرمایا
اُنیس کیا تم وہاں جا رہے ہو جہاں جانے کا میں نے تم کو حکم دیا تھا میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں جا رہا ہوں (مسلم)
روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا حضور پر نجرانی موٹے کنارے والی
چادر تھی حضور کو ایک بدوی نے پکڑ لیا اور حضور کو آپ کی چادر سے کھینچا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس بدوی
کے سینہ پر پہنچ گئے حتی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کے کنارہ میں دیکھا اس کی سخت
کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارہ نے اثر کیا تھا پھر بولا اے محمد اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے

۱ گردن پکڑنا انتہائی بیادبی سے تعبیر کرتے ہیں گردن کے پیچھے عنقہ کہا کہ کچھ حصہ گردن کا ہے اگلا حصہ حلقوم یعنی گلا ہے۔
۲ یعنی مسکرا رہے تھے حضور کے لیے جہاں کہیں لفظ ضحک آتا ہے وہاں تبسم مراد ہوتا ہے کیونکہ حضور نے کبھی قہقہہ نہ لگایا۔
۳ لفظ انس کو انیس سے تصغیر کرکے یہ بھی محبت کی وجہ سے تھا یہ نام کا بگاڑنا نہیں جیسے بہت سے جاہل کرتے مگر غلام کو گالی کہہ دیتے ہیں۔
۴ یہ ہے اپنے ارادہ کا اظہار یعنی میں نے صرف زبان سے انکار کیا تھا۔ جانے کا ارادہ اس وقت بھی تھا۔ چنانچہ میں سلام عرض کے جا رہا
ہوں۔ ۵ نجران یمن کی ایک بستی ہے جہاں کے عیسائی حضور انور سے مناظرہ کرنے آئے تھے حضور انور نے انہیں مباہلہ کے لیے کہا
انہوں نے نہیں کیا بعض کے نزدیک مجادلہ یمن کے ریسان سے۔ وہاں موٹے اون کی چادریں بہت بنتی تھیں جن کے کنارے بہت زیادہ
موٹے ہوتے تھے۔ ۶ اس بدوی نے اس طرح حضور انور سے بھیک مانگی وہ ادب کو کہ طریقہ گفتگو سے بھی بے خبر تھا حضور انور نے اس
کی اس بے ادبی پر ناراضی نہ فرمائی خیال فرمایا کہ یہ آداب گفتگو سے واقف نہیں ہے۔ شعر

سرکار ہم گلیوں کے بھکاری پہ نہ جائیں — آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں (اعلیٰ حضرت)

۷ قرآن کریم نے بھی فرمایا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری الخ اور حدیث میں ہے اللھم انی اسئلک من خلقک احدا (مرقات)

اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَکَ ثُمَّ اَمَرَہٗ بِعَطَآءٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَعَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ

میرے لیے بھی حکم دیجئے کہ تو اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا پھر ہنسے پھر اس کے لیے عطاء کا حکم دیا متفق علیہ (بخاری و مسلم) اور روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں بہت حسین اور سب سے زیادہ سخی سب سے زیادہ بہادر تھے۔

مسئلہ غالباً یہ بدوی نومسلم تھا جو ابھی دین کے مسائل سے پورا واقف بھی نہ تھا بدبات کرنے کا طریقہ بھی نہ جانتا تھا اور شاید بھی مؤلفۃ القلوب سے جن کو دین پر خیز کیا جاتا ہے۔ اس لیے حضور انور کو صرف نام شریعت سے پکارا اور اس پر کوئی گرفت نہیں فرمائی گئی اور مرقات نے یہ کہا ہے کہ آپ کے پاس مقرر اس تقسیم کرنے کے لیے زکوٰۃ و صدقات کے مال آیا کرتے تھے۔ شاید بھی اس میں سے دیئے۔

مسئلہ یعنی حضور انور اس کی یہ حرکت دیکھ کر اس کی برات مسکرا کر اور صحابہ کو حکم دیا کہ اسے علاوہ زکوٰۃ سے کچھ دے دیں اس عطا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کافر یا منافق نہ تھا کہ کفار و منافقین کو کوئی چیز نہیں دی جا سکتی یہاں اشرف الانبیاء نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ تمام بادشاہوں اور بڑے لوگوں کو چاہیئے کہ رعایا کی سختی پر صبر و تحمل سے کام لیا کریں۔ اس سے بھی بہت تدبیریں ہوتی ہیں۔ شعر

ہم گنواروں میں طریق ادب کہاں ہم کو تو بس یونہی بھبک بھبک سی ہے

مسئلہ بدصورتی، بداخلاقی، بخل، بزدلی، افسانی عیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے محبوبوں کو محفوظ رکھا ہے۔ حضور انور چونکہ تمام نبیوں کے سردار سید ہیں۔ اس لیے حضور اپنے محبوب سے بہت زیادہ حسین تھے۔ تو جیسے کہ اللہ کے محبوب ہوئے بھی ایسے کہ حضور کی عبادت سے آج بھی بلکہ قیامت تک لوگ برکتیں پاتے رہیں گے۔ علماء سوفیاء و محدثین و مشائخ اس بات سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کا جود و کرم و سخاوت کوئی مجھ جیسے کہنے سے پوچھے۔ حضور کی کرم نوازی کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ شعر

ہم نے غلامی کی تم نے معافی میں دی کون کمی سودا تم پہ کروڑوں درود

مرزا الوہی ایسا بزدل تھا کہ ڈر کے مارے حج کو نہ گیا۔ دار الاقتدار ان کو اپنی نبوت کی دعوت دی۔ انہوں نے جواب دیا۔ ایں چہ بوالعجبی است۔ آکر تبلیغ کرو مرزا نہ گیا۔ سچے جی کبھی جوتے نہیں ہوتے۔

اسی شجاعت کی بنا پر رب نے فرمایا وقاتلوا فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین علی القتال اسے محبوب تم اکیلے ہی کافروں سے جہاد کرو۔ آپ ہی کو جہاد کا حکم دیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو بھی رغبت جہاد دو۔ اس لیے حضور اکثر غزوات میں سوار ہوتے تھے کہ حضور پر کچھ نہیں ہوتا (مرقات)۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

النَّاسِ فَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ لَمْ تُرَاعُوا وَهُوَ عَلَى
فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِي عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ
بَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ایک (اسلحہ دینے والے) گھبرا گئے تو لوگ آواز کی طرف دوڑے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کی طرف واپس آتے ہوئے آپ لوگوں سے پہلے آواز کی طرف دوڑے اور کہتے جاتے تھے مت گھبراؤ مت ڈرو آپ ابوطلحہ کے ننگے گھوڑے پر تھے جس پر زین نہ تھی اور آپ کے گلے میں تلوار تھی پھر فرمایا کہ ہم نے اسے دریا پایا ہے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز

سلہ یعنی مدینہ طیبہ کے کسی محلہ میں رات کو یہ شور مچ گیا کہ دشمن یا چور ہماری مدد کو دشمن یا چور ہم پر آن پڑے کبھی ایسا ہوجاتا ہے سارے محلہ والے چیخ رہے تھے۔ سلہ اس جملہ کے دو معنی کئے گئے ہیں ایک یہ ہم کا مرجع وہ ہی چیخنے شور مچانے والے لوگ ہیں تو مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگ تو جماعت در جماعت بن کر شور کی طرف دوڑے ایسے موقع پر امداد کرنے والے اکیلے نہیں جایا کرتے دشمن یا چوروں کا خطرہ ہوتا ہے۔ مگر حضور ان سب لوگوں سے پہلے اکیلے ہی بے خطر سے ہوئے اور ان سب سے پہلے پہنچے یہ ہے حضور کی بہادری اور رات دن سے یہ کہ ہم کا مرجع مدد کے لیے جانے والے لوگ ہیں اور استقبال کے معنی ہیں حضور انہیں واپس آتے ہوئے ملے جانے والوں کو لے آپ وہاں ہو کر سب تحقیقات کر کے ان ڈرنے والوں کو تسلی و تشفی دے کر واپس آرہے تھے۔ ہم جارہے تھے حضور آرہے تھے یہ ہے حضور کی بہادری (مرقات) سلہ اس عبارت کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ آپ جاتے ہوئے ان ڈرنے والوں کو تسلی دیتے ہوئے آواز دیتے جارہے تھے کہ مت گھبراؤ میں آگیا ہوں مت ڈرو میں تمہاری مدد کو آگیا ہوں اس صورت میں لم تراعوا کا صیغہ ہے اور عبارت نہی کا صیغہ ہے دوسرے یہ کہ اسے تو ہم میں خطاب ہے ان مددگاروں سے جو اس جارہے تھے اور مطلب یہ ہے کہ تم لوگ بھی ڈرو نہیں ہم وہاں ہو آئے ہیں وہاں کوئی خطرناک چیز نہیں ہے۔ یوں ہی ان لوگوں کو ڈر کا ہو گیا تھا۔ سلہ یعنی گھبراہٹ اور ڈر یا یہ مضارع مجہول صیغہ جمع مذکر حاضر ہے یعنی تم لوگ ڈرے نہ گئے ہو بلکہ یوں ہی ہم میں جلد ہو گئے ہو بعض روایات میں ان کا ذکر ہے سلہ ابوطلحہ کے اس گھوڑے کا نام مندوب تھا یعنی مطلوب آپ نے جلدی میں اس پر کاٹھی لگام وغیرہ کچھ نہ لگائی ہوں ہی بغیر کاٹھی لگام سوار ہو کر روانہ ہو گئے (مرقات) سلہ یہ عرب تیز رو اور سبک رفتار گھوڑے کو دریا سے تشبیہ دیتے ہیں وہ ہی محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے یعنی جیسے دریا کا سوار نہایت آرام سے بغیر جھٹکے سفر کرتا ہے ایسے ہی اس گھوڑے کا حال ہے کہ مجھے نہایت تیز اور آرام سے لے گیا۔ یہ گھوڑا بہت ہی سست رفتار اور سخت ڈیل تھا جناب ابوطلحہ اس گھوڑے سے تنگ تھے حضور کی اس تعریف کے بعد یہ دونوں عیب جاتے رہے یہ حضور کا ایک معجزہ نہیں بلکہ چند معجزے ہوئے گھوڑے کا

وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ أَسْلِمُوا فَوَاللّٰهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ جُبَيْرٍ

فرمائی گئی کہ حضور نے فرمایا ہرگز نہیں لہٰذا مسلم بخاری روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان بھری ہوئی بکریاں مانگیں تو حضور نے وہ سب اسے دیدیں تو وہ اپنی قوم کے پاس گیا بولا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ اللہ کی قسم محمد ایسی عطا دیتے ہیں کہ فقیری کا خوف نہیں فرماتے لہٰذا مسلم روایت ہے حضرت جبیر رضی

پشت پر سوار ہو گئے تو مقتدی بدل دیتا ہے اس انسان پر پانی ڈالو دیکھو اس کی نظر کمزور ہو گئی ہے اس کی بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ شعر

السلام اے صدر جہاں کے بادشاہ ۔ مجھ غریب و خستہ پر بھی اک نگاہ (قدم امام شبیہ)

۱؎ یعنی حضور نے کسی سائل کو کبھی نہیں فرمایا کہ ہم کو نہیں دینا ہے گر دیر ہو کر عطا فرمائی اور فرمایا خاموشی اختیار کی یا آئندہ کے لیے وعدہ فرمالیا یا معذرت کر دی لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں فانہ لا امر ما اصلکوہ علیہ کہ آیت کریمہ میں معذرت کا ہے۔ اور یہاں انکار کا کلام مراد ہے فرزدق شاعر نے حضور کی نعت میں عرض کیا۔ شعر

ما قال لا قط الا فی تشہدہ ۔ لولا التشہد کانت لاءہ نعم

کسی نے اس کا ترجمہ یوں کیا۔ شعر

نرفت کلمۂ لا جز زبان او بر گز ۔ مگر بہ اشہدان لا الہ الا اللہ

یعنی حضور نے بجز کلمہ طیبہ کے انکار کا کلمہ کبھی نہیں فرمایا۔ ۲؎ یعنی حضور سے مانگ کر کبھی کوئی محروم نہ پھرے گا یہ تو کوئی مجھ سے پوچھے میں نے بہت تجربہ کیا ہے ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر

زمانہ نے زمانہ میں بھی ایسا کہیں دیکھا ۔ زبان پر جس کے سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا

۳؎ یعنی اتنی زیادہ بکریاں جن سے دو پہاڑوں کے درمیان کا سارا جنگل بھر جائے سب بکریاں حضور نے عرب کی اپنی تھیں کہ عرب جنہیں مال غنیمت کے نفس میں اتنی بکریاں آپ کو دی تھیں۔ ۴؎ یعنی غیر مسلم جب اسلام لاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض روایات میں جو ہے کہ سائل نے حضور کی یہ بکریاں دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ حضور تو بہت مالدار ہو گئے فرمایا کیسے اس نے عرض کیا کہ وادی بکریاں پھیلی ہوئی ہیں ایک ایک کی لکھ لکھ فرمایا سب تجھے عطا فرمادیں جاؤ حیرت سے حضور کا منہ تکنا ہے ۵؎ نبی کریم ہیں جن سے دنیا نے نعت میں کمی کی کوئی ان سے زیادہ نعت میں کمی کرے ایمان مفقود ہے کسی کا کمال ایمان مفقود ہے کسی کا کمال ایمان مفقود ہے کسی کا کمال

ابْنِ مَطْعُوْنٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْفِلِيْنَ مِنْ حُنَيْنٍ تَعَلَّقَتِ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ إِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَآءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُوْنِيْ رِدَآءِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَآءَ

ابن مطعون سے ملا کہ جبکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے حنین کی واپسی کے موقع پر تو بدوی لوگ حضور سے لپٹ گئے آپ سے مانگتے تھے حتیٰ کہ آپ کو ایک خاردار درخت کی طرف لے گئے آپ کی چادر الجھ گئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے فرمایا مجھے میری چادر تو دے دو اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر جانور ہوتے تو میں تم میں تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے نہ تو کنجوس پاتے نہ جھوٹ بولنے والا نہ بزدل۔ (بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تھے

لیں کہ انہیں ایمان مل گیا۔ خیال رہے کہ کسی سے مانگنا عیب ہے اسی سے منع فرمایا گیا ہے مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا ہم سب کے لیے باعث فخر ہے۔

سلمہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابن ہلال ابن اوہیب ابن عبد مناف ہیں آپ کی والدہ کا نام ہند ہے حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے اور حضور کے صحابی ہیں رضی اللہ عنہ۔

سلمہ حنین ایک جنگل ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے۔ یہ غزوہ حنین کی طرف اشارہ ہے۔ غزوہ حنین فتح مکہ کے بعد واقع ہوا اسی علاقہ بکر اسی قوم کی حضرت علیہ والی تھیں یعنی حضرت بی بی حلیمہ جن کی اس نے حضور علیہ السلام کے تمام قیدیوں کو آزاد فرمایا جو اس غزوہ میں گرفتار ہوئے تھے۔

سلمہ اس غزوہ میں مال غنیمت بہت زیادہ حاصل ہوا تھا حضور نے اس مال میں سے زیادہ تر مکہ میں مسلمان ہونے والے مولفۃ القلوب کو بہت مال عطا فرمایا تھا گذشتہ حدیث کا بکریوں والا واقعہ بھی اسی موقعہ پر ہوا تھا۔ (اشعۃ اللمعات) یہ لوگ حضور سے ایسے لپٹ گئے تھے جیسے فقراء و مساکین ایک کریم غنی کو گھیر لیں حضور کی سخاوت کو بیان نہیں کر سکتے۔

سلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری اور شجاعت ظاہر و باہر ہے کوئی بہادر بزدل نہیں ہو سکتا۔

سلمہ یہاں شجاعت صدق کلام کو کمال فضائل کی تکمیل کے لیے بیان فرمایا یعنی مجھے اللہ تعالیٰ نے ان تین چیزوں سے بری کیا ہے بخیل، بزدل جھوٹ۔ حضور تو سخی نہیں بلکہ سخاوت ہیں۔ خود کھاتے ہیں۔ زمانہ کو کھلاتے ہیں۔ شعر

تو آقا جو کہ خود کھائے کھجوریں اور غلاموں کو کھلائے شکر پنیریں دیکھا کب ایسا کسی نے دیکھا

خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَأْتُوْنَ بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَاءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْهُ قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِنْ إِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْهُ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ انْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ

کے پاس مدینہ کے لونڈی غلام اپنے برتن لے آتے تھے جن میں پانی ہوتا تھا تو وہ کوئی برتن نہ لاتے مگر حضور اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تھے تو بسا اوقات ٹھنڈے دن وہ لوگ آپ کے پاس بہت ٹھنڈی صبح کو پانی لاتے تھے آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تھے (مسلم) حضرت انس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مدینہ کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی تو جہاں چاہتی حضور کو لے جاتی تھی (بخاری) روایت ہے انہیں سے کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے تو فرمایا اے فلاں کی ماں تو سوچ لے کہ کون سی گلی پسند کرتی ہے کہ میں وہاں تیرا کام کروں تو کسی راستہ میں حضور اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتی کہ وہ اپنے کام

سلہ یعنی اہل مدینہ اپنے لونڈی غلاموں کو پانی کے برتن دے کر بھیجتے تھے وہ لونڈی وغیرہ مسجد پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ حضور فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھتے اور اول برتن میں اپنا ہاتھ ڈالتے جاتے تھے۔ سلہ یہ پانی بطور تبرک پیتے یا بیماروں کو شفا کے لیے پلاتے تھے اس میں بیان ہوا حضور کے اخلاق حمیدہ کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے شفا حاصل کرنا بلکہ جائز سنت صحابہ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز میں بزرگوں کا ہاتھ لگ جائے وہ متبرک ہو جاتی ہے۔ (از مرآۃ المناجیح) سلہ ہاتھ پکڑنے سے مراد ہے اپنی حاجت براری کے لیے عرض کرنا یا کہیں لے جانا اور اگر کلام پر حمل کریں تب بھی معنی یہ ہیں کہ حضور کی امت حضور کی اولاد ہے حضور افضل امت کے باپ ہیں پس ہر ماں باپ کا ہاتھ لڑکا پکڑ سکتی ہے یعنی اگر حضور سے محو کلام ہوتی حتی کہ مدینہ کی لونڈی بھی کچھ التجا کے لیے حضور کا ہاتھ پکڑ لیتی تو حضور اس سے ہاتھ چھڑاتے نہ تھے بلکہ اس کی حاجت روائی کرتے تھے۔ سلہ خواہ اپنے گھر لے جاتی یا کسی اور جگہ حضور انور منع نہ فرماتے تھے۔ سلہ یعنی دیوانی تھی یا احمقہ۔ اس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ سلہ فی سر یہ ہے کہ حضور تو راستے سے جا رہے تھے کہ یہ بیچ میں صاحبزادی کر عرض کرنے لگیں وہ خود حضور انور کے دولت خانہ میں تشریف لائی تھی (اشعۃ اللمعات) سلہ یعنی اگر تو نے مجھ سے کوئی بات تنہائی میں عرض کرنی ہے تو کوئی گلی تجویز کر کے مجھ بتا جہاں میں اکیلے کھڑے ہو کر تجھ سے بات سنوں (از مرآۃ) یہ حدیث جواز تعدد ازواج پر بھی دلیل ہے۔

مَنْ حَاجَتِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعَاتِبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رض

(عرض و معروض) سے تاریخ ہو گئی (مسلم) روایت ہے عائشہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے فحش گو اور نہ لعنت کرنے والے نہ گالی دینے والے نہ عتاب میں فرماتے تھے تجھ کو کیا ہوا اس کی پیشانی خاک آلود ہو (بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ مشرکین پر بددعا کیجئے فرمایا میں بددعا کرنے والا نہ بھیجا گیا میں تو رحمت ہی بھیجا گیا ہوں (مسلم) روایت ہے حضرت ابوسعید

سلہ اس سے معلوم ہوا کہ گو جیسا گزرگاہ عام میں کسی عورت کے ساتھ تنہائی خلوت نہیں مگر اس پر خلوت کے احکام جاری ہوں (رحمات) اتنی عبارت لکھ کر میں دوسری جگہ کام کے لیے سو گیا۔ خواب میں اس گنہگار کو اس کی مکمل تشریح بتائی گئی وہ یہ ہے کہ خلوت دو قسم کی ہے خلوت لغویہ خلوت شرعیہ خلوت لغویہ یہ ہے کلام سننے سنانے میں تنہائی ہو کہ کوئی ان کی بات نہ سن سکے اگرچہ دیکھنے دکھانے میں خلوت ہو کہ لوگ دونوں کو دیکھ رہے ہیں خلوت شرعیہ یہ ہے کہ سننے دیکھنے دونوں کے لحاظ سے خلوت تنہائی ہو کہ کوئی دیکھے نہ کلام سنے خلوت شرعیہ محرم کے ساتھ جس کے ساتھ حسب بیان گزرا خلوت لغویہ بوقت ضرورت حلال ہے۔ یہاں خلوت لغویہ تھی خلوت شرعیہ نہ تھی کہ یہاں گلی میں وہ دیوانی حضور کو الگ لے گئی ہے۔ راہ گیر یہ ماجرا دیکھ رہے ہیں مگر اس کی عرض و معروض حضور کے سوا جواب نہیں سن رہے ہیں مسجد کے گوشہ میں گلی کوچہ میں دن کے وقت بھی خلوت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اس قرآن حال کے منافی نہیں کہ کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے۔ اس کے خلاف ہے کہ حضور نے فرمایا تھا کہ دیکھ لو یہ میری مدینہ میں ہے۔ کہ وہاں خلوت شرعیہ کا ذکر ہے اور یہاں خلوت لغویہ واقعہ ہوا۔ الحمد للہ فقیر کو ان خوابوں میں آج ماہ ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ مطابق ماہ مارچ ۱۹۶۱ء سہ شنبہ کو بوقت دوپہر یہ تشریح فرمائی گئی وہ ہی اس گنہگار نے پیر و مرشد کی خدمت میں آقائے کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم۔ سلہ یعنی حضور کی عادت کریمہ فحش باتیں کرنے کی کبھی پسند فرمائی نہ تھی۔ سارا عمر شریف میں ایک بار بھی کسی کو گالی نہ دی کسی غلام یا خادم کو لعنت کے لفظ سے یاد نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ سب باب دعائی باب کے صیغے ہیں مگر یہاں اصل لعنت اور گالی کی نفی ہے جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے وما اللہ یظلم للعبید سلہ کیسا پیارا لقب ہے اس کے معنی ہو سکتے ہیں پاک یہ کہ وہ شخص خواہ مخواہ ناک رگڑے مگر کامیاب نہ ہو دوسرے یہ کہ اللہ اسے بھوکا نہ رکھے جو اس کی توفیق دے اس کی پیشانی میں لگا کر سجدے سے اٹھیں تو نماز پڑھی ہوئی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ حضرت میں بھی دیکھتے ہیں کہ تیرا ہے تو

سلہ حضرت کی دعا خاص آدمیوں پر ہوتی ہے اور برکت عام کہ ذرہ ذرہ بھی ہے حضور کی برکت سے دنیا میں کفار پر عذاب آتا رہتا ہے حضور کی دعا سے

الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَآءً مِّنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۚ وَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۚ

حضرت سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ شرمیلے تھے جیسی کنواری لڑکی اپنے پردے میں شرمیلی ہوتی ہے اور جب کوئی ناپسند چیز دیکھتے تو ہم چہرۂ انور میں اسے پہچان لیتے تھے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی پورا کھل کر ہنستا نہ دیکھا حتیٰ کہ میں آپ کے کوے دیکھ لیتی کہ آپ تبسم ہی فرمایا کرتے تھے (بخاری)

ہمیشہ کفار کو دعوت اسلام دیتے رہتے اور ان سے جہاد کرنے کی کوشش فرماتے لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دوری کی دعا کرنا جو رحمت سے قریب کرنے کے لیے بھیجا گیا جو رحمت سے دور کیسے کر سکتا ہے فرمایا گیا وما ارسلنا الا رحمۃ للعالمین اس لئے حضور انور نے قبیلہ رعل اور ذکوان کے لیے فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی تو آیت کریمہ نازل ہوئی لیس لک من الامر شیٔ اسے محبوب ہدایت آپ کے لیے مناسب نہیں یہ تو جلال باری ہے کفر پر۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کے بارے میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے جن کو کفر پر جہنم کی وعید سنائی گئی ابراہیم کی دعا کیسے قبول ہوئی فرمایا انہ عمل غیر صالح لہٰذا آپ کی دعا بیکار ہوئی۔

کنواری لڑکی کا جب خیال ہو تو وہ سمٹ کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتی ہے اسے عربی میں خدر کہا جاتا ہے اس لئے حجلہ عروسی کو بھی خدر کہا جاتا ہے اس جگہ بیٹھ کر گزر کرنا کیسے ہے عرب میں عفت اور اس زمانہ میں لڑکی بہت ہی شرمیلی ہوتی ہے گھر والوں سے بھی شرم کرتی ہے کسی سے کھل کر بات نہیں کرتی حضور کی شرم اس سے بھی زیادہ تھی حیا ایمان کا خاص جوہر ہے جتنا ایمان کامل اتنی حیا زیادہ۔ یعنی دنیا کی باتوں میں سے کوئی بات یا کوئی چیز حضور کو ناپسند ہوتی تو زبان مبارک سے نہ فرماتے مگر چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے آثار نمایاں ہو جاتے تھے خدام بارگاہ پہچان لیتے تھے ایک دعوت ولیمہ پر دیکھا آپ حضرت زینب کے گھر تشریف لائے کھانے کے بعد بیٹھ باتیں کر رہے تھے حضور کو ان کے بیٹھنے سے تکلیف ہوئی مگر ان سے نہ فرمایا کہ چلے جاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحی منکم واللہ لا یستحی من الحق تمہارے عمل سے بھی تکلیف کا باعث ہے مگر تم سے نہیں فرماتے میں رب تعالیٰ نہیں شرماتا ہے حضور کی حیا۔ لہوات جمع ہے لہاۃ کی عربی میں لہاۃ حلق کے کنارہ پر گوشت اور لٹکنے والے کو بیچ کو کہتے ہیں۔ جب انسان خوب کھل کر ہنستا ہے تو پورا منہ کھل جاتا ہے اور وہ جگہ نظر آجاتی ہے۔ حضور انور اس طرح نہیں ہنستے تھے۔ یہاں روایات میں ہے کہ حضور انور سے بہت کم ہنسنا بھی ثابت ہے مگر قہقہہ لگا کر ہنسنا کبھی ثابت نہیں۔ تبسم فرمانا کبھی عادت بہت ہی تھی۔ واللہ اعلم۔

وَعَنْهَا قَالَتْ اِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ تَعْنِيْ خِدْمَةَ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ

روایت ہے اس سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جلدی کی طرح بات جلدی جلدی نہ کرتے تھے آپ باتیں ایسی کرتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو نہیں گن سکتا (مسلم بخاری) روایت ہے اسود سے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب عائشہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے آپ نے کہا کہ اپنے گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے تھے یعنی گھر والوں کا کام کرتے تھے پھر جب نماز آجاتی تو نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

حضور انور کا کلام شریف نہ تو گانا ہوتا تھا نہ بہت جلد بلکہ ایک جملہ پر رک جاتے تھے۔ تاکہ سننے والا خوب یاد کرکے سمجھ لے اور ہر جملے کے کلمات بھی بہت آہستگی سے ادا ہوتے تھے کہ ہر کلمہ طاق میں بیٹھ جاتا تھا۔ کیونکہ حضور انور کا ہر کلمہ تبلیغ کے لیے ہوتا تھا۔ اگر حضور جلدی یا مسلسل بہت زیادہ کلام فرماتے تو لوگ بھول جاتے آپ کا کلام بہت جامع مگر مختصر ہوتا تھا کہ حضرات صحابہ قرآن کی طرح اسے یاد کرلیتے تھے وہی حدیث کی شکل میں جمع ہوگیا اسی کلام مبارک سے آج دین قائم ہے۔ اس کلام مبارک سے قرآن سمجھ میں آرہا ہے ایک صاحب نے حضور انور کے وعظ جمع کیے وہ ایسے بیل کہ آج واعظ حضور کے بڑے وعظ کو دس منٹ میں کہہ سکتا ہے۔ مگر ان دعظوں نے دنیا پلٹ دی بھا کا رخ بدل دیا۔ اللہم صل وسلم وبارک علیہ۔ آپ کے معمولات حالات عبادتیں اخلاق تابعین نے آپ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نماز بھی پڑھا خلفاء راشدین کو بھی دیکھا بڑے بڑے صحابہ سے ملاقات کی انہی سے دین سیکھا آخری زمانہ میں عالم علوم قائم فرمائے۔ ہر شب ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے بڑے عبادت گزار تھے۔ ۱۲ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات حضور انور کی بیرونی اور اندرونی زندگی کے حافظ ہونا چاہتے تھے اور امت تک پہنچانا چاہتے تھے اس لیے بیرونی زندگی شریف صحابہ کرام سے بیان فرماتے تھے اور اندرونی زندگی ازواج پاک سے خصوصاً ام المومنین عائشہ صدیقہ سے ۱۳ جتنا بیرونی کلمہ یعنی کام کاج خدمت یعنی حضور انور اپنے گھر کے کام میں تکلف نہیں کرتے تھے۔ بکری دوہ لیتے اپنے کپڑے دھو لیتے تھے پھٹے کپڑے پیوند فرما لیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ گھر میں کام کرنا سنت انبیاء کا طریقہ ہے۔ کسی جائز کام میں تکلف نہیں چاہیے۔ ۱۴ یعنی جب نماز جماعت کا وقت آتا تو سارے کام چھوڑ دیتے کمر بار سے منہ موڑ لیتے جیسے کسی کو جانتے ہی نہیں اور مسجد تشریف لے جاتے یہ ہی صفت ہے اللہ والوں کی (مرقات، اشعۃ)

اپنے کپڑے خود دھو لینا خاک کے بستر پہ سو لینا — سادہ سادہ ریاکت طیبت صلی اللہ علیہ وسلم

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهَا ۔ وَعَنْهَا

ابخاری کی روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نہیں اختیار دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں کا ایسی کبھی بھی مگر حضور نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا جب تک کہ گناہ نہ ہوتا اگر گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ دور ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لیے کسی چیز میں بدلہ نہ لیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی حرمت توڑی جاتی تو اللہ کے لیے اس کا بدلہ عزیز لیتے متفق علیہ (بخاری و مسلم) روایت ہے انہیں سے کہ

سلہ ظاہر یہ ہے کہ اختیار دینے والا اللہ تعالیٰ ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ حضور انور کو دو کاموں کا اختیار دیتا تو آپ آسان کام اختیار فرماتے تاکہ امت کو تکلیف نہ ہو مگر یہ کہنے کہ اختیار دینے والے یا کفار ہوتے یا مسلمان اگر کفار ہوتے تو ان میں حضور پیش کرتے تو آپ آسان اختیار فرماتے جیسے بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا مشورہ دیا گیا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا بھی تو حضور انور نے حضرت ابوبکر صدیق کا مشورہ قبول فرمایا یہ ہے آسان کو اختیار فرمانا پھر رب تعالیٰ نے اس فدیہ سے کہ چھوڑنے کو قانون بنا دیا کہ فرمایا لَا مَا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً اس کی مفصل بحث ہماری تفسیر میں دیکھو۔ سلہ اگر اختیار دینے والا رب تعالیٰ ہے تو گناہ سے اور ہے کسی جائز کام کا گناہ کا ذریعہ بننا ایسے کام سے حضور بعد رہتے جیسے آپ نے حضور کو اختیار دیا کہ یا آپ شاہانہ زندگی اختیار فرمائیں نبی بنانے آپ کے ساتھ بیس یا آپ سادہ زندگی قبول فرمائیں جو کہ فقرانہ زندگی دنیا میں مشغولیت سے بچوں میں کمی کا ذریعہ بن سکتی تھی۔ اس لئے حضور انور نے سادہ زندگی اختیار فرمائی۔ شعر

بگزر اشتہ ہے تمہارا کہ شہ بسمل ہو کر ۔۔۔ تڑپتے تم نے غریبوں میں گزاری ساری

سلہ یعنی حضور انور نے اپنی ذات کے لیے کبھی دنیا سے بدلہ نہ لیا۔ جس سے بدلہ لیا دین کی حرمت کے لیے۔ حضور نے اپنے جن دشمنوں کو قتل کرایا ہے یا قتل کیا ہے وہ بھی درحقیقت دین ہی کے دشمن تھے۔ جیسے عقبہ بن ابی معیط عبداللہ ابن خطل کو جو حضور کے دشمن تھے انہیں حضور نے قتل کرایا کہ وہ درحقیقت دین کے دشمن تھے بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں مالی حق کا عفو مراد ہے آپ نے اپنے دشمنوں سے بدلہ لیا ہے۔ مرقات۔ واضح ہو مگر یہ بات قوی ہے۔

حضور نے بندہ و حق مگر کو معافی دے دی کہ وہ اپنے دشمن
تھے مگر جان عزیز بھی کاٹ کھوا دیا کہ اس نے پیروی کی تھی نافرمان علی
کا ہم کیا نفس اس مرتبہ کی مثل نہ فرمائی بلکہ نفس پر ناراضی فرمائی۔

قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَأَةً وَّلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ إِلَّا أَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۝ الْفَصْلُ الثَّانِيْ عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ فَخَدَمْتُهٗ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِيْ عَلٰى شَيْءٍ قَطُّ أَبٰى فِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ فَإِنْ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہ مارا نہ کسی بیوی کو نہ کسی خادم کو مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے اور ایسا کبھی نہ ہوا کہ آپ سے کوئی چیز چھین جائے پھر آپ اس کرنے والے سے بدلہ لیتے مگر اس صورت میں کہ اللہ کی حرمات میں سے کوئی حرمت توڑی جائے تو اللہ کے لئے اس کا بدلہ لیتے تھے دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت خدمت کی جبکہ میں آٹھ سال کا تھا میں نے حضور کی دس سال خدمت کی تو مجھے کبھی کسی چیز پر ایسا سخت نہ کہا جیسے میرے ہاتھ پر تم نے [illegible]

سلہ یہاں شیئاً سے مراد کام ہے یعنی حضور نے کسی کام کو کبھی نہ مارا نہ ڈانٹ ڈپٹ سے کہ بارہا ایسا ہے ایک بار بھی مارنا ہے۔ صاحب کہ مارنے کا حکم دیا ہے۔

سلہ چونکہ انسان کو اپنی بیویوں خادموں سے تعلق بہت رہتا ہے اکثر غصہ میں آجاتا ہے اس لیے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ورنہ شیطان ہر اس شخص سے تھکر رہتا ہے جس کا دین ہو۔

سلہ حضور نے غزوہ احد میں ابی بن خلف کو اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا اور غزوات میں بھی ایک کافر حضور کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے یہاں شرعی سزا کی تعزیرات مراد ہیں جو حضور نے بعض پر جاری فرمائی ہیں یہ تمام قتل وغیرہ اپنی ذات کے لیے نہ تھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھے۔

سلہ یعنی اگر کوئی شخص احکام اسلامی کی مخالفت کرتا جس کو نہ کرنا تو اس کا ضرور دیتے تھے۔

سلہ یعنی اگر کوئی شخص آپ کا کوئی حق مارتا تو آپ اسے معاف فرما دیتے تھے اس سے بدلہ نہ لیتے تھے۔

سلہ حضرت انس جب حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو اس خادم کی حیثیت سے حاضر ہوئے تھے اس وقت آپ کی عمر شریف آٹھ سال تھی اور آپ نے کامل دس سال حضور کی بے مثال خدمت کی حضور انور کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی اس کا یہاں ذکر ہے۔

سلہ یعنی جو بات کہ تقاضا عقل سے کبھی کوئی چیز ٹوٹ بھی جاتی تھی کبھی مجھ سے کام بگڑ جاتے تھے۔ مگر حضور اقدس مجھے کبھی برا نہ کہتے تھے اور نہ جھڑکتے تھے اور ماضی کا صیغہ بے فیدا اس کا ناشب دلیل ہے۔

لَامِنِّیْ لَاتُعْرِمْنَ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِیَ شَیْءٌ کَانَ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ وَرَوَی الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مَعَ تَغْیِیْرٍ یَسِیْرٍ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا صَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰکِنْ یَعْفُوْا وَیَصْفَحُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ

اگر آپ کے گھر والوں میں سے کوئی مجھے ملامت کرتا تو فرماتے جانے دو اگر کچھ اور مقدر میں ہوتا تو وہ ہوتا ۱۲ یہ مصابیح کے لفظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں کچھ معمولی فرق سے روایت کی ۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو عادۃً بری باتیں کرتے تھے اور نہ تکلفاً نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے ۲ اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے لیکن معافی دیتے تھے اور درگزر کرتے تھے ۔ ۳ ترمذی ۔ روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ آپ ہمارے

۱ یعنی حضور انور نہ تو خود ملامت کرتے نہ کسی کو ملامت کرنے دیتے تھے ۔ چیز کا اور گھر کی عورتوں کو بہت زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے اندراج باب نازاں ہوتی تھیں حضور انہیں منع فرماتے تھے ۲ یعنی اس بات کی عادت ہی تھی اور یہ کام سب کی طرف سے یوں ہی ہوتے والے تھا فحش تو ان کی مصطلح میں نہیں کچھ نہ کچھ اگر کم لوگ اس طریقہ خود پر عمل کریں تو آپ بھی بازار سے گھر تشریف لے جائیں کبھی لڑائی جھگڑے نہ ہوں ، گھروں میں نسادات نہ پیدا اس چیز کے عمل جانے کی دو صورتیں ہوتی ہیں ۔ ۳ فحش کے معنی ہیں حد سے بڑھی ہوئی بات اکثر نکمال کو فحش کہتے ہیں بعض لوگوں کے منہ سے عادۃً گالیاں نکلتی رہتی ہیں انہیں خیال بھی نہیں ہوتا کہ یہ گالی نکل رہی ہے بعض لوگ گالی گفتگو ہی کے ایسے عادی ہوتے ہیں کہ گالیاں بک دیتے ہیں پہلی قسم کے لوگ فاحش کہلوتے ہیں ، دوسری قسم کے لوگ متفحش اللہ تعالیٰ نے اپنے اس محبوب کو ہر طیب و طاہر چیز کی ان دونوں عیبوں سے محفوظ رکھا تھا ۴ حضور انور کبھی بازار تشریف لے جاتے تھے مگر تاجروں کو گھروں کی طرح شریعت کی تبلیغ کرنے کے لیے کبھی خرید و فروخت بھی فرماتے تھے ۔ یہاں اس کی نفی ہے کہ جیسے بعض لوگوں کو بازار میں پھرنے سے بعد ہر چیز لیک کا جھاڑ لے چلنے کی عادت ہوتی ہے اس سے حضور منزہ تھے ۵ عفو کے معنی ہیں معافی دینا اعراض دینا صفح کے معنی ہیں کسی کو کچھ نہ کہنا بلکہ منہ پھیر لینا جیسے دیکھا ہی نہیں اس سے ساتھ والے بڑا ادب پڑتا ہے ہر بات پر گرفت کرنے سے رعب جاتا رہتا ہے ۔ بڑے بننے کے لیے صفح و درگزر ضروری ہے قرآن میں ہے فاعفوا واصفحوا ان اللہ یحب المحسنین ۔ حضور انور اس آیت کے نزول سے پہلے بھی اس پر عامل تھے جیسے حضور انور کی نماز میں نماز پڑھتے تھے ۔ اور قرآن سارے کا سارا حضور پر عامل تھا بطور پر

يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهُ لِيْفٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهُ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ

لما زاج پرسی کرتے تھے اور جنازوں کے ساتھ جاتے تھے غلام کی دعوت قبول کر لیتے تھے اور گدھے پر سوار ہوتے تھے میں نے خیبر کے دن دیکھا آپ ایک گدھے پر سوار تھے جس کی مہار پوست کھجور کی تھی (ابن ماجہ و بیہقی شعب الایمان) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا شریف درست کر لیتے تھے اپنے کپڑے سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے فرماتی

مسئلہ حضور نے صرف سفر جہاد پر جنازہ کی نماز کی بھی ہے مگر جنازوں میں شرکت عموماً مسلمانوں کے ہی کی ہے حتیٰ کہ ابو طالب کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا وارہ ۔ ذی فقراء اپنے باپ کو دفن کر دو اگرچہ حضور کو ان کے انتقال کا صدمہ بہت ہی بڑا تھا۔

مسئلہ یہاں مملوک سے مراد یا تو آزاد کردہ غلام ہے یا عام معاملوں سے تجارت وغیرہ کی اجازت کسی سے لی گئی ہو یا مطلب یہ ہے کہ غلام کا مولیٰ اپنے غلام کے ذریعہ حضور کو دعوت کرتا تو بھی قبول فرما لیتے تھے (مرقات) پہلے دو معنی زیادہ قوی ہیں غلام کی حیثیت ہی کیا تھی مگر یہ حضور کا حسن اخلاق تھا مگر خیال رہے کہ حضور اور سے کفار کے ہدیے قبول فرما لیتے ہیں۔ انہیں تحفے دیئے بھی ہیں لیکن کفار کے گھر دعوت قبول کرنے کا ثبوت نہیں ملتا خصوصاً جبکہ ان کی نیت کی بنا پر ہو۔

مسئلہ گدھے کی سواری حضور نے جبکہ اس کی لگام کھجور کے پوست کی ہو بہت معمول کی بھی حالانکہ حضور کو خراج نہیں ملتا مگر ذی معمولی سواریوں پر سوار ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی شان و شوکت سلطنت حضور کے قلب پاک کو نہ مائل کر سکی۔ سب کو دنیا ملتی ہے مگر حضور نے دنیا کو خود دنیا سے نہ بدلے۔

مسئلہ اس حدیث شریف سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو غریب دیندار کپڑا اور بوسیدہ لگا ہوا جوتا پہنے ہوئے ہو عار نہ کرے یہ سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرے یہ کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں بھی شرم نہ کرے دوسرے کا حاجت مند رہنے سے گریز دونوں عمل توکل کی بنا پر نہ ہوں بلکہ خود شیخ اکسار کے لیے ہوں۔ البتہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ سب سے پاکیزہ کمائی وہ ہوتا ہے جو تو اپنے ہاتھ سے خیرات کرے دوسرے کو دیدیا سخاوت کی تعلیم ہے اور یہاں تواضع کی اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صلی اللہ علیہ وسلم نظری طور پر ہر علم جانتے ہیں حضور سلطنت کرنا مقدمہ میں فیصلہ کرنا بھی جانتے ہیں اور کپڑے سینا جوتے پیوند لگانے سے بھی واقف ہیں مگر سب کچھ کسی سے سیکھا نہیں سب کے ہاں سے دیکھ سکتے تشریف لے جائے حضور سے کوئی کمال کسی مخلوق سے نہیں سیکھا۔

بَشَرٌ اَوْ مِنَ الْبَشَرِ يَفْلِي ثَوْبَهُ وَيَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

وَعَنْ غَايَةَ ابْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوا لَهُ حَدِّثْنَا اَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ جَارَهُ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ اِلَيَّ فَكَتَبْتُهُ لَهُ فَكُنَّا اِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا

ہم آپ بشروں میں سے ایک کی سی زندگی رکھتے تھے آپ اپنے کپڑوں کی جوں دیکھتے تھے آپ بکری دوہ لیتے تھے اپنے کام خود کرتے تھے۔ (ترمذی) حضرت غایہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک جماعت زید ابن ثابت کے پاس آئی اور کہا ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان فرمائیے فرمایا میں حضور کا پڑوسی تھا تو جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو مجھے بلواتے میں آپ سے لکھتا تو جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی وہ ہی ذکر کرتے تھے۔

۱؎ یعنی حضور کی زندگی پاک شاہانہ پرتکلف نہ تھی۔ عام بشر کی طرح سادہ تھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور انور میں سوء ادبیت کے اور کوئی کمال نہ تھا اس سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ اور حضور بالجبر کہہ کر پکارتے ہوں بشر کہنا توہین ہے۔ حضرت عباس حضور کو بھتیجا نہیں کہتے حضرت علی بھائی نہیں کہتے۔ حضرت عائشہ خاوند نہیں کہتیں پھر تمام صحابہ کہتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم لبعض۔

۲؎ خیال رہے کہ حضور انور کے سر پر کپڑے بوجہ بیماری پرانے تھے ہوں گے۔ سر میں پرانی عادت سے جوں پڑ جاتی تھیں یا آپ اپنے کپڑوں سے صاف کرتے تھے اور ہم آپ کے سر شریف سے نکالتی تھیں۔ ہاں کسی جسم پاک پر نہیں بیٹھتی تھی پھر حضور کو ایذا دیتے تھے۔ ناشتہ بعض شارحین نے فرمایا کہ کبھی ایک دو جوں پڑ جاتی تھی جوں پر اسمانی خون کی عادت ہے اس لیے جذامی کے سر کپڑے سے جوں پڑ جاتی ہیں جذام کے نزدیک چھوت کی بات قوی ہے۔ ۳؎ یعنی اپنے کام خود اپنے ہاتھ کر لیتے تھے لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضرت انس اور دوسرے صحابہ حضور انور کی خدمات کرتے تھے۔ ۴؎ حضرت زید ابن ثابت مشہور صحابی ہیں کاتب وحی ہیں مگر آپ کے فرزند غایہ تابعی ہیں خلافت عثمانیہ کا زمانہ پایا ہے مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ایک ہیں۔

۵؎ یعنی مجھے حضور انور کے پڑوسی ہونے کا شرف حاصل ہے اور میں حضور انور کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہوں کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے حالات سے باخبر ہوتا ہے مجھ سے بڑھ کر دیکھنے والا کون تھا۔

۶؎ مطلب یہ ہے کہ حضور کی مجلس پاک میں صرف نبوت ہی کا ذکر نہ ہوتا تھا کہ لوگ اٹھ جائیں بلکہ دنیا کی بات بھی ہوتی تھی۔ نفس کے لیے بدن ہے بدن کے لیے غذا کی کھیتی ہو تو اچھی ہے۔ جب ہم دنیا کی کوئی بات کرتے تو حضور انور بھی اس میں شریک ہو جاتے تھے تاکہ مسلمان ہو کر باتیں بھی بنا لیں۔

مَعَنَا وَإِذَا ذَكَرْنَا الْآخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا وَإِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهُ مَعَنَا فَكُلُّ
هٰذَا أَحَدَّثَكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ
أَنَسٍ رض أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَافَحَهُ الرَّجُلُ لَمْ يَنْزِعْ
يَدَهُ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَنْزِعُ يَدَهُ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهٖ
حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهٖ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ
بَيْنَ يَدَيْ جَلِيْسٍ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

ہمارے ساتھ ہوتا اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ وہی ذکر کرتے اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ وہی ذکر کرتے یہ تمام باتیں میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کر رہا ہوں (ترمذی) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تھے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے تھے جب تک کہ وہ ہی اپنا ہاتھ کھینچتا تھا اور آپ اپنا منہ اس کے منہ سے نہیں پھیرتے تھے جب تک کہ وہ ہی اپنا منہ حضور کے چہرے سے پھیرتا اور حضور کو کبھی نہ دیکھا گیا کہ حضور اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلا کر بیٹھے ہوں (ترمذی) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ

۱؎ مگر ان ذکروں میں بہت سے مسائل شرعیہ بھی حل ہو جاتے ہیں کہ کیا کرنا چاہیئے کیسے کہنا چاہیئے کون کھانا ہم کو مرغوب ہے اس کھانے میں کیا خوبیاں ہیں حضور کی مجلس علم کی مجلس تھی ہر بات میں تبلیغ و تعلیم تھی۔ ۲؎ مجلس صوفیا فرماتے ہیں کہ صحیح حکایت میں ہر وقت اللہ اللہ کرنا ہو اور کوئی بات ہی نہ کرنا وہ مکروہ ہے مجلس میں ہر طرح کا ذکر کرنا چاہیئے اور جائز ذکر کرنا چاہیئے مثلاً جائز ہے ادب تعالیٰ کو اپنے محبوب حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں پسند ہیں جو ان اداؤں کی نقل کرے گا وہ خدا کو محبوب ہوگا مجلس کی یہ ادا کہ وہ اس ہر طرح کا دین کا دنیا کا ذکر جو محبوب کی ایک ادا ہے تم بھی اس ادا کی نقل کرو۔ ۳؎ الرحمٰن اس لیے فرمایا کہ حضور نے کبھی کسی ضرورت سے مصافحہ نہیں کیا مردوں سے اکثر مصافحہ فرمایا کبھی کسی سے معانقہ یعنی گلے ملنا بھی فرمایا ہے جیسے حضرت جعفر یا حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہم یہ حضور کے اخلاق کریمانہ ہیں کہ کسی سے جب مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے وہ جتنی دیر تک اپنا ہاتھ تھامے رہتا آپ بھی دیتے ہی اس کا ہاتھ پکڑے رہتے وہ سر سے گیر عالم ہو جاتے۔

۴؎ یعنی حضور کو کبھی کسی مجلس میں کسی کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے نہ اللہ کی طرف نہ ازواج پاک کی طرف نہ خلاص خادموں کی طرف کہ اس عمل سے خدا یا دل کرنا ہو کہ اس میں سامنے والے کی توہین ہوتی ہے بلکہ یہ طریقہ متکبرین اور ظالمین کا ہے۔ دوسروں کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنا اپنی عزت اس کی حقارت خیال کرنا اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاق محمدی نصیب کرے۔ آمین۔

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَایَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَوِیْلَ الصَّمْتِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرْتِیْلٌ وَتَرْسِیْلٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ ۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ مَا کَانَ

علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے ۱۲ (ترمذی) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ رضی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دراز خاموشی والے تھے ۱۲ (شرح سنہ) روایت ہے حضرت جابر رضی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں آہستگی اور ٹھہراؤ تھا ۱۲ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ

سلہ یعنی اپنی ذات کریم کے لیے کوئی چیز کل کے لیے نہ رکھتے روزانہ حالت یہ ہوتی تھی کہ رضیا رضی تعالیٰ عنہا روزی یا سامان تو کل سے روپیہ اشرفی اور گھر والوں کا معاملہ اس کے متعلق طریقہ تھا کہ فتح خیبر سے پہلے تو گھر شریف میں بھی کچھ نہ ہوتا تھا۔ اور اوقات صرف کھجوروں اور پانی پر گزارہ کبھی بالکل فاقہ

شعر اور کبھی ستو سے پھوسے کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا — حد درجہ یوں ہی گزارہ صلی اللہ علیہ وسلم
جس کی تمنا رہی نہ کھانا ایک دن تا دو دن کھانا — جس دن کھانا شکر کرنا صلی اللہ علیہ وسلم

مگر فتح خیبر کے بعد بہت سا مال یکبارگی جو اندر کھجوریں علاوہ اراضی تھے وہ ذخیرہ بال بچوں اور مہمانوں کے لیے ہوتا تھا مرآت ۔ اشعۃ لمعات اس حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں کیونکہ سب کو تو حضور کا سامان کل میسر نہیں ہوتا شعر

ہر کسے را آب و نانے دیگر اند — سوختہ جان و روانے دیگر اند

سلہ خاموشی سے مراد بے فائدہ کلام سے خاموشی ہے حضور اقدس کی زبان شریف ذکر میں تر رہتی تھی لوگوں سے بلا ضرورت کلام نہیں فرماتے تھے یہ نکتہ ہے ہمارے کلام کا ہمارا کلام تو عمر بھر زبان شریف پر آتا ہی نہیں صحیح بخاری وغیرہ و شمائل عمر شریف میں ایک بار بھی زبان مبارک پر نہ آئے حضور سراپا حق ہیں پھر آپ کے باطل کی رسائی کیسے ہو تم کسے دوست ہو جو تم سے ملنے نہیں جاتے خود فرماتا ہے کہ جو بھی کلام کرے عذر خیر کلام کرے ورنہ خاموش رہے حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ کاش میں گونگا ہوتا مگر حق بات سے (مرآت) سلہ بعض شارحین نے فرمایا کہ ترتیل اور ترسیل ہم معنی ہیں یعنی کلام میں آہستگی مراد ہے فرمایا ہے ورتل القرآن ترتیلا بعض شارحین نے فرمایا کہ ترتیل کے معنی ہیں آہستگی سے کلام کرنا ترسیل کے معنی ہیں واضح کلام فرمانا کہ ایک ایک حرف ظاہر ہو زبان کسی حرف کے ادا کرنے میں پھنسے نہیں یہ مرآت ۔ اشعۃ سے معنی زیادہ موزوں ہیں ماں کی یہ ہمت تھی کہ حضور انور رب تعالیٰ کی طرف سے مبلغ اعظم ہیں کلام میں جلدی یا کلام واضح نہ ہونا تبلیغ کے لیے مضر ہے۔ اس لیے رب نے آپ کو فصاحت و بلاغت کے ساتھ خوش آوازی بھی عطا فرمائی تھی ۱۲

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْرُدُ سَرْدَکُمْ ھٰذَا وَلٰکِنَّہٗ کَانَ یَتَکَلَّمُ بِبَیِّنَۃٍ فَصْلٌ یَحْفَظُ مَنْ جَلَسَ اِلَیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ یُحَدِّثُ یُکْثِرُ اَنْ یَّرْفَعَ طَرْفَہٗ اِلَی السَّمَآءِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤُدَ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ اَحَدًا کَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری اس جلدی کی طرح کلام میں جلدی نہیں کرتے تھے لیکن بیان کلام کرتے تھے جس کے دیباچہ فاصلہ ہوتا تھا جو آپ کی مجلس میں بیٹھتا اسے یاد کر لیتا تھا ترمذی روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حارث ابن جزء سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ دیکھا (ترمذی) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سلام سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باتیں کرتے بیٹھتے تو اپنی نگاہ شریف آسمان کی طرف زیادہ اٹھاتے تھے (ابوداؤد) تیسری فصل روایت ہے حضرت عمرو ابن سعید سے وہ حضرت انس سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا

لہ یعنی حضور کے کلام اور کلمات مسلسل نہیں ہوتے تھے جیسے عام لوگ بلا تکلف کلام کرتے ہیں بلکہ ایک بات بتا کر پھر ٹھہر جاتے تھے اور دوسری بات کرتے درمیان میں وقفہ ہوتا تھا۔

سلہ صحابہ کرام کی حدیث قرآن میں کی طرح مستقل نہیں ہوا کرتی جو سے آداب و مواعظ جمع ہوں۔ اس جمع ہونے کو حضور کے کلام فرمانا تھا۔

سلہ آپ کی کیفیت اچھا مرطب ہے جس میں بیٹھ کر سے حضور قیام پذیر ہوا دیکھ کر ہوا ہوتی آپ مسکرا دیتے تھے صحابہ بھی آپ کی تقلید سے مسکرا دیتے تھے حالانکہ ہر گرداں شقاوت ہے۔

سلہ تبسم یعنی مسکرانے سے اپنا حال تازہ اور مخاطب کا دل خوش ہوتا ہے۔ زیادہ ہنسی اور قہقہہ لگانا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

سلہ آپ کی کیفیت اچھی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں تورات کے بڑے عالم تھے۔ آپ کے فرزند ہیں یوسف اور محمد وغیرہ ۶۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے رضی اللہ عنہ۔

سلہ یہ نظر کا اٹھانا مناجات میں ہوتا تھا تورات۔ اسمعوا اور نہ سلوم تورات کے کلمات ہیں مناجات کرتے ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ قد نری تقلب وجھک فی السماء۔

أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُهُ مُسْتَرْضِعًا
فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَ
كَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي

جہاں بچوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان ہو جو آپ کے فرزند ابراہیم تھے۔ یہ مدینہ میں شیر خوارگی کرتے تھے تو آپ تشریف لے جاتے تھے ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے آپ گھر میں تشریف لے جاتے حالانکہ وہاں دھواں ہوتا تھا ان کی دایہ لوہار تھا آپ بچے کو لیتے اسے چومتے پھر لوٹ آتے حضرت نے فرمایا جب ابراہیم وفات پا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا بچہ ابراہیم شیر خوارگی میں وفات پا گیا۔

عیال بمعنے محل سے یعنی بچوں پر جو اولاد یا گھر سے کا عیال ہے یہ فرماتا ہے۔ وجدنا ک عائلا فاغنی ہم نے آپ کو بڑا عیال والا پایا تو غنی کر دیا یہاں عیال سے اولاد یا آپ کی پانچ بیویاں یا ساری امت حضور کی امت ہے کہ سب لوگ حضور کے پروردہ ہیں مراد نے یہاں فرمایا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عیال یعنی گھر پر بہت ہی مہربان تھے یا اپنی امت پر بہت ہی مہربان ہیں پہلے معنی کی تائید تو اگلا فقرہ کر رہا ہے دوسرے معنی کی تائید وہ آیت ہے وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ۱۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹے تھے اور چار بیٹیاں بیٹے تو طیب۔ طاہر قاسم۔ ابراہیم تھے۔ عالیہ بیٹیاں زینب۔ رقیہ۔ کلثوم۔ فاطمہ رضی اللہ عنہم ساروں اولاد حضرت خدیجہ کبریٰ کے بطن شریف سے تھی سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ جناب ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے تھے حضور کی زندگی شریف میں ساری اولاد وفات پا گئی تھی سوائے فاطمہ زہرا کے جو حضور کی وفات کے صرف پانچ ماہ کچھ دن بعد وفات پا گئیں۔ عوالی جمع ہے عالیہ کی بمعنی بلند جگہ جو اہل مدینہ بستی مدینہ کے آس پاس کے وہ مقام جو مدینہ منورہ سے ملحق ہیں چونکہ وہ جگہیں مدینہ سے بلند ہے اس لیے انہیں عوالی کہتے ہیں مسجد قبا مسجد ذوقبلتین عوالی میں داخل ہیں اس خبر سے عوالی مدینہ کی بہار معلوم ہوتی ہے ۱۲ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی مادہ دودھ کی ماں کا نام ام یوسف تھا اور اس کے شوہر کا نام براء ابن اوس انصاری تھا کنیت ابو سیف بھی لقب تھا یعنی لوہار کیونکہ وہ لوہاری پیشہ کرتے تھے اس لیے ان کے گھر میں دھواں بھرا ہوتا تھا اس گھرانے سے اس گھر کی بہت قریبی سے قریبا نصف میل ہے خیال رہے کہ ظئر دایہ کو بھی کہتے ہیں اور دایہ کے خاوند کو بھی یہاں ظئر دوسرے معنی میں ہے۔ ۱۲ یعنی حضور اور ہمراہی صحابہ عوالی میں ابو سیف کے گھر اپنا بچہ ابراہیم دیکھنے جاتے دایہ اور بچہ دھوئیں کے کچھ دیر تشریف رکھتے فرزند کو چومتے پیار کرتے پھر واپس تشریف لے آتے تھے۔ ۱۲ خیال رہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ حضور کی لونڈی تھیں جنہیں مصر والا سکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے حضور کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا تھا ذی الحجہ ۸ھ میں انہیں کے بطن شریف سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ یہ سب مانتے ہیں کہ جناب ابراہیم شیر خوارگی میں فوت ہوئے اس میں

الثَّدْيِ وَإِنَّهُ لَيُظَرَّرُ بِتَكْمِلَتَيْنِ رَضَاعَةً فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ يَهُودِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهُ فُلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيرُ فَتَقَاضَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا يَهُودِيُّ مَا عِنْدِي

اس کے پہلے دو بیان متعدد ہیں جو ان کی شیر خوارگی جنت میں پوری کریں۔ مسلم۔ روایت ہے حضرت علی سے کہ ایک یہودی جس کا نام فلاں پادری تھا۔ اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کچھ دینار قرض تھے۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا۔ تو حضور نے اس سے فرمایا کہ اے یہودی میرے پاس

استعمال ہے کہ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی۔ غالباً سولہ یا سترہ سال تھی جیسا کہ مرآۃ وغیرہ میں ہے۔

۱۲ یعنی حضرت ابراہیم خاتم پاتھے ہی جنت میں پہنچ دیئے گئے اور وہاں انہیں دودھ پلانے کے لئے مقرر کر دی گئیں جو انہیں بقیہ ماہ و سال پلائیں گی یا دودھ پلانے جنت کی پیدائش دودھ یہ جناب ابراہیم کی خصوصیت ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو بھی پورے نبی اس حدیث کو اکثر محدثین نے محض باطل اور موضوع کہا ہے اگر صحیح بھی ہو تو یہ حضرت ابراہیم کی خصوصیت ہے اور بنگہ مشقہ نبیوں کے سارے بیٹے نبی نہیں ہوتے ہیں نیز اس سے ابراہیم پر نہیں آتا کہ حضور خاتم النبیین نہ ہوں کیونکہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جناب ابراہیم زندہ نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے حالانکہ میرے بعد کوئی نبی ہے نہیں۔ لہٰذا وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ حاصل کلام یہ حدیث اپنے ظاہر پر نہیں ابن عبدالبر وغیرہم محدثین کے نزدیک موضوع ہے۔ بعض محدثین نے اسے مرفوعاً صحیح مانا اور مطلب یہ بتایا جو ہم نے عرض کیا۔ (مرآۃ)

۱۳ یعنی حضرت علی نے اس یہودی کا نام بتایا تھا مگر راوی کو یاد نہ رہا تھا۔ وہ اپنے سب کو بڑا عالم بیشتر علماء یہود کو لکھتے ہیں جس سے ظاہر محدثین نے بھی اس یہودی کا نام نہ بتایا۔

۱۴ یعنی حضور اس سے اس یہودی ہادی سے فرمودہ چند اشرفیاں قرض لی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے حل معاملات حتیٰ کہ قرض کا لین دین بھی جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کا مال مخلوط ہو کہ اس کی کوئی حرام بھی ہو حلال بھی اس سے قرض لینا درست ہے۔ دیکھو یہود کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ یہ جملہ حرام خور ہیں۔ رشوتیں، سود وغیرہ لے لے کر ان کی کمائیاں تھیں مگر حضور نے ان سے قرض لیا۔ اس سے بہت دینی مسئلے حاصل ہوں گے۔ ۱۵ اس یہودی کا یہ تقاضا مقررہ مدت سے پہلے تھا۔ خیال ہے کہ قرض لینے والا دست گردان پر مدت مقرر لازم نہیں ہوتی قرضخواہ طے شدہ وقت سے پہلے بھی تقاضا کر سکتا ہے مگر کاروباری قرض ہے جن کے بیچ کہتے ہیں جیسے کوئی چیز خریدی اس کی قیمت قرض کر لی اس پر طے شدہ

مدت سے پہلے قرضخواہ کو تقاضا کرنے کا

حق نہیں ہوتا۔

مَا أَعْطِيكَ قَالَ فَإِنِّي لَا أُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتَّى تُعْطِيَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذًا أَجْلِسَ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ أَصْحَابُ الرَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُونَهُ وَيُوَعِّدُونَهُ فَغَطِنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِي يَصْنَعُونَ

کچھ نہیں ہے۔ جب تک تو اسلام نہ لائے گا میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا نہیں حتیٰ کہ آپ مجھے عطا فرمائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تب تو میرے ساتھ ہی بیٹھے گا آپ اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء، صبح اور فجر کی نمازیں پڑھیں تو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اسے ڈراتے دھمکاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا شاید وہ ان کے ساتھ کرتے

سلہ اس فرمان طلاق سے حضور کی طرف سے عدم تعلق نہیں بلکہ حضور کا تعلق اس قسم کی طرف سے قطع کرنا ہے جو عدت سے پہلے طلاق دینے سے حاصل ہوتا ہے۔

سلہ فقرہ ہائے عدت بتانے بلکہ تین طہر گزرنے کے ساتھ ہے کہ کہیں تجھے نئے سرے سے طلاق کے چھوڑ دوں گا نہیں۔

سلہ غالباً یہ واقعہ مسجد نبوی شریف میں ہوا کہ یہودی سب یہودی حضور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضور نے مسجد شریف میں پوری جماعت نماز پڑھتے ہوئے یہودی کے ساتھ بیٹھے رہنے سے ثابت ہوا کہ کافر مسجد میں جا سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ یہاں نجاست سے مراد عقیدوں کی گندگی ہے اور مشرکین کو حج بیت اللہ سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔

سلہ تہدد اور توعد دونوں کے معنی ہیں ڈرانا دھمکانا یہاں تہدد سے مراد ہے مار پیٹ سے ڈرانا اور توعد سے مراد ہے قتل دینے سے ڈرانا۔ حضرات چپکے چپکے اسے ڈراتے دھمکاتے تھے جیسا کہ بعض حضرات سے ثابت ہے۔

سلہ اس حدیث سے حضور کے اخلاق عالیہ و معجزات سے حضور نے کہ دیا کہ ہمارے صحابہ اس یہودی کو ڈرا رہے ہیں۔ فطن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے علامات سے معلوم کیا ہے۔ اسلام کا عدل و انصاف اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر ایمان لانے والے مسلمان ہی قائم ہیں۔ دوسروں مسلمانوں کی حیثیت ایک شخص ہے سلطان اسلام پر وہ زیادتی کر رہا ہے اور اس کو ایذاء کا جو بدلہ نہیں دیا جائے گا۔ ایسا عدل و انصاف کوئی قوم نہیں کرائے گی۔

بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَهُوْدِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِيْ رَبِّيْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهِدًا وَغَيْرَهٗ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ

لئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک یہودی آپ کو روکے ہوئے تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کسی معاہد یا کافر غیر پر ظلم کروں پھر جب دن چڑھ گیا تو یہودی بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور میرا آدھا مال اللہ کی

لئے صحابہ کی یہ عرض معروض اطلاعی ہے کہ ایک غیر مسلم جو آپ کی رہائی ہمارا مطالبہ ہے اس لئے ہمیں اجازت دیجئے کہ وقت سے پہلے قرض کا مطالبہ کیا۔ پھر اس کا یہ ظلم کہ آپ کے ساتھ یہ برتاؤ ہم کو اجازت دیں کہ ہم اسے ان کرتوتوں کا مزا چکھا دیں۔ ان عرضداشت کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس کو ڈرا دھمکا سکتے ہیں۔ اس کی ذلت و خواری کی اور سے ہم کو اس کی اجازت دینی چاہیئے۔ خیال ہے کہ یا تو ان حضرات کے پاس روپیہ تھا نہیں کہ حضور اقدس کا قرض ادا کر دیتے یا حضور انور کو یہ منظور نہ تھا ان حضرات کو اس سودی کاروبار سے پہلے مطالبہ کرنا پسند نہ تھا ان وجوہ سے ان حضرات نے حضور کا قرض ادا نہ کیا بلکہ اور طریق دھمکانے کا اختیار کیا۔ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ صحابہ نے قرض ہی ادا کیوں نہ کر دیا۔ (واضح رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام سے قرض نہیں لیتے تھے۔ بلکہ غیر مسلموں سے بعض اپنی رہائی یا جہاد وغیرہ سے قرض لیتے تھے۔ مرتب)

لئے صحابہ سے مراد ہے ذمی کافر ہے اور غیر معاہد سے مراد مستامن کافر ہے یا معاہد سے مراد ہے ذمی و مستامن دونوں قسم کے کفار اور غیر معاہد سے مراد ہیں حربی کفار کہ ظلم ہر ایک کافر پر بھی جائز نہیں یا معاہد سے مراد ہیں ذمی مستامن کفار اور غیر معاہد سے مراد ہیں ہر ایسے انسان۔ خیال ہے کہ ذمی پر ظلم کرنا بستا ہے مسلمان پر ظلم کرنے سے زیادہ برا ہے کیونکہ مسلمان کے قرض کا بیچ قیامت میں یہ ہوگا کہ یا تو مقروض کی نیکیاں قرض خواہ کو دے دی جائیں یا قرض خواہ کے گناہ مقروض پر ڈال دیئے جائیں۔ اگر کافر قرض خواہ ہے یا مظلوم ہے اور مسلمان ظالم ہے تو یہ دونوں صورتیں وہاں ناممکن ہیں اس لئے کافر پر ظلم بدرجہ مسلمان پر ظلم کرنے سے بہت ہلکا ہے۔ ظلم کرنا بدترین ہے مسلمان پر ظلم کرنے سے کہ جائداد سے نکالا نہیں کر سکتا۔ دیکھو مرتد پر ہی تظلم بڑھ جاتا ہے کہ ظلم کا مطلق نہیں میں بھی ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور سے جہاد قرض مانگنے کا ظلم نہیں فرمایا ہے حضور کی نیت یہ تو تھی ہی نہیں۔ بلکہ قرض خواہ کے پاس بیٹھنے کو اسے تڑانے دھمکانے کو ظلم قرار دیا ہے اس لئے فرمایا کہ مجھے اس کے پاس بیٹھنا چاہیئے۔ حربی کفار کا مال جنگ میں غنیمت میں لینا جائز ہے۔ امانت، قرض، عاریۃ کا انکار بھی ادا کرنی پڑے گی۔

لئے یعنی میں دیکھ کر اللہ کی توحید اور آپ کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں اس کی تفصیل بھی آگے آ رہی ہے۔

اللّٰهِ أَمَا وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِي فَعَلْتُ بِكَ إِلَّا لِأَنَّكَ لَا تَنْظُرُ إِلَى نَعْتِكَ فِي التَّوْرَاةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجِرُهُ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيِّنٍ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِي فَاحْكُمْ فِيهِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْيَهُودِيُّ كَثِيرَ الْمَالِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔ وَعَنْ

راہ میں ہے حضور جو کچھ میں نے آپ کے ساتھ برتاؤ کیا یہ عرض اس لیے کیا کہ آپ میں صفات دیکھوں جو تورات میں ہیں محمد عبداللہ کے بیٹے ہیں مکہ میں جائے ولادت ہے اور دار ہجرت طیبہ ہے اور ان کی سلطنت شام میں ہے نہ تو سخت دل ہیں نہ سخت زبان اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے نہ فحش باتوں سے تصنع کرنے والے نہ سخت کلام ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ میرا مال آپ اس میں وہ فیصلہ فرمائیں جو اللہ آپ کو دکھائے وہ یہودی بہت بڑا مال دار تھا ۔ (بیہقی دلائل نبوت) روایت ہے حضرت

سلہ یعنی میں مسلمان ہوتا ہوں اور اسلام کی توفیق ملنے پر خوش ہوں اور اسلام اللہ کی بڑی نعمت ہے میں اس کا شکر ہے کہ رب نے مجھے اسلام کے ساتھ صحابیت کا شرف بھی بخشا۔

سلہ یعنی میں نے آپ کی صورت آپ کا حلیہ تورات کے بیان کے مطابق پایا مگر وہ سیرت پاک اور نکھری تھی جو تورات شریف میں آپ کی بیان کی گئی ہے میری یہ سخت دعوی اس کی تحقیق کے لیے تھی اور نہ تھا مقصود تو میرا ہے کہ میں نے دولت سے پہلے قرض کا مطالبہ کیا۔

سلہ اس کی توضیح ابھی کچھ پیچھے گذر گئی کہ اسلام میں پہلے سلطان جناب امیر معاویہ ہیں ان کا دارالخلافہ دمشق تھا جو شام کا پایہ تخت ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ کی سلطنت بالکل حق ہے۔ جیسے خلفاء راشدین کی خلافت بالکل درست حق ہے غرضیکہ امیر معاویہ کی سلطنت محض اللہ کی سلطنت ہے سلطنت اور خلافت میں سلطنت اور ملوکیت میں بڑا فرق ہے سلطان اسلام مسلمانوں کے صرف اجسام کا حاکم ہوتا ہے اور خلیفۃ المسلمین مسلمانوں کے جسم و قلب و روح سب کا حاکم ہوتا ہے۔ رسول اللہ کا جانشین اس کی ہیبت سلطنت کی ہیبت بھی ہے طریقت ہیبت بھی کہ وہ مسلمانوں کا بادشاہ بھی ہوتا ہے اور پیر طریقت بھی اس لیے حضرات خلفاء راشدین کے زمانہ میں لوگ مشائخ کی بیعت نہ کرتے تھے امیر معاویہ کے زمانہ سے یہ طریقت کی بیعت علیحدہ ہوئی لوگوں نے ترجیح اختیار کرلی سلہ تَزَيُّنٌ بنا سے بمعنی لباس و ہیئت مصری اب تفعل ہوا ان معنی کے لحاظ سے بری باتوں سے تکلف فحش کے معنی ہیں حد سے بڑھی ہوئی چیز خنا بمعنی بیہودہ سلہ یعنی میرے مال اللہ کی راہ میں خیرات کردیا مگر اسے تقسیم حضور ہی کریں حضور سے مراد ہے مال کے مالک وحی کے ذریعہ جہاں چاہیں جیسا چاہیں مطلع فرمادیں سلہ اب مال کے ساتھ اس کا حال

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَأْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ فَاَنْزَلَ

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر زیادہ کرتے تھے اور دنیا کی کلام بہت کم کرتے تھے اور نماز دراز کرتے تھے اور خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے اور بیوگان و مساکین کے ساتھ چلنے سے عار نہیں سمجھتے تھے کہ ان کی حاجت پوری فرمادیں۔ روایت ہے حضرت علی سے کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ہم تو اُسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لائے ہیں تب اللہ تعالیٰ

اس کا ان کا انجام اچھا ہوگیا یہ ہے خوش نصیبی۔

۱؎ خیال رہے کہ لغو کے معنی ہیں بیکار کام ہر بیکار کلام جہاں کلام دنیا کو لغو فرمایا وہاں ذکر اللہ کے مقابلہ میں وہ بھی حضور انور کی نسبت ہے ورنہ حضور انور کی دنیا میں دین ہے حضور کے دنیاوی کام ہماری نیک عبادت سے افضل ہیں یعنی کہ حضور کا مزاح اخلاق حسنہ کی قسم میں ہے جس میں تعلیم کی آمیزش ہو۔ ۲؎ یعنی عید اور عیدین کے خطبے چھوٹے پڑھتے تھے۔ نمازیں دراز کرتے کہ نماز میں رب تعالیٰ سے ہم کلامی ہوتی ہے اور معراج المومن ہے اور خطبہ میں لوگوں سے خطاب کرنا ہے رب سے ہمکلامی عبادت ہے اور لوگوں سے خطاب عبادت نہیں سنت یہی ہے ۳؎ یعنی حضور انور کو خوبیوں میں تعلیم مسافروں بیوگان کے ساتھ ویسے چلتے پھرتے ان کا کام کرنے میں کوئی عار نہ تھی فرشتوں کے ہم نشین تھے۔ عابدوں زاہدوں کے بھی اور گنہگاروں مساکین کے بھی۔ شعر

شاہ باز لامکانی آں او ۔۔۔ رحمت العالمین او شان او

۴؎ ابوجہل کا نام عمرو ابن ہشام تھا قریش مکہ کا سردار تھا بڑا سخت دل حضور انور کا دشمن تھا۔ حضور انور نے اس کو ابوجہل کہا یعنی جہالت والا ابو کے معنی باپ نہیں بلکہ اس کے معنی میں والا جیسے ابوبریرہ بلی والا۔ ابوبکر ہر بچی میں اولیت والے ایسے ہی ابوجہل جہالت والا لوگ اسے ابوالحکم کہتے تھے حضور نے ابوجہل کہا تو وہ ابوجہل ہی ہوکر رہ گیا۔ ۵؎ یہ ہے حضور انور کی سچائی کی دھاک جو کفار کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی اپنی ہم نے آپ کی زبان پر کبھی جھوٹ کا شبہ نہیں دیکھا ہاں عقل نہیں چوں کرتی کہ آپ کی زبان جھوٹ کیسے ۶؎ اس عبارت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ بالاطلاق ہیں جب سبب ہو اور کذب کا فعل پر شدید ہو جس ہم آپ کو اس قرآن کی وجہ سے جھوٹا کہتے ہیں کہ آپ قرآن سناتا جھوٹوں میں تو ہم آپ کو جھوٹا کہنا جھوٹوں میں دوسرے یہ کہ ما مفعول ہے تکذب کا یعنی ہم تو اس قرآن کو جھوٹا کہتے ہیں نکہ آپ کو کہ تب ہی کا سبب ہے کہ جو ذریعہ آپ کو قرآن کا کرسکتا ہے وہ فرشتہ نہیں ہے کہ کوئی جن وغیرہ جھوٹی مخلوق ہے وہ آپ سے جھوٹ بول جاتا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے ہم اسکو اور اس کلام کو

اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْہِ فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ جَاءَنِیْ مَلَکٌ وَاِنَّ حُجْزَتَہٗ لَتُسَاوِی الْکَعْبَۃَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقْرَأُ عَلَیْکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اَنْ شِئْتَ نَبِیًّا عَبْدًا وَاَنْ شِئْتَ نَبِیًّا مَلِکًا فَنَظَرْتُ اِلٰی جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ

نے ان کے بارے میں آیت اتاری کہ یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ظالم لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۱۲ (ترمذی) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اے عائشہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں ۱۲ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی ۱۲ اس نے عرض کیا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو بندگی والے نبی بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بنیں ۱۲ میں نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے مشورہ دیا

جھوٹا کہتے ہیں، آپ وہ کہ گئے ہیں۔ لہٰذا اس قول پر کوئی اعتراض نہیں کہ سب وہ حضور کے متعلق یہ کہتا تھا کہ آپ کا یہ کہنا قرآن کلام الٰہی سے جھوٹ ہے تو پھر اس نے حضور اور کو جھوٹا کہہ دیا پھر لڑنے بھڑنے کے کیا معنی ہے

۱۲ ایک بار لوہی کا تماس دست اقدس ابن شریح سے بیٹھ گیا اور مر گیا اور مرد کر یہاں کوئی نہیں ہے پھر کہہ دے کہ محمد مصطفےٰ سچے ہیں یا نہیں عداوت میں تو وہ بالکل پکے، انس بھلا پھر تو نہیں مانتے کیوں نہیں اور حضور کی دعا سے پہلے ہی سے کنویں کا لبریز ہونا جاری تھا اور دوسری شرط فتح حاصل ہوئی اگر نبوت میں ان میں ہی گئی تو دوسرے معجزوں کے لیے کوئی حجت باقی رہے گی اس پر یہ شبہ کرنا بیجا ہے اس آیت کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ تیرے ساتھ دشمنی کی وجہ سے آپ کو جھوٹا نہیں کہتے ہیں یہ معاملہ ہے اگر آپ قرآن نہ سناتے تو آپ کو جھوٹا نہ کہتے ۱۲ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ حضور جو چاہیں رب تعالیٰ وہی کر دے جیسے جو چاہیں رب کے حکم سے کر دیں حتیٰ کہ حضرت وہب نے حضور انور سے جنت مانگی بلکہ جنت میں آپ کی ہمسائیگی، حضور نے انہیں عطا فرمائی جیسا کہ جلد اول باب المساجد میں مذکور ہوا شعر

کچھ تمہیں دی اپنے غلاموں کی فدا نے ۔۔۔ سرکار بنایا تمہیں مختار بنایا

نوشت خیالی میں ہے یعنی اگر ہم چاہیں تو ایسا فرماتے ہیں

بلعم باعور بن باعور بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام ۱۲ تفسیر کبیر و روح المعانی ۱۲ اس فرمان عالی سے اس فرشتہ کی تعداد اور اس کا بیان فرمانا مقصود ہے کہ وہ کوئی معمولی فرشتہ نہ تھا ۱۲ حضرات انبیاء کرام اکثر مساکین تھے حضرت سلیمان و داؤد

فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ ضَعْ نَفْسَكَ وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ كَالْمُسْتَشِيرِ لَهُ فَأَشَارَ جِبْرَئِيلُ بِيَدِهِ أَنْ تَوَاضَعْ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا أَقَالَتْ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَالِكَ لَا يَأْكُلُ مُتَّكِئًا يَقُولُ آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ رَوَاهُ فِي

کہ آپ اپنی ذات میں انکسار کریں۔ اور حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کی طرف دیکھا ان سے مشورہ لینے والے کی طرح تو جناب جبریل نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ انکسار کریں میں نے کہا کہ میں بندگی والا نبی رہوں گا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے فرماتے تھے میں ایسے ہی کھاؤں گا جیسے بندے کھاتے ہیں اور ایسے ہی بیٹھوں گا جیسے بندے بیٹھتے ہیں۔ ۱۲

علیہ السلام بادشاہ بھی تھے آپ کو اختیار ہے کہ آپ مسکین نبی ہونا قبول فرمائیں یا بادشاہ نبی ہونا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام جہان رب تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ حضور کی رضا چاہتا ہے ۱۲ حضور نے جبریل امین کو مشورہ کے لیے دیکھا اشارہ فرمایا کہ تواضع کیجئے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے ماتحتوں سے مشورہ کرنا بھی سنت ہے۔

۲ یعنی نے محبوب حضور مسکینیت اور عبدیت اختیار فرمائیں کہ یہ غنا سے افضل و اعلیٰ ہے معلوم ہوا کہ مسکین صابر اعلیٰ ہے غنی شاکر سے۔ رب تعالیٰ نے شکر کی جزا زیادتی نعمت بتلائی ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم اور صبر کی جزا خود ذات پروردگار ہے۔ فرمایا ہے۔ ان اللہ مع الصابرین خیال رہے کہ اگرچہ حضور اول سادے سے بعد کے بادشاہ ظاہری بھی ہوئے۔ مگر حضور نے اپنی زندگی شاہانہ نہیں گزاری بلکہ درویشانہ گزاری مسکینیت کا یہ ہی مطلب ہے۔ شعر

دولت دنیا فاکہ برابر ہاتھ کے غال بل کے تو نگر ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

۳ یعنی حضور تمام نبیوں کے سردار ہیں تو آپ کا ہر وصف آپ کی جزا افضل و اعلیٰ ہی چاہیے۔ توضیح اعلیٰ ہے کہ آپ ہر چیز کے مالک ہو کر بھی انکسار فرمائیں۔

۴ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دو زانو بیٹھتے تھے اور اکڑوں بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ جیسے مرغ کے فربہ ہونے پر اس کی آواز منتظر ہوتا ہے اکڑوں بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے تاکہ اگر فاقہ بلانے تو اٹھ بیٹھیں دیر نہ لگے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ نماز کے باہر بھی دو زانو بیٹھنا افضل ہے۔ اور حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دو زانو ہی بیٹھتے تھے اور مرقات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور کھانے کے بعد یہ انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔ پھر فاتحہ شریف پڑھتے تھے باقی تین سالنوں میں پیتے تھے یہ سب پہلے گزر چکی ہیں۔

شَرْحُ السُّنَّةِ: بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(شرح السنہ) ظہورِ نبوت اور ابتداءِ وحی کا بیان ۱ پہلی فصل روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے (نبی بنے) ۲ پھر مکہ معظمہ میں تیرہ سال قیام فرمایا کہ آپ پر وحی کی جاتی تھی پھر ہجرت کا حکم دیئے گئے تو دس سال مہاجر رہے ۳ اور تریسٹھ سال کی عمر شریف میں وفات پائی ۴ (بخاری مسلم)

۱ باب اصل میں لغت تھا یعنی لوٹنا اپنی ابتدا کی طرف واو الف سے بدل گیا اس کی جمع ابواب بھی آتی ہے۔ اور ابوب بھی جیسے مصدر میں ہے مصدر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے دوسری چیز صادر ہو نبوت کو بعثت کہا جاتا ہے اس کے لغوی معنی ارشاد، شریعت کلام اور رسول کا اشتقاق شریعت میں وہ کلام الٰہی جو نبی کو بلا واسطہ فرشتہ یا بلا واسطہ ہو بطریق القاء دل میں ہو حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور وحی اس کو کہتے ہیں جو کسی قسم کی کلام سمعی یعنی دل میں ڈالی جائے خواہ بیداری میں خواہ نیند میں اور دوسرے معنی یعنی بلا واسطہ فرشتہ کلام الٰہی یہ بھی وحی ہی سے خاص ہے۔ وحی بمعنی الہام یا یعنی القاء فی القلب غیر نبی پر بھی ہوتی ہے۔ سب فرماتا ہے واوحینا الی ام موسٰی یا فرماتا ہے واوحی ربک الی النحل (اشعۃ اللمعات)

۲ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی آنی تو عمر شریف چالیس سال تھی۔

۳ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ظہورِ نبوت چالیس سال کی عمر میں ہوا اس پر بھی سب متفق ہیں کہ بعد ہجرت مدینہ میں دس سال قیام فرمایا مگر اس میں اختلاف ہے کہ ظہورِ نبوت کے بعد مکہ میں کتنا قیام رہا اس کے متعلق تین روایات ملتی ہیں۔ دس سال، تیرہ سال، پندرہ سال تیرہ سال کو ترجیح ہے اور اس کا بیان ہے۔

۴ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے متعلق تین قول ہیں۔ ساٹھ سال، تریسٹھ سال، پینسٹھ سال۔ قوی تر قول تریسٹھ سال کا ہے بعض شارحین نے ان تینوں قولوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ ساٹھ کے قول میں اکائیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ صرف چھ دہائیاں بیان ہوئی ہیں اور پینسٹھ والے قول میں سال ولادت اور سال ہجرت کو الگ الگ سال شمار کر لیا گیا ہے بہرحال تریسٹھ کا قول قوی ہے خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، عمر فاروق، علی مرتضٰی ان تمام حضرات کی عمریں تریسٹھ ہوئی ہیں۔ نکتہ فلاں ابن فلاں اللہ کے سوا دنیا میں اسی طرح محمد رسول اللہ کے سوا بارہ بارہ ہیں۔ ابوبکر صدیق، عمر ابن الخطاب، عثمان ابن عفان، علی ابن ابی طالب سب کے سب بارہ بارہ ہیں۔ ان حضرات کے ناموں کو بھی رسول اللہ کے ناموں سے نسبت ہی قریب ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَا يَرٰى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا ثُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تُوُفِّيَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ

روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا سلہ کہ سات سال تک نبی آواز سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے اور دیکھتے کچھ نہ تھے سلہ اور آٹھ سال آپ پر وحی کی جاتی تھی اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام کیا اور پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی سلہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ اللہ نے حضور کو ساٹھ سال کے کنارے پر وفات دی (مسلم و بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ سال کی عمر میں وفات دیئے گئے، اور حضرت ابوبکر بھی تریسٹھ سال کی عمر میں سلہ اور عمر بھی تریسٹھ سال

سلہ اس کا مطلب ابھی عرض کیا جا چکا ہے کہ ولادت شریف اور ہجرت شریف کے سال ملا دیا گیا ہے ورنہ تیرہ سال کہ گئے سلہ بعض روایات میں ہے کہ سترہ نبی کو وحی ظاہر نبوت سے پہلے حضور دیکھتے اور سنتے تھے یہ خواب آنا نبی فرشتہ کی تھیں۔ پہلے صرف خواب اور آوازوں کا عطیہ کو عادی بنایا گیا۔ پھر فرشتہ دیکھا تاکہ حضور اس کی برداشت کر سکیں اگر دم سارا بوجھ نہ ڈالا گیا۔ اس کے باوجود زلزلہ کی سی کیفیت ہوتی تھی پسینہ آجاتا تھا دفعات واشقہ موسیٰ علیہ السلام کو پہلے عصا سے سانپ کیا گیا پھر کوہ طور پر تبدیلی میں انہیں عصا کو سانپ بنا کر دکھایا گیا تاکہ فرعون کے سامنے سانپ بن جانے پر آپ کو انکار نہ ہو۔ سلہ اس کی تحقیق ابھی ہو چکی کہ عمر شریف تریسٹھ سال ہے یہ دو سال کسر دں کو پورا کر کے لئے گئے ہیں (مرقات) سلہ حضرت عثمان غنی کی عمر شریف بیاسی سال ہوئی۔ ان تمام حضرات کے نام اوپر ہم لکھ چکے ہیں۔ نکتہ عجیبہ حضور نے فرمایا خیر القرون قرنی اس قرنی میں تھی سے اختار رہے ابوبکر صدیق کی طرف سے عمر فاروق کی طرف ان سے عثمان غنی کی طرف اور ان سے حضرت علی کی طرف یہ چاروں زمانے حضور انور کے اپنے زمانے میں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حضرت صدیق اکبر کی خلافت دو سال چار ماہ جو فائیس ہزاری جمادی الثانی منگل کی شب سلہ تیرہ ہجری مغرب و عشاء کے درمیان وفات پائی آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا۔ عمر فاروق نے نماز پڑھائی۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٌ وَّسِتُّوْنَ اَكْثَرُ ۔
وَعَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ

کی عمر میں ۔ (مسلم) محمد بن اسمٰعیل بخاری نے فرمایا کہ تریسٹھ سال کی روایت زیادہ ہیں ۔ (۲) روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرماتی ہیں کہ اول جس وحی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتدا ہوئی وہ سوتے میں سچی خواب تھی کہ آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کے ظہور کی طرح ظاہر ہو جاتی ۔

۱ حضرت عمر کی خلافت دس سال چھ ماہ چار دن تھی ۔ چھبیس ذی الحجہ بدھ کے دن آپ کو غلام ابو لؤلؤ فیروز مجوسی نے خنجر کے تین وار کئے ۔ محرم الحرام کی پہلی تاریخ اتوار کے دن آپ شہید ہوئے ۔ ستائیس ذی الحجہ کے دن دفن کئے گئے ۔ تمام مدت خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیش نظر تھی ۔ حضرت عثمان کے دن خلیفہ ہونے تک یعنی اٹھارہ ذی الحجہ کے دن ۶۳ سال پانچ مہینے ۔ ۱۴ ہجری میں عید قربان کے دن بلوائی مدینہ آپ کے گھر میں گھس آئے ۔ اٹھارہ ذی الحجہ کے دن ۶۵ سال کی عمر شریف میں شہید کیا ۔ آپ کی خلافت بارہ سال چند دن ہوئی ۔ حضرت انس نے جو یہ حدیث بیان کی اس وقت حضرت علی زندہ تھے اس لئے آپ کا ذکر نہیں کیا ۔ (مرآت) ایک روایت میں ہے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر کی عمر تریسٹھ سال ہوئی ۔ اب میری عمر بھی تریسٹھ سال ہے ۔ میری نسبت ہے کہ اس سال میری وفات ہو جائے مگر آپ کی تمنا پوری نہ ہوئی ۔ بلکہ آپ کی عمر شریف اکہتر سال ہوئی ۔ مگر آپ کو اس تمنا کا ثواب مل گیا ۔ (مرآت) فرض نماز میں ہر رکعت میں ۔

۲ چنانچہ امام احمد و فضل سنہ بھی تریسٹھ سال کو ترجیح دی ہے ۔ قاضی عیاض نے تو روایت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے ۔ (مرآت) سب متفق ہیں کہ حضور کی ولادت پاک دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ماہ ربیع الاول میں ہوئی ۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ وفات شریف دوشنبہ بارہ ربیع الاول دوپہر کے وقت ہوئی مگر اس میں اختلاف ہے کہ ولادت پاک دوسری ربیع الاول کو ہوئی یا آٹھویں کو یا دسویں کو یا سترہویں کو مگر زیادہ مشہور بارہ ربیع الاول ہے ۔

۳ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرسل حدیث ہے جو صحابی کے ارسال میں سے ہے کیونکہ ممکن ہے حضرت عائشہ صدیقہ نے پایا نہیں غالب یہ ہے کہ کسی صحابی سے سنکر فرمایا ۔ صحابی کا مرسل حدیث سب کے نزدیک حجت ہے ۔ (مرآت) اور ہو سکتا ہے کہ ام المومنین حضور سے سنکر فرمائیں ۔ مگر کسی روایت میں آپ نے حضور انور سے نقل نہ فرمائی ۔

۴ اگرچہ حضور انور کو ہمیشہ ہی سچی خوابیں آتی تھیں مگر قریب نبوت یعنی چھ ماہ پہلے ان خوابوں کا سلسلہ بند ہو گیا اور تمہید نبوت کا سلسلہ بہت جلد چلنے لگا ۔

۵ یعنی حضور کی خواب کا ظہور بعینہ مطابق بالکل درست ہوتا تھا جیسے دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ۔

فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ
التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ
إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ

پھر حضور کو خلوت پسند ہوگئی تو غار حرا میں خلوت کرتے تھے وہاں اس میں عبادت کرنے تحنث کے معنی ہیں اپنے گھر
لوٹنے سے پہلے چند راتیں عبادت کرنا حضور اس کے لیے توشہ لے جاتے تھے پھر جب بھی کبھی خلوت پسند فرماتے تھے اور
اتنی راتوں کے لیے توشہ لے جاتے تھے حتی کہ آپ پر حق آیا جبکہ آپ غار حرا میں تھے آپ کے پاس فرشتہ آیا عرض کیا

سلہ غار حرا حضور انور کا پسندیدہ مکان ہے جو جبل نور کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ جبل نور مکہ معظمہ سے قریبا دو میل شمال مشرق معلی سے آگے ہے فقیر
نے اس غار شریف میں نفل پڑھے ہیں سلہ یعنی کچھ روٹیاں پکوا کر وہیں غار حرا میں لے جاتے اور آٹھ دس روز تک ہمی تر باسی روٹیاں
کھاتے وہاں روزے نوافل رکوع سجود ادا کرتے رہتے تھے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور انور نزول قرآن سے
پہلے ہی عارف باللہ تھے اور عبادات ریاضات سے واقف تھے جو کہتے کہ حضور نے قرآن سے اللہ تعالیٰ کو جانا پہچانا ہے ان کی
عبادات بیکار ہیں وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو ابھی قرآن کریم آنا بھی شروع نہ ہوا اور حضور عبادات کر رہے ہیں دوسرے یہ کہ بزرگان پہلے اور بعد میں یہ طریقہ
ترک حیوانات کرنا، روزے رکھنا، کم کھانا، سوکھا کھانا سب درست ہیں۔ ان سب کی اصل یہی حدیث ہے۔ خیال رہے کہ ام المومنین کا اس
زاد کو زیادہ فرمانا اس لیے ہے کہ خلوت کے لیے رات ہی مناسب ہے نہ کہ دن۔ ورنہ فاکل نہار اکثر راتوں تک عبادت کرتے تھے۔
زیادت عدد کثرت کے لیے ہے۔ سلہ اس میں پیشگوئی ہے کہ اس زمانہ میں حضور کو قوی عبادت کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ حضور انور کی ہر کی شریعت
طل عبادت نہیں کرتے تھے کیونکہ حضور کی کسی کے متبع نہیں بلکہ جب اور جس طرح سے عبادت کرتے تھے وہ عبادت اور اسی طرح اسی وقت اسی عبادت
کے موافق تھیں۔ شامی شروع کتاب الطہارۃ اور شروع کتاب الصلوٰۃ، کفایہ میں کہ آپ کی صفات میں لکھا ہے حکایات رکوع سجود وغیرہ ارشاد فرماتے
ہیں تو ایک بار غار میں حاضر ہوا جس پر سے ساتھیوں کو بھی لے گیا تھا۔ سخت دشوار پہاڑ اونچا اور پیچیدہ راستہ ہے قریبان ان نرم و نازک تلوں
پر جو ہر ہفتہ وار سے چلتے آتے تھے۔ سلہ یعنی جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے بعض سے کہ بعض نے فرمایا یہ اسرافیل علیہ السلام
تھے اور جبریل یہ فرشتہ اللہ کا فرمان بھی لایا اور فیضان بھی سینہ سے لگا کر دیا فرمان زبانی پہنچایا جیسا کہ آیا ہے۔ خیال رہے کہ اس
وقت پہلے فرشتہ نے اپنا تعارف نہیں کرایا کہ میں رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ جیسے جناب مریم سے کہا تھا انما انا رسول ربک حضور
نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کیوں آئے ہو کہ حضور انہیں پہلے سے جانتے پہچانتے تھے اگر نہ پہچانتے تو یہ کریم
اقرا باسم ربک کا قرآن ہونا بھی مرجانتے نہ جانتا شان نبوت بلکہ شان اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن کا جاننا پہچاننا تو فرض ہے نہ ماننے
ماننے کا کیا۔ سلہ بعض روایات میں ہے کہ حضور انور کو ریشم کا ایک ٹکڑا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا دیا گیا اسے پڑھئے۔ اقرأ کا یہ معنی ہیں کہ

اِقْرَاْ فَقَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِی الثَّانِیَةَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِی الثَّالِثَةَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ

پڑھیئے فرمایا میں نہیں پڑھنے والا تو پھر اس نے مجھے پکڑا مجھے گلے لگایا حتیٰ کہ اس نے مجھ سے مشقت پہنچی پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیئے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے پھر پکڑا پھر مجھے دوبارہ گلے لگایا حتیٰ کہ اس کو مجھ سے مشقت پہنچی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھیئے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے تیسری بار پکڑا اور مجھے گلے لگایا حتیٰ کہ اس کو مجھ سے مشقت پہنچی پھر مجھے چھوڑ دیا[1] پھر کہا پڑھیئے اپنے رب کا نام لیں جس نے سب کچھ بنایا اس نے

جو میں پڑھا ہوا نہیں پڑھتا مگر یہ وحی تو نہیں ہوتی نہیں ظاہر ہے کہ عرض کیا جو نہ کرا اور اللہ کا نام لیتے ہی سے آپ کے دل شریف پر نقش ہے وہ پڑھتے۔ اس لئے اقرأ کا مفعول بیان نہ کیا گیا پڑھئے۔

[1] علم شارحین اس کے معنی کرتے ہیں کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا میں ان پڑھ ہوں مگر یہ قوی نہیں کیونکہ حضور کو رب سے ملنے کی مشق نہیں تھی یہ بھی معنی ہیں اگلے کلمے اقرأ حضور کو اللہ کا نام لینا اس کا ذکر کرنا قبل ہی سے آتا تھا آپ کو اس غار میں عبادات ذکر اللہ وغیرہ سکھا رہے تھے اور اگر یہ معنی ہوں کہ میں نے پڑھنا کبھی سے سیکھا نہیں تو حضرت جبریل پڑھانے ہی تھے پھر اس سوال و جواب کے کیا معنی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے جبریل اس وقت میں نہیں پڑھنے والا اس وقت تو پڑھنے والے تم ہو مشقت والا میں ہوں تاکہ نزول قرآن اور وحی الٰہی کے معنی درست ہوں وحی قول کے معنی ہیں کہ فرشتہ کہے ہی سے اس فرمان عالی میں اپنا منصب حضرت جبریل کی خدمت اور قرآن کے دو ہونے کا تعین فرماتا ہے۔ [2] غط کے معنی ہیں دبانا نچوڑنا اس پر طاقت صرف کرنا یہاں مراد ہے گلے لگا کر خوب زور سے دبانا یہ معانقہ فیض رسانی سینہ جوی تک پہنچنے کے لیے تھا بعض مشائخ سے مصافحہ سے سانقہ سے بلکہ نظر سے توجہ بالغی دیتے ہیں اس کی اصل یہ حدیث ہے معلوم ہوا کہ عمل قال سے پہلے ہے قال زبان سے عمل توجہ سے دیا جاتا ہے۔ [3] اس عبارت کے معنی یہ نہیں کہ مجھے مشقت پہنچی ورنہ عبارت یوں ہوتی بلغنی الجهد یہاں لفظ منی سے معلوم ہوتا ہے کہ میری طرف سے حضرت جبریل کو مشقت پہنچی کہ انہوں نے سارا ملکی زور ختم کر دیا الجهد یا تو بلغ کا فاعل ہے اور یہ قوی ہے تو بلغ کا مفعول پوشیدہ ہے یا یہ مفعول ہے۔ اور منصوب تو سابق کا فاعل ضمیر پوشیدہ ہے یعنی جبریل کو میری طرف سے مشقت پہنچی یا وہ مشقت کو پہنچے کہ انہوں نے بہت ہی محنت سے وہ امانت فیض مجھ کو سونپی [4] فیض کی امانت آہستہ آہستہ تین بار دی اس سے معلوم ہوا کہ فیض رسانی آہستگی سے ہوتی ہے یہ اس بات کے نزول کی تشبیہ ہے جو اس وقت آنے والی ہے تاکہ اس کے وحی کا نزول کان پر ہو جس کے

الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ
یَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِیْجَةَ
فَقَالَ زَمِّلُوْنِیْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِیْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ
لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰى نَفْسِیْ فَقَالَتْ خَدِیْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا یُخْزِیْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ

جسے خون سے انسان بنایا پڑھیئے اور آپ کا رب بڑی عزت والا ہے جس نے قلم سے سکھایا انسان کو وہ سب سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے فرمایا مجھے چادر اڑھا دو انہوں نے حضور کو چادر اڑھائی حتی کہ آپ سے رعب جاتا رہا پھر خدیجہ سے فرمایا کہ میں اپنی جان پر خوف کرتا ہوں۔ خدیجہ بولیں رب کی قسم ہرگز نہیں اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا۔

فیض رقد کا ترجمہ دل پاک پر اس تعلیم عیان کے لیے پھر عنایت کیا گیا۔ مرآت سے فرمایا کہ پہلی بار جو وحی ہوئی اما فاقرا تھا وہاں خاموشی ہے اور اب جو دوسری بار فرمایا ما انا بقاری اس میں ما استفہامیہ ہے یعنی اب بتاؤ میں کیا پڑھوں (مرآت)۔

سلہ قوی یہ ہے کہ یہاں قلم سے مراد ہے ہر وہ قلم قدرت ہے جس نے لوح محفوظ پر قیامت تک کے واقعات لکھے پھر لوح محفوظ کا اس تحریر کے ذریعہ فرشتوں نبیوں ولیوں کو سب کچھ بتایا سکھایا اس لیے اسے کتاب مبین کہتے ہیں یعنی مقبول پر ایسی باتیں کے علوم روشن کرنے والا اور ہو سکتا ہے کہ قلم سے مراد یہی دنیا والی قلم ہو یعنی قلم کے ذریعہ سینہ کے علوم محفوظ کئے جس سے اگلوں کے علوم پچھلوں نے سیکھے مگر پہلے معنی قوی ہیں۔ اور قلم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے جو رب کا قلم ہے جس کے ذریعہ قیامت تک والوں کو علوم سکھائے گئے۔ اس کی بہت تفصیل تفسیر برکات سے حاشیہ قرآن میں دیکھو۔

سلہ قوی یہ ہے کہ الانسان سے مراد انسانیت کی جان حبیب اکرم حضور محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو عالم علم سے مراد ہے سارے علوم غیبیہ اس کی بہت تفسیریں ہیں۔ دیکھو ہمارا حاشیہ قرآن یہاں ان کی گنجائش نہیں خیال رہے کہ یہاں بسم اللہ شریف کا ذکر نہیں معلوم ہوا کہ بسم اللہ ہر سورت کا جز نہیں اور ہر سورت کے اول اتری یہی اسم اعظم کا مدرجہ ہے اور سب سے پہلی سورت اقرا شریف ہے۔ سب سے اعلیٰ عبادت اللہ کا ذکر اس کا نام جپنا ہے۔ کہ قرآن مجید میں پہلے اسی کا حکم دیا گیا۔ سلہ یہ دل کانپنا اس تنہائی کا اثر تھا جو غار حرا تھا بعض مشائخ جب اپنے مرید کو سلسلے سے منکر تو مرید تے ہیں تو وہ مرید پریشان ہو جاتا ہے۔ گرتا ہے یہ تو جب اگر پیارا اللہ یہ ڈال دیتا تو چھٹ جاتا پر نور مصنوعی کا قوت والا دل ہے جو ظہور اسباب فرقہ ہے (از لمعات) "القوی کل جبل الثبات" حاشیہ متصد ع من نشۃ اللہ۔ سلہ یعنی کچھ دیر لگ جانے سکون سے بعد رعب جاتا رہا فیضان دنیا زیت میں بالکل کمی نہ ہوئی بلکہ دل شریف میں تحمل و برداشت بڑھ گئی سلہ یہاں کس چیز کا خوف مراد ہے اس پر بہت گفتگو ہے۔ نبی موت کا خوف یا دیوانگی و جنون کا خوف یا نبوت کی

لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَوَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ إِلَى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلِ ابْنِ عَمِّ خَدِيجَةَ فَقَالَتْ لَهُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کیونکہ آپ رشتہ جوڑتے سچ بولتے بوجھ اٹھاتے ہیں (دوسروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں یعنی والوں کے لیے کمائی کرتے ہیں) مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں حق کی طرف سے جانے والوں کی مدد کرتے ہیں پھر حضور کو لے کر جناب خدیجہ ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ کے چچا زاد تھے ان سے بولیں اے میرے چچا کے بیٹے اپنے بھتیجے سے (یعنی حضور سے) ذرا سنئے حضور سے ورقہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خبریں سنائیں

(دوسری روایت میں ذکر کیے کہ خوف یا قوم کی ایذا رسانی کا خوف آپ کی اعلیٰ قوتوں سے ہے حضرت خدیجہ وہ خوش نصیب ہیں کہ نبوت کی چھاؤں میں لی گئیں جس نے ہمیشہ ہمیشہ کا آرام پایا وہی دلاسا دے گا جس نے نبوت آپ کو دی ہے وہ برداشت و تحمل کی طاقت دے گا اور گھبراہٹ سے آپ کو محفوظ رکھے گا۔)

۱ جناب خدیجہ نے حضور کی چھ صفات حضور کو سنائیں۔ حضرت عبداللہ بن سرجس جھوٹ سچ بولنا، لوگوں کے بوجھ اپنے پر لینا، غرض اور عمدہ اخلاق کی پرورش۔ بے دست و پا فقیروں کو کما کر کھلانا۔ مہمان نوازی کرنا۔ حق کی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرنا۔ مقصد یہ ہے کہ آپ ان علامتوں کی وجہ سے بحکم تورات آخری نبی ہیں آپ کا سورج بلند ہوگا۔ آپ کا دین غالب ہوگا۔ حضرت خدیجہ تورات کی عالمہ تھیں اور علماء اسرائیل سے بھی آپ نے حضور کی یہ علامات سنی تھیں اس وجہ سے تو حضور سے نکاح کیا۔ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ حضور افضل الرسل ہیں ہی دلائل صفات سے موصوف تھے نزول قرآن کے بعد ان سے موصوف نہ ہوئے۔ حضور کو قرآن نے یہ چیزیں نہ سکھائیں بلکہ رب نے سکھا کر بھیجا معلوم ہوا کہ اچھے صفات اچھے اعمال بتائیں وضع کرتے ہیں۔ حضرات انبیاء میں رکھتے ہیں۔ ۲ حضرت خدیجہ بنت خویلد ابن اسعاد ابن عبدالعزیٰ ہیں اور جناب ورقہ ابن نوفل ابن اسد ہیں۔ لہٰذا جناب خدیجہ اور ورقہ اسد میں مل جاتے ہیں۔ نوفل جناب خدیجہ کے چچا ہیں۔ ۳ حضور پشت میں ورقہ کے بھتیجے ہیں مگر اہل عرب محبت و پیار میں اپنے سے کم عمروں کو بھتیجا یا بیٹا کہہ دیتے ہیں یہ محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے۔ ۴ ورقہ زمانہ جاہلیت میں عیسائی بن گئے تھے انجیل کا ترجمہ عبرانی میں آپ نے کیا تھا توریت و انجیل کے بڑے ماہر تھے۔ اس وقت بہت بوڑھے تھے نابینا ہو چکے تھے صاحب مشکوٰۃ نے آپ کو صحابہ کی فہرست میں لیا ہے دیکھو اکمال مگر تو صحابی نہیں کیونکہ صحابی وہ ہے جو فرحال مومن ہی پہنچے بعد حضور کا دیدار پائے اور شرف ایمان تبلیغ کی آیات آنے حضور کی تبلیغ اور نبوت اسلام دینے پر حاصل ہوتا ہے۔ ورقہ نے وہ زمانہ نہ پایا۔ اس واقعہ کے بعد ہی فوت ہو گئے۔ اسی لیے اوّل صحابی ابوبکر صدیق ہیں مگر ورقہ بھی نومسلم اگر وہ زندہ صحابی ہوتے تو اوّل صحابی ہوتے

خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوسٰى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا يَا لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ

(آپ نے دیکھا تھا) ورقہ نے کہا یہ وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ کاش میں اس زمانہ میں توی جوان ہوتا۔ کاش میں زندہ ہوتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم نکالے گی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھے نکالیں گے؟ عرض کیا ہاں۔ کوئی صاحب وہ پیغام نہ لائے جو آپ لائے ہیں مگر ان

کو حضور پر اتارنے سے پہلے انہیں کو نبی کی خبر ہوئی ابھی صحابی بننے کا زمانہ شروع ہی نہیں ہوا تھا۔ اعلان نبوت کے بعد جو شخص ایمان لا کر حضور کو دیکھے صحابی ہوتا ہے اس لیے جناب آمنہ عبدالمطلب کو کبھی صحابی نہیں کہا۔

سلہ صاحب اسد الغابہ صاحبی اگر غیر مرتد ہو تو ناموں کہا جاتا ہے خواہ ہو تو صاحبی کہا جاتا ہے جہاں جہری مراد ہیں۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب شریعت صاحب کتاب نبی ہیں۔ اس لیے ورقہ نے ان کا نام لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہ لیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ورقہ کے قول پر حضور انور کو خبر ہوئی کہ وہ جبریل تھے یہ محض غلط ہے۔ نہ ان کا نام آیا نہ اتنے وقت تک حضور پر اس کے کلام ہونے سے یہ خبر ہے ورقہ کے کہنے سے حضور نے جانا کہ یہ آیت اقرأ باسم ربک کلام الٰہی ہے۔ بابل خصوصاً اور ورقہ مکہ بلکہ عرب میں بڑے معزز علماء میں سے مانے جاتے تھے۔ خدا الٰہی رکھا کہ پہلے ان دونوں سے حضور انور کی نبوت کی گواہی دلوائی جائے پھر تبلیغ اسلام کا حکم حضور کو دیا جاوے اس لیے حضور پہلے ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ تشریف لے جانا اپنے جاننے کے لیے نہ تھا بلکہ لوگوں کو بتانے سمجھانے کے لیے تھا۔

سلہ عرب میں بکری کے دو سالہ بچہ کو اور اونٹ کے پانچ سالہ بچہ کو جذع کہتے ہیں۔ اس لیے وہ دونوں قوی جوان ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ہر قوی جوان کو جذع کہنے لگے۔ وہ بھی جس جہاں میں فیصلہ ہیں بالغیب سنت نبوت کرامت نبوت تبلیغ کی طرف ہے یعنی جب آپ کو تبلیغ کا حکم دیا جاوے گا اس وقت میں جوان ہوں تو آپ کی خدمت کروں۔ سلہ معلوم ہوتا ہے کہ ورقہ نے حضور انور کے سامنے پیش آنے والے واقعات گذشتہ کتابوں میں پڑھے تھے خیال ہوا کہ اپنی نبوت کا علم ورقہ کے بتانے سے نہیں ہوا حضور کو تو کچھ شریف میں بھی ورقہ والی الفاظ معلوم کرتے تھے اسلام علیک یا رسول اللہ جیسا کہ باب المعجزات میں آئے گا۔ واللہ اعلم۔ آمنہ کی جناب میں جناب علیہ کی نکلاتیں اپنے متعلق حضور سن چکے تھے آپ اپنی نبوت سے اس وقت خبردار تھے جبکہ دنیا بھی نہیں جی تھی دیکھو کتاب الطیب مصنفہ حاوی شرف علی تھانوی۔ سب کچھ انتظام گھر کا سنبھالنا ہو رہا ہے کہ لوگ ورقہ کی زبان سے سنیں اور حضور کے حالی صفات اعلیٰ واقعات سے خبردار ہو جائیں۔ سلہ خیال رہے کہ یہاں نکالنے سے مراد ہے اتنا تنگ کرنا کہ حضور مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو جاویں نہ کہ خود نکالنا کفار مکہ تو حضور کو شہید کرنا چاہتے تھے نہ نکالنا ورقہ قتل کے لیے ڈھونڈتے پھرے حضور انور کا ان سے یہ پوچھنا بھی اسی لیے تھا کہ لوگ ورقہ کی زبان سے ہجرت کی خبر سن لیں اور ہجرت کو

الْاَعْوَدِیَ وَاِنْ یُّدْرِکْنِیْ یَوْمُکَ اَنْصُرْکَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ یَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّیَ وَفَتَرَ الْوَحْیُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَزَادَ الْبُخَارِیُّ حَتّٰی حَزِنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْهُ مِرَارًا اَیْ یَتَرَدّٰی مِنْ رُءُوْسِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَکُلَّمَا اَوْفٰی بِذُرْوَةِ جَبَلٍ لِکَیْ یُلْقِیَ نَفْسَهٗ مِنْهُ تَبَدّٰی لَهٗ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَیَسْکُنُ لِذٰلِکَ جَاشُهٗ وَ

سے دشمنی کی گئی ہے اور اگر مجھ کو آپ کا زمانہ نصیب ہو تو میں آپ کی پوری مدد کروں گا پھر ورقہ زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ ان کی وفات ہو گئی اور وحی بند ہو گئی (بخاری و مسلم) بخاری نے یہ زیادتی کی کہ جس کی وجہ سے اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے جو روایت ہم کو پہنچی ہے تک اس میں ہے کہ آپ سخت غمگین بارہا پہاڑ کے وقت گئے تاکہ اپنے کو اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں پھر جب کبھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تاکہ وہاں سے اپنے کو گرا دیں تو حضرت جبریل حضور کے سامنے آ کر کہتے اے محمد آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اس سے آپ کا قلق جاتا رہتا۔ اور آپ کا

حضور کی مقابلت کی دلیل سمجھیں۔

سلہ اس سے اخذ معلوم ہوتا ہے کہ ورقہ صحابی تھے نہ کہ حضور نے ہجرت کی ارشاد اللہ خیال رہے کہ دشمنی سامنے نہیں ہوتی کہ کفار ہجرت اور جہاد کرنے والوں سے کہتے خیال رہے کہ حضور اور سے پہلے بعض لوگ اصل عیسائیت پر قائم تھے مگر غال غال وہ بھی پہاڑوں غاروں میں چھپے چھپائے جناب ورقہ اور اسلام فارسی جیسے لوگوں نے انہیں راہبوں سے یہ علوم حاصل کئے تھے انہیں علوم کی برکت سے حضور کو جانا پہچانا تھا

سلہ عورت بنا ہے اندر سے یعنی پشت اور پشت جانی اور قوت دینے والا تھا۔ واشد ظهره اخی ای نقوی یعنی مضبوط و قوی۔

سلہ یعنی اقرا باسم ربک پہلی وحی کے نزول سے کچھ دن بعد ہی ورقہ کا انتقال ہو گیا اور صرف یہ ایک وحی آ کر بند ہو گئی کچھ دنوں بعد دوسری وحی نازل ہوئی اس میں بہت گفتگو ہے غالب یہ ہے کہ چھ ماہ بند رہی اس زمانہ میں حضرت جبریل آتے تھے حضور سے ملتے تھے مگر وحی نہ لاتے تھے واشد مرقات نے فرمایا کہ اقرا باسم ربک پہلی وحی ہے اور یا ایها المدثر دوسری وحی اور ان دونوں کے درمیان کچھ دنوں کا فاصلہ ہے۔ وحی بند ہونے میں بڑی حکمتیں تھیں طلب پاک کو سکون بخشنا حضور کو شوق وحی زیادہ کرنا وغیرہ (مرقات) سلہ یہ عبارت فیما نقلنا کسی راوی کا قول ہے یعنی پہلے تو قلب پاک پر بدیہ اور خوف تھا اور اب شوق کا مدیا تھا میں مارا پھرا مگر اور عرصہ خاموشی تھی شعر

دیر است کہ فرماد برنے خیزد ۔۔۔ نوشت مسلمانی نزرستار کجائے

سلہ یعنی شوق و فراق بمرتبہ نہایت سے ماسوا ہو گیا تو اپنے کو ہلاک کرنے کے لیے پہاڑ پر چڑھے کہ وہاں سے اپنے کو گرا کر خودکشی کریں اس وقت

وَلْتَقِرَّ نَفْسُهُ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَاءَ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ

دل مطمئن ہو جائے اور بیان ہے حدیث جابر سے جس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے ہم سے آپ وحی بند ہو جانے کے حال میں فرماتے تھے ہم جا رہے تھے کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی میں نے اپنی نگاہ اٹھائی تو وہ ہی فرشتہ جو میرے پاس حرا میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا تو میں اس سے اس قدر ڈر گیا کہ زمین کی طرف گر پڑا پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا میں نے کہا مجھے چادر اوڑھا دو مجھے چادر اوڑھا دی انہوں نے مجھے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اے چادر اوڑھنے والے اٹھ ڈر سنا اپنے رب کی بڑائی بیان کر اپنے کپڑے پاک

ف ۱ علام غیوب یعنی کشف تھے بندے اور وحی گمان اور خطاء

ف ۲ یعنی جبریل امین کو عرض کرتے تھے کہ آپ میرے رسول اللہ کی نسبت کچھ ارشاد فرمائیں پھر غور کر کے رسول اللہ نے پھر شوق کا جوش بتا پھر وحی فرمانے سبحان اللہ کیا مزے کی بات ہے کہ اور بھی نہیں فرماتے اور لگے پڑھنے بھی نہیں دیتے شعر

وہ کہہ رہے ہیں کہ اب آؤ بیٹھ جاؤ میں چپ رہے ہے ہاں کہہ رہے ہیں کہ کچھ کہو تو سہی منہ سے

ف ۳ سلام پڑھ کر حضور اللہ اپنے معاملات خود صحابہ کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب عارضی طور پر وحی بند ہو گئی تو یہ حال تھا۔ اسے یہ واقعہ کہ سلام پڑھ کر فرمایا ہے۔ (مرقات) اور یہ حضرت نے یہ نہیں فرمایا کہ آسمان کی جانب سے یعنی غیب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آواز میں یہ الفاظ تھے نہیں یا تھے تو سہی تھے اس لیے نہیں فرمایا کہ اس کا مقام بیشت بتانا ہے جانے سے یعنی گھبراہٹ۔ ڈر جیسا کہ محمول فرمایا ہے اس طرح شاید ہیبت رب کی طرف سے ہو سکتا ہے یہ سب ہی ڈالا گیا ہو جب اس کلام الٰہی کا تھا جو حضور پر پہلے نازل ہوا تھا خیال فرمایا ہو یہ ہی کہ کوئی بات نہ ہو جائے نازل ہونے کی اور ہیبت پیدا ہو گئی۔ حضرت جبریل اس وقت بھی شکل انسانی میں تھے ان سے رعب ہو جانے کی وجہ بھی کوئی نہیں اپنی صورت میں تو صرف دو بار حاضر ہوئے۔ ۱۲ منہ کے بل زمین پر گر پڑا جانا ہے کہ شیطان کے اپنے ہاتھ پاؤں زمین پر ٹیکنا ہے بنا ہے شاید حضور کا ارشاد فرمانا ہو کہ مجھے ڈھانپ دو کپڑے اوڑھا دو کیونکہ جسم سے ہوا جو نکلتی ہے وہ کپڑے کو خشک کرتی ہے چادر کمبل اوڑھنے والے سونے والے کے حق میں ہوا نکلنے کا بند ہو جانا ہے اس لیے کہ اس کے بدن میں ہوا بند ہو جاتی ہے اور اوڑھنے والے کے ساتھ باندھ دیتی ہے اور بیٹھنے والے کی ہوا نکلتی ہے اس لیے کہ اس کے بدن میں ہوا بند ہو جاتی ہے شعر

فَاهْجُرْ ثُمَّ حَقَّ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ
سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ
عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا

رکھو اور گھر کو دوبارہ کھول پھر وحی گرم ہو کر لگاتار آنے لگی بخاری و مسلم متفق علیہ ہے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر وحی کیسے آتی ہے آپ نے فرمایا کبھی تو میرے پاس گھنٹی کی سی آواز آتی ہے یہ مجھ پر سخت گراں ہوتی ہے تو وہ آواز بند ہوتے ہوتے میں سمجھ لیتا ہوں اور کبھی فرشتہ

(باقی صفحہ پچھلا جہاں سے ٹوٹی ہے) فرشتہ میرے آگے سے مرد بن کے آ کے مجھ سے کلام کرتے ہیں

یہاں سے ابتداء وحی کے متعلق احادیث کا بیان شروع ہوتا ہے اور اوپر مجملاً اس کی کیفیت بیان کی گئی تھی تفصیل تفسیر میں ہے ہاں آخر میں ملا علی قاری نے تفسیر الطیبی سے ایک عبارت نقل کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی ہمت کو دیکھ کر اس پر بوجھ ڈالنے والے

لہ یعنی جب تک کہ وحی بالکل بند نہ ہو گئی تب تک برابر آتی رہی ہے یا یہ الفاظ ثم حق الوحی الخ راوی کے ہیں کہ اس کے بعد وحی کا سلسلہ برابر جاری رہا اور وحی کے بند ہونے کی مدت جو بعض روایات میں تین سال آئی ہے اس کے بعد کی ہے اور یہاں مراد وحی کے بند ہونے کی مدت ہے جو بعض روایات میں چھ ماہ آئی ہے اور یہ مدت اس وقت کی ہے جب آپ کو نبوت کی تبلیغ کے لیے اشارہ ہوا تھا اور یہاں سے وحی کے بند ہونے کی مدت مراد

فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۲ وَ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِي رِوَايَةٍ نَكَسَ رَأْسَهُ وَنَكَسَ

مرد کی شکل میں آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے جو وہ کہتا ہے میں اس کو یاد کر لیتا ہوں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس کو دیکھا کہ آپ پر سخت سردی کے دن میں وحی نازل ہوتی تھی تو ختم ہوتی تھی اس حالت میں کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے تر بتر ہوتی تھی۔ (متفق علیہ) روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ اس سے بڑے متفکر ہوتے اور آپ کا چہرہ بدل جاتا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ سر جھکا لیتے اور آپ

فرمایا تم ان باتوں پر عمل کرو جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کرم پر تھے ہے

۱ چنانچہ اکثر حضرت جبریل امین علیہ السلام دحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے کبھی بھی شخص کی شکل میں کبھی دوسرے لوگ بھی انہیں دیکھتے تھے کبھی نہیں مگر آج تک تھے خیال ہے کہ فرشتے لڑکوں کی شکل میں صرف حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے وہ بھی ایک بار اللہ کبھی عورتوں کی شکل میں نہ آئے یہ بھی خیال ہے کہ اگر فرشتے وحی لے کر آئیں گے اور مقصد کے لیے آئیں تو ممکن ہے کہ نبی نہ پہچانیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کے لیے بھنا بچھڑا گھر میں سے لے کر آئے تھے انہیں پہچان کر کر گریز نا ممکن ہے کہ فرشتہ وحی لے کر اور نبی نہ پہچانیں۔ کلام اللہ سنتے ہیں وحی کی شکل کو نہیں دیکھتے ہیں یہ یقینی بات ہے کہ یہ حضرت ہے اور جو کچھ کہہ رہا ہے وہ اللہ ہی ہے ۲ بخاری شریف کے الفاظ مختلف ہیں اس کے کلام کے مضامین دل اس کے کلام کے مضامین ہیں محفوظ کر لیتا ہوں یہ غفلت ادب کی طرف سے ہے ۳ ظاہر یہ ہے کہ حضور کی یہ حالت شروع وحی قسم کی وحی میں ہوتی تھی اور یہ حالت حضور انور علیہ السلام شریف کی علت اس کی ثقیل کی وجہ سے ہوتی ہے کہ فرشتہ کی وجہ سے اور حالت شریف حضرت جبریل علیہ السلام کی بھی تھی ایسے جب بھی فرشتے آتے تو حضور انور سے مکالمہ ان سے کلام فرماتے تھے جس کی بہت سی احادیث میں تبلیغ وحی کی شان ہے اور کبھی یہاں اختصار کلمات سے فرمایا کہ کبھی جناب جبریل کی ملکیت حضور کی بشریت پر غالب آتی تو صلصلۃ کی سی آواز محسوس فرماتے اور کبھی حضور انور کی بشریت حضرت جبریل کی ملکیت پر غالب آتی تو وہ شکل انسانی میں آتے تھے پہلی صورت میں حضور اپنی بشریت سے غائب ہو جاتے تھے نزدیک حالت کو مسلسل بھی پسینہ آجاتا ہے یہ بھی پہلی قسم کی وحی میں ہوتا تھا جب صلصلۃ کی سی آواز سنتے اور اپنی بشریت سے بے خبر ہو جاتے تھے (اشعۃ اللمعات) ۴ یہاں کرب بمعنی فکر سخت ہونا ثابت معنوں میں غلبہ ہونے کے معنی مناسب نہیں حضور انور کو فکر یا تو وحی کی شدت کی بنا پر ہوتی تھی یا اس کی تبلیغ کی ذمہ داری کی بنا پر۔ اس کے فکر یہ ادا کرنے کی فکر کہ وحی ایک نعمت ہے اور نعمت کا شکر لازم ہے وہ بھی بقدر نعمت مرقاۃ میں ہے یہاں فرمایا کہ یہ حال شریف ابتداء نبوت میں ہوا کرتا تھا بعد میں نہیں واللہ اعلم ۱۲

اَصْحَابَہٗ رُءُوْسَہُمْ فَلَمَّا اُتِیَ عَنْہُ رَفَعَ رَأْسَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ یُنَادِیْ یَا بَنِیْ فِہْرٍ یَا بَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَیْشٍ حَتّٰی اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِیَنْظُرَ مَا ھُوَ فَجَآءَ اَبُوْ لَھَبٍ وَّقُرَیْشٌ

صحابہ اپنے سر جھکا لیتے پھر جب ختم ہوتی تو اپنا سر اٹھاتے (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ آپ اپنے قریبی عزیزوں کو ڈرایئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے حتی کہ صفا پہاڑ پر چڑھے، پھر پکارنے لگے کہ اے بنی فہر اے بنی عدی قریش کے قبیلوں کے نام لے کر حتی کہ وہ سب جمع ہو گئے جو حاضر نہ ہو سکا تو اس نے اپنا قاصد بھیج دیا کہ جا کر دیکھے کہ کیا واقعہ ہے تو ابولہب بھی آیا اور قریش بھی

سلہ حضور انور کا سر شریف خود سے سننے کے لیے جھکا لیتے تھے حاضرین بارگاہ حضور کے ادب و احترام کے لئے سر جھکا لیتے تھے دونوں میں فرق تھا

سلہ یہ حضور انور پر چوتھی وحی تھی تم کی وحی اول اقرا باسم ربک دوسری وحی یا ایہا المدثر قم فانذر تیسری وحی یا ودعک ربک وما قلی۔ پہلی سورت چوتھی وحی یا اس ترتیب میں الدعایات بھی ہیں پہلی وحی میں ذکر اللہ کا حکم دوسری وحی میں حضور کی عبدیت کا اظہار تیسری وحی میں تہذیب اخلاق پانچویں صفائی کا حکم چھٹی وحی میں ہر عزیز کو تبلیغ خیال رہے کہ یہ ترتیب بہت ہی خاندانی ہے پہلے اپنی اصلاح پھر اپنے قریبی عزیزوں کی اصلاح پھر دوسروں کی حدیث میں ترتیب بھائیوں میں تھی کہ پہلے قریبی کافروں پر پھر بعید والوں پر پھر ارشاد فرماتا ہے فانذر اقربین یلونکم من الکفار آپ بھی ترتیب چاہیئے کہ پہلے اپنے نفس کی اصلاح پھر قریبی عزیزوں کی پھر دوسروں کی۔

سلہ صحیح الفرماتے ہیں کہ پہلی وحی صفا پہاڑ پر چڑھ کر قبائل کو بیت اللہ شریف میں اس دن افاقہ اپنا مقام بتایا کہ پہاڑ پر پہنچ کر انسان دور دور کی چیز دیکھ لیتا ہے اور پہاڑ کے دونوں طرف کی خبر رکھتا ہے حضور نور انصاریت کے دل پر ہیں اور اس مقام پر یہ جا کر زمین نظر آتے ہیں فرش پر بھی نظر رکھنے والے عرش پر بھی مخلوق کی بھی خبر رکھتے ہیں خالق کی ذات و صفات سے بھی خبردار ہیں شعر

ادھر اللہ سے ادھر دنیا میں ہیں شامل ۔۔۔ تو اس دن بیچ کی برزخ کبریٰ میں ہے حرف ضاد کا

حضور کا نشان مخلوق کی طرف سے کان خالق کی طرف حضور کا ایک ہاتھ بھیجنے والے رب کی طرف ہے دوسرا ہاتھ دینے والا ہم بھکاریوں کی طرف جب رب اپنے محبوب سے کچھ کہتا ہے تو حضور کی معرفت تو ہم جب رب تعالیٰ سے کچھ کہیں تو حضور کی معرفت۔ حضور برزخ کبریٰ ہیں خالق و مخلوق کے درمیان اللہم صل وسلم وبارک علیہ۔

سلہ یہ کلام سلامت سے کہ میں پہنچ گئی ہر کان نے سن لیا یہ بھی حضور کا معجزہ ہے اور پہاڑ کی آواز پہنچنے میں پہنچی حضرت ابراہیم کی پکار تمام اطراف کو سنائی گئی

فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَوْ فِي رِوَايَةٍ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

تب فرمایا بتلاؤ تو اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے کنارے سے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لشکر اس جنگل سے نکلے گا تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا تم میری تصدیق کرو گے سب بولے ہاں ہم نے آپ پر کبھی نہ آزمایا مگر سچ ہی تب فرمایا تو میں تمہارے لیے ڈرانے والا ہوں سخت عذاب کے آگے تم کو ابولہب بولا کہ ہلاکت ہو تمہارے لیے کیا تم نے ہم کو اس لیے جمع کیا تھا تب یہ آیت نازل ہوئی تبت یدا ابی لہب الخ مسلم بخاری روایت ہے حضرت عبداللہ

سلہ یہاں حدیث مختصر نقل کی اس تبلیغ کی ابتدا جو فرمائی کہ ارشاد فرمایا کیف انا فیکم ۔ سے اہل مکہ تم میں میں نے اپنی عمر گزاری تم نے میری صورت دیکھی بتاؤ میں تم کو کیسا ہوں سب نے یک زبان سے کہا کہ تم کو امین جانتے ہیں تب فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ جس سے پتہ لگا کر ایمان کا پیمانہ کرتے حضور اقدس کو ہونا چاہیے ہاں ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا اس لیے کہ قرآن مجید اور حدیث کی پیشگوئیاں ہیں ۔ سلہ یعنی اگر قبائلی آنکھیں کہتی ہیں کہ اس میدان میں ایک چیونٹی بھی نہیں مگر میری زبان کے گواہ ہیں کہ یہاں لشکر جرار ہے جو عنقریب تم پر حملہ آور ہوگا تو تمہارے آنکھوں کو ماننا پڑے گا یا میری زبان کی اس پر حضور اقدس نے اپنے علوم غیبیہ کا ان کفار سے اقرار کرایا کہتے ہیں جو بھی تیری رسالت جیسے رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے علوم فرشتوں کو دکھائے پھر انہیں سجدے کا حکم دیا علم غیب نبی کا ذاتی ہے مستقل ہے ۔ سلہ یعنی ہم نے آپ کا بچپن جوانی بڑھاپا دیکھا ہے آپ کی زبان پر کبھی جھوٹ آتے نہیں دیکھا ہاں آنکھ جھوٹی ہو سکتی ہے مگر آپ کی زبان جھوٹی نہیں ہو سکتی یہ ہے دشمنوں کی گواہی خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طہارت کو قرآن مجید سے باہر نہیں رکھا تاکہ کفار مکہ قرآن کی طرح پر نہ کر سکیں مگر آپ باہر سے علم پڑھ کر یاد کرتے ہیں بلکہ مکہ معظمہ میں ہی رہا تاکہ حضور کی زندگی ان سب کے سامنے رہے اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مکہ سے حضور کو ساون الوحی الرحمن کاتب دیا تھا ۔ سلہ یعنی تمام تر عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے کہ حضور کی تشریف آوری سے دنیا میں عام نہیں عذاب آتا یا تباہ ہو گئے ۔ سلہ ابولہب پہلے حضور اقدس کا بہت مداح تھا پیغمبر جان جاتے ہی دشمن ہو گیا اس نے ایک بھری مجلس میں حضور کو بددعا دی تھی کہ حضور اقدس کی طرف پھینکا (مشکوٰۃ المصابیح) یہ حدیث باب تعبیر الرؤیا کے بعد دیئے باب میں گزر گئی ۔ سلہ دونوں ہاتھ سے مراد ابولہب کی ذات ہے کہ اہل عرب کرتے یا دونوں ہاتھ کر ذات اور لیتے ہیں یا اس کے دونوں ہاتھ مراد ہیں جس سے اس نے حضور کو بددعا دی تھی یا مال ۔ مراد ہے کہ اگلی تین صدقہ نہیں دیں گے ۔ صدقہ ہے ۔ یعنی صدق اخلاص اور خلق اور نماز میں مگر اس سورت میں نقل نہیں تاکہ معلوم ہو کہ اپنے محبوب کا بہ

ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جُزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَرْجِيْنِهَا يُمْهِلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى

ابن مسعود سے فرماتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھتے تھے اور قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں تھی کہ ایک بولا تم میں کون شخص فلاں قبیلہ کے ذبیحہ اونٹ کی طرف جائے گا اور اس کی لید اور اس کے خون اور اس کی اوجھڑی لائے حضور کو بہت دیر تھی کہ جب آپ سجدہ کریں تو اسے آپ کے کندھوں کے بیچ رکھ دے تو ان میں سے بڑا بدبخت گیا پھر جب حضور نے سجدہ کیا تو وہ آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے رہے تو کفار ہنسے حتی کہ بعض بعض پر گرنے لگے ہنسی کی وجہ سے تو پھر کوئی جانے والا جناب

رب طویل تا ہے حتی کہ جو لفظ اجر جب سے حضور اقدس کے لیے بولے تھے۔ وہی الفاظ رب نے ابولہب کے لیے فرمائے۔ سلہ غالب یہ ہے کہ یہ نماز نفل تھی جو حضور اقدس اپنے ایام سے پڑھا کرتے تھے۔ یہ نماز بیگانگی میں سے حتی کیونکہ یہ واقعہ جب کا ہے جب جناب فاطمہ پیدا بھی نہ ہوئی تھی اور ابھی حضور اقدس کو معراج نہیں ہوئی تھی نماز پنجگانہ معراج میں معاف ہوئی ہے۔ سلہ یہ ابوجہل تھا جیسا کہ روایات میں ہے مفسر نے کہا کہ کوئی معتمد روایات۔ سلہ یعنی وہ تو یہ حرکت کرے اور ہم قرآن کہنا کے ظاہر پر بھی مذاق کریں معلوم ہوا کہ سنت انبیاء کرام سے جنبی کرنا کفار کا پرانا دستور ہے اس حضرات کے کسی عمل شریف کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ ان کا ہر ارشاد و اشارہ ایمان کا رکن ہے۔ سلہ برکت کریت نماز مفسر ابن ابی سبط نقل کیا کہ ابوجہل خود تھا سلہ جو نکہ اس وقت تک نماز کے احکام طیار وغیرہ نہیں آئے تھے۔ اس لئے حضور نے سجدہ لمبا کر دیا۔ سنت پڑھنے کے باوجود سجدہ نماز رکھا یہ نماز نفلی اور سنت میں بعد سجدوں کی بیماری ہوئی یا ممکن ہے کہ یہ بیماری اس لئے نہ اٹھائی گئی کہ قریش کعبہ پر ہر سال تین دن عید مناتے تھے چونکہ ان دنوں میں بھیڑ ہوتی تھی اس لئے پاک کر کے نماز دوبارہ پڑھی جو۔ لہذا اب اگر دوستوں سے نماز میں بکثرت نجاست کر جائے تو نماز ٹوٹ جاوے گی۔ دوبارہ نہ پڑھنی ہوگی۔ بعض آئمہ کے ہاں اگر دوران نماز نماز پر نجاست کر جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔ اس سے کپڑے بدن پاک ہونا چاہیں لہذا ان میں پاک ہونا ضروری نہیں ان کے قول پر حدیث دلائل ظاہر ہے سلہ یعنی ہر وقت کفر و شرک بلکہ عذاب الٰہی کا منتظر رہتے تھے۔ ان لوگوں کو ایمان کی توفیق نہ ملی حتی کہ جنگ بدر میں سامنے کفر پارہ سے گئے۔

فَاطِمَةُ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثًا وَكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلٰثًا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ

فاطمہ کے پاس گیا وہ دوڑتی آئیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ میں رہے حتیٰ کہ انہوں نے آپ سے یہ گندگی ہٹا دی اور آپ ان پر متوجہ ہوئیں انہیں برا کہتی تھیں پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمالی تو عرض کیا الٰہی ان قریشیوں کو پکڑ لے تین بار فرمایا کہ اور آپ جب دعا مانگتے تو تین بار مانگتے تھے اور جب سوال کرتے تو تین بار کرتے تھے الٰہی پکڑ لے ابوجہل کو عتبہ ابن ربیعہ کو شیبہ ابن ربیعہ کو

سلہ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق یا علی مرتضیٰ یا اور کوئی صحابی موجود نہ تھے کفار میں سے کوئی مرد ان کافر مجرد لعینوں کا مقابلہ کر کے حضور انور کی یہ تکلیف دور کر سکتا تھا وہ دوڑتی ہوئی جناب فاطمہ کے پاس پہنچا کہ ایسے وقت پر پھولے پھلے تنومند لوگ بے تکلف وہ کام کر بیٹھتے ہیں جو بڈھوں سے نہیں ہو سکتے اور اگر مسلمان سے خبر بھی ہے تو وہ بھی یہ سمجھ کر کہ اس مسلمان کے پیارے بیٹی نے پر جنگ کا خطرہ تھا وہ اکیلا ان سب سے نہیں لڑ سکتا تھا اس لئے اس نے یہ ترکیب نکالی فسبحان اللہ ما احسن ما صنعت۔ سلہ اس وقت حضرت فاطمہ بہت چھوٹی تھیں اس لیے اپنے دوستی ہوئی ہیں بچے جب بھی چلتے ہیں تو دوڑتے ہوئے چلتے ہیں یہاں مرات نے فرمایا کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا کی ولادت پاک کے وقت حضور انور کی عمر شریف اکتالیس سال تھی۔ سلہ خیال رہے کہ عربی میں شتم کہتے ہیں گالی کو سب کہتے ہیں برا کہنے ملامت کرنے کو حضرت فاطمہ کی زبان شریف پر گالی کبھی نہیں آئی ہاں اپنے اس وقت کفار کو ملامت کی سب کے یہی معنی ہیں۔ سلہ قریشیں سے مراد قوم قریش نہیں قریش تو خود حضور انور اور جناب صدیق و فاروق شامل ہیں بلکہ قریشی لوگ ہیں جنہوں نے عذکورہ بے ادبی گستاخی کی یا گالی عبارت اسی کی تفصیل ہے۔ نماز توڑ دی فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے فوراً نماز نہیں توڑ دی بلکہ بقیہ رکعات پوری فرمالیں اس کی تحقیق ابھی کی گئی کہ اس وقت نماز میں طہارت کے بلکہ خوف کے احکام نہیں آئے تھے۔ سلہ سنت یہی ہے کہ دعا مانگے تو تین بار سے کچھ سوال کرے تو تین بار سوال کرے یہ بھی دعا ہی ہے۔ سلہ ابوجہل کا نام عمرو ابن ہشام ابن مغیرہ مخزومی ہے اس کی کنیت ابوالحکم تھی کہ لوگوں میں یہ فیصلہ کرتا تھا حضور انور نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی اس میں وہ ایسا مخصوص ہو گیا کہ اس کا نام اس کی پہلی کنیت چھپ کر رہ گئی۔ غزوہ بدر میں معاذ کے ہاتھوں معوذ و معاذ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے اس کا ناپاک سر تن سے جدا کیا۔ سلہ حضور انور نے اپنی ذات قدس کو کبھی دعا نہیں دی۔ یہ دشمن دین تھے جو حضور انور کی ذات میں خلل ڈالتے تھے اور حضور کو دینی تکالیف بھی پہنچاتے تھے۔ اپنے دشمنوں کو معافی دیا کرتے تھے۔ ملک۔ قاتلوں کے دشمنوں پر سختی کرنا یہ بھی اخلاق محمدی ہیں۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔

وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا إِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ أَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ

اور ولید ابن عتبہ کو اور امیہ ابن خلف کو اور عقبہ ابن ابی معیط کو اور عمارہ ابن ولید کو۔ سلہ جناب عبداللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے انہیں بدر کے دن پچھڑا ہوا دیکھا تھا پھر وہ بدر کے جھرنے کی طرف کھینچ کر پھینکے گئے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان جھرنے والوں پر لعنت ڈالی گئی متفق علیہ۔ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی دن ایسا بھی گذرا ہے

سلہ خیال رہے کہ شیبہ ابن ربیعہ ابی جہل عمرو ابن عبد ود عاص کو بدر کے دن حضرت علی نے قتل کیا اور حنظلہ ابن ربیعہ کو جو قریب کا بھائی تھا۔ حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب نے بدر کے دن قتل کیا اور امیہ ابن خلف جو حضرت بلال کا پہلا محسن تھا یہ بھی بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں بہت بری طرح مارا گیا۔ جس کا ذکر بہت طویل ہے اللہ نے اسے اس طرح قتل کرایا تیرے بھائی پھر وہ کہ جیسے ہی حضرت بلال کے جسم شریف میں گرم لوہے کی سلاخیں چبھویا کرتا تھا۔ اس کے بھائی ابی خلف کو بدر کے دن حضور نے خود قتل کیا۔ اپنے ہاتھ شریف سے۔ عقبہ بھی کافر حضور کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔

سلہ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور انور کی یہ دعا قبول ہوئی اور یہ لوگ کفر پر مرے یا مارے گئے۔ خیال رہے کہ ان میں سے عمارہ ابن ولید بھاگ بدر میں قتل نہیں ہوا بلکہ حبشہ میں مرا اور عقبہ ابن ابی معیط بھاگ بدر سے واپس آکر مارا گیا۔ غرضیکہ ان سب کو بدر کا مقتول کہنا تغلیبا ہے۔

سلہ بدر ایک شخص کا نام تھا جو اس جگہ کا مالک تھا اس کے نام پر اس علاقہ کو اور اس کنویں کو بدر کہنے لگے۔ قلیب کنویں کے بارے میں گفتگو ہوچکی ہے اور اس پر بدر وغیرہ کا ہونا ان تمام کی وجہ سے فال گنیں کہ امیہ ابن خلف کی قبر نہیں جانتی کیونکہ اسے کھینچتے ہوئے اس کے اعضاء الگ الگ ہو گئے۔

سلہ یعنی دنیا میں کفار کی ایسی ذلت اور رسوائی ہوئی اور آخرت کی رسوائی اور عذاب ان کے لیے تیار تھا کہ قلیب میں پڑتے ہی اس میں گرفتار کر لیے گئے۔ لعنت سے مراد فرشتوں کی پھٹکار اور ان کا لعنت مارنا ہے۔ جس سے دور کر دیئے گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور کو ستانے والا بدترین بدبخت ہے۔ جیسے حضور کی دعا لینے والا بہت ہی خوش نصیب ہے۔

مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ
يَوْمُ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا
أَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ
فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ

اُحد کے دن سے زیادہ سخت تو نے کوئی دن دیکھا ہے؟ تو فرمایا میں نے تمہاری قوم سے بڑی سختیاں جبریلؑ اُحد سے سخت دن جب میں نے ان کی حمیت جاہلی عقبہ کا دن تھا جبکہ میں نے اپنے کو ابن عبد یالیل ابن کلال کے سامنے کیا جو میں نے چاہا تھا اس نے وہ جواب نہ دیا جو میں چاہتے تھے رنج پر چلا حالانکہ میں حیران تھا مجھے اس حیرانی سے افاقہ نہ ہوا مگر مقام قرن ثعالب پر تو میں نے اپنا سر اٹھایا ناگہ میں ایک بادل کے سامنے تھا جس نے مجھ پر سایہ کیا تھا میں نے دیکھا تو اس میں جبریل تھے

سلہ حضرت حمزہ احد میں حضور کے سامنے شہید ہوئے۔ حضور کا دانت شریف شکستہ ہوا سر مبارک زخمی ہوا مسلمانوں کو سخت تکلیف پہنچی یہ خیال ہوا ہوگا سخت دن آپ پر کوئی نہیں گزرا ہوگا فرمایا مجھے تو اس سے سخت دن بھی کوئی آپ پر گزرا ہے۔

سلہ یہاں قومک فرمایا اظہار افسوس کے لیے ہے حضرت عائشہ صدیقہ کی قوم وہی نسب۔ جو حضور کی قوم ہے یعنی قریش مقصد یہ ہے کہ تم نے قریش سے بہت تکلیفیں دیکھی ہیں جن میں جنگ اُحد سے زیادہ سخت تکلیف کا دن میرے سر سے تعلق رکھتا ہے۔

سلہ عقبہ منیٰ شریف کے ایک حصہ کا نام ہے جمرہ عقبہ اس حصہ کے نام سے ہے جو اسی جگہ واقع ہے حضور احرام حج کے زمانہ میں منیٰ شریف میں باہر سے آنے والوں کو تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ یہاں اس تبلیغ کا ذکر ہے۔ یوم عقبہ سے مراد ہے عقبہ کے میدان میں تبلیغ کا دن عقبہ کے معنے پہاڑ کے راستہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ جگہ دو پہاڑوں کے بیچ میں ہے اسی لئے اس کو عقبہ کہا جاتا ہے (مرقات) یا عقب یعنی پیچھے سے یہاں کا جمرہ بہت مقاموں کے پیچھے واقع ہے لہٰذا یہ ستون جمرہ عقبہ کہلاتا ہے اور یہ جگہ عقبہ۔

سلہ اس شخص کا نام مسعود ابن عبد یالیل ابن کلال ابن عمرو تھا یہ قبیلہ ثقیف سے غرائف کا رہنے والا وہاں کا بڑا سردار تھا یہ سفر سردار احابیش کے ساتھ طائف سے حج کرنے آیا تھا آپ نے حضور اقدس کے مقصد میں دعوت اسلام دی یہ سخت بدتمیزی سے پیش آیا اور قوم نے بھی انکار کر دیا حضور اقدس کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ فرمایا تم نے ایسا کیا کہ میرے ستر۔ بھتیری میں سلگا دیا۔ انہوں نے صحابہ میں فساد پیدا کرنا چاہا کہ حضور نے کہا کہ یہ مسلمان نہیں (مرقات) سلہ یعنی اس نے اسلام قبول نہیں کیا یہ کوئی بات نہ مانی مکہ اپنے ساتھیوں اور اوباشوں کو حضور اقدس کے پیچھے لگا دیا جنہوں نے آپ پر پتھر برسائے اور آپ کو زخمی کر دیا حتیٰ کہ آپ کے تمام بدن سے خون کی وجہ سے چپک گئے (اشعۃ) سلہ یعنی اس وقت مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ میں گویا بیہوش ہو گیا اس حالت میں میں سامنے کی طرف چل دیا حتیٰ کہ مجھے ہوش کریں کہاں جا رہا ہوں چلتے چلتے مقام قرن الثعالب پر پہنچ گیا۔ قرن المنازل بھی کہتے ہیں یہ جگہ نجد والوں کا

فَنَادَانِیْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ قَالَ فَنَادَانِیْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِیْ رَبُّكَ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِیْ بِاَمْرِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ

انہوں نے مجھ کو پکارا عرض کیا کہ اللہ نے آپ کی قوم کا کلام اور جو انہوں نے آپ کو جواب دیا سنا آپ کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ ان کے حق جو چاہیں حکم فرمائیں کہا پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے پکارا مجھے سلام کیا پھر فرمایا اے محمد اللہ نے آپ کی قوم کا کلام سن لیا میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھے آپ کے رب نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے اپنے جیسے حکم فرمائیں اگر آپ چاہیں تو میں ان لوگوں پر دو

مبتدا محذوف ہے یعنی یہ حالت ہے اس فرشتہ کی جو آسمان کی طرف سر اٹھا کر اپنے رب کی عبادت کرتا ہے یا فرشتہ آسمان کی طرف سر اٹھائے ہوئے ہے۔ ۱۲ منہ

۲ آج حضرت جبریل حضور کی خدمت میں نئی شان سے حاضر ہوئے کہ بادل سا بہ ہوا پہاڑوں کا حاکم فرشتہ ساتھ ہے۔ ۱۲ منہ

۳ اس فرشتہ کا نام اطیل ہے یہ پہاڑوں کے متعلقات پر متعین ہے۔ دنیا کے پہاڑوں پر اس کا حکم ہے سارے پہاڑ اس کے زیر فرمان ہیں

۴ یعنی پہاڑوں کے فرشتے اس فرشتہ کے زیر فرمان ہیں اور یہ فرشتہ آپ کے زیر فرمان جو آپ حکم دیں گے یہ فرشتہ کرے گا اور جو حکم دے گا پہاڑ عمل کریں گے گویا سارے پہاڑ آپ کے غلام ہیں آپ کے قبضہ میں یہ ہے حضور کی سلطنت آج بعض اولیاء جیسے حضور غوث پاک جہاں کے راجہ ہیں اور حضور غوث کے زیر فرماں ہیں۔ اعلم ان کل واحد من الاولیاء کذالک یعنی جانا چاہیے کہ حضور کے زیر فرمان وقت ہے۔ پہاڑ اور سب ہیں کہ حضور کے فرمان سے چوروں نے کلہ پڑسا سوچ پٹا باطل ہوئے۔ یہاں حضور کی فرمانروائی شان ملکی ہے کہ پہاڑوں کا حاکم فرشتہ بھی آپ کے زیر فرمان ہے جیسے حضرت سلیمان جنیوں کا تخت حضور لائے بلکہ اپنے غلام آصف بن برخیا سے منگایا جھپکنے سے پہلے ان سے شام میں لے آئے تاکہ پتہ لگے کہ ان کے آستانہ کے غلام یہ طاقت رکھتے ہیں۔

۵ حضور انور کو یاد کرکے پکارنا اس آیت کے نزول سے پہلے تھا لا تجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعضا اس آیت سے آپ کو صرف نام لے کر پکارنا حرام ہوا یا حضور انور نے اس فرشتہ کے الفاظ کی نقل یا بعینہٖ فرمائی اس سے ثابت ہوا کہ حبیب اللہ کہہ کر پکارنا حضور انور کو ان لفظوں سے نقل کرنے جیسے ایک جائز امر کا ارتکاب ہے کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا کہ تو بھی کچھ بول سکتا ہے کہ لوگ قرآن سے سوچ کر تعریف یا لفظ حبیب اپنے لغوی معنی میں ہے۔ یعنی تمام مخلوق بلکہ خالق کے سوا سب کے محبوب سب کی تعریف کئے ہوئے۔ اگر ان بے وقوفوں نے آپ کو نہیں پہچانا تو آپ کی تعریف کرنے والے تو آپ کی عظمت و شان پہچانتے آپ کی عظمت ثابت کرتی ہے بہرحال فرشتہ کے اس لفظ کو دیکھ کر ہم بھی حضور کو اس طرح نہیں پکار سکتے۔ حضور کو تو رب یا ایہا النبی یا ایہا الرسول یا ایہا المزمل

عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَرْجُوْ أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ

اخشب پہاڑ ملا دیں اللہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں میں سے ایسے لوگ پیدا کرے جو ایک اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں ۱۲ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ احد کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چوکڑی

یا ایہا المدثر کے پیارے القاب سے پکارتا ہے۔ ۱۲ یعنی مسلمانوں کا کتنا احترام فرماتا ہے کہ خود عذاب نہیں بھیجتا جیسے کفار سے بدلے کی امتوں پر عذاب بھیجا بلکہ حضور اللہ کی اجازت پر منحصر رکھا۔

۱۲ اخشبین تثنیہ ہے اخشب کی یعنی مکہ معظمہ طرف پڑا اور پہاڑ بعض شمار میں سات کہا کر دونوں پہاڑ طائف میں ہیں جس کے بیچ میں طائف واقع ہے بعض نے کہا کہ مکہ طائف کے درمیان ہیں بعض نے فرمایا کہ مکہ طرف ہیں یہ ہو سکتا ہے کہ مکہ سے شروع ہوئے اور طائف تک پہنچے ہوں جیسے ہمارے پہاڑ کا سلسلہ بہت دور تک چلا گیا ہے۔ ۱۲ یہ ارشاد اطلاع ہے کہ مجھے حکم ہوا تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ملا دوں جس سے سارا طائف اس طرح میں جا دبے جیسے چکی کے پاٹوں میں دانے جاتے ہیں۔

۱۲ یہ فرمان حال ایک سوال کے جواب میں ہے حضور انور نے اس سے منع فرمایا فرشتہ نے یہ ادب بجا رہنے دینے کا اصرار کیا تب حضور اللہ نے یہ وجہ بیان فرمائی کہ اگرچہ یہ لوگ اسی سزا کے مستحق ہیں مگر ہو سکتا ہے ان میں ہم ہم ہوں۔ ہم فرمہ کہتے ہیں ؎

الٰہی عاصیوں کو رحم طائف کے رکھیوں پر — الٰہی پھول پر ساتھروں والی زمینوں پر

اعادہ یہ رحمت صلی علی طائف کی فضائیں شاہد ہیں — یہ سنتے ہیں دعا سرکار کی انہیں جو ادب سے تکرر کرتے ہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ابن عبد یالیل اسلام لا سے حاضر خدمت صحابہ سے تعریف کر دیا آتا ہے فرمایا آنے دو وہ آپ کے سامنے بیٹھ کر بہت زیادہ روئے اور کبھی آپ کے سامنے سر نیچا نہ کیا آنکھ ساتھائی دانتہ وصلہ اطلاع اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور کی کفار کی ہدایت سے مایوسی کی علامت ہے چنانچہ وہاں سب ہی نوحہ ہوئے اور اب تک ایک بھی کافر نہیں نوح علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا ولا یلدوا الا فاجرا کفارا ؎ خدایا اب یہ قوم کافر و نافرمان ہی جنے گی معلوم ہوا کہ پیشہ ایمان کے علاوہ سب ہی کفر و فجور ہیں۔ شعر

ملکہ تیل اوداد ہیں تو سالہا — ہم چنیں و زشت چنیں حالہا!

مُبَاعِيَتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَشُبِّجَ فِي رَأْسِهِ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَأْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا رُبَاعِيَتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهِ يُشِيْرُ اِلٰى رُبَاعِيَتِهِ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ

شہید کردی گئی تھی اور آپ کے سر پر زخم لگایا گیا تو آپ اپنے سے خون پونچھنے لگے اور فرمانے لگے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہو جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور اس کی چوکڑی شہید کر دی (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس قوم پر اللہ کا غضب سخت ہوتا ہے جو اپنے نبی کے ساتھ یہ کرے اور حضور اپنی چوکڑی کی طرف اشارہ کرتے تھے اللہ کا غضب سخت ہے اس شخص پر جسے رسول اللہ اللہ کی راہ

سلہ سامنے کے چار دانت تھے اوپر کے اور نیچے کے سب چار کہلاتے ہیں بعض قنیہ اور دس انہیں چوکڑی کہتے ہیں حضور انور کی دہنی کنپٹی کی چوکڑی کا ایک ٹکڑا شریف کا ایک ٹکڑا ٹوٹا تھا۔ یہ دانت شہید ہوا تھا۔ اور جوڑ شریف بھی زخمی ہو گیا تھا سر انور کے زخم سے بہتے ہوئے خون کے لئے آپ کی چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ سے زخم پر بھرا گیا۔ اس کے بعد عتبہ کا بیٹا پیدا ہوا جو نابالغ ہوتے ہی اس کا بھی دانت گر جاتا تھا۔ عتبہ کے اسلام کے بعد یہ عتبہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بھائی ہے (اشعۃ اللمعات) سلہ غزوہ احد میں حضور انور کے کھانے کی تیاریوں میں حضرت علی اللہ نے حضور کو پکایا۔ ان کے ہاتھ لگے۔ ایک کافر کا تلوار مبارک سر پر لگا جس سے خود ٹوٹ کر سر شریف میں گھس گیا جس سے خون جاری ہو گیا۔ ایک مسلمان نے اس پر تلوار مارنے والے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے آگے گڑھا تھا جس میں حضور انور کا گھوڑا گر گیا اور آپ اس غار میں گر گئے حضرت طلحہ نے وہاں کود کر حضور انور کو اپنی گود میں اٹھایا۔ حضور نے فرمایا طلحہ نے اپنے لیے جنت واجب کر لی حضرت ابو عبیدہ ابن جراح نے اپنے دانتوں سے خود کی کڑیاں سر شریف میں سے نکالیں اور مالک ابن سنان نے حضور کے زخم پر منہ رکھ کر خون چوس لیا حضور انور نے فرمایا میرا خون تیرے خون سے ملا ہوا ہو گیا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے (اشعۃ اللمعات) سلہ حضور انور اپنے زخم سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ حضرت علی اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے۔ جناب فاطمہ زہرا نے چٹائی جلا کر زخم شریف پر بھرا جس سے خون بند ہوا۔ سلہ چنانچہ حضور انور نے وہ خون زمین پر نگرنے دیا فرمایا کہ اگر میرے اس خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر جاتا تو عذاب الٰہی آ جاتا۔ اشعہ (خیال رہے کہ حضور انور کی فضلہ کے خون کا حکم نہیں کہ وہ خون اور نجاست کا ہے یہ زخم کا خون ظلم کے ظلم کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا اس خون کا احترام ہے۔ سلہ یعنی قریش کا یہ سب ساتھ یہ عمل سخت عذاب کا سبب ہے کیونکہ نبی کو قتل کرنا یا زخمی کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے یہ ہے قدرت کا قانون مگر چونکہ آپ رحمت عالمین ہیں اس لیے قریش پر عذاب نہیں آیا یہ ہے رب کی رحمت یہ مطلب اور ہے اس بنا پر حدیث پیدا اعتراض نہیں کہ قریش پر عذاب آیا کیوں

اللّٰہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ وَھٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ
عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَۃَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا
نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ یَقُوْلُوْنَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ
اَبُوْ سَلَمَۃَ سَاَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذٰلِكَ وَقُلْتُ لَہٗ مِثْلَ الَّذِیْ قُلْتَ لِیْ فَقَالَ لِیْ
جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ

راوی قتل کریں۔ (مسلم، بخاری) باب دوسری فصل سے خالی ہے تیسری فصل روایت ہے حضرت یحییٰ ابن ابی کثیر سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ ابن عبدالرحمٰن سے کہ قرآن کی پہلی نازل ہونے والی آیت کے متعلق پوچھا تو فرمایا یا ایھا المدثر ہے میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اقرا باسم ربک ہے تو ابو سلمہ نے کہا کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا اور میں نے ان سے اسی طرح کہا جو تم نے مجھ سے کہا تو مجھ سے حضرت جابر نے کہا کہ میں تم کو نہیں خبر دیتا مگر اس کی جو ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی فرمایا تھا کہ میں نے حرا

کچھ تشریح ہے:

مسئلہ یعنی جو کافر جہاد میں جس کے ہاتھ سے قتل ہو وہ اسی کے سخت ترین قیدیوں میں ہوگا۔ چھوٹی قصاص زنا کی سزا وغیرہ میں قتل کرنے کا یہ حکم نہیں خیال رہے کہ دوسرے مسلمان قاضی اگر کسی کافر کو قتل کرے تو وہ اس قاتل کا مستحق نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ شاید اسے کافر سمجھنے میں غلطی ہوگئی۔ نبی جس کو قتل کریں وہاں یہ احتمال نہیں نیز یہ حضور کے قتل کرنے ہی کے ارادہ سے آیا تھا۔ جیسے نبی کو قتل کرنا بدترین کفر ہے ایسے ہی نبی کے قتل کا ارادہ کرنا بدترین کفر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص حضور کے قتل کا ارادہ کرے وہ بھی اسی سخت سزا کا مستحق ہے حضور انور نے صرف ایک کافر کو بہادر نے قتل کیا ہے ابا ابن خلف کو۔ مسئلہ حضرات برادران یوسف علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ انہیں کنعان سے نکال دینے کا ارادہ کیا تھا نیز اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نبی نہ تھے نیز بعد میں ان سب نے یوسف علیہ السلام سے معافی طلب کرلی لہٰذا اس قاتلوں کی نذر میں نہیں آتے۔ سوائی کسی کافر کو فی نفسہ دوسرے قتل کرنا کفر ہے نبی کی شان ہے کہ انہیں کسی وجہ سے قتل کرنا قتل کا ارادہ کرنا بدترین کفر ہے۔

مسئلہ یہ حدیث حضرات تابعین میں سے یحییٰ ابن ابی کثیر بھی اور ابو سلمہ ابن عبدالرحمٰن بھی دونوں بڑے عالم ثقہ عابد زاہد تھے۔

مسئلہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبوت میں بعثت کی پہلی آیت اقرا باسم ربک ہے اور رسالت کی پہلی آیت یا ایھا المدثر ہے آپ پڑھ چکے ہیں کہ یا ایھا المدثر نازل ہونے کے بعد نازل ہے اور مرآت اور لمعات میں جمع و تطبیق کی پہلی آیت یا ایھا المدثر ہے۔

بِجِزَاءٍ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُودِيتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِي فَلَمْ أَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَأَتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُونِي فَدَثَّرُونِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُفْرَضَ الصَّلَاةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ۔ اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ عَنْ

میں ایک ماہ اعتکاف کیا تو جب میں نے اپنا اعتکاف پورا کیا تو میں اترا پھر پکارا گیا میں نے اپنے داہنے دیکھا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے بائیں جانب کیا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو کچھ نہ پایا پھر میں نے اپنا سر اٹھایا تو ایک چیز دیکھی پھر میں جناب خدیجہ کے پاس آیا میں نے کہا کہ مجھے کپڑا اڑھا دو انہوں نے اڑھا دیا اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا تب یہ آیت اتری اے کپڑے اوڑھنے والے اٹھو ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو پلیدی دور کرو یہ واقعہ نماز فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے۔ متفق علیہ (مسلم بخاری) نبوت کی نشانیوں کی پہلی فصل روایت ہے

سلہ یہاں اعتکاف سے وہ اعتکاف مراد ہے جو وحی بند ہو جانے کے زمانہ میں حضور اقدس نے خلوت میں کیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ غار حرا کی پہلی حاضری کے بعد بھی حضور اکثر غار حرا میں جاتے وہاں عبادت کرتے پہلے ہی سے معلوم ہو گیا تھا کہ وحی ایک ماہ تک بند رہتی ہے اور جب وحی بند ہوتی تھی تو گھبراہٹ ہوتی تھی اس لئے حضور نے وہ پہلے عرض کر چکے ہیں حضور کا پہلا اعتکاف تھا ایک ماہ کا تھا۔ جو نزول وحی سے پہلے ہوا۔

سلہ یعنی جب میرا اعتکاف ایک ماہ کا پورا ہو چکا۔ لہٰذا حدیث پر کوئی اشکال نہیں وہ پہلا اعتکاف تھا یہ ظاہر ہوا نہیں خیال رہے کہ ان اعتکافوں میں حضور اکثر راتوں میں اپنے گھر جناب خدیجۃ الکبریٰ کے پاس بھی لیے تشریف لاتے تھے سلہ یعنی ہمارے ہاں گرم پانی ڈالا کرتے ہیں تاکہ سردی نہ لگے سلہ کیونکہ نزلہ کے ذکر کی محل میں گرمی ہوتی ہے جو کبھی ٹھنڈے پانی سے کم ہو جاتی ہے بعض نسخوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ٹھنڈے پانی میں سرپا دیا میں کھڑے ہو کر ذکر شروع کرتے ہیں۔ یہ غلط نہیں ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ سلہ معلوم ہوا کہ طہارت وصفائی کا حکم پہلے آیا نماز کا حکم بعد میں یہ بھی خیال رہے کہ نماز پنجگانہ معراج میں آئی یعنی شب معراج میں اور نماز تہجد پہلے آئی معراج سے پہلے حضور پڑھا کرتے تھے بیت المقدس میں معلوم ہوا کہ یہ نماز تہجد کی پڑھی ہوگی واللہ اعلم یہاں صلوٰۃ سے مراد مطلق نماز ہے کیونکہ سورہ مدثر کے اترنے کے بعد سورہ مزمل آئی اور سورہ مزمل سے نماز تہجد جاری ہوئی۔ سلہ علامت سے مراد ہے علم سے یعنی نشانی یہاں نبوت کے نشانات مراد ہیں۔ جن سے حضور کی نبوت کا پتہ چلے یعنی وہ عجائب قدرت جو آپ کی تائید میں آپ سے ظاہر ہوں خواہ نبوت کے اعلان سے پہلے نہیں ارحاص کہتے ہیں خواہ نبوت کے بعد ہمیں معجزات کہتے ہیں۔ بلکہ کتب سماویہ کتب میں آپ کا ذکر ہمیں انہیں علامات میں داخل ہے۔ اس لئے اس باب میں یہ تینوں چیزیں بیان ہوں گی یا صرف وہ عجائبات بیان ہوں گے جو حضور

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهُ فَصَرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِيْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهُ وَاَعَادَهُ فِيْ مَكَانِهٖ

حضرت انسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب جبریلؑ آئے جبکہ آپ بچوں کے ساتھ مشغول تھے تو حضور کو پکڑا انہیں لٹایا ان کا دل چاک کیا تو اس سے پارۂ گوشت نکالا پھر کہا کہ یہ آپ میں شیطان کا حصہ ہے پھر اُسے سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا پھر اُسے ملا دیا اور اس کی جگہ

کے باقی دلائل نبوت کے ظاہر ہوئے اس لیے صاحب مشکوٰۃ معجزات کا علیحدہ باب باندھیں گے۔

مسئلہ یہاں لعب سے مراد لہو کھیل کود نہیں ہے کیونکہ حضور انور اپنی عمر شریف میں کبھی نہیں کھیلے بچپن شریف میں بھی کھیل سے نفرت تھی کھیلنے کے لیے بلایا تو فرمایا۔ ما خُلِقْتُ لهذا ہم کھیل کے لیے پیدا نہیں ہوئے لہٰذا لعب سے مراد ریاضی کام ہیں مشغولیت ہے یہ واقعہ واقعہ جناب حلیمہ کے ہاں کا ہے۔ جب حضور انور حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بکریاں چراتے قبیلہ بنی سعد کے جنگل میں تشریف لے گئے تھے اور وہ اپنی خوشی سے یہ اصرار کئے تھے یہ واقعہ وہاں کا ہے۔ شعر

فضل پیدا للّٰہ پر کروڑوں درود　　بھیجنے کا ہے یہ واکمل سلام　　(الحمد شریف)

مسئلہ یعنی اگرچہ تمہارے دل میں رہتا تو شیطان اس پر اپنا اثر کیا کرتا مگر وہ چیز آپ کے دل میں رہنے دی گئی جس پر شیطان اثر جماتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ کر سکتے ہیں تھے کیونکہ گناہ یا تو نفس امارہ کرا سکے یا شیطان حضور کا نفس امارہ نہیں بلکہ نفس مطمئنہ ہے۔ شیطان کی حضور انور کے دل تک گذر نہیں پھر گناہ کون کرائے خیال رہے کہ اولاد میں یہ گوشت کا ٹکڑا پیدا کیا جانا پھر اس کا نکالا جانا ایسا ہے۔ جیسے جسم قدس پر بالوں یا ناخنوں کا بڑھنا پھر ان کا کٹوا دینا یہ بات نبوت کی شان کے خلاف نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس واقعہ کا نام شرح صدر بھی ہے شق صدر کا یہ واقعہ عمر شریف میں کئی بار ہوا ہے یہ پہلا موقعہ ہے دوسرا تیسرا ہے اہم شرح صدر کہ صدر کی اس تیسری بار کی واقعات کی طرف اشارہ ہے دوسری بار دس سال کی عمر شریف میں پھر غار حرا میں اعتکاف کے زمانہ میں پھر شب معراج میں ان تینوں بار میں زیادتی قرب یا اظہار شرف کے لیے ہوا۔ مسئلہ جنت سونے کا بننے سے لائے تھے جنتی سونے کا استعمال حضور فرشتوں کے لیے حرام نہیں ان شاء اللہ حضور کے صدقہ سے ہم لوگ جنت میں ہونے کے زیادت سونے کے برتن استعمال کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آب زمزم سارے پانیوں سے بڑھ کر جنت کے کوثر و سلسبیل سے بھی افضل ہے صدر شریف کو نہ لاتے اور کہیں رہ جاتا یہ بلا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں سے پیدا ہوا اس لئے افضل پانی ہے جس کے چشمے حضور کی انگلیوں سے چھوٹے اس پانی سے افضل حضور کے مزار شریف کا لعاب ہے کہ اس کو حضور سید الانبیاء سے نسبت ہے۔ (مرآت)

وَجَآءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ إِلَى أُمِّهِ يَعْنِي ظِئْرَهُ فَقَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ أَنَسٌ فَكُنْتُ أَرَى أَثَرَ الْمِخْيَطِ فِي صَدْرِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ

تاپ کھدیا چنانچہ حضور کی امی کے پاس دوڑتے آئے کہنے لگے کہ محمد قتل کر دیا گیا لوگ آپ کی طرف لوٹے آئے آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا حضرت انس کہتے ہیں کہ میں دیکھا کرتا تھا آپ کے سینہ پاک پر سلے کا اثر (مسلم) روایت ہے حضرت جابر بن سمرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اس کا وہ پتھر پہچانتا ہوں جو نبوت کے ظہور سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا اللہ میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں ۱۲

۱۱ یعنی دل کو سینے میں اپنی جگہ رکھ کر سینہ سلایا گیا اس سارے عمل سے حضور کو تکلیف بالکل نہ ہوئی نہ خون نکلا یہ حضور کے تین معجزات ہوئے اسی لیے یہ حدیث اس باب میں لائے۔ ۱۲ یعنی حضرت حلیمہ کے بچے بھی اندر سے بچے بھی جو قریب میں اپنی بکریاں چرا رہے تھے یہ ماجرا دیکھ کر گھبرا گئے اور دوڑتے ہوئے بی بی حلیمہ کے پاس گئے اور ان کی خبر دی وہ سمجھے کہ حضور انور کو شہید کر دیا گیا۔ ۱۳ یعنی جناب حلیمہ اور ان کے خاوند ابو کبشہ اور قبیلہ بنی سعد کے قریباً سارے آدمی ادھر بھاگے یہ عجیب واقعہ دیکھ کر سب گھبرا گئے اس لیے فاستقبلوہ تیز کا صیغہ ارشاد ہوا۔ ۱۴ حضور کے چہرے کا رنگ حیرت یا ہیبت سے بدل گیا تھا مگر شریف سات سال سے بھی کم تھی۔ ۱۵ یہ دھاگے سفید تھے اور سینے والے سفید رشتے تھے تاکہ ایسا معلوم ہو جیسا پریشان کے بعد سلائی کا اثر پریشان کی جگہ رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے اپنے بچپن سے سلائی کچھ اور چیز کو نہ کہ سلائی اور دھاگے کے نشانات سینہ شریف پر تھے اور مہر نبوت اور کندھوں کے درمیان جن لوگوں نے کہا ہے کہ یہ نشان ہی مہر نبوت تھی انہوں نے غلطی کی ہے جابر فتش صدرہ اور فصار اثرا۔ ۱۶ بعض شارحین نے کہا کہ یہ تیر سنگ اسود ہے۔ مگر صحیح تر یہ ہے کہ یہ پتھر ہے جو مکہ معظمہ میں تبلہ کی طرف ہے مذاذا الحجر مکہ معظمہ کا ایک محلہ ہے جو کہ مکہ معظمہ اور جانب غرب کے مکہ کے درمیان واقع ہے۔ اس پتھر میں حضور انور کی بچپن کے آثار موجود ہیں لوگ خصوصاً اہل مکہ اس پتھر کی زیارت کرتے ہیں دور دور سے لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں مدارج النبوت اشعۃ اللمعات اب بھی یہ پتھر موجود ہے یہ تبرکاً ثبت ہوگئے۔ ۱۷ یہ پتھر بھی کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ یہ ہے باب المعجزات میں آدیگا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور اپنی نبوت سے پہلے بھی نبی تھے اور نبی کے پتھر درخت بھی نبی کی نبوت کی گواہی دیتے تھے پہلے بھی اس کے سارے واقعات حضور کے بچپن کی بنا پر لکھے جیسا کہ ہم ابھی پچھلے باب میں عرض کر چکے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت حضور کو اپنی نبوت کی خبر نہ تھی۔ آپ نے حضرت جبریل کو نہ پہچانا یا یہ کہ حجر بھی کلمہ پڑھتا اور درخت بھی نوفل کے بتانے سے

رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ شِقَّيْنِ حَتّٰى رَاَوْا حِرَآءً بَيْنَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

مسلم کی روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں تو حضور نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھایا حتیٰ کہ انہوں نے حرا کو ان دونوں کے بیچ میں دیکھا۔ (متفق علیہ) اور روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر گرا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے تب رسول اللہ

حضور نے اپنے کو نبی جانا غلط ہے۔ آج کپتان شریف میں پھر تک حضور کو رسول اللہ نبی اللہ کہہ کر سلام کر رہے پھر سنئے ذرا دیکھئے:

۱ خبر قوی شرح قصیدہ بردہ میں ہے کہ یہود کا ۱۲ عالم حبیب ابن مالک اور جبل کی دعوت پر مکہ معظمہ آیا تھا تاکہ اسلام کا رد کرے لوگوں کو اسلام سے روکے اس نے ابوجہل وغیرہ کے ساتھ یہ سوال کیا تھا کہ آپ ہم کو آسمانی معجزہ یعنی چاند دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ حضور انور نے ان سب کو مسفا پہاڑ پر لے جا کر یہ معجزہ دکھایا۔ پھر وہ بولا کہ اب یہ معجزہ دکھائیں کہ تمہارے مرے ہوئے کو کیا کیا ہے۔ فرمایا تیرے ایک بیٹی ہے سطیحہ نام جو آنکھوں سے اندھی کانوں سے بہری پاؤں سے لنگڑی زبان سے گونگی ہاتھوں سے لنجی ہے۔ جادو سے اللہ نے شفا دے دی حبیب نے فوراً کلمہ پڑھا جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ سطیحہ بھی بالکل درست ہو کر آئی۔ باپ کو دیکھ کر اس نے کلمہ پڑھا حبیب بولا تجھے یہ کلمہ کون پڑھا گیا ابھی تو اس لڑکی میں یہ کلمہ نہیں آیا دو یوں شعر

دیکھا کہ شکل بدل گئی میرے بیٹی کا چین بھی لے گئے — مری روح ساتھ نہ لے گئی بھلا اب تو زندگی بار ہے

میں نظارہ علیہ کے بندگی کو خواب میں دیکھا جو کہتے ہیں باپ کہ جب میں کلمہ پڑھا ہے میں تو یہاں کلمہ پڑھ رہے تجھے اللہ نے شفا بھی بخشی دی۔ میں جاگا تو صحت درست تھی اور کلمہ زبان پر جاری تھا (نور بخش) **۲** چاند چیرنے کا معجزہ تو قرآن مجید سے ثابت ہے ارشاد فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر آیت میں قیامت کا چاند چرنا مراد نہیں کیونکہ آگے ہے وان یروا ایۃ یعرضوا مستمر کفار یہ معجزہ دیکھ کر کہا کریں گے کہ یہ جادو والی ہے قیامت میں ستر چاند چرنے کو بھی کوئی نہیں کہتا دیکھو مرقات اور اشعۃ اللمعات **۳** خیال ہے کہ جنہوں نے یہ معجزہ مسفا پہاڑ کی طرف سے دیکھا انہوں نے کہا کہ چاند کے دو ٹکڑوں کے بیچ میں مسفا تھا جنہوں نے جبل ابو قبیس کی طرف سے دیکھا انہوں نے کہا کہ بیچ میں حرا تھا۔ لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں خیال ہے کہ جیسے چاند گرہن ہر جگہ نظر نہیں آتا ایسے ہی چاند چیرنا ہر جگہ نظر نہیں آیا۔ اس وقت بعض ملکوں میں دن تھا۔ نیز جہاں نظر آیا وہاں سب نے نہ دیکھا بعض لوگ اس وقت

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْهَدْ وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللّٰتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَئَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ زَعَمَ لِيَطَئَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِيْ بِيَدَيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ مَا لَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِّنْ نَّارٍ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ رہو اور متفق علیہ ہے حدیث ابوہریرہؓ سے فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ کیا محمد تمہارے سامنے اپنا چہرہ گرد آلود کرتے ہیں؟ کہا گیا ہاں تو بولا کہ لات و عزیٰ کی قسم اگر میں نے انہیں یہ کرتے دیکھا تو ان کی گردن روند ڈالوں گا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ حضور نماز پڑھ رہے تھے ارادہ کیا کہ حضور کی گردن کو روند دے تو لوگوں کو اسی بات سے گھبراہٹ میں پڑا لا کر وہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے لوٹ رہا تھا اور اپنے ہاتھوں سے بچا رہا تھا اس سے کہا گیا کہ تجھے کیا ہوا وہ بولا کہ میرے اور حضور کے درمیان آگ کی خندق ہے

سو چکے تھے جو جاگتے تھے انہوں نے آسمان کی طرف نہ دیکھا کیونکہ جاگنے میں کوئی بات فرق نہ پڑا تھا۔ پھر مکہ میں آنے والے جو دور مسافروں سے تھے انہیں اس کے دیکھنے کی خبر نہ تھی۔ چاند کا چیر جانا تھوڑی دیر کے لیے تھا جتنی دیر میں ان لوگوں نے دیکھا اللہ تعالیٰ نے کر لیا پھر فوراً ہی جوڑ دیا گیا۔ شعر

اے ماہ سے چاند چیر دیا جس نے تجھ کو پھیر دیا — گئے ہوئے دن کو پھیر کیا یہ تاب وقار تمہارے ہے

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ چاند ٹوٹ کر اس کے دونوں ٹکڑے اپنی جگہ سے نہ ہٹے بلکہ ایک ٹکڑا اپنی جگہ رہا دوسرا اپنی جگہ سے ہٹا تھا اور نہ اس کے معنی یہ ہیں کہ چاند کا وہ ٹکڑا زمین پر اتر آیا تھا پہاڑ کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آسمان کے کنارہ کی طرف پہنچ گیا جو پہاڑ کے نیچے نظر آتا تھا جیسے چاند یا سورج غروب کے وقت درختوں کی شاخوں کی سیدھ میں نظر آتے ہیں۔ ۲؎ یعنی کیا تمہارے سامنے حضور محمد مصطفےٰ صلعم شریف میں مگر کعبہ معظمہ کے سامنے نماز ادا کرتے ہیں سجدے کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں سجدہ کرنے کو چہرہ خاک آلود کرنا کہا جاتا ہے اہل عرب کے لیے حقارت کے لیے تھا حضور نماز میں ۳؎ یعنی ان کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا اس طرح آیا کہ یا تو انہیں شہید کر دے یا سخت ایذا پہنچائے۔ ۴؎ یعنی حضور نور کی ہیبت و جلالت کا کفار میں کمسن بچے سے لے کر بوڑھے تک کفار کے ایسے بڑے ارادوں کو جانتے کے باوجود ایسے کعبہ معظمہ میں نماز پڑھ رہے ہیں نہایت خشوع و حضور کے ساتھ کوئی کا خوف دل میں نہیں۔ ۵؎ یعنی پہلے تو ابوجہل بڑی تیزی سے حضور اقدس کی طرف بڑھا ارادہ سے بڑھا اور اس کے ساتھی طرح طرح کی باتیں بنانے لگے مگر جب یہ قریب پہنچا تو جیران بھی ہو گئے اور پریشان بھی کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ نہایت دہشت و خواری سے الٹے پاؤں لوٹ رہا ہے اپنے ساتھیوں کی طرف چلا ہے جیسے کوئی سخت پریشان کن

وَهُوَ لَا وَاجِنَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ دَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ اٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ

اور حدیث اور پر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مجھ سے قریب ہوتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کے ٹکڑے کر دیتے۔ (مسلم) روایت ہے حضرت عدی ابن حاتم سے کہ فرماتے ہیں کہ جبکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے آپ سے فاقہ کی شکایت کی پھر آپ کے پاس دوسرا آیا اس نے حضور سے ڈکیتی کی شکایت کی تو فرمایا اے عدی کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے شاید اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ایک بڑھیا کو دیکھو گے کہ حیرہ سے چلے گی حتی کہ کعبہ کا طواف کرے گی

بجز اللہ کے دیکھے تو باوجود ساتھ کے ہونے کے پہچان نہ سکے۔

سلہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آگے کی چیزیں دیکھیں آگ سے میری صفت دکھائی ہے۔ اور یہی دوزخ تک چیزیں ہوں تا نہیں سکتا۔ کرہ کیا ہی تیر سے بڑے بڑے پرندوں سے ہے کہ یہ آگ فوراً کھا لیتی تھی۔ اور یہ فرشتے کے تھے۔ جو حضور کی حفاظت کیلئے مقرر تھے اور جو ان کو عذاب دوزخ کے سانپ بچھو تھے ان کی بڑائی دیکھ کر ابوجہل پہچان نہ سکا۔

سلہ مگر چونکہ ابوجہل کی ذلت والی موت میدان بدر میں مقدر تھی۔ اس لیے وہ راہ گیر نہ ٹھہرے لوٹ گئے۔

سلہ حضرت عدی صحابی ہیں۔ یہ حاتم کے بیٹے ہیں یہ حاتم وہ ہے جو مشہور سخی گزرا ہے۔ آپ اپنے والد حاتم ابن عبداللہ ابن سعد کی وفات کے بعد شعبان ۹ھ میں ایمان لائے بعد میں کوفہ میں رہے۔ حضرت علی کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ جمل کے دن آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی ایک سو بیس سال کی عمر پا کر ۶۸ھ میں وفات پائی۔ (مرقات ملخصاً۔ اکمال)

سلہ معلوم ہوا کہ اس وقت قحط سالی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے لوگوں کے گھروں میں رزق نہ تھا باہر جا کر کمانے کے لئے راہیں امن نہ تھیں کیا کیا۔

سلہ حیرہ بغداد کا ایک محلہ بھی ہے اور کوفہ کے قریب ایک بستی بھی یہاں بستی سے بھی مراد ہیں۔ (مفسرات)

سنہ ۹ھ کا سال زمانہ میں نہ مسلمانوں کا ملک دیار کے قبیلوں کے ملکے نہیں دیکھے تھے۔

لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَفْتَحَنَّ كُنُوْزَ كِسْرٰى وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهٗ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهٗ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ فَيَقُوْلُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهٗ فَلَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اَبْعَثْ اِلَيْكَ

عدی کے سوا کسی سے نہ ڈرے گی اور اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے اور اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم آدمی دیکھو گے کہ سونا یا چاندی لے کر نکلے گا اُسے تلاش کرے گا جو اُسے قبول کرے تو ایسا ایک شخص بھی نہ ملے گا کہ جو اس سے قبول کرے اور رب سے ملاقات کے دن تم میں سے ہر شخص اپنے رب کریم سے ملے گا اور اس کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا جو اس کا ترجمہ کرے رب فرمائے گا کہ کیا میں نے

ملہ یہ بشارت ہجرت کی فتوحات کا جواب ہے کہ عنقریب یہ ایمان کی وجہ سے آنے والا ہے فلعیر بناء نے ظعن سے یعنی اونٹ کا ہودج یا محمل کا سوار یعنی مسافر ظعینہ مسافر عورت یہاں سفر حج کی مسافر عورت مراد ہے۔ اس فرمان عالی میں اشارۃً فرمایا گیا ہے کہ تم اپنی زندگی میں ہی اس وعدہ کو پورا ہوتے دیکھ لو گے اسلام کی سخت مزاحمت کرنے والے عرب جیسے ملک میں امن قائم کر دیا جہاں سے ہر طرف سے ڈاکے چوری، قزاقی وغیرہ ہوتی تھی۔ ملہ کسریٰ لقب تھا بادشاہ ایران کا یہ اصل میں فارسی تھا یعنی بڑے ملک کا مالک فارسی لفظ ہے۔ اس سے عربی میں معرب بنایا گیا لہٰذا یہ معرب ہے کنوز جمع کنز یا کوہ مراد ہے کہ تم صرف ملک ایران ہی فتح نہیں کرو گے بلکہ ان کے سونے چاندی سے بھرے ہوئے خزانے بھی حاصل کرو گے یہ بشارت عہد فاروقی میں پوری ہوئی۔ ملہ یعنی لوگوں میں مال کی بہت ہی فراوانی ہوگی ساتھ ہی ایمان اور تقویٰ کی حالت بھی بالکل درجہ کمال کو پہنچ جائے گی زکوٰۃ دینے والے بہت ہوں گے مگر کوئی لینے والا نہ ملے گا مال اتنا زیادہ ہوگا جو شخص بھی زکوٰۃ لے کر جائے گا واپس ہوگا جو فرما دیا ہو بہو پورا ہوا۔ ملہ اگرچہ بظاہر زمانہ ایسا آتا ہوا نہیں دکھائی دیتا کہ بعض امیر لوگ زکوٰۃ لے کر جائیں گے یعنی اس زمانہ میں تعداد ایسی ہوگی یہ واقعہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ہو چکا اور قریب قیامت امام مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا یہاں پہلے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس لیے فرمایا کہ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تم ایسی کھلی کھلی علامتیں دیکھ لو گے جن سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ صادق آ رہا ہے مگر ہوں گے درجات اور اختلاف اعتبار سے اس لیے یہ تعیین فرمایا کہ یہ واقعہ ہو چکا۔ حضرت ابن عبدالعزیز کے زمانہ میں۔ ملہ یعنی تم لوگ قیامت میں بارہ امت بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو گے یہ کلام عرب زبان میں ہوگا قیامت کا سارا کاروبار بگڑا ہوا حال کی تحریر میں مشکل کے سوالات سب عربی زبان میں ہیں ہر قسم کی انسان کی زبان عربی ہو جاتی ہے رب تعالیٰ کے ہاں سرکاری زبان عربی۔ پھر اس لیے فرمایا کہ لوگ کہ دنیا کی جو زبان بولتے ہوں گے رب کا عربی کلام انہیں سمجھ آ جائے گا کہ رب کے لیے کوئی زبان مشکل نہیں ہے جو زبان ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عربی بولتے تھے مگر سامنے زبانیں سمجھتے تھے حتیٰ کہ ہاتھ کی لکیروں میں کچھ پڑھتے تھے اس لیے ان چیزوں نے حضور کو کہا تھا یہ فرمایا کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے۔

رَسُوْلًا فَيُبَلِّغُكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَاَفْضَلَ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنْ اَفْتَحَ كُنُوْزَ كِسْرٰى

تیری طرف رسول بھیجا ہو تجھے تبلیغ کرے پھر کہے گا ہاں پھر فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تجھ پر فضل نہیں کیا پھر کہے گا ہاں تو وہ اپنے داہنے دیکھیگا تو دوزخ دیکھیگا اور اپنے بائیں دیکھیگا تو دوزخ دیکھیگا تو ڈرو آگ سے اگر چہ چھوہارے کی قاش کے ذریعے جو یہ بھی نہ پائے تو اچھی بات کے ذریعہ عدی فرماتے ہیں کہ میں نے پردہ نشین کو دیکھا کہ وہ حیرہ سے چلی ہے حتی کہ کعبہ کا طواف کرتی ہے اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی اور میں خود ان لوگوں میں تھا جنہوں نے کسریٰ

اعلیٰحضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا شعر

بلا سے کرتی ہیں پریاں فریاد ہاں نہیں جاتی ہے ہر دل وہ — اسی پر سرنگوں ناشاد شکوہ بے سنے دعا کرتے ہیں

سلہ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنی اس نعمت کا اقرار کرائے گا جو سارے نعمتوں کی اصل بلکہ سارے نعمتوں کو نعمت بنانے والی ہے یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کہ اللہ کی ساری نعمتیں اگر حضور کی تعلیم کے ماتحت استعمال کی جائیں تو نعمتیں ہیں ورنہ عذاب ہیں ہمارے خلاف گواہ سلہ اس فرمان عالی میں یہ بتایا گیا کہ مال وغیرہ انسان کی محض ذاتی کوشش سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاعر شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

بزاغاں چنیں روزی رساند — کہ بازاں تیز چنگال بماند!

اگر بہر مرصع پیت ہنر دو صد بار شاہد — ہنر بے کار نہ آید جو گفت بدانند

سلہ اس عبارت میں معترضے کی طرف سے جواب کا ذکر ہے جو مال کا دعویٰ کرتے ہیں صحابہ کرام سے خطاب نہیں کہ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کی برکت سے اعلیٰ درجہ کے متقی تھے یہ کیسے کہہ دیا کہ حدیث اور تاریخ ان صفات سے پھیر دیں سلہ یا کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ شہادت ہے یا اللہ کا ذکر ہے یا فقیر سے اچھی بات کہہ دینا معذرت کر دینا آئندہ کے لیے وعدہ کر لینا کہ ابھی کچھ نہیں جب کچھ ہوگا تب انشاء اللہ تم کو دیں گے اسی کو قرآن مجید نے قولا معروفا فرمایا ہے یہاں بتایا ہے کہ حضور فرمائے آئندہ ولادت کی خبریں سنا کر انہیں عقیدت و فدائی پر تام رہنے کی تاکید فرمائی ہے تو ہی اصلاح سلہ یعنی خلافت فاروقی میں ایران فتح ہوا اسکا مال مدائن مسلمانوں کے قبضہ میں آیا مسلمانوں میں خیانت عمل میں نہ آئی کوئی کہتے ہیں مسلمانوں نے حاصل کیا وہاں سے بھیجا فاروق نے مسلمانوں کو جہاد میں خود بھی جو حصہ تھا وہ بھی دیدیا خلافت شیخین میں بھی ایسا ہی ہوا کہ ہر سال کروڑ سے زیادہ مال کسریٰ سے بڑھ کر آتا تھا مگر کسی

وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَنْطَلِقُ بِكُمْ حَيْوَةٌ لَتَرَوْنَ مَا قَالَ النَّبِيُّ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِلْءُ كَفِّهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً فَقُلْنَا أَلَا تَدْعُو اللهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوضَعُ فَوْقَ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ

ابن ہبزر کے نواسے فتح کیے اور تم لوگوں کی عمر دراز ہوئی تو تم وہ بھی دیکھ لو گے جو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی اپنی ہتھیلی بھر سونا لے کر نکلے گا۔ (بخاری) روایت ہے حضرت خباب ابن ارت سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی جبکہ حضور کعبہ کے سایہ میں چادر مبارک لگائے لیٹے تھے ہم نے مشرکین سے بہت سختی جھیلی تھی تو ہم نے عرض کیا کہ حضور اللہ سے دعا کیوں نہیں فرماتے تھے تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے چہرہ انور سرخ تھا ارشاد فرمایا تم سے اگلوں میں ایک شخص کے لیے گڑھا کھودا جاتا تھا اس کو اس گڑھے میں دبا دیا جاتا تھا پھر آرا لایا جاتا تھا اس کے سر پر رکھا جاتا تھا وہ تین کر کے چیر دیا جاتا تھا یہ کسے اس کے دین سے نہ روکتا تھا اور اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں پٹھوں تک پہنچا کر لوہے کی کنگھیوں سے اسے کھرچی جاتی تھی اور یہ اسے اس

لکھنی وغیرہ کا اسے ضرور نہیں حضور انور کی دعا بہت سی خوبیاں تمہیں سے دیکھ لیں۔

۱۲ یعنی میرا لب اخیر وقت تک بند نہ ہوگا تم سب کچھ دیکھ لو گے کہ کوئی نکتہ تمہیں کہنے کو نہ رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عدی ابن حاتم حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ سے پہلے فوت ہو گئے اور یہ پیشگوئی پوری ہو گئی اور ان کی کیفیت ابوداؤد نے بسند صحیح بیان کی ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں ایک قوم کا سردار بنایا گیا تھا چوتھی غزوہ کی ایک عورت نے ایک لونڈی لے لی اور آزاد کر دیا۔ ابھی حضور انور اور اقوام میں پہنچے نہیں تھے کہ یہ مسلمان ہو گئے کنانہ کے ہاتھوں آپ نے بہت ہی اذیتیں پائیں اور صدمات جھیلے میں تمام رات ان کی وحشت سے جاگتا رہا اور جو کوئی ستارہ طلوع ہوتا تھا میں یہ خیال کرتا تھا کہ وہ ستارہ ہے جو میرے اوپر ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔ (مکمل) ۱۳ یعنی ہم نے اپنے ہم سے ظلم اور تعدی کے شکایت حضور انور کو لکھ کر دی کہ ہم کو کافروں کی ایذاؤں سے بچائیں حضور دعا فرمائیں کہ سب ہلاک ہو جائیں اور ہم کو راحت ہو۔

۱۴ یا تو اس لیے چہرہ مبارک سرخ ہو گیا کہ حضور انور کو بیٹھے ہوئے اس لیے کفار کی ایذا رسانی کی خبر سنا کر مسلمانوں کی ہمت بندھائیں یا اس لیے کہ حضور انور کو غصہ آ گیا کہ ان کی ایذا رسانی کی خبر سنا کر صحابہ کرام کو صبر کی تلقین فرمائی چہرہ انور سرخ ہو گیا۔ ۱۵ یعنی پچھلی امتوں میں بعض لوگوں کی جان تو اس طرح لی جاتی تھی کہ انہیں زندہ کو آرے سے چیر دیا جاتا تھا اور جوڑ جاتے تھے مگر ایمان نہ چھوڑتے تھے

عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ

کے دین سے ہرگز اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہے گا یعنی کہ سوار صنعا سے حضرموت تک بے کھٹکے سفر کرے گا سوا اللہ کے یا سوا بھیڑیئے کے اپنی بکریوں پر گزر کرے گا لیکن تم لوگ جلد بازی کرتے ہو (بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے پاس جایا کرتے تھے وہ حضرت عبادہ ابن صامت کی بیوی تھیں ایک دن حضور ان کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے حضور کو کچھ کھلایا

خلق جیسوں سے تعبیر کرتے تھے۔

سلہ یعنی لوہے کی انگوٹھیاں اور زنگھیاں ان کی سرپڑی میں ٹھونکی جاتی تھیں۔ جب وہ سانپ کی تہ تک پہنچ جاتی تھیں تو انہیں پیچھے کی طرف زور سے کھینچا جاتا تھا جس سے ان کا بیحد کھنچ کر باہر نکل آتا تھا مگر وہ لوگ اس کے باوجود نکلوا لیتے تھے زیادہ چھوڑتے تھے تم تو خیر الامم ہو تمہاری استقامت ان سے زیادہ پایئے۔ دنیاوی مکالیف سے ستگر ہو یہ عارضی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے قصے سنا کر تسلی دینا سنت رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ قرآن کریم نے بھی اسی قسم کے بہت سے واقعات جابجا فرمائے ہیں۔

سلہ یہاں دین پورا ہونے سے مراد ہے اسلام کا پھیلنا۔ مسلمانوں کا غالب آجانا کفار کا مغلوب ہو جانا مسلمانوں کی سلطنت کا اس علاقہ میں قائم ہو جانا اس ایک کلمہ میں بہت سی بشارتیں ہیں رب فرماتا ہے وہی اللہ الذی ارسل رسولہ اور فرماتا ہے لیظہرہ علی الدین کلہ

سلہ صنعا یمن کا ایک شہر ہے حضرموت دوسرا کنارہ ان دونوں شہروں میں بڑا فاصلہ ہے حضرموت وہ شہر ہے جہاں صالح علیہ السلام تشریف لائے اور وہاں ان کی وفات ہوئی نیز جہاں حضرت ہود علیہ السلام رہے وہاں ان کی وفات ہوئی اس لئے اس کا نام حضرموت رکھا گیا (مدارج) اس شہر کے بڑے سادات پیدا ہوئے حتی کہ کہا جاتا ہے حضرموت بیت اللہ یعنی حضرموت شہر ولی اللہ کا ہے۔ (اشعۃ اللمعات) ایک قبیلہ کا نام بھی حضرموت ہے یہ قبیلہ جہاں رہتا تھا اس جگہ کا نام حضرموت ہوا۔ سلہ چنانچہ یہ سارا بیان علامات قیامت میں مکمل طور پر ظاہر ہو گیا وہاں ایسا امن و امان قائم ہوا کہ صنعا سے حضرموت تک بے خطرہ سفر ہونے لگے حالانکہ اس وقت ظاہری اسباب سے یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی اللہ نے اس ناممکن کو واقع کر دکھایا سلہ آپ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید نجار تیسرے پیدا ہوئے ام سلیم کی بہن ہیں لہذا حضرت انس کی خالہ ہیں آپ کا نام معلوم نہیں ہو سکا کنیت ہی سے مشہور ہیں۔ عبادہ ابن صامت کی بیوی ہیں اپنے خاوند کے ساتھ شام گئیں مقام قبرص میں سواری سے گر کر فوت ہوئیں وہیں ہی آپ کا مزار ہے۔ خلوت خانہ میں وفات پائی (اکمال)۔

جَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

پھر بیٹھ گئیں آپ کے سر کی جوئیں دیکھنے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کیا چیز آپ کو ہنسا رہی ہے یا رسول اللہ تو فرمایا میری اُمت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے اللہ کی راہ میں غازی جو اس سمندر کی فراخی میں سوار ہوں گے جیسے تختوں پر بادشاہ یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان سے کر دے تو حضور نے ان کیلئے دعا فرمائی پھر حضور نے سر رکھا اور سو گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز حضور کو

حضرت ام حرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محرم رشتہ دار ہیں اس پر سب کا اتفاق ہے اختلاف اس میں ہے کہ محرم رشتہ کیوں تھیں یا تو آپ کی رضاعی خالہ تھیں یا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں یا عبد المطلب کی کیونکہ عبد اللہ اور عبد المطلب بنی نجار کے رشتہ دار ہیں (مرآت) بہرحال حضور الورکا ان کے پاس جانا کھانا پینا وہاں سونا ان کا حضور اقدس کے سر شریف دیکھنا بالکل جائز تھا خیال رہے کہ بیٹھے ہوئے آدمی کے سر کو کھجلانا مستحب اس کے راحت کا باعث ہے اسلام کا یہ عمل شریف ان سے ملتا ہے۔ ۱۲ یعنی یہ بھی صفات سے ہوں گی میری اُمت کے غازی جہاد کے لیے سمندر کا سفر کریں گے یہ پہلا سمندری حملہ ہوگا جو وہ لوگ کریں گے خبث کے فتحہ جیم کے ضمہ سے یعنی چوڑائی بلندی گہرائی اور انسان کے پھیلاؤ کندھے کے درمیان کی جگہ یہاں پہلے معنی میں ہے بحر سے مراد بحر عرب یعنی سمندر ہے ۱۲ یہ شک راوی کو ہے کہ ملوکا فرمایا یا مثل ملوک فرمایا اس فرمانی حال میں دو باتیں بتائیں ایک یہ کہ وہ غازی سادہ زندگی سادہ لباس سادے نہیں بلکہ شاہانہ شان و شوکت والے ہوں گے شاہانہ شان سے سمندر کا سفر کریں گے دوسرے یہ کہ یہ لوگ اللہ کے ہاں بڑے ہی مقرب بندے ہوں گے کہ باوجود شاہانہ شان اور دنیاوی عیش و آرام اور عیش کے شاندار سامان کے اپنے گھر چھوڑ کر جہاد کرنے نکلیں گے مقبولین بارگاہ ہوں گے حضور کے تبسم فرمانے سے معلوم ہوا کہ سرکار کو اپنی اُمت کے شان و شوکت دیکھ کر خوشی ہوئی کیوں نہ ہو کہ بچوں کی شان سے باپ کو خوشی ہوتی ہے ۱۲ حضرت ام حرام نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی نوش ہو کر اللہ کو لوگ سارے کے سارے بخشے ہوئے ہیں تو عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ میں بھی ان میں سے ہوں تاکہ آپ کی نگاہ کرم اور اللہ تعالیٰ کی بخشش کی حقدار ہو جاؤں ۱۲ حضور اقدس کی دعا کی برکت سے ام حرام اللہ کے ہاں ان غازیوں کی خبر رست میں آگئیں جیسا کہ آگے معلوم ہو رہا ہے ۱۰

يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْأُولٰى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتَ مِنَ الْأَوَّلِينَ فَرَكِبَتْ أُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ

ہنستا ہے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے گئے اللہ کی راہ میں غازیانہ شان سے جیسا کہ پہلی بار میں فرمایا تھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور اللہ سے دعا کریں کہ مجھے ان میں سے کر دے فرمایا تم پہلوں میں سے ہو سکے چنانچہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں ام حرام سمندر میں سوار ہوئیں تو پھر جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور

مسئلہ یعنی اس دوسری نوبت میں حضور کو دور سے غازی دکھائے گئے۔ جو اس کشتی میں اس نوبت جہاد سے اسی ملک روم کو سفر کریں گے مگر یہ لوگ وہ نہ ہوں گے جو پہلے والے ہوں گے بلکہ دوسرے لوگ ہوں گے۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ دونوں جماعتیں مغفور ہوں گی۔

مسئلہ یعنی تم کو اس جہاد میں شرکت کا موقعہ نہیں ملے گا۔ کیونکہ تم پہلے جہاد میں شہید ہو چکی ہو، یہ جہاد قسطنطنیہ کے بعد ہوگا۔ اس قسم کے بیان حال سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ وہ سارے مجاہدین دنیا و آخرت میں مومن ہوں گے۔ کہ انہیں امتی فرمایا دوسری روایت میں ہے کہ انہیں مغفور لہم فرمایا، دوسرے یہ کہ مجاہدین شاہانہ شان و شوکت سے مالک ہوں گے اس وقت مسلمانوں کے پاس دولت ملک بہت ہوگی، تیسرے یہ کہ ان کے یہ دونوں جہاد قبول ہوں گے اللہ حضور ان دونوں قسم کے غازیوں سے راضی و خوش ہیں اسی لیے حضور یہ خواب دیکھ کر غمگین نہیں ہوئے بلکہ خوش ہوئے چوتھے یہ کہ اس جہاد میں شریک ہونے والے بڑے درجات والے ہوں گے۔ اگرچہ ان میں سے بعض کو جنگ کا موقعہ نہ ملے جیسے تمام اہل اسلام کا قصد جہاد کرنا یہی ہے کہ حضور ہر شخص کے وقت موت اور جگہ موت سے خبر دار ہیں کہ فرمادیا تم اس دوسرے جہاد کے وقت فوت ہو چکی ہوگی پہلے یہ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی جلیل القدر صحابہ میں جنتی ہیں۔ کہ یہ واقعہ امیر معاویہ کے زمانہ ہی میں تو پیش آیا جس کی حضور نے ایسی خوشی سنائی دیکھو جاری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر۔

شمائل امیر معاویہ ہیں یہ حدیث

مسئلہ یہاں امیر معاویہ کے زمانہ سے مراد آپ کی سلطنت کا زمانہ نہیں ہے بلکہ آپ کی گورنری کا زمانہ ہے کیونکہ یہ پہلا جہاد روم خلافت عثمانیہ میں ۲۷ھ میں واقع ہوا اس جہاد کی کمان امیر معاویہ کر رہے تھے لہذا فی زمن معاویہ فرمایا گیا۔

مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ جِمَادًا أَقْدَمَ مَكَّةَ وَ كَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْقِي مِنْ هٰذِهِ الرِّيحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ

فوت ہو گئیں ۱۲ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جماد مکہ میں آیا اور یہ تھے ازد شنوءہ سے۔ عرب اس قسم کی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتے تھے تو انہوں نے مکہ کے بے وقوف باشندوں کو کہتے سنا کہ حضور محمد دیوانے ہیں تو بولے کہ ان صاحب کو میں دیکھ لیتا ہوں شاید کہ اللہ تعالیٰ انہیں میرے ہاتھ پر شفا دے دیتا فرماتے ہیں کہ وہ حضور سے ملے بولے اے محمد میں اس قسم کی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتا ہوں کیا آپ کو بھی ۱۲

۱۲ یہ واقعہ مستدرک میں ہے آپ مقام تبوک میں اس طرح تشہید فرماتے ہیں۔ ملیلی ہے کہ دوسرا جہاد روم یا سریہ کی سلطنت کے زمانہ میں ہوا سنہ ۱۷ ہجری میں اس جہاد میں یزید ابن معاویہ رضائیوں کا جو فیق تھا۔ اور اس میں حضرت عبداللہ ابن عمر۔ عبداللہ ابن عباس۔ ابوایوب انصاری۔ امام حسین وغیرہم جلیل القدر صحابی خانہ پاشان سے شامل تھے۔ اس جہاد میں حضرت ابوایوب انصاری نے قسطنطنیہ (استنبول) میں وفات پائی یزید ابن معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کیا انہیں قسطنطنیہ (استنبول) کے فصیل کے نیچے دفن کیا اور وہاں کے عیسائیوں سے کہا کہ اگر تم نے اس قبر کی بے حرمتی کی تو میں جہاد سے سیدھا گھر جاؤں گا اور تم سے جنگ کروں گا۔ دیکھو قسطلانی شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۲ کتاب الجہاد باب قتال الروم الخ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ امام حسین نے کفار سے جہاد کو ناجائز سمجھا ہے۔ جہاد روم کے اس جہاد میں امام حسین شریک تھے اسی لشکر میں امام حسین کی شرکت ثابت ہے انتہا یہ ہے کہ پہلا جہاد حضرت امیر معاویہ کے عہد کو ملا ہے ان کے زیر اہتمام ہوا اور دوسرا جہاد امیر معاویہ کے عہد سلطنت میں ہوا۔ ۱۲ بعض تابعین نے کہا ہے کہ جماد اور جہام ایک ہی شخص کے نام ہیں گر صحیح نہیں ضماد ابن ثعلبہ بن سعد ابن بکر قبیلہ ازد سے ہیں اور ضماد ابن ثعلبہ ازدی سے ہی یہاں جماد کا ذکر ہے نہ ضماد ابن ثعلبہ ازدی۔ وہاں ایک بڑا قبیلہ ہے شنوءہ اس کا ایک خاندان ہے ازد۔ آپ ازدی ہیں۔ انہیں طب علم کا بہت شوق تھا۔ دم شریعی توب کرتے تھے ۱۲ شرح ۱۲ یعنی دیوانہ یا گلوں پر دم کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ انہیں اسی علم نے حضور تک پہنچایا۔ سبحان اللہ جیسے ذہنی جادوگروں کو ان کے علم جادو نے علیہ السلام تک پہنچایا اللہ نہیں ایمان نصیب کر دیا ہوا کہ علم کوئی بھی برا نہیں۔ کبھی یہ علم ایمان و معرفت کا ذریعہ بن جاتا ہے ہوا سے مراد یا جنوں سے یا جن بال عرب جنات کو ہوا کہتے تھے۔ چنانچہ فلاں کو ہوا ہو گئی وہ سب بولتے تھے جب اس پر جنات کا حمل ہو گیا ہو۔ ۱۲ سبحان اللہ عاشق ہے میں علاج کو جنات کی نسبت سے مگر حقیقۃً علاج کرنے والے کو سمجھ کر طبیب یا ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے مگر وہ بیمار حکیم کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ ۱۲ انہوں نے حضور کو دیکھ کر ہر طرح ٹھیک دیکھ کر سمجھا کہ شاید آپ کو جنات کا دورہ پڑا کرتا ہے۔ اس

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْتُ قَوَامِيْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَفِيْ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری تعریفیں اللہ کی ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اس کے بعد تب عتبہ نے کہا اپنے یہ کلمات دوبارہ فرمایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے یہ کلمات تین بار دہرائے تو عتبہ نے کہا میں نے کاہنوں کی باتیں شاعروں کے قول سنے ہیں مگر میں نے آپ کی ان باتوں کی مثل کبھی نہیں سنی یہ تو سمندر کی تہ کو پہنچی ہوئی ہیں لائیے اپنا ہاتھ دیجئے میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں فرمایا اس نے حضور کی بیعت کر لی (مسلم) اور مصابیح

وقت دوپہر کا تھا میں جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ اپنے خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے جب ہی تو اس نے آپ سے پوچھا۔

مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے یہ کلمات خاص طور پر ارشاد فرمائے۔ اس کے بعد کفار کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت فرمانا چاہیئے تھے۔ عتبہ کو سنانے کے لیے خاص کر مظہر سے جو یہاں لایا گیا قرآن مجید تک پہنچنے کی نوبت نہ آئی انہیں کلمات کی فصاحت و بلاغت نے عتبہ کا ہوش اڑا دیا عتبہ پر بیخودی کی حالت میں یہ سوال اٹھے کہ ایک بار یہ کلام اور سنا دیجئے کلمات تا ثلاثہ پھر حضور انور کی زبان سے ادا ہوئے سو لے پر سوا گز ہو گیا۔

مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ تین بار میں خاص برکت ہے۔ اعضاء وضو دھونے تین بار آیۃ الکرسی پڑھنے تین بار قرآن مجید کا ثواب حضور نے تین بار بتایا تھا مسئلہ یعنی آپ کے کلام نے ثابت کر دیا کہ آپ نہ ساحر ہیں نہ شاعر بلکہ سچے رسول ہیں خیال رہے کہ کبھی نبی نے متکلم سے کلام کر کے بتایا کبھی بغیر تکلم کلام سے متکلم کی شان معلوم کی۔ مسئلہ قاموس وغیرہ سے معلوم ہوا کہ بحر کی اس سے بھی گہرائی ہے اسے فواد بحور کو قاموس بھی کہتے ہیں فواصح بھی یعنی ان پیارے کلمات کی فصاحت و بلاغت و بیان و معرفت کی تہ تک پہنچی ہوئی ہے جہاں کسی انسان کے فکر و بیان نہیں پہنچ سکتے یہ کلمات انسانی نہیں بلکہ الہامی و ربانی ہیں۔ مسئلہ جب عتبہ یہ کلمات سنا کر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس ہوئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ ہو کیا گئی تو اس نے جواب دیا۔ شعر

سنو اے دوستو میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے ۔۔۔ کہ بیشک ان پر سایہ ہے مگر اللہ کا سایہ ہے

بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيحِ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ وَذِكْرُ حَدِيثَيْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَفْتَحُ كِسْرَى وَالْآخَرُ لَتُفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ فِي بَابِ الْمَلَاحِمِ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي. اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانُ ابْنُ حَرْبٍ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنْ

کے بعض نسخوں میں ہے سندر کی گہرائی میں پہنچ گئے ہیں۔ اور ابوہریرہ اور جابر ابن سمورہ کی دونوں حدیثیں کہ کسریٰ ہلاک ہو جائے گا اور دوسری کہ ایک جماعت فتح کرے گی لڑائیوں کے باب میں بیان کردی گئیں اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔ تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوسفیان ابن حرب نے منہ در منہ خبر دی۔ کہا کہ میں اس صلح کے زمانہ میں جو میرے اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھی۔ کہتے ہیں کہ میں شام میں تھا

سلہ یعنی روایت میں بجائے قاموس کے ناعوس ہے۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی گہرائی بلکہ خیال ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کی بات کا جواب نہ دیا بلکہ اپنی صفائی نہ کی کہ میں دیوانہ نہیں ہوں لوگ غلط کہتے ہیں۔ بلکہ حضور کے کلمات سے حضور کی شان ظاہر کردی کہ جس کے منہ سے کلمات ایسے ہوں کچھ لوگ وہ ذات کریم کسی سے خوش نہیں ہو سکتی۔ مقصد یہ کہ سب کچھ لے گئے اس واقعہ سے پتہ لگا کہ ہیبت ہر وقت ہر مدعی فتح کے ہاتھ میں ہاتھ دے اللہ والوں سے بیعت کرے۔ سلہ ابوسفیان نے حضور سے ہاتھ ملائیں میں بیعت کروں۔ بیعت چار قسم کی ہے جن میں سے ایک بیعت اسلام کی بیعت ہے۔ سلہ ابوسفیان اپنے زمانہ کفر کا یہ واقعہ مسلمان ہونے کے بعد سنا رہے ہیں خیال نہ ہو کہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے کفر کے زمانہ کی روایت معتبر ہے۔ من فیہ فی کہہ کر بتا دیا کہ مجھ سے براہ راست ابوسفیان نے یہ کہا کوئی واسطہ درمیان میں نہیں ہے۔ خیال ہے کہ ابوسفیان کا نام صخر ابن حرب ہے میر سال دیر کے دلدہ میں سال نبی سے دس سال پہلے پیدا ہوئے فتح مکہ کے دن ایمان لائے غزوہ حنین میں شریک ہوئے حضور انور نے انہیں حنین کی غنیمت سے ایک سو اونٹ عطا فرمائے اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا طائف میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی خلافت عثمانی میں دوسری آنکھ بھی بیکار ہو گئی تھی مسلسل چوتیس میں وفات پائی۔ بیسویں ہجری میں جنت البقیع میں دفن ہوئے حضرت عثمان غنی نے آپ کا جنازہ پڑھا آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس وغیرہم نے احادیث نقل کیں ہیں۔ سلہ یعنی ۶ چھ ہجری میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حدیبیہ میں صلح ہوئی جس کی مدت دس سال تھی اسی صلح کے بعد ہی سفر میں مکہ سے باہر گیا خیال ہے کہ صلح حدیبیہ کی مدت تھی اور دس سال ہی تھی اور کہ نہ اس صلح کی ایک شرط نو دس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے قبیلہ بنی خزاعہ کے قبیل میں مدد کرنے کی اس لیے حضور اقدس نے ۸ آٹھویں ہجری میں مکہ پر حملہ فرمایا

مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَآءَ بِهِ فَدَفَعَهُ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ قَالُوْا نَعَمْ فَدُعِيْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَاَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِيْ

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ ہرقل کے پاس لایا گیا تھا ابوسفیان نے کہا کہ یہ خط دحیہ کلبی لائے تھے اور انھوں نے بصرے کے حاکم کو دیا تھا۔ پھر بصرے کے حاکم نے ہرقل کو پہنچایا ہرقل بولا کہ کیا یہاں ان صاحب کی قوم کا کوئی آدمی ہے جو دعوی نبوت کر رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں چنانچہ قریش کی ایک جماعت میں بلوایا گیا تھا تو ہم ہرقل کے پاس گئے ہم کو اس کے سامنے بٹھلایا گیا۔ وہ بولا کہ جن صاحب نے دعوئے نبوت کیا ہے ان سے زیادہ قریبی تم میں کون ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ میں ہوں تو مجھے اس کے سامنے بٹھا دیا۔

اسے صحیح کر لیا۔

سلہ حضور انور نے خاص عرب کے حاکم کو تبلیغی فرمان نامے بھیجے تھے جن میں ان سلاطین کو دعوت اسلام دی اس سلسلہ میں شاہ روم ہرقل کو بھی دحیہ کلبی کے ہاتھ فرمان نامہ بھیجا۔ یہاں اس واقعہ کا ذکر ہے سلہ خیال رہے کہ بصرہ عراق کا ایک مشہور شہر ہے بغداد شریف کے قریب ہے شام کے قریب نہیں بلکہ بصرہ شام کے پیش سے آخر میں یا پشت کے پاس ایک بستی ہے شام کا ایک شہر ہے یہاں وہ بستی مراد ہے حضور انور نے دحیہ کلبی کو یہ ہی حکم دیا تھا کہ جہاں فرمان نامہ عظیم بصرہ کو دینا وہ ہرقل کو پہنچائے عظیم بصرہ ہرقل کا گورنر یا ماتحت حاکم تھا۔ دوسرے ممالک کے بادشاہوں سے کلام دیگر ذرائع کے ذریعے سے ہی ہوتا ہے۔ سلہ ہرقل نے چاہا کہ فرمان عالی پڑھنے سے پہلے حضور انور کے حالات معلوم کرے۔ پھر خط شریف کا سلام کرنے سے حکم کے کلام کا حال معلوم ہوتا ہے۔ سلہ یہ تیس آدمی تھے جو بغرض تجارت کر سفر سے شام کے ملک میں گئے ہوئے تھے ان کے سردار ابوسفیان تھے۔ یہ سب ہرقل کے دربار میں بلائے گئے۔ سلہ ابوسفیان اموی کی جماعت کو حضور انور کا پیغام دینے اور ملاکہ ان کے صدقہ سے ان لوگوں کو شاہی دربار میں رسائی کا وہاں بار پانے کا موقع ہوا۔ سلہ یعنی تم سب ہم سے پاس ہو مگر کچھ سے کلام کرے جو حضور محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے نسب قرابت میں بہت قریب ہو۔ یہ اس لیے کہ اگر کوئی واقعات سے زیادہ خبردار ہو تو حضور انور کے ہر طرح کے حالات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ سلہ کیونکہ ابوسفیان قریشی ہیں۔ عبد مناف حضور انور سے مل جاتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کو حضور انور سے یہ قرب میسر نہ تھا۔

نصر بلعمہ البصرہ کی تحریف

بَيْنَ يَدَيْهِ وَاجْلِسُوا اَصْحَابِيْ خَلْفِيْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِنِّيْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ فَاِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اَنْ يُّؤْثَرَ عَلَيَّ الْكَذِبُ لَكَذَبْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهٗ فِيْكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ يَّتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ

اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دے پھر اپنے ترجمان کو بلایا اس نے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ان سے ان صاحب کے متعلق کچھ پوچھوں گا جو اپنے کو نبی کہتے ہیں تو اگر یہ مجھ سے جھوٹ کہیں تو تم انہیں جھٹلا دینا۔ ابو سفیان کہتے ہیں اللہ کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھ پر جھوٹ مشہور کیا جائے گا تو میں اس سے جھوٹ بول دیتا۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ ان نبی کا خاندان تم میں کیسا ہے میں نے کہا وہ عالی خاندان ہیں۔ کہنے لگا کیا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ تھا میں نے کہا نہیں۔ کہا بولو کیا ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے تم انہیں جھوٹ سے متہم کرتے تھے میں نے کہا نہیں۔ کہا وہ بڑے لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں یا کمزور لوگ میں

سلہ یہ گفتگو اس غریب سے اس لئے کہی کہ بادشاہ مجھ سے برا مانی بات کرے تاکہ مجھ میرے ساتھی بات تو سکیں اگر میں کچھ غلط بات بتاؤں۔ اور ٹوک سکیں اگر میں غلط گوئی کروں۔ سلہ یعنی ہم لوگ اس گفتگو میں میرے بھی مددگار تھے اور ابو سفیان کی بھی ان کی مدد تو اس طرح کہ ان کی سچی باتوں کی زبان سے یا اشارہ سے تائید کرو۔ اور جھوٹ سمجھ جائیں انہیں بتا دو میری مدد اس طرح کہ اگر میں کچھ جھوٹ بولوں تو انہیں نہ بولنے دو روک دو تاکہ مجھ کو ان کے سامنے صحیح حالت معلوم ہو جائے۔ سلہ یعنی مجھے حضور انور سے اس زمانہ میں اتنی عداوت تھی کہ اگر میرے ساتھی میرے پاس نہ ہوتے اور مجھے اپنی رسوائی کا اندیشہ نہ ہوتا تو حضور انور کے متعلق بہت جھوٹی باتیں کہہ دیتا۔ تاکہ ان کے دل میں حضور سے نفرت پیدا ہو معلوم ہوا کہ جھوٹ اور بدیانتی کو کفار بھی برا سمجھتے تھے افسوس ان لوگوں پر جو خدا والوں کو جھوٹ سے متہم کرتے ہیں۔ سلہ حسب بھی نسب بھی آتا ہے۔ اور باپ دادوں کے فضائل کے متعلق میں بھی یہاں دونوں احتمال ہیں بخاری شریف میں بجائے حسب کے منصب ہے ممکن ہے کہ اس سے دونوں مطلب ہوں۔ ابو سفیان نے اقرار کیا کہ حضور سارے عرب میں علی نسب والا حسب ہیں۔ کیونکہ وہ قریش۔ ہاشمی سلیلی ہیں آپ اعلیٰ خاندان کی کو نصیب نہیں ہوا۔ سلہ یعنی وہ سرکار کسی غیر خاندان سے یا ساکین خاندان سے فاقی شرافت کے بعد پیروی شرافت کا سوال کیا جواب دیا کہ ان کے خاندان میں کبھی کوئی بادشاہ نہیں ہوا ساکین کا خاندان ہے پیروی شرافت عالی کا اگر ہوا۔ سلہ اس جواب سے معلوم ہوا ہے کہ حضور انور کی

قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيْدُوْنَ
قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ
قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ
اِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ يَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يُصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ
مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِيْ مَا هُوَ

نے کہا بلکہ کمزور لوگ۔ بولا یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا بلکہ بڑھ رہے ہیں
بولا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی اپنے دین سے ناراضگی ہو کر پھر جاتا ہے کہتے ہیں میں نے کہا نہیں
بولا کیا تم نے ان سے کبھی جنگ کی ہے میں نے کہا ہاں بولا تمہاری ان سے جنگ کیسی ہوتی ہے کہتے
ہیں میں نے کہا کہ ہمارے ان کے درمیان جنگ ایک ڈول ہوتی ہے کہ کبھی ہم پر وہ غالب ہوتے کبھی
ان پر ہم غالب ہوتے کیا بدعہدی کرتے ہیں میں نے کہا نہیں مگر آج کل ہم اُن سے صلح میں ہیں ہم نہیں جانتے

باقی ایک روایت حدیث میں ایک بار بھی جھوٹ نہ بولا اگر ایک بار بھی جھوٹ بولتا تو قاضی ابو سفیان پر شعبہ کا اعتماد نہ رہتا کہ اس وقت حضور اللہ کے سخت ترین دشمن تھے دشمن کا اقرار واعتراف۔ الفضل ماشہدت بہ الاعداء

سلہ یعنی عام طور پر میرا کہنا یہ تھا کہ ہرقل ایمان لائے ہیں۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی سردار اور امیر ایمان نہیں لایا کیونکہ حضرت عمر، ابوبکر صدیق، عمر، جعفر جو قریش کے بڑے سردار تھے اور حضرت عثمان جو سردار بھی تھے اور بڑے مالدار بھی اس وقت ایمان لا چکے تھے لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے۔ سلہ یعنی اب تک کوئی مسلمان اسلام میں خرابی دیکھ کر اسلام سے نہیں پھرا تھا یہ اور بات ہے کہ لوگ اپنی نیت اور عقیدت کی بنا پر مرتد ہوئے تھے کہ اسلام میں خرابی دیکھ کر مرتد ہوئے ہوں۔ غرضکہ مسلمان گھٹتے نہیں ہاں بڑھتے ہیں سے کوئی اسلام سے نکلتا نہیں ہاں بڑھتے ہیں کہ لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔ سلہ یہاں ٹھل سے وہ پرانے زمانہ کا وہ ٹھل ہے جس سے اس زمانہ میں کھیت سیراب کئے جاتے تھے کہ ایک لمبے کنارے پر وہ ٹھل باندھ کر کوئی بیل یا آدمی چڑھا کر ایک ٹھل کو اوپر اور دوسرے کو نیچے کیا جاتا ہے پھر ایک ٹھل اپنے دوسرا پانی کھینچ لاتا تھا مطلب یہ ہے کہ کبھی وہ ہم پر غالب آتے ہیں جیسے غزوہ بدر میں اور کبھی ہم ان پر غالب آجاتے ہیں جیسے غزوہ احد میں شعر

فیومًا علینا و یومًا لنا ویومًا نُسَرُّ و یومًا نساء

رب العلیٰ فرماتا ہے۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس سلہ یعنی جس سے آج تک کبھی اپنا وعدہ خلاف نہیں کیا یعنی کہ مکہ والوں نے حضور کو صادق اور امین کے خطاب دیئے ہوئے تھے خیال ہے کہ جھوٹ عام ہے اور وعدہ خلافی خاص کر یہ اس نے جھوٹ کے متعلق پوچھ کر بعد میں وعدہ خلافی کے متعلق پوچھا۔

صَانِعُرِفُهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أَدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ ۔ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ كَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ

کہ اس میں وہ کیا کریں گے کہا کہتے ہیں اللہ کی قسم کہ اس بات کے سوا اور کوئی چیز شامل کرنے کا مجھے موقعہ نہیں ملا کہ وہ یہ کیا ان سے پہلے کسی نے یہ بات کی تھی میں نے کہا نہیں پھر بادشاہ نے اپنے مترجم سے کہا کہ ان سے کہو کہ میں نے تم سے ان کے نسب کے متعلق پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ تم میں عالی نسب ہیں اسی طرح انبیاء کرام اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں بھیجے جاتے ہیں پھر میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے تو تم نے کہا

سلہ یعنی آئندہ مدینہ کے مقام پر ہم میں جنگ بندی وغیرہ پر معاہدہ ہو چکا۔ اب خبر نہیں کہ وہ اس وعدے کو پورا کریں گے یا نہیں بات یہ کہ ہم کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ سلہ یعنی مجھے یقین تھا کہ حضور انور اس وقت بھی وعدہ خلافی نہیں کریں گے مگر میں نے یہ ذاتی تجربہ کی بنا پر نہیں کہا بلکہ آج تک ہر قوم سے یہی دیکھا کہ وہ وعدہ پورا کرتی یا نہ کرتی جو قوم انبیائی دشمن کا ان سے یعنی کیا تجارت یا تجارت سے ملک میں حضور رسل علیہ السلام سے پہلے کسی نے دعوی نبوت کیا تھا سلہ خیال ہے کہ ملک عرب میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے لے کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تک تقریباً چار ہزار سال کا فاصلہ ہے اس زمانہ میں ملک عرب میں نہ کوئی نبی آیا نہ کسی نے دعوی نبوت کیا۔ لوگ نبوت کو بھول چکے تھے اور بتوں کے فیض سے یکسر محروم ہو چکے تھے۔ رب فرماتا ہے لتنذر قوما ما انذر آباؤهم اور فرماتا ہے ما ارسلنا قبلك من نذير یہ لوگ اس زمانہ میں نبوت سے محروم ہونے کی وجہ سے انسانیت تک کھو چکے تھے۔ حضور انور نے انسان کو انسان بنایا۔ سلہ ہرقل مذہباً عیسائی تھا۔ بادشاہ بھی تھا اور اپنے دین کا بڑا عالم بھی۔ توریت و انجیل کا ماہر تھا۔ گذشتہ انبیاء کرام کے حالات علیہ سے پورا خبردار تھا اس نے بتایا کہ ہمیشہ انبیاء کرام اپنی قوم میں بڑے عالی نسب و عالی حسب میں آئے۔ کیونکہ نبی کی خوبی دوسروں کے لئے اپنی قوم میں ہی حجت ہوتا۔ حتی کہ ابراہیم علیہ السلام کے بعد رسالت صرف ان کی اولاد ہی میں آئی کوئی غیر اولاد ابراہیمی شخص نبی نہ بنایا گیا فرماتا ہے وجعلنا فی ذریته النبوة والكتاب مزاج شناس انسان تھا۔ اگرچہ ہوتا تو اولاد ابراہیم میں سے یہ سادات کرام کے بڑے بڑے فضل پر بھی کیسا۔ جن لوگوں نے بالکل ہر قوم میں نبی بھیجے اس قوم سے محبت کی بنا پر ایسا کہا ہے۔ یعنی سے فلکیات سادات کرام۔ وان من امة الا خلا فيها نذير میں نبی سے صرف نبی نہیں بلکہ ڈرانے والے مسلمین مراد ہیں۔ ہمیشہ ہر قوم میں ان کے نبی قریب ان کے تابع نبی۔ خیال رہے کہ اسلام میں کوئی قوم ذلیل نہیں۔ ہاں بعض قومیں بعض سے افضل ہیں۔ جیسے حضرات سادات کرام دوسری قوموں سے افضل و اشرف ہیں۔ اس کی تحقیق بحمداللہ کتاب الکلام المقبول فی طائفة نسب الرسول میں ملاحظہ کرو۔

لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قُلْتَ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ اٰبَآئِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ
اَضُعَفَآؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ
هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا
فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبَ عَلَى
اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ
سُخْطَةً لَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ

کہ میں ایسا کہتا ہوں کہ اگر ان کے باپ دادوں میں بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ وہ صاحب ہیں جو اپنے باپ دادوں کی ملک کے طلب میں ہیں اور میں نے تم سے ان کے متبعین کے متعلق پوچھا کہ عمدہ لوگ ہیں یا پست لوگ تو نے کہا بلکہ کمزور لوگ ہیں یہی ہمیشہ پیغمبروں کے متبعین ہوتے ہیں میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے اس دعوے سے تم انہیں جھوٹ کا الزام دیتے تھے تو نے کہا نہیں میں نے پہچان لیا کہ یہ ناممکن ہے کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولیں پھر اللہ پر جھوٹ باندھنے لگیں۔ تب اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان میں سے کوئی اس دین میں داخل ہونے کے بعد اپنے دین اسلام سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے تو نے کہا کہ نہیں ایمان کا ایسا ہی حال ہے جب اس کی لذت دل میں

فوائد: ۱ سلطنت یعنی اگر وہ شاہی خاندان سے ہوتے پھر دعوی نبوت کرتے تو کہا جا سکتا تھا کہ یہ دین کے بہانہ سے اپنے لیے راستہ عام ہموار کر رہے ہیں کہ اس ذریعہ سے لوگ کثرت سے ہمارا ساتھ دیں اور مجھے اپنا بادشاہ بنا لیں پھر اپنے باپ دادوں کی طرح یہاں پر بھی نہیں خیال ہے کہ حضور نے دین پھیلانے کے لیے ملک فتح فرمائے اور بھی ہجرت۔ ملک فتح کرنے کے لیے دین کو بہانہ نہیں بنایا لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور آخر کار بادشاہ تو ہو گئے نیز حضور تو بادشاہ بننے کے بعد بھی اپنا گزارہ عبادت محنت سادہ رکھا زندگی عیش و عشرت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ٹوٹا پھوٹا سا گھر بوریا بستر فقر و فاقہ قناعت رضا اس طرح ہی مرزا غلام احمد قادیانی نے پیر ماجرا پر جی کا مرتبہ نبوت کا ڈھونگ رچا کر فریب دیا گیا۔ یہ فرق ہے سچے اور جھوٹے میں۔ ۲ سلطنت یہودیوں نے گذشتہ نبیوں کی نافرمانی سے تمام نبیوں کی ابتدا پہلے غریبوں نے کی ہے۔ دیر لگ بھگ سارے ہی ساتھ لگ گئے اس قاعدے سے بھی پہلے کمزور ہی ایمان لاتے ہیں دیکھ لو آج بھی اسلام غریبوں سے ہی آباد ہے۔ علماء۔ مجاہد۔ قاری۔ واعظ۔ مفتی یہ سب ہی غریب ہیں۔ مجھی بادہ بیں تو غریبوں سے نالہ ہوں میں سوز مقدر جو سے دین سے الفت ہے تو غربا غریبوں کو ۳ سلطنت یعنی نفسیں دلیل بکاؤ مال ہوتی ہیں کہ جو چاہیں ان کو خرید لیں اور اس دوران میں اس کے دل سے تعلق کے متعلق ایک جھوٹ دیکھتے تو کیسے ہو سکتا ہے جو بات کہ بار بار سنا بعد یکدم اشد پر جھوٹ بولنا فرض کر لے کہ کچھ عرصہ نبی نہ بولا مگر بات غلط جو نہ پر جھوٹ باندھنا بدیہی امر ہے ہرقل نے شکم کے

الْقُلُوْبَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ
الْإِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ
الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يُدَالُ مِنْكُمْ وَتُدَالُوْنَ مِنْهُ كَذٰلِكَ الرُّسُلُ
تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ
وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ
أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ إِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ

دلوں میں گھل مل جاتی ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تو تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں ایمان کا بھی حال ہے حتیٰ کہ پورا ہو جاتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے تو تم نے کہا کہ تم نے ان سے جنگ کی ہے تو جنگ تمہارے اور ان کے درمیان ایک ڈول ہوتی ہے کہ تم سے اور تم ان سے لیتے ہو اسی طرح انبیائے کرام آزمائے جاتے ہیں انجام انہیں کے حق میں ہوتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں تم نے کہا کہ نہیں کرتے اسی طرح انبیاء عہد شکنی نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے یہ دعویٰ کیا ہے تم نے کہا کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں کہتا کہ ایسے ساتھی کی پیروی کر رہا ہے جو اپنے سے پہلے کی ہوئی بات

صدق سے کلام کا صدق سمجھا نہ کہ کلام سے متکلم کو نہیں بلکہ متکلم سے کلام کو جانچا پرکھا۔

سلہ یعنی ایمان دلوں میں بڑھتا ہے یہاں تک کہ کمال درجہ پر پہنچ جاوے وہاں سے پھر منہیں تکلیف دل سے ایمان نہیں نکال سکتا اس کی تفسیر و شرح حضرت بلال صہیب، عمار ابن یاسر وغیرہم فقرائے صحابہ کی زندگیاں ہیں کہ انہوں نے اسلام کی خاطر ہر طرح کی مصیبتیں جھیلیں۔ جن سے دیکھنے والے ایک دفعہ آمنّا برسد ہو گئے ان کے دل میں ایمان جاگزیں نہیں ہوا تھا۔ سلہ یعنی قانون قدرت اور دستور الٰہی یہ ہی ہے کہ ایمان کا معاملہ بہت معمولی طور سے شروع ہوتا ہے پھر پنپتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ رب تعالیٰ نے اس کی شکل کھیت سے تشبیہ دی ہے جو کمزور نمودار ہوتا ہے پھر زور پکڑتا ہے۔ ہرقل کی یہ تمام باتیں بالکل درست تھیں۔ سلہ یعنی تمہاری یہ متوقعات ظاہری اور محض ظنی ہیں۔ آخر کار یہ جماعت انہیں کا پیچھا کرے گی ہرقل کا یہ خیال بالکل صحیح ثابت ہوا۔ سلہ یعنی حضرات انبیاء کرام وعدہ خلافی اور بدعہدی سے معصوم ہوتے ہیں کہ یہ عیوب تو انسانیت کے خلاف ہیں۔ یہ جو کہ خاتم نبوت اس سے معصوم ہوا کہ علم تاریخ بہترین فن ہے کبھی اس سے ایمان مل جاتا ہے دیکھو برجس تاریخ کا بڑا ماہر تھا تو کس طرح حضور انور کی شان پہچان رہا ہے یہ دل میں ایمان لا چکا تھا مگر زبان سے اقرار نہ کرتا اپنی سلطنت کے خوف سے۔

قَبْلَهٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ قُلْنَا يَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ
قَالَ إِنْ يَّكُ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَإِنَّهٗ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهٗ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهٗ
مِنْكُمْ وَلَوْ أَنِّيْ أَعْلَمُ أَنِّيْ أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ

کی پیدائش کے بعد آپ کے چچا ابوطالب آپ کو لے کر شام کے تجارتی سفر پر گئے تو بحیرا راہب نے آپ کو دیکھ کر پہچان لیا اور ابوطالب سے کہا کہ اس بچے کی بڑی شان ہوگی اس کی حفاظت کرنا۔ اس نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت بھی دیکھی تھی۔ ۲ ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ وہ کیا حکم دیتے ہیں تو اس نے کہا کہ وہ ہمیں نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی، پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں۔ ۳ ہرقل نے کہا کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو وہ یقیناً نبی ہیں میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر میرا خیال یہ نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ان سے ملنا پسند کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا

۱ حضور انور سے پہلے ملک عرب تو کیا غالباً ساری دنیا میں کسی نے دعویٰ نبوت جھوٹا نہیں کیا۔ یعنی علیہ السلام سے لے کر حضور انور تک پونے چھ سو برس کے عرصہ میں کوئی نبی تشریف نہیں لائے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی فلسطین میں رہے عرب تشریف نہیں لائے ان حالات کے ماتحت یہ احتمال بھی نہیں ہو سکتا کہ حضور انور نے کسی کی نقل کر لی ہو۔ ۲ دعویٰ نبوت فرمایا ہاں حضور کے خاندان پاک میں آپ کے ایک کزن سے دعویٰ نبوت کیا مگر عہد صدیقی میں قتل کیا گیا حضور کے بعد تو بہت لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے کوئی پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے رب تعالیٰ ان سے کو ذلت کی موت ہلاک کیا۔ ۳ حضور انور کے حالات معلوم کرنے کے بعد اس نے حضور کی تعلیمات ابوسفیان سے پوچھیں اسلام کی اصل بھی یہ ہے کہ پہلے حضور انور کو پہچانو پھر قرآن مجید و شریعت کی تعلیمات کو پہلے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو پھر اور کچھ کرو اصل ایمان حضور کی پہچان ہے یعنی کہ رب تعالیٰ کو بھی حضور ہی کی معرفت پہچانو یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا تھا نعبد الٰهك وإله آبائك إبراهيم وإسحاق ۴ چونکہ اس وقت زکوٰۃ کے احکام آ چکے تھے بلکہ جہاد وغیرہ کے بھی ان سے زکوٰۃ کا ذکر بھی کیا مطلب یہ ہے کہ حضور انور سے ان لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ ایمان لاؤ مال جمع کرنا چھوڑ دو اخلاق درست کرو۔ لہٰذا اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ ہجرت سے پہلے حضور انور نے زکوٰۃ کا حکم نہیں دیا تھا اور مغازی سے ملتا ہے حضور انور کی اس زمانہ میں بھی مدینہ کے کفار پر غلہ و زکوٰۃ فرض نہیں۔ ۵ ان سے تورات و انجیل میں حضور انور کی یہ علامات اور تعلیمات پڑھی تھیں اس لیے اس نے یہ کہا کوئی معجزہ طلب نہیں کیا۔

۵ یعنی مجھے بھی آخر الزمان کے ظہور کا یقین تھا مگر میرا خیال یہ تھا کہ وہ دوسرے نبیوں کی طرح بنی اسرائیل میں سے ہوں گے شام یا فلسطین میں یہ خیال نہ تھا کہ عرب میں بنی اسماعیل میں پیدا ہوں گے اس کو یہ خیال نہ تھا اور کہ مجدد بن حضور کی درخشندہ نگاہ اور بحیرا راہب کی صاف فراست یہ کہ گذشتہ کتابوں میں دیکھ چکا تھا کہ آخری نبی کا ظہور مکہ میں ہوگا۔

لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا بَلَغَتْ قَدَمَيَّ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِيثِ فِي بَابِ الْكِتَابِ إِلَى الْكُفَّارِ بَابُ فِي الْمُعْرَاجِ

قولہ کے قدم دھوتا اور ان کا ملک میرے قدموں کے پہنچنے تک پہنچ جائے گا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خط منگایا پھر اسے پڑھا (مسلم بخاری) بقیہ پوری حدیث کتاب الکفار کے باب میں گذر گئی ۱۲ معراج کا بیان ۱۲

مسئلہ یعنی میں سلطنت کی وجہ سے ان تک نہیں پہنچ سکتا اور آگے بڑھ جاتا قیاس کے قدم شریف دھونا اور قدموں کا دھوون پینا انہوں کا اس قدر ہے کے باوجود ایمان نہ لایا بلکہ ہمیشہ صحابہ کرام سے لڑا بھڑا شکستیں کھا کر مرا اس کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا اس کی ہلاکت پر اس کی سلطنت کا چراغ بجھ گیا ممالک اسلامی سلطنت میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق کی تعریف پڑھو۔ مسئلہ یعنی ان کا یہاں بھی راج جمے گا اس سے بات گذشتہ کتابوں میں دیکھ کر اور کہانت کے ذریعہ معلوم کی تھی وہ کاہن بھی تھا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ مسئلہ بخاری شریف میں ہے۔ کہ اس نے اپنے سرداروں سے کہا کہ اگر تم اپنے سلطنت کی بقا چاہتے ہو تو نبی پر ایمان لے آؤ وہ سب بھڑک گئے تو وہ بولا کہ میں تو آپ کی پختگی آزمانا تھا۔ مسلم: اس میں ہے کہ اس نے غزوۂ تبوک کے موقعہ پر ایک خط حضور اقدس کی خدمت میں بھیجا کہ میں مسلمان ہوں حضور نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے وہ تو ابھی عیسائی ہے ثابت معلوم ہوا کہ ہدایت بغیر رب کی مہربانی کے میسر نہیں ہوتی کبھی سلطنت اور امیری ایمان سے روک دیتی ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور کو جان پہچان لینا ایمان نہیں بلکہ تسلیم کرنا ایمان ہے۔ مسئلہ معراج عروج کا اسم آلہ ہے عروج کے معنی پر چڑھنا معراج بھی چڑھنے کا آلہ یعنی سیڑھی مگر اصطلاح میں بمعنی صعود آتا ہے جیسے سیادۃ یعنی السیادت یا سیادۃ بمعنی صعود عن الفاضل ایسے ہی معراج بمعنی عروج۔ معراج کے متعلق لوگوں کے بہت سے قول ہیں جسمانی تھی یا خواب میں، بارہویں ربیع الاول میں ہوئی یا سترہویں نبوت سے پہلے ہوئی یا بعد میں نبوت سے پانچ سال پہلے ہوئی وغیرہ۔ مگر قوی اور صحیح یہ ہے کہ حضور انور کو بہت بار معراج ہوئی ایک بار جسمانی بھی خواب میں جسمانی معراج نبوت سے گیارہویں سال یعنی ہجرت سے ایک سال پہلے ہوئی اور اپنی حقیقی والدہ کے گھر سے ہوئی ستائیسویں رجب شب سہ شنبہ کو ہوئی مدینہ فرماتا ہے اسری بعبدہ اگر صرف خواب میں معراج ہوتی تو بعبدہ نہ فرمایا جاتا۔ عبد کہتے ہیں جسم روح کو نہ غیر لوگوں میں اتنا عمدہ تحفہ خواب پر کون اعتراض کرتا ہے۔ مسئلہ بیت اللہ شریف سے بیت المقدس تک کی جسمانی معراج قطعی یقینی ہے، اس کا انکار کفر ہے۔ بیت المقدس سے آسمان بلکہ لامکان تک کی معراج کا اگر اس لیے انکار کرتا ہے کہ آسمان کے پھٹنے کو ناممکن مانتا ہے۔ تو بھی کافر ہے کہ اس میں آیات قرآنیہ کا انکار ہے ورنہ گمراہ ہے اس پوری بحث یہاں مرقات اور اشعۃ اللمعات اور بخاری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں ملاحظہ کرو ہم نے کہا ہے کہ آیۃ کریمہ سبحان الذی سے بارکنا حولہ تک بیت المقدس تک کی معراج کا ذکر ہے۔ اور ولقد رہ نزلۃ اخری میں آسمانی معراج کا ذکر ہے۔ اور اخرجوا المسیح الطبرانی میں لامکانی معراج کا ذکر ہے ۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَةٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِيَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَ

پہلی فصل روایت ہے حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس ابن مالک سے وہ مالک ابن صعصعہ سے راوی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس رات کے متعلق خبروں میں حضور کو معراج کرائی گئی کہ جب کہ میں بسا اوقات فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے یہاں سے یہاں تک چیرا یعنی آپ کے گلے کی گڈھی سے آپ کے بالوں تک تو پھر میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا تھا پھر میرا دل دھویا گیا پھر اسے بھر دیا گیا پھر لوٹا دیا گیا۔ اور ایک روایت میں ہے پھر پیٹ دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر ایمان حکمت سے بھر دیا گیا پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا

لہ قتادہ تابعی ہیں اور حضرت انس صحابی مشہور صحابی ہیں اور مالک ابن صعصعہ بھی صحابی ہیں لہ اسری بنا ہے اسرا سے بمعنی رات میں سیر کرنا سارے معجزات لوگوں کو کھلانے مگر معراج لوگوں سے چھپائی گئی بعد میں سنائی گئی کیونکہ معراج میں رب سے وصال تھا اس میں حضور کی نورانیت بھی ظاہر تھی اور حضور کا لباس بھی نورانی تھا کسی آنکھ میں طاقت نہ تھی کہ حضور کو دیکھتی کہ حضور کا لباس اور برتنا ہے نور کا لباس اور سارا دنیا حضور کا گھر ہے جہاں لباس بشریت میں آئے وہ جہاں حضور کا گھر ہے وہاں کا لباس نور ہے۔ لہ حجر اور حطیم ایک ہی چیز ہے یعنی کعبہ معظمہ کا پرنالہ گرنے کی جگہ اسکی تفسیریں اور بھی آگئی ہیں۔ مگر جسمانی معراج کا مکہ ہے تو حضور اول شب میں حطیم میں سوتے تھے اور آخر شب میں ام ہانی کے گھر میں تاکہ حضور اقدس کو ام ہانی کے مکان سے یہاں حطیم میں لاسکے لہذا یہاں لاکر لٹایا۔ یہاں سینہ پاک چاک کیا یہاں کو زمزم سے غسل دیا یہاں طشت بہشتی بھر کر حضور کو دیا جانا یہاں سے براق کے جلو میں حضور کو لے کر فرشتے چلے تو اس حدیث میں جگہ سے معراج کا ذکر ہے اور شق یعنی جبریل امین کا حطیم کعبہ کے گھر آنا مکہ کا ہے یہ حطیم میں نادر یہ واقعہ کا ہے۔ لہ بال سے ناف تک یہاں میں یعنی سینہ چاک کیا مشکوٰۃ میں تریاق میں لکھا گیا تھا اس سے ایک چیز نکال دینے کے لیے آج مال نکالا گیا ہے اس لیے حضور فرمان بھر دینے کے لیے یہاں تکلیف یعنی صفائی تھی آلائش نہیں یہاں کا بھی بے نیاز تکلیف علی عزیز حضور تو کا زندہ رہنا بھی معجزہ ہے لہ حضور کے قلب شریف میں ایمان و حکمت پہلے ہی سے موجود

فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ

اور گدھے سے بڑا تھا اور خچر سے چھوٹا تھا جسے براق کہا جاتا ہے وہ اپنی نگاہ کی انتہا پر ایک قدم رکھتا ہے تو میں اس پر سوار کیا گیا تو چلے میرے ساتھ جبریل چلے حتیٰ کہ وہ دنیا کے آسمان پر پہنچے تو دروازہ کھلوایا گیا

تھا یہ بھی ایسا تیز رفتار کہ ایک قدم اس کا وہاں پڑتا تھا جہاں تک نظر کام کرتی تھی۔ براق کی تیز رفتاری کا ذکر بہت سی حدیثوں میں ہے۔ اور اس کی رفتار کی تیزی کا بیان شرح سے بہت زیادہ ہے۔ لفظ براق برق سے ہے یعنی بجلی یا چمک۔ سفید رنگ کا ہونا اس کی چمک کی طرح تیز ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور وہ چمک دار سفید رنگ کا ہے اس لیے براق کہتے ہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ اس پر گذشتہ انبیاء کرام بھی سواری کرتے رہے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ جنتی گھوڑوں میں سے براق خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا اور یہ سعادت اس پر حضور معراج میں بھی سوار ہونے اور قیامت میں بھی سوار ہوں گے۔ یہ جنت میں رہے گا۔ وہاں یہ جانور کسی عمل کی جزا کے لیے نہیں پہنچا کر کہا جائے کہ جنت تو صرف انسانوں کی جگہ ہے وہاں جانور کیسے پہنچا بلکہ حور و غلمان جنتی چوپایوں کی طرح یہ بھی خدمت کے لیے ہے۔ خیال رہے کہ ہر جنتی کا جنت میں ایک حوض ہوگا مگر حضور کے حوض کا نام کوثر ہے۔ جو سب سے اعلیٰ ہے یونہی ہر جنتی کا جنت میں ایک براق ہوگا سواری کے لیے مگر حضور کا براق سب سے اعلیٰ ہوگا وہ ہر براق سے تیز رفتار ہے۔ (اشعہ)

مسئلہ یہ گدھا میں خود سوار نہ ہوا بلکہ سوار کیا گیا۔ جبریل امین نے حضور کو سوار کیا۔ کہاں جناب جبریل سے تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ سے پکڑی اس شان سے خدا کی سواری چلی (اشعہ) خیال رہے کہ حضور اور براق پر سوار ہونا انبیاء شان کے لیے تھا جیسے دولہا گھوڑے پر سوار ہو کر سہرا باندھ کر شہزادہ کی طرح خراماں خراماں چلتا ہے۔ براق کی رفتار بھی خدا ہی جانے تاہم خود حضور کی اپنی سواری براق سے زیادہ تیز ہوئی۔ (مگر حضور انبیاء کرام نے بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور حضور کو دیکھا مگر آسمانوں پر حضور سے پہلے پہنچ گئے اور حضور کا استقبال کیا جیسا کہ آگے آرہا ہے کیونکہ آج ان حضرات کی کارکردگی کا دن تھا حضور کے دولہا بننے کا دن تھا یہ نبی کی شان ہے۔

مسئلہ حدیث میں اہل بیت المقدس کی نماز کا ذکر ہے مگر مسجد کا ذکر نہیں کیا گیا۔ دوسری حدیث میں کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اور آسمان پر براق کے ذریعہ پہنچے۔ بعض نے کہا کہ ہوا میں اڑ کر کے ذریعے پہنچے بعض نے کہا کہ وہاں حضرت جبریل اپنے بازوؤں پر لے گئے براق صرف بیت المقدس تک تھا۔ مگر قرائن سے (اشعہ و مرقات) خیال ہوتا ہے کہ اسی معراج کے تین حصے تھے زمین سے عرش تک یعنی بیت اللہ سے بیت المقدس تک۔ دوسرا فرش سے عرش تک۔ تیسرا عرش سے لامکان تک بیت المقدس تک اس لیے پہنچایا گیا تاکہ اہل مکہ کو بیت المقدس کے حالات بتا کر دوسری دو معراجوں کا ثبوت دیا جاوے کیونکہ وہ لوگ بیت المقدس جاتے آتے رہتے تھے ساتھ ہی بیت المقدس کی عظمت کو چار چاند لگ جائیں۔ نیز آسمانوں کے دروازے بیت المقدس کے مقابل ہیں۔ یہاں سے سیدھے ان دروازوں پر پہنچا جاوے

(مرقات)

قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ قَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ

کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضور تشریف فرما ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں تو ان کی خوش آمدید ہو وہ خوب آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں جناب آدم تھے تو کہا یہ تمہارے والد آدم ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا

سلہ اگرچہ آسمانوں میں حضور کی آمد کا پہلے سے اعلان ہو چکا تھا اور آسمان کے دروازے حضور کے لیے کھولے جا چکے تھے مگر دروازہ والے کا دوبارہ پوچھنا اور آسمان کے دروازے کا دوبارہ کھولا جانا تشریف آوری کی دھوم مچانے کے لیے تھا مگر دروازہ والے کا یہ پوچھنا کہ کیا اسے بلایا گیا ہے کہا ہاں اجازت سے کر حضرت جبریل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب بھی ہیں اور عبد بھی معراج میں دونوں شانوں کا اظہار ہے۔ خیال رہے کہ اس رات کروڑوں فرشتے تو حضور انور کو دیکھنے کے لیے آئے تھے اور بیت المعمور سے سفر فرشتے استقبال کے لیے اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر تھے اور آج جبریل امین اس دروازہ سے حضور کو لے گئے تھے جو آج تک کسی کے لیے نہیں کھولا گیا تھا وہ صرف حضور ہی کے لیے کھولا گیا تھا، اس کے کھولنے والے دروازہ کے ہر شخص کی صفت تو نہ تھی کہ دروازہ کھولنا، حال پوچھنا اور دوسرے فرشتوں کے پہنچنے کے اعلان سے ہیں۔ یہ باب الصعود یا باب العروج تھا۔ مسند ابو یعلیٰ کا ذکر اس جگہ مناسبت میں ہے۔

سلہ دروازہ کھلنے کے بعد تین سوال اس لیے ہیں کہ جبریل دروازہ تنہا سے نہیں آئے ہیں تمہارا دروازہ اور ہے آج تم اور کون داخل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ آج میں ان کے ساتھ ہوں جن کی خاطر یہ دروازہ بنایا اور بند رکھا گیا ہے۔ آج اس دروازہ کے کھلنے کا دن ہے اس رات کو معلوم کرنے دروازہ کھلے ہوں گے رسول الیہ کا مطلب یہ ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ آج وہ بھیجے گئے ہیں۔ یہ سوال اس اعلان کے خلاف نہیں جو پہلے سے حضور کی معراج کا ہو چکا تھا۔ یہ ضابطہ کی کارروائی ہے۔ بیہقی نے فرمایا کہ خود رب تعالیٰ حضور انور کے ساتھ تھا اور فوج حضور کا استقبال فرما رہا تھا۔

سلہ آدم علیہ السلام بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھیں اور حضور کو وداع فرمایا حضور نے پھر دیکھا کہ وہ ہمارے استقبال کے لیے حضور سے پہلے یہاں پہنچ گئے ہیں کی رفتار حضور کے براق کی رفتار سے زیادہ تیز ہوا میں تھی۔ ان حضرات کی کارگزاری کا یہ ثبوت تھا۔ اس لئے وہ کبھی اپنی قبر میں کبھی بیت المقدس میں کبھی آسمان کے دروازے میں جیسا کہ برات کے متعلقین کا حال ہوتا ہے۔

سلہ چونکہ حضور وہاں سے گزر رہے ہیں۔ اور آدم علیہ السلام وہاں ہی ہیں اور ہیں گے۔ اس لئے وہ بشریت کے ناطے حضور کو سلام کرتا ہے۔ اس لئے آپ سلام کریں حضور سلام سے افضل ہیں۔

مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ
فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ
اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا
يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَهٰذَا عِيْسٰى فَسَلَّمْ عَلَيْهِمَا
فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ
اِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ
فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ

صالح فرزند صالح نبی تم خوب تشریف لائے[1] پھر لے گئے جبریل مجھ کو اوپر سے گئے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر پہنچے دروازہ
کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں
کہا خوشی آمدید تم بہت ہی اچھا آنا کہا گیا پھر دروازہ کھول دیا گیا تو جب میں اندر پہنچا تو ناگہاں وہاں
حضرت یحییٰ اور عیسیٰ تھے وہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے کہا یہ یحییٰ ہیں یہ عیسیٰ ہیں انہیں سلام کرو میں نے
سلام کیا تو ان دونوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی کتنے خوب آئے پھر جبریل مجھے تیسرے آسمان کی
طرف لے گئے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا
گیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا خوشی آمدید تم خوب ہی آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں
داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف تھے کہا جبریل نے کہا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کرو میں نے سلام

[1] صالح باتو صلاحیت سے ہے یعنی صرف اخلاق سے متصف اس کے دیدار کی صلاحیت رکھنے والے یا اصلاح سے ہے یعنی نیک خوش خصال
یا صالح وہ ہے جو اخلاق رذیلہ کو دور کر کے اس کی جگہ اخلاق حمیدہ کو پیدا کرے اس لیے یحییٰ علیہ السلام نے زکریا کی تصدیق بالقلب یا لعابین صالح وہ ہے جس میں ساری خوبیاں جمع ہوں
مرقات۔ [2] یہ خالہ زاد بھائی حضرت مریم کو ایک ہی جگہ سے یحییٰ علیہ السلام کی خالہ (یعنی مریم کی بہن حضرت حنہ یا علیہ السلام کی بیوی تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت زکریا
علیہ السلام مریم کی پرورش کا حق رکھتے تھے اسی اختصاص کے معنی ادا بھی کئے گئے ہیں کہ یحییٰ کی خالہ حضرت زکریا کی زوجہ تھیں تو حسن میں کہ یہ دونوں خالہ زاد بھائی کے
بیٹے ہیں کو یہ بھائیوں میں عادۃ المتعالین والدہ یحییٰ علیہ السلام قاریہ کہا تھا ہے جیسے چاند سورج کو زمین کا بیٹا کہہ دیتے ہیں۔ [3] خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ باقی انبیاء کرام مرتے ہیں مگر ان کی طرح مرتے ہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں یعنی دنیا سے

عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ
الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ
أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِدْرِيسُ
فَقَالَ هٰذَا إِدْرِيسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ
مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا

انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے لے پھر بڑھے اور پہنچے گئے حتیٰ کہ چوتھے
آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا میں جبریل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد کہا گیا کیا انہیں
بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید اچھا آنا آپ آئے دروازہ کھولا گیا جب ہم اندر داخل ہوئے تو وہاں حضرت
ادریس تھے جبریل نے کہا یہ ادریس ہیں آپ انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا کہا خوش آمدید آ صالح
بھائی صالح نبی پھر بڑھے اور پہنچے حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا گیا کہا گیا کون ہے کہا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ
کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں بلایا گیا ہے کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنا آئے دروازہ کھولا گیا جب میں

والد کا نام عبرت دلانے کے لیے ذکر فرمایا ورنہ وہ بھی حضرت آدم کی اولاد میں سے تھے۔ ۱۲ منہ ۲ خیال ہے کہ ان حضرات انبیاء کرام نے حضور انور کو اپنا بھائی فرمایا باوجود کہ سب سے نبوت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام علاتی بھائی ہیں عقائد کے ایک مستقل رسالہ میں اس پر بحث کی ہے کہ ان حضرات کا ان مقامات اولیٰ پر حضور سے ملاقات کرنا استقبال کے لیے ہے اور ان کے مقامات یہ نہیں ہیں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مقام چوتھا آسمان ہے مگر معراج میں انہوں نے حضور سے دوسرے آسمان پر ملاقات کی جیسے جب عالم سامان سے آتے ہیں تو کوئی کارواں کا استقبال کرتا ہے کوئی آگے بڑھ کر اور کوئی گھر کے دروازہ پر تفسیر روح البیان سے اس ترتیب کا فائدہ معلوم ہوا کہ سب سے بہت شاندار مکان کی ہے دیکھو ہماری تفسیر نعیمی ۱۲

۱ ان سب حضرات کا یہ فرمانا استقبالیہ کلمات کے طور پر تھا۔ ۲ خیال ہے کہ ادریس علیہ السلام کا مقام جنت ہے آپ نے ابتدائی عارضی حالت استقبال کی پھر زندہ ہو کر جنت میں داخل ہو گئے پھر وہاں سے نکلے رب نے فرمایا ہم انہیں یہاں ہی رہنے دیں رب فرماتا ہے ورفعناہ مکانا علیا لگتا ہے حضور کے استقبال کے لیے چوتھے آسمان کے دروازہ پر آئے تھے آسمان کی اس دروازہ پر آنے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ان کا گھر جنت آسمان میں ہے جنت آسمان کا گھر کا گنگا دی فرشتوں میں ہوا کرتا ہے نہ کہ گھر میں۔ ۳ ادریس علیہ السلام حضرت آدم کے بڑے اولاد میں سے ہیں کیونکہ آپ نوح علیہ السلام کے باپ اولاد میں سے ہیں مگر آپ کو بھائی کہا اس لیے کہ نبوت کے لحاظ سے سارے انبیاء آپس میں بھائی ہیں اس نبوت کے رشتہ سے حضور کو بھائی کہا جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں ۱۲ منہ ۴

خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا
بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَآءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ
هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا
بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى

اندر گیا تو وہاں حضرت ہارون تھے جبریل نے کہا یہ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا
خوش آمدید اے صالح بھائی اور صالح نبی پھر چلے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چھٹے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے
کہا میں جبریل پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید
کیا اچھا آنا ہے دروازہ کھولا گیا میں جب اندر پہنچا تو وہاں حضرت موسیٰ تھے جبریل نے کہا یہ موسیٰ ہیں انہیں سلام کیجئے
میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی بیٹے ہاں سے آگے بڑھے تو رو دیئے

سلہ تفسیر روح البیان نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے یہ مقامات ان کے درجات علوم کے لحاظ سے تھے جس نبی کا علم جو اعلیٰ اور اعلیٰ مقام بلند وہ پھر حضرت ہارون علیہ السلام اور ان سے اوپر چھٹے آسمان پر حضور انور سے ملے جیسا کہ گذرا رہے ابراہیم علیہ السلام جو کہ انبیاء کرام کے والد ہیں اور بڑے درجہ والے اس لیے وہ سب سے اوپر ساتویں آسمان پر حضور انور سے ملے یہ فرق مراتب بیت المقدس کی نماز میں بھی تھا کہ اعلیٰ درجہ والے پہلی صف میں تھے واللہ اعلم سلہ صالح کے نہایت مفید نفیس ہونے کی کچھ پہلے عرض کیے گئے کہ رب کے دیدار اس سے ہم کلامی کلام فرمانے اس سے اپنی بات سنوانے گفتگو سننے کی شفاعت فرمانے کی صلاحیت رکھنے والے یہ صفت حضور انور کے اور کسی میں نہیں سلہ چونکہ موسیٰ علیہ السلام جیسے صاحب کتاب نبی ہیں آپ کی تورات پر ہزارہا نبیوں نے عمل کیا لہٰذا یہ بھی اولوالعزم ہیں۔ اس لیے آپ ان سب نبیوں سے اوپر بیت چھٹے آسمان پر رکھا گئے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جناب علیہ السلام سے افضل ہیں ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔ سلہ بعض بیوقوفوں نے سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حسد کی وجہ سے تھا کہ جو درجہ انہیں مل گیا وہ مجھے نہ ملا اور ان کی امت جس تعداد میں جنت جائے گی میری نہ ہوئی مگر یہ غلط محض ہے۔ کیونکہ حضور سے تو اللہ تعالیٰ حسد کے سینوں سے بھی صاف کرے گا۔ فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورھم غلا تو حضرات انبیاء کرام جو دنیا میں حسد سے پاک تھے وہاں حسد کیسے کریں گے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا اپنی امت پر اظہار افسوس کے لیے ہے۔ کہ ان بدنصیبوں نے بہتیرے بری خواہشات کی اس لیے ان میں جنتی تھوڑے ہوئے اور ان محبوب کی امت ان کی اہانت بہت کرے گی۔ اس لیے وہ جنتی زیادہ ہوں گے مگر شارح کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا خوشی کا تھا

قِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ اَبْكِيْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْثَرُ مِمَّنْ يَّدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِيْ ثُمَّ صُعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ فَرَحْبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ

اُن سے کہا گیا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے فرمایا اس لیے ایک نوجوان میرے بعد بھیجا گیا ان کی اُمت میری اُمت سے زیادہ جنت میں جائے گی جب پہنچے ساتویں آسمان کی طرف اُٹھایا گیا جبریل نے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا جبریل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا محمد ہیں کہا گیا انہیں بلوایا گیا ہے کہا ہاں تو کہا گیا خوش آمدید آپ بہت اچھا آنا آئے پھر جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم وہاں تھے مجھ سے کہا گیا کہ یہ ابا ابراہیم ہیں

کہ آج ان کا لڑکا دنیا میں تشریف لائے گا جو اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور میں ان کی آنکھوں کو دیکھوں گا۔ گویا یہ خبر مصطفیٰ جمال الٰہی کا سرمہ لے کر تیز ہوں گے۔ اگلا مضمون حدیث کی وجہ نہیں ہے بلکہ مستقل کلام ہے یہ تو بہت بڑی تائید ہے۔ انشاء اللہ اس کا ذکر ابھی آئے گا۔

مسئلہ عرب میں غلام بمعنی فتیٰ اور لڑکا بھی آتا ہے اگرچہ وہ ادھیڑ یا بوڑھا ہو چنانچہ ابراہیم حضور انور کو جناب یعنی جوان کہتے تھے حالانکہ اس سے کم عمر حضرت ابوبکر صدیق کو شیخ کہتے تھے موسیٰ علیہ السلام نے حضور کو غلام کہا یعنی نہایت قوت طاقت والے رسول ہونے کے باوجود آپ حضور میں جوانی کا لفظ بولا ہے یہ کمزوری نوم کو بتانا بہت فضول کام ہے۔

مسئلہ اس فرمان عالی کا مطلب ابھی عرض کیا گیا کہ یہ حسد یا غیظ نہیں بلکہ اپنی اُمت اسرائیلیوں پر اظہار افسوس ہے کہ ہماری میری اُمت بھی ان محبوب کی اُمت کی طرح تابع فرمان ہوتی۔ میری اُمت میں بھی ان کی اُمت کی طرح اولیاء علماء صالحین رہتے۔

مسئلہ یعنی سب سے پہلے ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ یہی ترتیب اکثر روایات میں ہے۔ بعض روایات میں اس کے خلاف بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو ساتویں آسمان میں دیکھا۔ ادریس علیہ السلام کو تیسرے تیسرے آسمان میں اور یوسف علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں

اگر یہ روایت صحیح ہے تو وہ ملاقوں کی

معراج کا یہ حصہ حضور انور کے معراج جسمانی بہت

جس میں ایک مسلمان باقی مسلمانوں کو بتا رہا ہے

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا اَبْنَقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ
اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ

آپ انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوب آئے اے صالح فرزند صالح نبی کے پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا تو اس کے بیر ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح جبریل نے کہا یہ سدرۃ منتہیٰ ہے وہاں چار نہریں تھیں، دو نہریں تو مخفیہ تھیں

مسئلہ یہاں برکات نے فرمایا کہ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم شوق دیدار الٰہی میں بجلت استقبال تھے، اس لئے جبریل امین ہر مقام پر عرض کرتے تھے کہ یہ فلاں نبی ہیں اور یہ فلاں رسول کہ آپ انہیں سلام کریں۔ آپ کی توجہ تمام رب انام کی طرف تھی، لہٰذا جو مقام راستہ میں آتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام انبیاء کرام کو جانتے پہچانتے تھے۔ کیسے فرماتے ابھی کچھ دیر پہلے قوت القدس میں یہ سب حضرات حضور انور کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں، آپ سے ملاقات کر چکے ہیں، آپ کو وہاں سے وداع کر چکے ہیں پھر پہچاننے کے کیا معنی بات وہی ہے جو مرقات میں فرمائی۔

مسئلہ یہاں برکات نے تین بحثیں مفید بیان فرمائیں ایک یہ کہ ان آسمانوں پر انبیاء کرام اپنے جسم شریف سے ہی موجود تھے صرف روح نہیں جیسے یہ کہ ہر آسمان پر جب سے ہی استقبال کے لیے موجود تھے جن کی زیارت ہم نے بیان کی کہ کیسے تھے پہلے آسمان پر آدم علیہ السلام کو دیکھا تھا دوسرے پر عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام کو، تیسرے پر یوسف علیہ السلام کو، چوتھے پر ادریس علیہ السلام کو، پانچویں پر ہارون علیہ السلام کو، چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام کو، ساتویں پر ابراہیم علیہ السلام کو۔ یہ ترتیب مکانی میں رب تعالیٰ کی بڑی حکمتیں تھیں، چونکہ آدم علیہ السلام اول البشر اور ابو البشر ہیں۔ لہٰذا وہ اول آسمان پر تشریف فرما ہوئے ولدیت کے اظہار کے لیے عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں کہ آپ میں اور ان کے درمیان میں کوئی اور نبی نہیں لہٰذا ان سے قریب ترین جگہ یعنی دوسرے آسمان پر دکھائے گئے۔ چونکہ حضور کی امت تمام انبیاء سے زیادہ ہے جنت میں داخل ہوگی اس لئے آپ انکے بعد دکھائے گئے۔ اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل کے والد ہیں اس لیے آپ کو سب سے اوپر ساتویں پر ملا گیا۔

مسئلہ یہ ایک نورانی بیری کا درخت ہے جس کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے، شاخیں ساتویں آسمان کے اوپر اسے منتہیٰ چند وجہ سے کہتے ہیں ایک یہ کہ فرشتوں کے علم کی انتہا یہاں ہے اس سے اوپر کی خبر کسی فرشتے کو نہیں، دوسرے یہ کہ حضور انور کے سوا کوئی نبی یہاں سے آگے تشریف نہ لے گئے، تیسرے یہ کہ سب سے بڑے فرشتہ حضرت جبریل کی انتہا یہاں ہی ہے۔ کہ وہ اس سے آگے نہیں بڑھتے جو نعمتیں کہ لوگوں کے اعمال یہاں تک مقبول ہوتے ہیں یہ فرشتے کے پہنچتے ہیں۔ پھر یہاں سے اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔ یوں ہی احکام الٰہی اوپر سے یہاں تک آتے ہیں۔ پھر فرشتے یہاں سے لیتے ہیں۔ بہر حال یہ بیری چند جہات سے منتہیٰ یعنی ختم ہونے کی جگہ ہے جہاں مخلوق حضور کی جہت کی طرف ہے

وَنَهَرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهَرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ

اور دو نہریں ظاہر ہوئیں میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے عرض کیا کہ خفیہ نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں لیکن ظاہری نہریں وہ نیل اور فرات ہیں پھر میرے سامنے بیت المعمور لایا گیا پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا میں نے دودھ قبول کیا تو جبریل نے کہا یہ وہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے پھر مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر میں واپس ہوا

سلہ بھروں کا ایک شہر ہے۔ جہاں کے شکرے بہت بڑے ہوتے ہیں۔ فرمایا اس بیری کے پتے مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح ہیں خیال رہے کہ تمام درختوں میں بیری افضل ہے۔ اس کے بعد کھجور کا درخت ہے۔ اصل

سلہ یعنی اس بیری کے درخت کی جڑ سے چار نہریں نکلتی ہیں دو تو ظاہر بہتی ہیں اور دو زمین میں رہتی ہیں جیسے کہ سفر میں ذکر ہوا۔

سلہ یہ معنی بیری کو ترا اللہ سدرہ میں یا کوثر اللہ نہر جنت۔

سلہ معلوم ہوا کہ نیل اور فرات بڑی اشرف داعلیٰ نہریں ہیں کہ ان کی اصل جنت سے ہے۔

سلہ اس طرح کہ بیت المعمور تک پہنچایا گیا اور وہ میرے سامنے آیا جیسے لاہور جانے والا کہتا ہے کہ لاہور آگیا یعنی میں لاہور آگیا یعنی المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے۔ کعبہ جو سفر کے مقابل ساتویں آسمان کے اوپر ہے بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے وہاں فرشتوں کو نماز پڑھائی جیسے بیت المقدس میں نبیوں کو پڑھائی تھی۔ العیذ حضرت فرماتے ہیں۔ شعر

یہ نور سدا سماں پر بندھا یہ سدرہ اٹھا اور عرش بنا صفوف سماں تھے بھرے کیا ہی جواں تھا وہ سلسلے

سلہ وہاں دین فطرت اور دودھ کی شکل میں دکھائی گئی اور دودھ ہی دنیا میں انسان کی پہلی غذا ہے اس کا رنگ سفید ہے اور سفید رنگ تمام رنگوں کی اصل ہے فطرت کی اصل شریعت کی اتباع ہے انبیا و رسول اہل اسلام ہے۔ آج بھی جو خواب میں دودھ پیئے تو اس کی تعبیر فطرت علم دین اور اسلام پر استقامت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم اگرچہ شہد بھی اچھی چیز ہے مگر اس میں دودھ کی سی سفیدی صفائی غذائیت نہیں ہے۔ یہ شراب جنت تھی جو حرام نہیں۔ فرق میں

سلہ نماز کی فرضیت اور مکان میں پہنچ کر ایسے مقام پر جہاں زمان تھا نہ مکان تھا۔ نہ مقام نہ جہاں تھا تو وہاں یہ خاص تحفہ عطا ہوا امت محمدیہ کو حضور کی معرفت دیا گیا۔ حضور انور تو پہلے ہی سے نمازیں ادا کرتے تھے۔

فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ

ترجمہ موسیٰ علیہ السلام پر گذرا انہوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا میں نے کہا ہر دن پچاس نمازوں کا انہوں نے کہا آپ کی اُمت ہر دن پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھے گی اللہ کی قسم میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کی اور بنی اسرائیل کو تو خوب آزمایا لہٰذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اس سے اپنی امت کے لیے آسانی مانگیے۔ چنانچہ میں واپس ہوا تو اس نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں پھر میں جناب موسیٰ کی طرف

لہ یعنی پہلے آسمان پر معلوم ہوتا ہے کہ واپسی میں بھی حضور انبیاء سے تمام نبیوں نے اسی ترتیب سے ملاقات کی جس ترتیب سے جاتے وقت ملاقات کی تھی یہ ہی سوا بیرا کا حال تھا کہ برائی۔ ترتیب وغیرہ جس ترتیب سے حضور کر لے گئے تھے اسی ترتیب سے واپس لائے

سلہ یہ ہے موسیٰ علیہ السلام کا علم غیب کہ امت محمدیہ جو ان کے بہت بعد ہے اور تا قیامت رہے گی اس کی طبعی کیفیت سے خبردار ہیں واقعی اگر نمازیں پچاس رہتیں تو جس گھنٹہ میں پچاس نمازیں صف بھاری پڑتیں نمازوں کے بعد کوئی وقت ہی نہ بچتا جو دوسرا کام کیا جاتا کھانا کمانا سونا وغیرہ سب بند ہو جاتے خیال رہے کہ طاقت سے زیادہ کی تکلیف ربنا سب کا خالق نہیں لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا۔ یہاں تکلیف نہیں کیونکہ ہنوز امت تک پہنچا ہی نہیں۔ جب ان تک پہنچا تو آسان ہو چکا تھا لہٰذا اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ سکہ موسیٰ علیہ السلام کی امت پر دن رات میں صرف دو نمازیں فرض تھیں جنہیں وہ ادا کر سکے اس لئے آپ فرماتے ہیں مگر موسیٰ علیہ السلام کی ہدایت مانی جاتی تو ہمارا حضور سے ایک نماز رہتی سکہ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رؤف رحیم ہیں مگر امت محمدیہ پر رحم آیا جلال والے نبی موسیٰ علیہ السلام کو آخر یہ کیوں اس کی جلد وجہیں ہیں ایک یہ کہ رب چاہتا تھا مگر رد کی دیا جائے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات مرنے کی مدد کر سکتے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام نے بنی وفات سے تین ہزار سال بعد صلحاء کی مدد یہ کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کر دیں دوسرے یہ کہ بتا دیا جاوے کہ اللہ تعالیٰ جیسے جو رتبہ اپنے مقبولوں کے ذریعہ وسیلہ سے دیتا ہے رب نے یہ رعایت دی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کر دیں مگر موسیٰ علیہ السلام کے توسل سے تیسرے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام بھی رب سے عرض معروض کرتے ہیں۔ تو حضور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دیکھو جناب موسیٰ علیہ السلام نے خود ہی رب سے یہ نہ کہہ دیا کہ پچاس نماز ہماری ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کیا کرو تم بھی حضور کے توسل سے رب سے عرض معروض کیا کرو۔ چونکہ یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی میں ایسی بار پا ہے کہ بار بار حاضر ہو سکتے ہیں دیکھو حضور نے یہاں سے ہی

فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ بِخَمْسِيْنَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتَ قُلْتُ أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَ

لوٹا میں پھر رب کی طرف لوٹا اس نے مجھ سے دس معاف فرمادیں میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا اس نے مجھ سے دس اور معاف فرمادیں میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا رب نے مجھ سے دس اور معاف فرمادیں پھر میں جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ رب کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا ہر دن پانچ نمازیں انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی

دعا نہ کردی بلکہ بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رب تعالیٰ کے درمیان آنے جانے سے اس لئے کہ رب تعالیٰ نے پانچ پانچ نمازیں کم کیں ایک بار ہی پینتالیس کم نہ کردیں۔ پانچویں یہ کہ موسیٰ علیہ السلام چاہتے تھے کہ محبوب (رب) رب کو دیکھ دیکھ کر آتے ہیں اور میں محبوب کر کی آنکھوں کو بار بار دیکھتا ہوں رخسار مصطفےٰ جمال کبریا کا آئینہ تھے طور والی دعا نے دیدار آج نبوں پر ہو رہا ہے وہ تمنا آج پوری ہے امت کا بھاگ تھا کام آنا تھا۔ اس لئے اس کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام منت بردار ہوئے۔ غرضیکہ اس واقعہ میں بہت سی حکمتیں ہیں جو رب ہی جانے یا اس کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲ یہاں اس نماز کی معافی کا ذکر ہے دوسری روایتوں میں ہے کہ ریشمی آدھی نمازیں معاف کردیں کیونکہ دونوں میں ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف فرمائیں یہ فرق روایت مختلف ہے ان دونوں واقعوں میں یعنی چند بار میں آدھی نمازیں معاف ہوئیں بار بار میں تمام نمازیں معاف فرمائیں تفصیل یہ ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف ہوئیں دیکھو اور اسی رات دس نذر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے ایک فرض تو اہل بار اور خود نفسہ حضرت موسیٰ اور رب تعالیٰ کے درمیان آنے جانے میں کی پانچ ہوئیں ۱۲ یعنی میں نے فرمایا میں سے علیہ السلام کہا کہ نمازیں پینتالیس معاف ہوگئیں اور پانچ باقی رہیں اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی کامل بلکہ مکلفین کی خبر سے پہلے بھی منسوخ ہو سکتا ہے مجھو سمجھا نہ پینتالیس نمازوں کا حکم ہوا کہ مسلمانوں نے نہ تو ان پر عمل کیا نہ ادا کیں کہ منسوخ ہوگئیں صرف حضور انور کے علم میں نسخ سے پہلے حضور نا علم بھی کافی ہے ۱۲ یعنی عام مسلمان پانچ نمازوں کی پابندی نہیں کر سکیں گے اسی میں سستی کیا کریں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان بالکل درست ہوا دیکھو آج مسلمان زکوٰۃ۔ حج۔ جہاد مسجدوں کی تعمیر پر بڑے شوق سے کرنے میں مدرسے کے لئے چندے منظور کرتے ہیں مگر نماز کا پابند کوئی کوئی ہی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے وانها لكبيرة الا على الخاشعين جن کا قلت مراد قوت نہیں بلکہ رغبت والی

إِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى
رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأُمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ وَلَكِنِّي أَرْضَى وَ
أُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ دُونَ
الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ

میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کر لی ہے۔ بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزما لیا۔ ہے آپ پھر اپنے رب کی طرف لوٹیے آپ اس سے اپنی امت کے لیے کمی کا سوال کریں۔ حضور نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے اتنے سوال کیے کہ اب شرم کرتا ہوں لیکن میں راضی ہوں تسلیم کرتا ہوں۔ جب میں آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی۔ متفق علیہ۔ حضرت ثابت بنانی سے روایت ہے حضرت انس سے وہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا وہ سفید دراز جانور ہے گدھے سے اونچا خچر سے نیچا اپنا ثاپ اپنی نگاہ کی حد پر رکھتا ہے میں اس پر سوار ہو گیا۔ حتیٰ کہ میں بیت المقدس

طاقت مزید ہے لہٰذا اس فرمان موسوی پر کمی کر لی۔ حتیٰ فرض نہیں نہ تو رب نے طاقت سے زیادہ نمازوں کا ہم کو مکلف کیا ہے اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان غلط ہوا طاقت و استطاعت کی بہت سی قسمیں ہیں۔

۱؎ یعنی نمازیں پانچ سے بھی کم کر دی جاویں خاطر جناب کلیم اللہ کہ مقصد یہ ہوگا کہ دن رات میں ایک بلکہ ہفتہ میں ایک نماز ہے۔

۲؎ حضور فرماتے ہیں کہ یہ پروگرام پہلے ہی طے شدہ تھا اور رب نے بے جھجک عرض معروض کی فرمائش کیوں کیا فرمائی۔

۳؎ یعنی نمازیں پڑھنے میں کم کی گئی ہیں ثواب میں کم نہیں کی گئیں مسلمان پڑھیں پانچ مگر ثواب پچاس ہی کا پائیں گے رب فرماتا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا۔ ۴؎ حضور نور براق پر سوار ہوئے مسجد حرام شریف سے میرا ہی براق پر سوار ہوئے مسجد اقصیٰ سے آسمان تک کے سفر میں ساتویں آسمان سے آگے براق نہ گیا یہ رب تعالیٰ قدرتی تحت حضور کو اوپر لے گیا پھر عرش اعلیٰ سے اوپر بغیر کسی سواری کے تشریف لے گئے ادھر سے خطاب ہوا ادنیٰ فتدلیٰ تو آگے بڑھے تو آگے بڑھے ایک قدم حضور آگے بڑھاتے تھے ایک قدم میں ہزار ہا برس طے ہو جاتے تھے

۵؎ لہٰذا براق ایک قدم میں آسمان پر پہنچا مگر یہ رفتار خراماں تھی حضرات انبیاء کرام براق سے پہلے اپنے اپنے مقام پر حضور کے استقبال کے لئے پہنچ چکے تھے۔

فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي تَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ وَسَاقَ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ قَالَ فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ وَ

آیا تو میں نے اسے اس کڑے سے باندھا جس سے حضرات انبیاء باندھا کرتے تھے فرمایا پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو اس میں دو رکعتیں پڑھیں پھر میں نکلا تو میرے پاس جبریل ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے تو میں نے دودھ اختیار کیا تو جبریل بولے کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا پھر ہم کو آسمان کی طرف لے جایا گیا اور پھل حدیث کے معنی بیان کیے فرمایا کہ ہم جناب آدم کے پاس تھے انہوں نے مجھے مرحبا کہی اور مجھے دعا خیر دی فرمایا پھر تیسرے آسمان میں پہنچے تو حضرت یوسف کے پاس تھا کہ میں دیا گیا ہے آدھا حسن انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا خیر کی اور

ف۱ یہ کڑا اسی پتھر نے دیکھا ہے اب وہ زمین سے تو غائب ہو گیا ہے مگر اس کا بیچ کا حصہ باریک رہ گیا ہے ایک دیوار میں نصب ہے وہاں لوگ برکت کے لیے نوافل پڑھتے ہیں بعض حضرات انبیاء کرام جب بیت المقدس میں سواریوں پر آتے تھے تو اس حلقہ سے ہی باندھتے تھے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ہر نبی کو رب تعالیٰ نے براق عطا فرمائے تھے جو اسی حلقہ سے باندھتے تھے مگر یہ شارحین یہ نہیں بتا سکے کہ وہ حضرات اپنے براقوں پر سوار کب ہوتے تھے حضور انور تو معراج میں سوار ہوئے ان حضرات کو معراج عطا نہیں ہوئی اگر یہ ہوتی کہ وہ آج سارے نبی اپنے اپنے براقوں پر گئے اور انہیں نے اسی حلقہ سے باندھے تو بات کھل جاتی کیونکہ یہاں ماضی استمراری ہے باندھتے تھے بہرحال یہ بھی ممکن قوی ہے کہ وہ حضرات اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے معلوم ہوا کہ جس جگہ سے انبیاء کرام کی سواریاں بندھا کریں وہ جگہ بھی افضل ہو جاتی ہے

ف۲ بیت المقدس میں پڑھی جہاں سارے نبی آپ کے انتظار میں تھے سب نے حضور کے پیچھے پڑھیں اگرچہ حقیقت میں حضور کی امامت ان سب کا ظہور تھا جو میثاق کے دن نبیوں سے حضور کے متعلق اطاعت و فرمانبرداری کا لیا گیا۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا۔

نماز اقصیٰ میں تمہاری ہی سر عریاں ہوں معنی اول و آخر کو دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے

ف۳ پچھلی روایت میں گزرا کہ یہ برتن بیت المعمور کے پاس پیش کیے گئے یہاں ارشاد ہے کہ بیت المقدس کے پاس پیش ہوئے ہو سکتا ہے کہ دونوں جگہ پیش ہوئے ہوں یا یہ دوسری معراج کا واقعہ ہے جو خواب میں ہوئی تھی یہاں شہد کا ذکر نہیں شہد بیت المعمور میں پیش کیا گیا تھا یہاں نہیں یا روایت میں اجمال ہے ف۴ یعنی اس حدیث کے الفاظ پچھلی حدیث کے کچھ خلاف ہیں مگر معنی ایک ہی ہیں ف۵ یعنی آدھا حسن تو حضرت یوسف علیہ السلام تنہا کر لیے اور آدھا حسن ساری دنیا کو تقسیم

لَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوسٰى وَقَالَ فِي السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ فَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذُهِبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا

جناب باری کا رونا ذکر نہیں کیا۔ اور فرمایا کہ ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے ابراہیم کو دیکھا۔ جو بیت المعمور سے اپنی پیٹھ لگائے تھے۔ اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو پھر کبھی وہاں لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے تو اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مثل تھے۔ اور اس کے بیر

جو الوہیت کے سوا سارے اوصاف سارے فضل و کمال حضور میں جمع ہیں (اشعۃ) ؎

کسے پہ حسن و ملاحت رسد ما نرسد — تو احسن الخلقی کار ما نرسد

ہزار سکہ بہ بازار کائنات زدند — یکے بخوبی صاحب عیار ما نرسد (اشعۃ اللمعات)

یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضور کے چہرے میں دو دیوار اسے نظر آتے تھے جیسے آئینہ میں اور فرمایا کہ حسن مصطفیٰ کا حضرت صحابہ کو نہیں دکھایا گیا کہ کسی میں اس کے دیکھنے کی طاقت نہ تھی مگر حسن یوسفی کا حضرت سب کو دکھایا گیا اس فرمان کے معنے یہ ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو بہت سے حسن کا آدھا حصہ عطا فرمایا گیا یعنی پورا حسن مجھے عطا ہوا تجھ سے اور عمدا یوسف علیہ السلام کو (مرقات) ؎

حسن یوسف سے کہیں بڑھ کر تھا حسن مصطفےٰ — بات یہ تھی اس کا کوئی دیکھنے والا نہ تھا

۱؎ صاحب مشکوٰۃ نے اس روایت میں اور گذشتہ روایت میں فرق رکھا ہے وہاں کہ وہاں موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر تھا اس روایت میں اس کا ذکر نہیں گویا بیان اجمال ہے۔

۲؎ یعنی ابراہیم علیہ السلام اس طرح کھڑے تھے کہ ان کا منہ تو میری طرف تھا اور ان کی پیٹھ ضریح بیت المعمور سے لگی ہوئی تھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بیت المعمور خانہ کعبہ کے بالکل مقابل ہے بعض نے فرمایا کہ یہ وہی بیت المعمور آدم علیہ السلام اپنے ساتھ لائے تھے پھر اٹھا لیا گیا (اشعۃ و مرآۃ) اللہ اعلم (اشعۃ اللمعات) ۳؎ بیت المعمور فرشتوں کا کعبہ و قبلہ ہے کہ اس طرف رخ کر کے سجدے کرتے ہیں اور اس کی زیارت کرنے باری باری جاتے ہیں جو ایک بار کر جاتے ہیں وہ دوبارہ نہیں آتے یہ زیارت فرشتوں کا حج ہے ۴؎ ثمرہ کی مت تانیث کی نہیں وحدت کی ہے یعنی اس بیری کے پتے ہاتھی کے کان برابر بڑے ہیں۔

كَانَ قَلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ
يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَأَوْحَى إِلَيَّ مَا أَوْحَى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلٰوةً
فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ
قُلْتُ خَمْسِينَ صَلٰوةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ
التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَإِنِّي بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ

شکروں کی طرح تو جب اُسے اللہ کے حکم سے وہ نورانیت چھائی تو سدرۃ ایک عجیب حال پر ہو گیا کہ اللہ کی مخلوق میں کوئی نہیں جو اس کی خوشنمائی بیان کر سکے کہ رب نے میری طرف جو وحی کی وہ کی کہ پھر مجھ پر پچاس نمازیں ہر دن و رات میں فرض فرمائیں کہ پھر میں موسیٰ علیہ السلام تک اتر کر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے۔ میں نے کہا کہ ہر دن و رات میں پچاس نمازیں انہوں نے کہا اپنے رب کی طرف لوٹئے اس سے ہلکا کرنے کی درخواست کیجئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی کہ میں تو بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں

کہ یعنی جب ہم سدرہ پر پہنچے تو اس پر ایک نور چھا گیا اس نور سے وہ سماں بندھا کہ اسے کوئی بیان نہیں کر سکتا اس گھڑی رب نے ایک صبح کو حال عجیب پر ایسے انوار دیکھے جو بیان نہیں ہو سکتے وہ نظارہ اب تک یاد ہے اللہ تعالیٰ پھر دکھائے۔ الٰہی ایں کرم بار دگر کن کہ یعنی میرے سوا کوئی اس کا حسن بیان نہیں کر سکتا اور مجھے اس کے کما حقہ بیان کی اجازت نہیں ایسے موقعہ پر متکلم معتمد جو کہے حضور نے تو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات بیان فرمادی عظمت کے بیان سے دنیا نے خدا کو جانا مانا اعلیٰحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

اے رضا احمد پاک کا فیض ہے ورنہ تم کیا سمجھتے خدا کون ہے

کہ یہاں وحی سے مراد وہ بالشافہ کلام ہے جو رب نے حضور انور کو اپنی ذات اپنا جمال دکھاتے ہوئے فرمایا فرمایا ہے کہ ان قاب قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ اس کلام کی خبر نہ جبریل علیہ السلام کو ہے نہ کسی اور مخلوق کو حوالہ رہے کہ رب نے موسیٰ علیہ السلام سے جو کلام طور پر کیا وہ سب حضور کو بتا دیا وصاف بیشک ما اوحیٰ مگر وہ کلام اپنے محبوب سے کہا وہ کسی کو نہ بتایا معلوم ہوا کہ حضور صاحب اسرار خاص ہیں کہ فضل الٰہی پر ہر چیز تھا کہ نمازیں اول پچاس فرض کی جاویں پھر موسیٰ علیہ السلام کے عرض و معروض پر پانچ رہیں یہ پروگرام پہلے سے طے شدہ تھا لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ رب کو خبر نہ تھی کہ نمازیں پانچ رہیں گی رب کو یہ بھی خبر تھی کہ پانچ رہیں گی یہ بھی خبر تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی مدد ان کی خواہش سے پانچ رہیں گی یہ بھی خبر تھی کہ پانچ پانچ کم ہوں گی ۹ بار میں پینتالیس کم ہوں گی کہ اس کی شرح ابھی کی جائے گی کہ یہ طاقت نہ رکھنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ مجبور محض ہو گئے بلکہ اضافی دال طاقت مزید علی امتنان فرما کر یہ بتایا کہ حضور آپ کو پچاس نمازوں میں کوئی تکلف نہ ہوگا آپ کی عام امت پر بھاری پڑیں گی۔

قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي وَبَيْنَ مُوسَى حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ

تو پھر عرض کیا ہے تو رات پھر اپنے رب کی طرف لوٹا میں نے عرض کیا یا رب میری امت پر تخفیف فرما تو اس نے پانچ نمازیں کم کر دیں پھر میں جناب موسیٰ کی طرف لوٹا میں نے کہا کہ مجھ سے پانچ کم کر دی انہوں نے کہا کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی آپ اپنے رب کی طرف لوٹیں جائیں اس سے کمی کا سوال فرمائیں میں برابر اپنے رب اور حضرت موسیٰ کے درمیان لوٹتا رہا حتی کہ فرمایا اے محمد یہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن رات میں ہر نماز کا دس گنا ثواب تو یہ پچاس نمازیں ہیں ہر شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے پھر وہ نہ کرے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جاتی ہے پھر اگر وہ اسے کرے تو اس کے لیے

۱؎ یہ حدیث مفصل ہے پچھلی حدیث میں قدرے اجمال تھا پانچ پانچ نمازیں کم ہوئیں تو بار بار پینتالیس کی مسافت باقی جہاں دس کی کمی کا ذکر وہاں دو بار کر ایک دفعہ ہی بیان فرمایا گیا ہے اجمالاً اس کے باقی نکات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

۲؎ یعنی نمازیں پڑھنے میں پانچ ثواب میں ہمارا فیصلہ قائم ہے۔ تخفیف صرف عمل میں کی گئی امت پر تخفیف کے لئے۔

۳؎ ہم سے مراد ہے کچا تمام ارادہ یعنی جو شخص کسی نیکی کا پختہ ارادہ کرے تب بھی اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاوے گی اگرچہ وہ کسی شرعی عذر یا ظاہری وجہ سے نہ کر سکے جیسے کسی نے حج کا ارادہ کیا مگر قرض میں نام نہ نکلا تو اسے ارادہ کا ثواب مل گیا کہ نیکی کا ارادہ کرنا بھی نیکی ہے بلکہ نیکی کی آرزو اور تمنا کرنا بھی نیکی ہے حجاج حج کو جا رہے ہیں۔ ایک غریب آدمی انہیں دیکھ کر اپنی محرومی پر آنسو بہا رہا ہے تمنا کر رہا ہے کہ میرے پاس پیسہ ہوتا تو میں بھی جاتا اسے ثواب مل گیا۔ ایک شخص حضرات صحابہ کرام کی خوش نصیبی میں غور کر رہا ہے کہ وہ کیسے خوش بخت تھے کہ حضور کے دیدار سے مشرف ہوئے اور سوچتا ہے کہ ؎

جو ہم بھی وہاں ہوتے خاک گلشن ہٹ کے قدموں سے لیتے آنکھ ملتے اڑ کر کیا نصیب میں تو یہ نامرادی مکاں کہاں تھے

اسے اس تمنا کا ثواب مل رہا ہے اور ان شاء اللہ کل اسے صحابہ کرام کے ساتھ حشر نصیب ہوگا۔

عَشْرًا مَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ أَكْتُبْ لَهُ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنِّي سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ

دس نیکیاں ملیں گی اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر اسے نہ کرے اس کے لیے کچھ نہ لکھا جائے اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر اسے کرے تو ایک ہی گناہ لکھا جائے حضرت انس فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اترا میں نے انہیں یہ خبر دی تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس ہو جائیے اور تخفیف کی درخواست کیجئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بار بار اپنے رب کی طرف آمد و رفت کی اب میں اس سے شرم کرتا ہوں۔ مسلم۔ اور روایت ہے ابن شہاب سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے بیان فرمایا کہ جناب ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب کہ میں مکہ میں تھا تو پھر جناب

سے یعنی ارادہ پر ایک نیکی ملے گی دل میں نیکیاں پیدا کرنا کرم ہے پھر نیکی کے ہر عمل پر الگ ثواب نامہ کا ارادہ کرنا الگ نیکی اور صدقہ کرنا علیحدہ نیکی۔ مسجد کر جانا اور نیکی بلکہ ہر قدم الگ نیکی۔ وہاں نماز کے انتظار میں بیٹھنا الگ نیکی نماز کے بعد دعا مانگنا الگ نیکی۔ نماز تو مستقل علیحدہ نیکی ہے ہم کام کرنا اپنی حیثیت کے لائق وہ عطا فرماتا ہے اپنی شان کے شایاں ۲ ہم در عزم میں فرق ہے علم سے مراد ہے جبال گناہ اس پر پکڑ نہیں عزم کے معنی پختہ گناہ کا پورا ارادہ اس پر پکڑ ہے کسی کے قتل یا چوری کی تاک میں پا گھر کر سکا تو گنہگار ہو گیا ہاں خیال گناہ نہیں ہے بلکہ اس سے باز آجانا ثواب کر لینا نیکی ہے ۳ یعنی نیکی کی طرح گناہ میں اضافہ نہیں ہوتا خیال ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کا ایک لاکھ بن جانا وہ ایک ہی گناہ ہے مگر بڑا ہونا کر دوسری جگہ کے ایک لاکھ گناہوں کی برابر ہے کیونکہ اس نے حرم شریف کی زمین پاک کی نور بن کی جیسے رمضان میں روزہ توڑنا دوسرے نماز کے اکسٹھ روزے توڑنے کے برابر ہے مگر ہے ایک ہی جرم لہذا اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں نہ دوسری احادیث کے خلاف ہے ۴ اس شرح کے معنی اور اس کی وجہ اپنی محل عجائب میں عرض کر دی گئی کہ بروز کرم رب تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پہلے سے طے شدہ تھا جو کچھ ہوا پروگرام کے ماتحت ہوا ۵ آپ کا نام ابوبکر عمران عبد اشرا بن خباب ہے نہری قبیلہ سے ہیں جو نہر یوان کلاب کی طرف منسوب ہے آپ کو نہری کہا جاتا ہے مانعی ہیں بڑے فقیہ محدث ہیں مدینہ منورہ میں قیام رہا ماہ رمضان ۱۲۷ھ ایک سو چوبیس میں وفات ہوئی رحمۃ اللہ آپ اپنی کنیت یعنی ابن شہاب سے مشہور ہیں ۶ میرے گھر سے مراد میرے قیام کا گھر ہے ورنہ اس گھر کی مالکہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب تھیں حضور ان کے گھر سے تھے فرشتے وہاں سے جگا کر حضور کو حطیم کعبہ میں لائے ابھی تک آپ پر اونگھ طاری تھی پھر وہاں غسل وغیرہ دیا لہذا تمام حدیثیں درست ہیں ان میں تعارض نہیں بعض معراج جناب ام ہانی کے مکان سے ہوئی

جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهٗ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

جبریل آئے انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اسے آب زمزم سے دھویا پھر سونے کا ایک طشت لائے حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا اسے میرے سینہ میں انڈیل دیا پھر اسے بند کر دیا پھر میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے آسمان کی طرف لے گئے جب میں دنیا کے آسمان تک پہنچا تو جبریل نے آسمان کے نگرانی سے کہا کھولو اس نے کہا کون ہے انہوں نے کہا یہ جبریل ہیں کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس نے کہا

ہے اور ابتداء سفر بیت المقدس سے جناب ام ہانی کا گھر عقبہ شعب ابی طالب میں تھا اب وہ جگہ حرم شریف میں داخل ہو گئی اس کے مقابل ایک دروازہ ہے جسے باب ام ہانی کہا جاتا ہے۔

۱ دنیاوی دولہا کے جسم کو غسل دیا جاتا ہے حضور انور ایسے نرالے دولہا ہیں کہ آپ کے دل کو بھی غسل دیا گیا آب زمزم دوسرے پانیوں سے افضل ہے کہ حضرت اسماعیل کے قدم سے جاری ہوا ہے اس لئے یہ پانی اس غسل کے لئے منتخب ہوا ۲ اس کی شرح پہلے گذر گئی کہ یہ سونا جنت کا تھا ایمان و حکمت خاص غذا ہے جنتی ہیں سے کیونکہ جنت میں پانی دودھ وغیرہ کے چشمے انار پھل فروٹ کے باغات ہیں مگر وہاں ایمان و حکمت یا چشمہ یا باغ نہیں یہ ایمان و حکمت کا چشمہ علاوہ اس ایمان و حکمت کے ہے جو اول سے ہی حضور انور کو عطا فرمایا گیا تھا اس میں اضافہ کیا گیا یہ دونوں چیزیں سب کے ہاں مشترک حدیث میں ہیں۔

۳ یعنی یہ ایمان و حکمت انڈیل کر میرا سینہ بھر دیا پھر اسے سی دیا۔

۴ یہاں نہ تو براق کا ذکر ہے نہ مسجد اقصیٰ کی نماز کا اس بنا پر بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ معراج خواب کی ہے جسمانی معراج میں براق تھا فرشتوں کی رائے میں بیت المقدس کی نماز بھی جو حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں بھی جسمانی معراج مراد ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں اجمال ہے وہاں تفصیل تھی یہاں ان دو تین چیزوں کا ذکر فرما دیا گیا ہے

۵ اس سوال کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آج حضرت جبریل اس دروازے پر دستک دے رہے ہیں۔ جو صرف حضور انور کی معراج کے لئے مخصوص تھا اس کے سوا کسی کے لئے اس کا کھلنا ناممکن تھا پوچھا۔ اے جبریل یہ دروازہ تمہارا تو نہ تھا تمہیں تم یہاں کیوں آئے ہر کہ بامہ کسی کو لائے جہان کی خاطر تم بھی یہاں آئے انہوں نے فرمایا ہاں انہیں کو لایا ہوں جن کے لئے یہ دروازہ کھلنا ہے۔

أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ وَهَذِهِ الْأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى حَتَّى عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهُ

کیا نہیں بھیجا گیا ہے کہا ہاں ہے جب کھولا تو جب دنیا کے آسمان میں پہنچے گئے وہاں ایک صاحب بیٹھے تھے جن کے داہنے کچھ جماعتیں تھیں اور ان کے بائیں کچھ جماعتیں تھیں تو جب اپنے داہنے دیکھتے تو ہنستے تھے اور جب اپنے بائیں دیکھتے تو روتے تھے انہوں نے کہا مرحبا نیک نبی اور نیک صالح بیٹے کے میں نے جبریل سے کہا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جماعتیں جو ان کے داہنے بائیں ہیں یہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں داہنے والے ان میں سے جنتی ہیں اور یہ جماعتیں جو ان کے بائیں طرف ہیں یہ دوزخی لوگ ہیں تو جب وہ اپنے داہنے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب اپنے بائیں دیکھتے ہیں تو روتے ہیں تو حتیٰ کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے پھر اس کے خازن سے کہا کھولو ان سے

۱؎ یہ سوال استفہامی خوشی کی بنا پر ہے کہ کیا آج معراج کی رات ہے حضور بحیثیت مہمان بلائے گئے ہیں فرمایا ہاں ہو رہی رات ہے ۱۲ واقعہ وہ ہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا یعنی پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات یہاں کچھ تفصیل ہو گئی ہے کہ جناب آدم علیہ السلام کو اس طرح بلایا ۱۳ یہ مومنین اور کفار وہ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے آئندہ قیامت پیدا ہونے والے ہیں وہ آپ کے ارد گرد اس طرح جمع ہیں کیونکہ جو مومنین اور کفار پیدا ہو کر مر چکے وہ اس آسمان پر کیسے آسکتے ہیں مومنین کی روحیں علیین میں ہیں بعض کفار کی روحیں سجین میں ہیں ان کا اجتماع کیسا۔ (مرقات) یا یوں کہو کہ یہ وہ ہی مومنین و کفار ہیں جو مر چکے ہیں وہ لوگ کبھی کبھار اپنے مقامات سے ہٹا کر یہاں اس طرح آدم علیہ السلام کو دکھائے جاتے ہیں حضور (رجب) جب پہنچے تو یہ ہی وقت تھا ان کی بیٹی کا حضور اور یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اس واقعہ سے وہ بیٹے مسلمان ہوئے ایک کہ حضرت آدم علیہ السلام تا قیامت ہر سعید و شقی سے خبردار رہیں کہ کون ایمان لے کر جا رہا ہے اور کون کفر پر۔ ۱۴ ان مقامات علیین سے ہے دوسرے یہ کہ ان سعید و شقی نفوس کو حضور انور نے بھی معراج کی رات دیکھا ہے (رجب) کو بھی جاتے ہیں حضور ہر لمحہ کے آنے سے خبردار ہیں ؎

بلکہ قبل از زادن تو صالحہ ۔۔۔ بہ جنیں بینند چندیں حالہا

۱۵ حضرت آدم علیہ السلام کا یہ نظارہ زمانت بدری کی بنا پر تھا یا بذریعہ وحی کہ ایسے حالات میں کبھی تو خوش ہوتا ہے اور کبھی غمگین ہوتا ہے یہ بھی حالت آپ کی

خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُ قَالَ أَنَسٌ قَدْ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ
وَمُوسٰى وَعِيسٰى وَإِبْرَاهِيمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ
آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي
ابْنُ حَزْمٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْأَقْلَامِ

خازن نے اس طرح کہا جو پہلے نے کہا انس نے کہا انس کہتے ہیں کہ حضور نے ذکر کیا کہ آپ نے آسمانوں میں حضرت آدم اور ادریس
موسیٰ عیسیٰ ابراہیم علیہم السلام کو پایا یہ یاد نہ رہا کہ ان کے مقامات کیسے تھے بجز اس کے کہ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ
انہوں نے پہلے آسمان سے آدم علیہ السلام کو اور چھٹے آسمان میں ابراہیم کو پایا ابن شہاب نے کہا مجھے ابن حزم
نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو حبہ انصاری کہا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے
چڑھایا گیا حتی کہ میں ایک میدان میں پہنچا جس میں قلموں کی چرچراہٹ سنتا تھا

اس وقت تھی کہ دوزخیوں کو دیکھ کر افسوس کرتے تھے کہ میری اولاد کافر رہی اور جنتیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے کہ میرے بچے جنت میں جائیں گے ۱۲ یعنی حضور انور نے ان تمام سرداروں کے مقامات بالتفصیل بیان فرمائے تھے مگر تفصیل یاد نہ رہی یہ یاد نہ رہنا حدیث کو ضعیف نہیں کرتا کیونکہ جو انہیں یاد نہ رہا اس کی روایت ہی نہیں کی۔ جو یاد نہ رہنا حدیث کو ضعیف کرتا ہے جب غلط بات حضور انور کی طرف غلطی سے نسبت کر دے اسے سوء حفظ کہتے ہیں وہ یہاں موجود نہیں لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں ۱۳ پہلی حدیث میں گزرا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور انور نے ساتویں آسمان میں پایا وہ اسی لئے ہے کیونکہ وہاں تفصیل موجود ہے کہ بیت المعمور سے پشت لگائے ہوئے پایا اور اگر یہ سدرہ معراج کے واقعات ہیں تب تو کوئی دشواری ہی نہیں کہ ایک معراج میں حضور نے جناب ابراہیم کو چھٹے آسمان پر پایا دوسری معراج میں ساتویں آسمان پر پایا اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں آسمانوں پر حضور انور کا استقبال کیا چھٹے پر بھی اور ساتویں پر بھی تب حدیث واضح ہے ۱۴ ابن شہاب یعنی امام زہری کے خالہ زاد بھائی کہ پہلے ان کا نام محمد ابن عمرو ابن حزم ہے انکے والد صحابی ہیں انصاری ہیں خزرجی عمرو ابن حزم سنہ ۱۰ھ میں نجران میں بھیجے گئے نجران کے والد حضور انور کی طرف سے نجران کے حاکم تھے یہ بہت تر و تازہ شہید ہوئے تریسٹھ سال عمر پائی ۶۳ھ میں واقعہ حرہ میں شہید ہوئے درجات واکمال ۱۵ الرحیسہ کا نام عامر یا مالک یا ثابت ابن نعمان انصاری ہے بعمال ہیں بدری ہیں غزوہ احد میں شہید ہوئے۔
۱۶ مستوی ہر میدان کو نہیں کہتے بلکہ بہت بلند اور اعلیٰ میدان کو کہتے ہیں۔
۱۷ وہ قلم جس نے لوح محفوظ پر سب کچھ لکھا اور لکھ کر خشک ہو چکا وہ اور قلم ہے جس کے متعلق ارشاد ہے اول ما خلق اللہ القلم۔ یہاں وہ قلم مراد نہیں جو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں وہ فرشتے ان قلموں سے روزانہ کے احکام الٰہیہ لکھتے ہیں اور لوح محفوظ سے

وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى أُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَرَاجَعَنِيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ

اور ابن حزم اور انس سے مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تو میں یہ لے کر واپس ہوا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام پر گذرا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ جائیے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی۔ انہوں نے مجھے واپس کر دیا پس میں نے کچھ نمازیں معاف کر دیں میں پھر حضرت موسیٰ کی طرف لوٹا تو میں نے کہا کہ اس کی تہائی معاف فرما دی گئی انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیے کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس ہوا پس اتنی نمازیں معاف فرما دی گئیں

سے ایک سوال کے واقعات الگ الگ صحیفوں میں نقل کرتے ہیں یہ صحیفے متعلقہ حکام فرشتوں کو پندرھویں شعبان کی شب میں حوالہ کر دیئے جاتے ہیں جب فرمانا ہے بھیجا یا فرق کل امر حکیم ان تقدیروں کی درداری رب تعالیٰ جل جلالہ کی ہے جس قلم پر جو کاغذ پر چلتا ہے تو اس سے جو جو امور پیدا ہوتے ہیں حضور انور اس قدر ان سے قریب ہے کہ ان کی تحریر اپنے دست اقدس سے لکھنے کی تقدیر کی تحریر حضور کے علم میں ہے ؎

قدرت کی تحریریں جانے ہ انجی اور تقریریں جانے　　بخشش کی تدبیریں جانے ، وہ ہے رحمت والا

جس کا نام ہے محمد ان سے دور جنگ ہے اوجھلا ۔

۱ اگرچہ یہ پچاس نمازیں حضور انور پر بھی فرض کی گئی تھیں مگر امت پر فرض تھیں بڑھنے کے لئے حضور پر فرض تھیں بڑھانے اور سکھانے کے لئے اس لئے امت کا ذکر فرمایا ۲ اسی ترتیب سے جس ترتیب سے جاتے ہوئے گزرے تھے مراد آسمان ہیں انبیاء سے ملاقات ہوئی جن سے جاتے ہوئے ملاقات ہوئی تھی ۳ خیال رہے کہ اسلام کے تمام فرائض فرض پر ہی پھیلے صرف نمازیں معراج میں عرش پر فرض کی گئیں اس لئے حضور انور نے صرف نمازوں کا ذکر فرمایا اور کسی فرض کا ذکر نہیں کیا ۴ امت کمزور ہے تاکہ حضور ان نمازوں پر اپنے خاص غلام کو طاقت دیکھتے مگر عام امت والے اس کی طاقت نہیں رکھتے ۵ یہاں اجمال ہے یعنی ہر بار حاضریوں میں آدھی نمازیں معاف فرما دیں یعنی پانچ بار حاضری میں پچیس نمازیں کم فرما دیں اور پچیس نمازیں باقی رکھیں مرقات نے فرمایا کہ یہاں شطر یعنی آدھا نہیں بلکہ یہاں ایک حصہ ہے یعنی دسواں اس ایک حاضری میں پچاس نمازوں کا ایک حصہ یعنی پانچ نمازیں معاف فرما دیں اس صورت میں مطلب بالکل ظاہر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں ۶ یہاں شطر یعنی ایک حصہ ہے نہ کہ یعنی آدھا جیسا کہ ظاہر ہے مگر اگر پچاس کا

فَقَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ ارْجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّىٰ انْتَهَىٰ بِي إِلَىٰ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ

یہ پھر اپنے رب کی طرف لوٹا حضور نے کہا کہ سب کی طاقت ہے تیری امت نہیں رکھتی پھر میں گیا تو رب نے فرمایا نافذ ہوا پانچ ہے حقیقت میں پچاس ہے میرے یہاں بدلا نہیں جاتا میں پھر موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا اپنے رب کی طرف لوٹ جا میں نے کہا مجھ کو اپنے رب سے شرم آتی ہے پھر چلے مجھ کو لے کر جبریل یہاں تک کہ پہنچا اس درخت پر منتہی کے ڈھک رہا تھا اس کو رنگ کہ میں نہیں جانتا کہ کیا تھے پھر لے گئے مجھ کو جنت میں تو اس میں موتی کی گنبدیں تھیں ۱۲

دوسرا آدھا حصہ بھی معاف ہو جاتا تو کوئی نماز فرض نہ رہتی ۔

۱۲ نسخ کی حقیقت یہی ہے کہ اس میں حکم کی تبدیل نہیں بلکہ اس حکم کی مدت کی انتہاء کا بیان ہوتا ہے یعنی پچاس نمازوں کا حکم آپ کی اس آمد و رفت تک تھا اب پانچ نمازیں فرض ہیں اور جانا فیصلہ ہے کہ ان پر ثواب پچاس ہی کا ہوگا پڑھیے پانچ لیکن ہیں پچاس ۔

۱۲ حضور کا یہ عرض فرمانا اس لئے تھا کہ اب حضور کا جانا طے شدہ پروگرام کے خلاف ہوتا پہلی تمام آمد و رفتیں پروگرام کے مطابق تھیں واللہ و رسولہ اعلم ۔

۱۲ غالباً سدرۃ المنتہیٰ کی یہ دوسری سیر ہے ظاہر آثار بتاتے ہیں کہ نماز دن کی فرضیت آرش سے اوپر جا کر ہوئی سدرہ اس سے نیچے ہے ۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہوئے ان تمام مقامات سے دیکھتے ہوئے گذر گئے واپسی میں پھر ان تمام پر تشریف فرما ہوئے سیر فرمائی جیسے عابی عرفات جاتے ہوئے مزدلفہ سے گذر جاتے ہیں پھر عرفات سے آتے ہوئے مزدلفہ میں ایک رات قیام کرتے ہیں ۔

۱۲ یعنی اس درخت پر ایسے رنگ برنگ انوار چھا گئے کہ ان کی حقیقت رب تعالیٰ ہی جانتا ہے ان کا حسن بیان میں نہیں آسکتا یہ انوار حضور انور کے استقبال کے لئے تھے جیسے معزز مہمان کی تشریف آوری پر دھان کر نثار کی جاتی ہے ۔ رات کو ساتھ ہی پراگندہ غبار سے ۔ آتشبازی سے روشنی کی جاتی ہے یہ ساری چیز حضور کے دم قدم سے تھی مزنات نے فرمایا کہ اس وقت حضور کو ان انوار کی تبرز جلوگی کہ اس وقت حضور کی توجہ خالق کی طرف تھی ۔ جیسے دلہا بارات کی پرواہ نہ کرے کہ اس کی نگاہ اصل منتظر دلہن ہے ۔

۱۲ جنابذ جمع ہے جنبذہ کی معنی اس کی عمارت بہت بڑی ایک ایک موتی کا ایک ایک وسیع محل ہے اگر وہ ایک موتی دنیا میں آجائے تو سورج کی روشنی خیرہ ہو جائے اور اس کی قیمت ساری دنیا کے خزانے نہ ہو سکیں ۔

وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْتُهِيَ بِهٖ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِيَ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِيْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى قَالَ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ

اور اس کی مٹی مشک تھی۔ (مسلم، بخاری) روایت ہے حضرت عبداللہ سے کہ فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ لے جایا گیا یہ پہنچتے آسمان میں ہے وہ جو چیزیں زمین سے لے کر اوپر جاتی ہیں وہ وہاں تک پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں اور جو چیزیں اوپر سے اتاری جاتی ہیں وہ وہاں تک پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں۔ فرمایا کہ اچانک سدرہ پر چھا گئی جو چھا گئی زیادہ سونے کے پتنگے تھے۔

۱؎ یہ سمجھانے کے لئے ہے ورنہ دنیا کے مشک کو اس خوشبو سے کیا تعلق اس مٹی کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے محسوس ہوتی ہے۔ بھلا مشک میں یہ بات کہاں ہاں مشک کی خوشبو اس مٹی کی خوشبو کی حکایت ہے دیگر مرقات یہ ہی مقام۔

۲؎ حدیث اور نقہ میں جب بلا قید بغیر نسبت آتا ہے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود مراد ہوتے ہیں وہ ہی یہاں مراد ہیں یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا۔

۳؎ بعض روایات میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان میں ہے جیسا کہ مالک ابن صعصعہ کی روایت میں ابھی کچھ پہلے گزرا مگر ان دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے شاخیں ساتویں آسمان میں جہاں جڑ کا ذکر ہے وہاں شاخوں کا تذکرہ تھا اس کی شاخوں کا سایہ تمام آسمانوں اور جنت میں ہے (مرقات) یہ بھی بات بہت قوی ہے۔ ۴؎ جیسے دو ملکوں کی ڈاک کا تبادلہ باڈر یعنی سرحد پر ہوتا ہے اگرچہ دونوں ملکوں کا بادشاہ ایک ہی ہر سدرہ سے آگے ہمارے حضور کے سوا کوئی نہیں گیا۔ ملکہ حضور تو اس جگہ گئے جہاں جگہ بھی نہیں وہاں نہ جہاں ہے نہ یہاں نہ وہاں۔

برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں — اسریٰ بعبدہ است من المسجد الحرام
تا عرصہ وجوب کہ انصاف عالم است — کآنجا نہ جا است حرفے جہت و نے نشان و نام

۵؎ یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے بیان میں جو یہ کہا کہ اذ یغشی السدرۃ ما یغشی تو جب اس کی تفسیر حضور اور نے پتنگوں سے کی پتنگے باذر رنگتے ہیں (۱۲ مدارج النبوۃ) جو پتنگوں کی طرح محسوس ہوتی ہیں معلوم ہوا کہ اس سدرہ کے ہر پتہ پر فرشتوں کی فوجیں ہیں سبز کپڑوں کی سبز پر سبز رنگ کے پتنگے پڑ رہے ہیں اور رنگ برنگ کے پروانے لہذا احادیث میں تعارض نہیں کہیں کسی چیز کا ذکر ہے کہیں کسی اور چیز کا اس سے پہلے گذرا کہ حضور نے فرمایا کہ میں نہیں جانا کہ وہاں کیا چیزیں ہیں تو اس حضور اور کے علم کی نفی مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ تمہیں وہ چیزیں کیسے بتاؤں کہ الفاظ و بیان میں نہیں آسکتیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں میں ان کے بیان کرنے

قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِيْ عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِيْ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ

فرمایا کہ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تین چیزیں دی گئیں آپ کو پانچ نمازیں دی گئیں اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات دی گئیں اور آپ کی امت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے اس کے گناہ بخش دیے گئے ہیں اسلم اشارت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا حجر میں جب قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق سوالات کرنے لگے تو انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوالات کیے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں تو میں اتنا غمگین ہوا کہ میں نہ ہوا تھا اتنا غمگین کبھی اللہ نے میرے سامنے اسے کر دیا میں اسے دیکھ رہا تھا

لیے الفاظ نہیں پاتا ہوں جن سے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب کو بھی خبر نہیں کہ سفر میں کونسی چیز چھپائی گئی بھی مطلب ہے ہی ہے کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا جیسے کہ فرمایا ہے فغشیھم من الیم ما غشیھم ہر حال اس قسم کے قرآن کا متشابہ ہے خبری نہیں امرتات:

لہ یا تو سورۂ بقرہ کی آخری آیات معراج کی رات ہی حضور کو عطا کی گئیں اور بعد ہجرت بھی نازل کی گئیں جبل حلا جبریل واسطہ فرشتہ ہوئی اور دوبارہ نزول بواسطہ فرشتہ ہوا یا یہ مطلب ہے کہ ان دعاؤں کی قبولیت دربار حلال کی کئی آیات میں ہے کی گئی ہیں حضور سے وعدہ کر لیا گیا کہ جو بھی یہ دعائیں ہم سے مانگے گا ہم اسے عطا کریں گے واللہ یہ ہے کہ ان آیات کے نزول کے قرآن کی برکتیں ہیں ثمامہ سے باہر ہیں حضور کو اس بات عطائی ہیں (مرقات) مضمون ہو سکتا ہے کہ یہ تمام چیزیں مراد ہوں ان کے عطا کی تفویت۔ انوار برکات سب کچھ اس حضور کو عطا ہوئیں یہ آیات آمن الرسول سے لیکر فانصرنا علی القوم الکافرین تک ہیں سے شرک اللہ سے مراد مطلقاً کفر ہے یعنی نہ تو بخشا جاوے گا اس کے علاوہ سارے گناہ قابل بخشش ہیں ہاں حقوق العباد خود فریقوں سے ساقط کرانے جائیں گے جن کی تین نوعیتیں ہوں گی قرآن کریم میں قریباً ہر جگہ شرک معنی کفر آتا ہے لا تحکم المشرکین معنی یوسوا سے یعنی معراج کے سوا سے کہ جب ہم نے اپنی معراج کا اعلان کیا ہم علم کبھی میں تھے کہ مشرکین مکہ ہم سے سوالات شروع کریں گے سوالات بھی لایعنی سے غلبہ کر بیت المقدس میں مسافر کتنے ہیں بیرونیاں کتنی ہیں جبرئیل کس طرف سے ظاہر ہے کہ یہ چیزیں تو بار بار دیکھنے پر بھی یاد نہیں رہتیں تو ایک بار دیکھنے پر یاد کیسے رہتیں کفار نے کہا کہ عرش و کرسی کی باتیں جو آپ بیان کر رہے ہیں ان کی تو ہم کو خبر نہیں بیت المقدس ہم نے دیکھا ہوا ہے وہاں کی نشانیاں آپ ہم کو وہاں بتائیں اسی لئے رب نے اس معراج کے دو حصے کیے بیت المقدس تک پھر وہاں سے عرش کے آگے تک مکہ تک اس حصہ

مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا نَبَّأْتُهُمْ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ

کسی چیز کے متعلق مجھ سے دریافت کرتے تھے مگر میں انہیں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے کو انبیاء کی جماعت میں دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے وہ درمیانہ قد گھونگھریالے بالوں والے تھے گویا شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ان سے قریباً ہم شکل عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے شبہ میں ان کے مقابلہ سے صاحب یعنی میں ہوں پھر نماز کا وقت ہو گیا تو میں نے ان کی امامت کی پھر جب نماز سے

معراج کو بہت دلائل سے معلوم کریں شہ یعنی اپنے متعلق نہ تھا بلکہ کفار کے متعلق تھا کہ اگر میں نے بیت المقدس کی نشانیاں بیان نہ کیں تو میری معراج نہ مانیں گے اور کافر رہیں گے یہ علم بھی عبادت ہے ۱۲ شہ خیال رہے کہ حضرت انبیاء کرام پر کبھی تو بسط کی حالت طاری ہوتی ہے تو وہ دنیا کے مکان کو دیکھتے اس کی خبر رکھتے ہیں اور کبھی قبض کی حالت ہوتی ہے جب اپنے سے بھی بے خبر رہتے ہیں لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ آیت مشارق الارض و مغاربہا اس وقت نازل ہوئی جب بیت المقدس سامنے آگیا تو یہ وقت بسط کا تھا شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

گہے بر طارم اعلیٰ نشینیم گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم

شہ یعنی ہم معراج میں دوران سفر انبیاء کرام کی قبروں پر گذرے تو موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں حضور انور نے معراج میں بار بار انہیں کو دیکھا اور گذرتے رہتے ان کی قبروں میں انہیں نہ پایا پھر بیت المقدس میں جہاں صف بنی حضور کے پیچھے نماز پڑھی پھر آسمانوں میں اپنے اپنے مقامات پر پھر واپسی معراج میں اپنے اپنے مقامات پر جہاں پہلی ملاقات کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں وہ زندہ ہیں مگر یہ نماز تکلیفی نہیں لذت و نزہت کی ہے شہ شنوءہ یمن کا مشہور قبیلہ ہے وہ لوگ بڑے خوبصورت ہوتے ہیں فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے کا شوق ہو تو ان لوگوں کو دیکھ لو شہ نائبا آپ کی حالوں میں اپنے مقام پر نماز پڑھتے ہوئے حضور کو ملے شہ عروہ ابن مسعود ثقفی اور یہ اور عروہ ابن مسعود ہزیل دو سرے ہیں یہ عبداللہ ابن مسعود کے بھائی ہیں اور ثقفی دوسرے ہیں صحابی ہیں نہایت حسین تھے شہ ہو سکتا ہے کہ یصلی میں صلوٰۃ سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہو یعنی میں نے انہیں اس طرح پایا کہ وہ مجھ پر درود شریف پڑھ رہے تھے شہ یعنی اگر تم کو شک ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو مجھے دیکھو میں ان کی ہمشکل ہوں شہ یعنی بیت المقدس میں سارے نبیوں نے میری اقتدا میں نماز پڑھی ہم نے کیسے امامت فرمائی اور ہو سکتا ہے کہ بیت المعمور والی نماز کی امامت مراد ہو۔ یہاں حضور نے فرشتوں کو نماز پڑھانی بیان ہے کہ حضور کو نماز تو عرش پر ہو چکی مگر اس سے پہلے بھی نبیوں فرشتوں کو نماز پڑھائی

مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِیْ قَائِلٌ یَا مُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَیْهِ فَبَدَأَنِیْ بِالسَّلَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ الْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَّی اللّٰهُ لِیْ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰیَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ بَابُ فِی

۔ فارغ ہوگیا تو کہنے والے نے کہا اے محمد یہ داروغہ جہنم مالک ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انہوں نے مجھے سلام کرنے سے ابتداء کی (مسلم) اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے تیسری فصل حدیث ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوگیا اللہ نے مجھ پر بیت المقدس ظاہر فرمادیا تو میں انہیں وہاں کی خبر دینے لگا حالانکہ میں اسے دیکھ رہا تھا (مسلم بخاری) معجزات کا

معلوم ہوا کہ اسراء کے لئے نماز فرض ہونے سے پہلے ہی لیجائے گئے تھے۔

۲ اس آخری جملہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ نماز وہ ہے جو حضور انور نے بیت المعمور میں فرشتوں اور نبیوں کو پڑھائی پھر یہاں ارشاد ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی داروغہ دوزخ مالک سے ملاقات ہوئی خیال رہے کہ ان تمام حضرات نے آج حضور کے پیچھے ہی نماز پڑھی تھی انبیاء کرام نے اپنی اپنی نمازیں نہیں پڑھی تھیں سارے انبیاء کرام اور فرشتے حضور کے نمازی ہیں یہی فائدہ ہے اس طرح پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک کو سلام فرماتے کیونکہ آپ نے داروغہ جہنم کا سلام کیا کرتے ہوئے گرفتار نہ کرنے کا التزام کرتے ہوئے پہلے ہی سلام عرض کیا۔

۳ قریش کو یقین تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی نشانیاں نہیں بتا سکیں گے ہم کو وہ نشانیاں معلوم ہیں تو ہم کہہ دیں گے کہ صحیح بتا دیا کہ آپ بیت المقدس گئے ہی نہیں جیسے آپ کا یہ دعوی غلط ہے کہ آپ رات بیت المقدس گئے تھے ایسے ہی یہ دعوی بھی غلط ہے کہ آپ وہاں پہنچے تھے مگر ہوا یہ کہ یہ ہی ہوئی یعنی انہوں نے مجھے جھوٹا کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہوئے۔

۴ ہم اس کے متعلق ابھی کچھ پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا حضور انور کے سامنے فرمادی ہے مگر اس کشف کا ظہور کبھی کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں جیسے صوفیاء کی اصطلاح میں قبض و بسط کہتے ہیں جب عبد تعالیٰ کی طرف سے بسط کا تجلی ہوا تو یہ حال ہوگیا کہ کفار یہاں کے سوالات پوچھتے تھے اور حضور انور دیکھ دیکھ کر بتاتے تھے قبض و بسط کی مثال ایسی ہے جیسے کھیت میں بارش کی کمی اور زیادہ ہونے کی شکل بسط بارش ہے قبض صحیح کھیت کے لئے نہ بہت بارش مفید ہے نہ بہت خشکی فائدہ مند دونوں ہی چاہئیں۔

فِی الْمُعْجِزَاتِ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِى الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهٖ اَبْصَرَنَا قَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ

بیان ۱ پہلی فصل روایت ہے حضرت انس ابن مالک سے کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سروں کے اوپر مشرکین کے قدم دیکھے جب کہ ہم غار میں تھے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ان میں سے ایک اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو ہم کو دیکھ لے گا فرمایا اے ابوبکر تیرا ان دو کے متعلق

۱ معجزات جمع ہے معجزہ کی یہ بنا ہے اعجاز سے بمعنی عاجز کرنا وہ کام جس کے مقابلہ سے تمام خلق عاجز ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں معجزہ ہر وہ عجیب و غریب خلاف عادت کام ہے جو دعوی نبوت کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ دعوی نبوت سے پہلے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو اسے کہتے ہیں اور بعض علماء کو معجزہ و دلیل بنانا بنیاد مستحکم رکھنا ان کے نزدیک نبوت کی دیوار کی پختگی کی جانی ہے اولیاء اللہ کے ہاتھ پر جو عجیب بات ظاہر ہو اسے کہتے ہیں کرامت ہم مرتبین کے ہاتھ پر اگر کبھی کوئی عجیب بات ظاہر ہو وہ ہے معونت اور کفار کے ہاتھ سے جو عجوبہ ظاہر ہو وہ ہے استدراج یہ پانچ تعبیریں یاد رکھو۔ معجزہ۔ اظہار۔ کرامت۔ معونت۔ استدراج۔ تمام گزشتہ انبیاء کرام کو ایک یا دو معجزے عطا ہوئے تھے۔ حضور انور کو ہزارہا معجزے عطا ہوئے کسی نبی کے ہاتھ میں معجزہ تھا کسی کے سامنے میں کسی کی آنکھوں میں مگر حضور کی شان یہ ہے کہ

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے ہمارا نبی معجزہ ان کے آیا

جو سارے نبیوں کے معجزے تھے بن گئے ہمارے حضور کے بہت سے معجزے تا قیامت دیکھنے میں آئیں گے ذکر کثیر حضور کے زندہ معجزے ہیں مشکوۃ شریف میں چند خصوصی معجزے بیان ہوئے ہیں ۱۲ حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہے صادق وہ جو زبان کا سچا ہو۔ صدیق وہ جو نیت ارادہ۔ زبان ہاتھ پاؤں وغیرہ سارے ظاہر باطن اعضاء کا سچا ہو صادق وہ کہ جیسا واقعہ ہو ویسا ہی کہے الصدیق وہ کہ جیسا وہ کہہ دے واقعہ ایسا ہی ہو جاوے اسی لئے شامی ساتی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کہا۔ جب کہ ساقی نے دیکھا کہ جو آپ نے کہا تھا وہ ہی ہوا عرض کیا یوسف ایہا الصدیق۔ حضرت صدیق اکبر نے مالک بن سنان کے متعلق جو کہا تھا وہ ہی ہوا کہ وہ شہید ہونے کے بعد زندہ ہو کر آئے ان شاء اللہ یہ واقعہ باب المکرامات میں عرض ہوگا ۱۲ جب ہجرت کی شب حضور انور کو لے کر صدیق اکبر غار ثور میں پہنچے تو مشرکین عرب اس غار کے دروازے پر پہنچ گئے تب آپ نے نہایت خوف کی حالت میں یہ کہا۔ جناب صدیق اکبر کو اس وقت اپنی جان کا خوف نہیں تھا اپنی جان تو آپ پہلے ہی خدا کر چکے تھے کہ اکیلے اندھیرے غار

اَللّٰهُ ثَانِيَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتُمَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَآئِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا

کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے ۱۲ مسلم بخاری، روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے وہ اپنے والد سے راوی انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوبکر مجھے بتا کر جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے تو تم نے کیا کیا تھا تو فرمایا ہم اپنی رات چلتے رہے اور کل بھی حتی کہ دوپہر کا مسافر گیا تھا اور راستہ خالی ہو گیا کہ اس میں کوئی نہیں گزرتا تھا تو ہمیں ایک لمبا پتھر ظاہر ہوا جس کا سایہ تھا۔ اس پر دھوپ نہیں آئی تھی ہم اسکے

میں گھس گئے سانپ کا ڈر یا خوف حضور انور کی تکلیف کا تھا یا خوف بشریت تھا جس پر ساری عبادات قربان ہوں ۱۲ حضرت صدیق اکبر اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ گفتگو رب تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں ابدی الفاظ نقل فرمایا اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا۔ اس واقعہ میں حضرت صدیق اکبر کے چند فضائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انہیں حضور کا ثانی اور دوسرا کہا گیا ثانی اثنین۔ میرا نہیں میرا کون کہہ کے حضور کے بعد درجہ اسی ثانی کا ہے۔ دوسرے یہ کہ انہیں حضور کا صاحب فرمایا گیا لصاحبه۔ ان کی صحابیت قطعی یقینی ہے یہ نہ سمجھے کہ انہیں یار غار یعنی حضور کا گہرا دوست غار کا ساتھی کہا گیا آج بھی کہتے ہیں فلاں میرا یار غار ہے چوتھے۔ یہ کہ حضور انور نے فرمایا ان اللہ معنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جیسے اپنے حبیب کے ساتھ ہے ویسے ہی جناب صدیق کے ساتھ بھی ہے یعنی جو ان دونوں کے دامن سے لگ گیا اللہ اس کے ساتھ نہیں خیال رہے کہ اللہ ثالثہما کہنا عین ایمان ہے اور ان اللہ ثالث ثلثة کہنا عین کفر ہے یعنی خدا کو نسبت کرو ناقص عدد کی طرف نہ کہ برابر عدد کی طرف جیسے وھو بکل شیء علیم اور وھو بکم رحیم کہہ کر قرآن نے فرمایا گیا ہے (مرقات)، یہ واقعہ اس لئے معجزہ بنا کہ حضور کی خبر کے مطابق کفار ان دونوں حضرات کو نقصان نہ پہنچا سکے کڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈے کے ذریعے سب نے ان دو جانوں کو کفار سے بچایا (مرقات) پھر حضرت صدیق حضور انور سے سب کچھ کہتے ہیں مگر ان کی آواز کفار نے نہیں سنی اور کفار کی آوازیں غار میں جناب صدیق سنتے یہ بھی معجزہ ہے ۱۲ چونکہ ہجرت کی رات صرف جناب صدیق ہی حضور انور کے ساتھ تھے اس لئے لوگ یہ واقعہ انہیں سے کرید کرید کر پوچھا کرتے تھے اور جناب صدیق کی یہ خدمت ایسی مقبول ہوئی کہ سبحان اللہ جب جناب صدیق حضور کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھ کر بیٹھے ہوں گے اور خوب جی بھر بھر کر چہرہ انور کو دیکھتے ہوں گے اس وقت ان کے دل کا کیا حال ہوتا وہ اس وقت ایسی عبادت کر رہے تھے جو فرش و عرش پر کوئی نہ کر رہا تھا ان کا زانو حضور کی رحل بھی سامنے جمال یار تھا۔ ۱۲

عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدِي يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَنَا أَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِ مُقْبِلٍ فَلُتُ أَنِّي غَنَمُكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَفَتَحْلُبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِي تَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِي مِنْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پاس اتر گئے تھے اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ہموار کر دی جس پر حضور سوئیں اور اس پر پوستین بچھا دی پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سو جایئے میں آپ کے ارد گرد پہروں گا چنانچہ آپ سو گئے اور میں آپ کے ارد گرد پہرہ دینے لگا تو میں نے ایک چرواہا سامنے سے آتا دیکھا میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے وہ بولا ہاں میں نے کہا کیا دودھ دے گا وہ بولا ہاں تو اس نے ایک بکری پکڑی ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ دوہا میرے ساتھ برتن تھا جو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لیا تھا جس میں آپ سیراب ہوتے تھے پیتے تھے اور وضو کرتے تھے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے یعنی سورج بیچ آسمان میں آگیا جاڑے کے دن تھے اس لیے ظہر کی نماز دیر میں پڑھتے ہیں کہ دھوپ بیچ آسمان پر ٹھہر گئی اہل عرب ہر کسی کے وقت کو کہتے ہیں کہ دوپہر بیچ آسمان پر ٹھہر گیا کیونکہ اس وقت سورج کی رفتار بہت کم محسوس ہوتی ہے گویا وہ ٹھہرا ہوا ہے یہ اسی محاورہ پر ہے آسمان بمعنی آسمان ہوا ہے سے یعنی ہم کو پہاڑ کے دامن میں ایک چرواہا پتھر نظر پڑا۔ جس کے نیچے سایہ تھا وہاں دھوپ نہ پہنچ سکتی تھی ہم نے اپنے لشکر کے لیے اس سایہ میں ٹھکانہ کر دیا سے جناب صدیق اکبر اس جگہ پانی لانے ایک مشکیزہ ایک کھال کچھ جیسے اپنے ہمراہ لائے تھے وہ بھی حضور کے لیے اور اپنے لیے حضور کو دے دیئے تھے سارا مال و متاع کہیں چھوڑ آئے تھے اور جسم کی چادر پہاڑ کر فقط تہبند سے سوار کرائے تھے آپ کا جسم بے چادر تھا۔

عشق نے کیا حال فقیراں ۔ کپڑے کر کے لیراں لیراں ۔ ہنسر جا کھتا عاری وا اوہ دس دا

سے یعنی حضور بے لشکر سو جائیں ہر چہار طرف پہرہ میں تنہا رہوں گا کسی کو آپ تک نہ پہنچنے دوں گا رات بھر تو جانوروں کو حضور سے دور رکھ چکا ہوں اب جن انسانوں کو حضور سے دور رکھوں گا اب ان صدیق حضور انور کے پاس تھے جہاں پہرے بیٹھے ہیں کہ کسی نااہل کو اس سرکار تک نہیں پہونچنے دیتے ہر چاہنے والے مقبول بے طلب کو حضور تک آپ ہی پہونچا دیتے ہیں پہرا تا قیام قیامت جاری رہے گا اس مشکوٰۃ نے جواب میں امکانیہ کیا یا فضل بنا ہے نقص ہے یعنی ہر چہار طرف نظر رکھنا ہر ایک کا حال دیکھنا اس لیے جاسوس جماعت کو نقصہ کہا جاتا ہے کچھ اشعۃ اللمعات سے ہے سے عربیت سے معلوم ہوا کہ حضور صدیق وہاں ہی بیٹھے نہ رہے بلکہ حضور کے ارد گرد پھر پھر کر پہرہ دیتے رہے کہ کوئی کسی طرف سے آ نہ جائے شہ ظاہر ہے کہ جناب صدیق نے اس سے پیشتر عرض کر دیا تھا مانگا نہ تھا اور یہ بکریاں چرواہے کی اپنی نہیں یا مالک کی اجازت تھی کہ دودھ فروخت کر دیا کرے لہٰذا اس کو پیسے دیئے گئے قرض نہیں ادا کیا ہے سے قبہ کہتے ہیں عرب کے بیابان

كَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ اسْقِهِ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ أُتِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى

کے پاس آیا میں نے آپ کو جگانا پسند نہیں کیا تو میں نے انتظار کیا حتی کہ آپ بیدار ہو گئے تو پھر میں نے دودھ پر پانی ڈالا حتی کہ اس کا نیچے ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور پئیں آپ نے پیا حتی کہ میں راضی ہو گیا تو پھر فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہوا میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پھر ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلے تھے اور سراقہ ابن مالک ہمارے پیچھے پیچھے لگے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آن لیے گئے تو فرمایا غم نہ کر اللہ جل جلالہ ہمارے ساتھ ہے پھر نبی کریم صلی اللہ

کر کنکر کے معنی ہیں تھوڑا سا یعنی جناب صدیق اکبر کے ساتھ ایک بکری کا پیالہ تھا آپ نے اس میں دودھ دوہا۔

۱۲ موافقت کی دو روایتیں ہیں ایک روایت پہلے ف بعد میں ف سے یعنی انتظار کرتا صبر سے رہا یعنی میں حضور کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا کہ جب جاگیں تب کسی پیالوں دودھ سے پہلے ف بعد میں قاف سے یعنی میں نے حضور کی مخالفت کی کہ کچھ دیر میں بھی حضور اقدس کے پاس ہی سو گیا (اشعۃ اللمعات) ۱۳ یعنی میرے ساتھ پانی کا مشکیزہ تھا میں نے اس سے تھوڑا پانی دودھ میں اس قدر ڈالا کہ دودھ کی قسم بن گیا یعنی بھی خوب ٹھنڈا ہو گیا ۱۴ یعنی میں اصرار کر کے بار بار حضور کو پلاتا رہا اور حضور میری عرض قبول کر کے پیتے رہے میں خوش ہوتا رہا یا تو سارا ہی پلا دیا یا کچھ بقیہ جناب صدیق اکبر نے پیا دونوں صورتوں میں آپ کی خوش نصیبی خوش قسمتی پر قربان جائیے ۱۵ یعنی جب سورج ڈھل گیا اور دوپہر کی تیزی تمازت سے کم ہو گئی تب ہم دونوں روانہ ہو گئے ۱۶ کفار مکہ نے اعلان کیا تھا کہ جو کوئی حضور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے ہمارے حوالہ کرے یا انہیں شہید کر کے ہم اسے ثبوت دیں گے ہم اسے ایک سو اونٹ انعام دیں گے اس اعلان پر بہت لوگ چاروں طرف دوڑے اس طرف حضرت سراقہ ابن مالک ابن جعشم مدلجی گھوڑا آ پہنچے اس وقت یہ کافر تھے بعد میں بڑے جلیل القدر صحابی بنے رضی اللہ عنہ ۱۷ اس وقت حضور اور حضور قرآن میں مشغول تھے طریق کے عالم میں تھے جناب صدیق ہر چہار طرف دیکھ رہے تھے انہیں اپنا خوف نہ تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پاک کا خوف اپنے کو غار ثور میں عرض کر چکے تھے ۱۸ حضور انور کا یہ فرمان حال اب دوسری بار جناب صدیق نے سنا پہلے غار ثور میں سن چکے تھے اب اس بگڑ سنا جناب موسیٰ علیہ السلام سے بھی بنی اسرائیل نے یہی کہا تھا انا لمدرکون ہم تو پکڑے گئے تو آپ نے فرمایا تھا ان معی ربی سیھدین ۔ وہاں اپنا ذکر پہلے تھا رب کا ذکر بعد میں یہاں اللہ کا نام پہلے ہے اپنا ذکر بعد میں نیز وہاں ربی یعنی صفاتی نام کا ذکر ہے یہاں اللہ یعنی ذاتی نام کا ذکر نیز وہاں مستقبل واحد ہے یہاں سنا جمع ہے یعنی اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے ۔ یا اللہ ہمارے اللہ ہماری ساری امت کے ساتھ ہے تم ذکر ہو اس کی تصدیق رہے فرمائی کر ارشاد کیا گیا ۔ وہ پکڑ منگائیں اپنا کنبہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِہٖ فَرَسُہٗ اِلٰی بَطْنِہَا فِیْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَقَالَ اُرَانِیْ اَرَاکُمَا دَعَوْتُمَا عَلَیَّ فَادْعُوْا لِیْ فَاللّٰہُ لَکُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْکُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا یَلْقٰی اَحَدًا اِلَّا قَالَ کَفَیْتُمْ مَا ھٰھُنَا فَلَا یَلْقٰی اَحَدًا اِلَّا رَدَّہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو ان کا گھوڑا ان کے ساتھ پیٹ تک دھنس گیا سخت زمین میں سراقہ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں نے مجھ پر بد دعا کی ہے لہٰذا آپ دونوں کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم دونوں مجھ سے تعرض کرنے والوں کو دور کردو گے چنانچہ ان کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ چھوٹ گئے پھر واپس کرنے لگے کسی سے نہیں ملتے تھے مگر کہتے تم کفایت کیے گئے یہاں تمہیں کوئی نہ ملے گا پس ہر ایک کو لوٹا دیتے متفق علیہ اور انس سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام نے رسول اللہ

سلہ حضور نے دعا فرمائی کہ مولیٰ ہم کو سراقہ کی شر سے بچالے یہ نہیں دعا کی کہ سراقہ کو ہلاک کردے دوسرا سراقہ زندہ نہ بچتے جو عرض کیا تھا وہ نے وہی کر دیا بعد کہتے ہیں سخت زمین کو جو دھنسنے کے قابل نہ ہو ولعل یا گھرے ریتے والی زمین میں دھنسنا ممکن ہے مگر سخت زمین میں دھنسنا معجزہ ہے سلہ اس وقت سراقہ حضور انور سے اتنے قریب تھے کہ آپ کی آواز حضور انور تک پہونچ سکتی تھی سراقہ نے یہ عرض تیسری بار کی ہر دفعہ دھنسنے پر دل میں توبہ کرتے زمین چھوڑ دیتی چھوٹ کر پھر بیعت بگڑتی کہ گرفتار یا شہید کرنے پر سو اونٹ ملیں گے زمین پھر پکڑ لیتی تیسری بار میں اللہ کے حبیب کو پہچان لیا سلہ یہاں حدیث شریف میں اجمال اور اختصار ہے حضور انور کی دعا سے زمین نے سراقہ کو چھوڑ دیا سراقہ واپس آئے اور اس میں بہت بار صدق اور اخلاص سے حاضر ہوئے اور اپنے پیچھے والوں کے لیے حضور انور سے امان تحریر کرائی اصل کی دل سے مومن ہو گئے مگر اپنا ایمان ابھی ظاہر نہیں کیا اور عرض کیا کہ حضور آپ بالیقین سے سفر فرمائیں میں ادھر کسی جاسوس کو نہ آنے دوں گا ہاں کبھی کبھی آکر ادھر کی خبر دیکھ آیا ہوں حضور نے فرمایا کہ سراقہ میں تمہارے ہاتھ میں کسریٰ شاہ فارس کے سونے کے کنگن دیکھتا ہوں چنانچہ عہد فاروقی میں فارس فتح ہو کسریٰ کے کنگن سراقہ کو جناب فاروق نے عطا کیے آپ نے پہنے ؎

ان ملک کو دی بشارت زر ۔۔۔ لے مرے غیب داں ترے صدقے

مجھ خطاکار پر عطا یہ عطا ۔۔۔ دے مرے مہرباں ترے صدقے

اللہ کی شان ہے کہ جو گرفتار کرنے آئے تھے وہ خود حضور کی محبت میں گرفتار ہو گئے جو پکڑنے آئے تھے وہ محافظ بن گئے ۔ غار ثور میں مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈے سے یار کی حفاظت کرائی اور یہاں خود دشمن کو محافظ و نگہبان بنا دیا ۔ سلہ یہاں بیان ترتیب واقعہ کے موافق نہیں پہلے وہ زمین کی گرفت سے چھوٹنے پھر یہ کلام ہوئے جو یہاں مذکور ہیں سلہ یعنی میں ادھر دیکھ آیا ہوں اور دھوکہ نہیں بتا رہا ہوں جو کہا وہی سراقہ شرعاً مسلمان نہیں ہو سکتے تھے اسی قول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ قَالَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيلُ آنِفًا أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سن کر وہ ایک زمین میں کام کر رہے تھے یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میں آپ سے تین باتیں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا قیامت کی پہلی علامت کیا ہے اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہے اور بچے کو کون چیز اس کے باپ یا اس کی ماں کی طرف کھینچتی ہے راوی نے کہا کہ حضور نے فرمایا کہ ابھی مجھے ان کی خبر جبریل نے دی تو قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک پہنچا دے گی۔

کی حفاظت کی نیز حضور انور نے ان سے کہا کہ انہیں حکم دیا تھا اس لئے وہ اس جھوٹ بولنے پر گنہگار نہیں ہوئے اور اگر ما ظننا ہیں ما کر موصولہ مان لو تو پھر جھوٹ بننا ہی نہیں بھی اس سمت میں جو کچھ ہے اس کے لئے میں تمہاری طرف سے کافی ہو چکا تم تکلیف نہ کرو اور جھڑنا چھوڑ دو (مرقات ابو) ۵ باغ میں پھل چن رہے تھے وہ پھل آپ کی گود میں تھے دامن جیسے سے بندھا ہوا تھا۔ حضور انور کے پاس آئے تو خوشی کے مارے وہ پھل گھر میں رکھ دینا بھول گئے اسی طرح پھل گود میں لئے ہوئے حاضر ہو گئے ۶ یعنی ان تین سوالوں کے جوابات صرف نبی کو یا اللہ کے واسطہ سے ان کی کتابوں سے ان کی تعلیم سے دوسروں کو معلوم ہو سکتے ہیں مجھے خبر ہے کہ آپ نے کوئی آسمانی کتاب کبھی عالم سے پڑھی نہیں ان تینوں کی تفصیلات آپ تک پہنچی نہیں تو اب آپ فوراً بغیر سوچے سمجھے جواب دے سکتے ہیں لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ عبداللہ ابن سلام بھی تو نبی نہ تھے انہیں یہ جوابات کیسے معلوم تھے کیونکہ حضرت عبداللہ توریت کے بڑے عالم ماہر تھے ۷ خیال تو کرو کہ کیسے گہرے سوالات ہیں جن میں انتساب کا سوال ہے کہ بیٹا باپ کے ہم شکل یا ماں کی صورت پر کیوں ہوتے ہیں یکساں کیوں نہیں ہوتے یہ بچہ کے متعلق سوال ہے اور اہل جنت کو پہلی غذا کیا دی جاوے گی یہ انہار کے متعلق سوال ہے حضور انور نے بہ تفسیر بتایا کہ مجھ سے نماز وغیرہ کے مسائل عقائد اسلامیہ پوچھے جاتے ان کی کیا خبر معلوم ہوا کہ نبی لفظاً ہر بات جانتے ہیں لغت کے معنی خبر ملے یعنی نبی خبر بتا دینے والے یا خبر رکھنے والے یا سب کی خبر رکھنے والے ان سوالات نے نبی کا مقام بتا دیا۔ نبی بے خبر نہیں ہوتے اور بے خبر نبی نہیں ہوتے ۸ خیال رہے کہ نبی کو علوم جمیعہ آسمانی سے عطا ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہاں اسی کا ذکر ہے کہ اس وقت جبریل امین کے ذریعہ جیسے اس وقت ان کے جوابات بتائے اسی طرح حضرت ابن سلام کی نہایت ہی عزت افزائی ہے کہ ان کے سوالات کے جوابات آسمان سے آئے۔ ۹ اس کا تفصیلی ذکر باب علامات القیامت میں ہو چکا ہے یہ آگ قریب قیامت عدن سے اٹھے گی لوگ آگے آگے بھاگیں گے آگ پیچھے پیچھے ہر گرات کو ٹھہرا کرے گی تاکہ لوگ آرام

إِلَى الْمَغْرِبِ أَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهُتٌ وَإِنَّهُمْ أَنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلَامِي مِنْ قَبْلِ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي فَجَاءَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللَّهِ فِيكُمْ قَالُوا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ

اور چلا وہ کھانا جسے جنتی کھائیں گے وہ مچھلی کی کلیجی کا کنارہ ہے اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہو جاتی ہے تو مرد بچہ کو کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب ہو جاتا ہے تو وہ کھینچ لیتی ہے تو عبداللہ بولے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں پھر عبداللہ بولے یا رسول اللہ یہود بہتان لگانے والی قوم ہے اگر آپ کی بابت گھر سے پہلے میرے اسلام کو جان لیں تو مجھے بہتان لگا دیں گے چنانچہ یہود آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم میں عبداللہ کیسے شخص ہیں وہ بولے کہ ہم میں بہترین ہیں اور ہمارے بہترین کے بیٹے ہیں ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے ہیں تو فرمایا بتاؤ

کہ کیا ہو اگر تم عبداللہ کو اسلام میں ہو چکا کر غالب ہو جائے گی اول علامت جو ہے قیامت کے کل منتظر ہیں ہر ایک اس کا ذکر کرتا ہے صفۃ الجنۃ والنار میں ہو چکا کہ سب سے پہلے زمین کی روزی اور پھل جس پر زمین اگانے والی گوئی کھڑی ہے اس کی کلیجی کا ٹکڑا کھلایا جاوے گا اس کے بعد اور کچھ بھوک لگے گی پھل خوب لذت کے ملے گا یا کریں گے ۱۲ یعنی اگر تم میں پہلے مرد کی منی گرے تو بچہ باپ کے مشکل ہو جاتا ہے اور اگر پہلے عورت کی منی گرے تو ماں کی مشکل ہوتا ہے اگر مرد کی منی قوی ہو تو بچہ لڑکا ہوتا ہے اور اگر ماں کی منی قوی ہے تو بچہ لڑکی ہوتی ہے اس لئے جس عورت کے لڑکیاں ہی ہوتی ہوں اسے شرع میں یہ بتلائی جاتی ہیں کہ اس سے تم کو لطف تو ہوتا ہے اور بچہ لڑکا بنے تو یہ دعائیں بھی اسی مقصد کیلئے دیئے جاتے ہیں بعض لوگ کچھ فرق کیساتھ کتاب الطہارۃ باب الغسل میں گذر چکا ہے ۱۲ یعنی حضور کے ان جوابات سے مجھے حضور کی نبوت کا یقین ہو گیا کوئی یہود کا کارخانہ دیکھ کر ایمان لایا کوئی گفتار سن کر کوئی رفتار دیکھ کر کسی نے دل سے کسی نے زبان سے مگر کسی نے دل سے حضرت عبداللہ جو یہود کے بڑے عالم تھے ان کو دیکھ کر کسی سے ایمان لا چکے تھے مگر جانی اقرار کے لئے احتیاطاً یہ سوالات کئے وہ دیکھے کہ پانی پیا پہچان کر مرتد کرنا جان کر ۱۲ یعنی بار رسول اللہ میں جانتا ہوں کہ حضور اور یہود میں پرلے درجہ کی عداوت ہے حضور فرمائیں گے اسلام کی یہود کو خبر دیدیں گے وہ جھوٹ بولیں گے مجھے بھگا کر چھپ کر دیں گے بلکہ حضور پہلے ان سے میرے متعلق دریافت کریں کہ میرے متعلق ان کا اعتقاد کیا ہے پھر میرے اسلام کی انہیں خبر دیں یہ فخر نہیں بلکہ رب کی نعمت کا اظہار ہے ۱۲ یعنی خاندانی لحاظ سے بھی وہ ہم سب میں بہتر ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں ان کا خاندان ان کا نسب ہم سب میں اعلیٰ ہے وہ حسب و نسب میں بہت اونچے ہیں اور علمی عملی لحاظ سے ہم سب سے افضل ہیں قریت کے زمانہ عالم اور اس پر عامل ہیں خبر دادن سے یہ فرق ہے اسلام ہوا کہ اولاد نبی ہونا اشرف نعمت ہے

علمائے شرعیہ

أَرَأَيْتَ أَنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا فَانْتَقَصُوْهُ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِيْنَ بَلَغَتْ إِقْبَالَ أَبِيْ سُفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ

فرمائیے کہ عبداللہ ابن سلام مسلمان ہو جائیں وہ بولے کہ انہیں اللہ اس سے پناہ دے گا تو عبداللہ یہ سنکر باہر گئے اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو یہود بولے کہ وہ ہمارے بدتر ہیں اور ہمارے بدتر کے بیٹے ہیں تو ان کی بہت برائی کی عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ یہی وہ چیز ہے جس سے میں ڈرتا تھا۔ بخاری نے اسے روایت کیا ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ اس وقت کیا جب ہم کو ابو سفیان کی آمد کی خبر پہنچی ۱۲ اور سعد ابن عبادہ کھڑے ہوئے، بولے یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری

بشرطیکہ ایمان و تقوی کے ساتھ ہو کیونکہ حضور انور نے ان یہود کے اس قول کی تردید نہیں فرمائی جو انہوں نے علمی خاندان سے ہونا اللہ کی نعمت ہے ان تمام کے متعلق ہماری کتاب اسلام الرسول فی جمارۃ نسب الرسول کا مطالعہ کریں جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور کا نسب شریف طیبہ طاہرہ و زیات میں کلام آخر الا ہے ۔ ۱۱ ان کے نزدیک اسلام ایک مصیبت تھی انہوں نے یہ کہا کہ ان اسلام کے متعلق یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمان ہو جائیں یہ لفظ یاد رہے یاد رہا ۔ ۱۲ یہود کی ہٹ دھرمی تو دیکھئے کہ عبداللہ ابن سلام کا ایمان دیکھ کر بجائے اس کے کہ اسلام کی حقانیت کے قائل ہو جاتے حضرت عبداللہ ابن سلام بلکہ ان کے خاندان کی شرافت کا انکار کر بیٹھے خیال رہے کہ قرآن مجید نے حضرت عبداللہ ابن سلام کے اسلام قبول کر لینے کو اسلام کی حقانیت کی دلیل قرار دیا ہے فرماتا ہے اولم یکن لہم ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل کسی چیز کو علماء حقانی کا مان لینا اس چیز کی حقانیت کی دلیل ہے ۔ ۱۳ یعنی اگر حضور انور پہلے ہی سے انہیں میرے اسلام کی خبر دیدیتے تو یہ لوگ میرے متعلق وہ ہی جواب کہتے یہ لوگ ایسے سرکش ہیں اگر حضور انور کہہ دیتے تو حضور کو جھٹلا دیتے۔

۱۴ یہ واقعہ غزوہ بدر کا مقدمہ ہے ابو سفیان جالیس ہزار یہود کے ساتھ شام سے تجارت کر کے بہت نفع کما کر مکہ معظمہ جا رہے تھے یہ صارا شام مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگی تیاریوں پر خرچ کرنا قرار دیا تھا مسلمانوں کو خیال ہوا کہ اس قافلہ کو روک کر یہ مال چھین لیا جائے ابو سفیان بحیرین کے راستہ سے مکہ صحیح پہنچ گئے اور جنگ بدر کی صورت بن گئی تب حضور انور نے مسلمانوں سے مشورہ فرمایا کہ کہو کیا رائے ہے حالات بدل گئے اور جنگ کا فقشہ بن گیا تب حضرات صحابہ نے یہ عرض کیا جو یہاں مذکور ہے ۔

بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا

بیان ہے کہ اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم گھوڑے سمندر میں ڈال دیں تو ہم ضرور ڈال دیں گے اور اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم ان کے سینے برک غماد تک ماریں گے تو ہم ایسا ضرور کریں راوی نے فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد کے لیے بلایا تو لوگ چلے حتیٰ کہ بدر میں اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں

لے حضرت سعد ابن عبادہ انصار کے سردار تھے انہوں نے حضور انور کے مشورہ فرمانے پر یہ ایمان افروز جواب دیا مطلب یہ ہے کہ حضور انور یہ خیال نہ فرمائیں کہ ہم کو ابوسفیان کے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے لایا گیا تھا نہ کہ جنگ کرنے کو اور اب جنگ سامنے آگئی ہم پیچھے جائیں گے ہم تو بندۂ حکم ہیں جو حکم ہو ہم اس پر کاربند ہوں گے ہمارا حال تو یہ ہے ؎

تعالی اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا — پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرتمند ماؤں کا
نبی کا حکم ہو تو جھاند جائیں ہم سمندر میں — جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

لغت: ہاں ضمیر لوٹ رہی ہے گھوڑوں کی طرف وہ گھوڑے ان کے سامنے تھے اور حضور لڑائی (وغیرہ) دیکھ رہے تھے اسم ہے اکھاڑا۔

۲ے برک غماد یمن یا ہجر کا آخری شہر ہے جو مدینہ منورہ سے بہت بعد ہے بعیر مارنے سے مراد ہے اونٹ مارنا سوار گھوڑے یا اونٹ کے سینہ پر اپنا قدم مارتا ہے تیز چلانے کے لئے یعنی اگر ہم کو حضور حکم دیں کہ برک غماد تک بذریعہ اونٹوں اور گھوڑوں کے پیر کچلتے وہاں جہاد کرو تو ہم کو اس میں تامل نہ ہوگا اگرچہ وہاں پہنچنا بہت دشوار ہے کیونکہ باوفا غلام ایسی وقت پر سر موڑنے والے نہیں۔

۳ے بدر دراصل ایک کنویں کا نام ہے جو اس کنویں کے بنانے والے کے نام پر مشہور ہوا اب بدر ایک بستی کا نام ہے یہ جگہ مدینہ منورہ سے قریباً ایک سو بیس کیلو میٹر پر واقع ہے اس گروہ نے اس جگہ کی منزل اور بار ہا زیارت کی ہے اور ادھر ابوجہل مع اپنے ساتھیوں کے لشکر سمیت چل کر بدر پہنچا ان کی تعداد نو سو پچاس تھی سارے سامان جنگ سے لیس تھے اور ادھر ابوسفیان ساحلی راستہ سے تجارت گزرتے ہوئے لشکر سمیت ہو نج گئے اور ابوجہل کو پیغام بھیجا کہ اب چونکہ ہم لوگ تجارت گھر پہنچ گئے ہیں تم بھی واپس آؤ مسلمانوں سے جنگ کی ضرورت نہیں مگر ابوجہل نے جواب بھیجا کہ بہادر جب جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں تو بغیر فتح کئے ہوئے واپس نہیں ہوتے ہم بھی ہم تک پہنچ جائیں گے چنانچہ پچاس آدمی ابوسفیان پکڑ کر پہنچ گئے اب کفار کی تعداد ایک ہزار ہوگئی مسلمان غازی تین سو تیرہ تھے جنکے پاس جو سامان جنگ تھا اس کی تعریف یہ ہے ؎

تھے ان کے ساتھ دو گھوڑے جو زرہیں اور شمشیریں — چلے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں
یہ لشکر ساری دنیا میں انوکھا اور نرالا تھا — کہ اس لشکر کا ہر افسر ایک کالی کملی والا تھا

مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اللّٰهُمَّ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلْحَحْتَ عَلَى رَبِّكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ

کافر کی نعش گاہ ہے اور اپنا ہاتھ زمین پر ادھر ادھر رکھتے تھے راوی نے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا۔ مسلم۔ روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ بدر کے دن ایک قبہ میں تھے اے اللہ میں تجھ سے تیرا عہد تیرا وعدہ مانگتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جاوے تب جناب ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑا عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے رب پر بہت سوال کیا تو آپ اس طرح نکلے کہ زرہ میں کود رہے تھے

۱۲ حضور انور نے نشان دیکھ لیا جگہ ان پہلے کردی تھی فرمایا خدا کی قسم کافر کل یہاں مارے جائیں گے یہاں فلاں یہاں فلاں ۱۳ یہ ان معجزوں میں ہے کہ صحیح نور کا معجزہ علم غیب ہر جگہ جس کافر کے ہلاک ہونے کی خبر دی اسی جگہ وہ کافر ہلاک ہوا بلکہ بڑھ کے پیچھے نہ ہٹا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے ہر ایک کے وقت موت جگہ موت اور کیفیت موت کی خبر دی ہے نہ کوئی کہاں مرے گا کب مریگا اور کیسے مرے گا کافر ہو کر کس جگہ یہ علم غیر حق ظاہر ہے بدر میں اس طرح ظاہر ہوا اس کی مکمل بحث ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول میں ملاحظہ ہو ۱۴ اس قبہ کی جگہ اب تک مسجد بنی ہے جسے مسجد عریش کہتے ہیں اس کے متعلق ایک میٹھے پانی کا چشمہ ہے نیز اس مسجد میں کنواں بھی ہے اور کھجور بھی پائی جاتی ہے اور اس جنگ میں فتح کی بشارت دی گئی تھی ۱۵ شاید اس لئے بھی یہ وعدہ ہے جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ (انفال) اور جب اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ کرتا تھا دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے لئے ہے ۱۶ یعنی اگر تو نے ان صحابہ کی مدد نہ فرمائی اور یہ شکست کھا گئے یا شہید ہو گئے تو پھر دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا حضور انور نے یہ دعا اس جوش سے کی کہ آپ کی چادر مبارک کندھے شریف سے گر گئی اور حضور انور پر بہت سخت بلکہ دار و گیر کی حالت طاری ہو گئی واسطہ اتصالات یہ دعا تھی کہ تیرا فضل ہو یا کام کر گیا ۱۷ حضرت ابوبکر صدیق کے عرض معروض کا مقصد یہ ہے کہ یا رسول اللہ حضور انور جو یہ دعا فرما رہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے دل مطمئن ہو جائیں حضور یقین فرمائیں کہ حضور کی دعا سے ہمارے دلوں کو بالکل قوت و اطمینان میسر ہو گئے ہیں حضور یہ دعا کافی ہے ہمارے دل قوی اور مطمئن ہو چکے ہیں۔ اس عرض کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ حضور انور کو پریشانی تھی اور حضرت صدیق اکبر کو اطمینان تھا۔ حضور انور کو اللہ کی رحمت سے اپنی فتح کا یقین تھا یہ آسمانوں

وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اُدَاةُ الْحَرْبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَشْتَدُّ فِيْ اَثَرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ

اور فرما رہے تھے کہ یہ جمع کفار بھگا دیا جائے گا پیٹھیں پھیری جائیں گی ۱؎ (بخاری) روایت ہے انہیں سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا یہ جبریل ہیں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہیں ان پر جنگ کے ہتھیار ہیں ۲؎ (بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ اس درمیان کہ ایک مسلمان آدمی اس دن ایک مشرک آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا ۳؎ جو اس سے آگے تھا کہ ناگاہ اس نے اس کافر کے اوپر کوڑے کی اور گھوڑ سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے حیزوم آگے بڑھ ۴؎ کہ اس نے سامنے اس مشرک کو دیکھا جو گرا پڑا تھا ۵؎ اس نے اس مشرک میں غور کیا تو اس کی ناک پر نشان لگ گیا تھا ۶؎ اور اس کا چہرہ پھر گیا تھا۔ کوڑے کی مار کی طرح جا بجا

کے دل کو یقین دلانے کے لئے تھی ان معاونات سے نہیں تھے۔ ۱؎ اس میں بھی غیب خبریں ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ فتح ہماری ہوگی کفار مارے جائیں گے اور بھاگ جائیں گے وہ بھاگ جائیں گے مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے گا ۲؎ اس میں بھی خبر ہے کہ ہم حضرت جبریل ان کے گھوڑے اور ان کی حرکات و سکنات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں خیال رہے کہ اس غزوہ میں فرشتوں کا آنا مسلمانوں کی ہمت افزائی حوصلہ افزائی کے لئے ہے ورنہ کفار کو ہلاک کرنے کے لئے ان کی ہلاکت کے لئے صرف ایک فرشتہ ہی کافی تھا۔

۳؎ یعنی غزوہ بدر کے دن جب کفار مکہ میں بھاگڑ مچ گئی تو اس دوران مسلمان ان کا پیچھا کر رہے تھے کہ ایک انصاری کا واقعہ بیان ہوا ۴؎ یعنی اس پیچھا کرنے والے انصاری نے اپنے آگے دو آوازیں سنیں ایک تو کوڑے کی آواز جو کسی جانور پر پڑے دوسرے سوار کی آواز جو جانور کو دوڑانے کے لئے اسے آواز دے مگر ان دونوں آوازوں کے ساتھ دیکھی کوئی چیز نہیں اس سے ان صحابی کو تعجب ہوا نیز یہ بھی رکھے کہ حیزوم کہا جو رہے تھے آگے بڑھنا چاہا ہے ۵؎ یعنی انصاری نے مشرک کے چہرے پر نشان دیکھا جس کو عموماً نہیں دیکھا کرتے سامنے سے مراد ہے ۶؎ یہ بھی بڑی عبرت ہے برائی کا انجام قتل کا قاتل کہاں ہے اور اس مقتول کا قاتل کون ہے ۷؎ خطم ماخوذ ہے خطام سے یعنی ناک پر نشان یعنی اس مقتول کی ناک پر ایسا نشان تھا جیسے کسی نے اس پر کوڑا مارا ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ہم اس کی ناک (یعنی چہرہ) پر نشان لگائیں گے۔

ذٰلِكَ اَجْمَعُ فَجَآءَ الْاَنْصَارِیُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَيْتُ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهٖ يَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابُ بَيْضٍ يُقَاتِلَانِ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِیْ جِبْرِيْلَ

سامانا کا مارا سبز ہو گیا تھا پھر انصاری آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا تیسرے آسمان کی مدد میں سے ہے چنانچہ اس دن فرشتوں نے ستر کافروں کو قتل کیا ستر کو قید کیا (مسلم) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داہنے بائیں احد کے دن دو شخصوں کو دیکھا جن پر سفید سفید کپڑے تھے نہایت سخت جنگ کر رہے تھے میں نے ان دونوں کو نہ تو پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا یعنی جبرئیل

لہ یہاں عرقانہ فرمایا کہ سبزی سے مراد ہے سیاہی یعنی وہ کافر تھا تو گورا چٹا مگر بعد قتل اس کا سارا جسم کالا ہو گیا تھا اور ہو سکتا ہے کہ اس سے سبزی دار مراد ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیلی کوڑا ہو جیسا تھا زہر سے مقتول کا رنگ ہرا ہو جاتا ہے لہ یعنی غزوہ بدر میں ہر آسمان سے فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے ہیں تم نے جس فرشتے کی مدد محسوس کی یہ تیسرے آسمان کا فرشتہ تھا سبحان اللہ یہ ہے حضور انور کا غیب کو ہر جگہ فرشتہ کو بھی پہچانتے ہیں اس کو ٹھکانہ بھی جانتے ہیں کہ کس آسمان کا فرشتہ ہے اس حدیث میں ایک صحابی کی کرامت کا ذکر بھی ہے یعنی فرشتہ کا آواز سن لینا اور ان کی مدد کے لئے فرشتہ کا آنا اور ان کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتا ہے اس لئے یہ حدیث باب المعجزات میں لائے لہ یہ قتل و قید حضور انور کا معجزہ تھا نہ تمہارا نہ کسی اور کا تم جماعت رہ گئے ہو بے تحاشا پیچھے سے لگنے لگے یہاں صلح لشکر پر کیسے ثابت ہو سکتی ہے خیال رہے کہ مسلمہ کے کفار جنگ آزمودہ لوگ تھے اور جنہوں نے اکثر غزوات کے ناواقف تھے بعض ناکل نو عمر تھے حتیٰ کہ ابوجہل کو ایسے چھوٹے بچوں نے مارا ہے کہ آنکھ نیا بیران ہے چیران ہوں کہ ان کفار کی صفوں میں آسے مارنا ماہر نابینا کے ناممکن ہے بات یہ تھی ؎

نہ تیغ اٹھتی ہر پر نہ خنجر ہی نہ بھالے پر ۔۔۔ بھروسہ ان کا تھا سارا وہ بس کالی کملی والے پر

لہ اس جملہ کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضور کے داہنے طرف ایک شخص تھا اور بائیں ایک کل ملا کر دو شخص دوسرے یہ کہ داہنے بائیں دو دو شخص تھے کل چار دوسری صورت میں علیہما کی ضمیر جنس کی طرف ہے یعنی جتنے فرشتے دونوں طرف دائیں بائیں والے سفید لباس میں تھے ورنہ لہ یعنی اس قسم کی صورت میں ان دونوں کو کبھی نہیں دیکھا اور نہ یہ فرشتے ہمارے حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرات صحابہ ان کو دیکھا کرتے تھے مگر

وَمِيكَائِيلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيكٍ بَيْتَهُ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيكٍ فَوَضَعْتُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِي فَوَقَعْتُ

(میکائیل تک (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کی طرف ایک جماعت بھیجی تو ان پر عبداللہ ابن عتیک رات میں اس کے گھر میں گھس گئے وہ سو رہا تھا تو آپ نے اسے قتل کر دیا عبداللہ ابن عتیک کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی حتیٰ کہ وہ اس کی پیٹھ میں گزر گئی تو میں سمجھ گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا پھر میں دروازے کھولنے لگا دروازہ دروازہ حتیٰ کہ میں سیڑھی تک پہنچ گیا میں سمجھا کہ زمین آ گئی تو میں نے اپنا پاؤں رکھا تو میں

آج ایک نئی منزل میں تھے:

۱؎ یہ تفسیر حضرت سعد ابن ابی وقاص کی اپنی ہے غالباً حضور انور سے سن کر فرما رہے ہیں اگر چار فرشتے دیکھے تھے تو وہ اپنے ہاتھ ایک حضرت جبریل دوسرا فرشتہ ان کا ماتحت اسی طرح بائیں طرف ایک تو حضرت میکائیل تھے دوسرا ان کا ماتحت افسر کا ذکر کیا ماتحت کا ذکر نہیں کیا۔ ۲؎ ابو رافع کا نام اور حقیقی تھا مدینہ منورہ کا بڑا دولتمند یہودی تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن ہمیشہ حضور کی شان میں بدترین گستاخیاں کرتا تھا اور حضور کے دشمنوں کو پناہ دیتا تھا اپنے قلعہ میں حضور انور اور اسلام کے خلاف سازشیں کرتا تھا اس کا ایک بڑا مضبوط قلعہ تھا جہاں پر بالاخانہ پر رہا کرتا تھا۔ حضور انور نے اس کے قتل کے لئے کچھ آدمی بھیجے ربط وہ جماعت ہے جو دس سے کم ہو۔

۳؎ یہ واقعہ بخاری وغیرہ میں بہت تفصیل سے آیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عتیک جانتے رات ہی اپنی جماعت کو باہر چھپا کر ایک ایک سے اکیلے اس کے بالاخانہ پر چڑھ گئے وہاں بہت لوگ سو رہے تھے پہچان نہ سکے کہ ابو رافع کون ہے آپ نے آواز دی ابو رافع وہ نامراد کی غفلت میں بول پڑا بڑی احتیاط سے آواز کی رہبری میں آپ اس کے بستر تک پہنچ گئے۔

۴؎ یہ واقعہ دوسری بار کا ہوا پہلی بار آپ نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپی اور لوٹے پھر خیال آیا کہ شاید مرا نہیں پھر لوٹے اور بولے ابو رافع کیا حال ہے اب وہ چیخا کہ کسی نے مار گیا تب آپ نے وہ عمل کیا جو یہاں مذکور ہے ۵؎ ابو رافع کے محل کے بہت دروازے تھے آپ جلدی جلدی وہ تمام دروازے اندر سے بند کرتے تھے تاکہ وقت پر باہر سے اس کے مدد نہ پہنچ سکے اب محل میں وہ دروازے کھولتے گئے اترتے گئے اور اس طرح آخری سیڑھی پر پہنچ کر سمجھے کہ زمین آ گئی لیکن ابھی ایک سیڑھی باقی تھی۔

فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَتِي فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّمَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ فَجَاءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا هَذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ أَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا

چاندنی رات میں گر گیا میری پنڈلی ٹوٹ گئی تھی میں نے پگڑی سے اس کی پٹی باندھ دی پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا میں نے آپ کو خبر دی تو فرمایا اپنا پاؤں پھیلا دو میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو گویا میں نے کبھی اس کی شکایت نہ کی تھی۔ (بخاری) اور جابر سے حضرت جابر سے فرمایا کہ ہم خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آ گیا تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ پتھر خندق میں پیش آگیا ہے تو فرمایا میں اترتا ہوں۔ حالانکہ آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا ہم تین دن تک کوئی چیز نہیں چکھ سکے تھے کہ کوئی چکھتے

لہ یعنی میرا پاؤں غلط پڑا میں سمجھا کہ میرا پاؤں رکاب میں ہے رکاب میں نہ تھا گرا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اس نے میرا کوئی علاج نہیں کیا تھا

لہ یعنی گویا میری پنڈلی میں کبھی یہ بیماری نہ ہوئی تھی بعض علماء سے سنا گیا کہ اس پنڈلی میں طاقت دوسری پنڈلی سے زیادہ ہو گئی تھی صفدر

کے لعاب میں بہت معجزات تھے یہاں تو دفع اعاب بڑی کا سرپیش بن گئی۔ مشاورت صفدر کے کئے جملے ہیں ۱۲ حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگا تو شفا کا کام دیا۔ حضرت عمر و بن اخطب کے گھر باندی کے آنے میں پڑ گئی تو لعاب میں ایسی برکت ہوئی کہ چار بیبر جو سے سیکڑوں آدمی سیر ہو گئے۔ حدیبیہ کے کنویں میں بڑا تو اس کا تھوڑا پانی زیادہ ہو گیا کھاری کنوؤں میں پڑا تو کنویں میٹھے ہو گئے حضرت صدیق اکبر کو سانپ نے کاٹا وہاں یہ لعاب لگا تو زہر کا تریاق بن گیا۔ چاہ زمزم میں لعاب فرمایا پڑا تو وہ تا قیامت ہر مرض کی شفا بن گیا۔ یہ تک عیسائی قوم سلمان ہوئی قرآن کے لئے ایک شکنجے میں کسی کہ کہلا بھیجا تو اپنے گھر کی زمین پر تھوک دیا جگر طاہر لعاب ملتے ہی ہرا بھرا ہو گیا یہاں سبز بن گیا۔ لہ یہ پتھر ایسا سخت تھا جس پر کدال کام نہیں کرتی تھی اور کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی۔

لہ جو مشکل کام کسی سے نہیں ہو سکتا تھا وہ کام حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اسی لئے صحابہ کرام مشکلات میں حضور انور کی طرف رجوع کرتے تھے۔

فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ کَثِیْبًا اَهْیَلَ فَانْکَفَاتُ اِلَی امْرَاَتِیْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَکِ شَیْءٌ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْصًا شَدِیْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِیْہِ صَاعٌ مِّنْ شَعِیْرٍ وَلَنَا بُهَیْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِیْرَ حَتّٰی جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِی الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِیَّ

چیز نہیں پکی تھی۔ اللہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال چھر پھاوڑی تو چھر یک لخت سفید ریگ بھسبھسی اپنی پہلی کی طرح گویا ہو گئی۔ میں نے کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہے تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بھوک دیکھی ہے تو انہوں نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس بکری کی چھلیا تھی تو میں نے ذبح کیا بیوی نے جو پیسے تھی کہ ہم نے گوشت ہانڈی میں ڈالا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

لہ یعنی تمام صحابہ کرامؓ اور خود حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا اور خندق کی کھدائی کا کام تھا۔ خالی پیٹ کدال اوٹھانا مشکل تھا اس لیے حضور انور نے پیٹ شریف پر پتھر باندھ رکھا تھا تاکہ پیٹ کے بوجھ سے کدال چلانا آسان ہو جاوے خیال رہے کہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے کچھ نہ کھاتے اس لیے کہ کوئی ماموریہ نہ تھا جس پر بھوک کے آثار نمودار ہوتے تھے لیکن اگر عبادۃً نہ کھاتے روزے کی نیت سے تو اکثر کھاتے بھی عرسہ نہ کھاتے مطلقاً مستحب نہ ہوتا تھا اس کے متعلق ارشاد ہے بیطعمنی ربی ویسقینی مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں حضور انور تو روزہ میں بھی بشر تھی روزے میں فرائیت کی جلوہ گری ہوتی تھی اور عادۃً نہ کھاتے میں بشریت کا ظہور تھا جیسے علیہ السلام پہلے بھی کھاتے پیتے تھے اور قریب قیامت آسمان سے اگر بھی کھائیں گے پئیں گے کیونکہ آپ بشر ہیں مگر آسمان پر تقریباً دو ہزار سال سے گئے ہوئے ہیں بغیر کھائے پیئے موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اس حالت میں حضور انور نے کدال سے دو تین پتھر توڑ احادیث کا یہ مطلب میرے مرشد مولانا یٰسین صاحب مراد آبادی سے تعارض میں جمع کرتا تھا ۱۲ یہ پتھر تین جگہوں میں رنگ دو دن بن گیا تھا ۱۲ یعنی کچھ کھانے پینے کی چیز ہے اس سوال سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ گھر کا مزاج عورت کے ہاتھ میں رہنا چاہئے کھانا مرد کے لئے مناسب ہے خرچ کرنا عورت کے لئے بہتر ہے دوسرے یہ کہ اگر پڑوسی کے گھر میں کچھ کھانا فقر و فاقہ تین دن سے انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے کچھ نہ کھایا تھا کیونکہ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ کھایا تھا تو یہ کیسے کھا سکتے تھے ۱۲ اس طرح کہ ان کے پیٹ شریف پر پتھر بندھا دیکھا ہے اور چہرۂ پاک پر زردی نمودار دیکھی ہے جو سخت بھوک کی علامت ہے خمص خا اور میم کے فتحہ سے بھی آتا ہے ۱۲ من دابات البیت بیتی کے ساتھ بہت چھوٹی سی بکری ۱۲ من بھی گھر والوں سے پل لی یعنی گھر پلا بچھیا ۱۲ بھی جلدی کھانا تیار کرنے کے لئے ہم دونوں نے تقسیم کار کر لی وہ پکانے میں بکری کے ذبح سے فارغ ہوا اور میری بیوی جو پیس کر فارغ ہوئی۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَتْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلَنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتَّى آجِيءَ وَجَاءَ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا میں نے آپ سے چپکے سے سرگوشی کی عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے اپنا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے ہیں لے حضور خود آپ اور آپ کے ساتھ چند اور کی جماعت تشریف لائیں تو کھانا اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اے خندق والو جابر نے کھانا تیار کیا ہے چلو تم پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور اپنے آٹے کی روٹی پکانا شروع نہ کرنا حتیٰ کہ میں آجاؤں گا

سلہ یعنی ہمارے گھر میں کھانا تھوڑا سا ہے اس لئے میں حضور انور کے کان میں یہ دعوت عرض کر رہا ہوں معلوم ہوا کہ اگر میزبان مہمان پر اپنی حقیقت ظاہر کر دے تاکہ بقدر کھانے کے آدمی آئیں تو جائز ہے آج شادی بیاہ میں کہہ دیتے ہیں کہ پچاس کی دعوت پر سو آدمی لڈو اس مقرر کرنے کی اصل یہ حدیث ہے۔ سلہ نفر دس سے کم جماعت پر بولا جاتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ میزبان دعوت والوں کو مقرر کر دے اور یہ بھی جائز ہے کہ خود مقرر نہ کرے دوسرے کو مقرر کرنے کا حق دیدے یہاں دوسری صورت ہے۔

سلہ سور مہمانی کے کھانے کو کہتے ہیں یعنی دعوت کا کھانا خندق کھودنے والے حضرات چودہ سو سے زیادہ تھے ان سب کی دعوت حضور نے کر دی سور فارسی لفظ ہے خیال رہے کہ آج تنگر حضور کا تھا مگر حضرت جابر کا لہذا یہ اعلان اور دعوت بالکل درست ہے۔ نیز جو چیز استعمال سے گھٹے نہیں وہ مالک کی بغیر اجازت استعمال کی جا سکتی ہے۔ جیسے کسی کے چراغ کی روشنی میں مطالعہ کر لینا کسی کی دیوار سے سایہ لے لینا آج یہ کھانا ان کھانے والوں کے استعمال سے گھٹے گا نہیں لہذا حضرت جابر کی بغیر اجازت حضور نے سب کو دعوت دیدی صوفیاء فرماتے ہیں کہ ساری امت حضور کی مونڈی غلام ہیں اور ہر ولی اپنے غلام کے گھر اس سے بغیر پوچھے مہمان لے جا سکتا ہے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ چار آدمیوں کی دعوت ہو تو پانچواں نہ جائے کہ وہ قانون اور جگہ کے لئے ہے اور یہ اختیار خداداد جابر کے گھر کے لئے ہے۔

سلہ حضرت جابر اس اعلان سے حیران رہ گئے ان کی حیرانی خاطر فرمائی اور تسکین دینے کے لئے یہ فرمایا گھبراؤ نہیں ہنڈیا تیار کرے گا جو لائے گا وہ کھانا پکا کر لائے گا کہ میرے آنے سے پہلے ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا اور آٹا پکانا شروع نہ کرنا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا خیال رہے کہ اگر حضور اس لشکر کے بغیر کھانے تو انکا دل ٹوٹ جاتا اس لئے حضور ہم گنہگار دوسروں کے بغیر جنت میں بھی اکیلے نہ جائیں گے۔

فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعِ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا وَهُمْ أَلْفٌ فَأَقْسِمُ بِاللَّهِ لَأَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر حضور تشریف لائے تو حضور کے سامنے آٹا پیش کیا حضور نے لعاب دہن ڈالا اور برکت کی پھر ہماری ہانڈی کی طرف توجہ فرمائی اس میں لعاب ڈالا اور پھر فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی ہانڈی سے شوربا نکالو اور اسے نہ اتارو اور عابدین ایک ہزار تھے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سب نے کھایا حتی کہ کھانا چھوڑ دیا اور اٹھ گئے حالانکہ ہماری ہانڈی جیسی تھی ویسی ہی جوش مارتی تھی اور ہمارا آٹا پکایا جا رہا تھا جیسا کہ متفق علیہ بخاری روایت ہے حضرت ابو قتادہ سے کہ رسول اللہ نے جناب عمار

لہ ابھی کچھ پہلے آپ حضور انور کے لعاب کا ایک معجزہ پڑھ چکے کہ حضور انور نے لعاب دہن ملا کر ایک ٹوٹی پنڈلی اس لعاب سے جڑ گئی تندرست ہو گئی یہ دوسرا اور تیسرا معجزہ دیکھو اور ایمان تازہ کرو حضور انور نے لعاب دو چیزوں میں ڈالا گندھے ہوئے آٹے میں اور پکتی ہوئی گوشت کی ہانڈی میں اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کا لعاب یا ان کے وضو وغیرہ کا غسالہ برکت کے لئے کھانا پینا بالکل جائز ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے عرس کی مٹھائی محبوب کی ہر چیز سے محبت کرتا ہے کسی چیز سے نفرت نہیں کرتا ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا یہ کھانا کے ساتھ دم یا لعاب ڈالنا بھی سنت ہے اسکا ماخذ بھی یہ حدیث ہے ۲ یہ خطاب حضرت جابر کی بیوی صاحبہ سے ہے کہ ایک خمیر تیار کر اور ہانڈی جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے چولہے سے آٹا پکانے کے لئے دو عورتوں کو مقرر کرنا اگلی برکت کی پیش گوئی ہے ۳ یہ ایک ہزار آدمی تین دن سے بھوکے تھے انہوں نے کھانا بھی خوب ہی کھایا ہر گز اس روایات میں چودہ سو آیا ہے وہاں مراد یہ ہے کہ ایک ہزار تو خندق کھودنے والے تھے اور چار سو وہ حضرات تھے جو بچوں میں پیچھے رہے جو مدینہ منورہ کے گھروں بازاروں وغیرہ میں تھے۔ مدینہ منورہ کے پیچھے عورتیں بھی اس دعوت میں شامل کر لی گئی تھیں خوشکھا کھانے والوں کے پیٹ لگ گئے تھے خوش نصیب تھے وہ لوگ جو اس برکت والے کھانے سے مشرف ہوئے مدینہ منورہ کے بازار میں ایک سبزی فروش اپنی سبزی بیچا کرتا تھا اور کہہ رہا تھا یا برکۃ اتنی تعالی و تنزلی ثم لا تزلی اے نبی کی برکت آجا یہاں سما جا پھر یہاں سے نہ جا (مشکوۃ الطعام) اللھم صل وسلم وبارک علیہ۔ اس موقعہ پر حضور انور نے پہلے سب کو کھلایا بعد میں گھر والوں کے ساتھ مل کر خود کھایا اور حضور واپس لوٹے تو حضرت جابر کا گھر روٹیوں کو لیوں سے بھرا ہوا تھا صلے اللہ علیہ وسلم

۴ اس واقعہ میں حضور انور کے لعاب شریف کے بہت سے معجزات ہیں لوٹیوں میں کثرت و برکت۔ شوربے کے پانی میں برکت شوربے کے نمک مرچ مصالحہ گھی میں برکت و کثرت آٹے میں برکت و کثرت جس کثرت سے یہ چیزیں بھائی گئیں اس میں برکت روٹی پکانے والی کے ہاتھ میں قوت و طاقت ورنہ اتنی بڑی جماعت کی دعوت کے لئے کئی

لعاب شریف کی برکات

قَالَ لِعَمَّارٍ حِيْنَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنَ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

سے کہا جبکہ وہ خندق کھود رہے تھے تو آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور کہتے کہ اے ابن سمیہ کی تجھ کو باغی جماعت قتل کرے گی۔ (مسلم) روایت ہے حضرت سلیمان ابن صرد سے کہ فرماتے ہیں فرمایا نبی

من گوشت۔ لکڑیاں آنا چاہئے بہت پکانے والے اور بہت خورد چاہئیں۔ جیسا کہ آج کل بیاہ شادیوں کی دعوتوں میں دیکھا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے پانی کے بارہ چشمے پتھر سے چھوٹے یہاں حضور کے لعاب سے ہانڈی بوٹیوں شوربے کے چشمے پھوٹے۔

۱ حضرت عمار ان یاسر کی والدہ ماجدہ کا نام سمیہ بنت ابی خذیفہ تھا قبیلہ بنی مخزوم سے تھیں مکہ مکرمہ میں اسلام لائیں ابوجہل اور دیگر کفار کے ہاتھوں بہت ہی بے دردی سے شہید کی گئیں اس جملہ کی کئی ترکیبیں ہیں آسان ترکیب یہ ہے نؤس ایک پر شدید فعل کا فاعل ہے اور ابن سمیہ منادی ہے یعنی اے سمیہ کے فرزند تم کو سخت تکلیف پہنچے گی۔

۲ اس فرمان عالی میں تین غیبی خبریں ہیں ایک یہ کہ حضرت عمار شہید ہوں گے دوسرے یہ کہ مظلوم ہوں گے تیسرے یہ کہ ان کے قاتل باغی ہوں گے یعنی امام برحق پر بغاوت کرنے والے یہ تینوں خبریں من وعن اسی طرح ظاہر ہوئیں حضرت عمار جناب صدیق کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ جب یہ حدیث شہادت عمار کے بعد حضرت امیر معاویہ کو پہونچی کہ عمرو ابن عاص نے کہا کہ معاویہ غضب ہوگیا حضرت عمار ہماری جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضور انور نے ان کے قاتلین کو فئہ باغیہ فرمایا ہے ہم اس حدیث کے ماتحت باغی ہوئے تو امیر معاویہ نے فرمایا نحن وعلی باغیۃ لانا۔ عثمان یعنی یہاں باغی بغاوت سے نہیں بلکہ بمعنی مطالبہ سے ہم حضرت عثمان کے خون کا بدلہ مانگنے والے ہیں اس معنی سے واقعی ہم لوگ باغی ہیں۔ دوسرے یہ کہ عمار کو قتل کرنے والے دراصل علی ہیں جو انہیں جنگ میں لائے ہم تو عمار کا بڑا احترام کرتے تھے اور کرتے ہیں حضرت علی نے فرمایا کہ اگر حدیث کا مطلب یہ ہے تو جناب حمزہ کے قاتل حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو وہی آپ کو جنگ احد میں لے گئے تھے بہرحال حضرت علی بلاشبہ برحق ہیں امیر معاویہ ان کی مخالفت کی بنا پر باغی ہیں حضرت علی کی ڈگری امیر معاویہ کی معافی ہے (مرقات واشعہ) اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر میں دیکھو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار سب کا احترام لازم ہے۔ ۳ آپ صحابہ میں کوئی بڑے بزرگ تھے واقعہ کربلا کے بعد آپ نے یزیدیوں سے بدلہ لینے کے لئے بہت بڑی جماعت جمع کی اس کوشش میں شہید ہوئے (اشعہ)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أُحِلَّ الْأَحْزَابُ عَنْهُ الْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ أُخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ فَأَشَارَ إِلَى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَرَمَى

صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ احزاب آپ سے دور کیے گئے کہ ہم اب ان پر حملہ کریں گے وہ ہم پر حملہ نہ کریں گے ہم ان کی طرف جائیں گے (بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے لوٹے اور ہتھیار رکھ دیئے اور غسل فرمایا تو آپ کے پاس حضرت جبریل اپنا سر غبار سے جھاڑتے ہوئے آئے کہا آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے خدا کی قسم میں نے نہیں اتارے ان کی طرف جائیے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہاں جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے[۲] اور بخاری میں

[۱] احزاب فرقہ خندق کہتے ہیں یہ غزوہ شوال میں ہوا احزاب جمع ہے حزب کی بمعنی گروہ و جماعت چونکہ اس غزوہ میں کفار کی بہت جماعتیں جمع ہو کر مدینہ طیبہ پر لے پڑی تھیں اس لئے اسے احزاب کہتے ہیں ان تمام کے سردار ابوسفیان تھے ان کی تعداد دس ہزار تھی جنہوں نے مدینہ کے گرد خندق کھودی تھی جس کا سردار عامر ابن طفیل تھا بنی کنانہ وغیرہ کے الگ الگ سردار تھے مدینہ کے یہودی بنی قریظہ اور بنی نضیر ان سے مل گئے تھے ایک ماہ تک مدینہ منورہ کا محاصرہ رہا تھا دونوں طرف سے برابر تیر زنی اور گولہ باری ہوتی رہی تھی کھل کر جنگ نہیں ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی بھیجی جس سے لشکر کفار تتر بتر ہو کر بھاگ گیا (مرقات وغیرہ) [۲] اس میں بھی خبر ہے کہ اب مدینہ منورہ پر کفار حملہ نہ کر سکیں گے بلکہ اب ہم ہی ان پر حملہ کریں گے اور ایسا ہی ہوا کہ نہ طائف خیبر وغیرہ فتح کر کے تبوک تک ہر طرف میں مسلمان ہی حملہ آور رہے۔ [۳] ظاہر یہ ہے کہ ضمیر حضرت جبریل کی طرف ہے یعنی جبریل اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ چونکہ حضرت جبریل حضور کے خادم اور اطاعت کے غازی ہیں اس لئے حضور کے ان پر غازیوں کے آثار یعنی غبار اور ہتھیار دیکھ کر فرشتوں پر ہتھیار رکھتے ہیں۔ [۴] بنی قریظہ اور بنی نضیر یہ مدینہ کی وہ جماعتیں تھیں جنہوں نے پہلے تو مسلمانوں سے معاہدہ کیا پھر خود ہی معاہدہ توڑ دیا اور تمام مشرکین عرب کو مدینہ پر چڑھا کر یہ بن لائے تھے انہوں نے مشرکین سے کہا تھا کہ تم باہر سے مسلمانوں پر حملہ کرو ہم اندر سے مدینہ پر حملہ کریں اور انہیں ایسا ہیس نہ اس جیسے تھے جن کا ذکر غزوہ خندق سے فارغ ہو کر حضور انور نے ان پر حملہ کیا بنی قریظہ جن میں کر قتل کر دیئے گئے بنی نضیر جلاوطن کر دیئے گئے یہاں وہ واقعہ مذکور ہے۔ کتب تواریخ میں یہ واقعہ بالتفصیل موجود ہے۔

رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ قَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِي زُقَاقِ بَنِي غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرَئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ سَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ وَنَشْرَبُ إِلَّا مَا فِي رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ قَالَ فَشَرِبْنَا

روایت ہے کہ جناب انس نے فرمایا گویا کہ میں بنی غنم کی گلیوں پر غبار پھیلا ہوا دیکھ رہا ہوں[1] حضرت جبریل کے ساتھ[2] جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف چلے تھے[3] روایت ہے حضرت جابرؓ سے فرمایا کہ لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ڈول تھا[4] جس سے حضور نے وضو کیا پھر لوگ اس طرف دوڑ پڑے بولے ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کریں اور پئیں سوا اس پانی کے جو آپ کے ڈول میں ہے[5] پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس ڈول میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا[6] فرمایا کہ ہم نے پیا

[1] بنی غنم انصار کا ایک قبیلہ تھا جن کا محلہ بنی قریظہ کی راستہ میں پڑتا تھا یہاں اس کی نشاندہی فرمائی جارہی ہے [2] موکب میم کے فتحہ کاف کے کسرہ سے سواروں کی جماعت جو آہستہ آہستہ چلے یعنی ہم نے اپنی آنکھوں سے بنی غنم کی گلیوں میں غبار اڑتا ہوا دیکھا مگر کوئی چلنے والا نظر نہیں آتا تھا ہوا نے بتایا کہ یہ غبار فرشتوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اٹھ رہا ہے اس واقعہ میں حضور انور کے بہت سے معجزات کا اظہار ہے خیال رہے کہ فرشتوں کی جماعت کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام تھے اس لئے صرف انہیں کا ذکر فرمایا [3] یعنی صلح حدیبیہ کے دن حدیبیہ کنویں کا پانی ہم نے ختم کردیا جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ عرب کے کنوؤں کا حال ہوتا ہے اب پانی صرف ایک چمڑے کے ڈول میں تھا جو حضور انور کے سامنے رکھا ہوا تھا رکوہ چمڑہ کا ایک ڈول بڑا ہوتا ہے جس سے وضو وغیرہ کیا جاتا ہے [4] یعنی اسلامی فوج بغیر پانی کے بے پانی کی جگہ پر تھی قصر طہر کی بھی اجازت ہے اور پانی ضرورت ہے اور پانی ضرورت تھا ہے ضمناً یہ بھی ساتھ ہے [5] حضور انور کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے سے افضل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مار کر اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری کردیئے تھے یہ تو پتھر سے پانی جاری کردینا واقعی معجزہ ہے مگر انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دینا بڑا معجزہ ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ؎

ان انگلیوں میں فیض پر لوٹے ہیں پانسے چھوم کر — تم پہ لاکھوں جام مے بھر بھر کے یوں برسا کی واہ واہ!

وَتَوَضَّأْنَا فَقِيلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوهَا سَاعَةً

اور وضو کیا ۱؎ حضرت جابر سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کافی ہوتا ہم پندرہ سو تھے ۲؎ (مسلم و بخاری) روایت ہے حضرت براء بن عازب سے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے ۳؎ حدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس کا پانی نکال ڈالا تو اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا ۴؎ یہ خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ اس کنویں پر آئے اس کے کنارہ پر بیٹھے پھر پانی کا برتن منگایا۔ وضو کیا پھر کلی کی اور دعا فرمائی پھر وہ پانی کنویں میں ڈال دیا ۵؎ پھر فرمایا ۶؎ گھڑی بھر چھوڑ دو تم

۱؎ خوش نصیب تھے یہ حضرات جنہیں اس پانی سے وضو نصیب ہو گیا جس سے ان کے ظاہر و باطن دونوں پاک ہو گئے تمام پانیوں سے تبرک کا لزوم سے بھی یہ پانی افضل تھا (مرقات) ۲؎ خیال سے کہ اہل حدیبیہ کی تعداد میں مختلف روایات ہیں چودہ سو پندرہ سو تیرہ سو تحقیق یہ ہے کہ کی تعداد پندرہ سو پچیس تھی باقی روایات یا تو تخمینی ہیں یا راوی کی اطلاع کے مطابق ہیں کہ انہیں اطلاع ہی پہنچی (مرقات) آپ یہ بتا رہے ہیں کہ ہم اس دن تقریباً پندرہ سو تھے مگر پانی کے حرص اور کثرت کا یہ عالم تھا کہ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی سب کے پینے وضو غسل کو کافی ہوتا۔

۳؎ ان روایات کی مطابقت ابھی ذکر کی گئی کہ چودہ سو پندرہ سو تقریبی ہے یعنی تقریباً چودہ پندرہ سو تھے۔ لہٰذا ان میں تعارض نہیں۔

۴؎ عرب میں بلکہ پاکستان میں بھی جگہ جگہ کنویں ایسے ہیں کہ اگر ان سے پانی نکالا جائے تو بہت جلد خشک ہو جاتے ہیں کوئٹہ میں ہم نے کنویں دیکھے کہ جن سے دو ڈول نکالنے پر خشک ہو جاتے ہیں پھر چوبیس گھنٹے چھوڑے جاویں تب اس میں پانی اور آجاتا ہے یہی حال حدیبیہ کے کنویں کا تھا۔

۵؎ ظاہر یہ ہے کہ یہ وضو، کلی، ایک برتن میں کی پھر اس برتن پر دعا، برکت کی پھر یہ پانی حدیبیہ کنویں میں ڈال دیا غالباً سنہ وار کے کل علاوہ وضو کے کی تھی وضو، پانی کلی اس کے سوا تھی لہٰذا تعارض نہیں۔

۶؎ یعنی جلدی نہ کرو پانی پڑتے ہی کنویں سے پانی نکالنا شروع نہ کر دو کچھ دیر ٹھہر جاؤ ساعۃ سے مراد گھنٹہ نہیں بلکہ گھڑی بھر مراد ہے یہ ٹھہرنا اس لئے تھا کہ یہ تبرک اپنا پورا اثر کرے، پانی کے جلوے مختلف ہیں کبھی فوراً تاثیر کبھی کچھ ٹھہر کر۔

فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ وَنَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيحَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ فَجَاءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر لوگ اپنے آپ کو اور اپنی سواریوں کو سیراب کرتے رہے حتیٰ کہ وہاں سے کوچ کیا۔ (بخاری) روایت ہے حضرت عوف ابو رجاء سے انہوں نے عمران ابن حصین سے راوی فرمایا ہم ایک سفر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو لوگوں نے حضور سے پیاس کی شکایت کی آپ اترے اور فلاں کو بلایا ابو رجاء اس شخص کا نام لیتے تھے اُسے عوف بھول گئے اور جناب علی کو بلایا تھا پھر فرمایا تم دونوں جاؤ پانی تلاش کرو چلے تو دونوں ایک عورت سے ملے جو دو بڑے یا چھوٹے توبڑوں کے درمیان تھی[1] تو بڑے پانی کے تھے وہ دونوں اسے نبی صلی اللہ علیہ

[1] غالب یہ ہے کہ یہ کنواں پھر برابر بھرا ہی رہا کبھی خشک نہ ہوا لوگوں کو اس پر گنبد وغیرہ بنا دیا جاتا کہ لوگ اس کی زیارت بھی کرتے پانی بھی تبرکاً پیتے (مرقات) یہ میدان حدیبیہ کے معسکر سے بالکل قریب ہی ہے جدہ راستہ پر فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔ خیال رہے کہ حضرت جابر کا گذشتہ واقعہ اور ہے یہ واقعہ دوسرا ہے مگر یہ دونوں واقعہ ہوئے حدیبیہ میں۔

[2] عوف سچ تابعی ہیں اور ابو رجاء تابعی ہیں اور ابو رجاء کا نام عمران ابن تیم عطاردی ہے حضور انور کے زمانہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے مگر زیارت نہ کر سکے بہت بڑی عمر پائی سنہ ایک سو سات میں وفات ہوئی ایک سو بیس سال سے زیادہ عمر پائی۔ (مرقات واشعہ)

[3] یعنی حضور انور نے دو صاحبوں کو یہ حکم دیا ایک تو حضرت علی تھے دوسرے فلاں صاحب تھے ان فلاں کا نام مجھے یاد نہ رہا ابو رجاء بتایا تھا عوف بھول گئے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اپنے دکھ درد حضور کو سنانا اور ان کے دفعیہ کے لئے حضور سے عرض کرنا نہ تو توکل کے خلاف ہے نہ شرک ہے بالکل جائز ہے دیکھو پیاس کی شکایت حضور سے کی۔ اب بھی اپنے دکھ درد حضور سے کہنا بالکل جائز ہے ہم بھیک مانگنے ہی کو پیدا ہوئے۔ حضور بھیک دینے ہی کو آئے واما السائل فلا تنھر۔

[4] یعنی ایک حبشی عورت اونٹ پر سوار تھی اس کی دونوں جانب دو چھوٹے یا بڑے مشکیزے پانی کے بھرے ہوئے لٹک رہے تھے اور یہ عورت بھی بار ہی تھی۔

فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ اَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوْا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَاِدَاوَةٍ وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا وَاِنَّهُ لَيُخَيَّلُ اِلَيْنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلْئَةً مِنْهَا حِيْنَ ابْتَدَأَ فِيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ

کے پاس لوٹے اسے اس کے اونٹ سے اتارا[1] اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگایا پھر ان تو بڑوں کے منہ سے اس میں پانی انڈیلا اور لوگوں میں آواز دی گئی کہ پانی لو[2] چنانچہ لوگوں نے خوب پیا فرمایا کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے پیا حتی کہ سیر ہو گئے پھر ہم نے اپنے ساتھ والے مشکیزے اور برتن بھر لیے[3] اللہ کی قسم ان سے پانی لینا جب بند کیا گیا تو ہم کو خیال ہوتا تھا کہ وہ ابتداء کے مقابلہ میں اب زیادہ پُر ہیں[4] مسلم بخاری روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حتی کہ ہم ایک وسیع جنگل میں اترے[5] تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت .....

[1] ضمیر پانو اس عورت کی طرف ہے یا اس کے مشکیزہ کی طرف یعنی اس عورت کو یا مشکیزے کو اونٹ سے اتارا یہ عورت بڑی مشکل سے حضور انور کی خدمت میں لائی گئی تھی وہ آنے پر تیار نہ تھی کیونکہ اسکے سفر میں حرج ہوتا تھا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے یہاں دو باتیں بیان نہیں رکھی جاویں ایک یہ کہ ان دو تو صحابہ نے اس عورت کو حاضر ہونے کا کہا یا اس کا پانی نہیں چھینا کیونکہ وہ عورت اس پانی کی مالک تھی اور وہ مالک کی مرضی کے بغیر اس کی چیز استعمال نہیں کر سکتے ہاں خود مالک کو حضور کی بارگاہ میں حاضر کرنا دوسرے یہ کہ کسی کو جبراً روکنا اسے اس کی سواری سے جبراً اتارنا۔ اس کا پانی بغیر اس کی مرضی کے لینا قانون کے لحاظ سے ممنوع ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے مالک ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں مالک تام بنایا ہے مالک اپنے نوکر کی غلام کی ہر طرح تصرف کر سکتا ہے حتی جان تک بھی کسی کے مال میں بھی خصوصاً جبکہ اس تصرف میں اس شخص کا فائدہ بھی ہو۔ [2] یعنی مشکیزے کے منہ سے پانی ایک تن تنہا عورت نے نہ گرایا اور لوگوں نے اسی شخص سے پانی لیا اور لوگ اس برتن سے پانی لیتے تھے استقوا کے معنی یہ نہیں کہ خود بھی پی لو اپنے جانوروں کو بھی پلا لو[3] یعنی فی الحال سب نے پانی پی بھی لیا اور آئندہ پینے کیلئے بھر بھی لیا اور وضو غسل بھی کر لیے معجزہ تو نے اس مشکیزہ کا کتنی جگہ کو تر کر دیا تھا فرماتے ہیں یہ پانی وہاں سے آرہا تھا[4] یعنی پانی کی برکت کا یہ حال تھا کہ ہم کو محسوس ہوتا تھا کہ جب پانی لینا شروع کیا گیا تھا اس وقت سے یہ مشکیزہ زیادہ پُر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کی چیز ہمارے استعمال

حَاجَتَهٗ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتُرُهٗ وَاِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اِحْدٰهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِيْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِيْ يُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِيْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمُنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ

(استنجا) کے لیے گئے تو ایسی کوئی چیز نہ پائی جس سے آڑ کریں ناچار حضور نے جنگل کے کنارہ میں دو درخت دیکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کی طرف گئے اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر تو وہ آپ کے ساتھ اس طرح چلے اونٹ کی طرح چلے جو اپنے چلانے والے کی اطاعت کرتا ہے حتیٰ کہ آپ دوسرے درخت کے پاس پہنچے تو اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر وہ بھی اسی طرح حضور کے ساتھ چلا کہ جب ان دونوں کے بیچ میں پہنچے تو فرمایا

سے کم نہ ہو تو اس کی بغیر اجازت وہ چیز لے سکتے ہیں لہٰذا دوسرے کے جنگل والے کنوؤں سے پانی نہیں لے سکتے ہیں کسی کی زمین سے ہم کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں پھول سے ایصال ثواب کرا سکتے ہیں۔ ۱۲ منہ بنائے بیچ سے بمعنی چوڑائی بیچ کے معنی ہیں بیچ فراخ لمبا چوڑا جنگل۔

۱۲ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت دور چلے گئے تھے مگر پھر بھی بغیر آڑ کے استنجا کرنا مناسب نہ سمجھا بہتر یہی ہے کہ جنگل میں آڑ میں استنجا کرے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ درخت بھی حضور انور کی بات سنتے ہیں سمجھتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں جیسے حضور انور ان سب کی بولی سنتے سمجھتے ہیں ان کے فیصلے کرتے ہیں ایسے ہی وہ تمام چیزیں حضور کی بات جانتی مانتی ہیں ۱۲ درخت کے چلنے کی نوعیت یہ ہوئی کہ درخت کی جڑیں باہر آگئیں اور درخت سیخ اپنی جڑ کے حضور انور کے پیچھے پیچھے ہو لیا یہ ہے حضور کی بارشاہت مطلقہ کہ انسان و جانور تو کیا درختوں پر بھی آپ کی روحانی حکومت ہے وہ بھی حضور کی اطاعت کرتے ہیں اگر انسان حضور کی فرمانبرداری نہ کرے تو درختوں سے بدتر ہے ۱۲ اس میں اشارہ ہے حضور کا خدا داد اختیار اور ملکیت اور ملکیت اور سائے جہاں پر بارشاہت اسی درخت کو وہاں دوسرے درخت کے پاس اتار کر دیا بلکہ اس دوسرے درخت کو بھی اپنی جگہ سے ہٹایا اس طرح کہ ایک ہاتھ میں ایک درخت کی شاخیں تھیں دوسرے ہاتھ میں دوسرے درخت کی شاخیں تھیں اور دونوں درخت حضور انور کے پیچھے دوڑے آرہے ہیں وہ نظارہ بھی قابل دید ہوگا جب صحیح فرمانبردار درختوں کی طرح حضور کے پیچھے یہ دونوں درخت دوڑے چلے آرہے ہوں گے حضور انور حضرت آواز دے کر بھی ان درختوں کو بلا سکتے تھے مگر یہ نظارہ دکھانے کیلئے تشریف لے گئے تھے ۱۲ یعنی جب یہ دونوں درخت ان کے بیچ کی جگہ میں پہنچے تو ان دونوں کو ملا دیا ان کے ملنے سے پردہ بن گیا۔

اَلنَّبِيُّ عَلَى بِاِذْنِ اللّٰهِ لَا لَنَا مَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِيْ فَجَاءَتْ مِنِّيْ نَفْثَةٌ وَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَيْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اللہ کے حکم سے مجھ پر بل جا اور وہ دونوں مل گئے میں بیٹھ گیا اپنے دل میں کچھ سوچتا تھا لے سو اور طرف دھیان گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھا اور دونوں کو دیکھا کہ جدا ہو گئے تھے، ان میں سے ہر ایک اپنی پنڈلی پر کھڑا ہو گیا تھا سے (مسلم) روایت ہے حضرت یزید ابن ابی عبید سے کہ فرمایا کہ میں نے سلمہ ابن اکوع کی پنڈلی میں ایک چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے کہا کہ اے ابو مسلم یہ چوٹ کیسی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ چوٹ ہے کہ مجھے خیبر کے دن لگی تھی تو لوگوں نے کہا کہ سلمہ شہید ہو گئے کہ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے تین بار دم فرمایا تو میں اس وقت تک تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا کہ (بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی کہ صلی اللہ علیہ وسلم

لہ یعنی میں کچھ سوچنے لگا تھا میری ان خبروں سے ہٹ گئی سے یعنی تمہارے ہی الشجرتان سے تب تو معلوم ہے کہ الشجرتان سنوا ہے اور تدافترتا ہمارا اور ہمارے تمہارے الشجرتین سے تو نظرت فعل پوشیدہ ہے جس کا یہ مفعول ہے سے یعنی اب جو میں نے دیکھا تو وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پہنچ چکے تھے میں نے دیکھا جانا نہیں دیکھا سا بلکہ جیسے وہ دونوں واپس ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ آئے تھے حضور کے لئے حضور کے محض علم اور اشارے سے حضور کا پکارنا اور حکم دینا ایک ہی درجہ کا ہے سے آپ امام بخاری کے استاد ہیں کی ابن ابراہیم امام بخاری کے استاد ہیں یزید ابن ابی عبید کی ابن ابراہیم کے استاد آپ بھی ہیں حضرت سلمہ ابن اکوع کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ سے بھی ابن سعید نے روایت کی سے یعنی ہرے ہوئے حضرت سلمہ ابن اکوع کے پنڈلی میں بہت گہرے زخم کا اثر تھا میں نے اس زخم کی تاریخ پوچھی کہ یہ زخم کہاں اور کب لگا تھا سے خیال رہے کہ خیبر میں باقاعدہ جنگ نہ ہوئی تھی وہاں جھڑپیں کئی ہوئی تھیں کسی جھڑپ میں یہ چوٹ آئی تھی سے اللہ تعالیٰ خیبر کے متعلق فرماتا ہے وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ سے مراد وہ غنائم جس میں فرمایا گیا کہ مسلمان نہایت آسانی سے خیبر کی غنیمتیں حاصل کریں گے سے یعنی حضور کے دم فرمانے ہی آرام ہو گیا اور پھر کبھی کچھ تکلیف نہ ہوئی۔

زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ يَعْنِىْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ ۞ وَعَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

سنے حضرت زید، جعفر اور ابن رواحہ کی خبر موت لوگوں کو سنائی کہ ان کی خبر آنے سے پہلے تو فرمایا کہ جھنڈا زید نے لیا وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے یہ آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں حتیٰ کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا یعنی خالد ابن ولید نے حتیٰ کہ اللہ نے ان پر فتح دی ۱۲ (بخاری) روایت ہے حضرت عباس سے فرمایا کہ میں حنین کے لشکر میں

۱؎ یہ واقعہ غزوۂ موتہ میں ہوا جو ۸ھ ہجری میں ہوا اس غزوہ میں مسلمان تین ہزار تھے اور مرتد کی رومی فوج ایک لاکھ تھی۔ (مرقات، اشعۃ)

۲؎ حضور انور نے لشکر اسلام روانہ فرماتے وقت سپہ سالار مقرر فرما دیئے تھے کہ اولاً زید ابن حارثہ سپہ سالار ہوں گے پھر جعفر ان طالب طیار پھر ان کی شہادت کے بعد عبداللہ ابن رواحہ ان ہوں گے موتہ میں یہ حضرات یکے بعد دیگرے شہید ہوئے تھے اور یکے بعد دیگرے جھنڈا لیتے رہے تھے اور یہاں حضور مسجد نبوی شریف میں ان تمام واقعات کی خبر دے رہے تھے یہ ہے حضور انور کا علم غیب بلکہ حاضر و ناظر ہونا آج دوربین کے ذریعہ انسان دور کی چیز دیکھ لیتا ہے تو حضور کی دوربین کا کیا کہنا اس زمانہ میں جھنڈا لشکر کے سردار کے ہاتھ میں ہوتا تھا حضور انور یہ کہہ کر فرمان کر جھنڈا فلاں نے لیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امیر لشکر بن گئے۔

۳؎ حضور انور نے جناب خالد کو امارت کے لئے منتخب و نامزد نہیں کیا تھا حضرت عبداللہ ابن رواحہ کی شہادت پر جناب خالد نے خود جھنڈا لے لیا اور لشکر کے امیر بن گئے سیف اللہ سے مراد بڑے بہادر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت عظمت کے لئے ہے اس دن حضرت خالد نے گنتی کے اس قدر قتل کئے کہ آپ کے ہاتھ میں صرف نو تلواریں ٹوٹیں اس زمانہ میں تلوار کا ٹوٹ جانا بڑی بہادری کی علامت تھی غالباً اس دن سے حضرت خالد کا لقب سیف اللہ ہوا حضرت خالد نے شہادت کی بہت تمنا کی۔ مگر محروم رہے کیونکہ اللہ کی تلوار کون توڑتا۔

۴؎ غزوہ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ رومیوں پر فتح پائی آج مشرقی وسطیٰ یعنی فلسطین وغیرہ میں مسلمان پانچ کروڑ سے زیادہ ہیں مگر بیس لاکھ اسرائیلی ان کے لئے آفت بنے ہوئے ہیں قوت ایمانی بڑی طاقت ہے ؎

بھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا تو جب مسلمان کفار سے بھڑ پڑے تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑے ۱۲ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف اپنے خچر کو ایڑ مار رہے تھے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے تھا ۱۲ اسے روک رہا تھا کہ کہیں تیز نہ چل پڑے ۱۲ اور ابوسفیان ابن حارث ۱۲ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے ۱۲

حنین کی وجہ تسمیہ

۱۲ حنین ایک جنگل کا نام ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان واقع ہے اس گنجلک راستے والی کی وجہ سے غزوہ حنین فتح مکہ کے بعد پیش آیا ہوازن سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تھا پہلے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح کامل عطا فرمائی یہ بھی ہوازن جناب حلیمہ دائی کی ہم قوم تھی اس لڑائی میں جناب حلیمہ کا گھر تھا حضور انور نے دیکھا ہی بھی دولت پائی تھی غزوہ حنین بھی شوال آٹھ ہجری میں ہوا ۱۲ مرقات ۱۲ اس غزوہ میں مسلمان بارہ ہزار تھے دو کفار قریباً چار ہزار مسلمانوں کو خیال ہوا کہ آج ہم زیادہ ہیں فتح پائیں گے رب تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہوا فرماتا ہے اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا ہوا یہ کہ حضرات حضور انور سے آگے کفار سے لڑ رہے تھے مسلمان قبیلہ ہوازن کی تیر اندازی کی تاب نہ لا سکے اس لئے ان کے قدم اکھڑ گئے تتر بتر ہو کر بھاگ پڑے بہت سے ان مسلمانوں سے مراد اکثر مسلمان ہیں سارے نہیں ۱۲

۱۲ یہ ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کہ ایسی حالت میں حاضر الوقت پر قطعاً گھبراہٹ نہیں تنہا ہیں مگر کفار کی طرف بڑھ رہے ہیں ۱۲ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنا خچر کفار کی طرف دوڑانا چاہتے تھے اور جناب حلیمہ اسے روکتے تھے آپ چاہتے تھے مسلمان سب جمع ہو جاویں تب حضور کا خچر کفار میں پہنچے ۱۲ آپ کا نام مغیرہ بن حارث ابوسفیان آپ ابن حارث ابن عبدالمطلب ہیں حضور کے چچازاد بھائی بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی کیونکہ حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ نے آپ کو بھی دودھ پلایا زمانہ کفر میں حضور انور کے سخت خلاف تھے حضور کے خلاف قصیدے لکھا کرتے تھے فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور زندگی بھر حضور انور کے سامنے کبھی سر اٹھایا شرم و حیا کی وجہ سے ۲۰ھ بیس ہجری میں وفات پائی حضرت عمر نے جنازہ پڑھایا (مرقات ملخصاً)

۱۲ اس وقت حضور انور کے ساتھ صرف بارہ حضرات ہی تھے باقی صحابہ کرام جن کے قدم اکھڑے تھے وہ اپنے اپنے مقام جمع پر کھڑے تھے ۱۲

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ فَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عباس بیعت رضوان والوں کو پکار دے تو جناب عباس نے کہا اور وہ تھے بہت بلند آواز والے آپ نے اپنی بلند آواز سے پکارا کہ بیعت رضوان والے کہاں ہیں فرمایا اللہ کی قسم گویا جب انہوں نے میری آواز سنی تو میں نے انہیں ایسے پھیر لیا جیسے گائے اپنے بچوں پر پھرتی ہے تو وہ ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں حضرت نے فرمایا کفار سے جنگ کرو انصار کے متعلق پکارا یہ تھی کہ کہتے تھے اے گروہ انصار اے گروہ انصار راوی نے کہا کہ پھر بنی حارث ابن خزرج پر بلانا محدود ہو گیا تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نظر دوڑائی حالانکہ آپ اپنے خچر پر تھے گویا آپ اس پر جہاد کفار کے منتظر تھے تو فرمایا کہ یہ وقت گرم ہونے کا وقت ہے پھر چند

لہ سمرہ والے وہ حضرات ہیں جنہوں نے بیعت الرضوان میں شرکت کی تھی یعنی بیعت رضوان والے صحابہ جن کہ یہ بیعت ایک بڑے درخت کے نیچے ہوئی تھی اس لئے انہیں اصحاب سمرہ کہا جاتا ہے انہیں پکارنا مدد کے لئے تھا اور یہ بتانے کے لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہاں ہیں ادھر آؤ ۱۲ منہ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عباس کی آواز چھ میل تک پہنچتی تھی۔ جہتا ہا لغۃ صائت کا صائت بمعنی آواز والا صیتا بہت بڑی آواز والا۔ ۱۲ منہ یعنی جیسے گائے کے بچھڑے جنگل میں ہوتے ہیں اپنی ماں کی آواز سن کر فوراً رجعت میں دوڑتے آتے ہیں ایسے ہی وہ حضرات میری آواز سن کر حضور انور کی طرف بڑے شوق سے آئے اور دوڑتے ہوئے آئے ۱۲ منہ یعنی ان تمام گروہوں کو علیحدہ علیحدہ آوازیں دی گئیں تو وہ سب حضرات آتے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد جمع ہوتے گئے ۱۲ منہ معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد لینا انہیں مدد کیلئے بلانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ سنت انبیاء کرام ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مدد کیلئے لوگوں کو پکارا من انصاری الی اللہ تعالیٰ کے معنی میں تھا یہاں کسی کو گرون اٹھا کر دیکھنا کہ وہ ہماری مدد کرے ۱۲ منہ کی کے معنی ہیں گرم ہونا وطیس یعنی تنور اس سے مراد جنگ جہاد ہے راملہ اینی سب دیر نہ کرو جلد جہاد کرو یہ وقت رحمت الٰہی کے نزول کا ہے۔

حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَآءِ يَا عُمَارَةُ فَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ خَرَجَ شَبَّانُ اَصْحَابِهٖ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيْرُ سِلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ

کنکریاں پس وہ کفار کے منہ کی طرف پھینکیں پھر فرمایا قسم رب محمد کی یہ بھاگ نکلے ۱۲ تو خدا کی قسم کچھ نہ ہوا سوا اس کے کہ حضور نے ان پر کنکریاں پھینکیں میں دیکھتا رہا ان کی دھار کند اور ان کا معاملہ ذلت والا ۱۳ (مسلم) ہدایت ہے ابو اسحاق سے ۱۴ کہ کسی نے حضرت براء سے کہا کہ اے ابو عمارہ تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے ۱۵ تو فرمایا نہیں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری ۱۶ لیکن حضور کے نوجوان صحابہ اس طرح نکلے تھے کہ ان کے پاس بہت سے ہتھیار نہ تھے ۱۷ تو وہ تیر انداز قوم سے

۱۲ اس فرمان عالی میں بھی غیر سے جو کہ اس نصرت و فتح حقیقی تھا اس لئے مستقبل کا صیغہ سے تعبیر فرمایا یعنی یقین کرو کہ وہ بھاگ ہی گئے ۱۳ دبار کند ہونے سے مراد ہے ان کی تیزی ختم ہو جانا جوش ٹھنڈا پڑ جانا اور معاملہ ذلیل ہونے سے مراد ہے ان کفار کا ذلیل و خوار ہو جانا شکست کھا جانا اس واقعہ میں حضور انور کے دو معجزے ظاہر ہوئے ایک تو دوسرا قولی فعلی معجزہ تو ایک مٹھی کنکروں کا تقسیم ہو کر سب کی آنکھوں میں پڑ جانا ہے اور قولی معجزہ ہے کہ یہ شکست کھا گئے پھر فوراً ہوا بھی ایسا ہی۔

۱۴ آپ کا نام عمرو ان عبد اللہ ہے مسیبی مشہور تابعی ہیں اکثر قیس صحابہ سے ملاقات ہے آپ سے بہت احادیث مروی ہیں (اشعہ و مرقاۃ)

۱۵ یہ سائل قیس ہے تھا اس کا نام معلوم نہیں ہوا ابو عمارہ کنیت ہے حضرت براء ان عازب کی کہ سے پہلے ہمزہ استفہام پوشیدہ اقررتم یعنی کیا تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے۔

۱۶ یعنی لشکر کا بھاگنا اس کے افسر کے بھاگنے سے مراد ہے ہمارے افسر اعلیٰ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تھے حضور انور نے بھاگنے کا خیال بھی نہیں کیا پھر ہم کب بھاگتے حضور انور کا ہمارے ساتھ رہنا تھا خاذ الاعاد لہ قرناً سبحان اللہ کیا پیارا جواب ہے خیال رہے کہ حضور اقدس کی شان تو ہمارے خیال و گمان سے ورا ہے ہم خوش نصیب پر حضور کی نظر ہو جاوے وہ کبھی کسی جنگ میں پیٹھ نہیں پھیرتا جیسے حضرت ابو بکر و عمر اور علی رضی اللہ عنہم ان بزرگوں نے کبھی کسی جہاد میں پیٹھ پھیرنے کا خیال تک نہ کیا۔

۱۷ یعنی بے ہتھیار یا ناتجربہ کار نوجوان حضرات تھے۔

يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوهُمْ رَشْقًا مَا كَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَالِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحٰرِثِ يَقُوْدُهُ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ

کا کوئی تیر ان پر گرتا نہ تھا تو انہوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا ان کے تیر تھاشیں کرتے تھے تب وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر تھے ۱۲ اور ابو سفیان ابن حارث آپ کے خچر کو کھینچ رہے تھے ۱۲ تب حضور اترے اور دعا کی اور فرمایا میں جھوٹا نبی نہیں ہوں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں ۱۲ پھر مسلمانوں کی صفیں بنائیں ۱۲ مسلم اور بخاری کی روایت میں ہے

۱۲ یعنی ہوازن بڑے تیر انداز تھے ان کا نشانہ خطا نہ ہوتا تھا ہر تیر ہم لوگوں کو لگتا تھا اس لئے ہم میں زخمی ہونے لگے اس کلام میں اشارہ فرمایا گیا کہ تمام صحابہ نے بھی پیٹھ نہیں پھیری تھی صرف ناتجربہ کار لوگ ہی بھاگ پڑے تھے لہذا اصابت مسلمین قرار نہیں کہا جاسکتا ۱۲ حضور کے اس خچر کا نام دلدل تھا راقم الحروف نے بچشم سر دیکھا تھا جو مقوقس شاہ اسکندریہ نے حضور انور کو ہدیۃ بھیجا تھا ایک خچر اور بھی حضور کے پاس تھا جو فروہ ابن نفاثہ نے بدیۃ حاضر کیا تھا اس خچر کا نام فضہ تھا دونوں سفید رنگ کے تھے (مرقات) بعض شارحین نے اس کے برعکس بھی کہا ہے ۱۲ اولاً خچر کی لگام حضرت عباس تھامے تھے پھر جب حملہ نہایت تیز ہوئی اور کفار کا دباؤ بہت بڑھ گیا تو ابو سفیان ابن حارث بھی آگے آگئے انہوں نے بھی لگام پکڑ لی لہذا یہ حدیث گذشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ حضرت عباس لگام تھامے تھے اور رکاب جناب ابو سفیان پکڑے تھے (مرقات) ۱۲ حنین میں جب مسلمان منتشر ہو گئے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرما کر اکیلے رہ گئے اور کفار نے حضور پر نور کا خچر گھیر لیا اور پھر حملہ کرنا چاہا تب حضور انور گھبرائے بالکل نہیں بلکہ نہایت جرأت سے نیچے اترے تلوار سونت لی اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں جھوٹا نبی نہیں ہوں نہ کہ بزدل ہوں بلکہ سچا نبی ہوں سچے نبی بہادر ہوتے ہیں پھر میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں جو بہادری شجاعت میں مشہور ہیں اکا بعض مواقع پر نصرت بہادری کفار کے مقابل اپنے نسب پر فخر کرنا بالکل جائز ہے خصوصاً جبکہ نسب بہادری شجاعت میں مشہور ہو یہاں مسلمانوں کے مقابل اپنے نسب پر فخر کرنا اس طرح کہ دوسروں کی توہین ہو حرام ہے لہذا یہ فرمان عالی ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں نسب پر فخر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے ایسے نازک موقعہ پر اپنے نسب کا ذکر دشمن کو مرعوب کرنے کا ذریعہ ہے حضرت عبدالمطلب سارے عرب میں بہادری شجاعت و کرامت و عزت میں مشہور تھے ۱۲ وہ ہی مسلمان جو منتشر ہونے کے بعد حضور انور کے پاس جمع ہو گئے ان کی صفیں بنائیں اس زمانہ میں صفیں بنا کر جنگ ہوتی تھی ۔

لَهُمَا قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا وَاللّٰهِ إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِي بِهِ وَإِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِي يُحَاذِي بِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَوَلَّى صَحَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ وُجُوهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ الْوُجُوهُ

اس کے معنی ہیں ان دونوں کی روایت میں ہے کہ براء کہتے ہیں خدا کی قسم جب جنگ سخت ہوتی تھی تو ہم حضور کی پناہ لیتے تھے اور ہم میں بہادر تھا جو ان کے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔ روایت ہے حضرت سلمہ ابن اکوع سے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی پیٹھیں پھر گئیں[1] پھر جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا[2] تو آپ خچر سے اترے پھر زمین سے مٹی کی مٹھی بھر اسے کفار کے چہروں کے سامنے کیا پھر فرمایا بگڑ گئے یہ چہرے[3] تو ان میں سے

[1] یعنی حضور کے جاں نثار جہاد دل ہمت سب صحابہ جن کی جا پناہ ہوتے تھے کہ ہر طرف سے آپ ہی کے پاس آ جاتا تھا بلکہ قیامت تک ہر مسلمان کی پناہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ہر مصیبت ہر آفت میں حضور کی پناہ لو جس کے دھوکوں سے حضور کی پناہ میں آؤ فرماتے ہیں آنا فتنۃ المسلمین میں مسلمانوں کی پناہ ہوں۔ [2] مگر جہادوں میں سردار حفظ مقامات میں کھڑے ہوتے ہیں مگر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم جہاد میں مشکل ترین جگہ پر کھڑے ہوتے تھے جہاں حضور ہوتے تھے وہاں ہی جنگ کا زور ہوتا تھا اس لئے آپ کے پاس کھڑا ہونا ہر شخص کا کام نہ تھا بہت بہادر ہی وہ جگہ سنبھالتا تھا۔ [3] اصحاب سے مراد بعض صحابہ ہیں ورنہ سارے (مرقات) پیٹھ پھیرنے کی وجہ اگلی پچھلی احادیث میں ذکر کی گئی ان حضرات صحابہ کا تجربہ کار کم ہتھیار ہونا اور اپنی زیادتی پر اعتماد کر کے مقابل کفار کا بہت نہ اندازہ کرنا اس کا کوئی غیر یقینی کیے مگر کیا تھا۔

[4] غشوہ یا ہے غشیان سے معنی چھا جانا گھیر لینا سینکڑوں کفار نے ایک ذات کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تھا۔ مگر حضور انور کے قلب پاک پر کچھ اثر معلوم نہیں آتی۔ [5] اس موقعہ پر حضور انور نے تین کام کیے تلوار سونت کر خچر سے اترنا، دوسرے خچر پر سوار رہنا انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب تیسرے یہ عمل کر مٹھی بھر کر کفار کے چہروں پر پھینکنا جلال ہے کہ بعض مرتبوں پر حضور انور کے سر شریف سے بے تکلف شعر صادر ہوئے یہ شعر بھی انہیں میں سے ہے بخلاف اس آیت کے خلاف ہیں وما علمناہ الشعر کہ وہاں حضور سے قرآن کریم شعر نہیں پاہم نے محبوب کو شعر سکھانے کا ملکہ نہیں دیا۔ شاعت کے معنی ہیں بگڑ گئے پھر گئے۔

فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ وَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِيْ الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ تَحَدَّثْتَ اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا

اللہ نے کوئی انسان نہ پیدا فرمایا مگر اللہ نے اس کی آنکھیں اس مٹی کی مٹھی سے بھر دیں پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اللہ نے انہیں شکست دے دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غنیمتیں مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں۔ (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں میں سے ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ جو اپنے اسلام کا دعویٰ کرتا تھا کہ یہ دوزخ والوں میں سے ہے تو جب جنگ کا وقت آیا تو اس شخص نے سخت جہاد کیا اس کو زخم بہت آئے تو وہ آیا عرض کیا یا رسول اللہ حضور فرما چکے ہیں کہ جس کے متعلق حضور نے خبر دی ہے کہ دوزخی ہے اس نے تو اللہ کی راہ میں سخت جہاد کیا حتیٰ کہ اس کو بہت زخم پہنچے تو فرمایا آگاہ رہو وہ ہے دوزخی۔ قریب تھا کہ بعض لوگ شک کر جائیں

اس واقعہ میں حضور انور کے تین معجزے ہیں ان سب کی آنکھوں میں مٹی بھر جانا۔ دوسرا مٹی سے چار ہزار کافروں کی آنکھیں بھر جانا۔ ان سب کا ایک مٹھی مٹی سے شکست کھا جانا۔ کفار کو شکست مسلمانوں کی فتح درست ہوئی مگر اس کی ابتدا اس مٹی سے ہوئی یعنی مسلمانوں کو فتح۔ حضرت مال غنیمت۔ غلام تو فوراً سب کچھ ہی بیس مگر ان کے غلام و لونڈیاں بعد میں واپس کر دیں گئیں اور ان کے مال بطور غنیمت تقسیم کئے اس لئے تقسیم مال کا خصوصیت سے ذکر فرمایا یعنی ذکر فرمانا یہ بتانا کہ شخص کا جہنم حضور کیساتھ عادل نہ تھا یعنی وہ حقیقۃً منافق تھا بلکہ وہ ظاہر میں حضور انور کے ساتھ تھا لیکن دل سے کافر ہو کر کافر ہو گیا تھا یعنی اس شخص پر کوئی علامت کفر ہو کر نہ تھی بظاہر مسلمان مجاہد غازی تھا حضرات صحابہ کے ساتھ رہتا تھا یہ پتہ چلنا حضور کا علم غیب کے انعام سے ہے اور اس کا کہ کون مرتد ہوگا کون کافر ہو کر مرے گا کافر سعادت و شقاوت کا علم بھی علوم خمسہ میں سے ہے یعنی اسکے ظاہری حالت کے مطابق جو کچھ حضور نے فرمایا وہ بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ غرض یہ ہے کہ حضور نے اسے دوزخی فرمایا ہے یعنی وہ کچھ بھی عمل کرے زخمی ہو یا نہ زخمی کرے وہ ہے دوزخی جو جہاد حضور کے سامنے کیا وہ ہرگز نہ کرتا جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائی اور بلعم باعور سے فرمایا عاصی اللہ الذی یہ منتسب تھا مگر حضور کے سامنے کیا

هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى كِنَانَتِهٖ فَاَنْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ

تو جب وہ اسی حال میں تھا کہ اس نے زخم کی تکلیف بہت محسوس کی تو اپنا ہاتھ اپنے ترکش کی طرف بڑھایا ایک تیر نکالا اس سے اپنے کو ذبح کر لیا تو کچھ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے ہوئے یا رسول اللہ رب تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کر دی فلاں شخص نے اپنے کو ذبح کر لیا اور خودکشی کر لی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں

وہ اول ہے یعنی فل نہیں سکتا اس نے بعد میں ساتی نے آپ سے کہا یوسف ایہ الصدیق۔ کیونکہ صدیق وہ ہے کہ جو وہ کہہ دے وہ ہی ہو کر رہے

یعنی اس شخص کے ظاہری حالات ایسے تھے کہ ممکن تھا کہ بعض لوگ اس خبر کی حقانیت میں تردد کرتے اس کے جنتی ہونے کا گمان کرتے اور اپنا ایمان خراب کرتے کیونکہ کسی کی خبر میں تردد کرنا کفر ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی دو دھار کی طرف پر اپنا سینہ رکھ کر اس پر لیٹ گیا حتیٰ کہ تلوار کی نوک اس کی پیٹھ سے نکل گئی۔ مگر دونوں روایتوں میں تعارض نہیں اس نے پہلے تو تیر سے اپنے کو ذبح کیا مگر جب اس سے اس کی جان نہ نکلی تو یہ حرکت کی بہرحال وہ حرام موت مرا یا کافر ہو کر مرا یا فاسق ہو کر ظاہر ہے کہ کافر ہو کر مرا ظاہری حالت لوگوں نے دیکھ لی کہ اس نے خودکشی کی دل کی حالت کی خبر حضور انور نے دی اس کا یہ کام اس کے دل کفر کی علامت بن گیا بہرحال ہے کہ خودکشی حرام ہے اور خودکشی کرنے والا حرام موت مرکر دوزخ کا مستحق ہوتا ہے۔ اگر ایمان پر مرا ہے تو بہت عرصہ دوزخ میں رہے گا اور اگر کافر مرا ہے تو ہمیشہ رہے گا حضور انور کا فرمان کریم اٹل ہے دونوں کو شامل ہے یہ معجزات اس خوشی میں آئے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر کو اللہ نے سچا کر دکھایا حضور کی عظمت کا ظہور حضور کے علم غیب کی تصدیق مومنوں کے لئے خوشی و فرحت کا ذریعہ ہے جو حق حضور کے علم غیب کی خبروں سے چڑ جاتے ہیں وہ مومن نہیں۔

حضور انور کا اللہ اکبر فرمانا خوشی کے طور پر تھا خوشی اس کے مرنے کی نہ تھی بلکہ اس خبر کی تصدیق کی تھی۔

معلوم ہوا کہ حضور انور کا علم غیب آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے یہاں مقصد فرمانا تھا صرف نبوت کی بنا پر ہے کسی مشاہدہ والی گواہی پر فرمان عالی لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے یعنی اب تم لوگ جو میری نبوت اور میری رسالت کی گواہی بالمشاہدہ دو تم نے پہلے علم الیقین سے رسول مانا اب عین الیقین سے رسول مانو جیسے ابراہیم اور عزیز علیہما السلام نے مردہ زندہ ہوتے دیکھ کر فرمایا اعلم ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر یا اعلم ان اللہ عزیز حکیم حضور انور کے معجزات تو آج بھی دیکھے جا رہے ہیں رب تعالیٰ ہمیں آنکھ عطا فرمائے۔

يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَإِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ

اے بلال اٹھو اعلان کرو کہ جنت میں نہ جائے گا مگر مومن اور اللہ تعالیٰ اس دین کو فاسق آدمی سے بھی قوت دے گا

ف۱ (بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا حتیٰ کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا ف۲ حتیٰ کہ جب ایک

ف۱ یعنی بغیر ایمان کوئی بھی جنت میں نہ پہنچے گا ذریعہ سب تمام نیکیوں کی درستی کے لئے ایمان اسلامی ضروری ہے جیسے نماز کیلئے وضو یا جیسے روزہ کی سرسبزی کے لئے جڑ کا درست ہونا۔

ف۲ یعنی قیامت تک یہ طریقہ رہے گا کہ بعض لوگ نہ حتی خدا ستہ کریں گے جن سے اسلام کو قوت پہنچے مسلمان ان سے فائدے اٹھائیں گے مگر وہ خود اس کے فائدوں سے محروم رہتے ہیں جیسے کوئی بیوقوف مدرسہ خانقاہ، مدرسہ وغیرہ بنا جاوے لوگ فائدے اٹھائیں یا خود اپنی خراب نیت کی وجہ سے ثواب نہ پائے یا جیسے کوئی شخص صدقات جاریہ قائم کرے مگر اس کا خاتمہ خراب ہو جاوے لوگ اس کے صدقات کی وجہ سے جنتی بن جاویں وہ خود دوزخی ہو ایسی تیری پناہ لہٰذا کوئی دینے اعمال پر نازاں نہ ہو سب کا فضل مانگتا رہے۔ ؎

احمد یار اکھی جریا علم دوہیرا پڑھ کے — پڑھے گنجے پر مان نہ کرنا چھٹ جاندا دودھ کڑھ کے

شکلاں والیاں نازاں کھاون بگڑ گلیاں جاون — اوگنہاراں بخشاون قرب حضوری پاون ز

ف۳ لبید ابن عاصم یہودی اور اس کی لڑکیوں نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے بالوں اور کنگھی کے ذرات میں حضور پر جادو کیا اور ان بالوں میں گیارہ گرہیں لگائیں تب حضور پر وہ اثر ہوا جو آگے مذکور ہے۔ ف۴ یعنی ان لوگوں نے جادو تو بہت ہی سخت کیا تھا مگر اس کا اثر حضور انور کی عقل۔ حافظہ۔ دل۔ جگر وغیرہ پر منعکس نہ ہوا صرف خیال پر اثر ہوا وہ بھی دنیاوی کاموں میں کہ کھانا نہیں کھایا ہے اور خیال رہا کہ کھا لیا اور ان پر کوئی اثر نہیں ہوا نبی کے خیال پر جادو کا اثر ہو جانا بحکم درست ہے قرآن کریم نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى وغیرہ مگر فرعونی جادوگروں کے جادو کا اثر موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر یہ ہوا کہ ان کی لاٹھیاں رسیاں حرکت نہیں کرتی تھیں مگر آپ کو حرکت کرتی محسوس ہوتی تھیں۔ جیسے زہریلے کیڑے بچھو کاٹو تو جسم نبی پر اثر کر سکتے ہیں ایسے ہی جادو بھی ان پر اثر کر سکتا ہے یہ اثر شان نبوت کے خلاف نہیں دیکھو حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کو تلوار سے قتل کیا گیا ہمارے حضور کو زہر دیا گیا تو آپ پر اثر ہوا ہاں جب جادو کا معجزہ سے مقابلہ ہوگا تو جادو ناکام ہوگا یہ ہی ان حضرات کا دلائل و برہان اس کے اثر سے محفوظ رہنے کا مگر اس کا تعلق تبلیغ سے ہے اس جادو کا

ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِيْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ جَآءَنِيْ رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلِيْ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

ایک دن حضور سرکار میرے پاس تھے تو اللہ سے دعا کی پھر فرمایا اے عائشہ کیا تمہیں خبر ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتادی جو میں نے اس سے پوچھی تھی میرے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ان صاحب کو کیا بیماری ہے اس نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے کہا وہ کس نے جادو کیا ہے کہا لبید بن اعصم یہودی نے کہا وہ جادو کس چیز میں کیا گیا کہا کنگھی اور بالوں میں اور نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں کہا وہ سامان کہاں ہے کہا ذروان کنویں میں تو حضور صلی اللہ علیہ

یہ واقعہ ۷ھ ہجری بعد صلح حدیبیہ کا ہے جو جادو کا زور چالیس دن رہا ازالہ چوبیس دن رہنے کے بعد ہوا راشد ۱۲ بعض حضرات نے اس کا انکار دفع کے لئے جہت ماذر باتی یہ انکار اس کے لئے ہے جس کو خود جادو کی تاثیر کا علم نہ ہو ۱۳ یعنی جب میں نے جادو کی تاثیر کا علم حاصل کیا تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ میں نے جادو کیا ہے اور سامان جادو کہاں ہے رہا بھی بتادیا اور دفنیہ کا طریقہ بھی ۱۴ یعنی دو فرشتے دو مردوں کی شکل میں میرے پاس آئے جو میرے سر پاؤں کی طرف بیٹھے اور دوسرا پوچھنے لگا اور دونوں نے آپس میں سوال جواب کئے ہیں میں نے اتنا ہی سنا باقی سب کچھ بھول گئے ۱۵ خیال ہے کہ کنواں جانب مشرق تھا کنویں کے معنی تھے مجموعہ جس میں جادو کے ذخیرے ڈال کر دبا دیا گیا یہاں مطلوب کے معنی میں کہ جس پر جادو کیا گیا ہو کہنے والے نے کہا کہ جادو کے مطلوب کہنے میں بڑا فرق ہے باقی حضور انور پر جادو کیا جانا اس سے حضور کی علو شان پر اس پر مطلقاً اثر نہیں پڑتا اور یہ اثر جادو کیا جانا مجید کی دو بیبیوں نے مگر ان کی مدد مجید نے کی تھی اور کرایا بھی اس نے تھا اس نے مجید کا نام لیا گیا خیال ہے کہ ضلالت کے بہت معنی ہیں ان میں سے ایک معنی جادو ہے یہاں اسی معنی میں ہے ۱۶ مشاطہ کنگھی کے وہ بال جو کنگھی کرتے ہیں اور مشاطہ سر والی کے وہ بال جو کنگھی کرتے ہیں دونوں ہی کو کر باہر کر جاتے ہیں طلع کھجور کا نر درخت جب وہ غلاف جس میں کھجور کے پھول محفوظ ہوتے ہیں اکثر جادو کنگھی سے نکلے ہوئے بالوں پر ہوتا ہے اس لئے جاہل لوگ ان بالوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان پر کچھ منتر پڑھ دیتے ہیں ۔ پھر وہ بال کسی مخصوص جگہ میں ڈالتے ہیں ۱۷ اس کنویں کے تین نام ہیں ذروان ۔ اروان ۔ اور ذی اروان مختلف احادیث میں یہ مختلف نام آئے ہیں یہ کنواں مدینہ منورہ سے باہر بنو زریق کے باغ میں تھا ۔ اب موجود نہیں ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُنَاسٍ بِأَصْحَابِهٖ إِلَى الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا وَكَانَ مَاءُهَا نُقَاعَةُ الْخِنَّاءِ وَكَانَ نَخْلُهَا رُؤُسَ الشَّيَاطِيْنِ فَاسْتُخْرِجَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

ترجمہ: علیہ السلام اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ اس کنویں تک گئے فرمایا یہ وہی کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے اس کا پانی منقلی کے پھول کی طرح ہے اور کہا اس کے درخت شیطانوں کے سر ہیں پھر حضور نے اسے نکلوایا۔ متفق علیہ۔ روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے تو آپ کے پاس بنی تمیم کا ذوالخویصرہ ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا کہا یا رسول اللہ انصاف کیجئے۔

تھی بند کر دیا گیا تھا۔ دیکھو مرقات وغیرہ۔

۵۱ معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں وہ کنواں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بتایا بھی گیا تھا اور دکھایا بھی گیا تھا اس لئے ارشاد فرمایا ۵۲ یعنی اس کنویں کا پانی نکالا نہیں جاتا تھا اس لئے پانی کا رنگ بدل گیا تھا اور اس کنویں پر جو طرفہ نظر کے درخت تھے۔ جس کی شاخیں سانپ کے پھن کی طرح ہوتی ہیں ان پر برکت اور میٹھے کانٹے ہوتے ہیں بعض علماء سے مراد پھن والے سانپ ہیں ۵۳ اس طرح نکلوایا کہ آپ سرکار کنویں کے کنارہ پر کھڑے رہے اور حضرت علی و عمار کو کنویں میں اتارا انہوں نے جادو کا سامان نکالا۔ اس کا حضور کا بتلایا ہوا تھا جس میں گیارہ سوئیاں پھنسی ہوئی تھیں اور بالوں میں گرہیں تھیں اس جگہ اس وقت جبریل امین سورہ فلق اور سورہ ناس لائے ان دونوں میں گیارہ آیتیں ہیں حضور سرکار ایک آیت پڑھتے تو پتلہ میں سے ایک سوئی نکل جاتی تھی اور بالوں کی ایک گرہ کھل جاتی تھی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا درد جو کچھ ہلکا ہو جاتا تھا اس طرح گیارہ آیتیں پڑھنے پر گیارہ سوئیاں نکل گئیں اور گیارہ گرہیں کھل گئیں حضور اور بالکل صحت یاب ہو گئے (اشعۃ اللمعات) حضور نے اس یہودی سے بدلہ نہیں لیا ۵۴ یہ واقعہ غزوہ حنین کا ہے جس میں مال غنیمت بہت زیادہ حاصل ہوا تھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں ایمان لانے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت زیادہ عطا فرمایا جیسے ابو سفیان وغیرہم کو سو سو اونٹ عطا کئے یہ تقسیم مقام جعرانہ میں ہوئی فقیر نے حنین اور جعرانہ کی زیارات کی ہیں ۵۵ یہ شخص بستہ قد تھا اسے اس وجہ سے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا جو قبیلہ عرب کا مشہور قبیلہ ہے یہ منافق تھا جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ۵۶ اس منافق نے یہ لفظ دو معنی دار بولا ظاہر معنی یہ تھے کہ آپ عطا میں برابری کیجئے ہر ایک کو یکساں دیجئے۔ مگر اس کی نیت یہ تھی کہ آپ انصاف کیجئے ظلم نہ کیجئے آپ ظلم کر رہے ہیں کہ حق دار کا حق دار غیر حقدار کو دے رہے ہیں

اِعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلٰوتَهُ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهٖ إِلٰى رِصَافِهٖ إِلٰى نَضِيِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ إِلٰى قُذَذِهٖ فَلَا يُوجَدُ

حضور نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو کون کریگا اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خائب و خاسر ہو جاوے تو جناب عمر نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں فرمایا اسے چھوڑ دو اسے کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابل میں اور اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابل میں حقیر جانے گا وہ لوگ قرآن پڑھیں گے قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اتریگا دین سے ایسے نکل جائینگے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے دیکھے گا اس کی نوک اس کے پر اس کی تدریج میں نگری اس کی نوک کے نیچے کو دیکھو تو اس میں

بہ درجۂ غایت حضور کی نبوت کا انکار ہے تو ظالم نہیں کر سکتے حضور انور اس کا یہ مقصد سمجھ گئے لہٰذا وہ جواب پا جانے کے آرہا ہے (مرقات) ۱۲ منہ یعنی مجھے رب تعالیٰ نے عدل قائم فرمانے کے لئے رحمت عالم بنا کر بھیجا میری ذات سے عدل و رحم و ایمان و عرفان قائم ہے اگر میں ہی عدل نہ کروں تو پھر مجھے ایمان و عرفان کیسے ملے گا تو تو باطل ہی خائب و خاسر ہو جاوے گا بندے اور رب کے درمیان نبوت ہی تو ہے جس سے بندہ کا تعلق قائم ہے اگر نبوت کا واسطہ بیچ میں نہ رہے تو بندے رب سے کٹ جائیں گے خائب و خاسر ہوں گے ۔ ۱۲ منہ حضرت عمر نے اس کے قتل کی اجازت اس لئے مانگی کہ وہ مرتد ہو گیا حضور انور کی گستاخی کر کے مرتد قابل قتل ہے حضور انور کا منع فرمانا اس لئے ہے کہ حضور انور کی نظر روح منشور پر ہے حضور جانتے ہیں کہ تعدد بالجی یہ ہے گا اس کی نسل سے خوارج وہابی پیدا ہوں گے یہ قتل حضور انور کا حق تھا جب حضور نے اپنا حق خود ہی چھوڑ دیا تو قتل ختم ہو گیا آج اگر کوئی یہ بکواس کرے تو قتل کیا جاوے گا دیکھو مرقات ۔ ۱۲ منہ یعنی اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہو گی جن کی ظاہری نمازیں قرآن خوانی تمہاری نماز قرآن خوانی سے زیادہ ہو گی میں نے صفات کے خوارج دیکھے ہیں ان کے مقابلہ میں ان دیوبندی وہابی نجدی جہال دیکھنے میں آئے ہیں ۔ بڑے نمازی مگر دین سے خارج حضور انور کے سخت گستاخ و بدگو ۔

۱۲ منہ خوارج کے متعلق ہر جگہ یہ ہی آتا ہے کہ قرآن بہت پڑھیں گے آج بھی وہابی دیوبندی قرآن ہی بہت پڑھتے ہیں ۔ ۱۲ منہ یعنی مویشی ہے وہ شکار جسے تیر سے شکار کیا جاوے وہ تیر اس شکاری جانور کے پورے جسم میں داخل ہو کر نکلتا ہے مگر اس پر خون گوشت گوبر پیشاب وغیرہ کا بالکل اثر نہیں ہوتا ۔

شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ
مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى خَيْرِ
فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ
مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ

کچھ نہیں پایا جاتا ہے حالانکہ وہ گوبر اور خون میں سے گزرا ہوا ہے ان کی نشانی ایک کالا آدمی ہے جس کے بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کی بوٹی کی طرح جو ہلتا ہوگا یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین فرقے کے خلاف خروج کریں گے [1] حضرت ابو سعید نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب علی ابن طالب نے ان لوگوں پر جہاد کیا [2]

[1] جیسے ہندوق کے مختلف اجزاء کے مختلف نام ہیں بٹ سال بٹ کندگری ایسے ہی تیر کے اجزاء کے جدا نام ہیں ہر کا اگلا لوک ناڑ ھار اور ریاضل کہا جاتا ہے اس کے پیچھے جو دو پر ہوتے ہیں انہیں نصاف کہتے ہیں اور تیر کی لکڑی قدح یا نفی کہلاتی ہے نصال کے پیچھے کا حصہ قذذ کہا جاتا ہے مقصد یہ ہے کہ جیسے تیر اپنے تمام اجزا کے ساتھ اس جانور کے سامنے اجزاء میں سے ہر کو نکل جاتا ہے مگر خود اس کے خون وغیرہ سے رنگین نہیں ہوتا۔ ایسے ہی وہ لوگ اسلام میں آکر اسلام سے نکل جائیں گے اس طرح کہ ان میں اسلام کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ جیسا آج دیکھا جا رہا ہے ان میں حافظ قاری۔ مولوی بہت مگر نور اور رسول اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں دین سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ان خوارج کے مثل گویا تیر کی فصل نوک ہے ان کے جسم گویا تیر کے پر ہیں ان کے بدن گویا تیر کی لکڑی ہے ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء گویا تیر کا نصف ہیں کہ وہ لوگ عبادات اور علوم میں بڑی مشقتیں کر لیں گے مگر انہیں ذرا سا فائدہ نہ پہنچے گا اور نہ ان خوارج کی تکفیر میں اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ ان کا کفر ثابت ہوتا ہے واللہ اعلم

[2] یعنی جب یہ فرقہ نکلے گا اس وقت ان کا مقابلہ اس شکل کا ہوگا کہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا دوسرا ہاتھ نہ ہوگا بلکہ اس کی کہنی سے پستان عورت کے پستان کی طرح گوشت ہوگا اس لئے اس کا نام ذوالثدیہ ہوگا [3] خیال رہے کہ خوارج اگرچہ امیر معاویہ کو بھی برا کہتے ہیں مگر حضرت علی مرتضیٰ اور اہل بیت اطہار کے بڑے سخت دشمن ہیں حضرت علی سے جن انہوں نے جنگ کی اس فرمان عالی میں اسی طرف اشارہ ہے اس میں یہ بھی بتا دیا کہ امیر معاویہ اور ان کی جماعت مؤمن ہیں مگر ان جنگوں میں وہ حق پر نہیں تھے حضرت علی کی جماعت ہوگی اس لئے علی غیر فرقہ ارشاد ہوا ہے جاسے حضور کا علم غیب [4] جب حضرت معاویہ نے صلح کرنے کے لئے حکم یعنی پنچ منتخب کرنے حضرت علی نے ابو موسیٰ اشعری کو اپنا حکم مقرر کیا اور امیر معاویہ نے حضرت عمرو ابن عاص کو ان لوگوں نے کہا کہ علی اور معاویہ دونوں مشرک ہو گئے کیونکہ انہوں نے اللہ کے سوا کوئی حکم مان لیا وہ اس آیت کے انکاری ہو گئے۔ ان الحکم الا للہ ان کی تعداد دس ہزار تھی حضرت عبد اللہ ابن عباس کی

وَاَنَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهٗ فَيَاْمَنُنِيَ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَ

میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نے اس شخص کے متعلق حکم دیا وہ ڈھونڈا گیا اسے لایا گیا حتیٰ کہ میں نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامت پر دیکھا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص آیا جو دھنسی ہوئی آنکھیں ابھری پیشانی گھنی داڑھی اور گنجی کنپٹی والا سر منڈا ہوا تھا وہ بولا اے عبداللہ سے ڈر اللہ تو فرمایا کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ کی اطاعت کون کرے گا مجھے اللہ تعالیٰ زمین والوں پر امین بنائے اور تم مجھے امین

فجاءنی برأس ثلاثة نفر من الخوارج فقالوا هذا ما احتززنا من اعناقهم وحملنا من اعجاز بالهم بضعة عشر رأسا فلما رأيتها خررت لله ساجدا شكرا لله تعالى على ما اكرمني به من قتلهم وقتلهم اول الخوارج خروجا وآخرهم قتلا وقد كان ذو الثدية رجع فيمن معه من الخوارج فلما رأى قتلاهم قال ما كذبت ولا كذبت هذا مخدج اليد على عضده سبع قلات كأنها ثدي المرأة على رأسها شعرات طوال فاتوا بالرجل حتى وقفوه على قتلاهم فلما رآه سجد لله شكرا وقال الله اكبر صدق الله ورسوله فقام اليه عبيدة السلماني فقال يا امير المؤمنين الله اكبر ثلاثا حتى ملأ ما بين الخافقين بصدق الله ورسوله اقسم بالله الذي لا اله الا هو لقد سمعت هذا الحديث من رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال علي صدقت صدقت صدقت

فجائنی سر پانچ ہزار افراد میں سے تو کہ گئے حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی فریق فریق الخوارج من اهله وحملنا من اعجاز بالهم بضعة عشر رأسا ذوالثدیہ رجیدی سے نی انتہا سر کے ان کے جتنا دمی پچھے جن کی ذمیت آج دہ بیوں کی شکل میں ہاتھ سے دال ہیں یہ لوگ بھی ہر بات پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں ہر شرک کا فتوے خوارج سے ملا ہے اب دہابیوں نے تمام شنائیں کی ہیں جن میں یزید بن معاویہ کو برحق اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے دیکھو ان کی کتب خلافت معاویہ و یزید اور خلافت راشدہ ابن رشید حضرت امیر المومنین یزید صلے اللہ علی یزید رحمۃ اللہ)

۱ یعنی مجھے یہ خبر ہے کہ اس جہاد میں جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اس جماعت مرتضوی کے بڑے فضائل ہیں **۲** یعنی جب جناب علی اس جہاد سے فارغ ہوئے اور خارجیوں کی لاشیں بکھری دیکھیں تو فرمایا کہ ان کے سردار کی تلاش کرو بعض روایات میں ہے کہ بار بار تلاش کرنے پر بھی اس کی لاش نہ ملی تو فرمایا قسم خدا کی نہ اس کی لاش انہیں لاشوں میں ہے تمہاری تلاش ہی کہی ہے محمد مصطفےٰ کا فرمان برحق ہے پھر اس سردار کی تلاش بہت سی لاشوں کے ڈھیر میں ملی جو اس میں وہی علامات موجود تھیں جو حضور انور نے ارشاد فرمائی تھیں یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب۔

۳ اب بھی خوارج کی اور ان کی ذریت دہابیوں کی عموماً داڑھی لمبی سر عموماً منڈا ہوا پیشانی پر سجود کے داغ گھٹنے پائنچے اونچے ہوتے ہیں خوارج کی یہ علامات دوسری روایات میں آئی ہیں ذوالثدیہ سنت کو چھوڑ کر داڑھی ایک مشت سے زیادہ نہ رکھیں سر منڈانے کی عادت نہ ڈالیں ان لوگوں کی علامات سے نہیں ہیں جن کے سر آج بھی سر منڈائیں کفار کی علامات سے نہیں۔

۴ اس حدیث سے بھی دو گستاخ فرقے ہیں ایک تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سرے سے نام شریف سے پکارنا حالانکہ قرآن کریم فرماتا ہے لا تجعلوا دعاء الرسول الخ دوسرے حضور انور کے عمل شریف کو ظلم کہہ کر حضور کو عدل و انصاف کی تبلیغ کرنا حالانکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم عدل و انصاف

رَجُلٌ وَّاحِدٌ فَنَدَرَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝

نہ جانو کہ ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت مانگی تو حضور نے منع فرمادیا جب وہ چلا گیا تو حضور نے فرمایا کہ اس کی پشت سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گا وہ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کروں۔ ۱۲ (مسلم بخاری)

ف مرکز میں حضور کی بارگاہ سے خرچ تقسیم ہوتا تھا مختلف رسول زبروں میں تقسیم ہوتے تھے۔

ف۲ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں ساری تقسیمیں کر قائم کیے ہیں مگر یہ اقسام اس نے مجھے بنایا اقسام اس نے مجھے ان بنایا ہے تب ہی تو تقسیم میرے سپرد کی ہے اور تم مجھے این نہیں جانتے۔

ف۳ قتل کی یہ اجازت مانگنے والے حضرت عمر تھے رضی اللہ عنہ جیسا کہ بعض روایت میں گذرا اور حضور ان کی مخالفت کی وجہ بھی وہاں ہی بیان ہوئی ہے اب ایسی بکواس کرنے والے کی سزا قتل ہی ہے کہ رد مرتد ہے ف۴ اس عیب والی نظر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کو ظہور آج بھی ہو رہا ہے خوارج اور وہابی دیوبندی قرآن پر جمعت زور دیتے ہیں سب کو قرآن کے نام پر اپنی طرف بلاتے ہیں حتیٰ کہ اپنی انجمنوں اور رسولوں کے ناموں میں قرآن ضرور رکھتے ہیں اشاعت القرآن انجمن القرآن اپنے کو شیخ القرآن کہلواتے ہیں نیاز رکھنے کو اگر دلوں میں قرآن نہ ہے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو تو قرآن سے صرف کرامتی عمل ہے بعمل بہ کلیہ ہو تو ترجمہ قرآن اہل جہل الرسب بھی جانتا تھا مگر کیا فرق ہے کیونکہ ان کی زبان پر قرآن دلوں میں شیطان عالم دین ہونے میں کی زبان پر قرآن ہو دل میں خشوع کا فیضان جیسا کہ عمل کی مخلف ہے کار ہے جو فیضان پا رہے ہیں کے لئے مدینہ منورہ کے کنگش ضروری ہے یہ لوگ قرآن کو شکار کا جال بناتے ہیں۔ ؎

حافظا سے خود و زاہدی کن و فریب با مسلمے ۔۔۔ دام نزد ہر کس کن جو صاد گرال مرغ آں را!

ف۵ اس پیش گوئی کا مصداق بھی ہوئے خارجیوں کی جنگ جنہوں نے حضرت علی سے کی وہ ہی ہیں وہابی دیوبندی ہیں یہ لوگ مسلم لیگ کے حامی ہیں کانگریس کے مخالف ہے ہندو ستان کے عام مسلمانوں کو مشرک بتاتے ہیں ان کا مذہب یہ ہے کہ جو ہمارے ساتھ نہ ملے اسے قتل کر دو کانگریس کے ہر گئے ہندو کے مرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کتے فرمایا ہے ف۶ یعنی جیسے قوم عاد ایسی تباہ کی گئی ان کا نام و نشان باقی نہیں ایسے ہی میں تمہیں قتل کروں گا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا وہ قتل کے قابل تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور کو اپنی شخصی مدافعت کے مقابلہ میں بڑا تامل ہوتا تھا مگر دین و ملت کی حفاظت کے لئے بڑی قوت حاصل کرتے تھے ظالمان اسلام کے مقابلہ میں بڑی ایسے ہی وقت قتل کی سختی ہوئی اسی لئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ؎

شیر شمشیر زن شاہ نبرد ستکن ۔۔۔ پر تو وصف تعدد ت بہ لاکھوں سلام!

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّیْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا یَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَهُ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّهْدِیَ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِیْ مِنَ الْفَرَحِ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ مشرک تھی ایک دن میں نے اسے دعوت دی تو اس نے میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ باتیں سنائیں جو میں ناپسند کرتا ہوں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتا ہوا گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ رب سے دعا فرمائیے کہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے حضور نے کہا اے اللہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے تو میں خوش خوش نکلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے [1] تو جب میں دروازے تک پہنچا تو وہ بند تھا [2] میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو بولیں اے ابوہریرہ وہاں ہی رہو اندر میں نے پانی کی جھلک سنی انہوں نے غسل کیا پھر اوڑھنی پہنی اور اپنے دوپٹہ سے جلدی [3] دروازہ کھول دیا اے ابوہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا میں خوشی سے رو رہا تھا

[1] اس سے معلوم ہوا کہ اپنے والدین کو بھی تبلیغ کی جائے جبکہ وہ کافر مشرک بت پرست ہوں ہی اگر وہ حیات ہیں تو ان پر تبلیغ کی کوشش کرتا رہے اور ان کی ہدایت کی دعا دے [2] یعنی میری ماں نے شان مصطفوی میں ایسی گستاخی کی جس کا خیال کرنا منہ سے نکالنا کسی کو سنانا بھی ناپسند کرتا ہوں [3] یعنی حضور کی دعا سنتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ میری ماں کو ضرور ہدایت ملے گی اور ان شاء اللہ ملے گی اس لئے میں خوش ہو کر بقدرت خدا نظر آنے لگے اپنے گھر گیا [4] اندر بند تھا دروازہ خلاف عادت تھی اس لئے مجھے تعجب ہوا [5] یعنی میری والدہ خوشی خوشی دروازہ کھولنے آئی معلوم ہوتی ہیں کہ انہوں نے صرف تعجب اور تردد میں دوپٹہ اڑھا اسی حالت میں دروازہ کھولا اور مجھے کلمہ طیبہ سنایا اور مجھے اپنے ایمان کا گرویدہ بنایا۔

فَحَمِدَ اللّٰهَ وَقَالَ خَيْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمُوْعِدُ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِيْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ اِمْرَأً مِسْكِيْنًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ

حضور نے اللہ کا شکر کیا اور دعا خیر کی ۱۲ مسلم، روایت ہے ان سے فرمایا تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات زیادہ کرتے ہیں ۱۲ اور اللہ وعدہ والا ہے ۱۲ میرے مہاجر بھائیوں کو بازار میں چیخ پکار مشغول رکھتی تھی اور میرے انصاری بھائیوں کو ان کے مالوں میں کام کاج مشغول رکھتا تھا ۱۲ میں ایک مسکین آدمی تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن دل بھر کے پکڑے رہتا تھا ۱۲

۱ کہ خدا تعالیٰ ان کو دین پر استقامت دے معلوم ہوا کہ مسلم کے لئے دعا استقامت کرامت ہے ۲ اس کلام میں خطاب یا تو تابعین سے ہے یا اس زمانہ کے بقیہ صحابہ کرام سے جو یہ چہ می گوئیاں کرتے تھے ۳ خیال رہے کہ ان صحابہ یا تابعین کا یہ کہنا کہ ابو ہریرہ بہت احادیث کی روایت کرتے ہیں بے اعتمادی یا اعتراض کے طور پر نہ تھا بلکہ تعجب سے تھا کہ انہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک صرف چار سال میسر ہوئی مگر ہزاروں حدیثیں آپ نے روایت کیں دوسرے صحابہ بہت زیادہ صحبت پاک میں رہے حضرت صدیق اکبر عمر بھر ساتھ رہے مگر ان سے بڑی روایات تھوڑی ہیں تعجب سے آپ پر جھوٹی احادیث گھڑنے کا شبہ نہیں ہو سکتا کہ صحابہ سارے عادل ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے گناہوں جھوٹ وغیرہ سے محفوظ رکھا ہے پھر جائز کہ وہ حضور پر جھوٹ بولیں ۱۲

۴ یہ عبارت دو طرح پڑھی جا سکتی ہے واللہ الموعد دونوں کو کسرہ دال تفہیم یعنی وعدہ فرمانے والے رب کی قسم ہیں یکسر ایک لفظ روایت کرتا ہوں دوسرے واللہ الموعد دونوں کو پیش یعنی مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے ثواب سے ٹرخایا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ جو جھوٹ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنائے ان دونوں کو پیش نظر رکھ کے حضور پر جھوٹ بول سکتا ہوں ۱۲

۵ یعنی میری کثرت احادیث کی وجہ مجھ سے ہی سفر مہاجرین و انصار میں سے کوئی صاحب بھی حضور انور کے پاس ہر وقت نہیں رہتے تھے مہاجرین تو بازاروں میں کاروبار کرتے ہوتے تھے کہ وہ حضرات عموماً تاجر لوگ تھے انصار حضرات باغوں کھیتوں والے تھے انہیں اپنے باغوں کھیتوں میں رہنا پڑتا تھا وہ حضرات خاص اوقات میں ہی حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ۶ یعنی مجھے دنیاوی کوئی کام نہیں تھا حضور کی خدمت میں رہنا میرا مشغلہ تھا چہرہ انور تکتے رہنا میرا کاروبار تھا حضور کا دسترخوان میرا بازار تھا یہ ہی میرا باغ و بہار تھا ۱۲

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لَنْ يَبْسُطَ اَحَدٌ مِنْكُمْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ فَيَنْسٰى مِنْ مَقَالَتِيْ شَيْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَقَالَتِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (میں ہر مسئلہ کرتم میں سے کوئی اپنا کپڑا پھیلا دے حتیٰ کہ میں اپنا یہ کلام پورا کرلوں پھر وہ اپنے سینے سے لگائے پھر کبھی میرا کوئی کلام بھولے جاوے لہٰذا چنانچہ میں نے کمبل پھیلا دیا جو اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہ تھا تھا حتیٰ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا کرلیا پھر میں نے وہ کمبل اپنے سینے سے لگا لیا تو اس کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں اپنے اس دن سے حضور کا کوئی فرمان نہ بھولا۔ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جریر ابن عبداللہ سے نقل فرماتے ہیں

نقل ایک دن دربار عطا سے مرحمت عطا فرمانے کو تو بہت حاضرین تھے فرمایا کوئی ہے جو اپنا کپڑا بچھائے ہم ایک عطا کریں گے جب وہ دعا ختم ہوجائے تو وہ اپنے سینے سے لگائے ان شاء اللہ حافظہ اس کا حافظہ بہت ہی قوی ہوجائے گا یہاں سے پتہ لگا کہ حضور کی چیز دامن پھیلا کر لی جاتی ہے گویا اسے کی بڑی عطا یہ ہے کہ پھیلا کر سمجھی جاتی ہے یہاں چادر پھیلانے کا حکم دیا گیا معلوم ہوتا ہے عطا بڑی بے نہال رہے گی قوت حافظہ انسان کی ایک صفت ہے جو قدرتی طور پر لوگوں کو عطا ہوتی ہے کوئی قوی حافظے والا ہوتا ہے کوئی ضعیف حافظہ والا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صفات انسانیہ بھی عطا فرماتے ہیں حکم پر دلالت کرتا ہے ؎

مالک ہیں خزانہ قدرت کے جو جس کو چاہیں دے دلائیں — دی خلعت خاتمیت رہبر کہ گمگشتوں کی راہنمائی ہے

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ کوئی زیادتی بات نہ لیں تو لیں میرا کلام کبھی نہ بھولیں گے ۱۲ سو دن کے تقاضے پر کہ کثرت سے وہ اول کمبل جس میں سادہ و سفید دھاریاں ہوں جن سے سوا دن تک ہے صرف ہو جس کمبل دن سے سوا دن تک کوئی کپڑا آپ کے پاس نہیں تھا اکیلے تھے یہی اتار کر بچھا دیا ضرورۃً برہنہ ہوتا جائز ہے ۱۳ سوال یہ ہے کہ حضور کا ہر حضور اللہ کے خزانوں کا دروازہ ہے کسی کو دم کرکے تعویذ عطا فرمائیں کسی کو نظر سے کی کو ہاتھ لگا کر شفا عطا فرمائیں حضور کا دست شریف سے دل ہی ہر گمگشتہ حضور کا دست شریف ہے جہاں رکھ کر عطا فرمائیں یا ہاتھ پھیلا کر یہاں کی عطا ہوجاتی ہے سوال کا دروازہ کسی خاص جگہ میں نہیں جہاں بھی موجود ہو مجلس میں سے نکل کر تو رہا جاؤ گے ۱ علیحضرت نے فرمایا۔

منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی — دیری قبول دعوے میں صرف ہاتھ بھر کا ہے۔

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرَیْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَۃِ فَقُلْتُ بَلٰی وَکُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ یَدَہٗ عَلٰی صَدْرِیْ حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ یَدِہٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ وَاجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِیْ بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِیْ مِائَۃٍ وَخَمْسِیْنَ فَارِسًا مِّنْ اَحْمَسَ

مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ کو ذی الخلصہ سے راحت نہ دو گے میں نے عرض کیا ہاں اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہ سکتا تھا میں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضور نے اپنا ہاتھ شریف میرے سینہ پر لگا دیا حتی کہ میں نے آپ کے ہاتھ کا اثر اپنے سینہ میں پایا اور فرمایا الٰہی اسے ثابت رکھ اسے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا دے فرمایا اس کے بعد اپنے گھوڑے سے دگرا پھر وہ ڈیڑھ سو سواروں میں گئے جو قبیلہ احمس سے تھے ۱۲

سرہ احمس ضاعفہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔ جہاں ہاتھ جمانے سے مضبوط سواری، وہاں دعا سے دائمی دولت سرا کا ۔ ۱۲ منہ (کلام زیر اس بارے میں ہے کہ بعثت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سوا اسلام نے کوئی حد نہیں قائم کی جس کی خلاف شریعت ہو یا جس کے بعد ایمان لانا پھر حد تک کفر میں رہنے سے چھڑ کر قبر میں بھیجے ہوئے ان ہی شرائط کے ساتھ کلمہ پڑھنا کافی ہو صورت و سیرت دونوں کا حسن بخشا اختیار اللہ ۱۲ منہ) کفار عرب کا ایک قبیلہ جو خاص بتوں کے مقابل اپنے ہاں ایک گھر بنایا تھا جس کا نام ذوالخلصہ کعبہ یمانیہ تھا جلصہ ہاں رکھا ہوا ایک بت تھا یا کوئی خاص بت جس کی وہ پرستش کرتے تھے جیسے بھارت کے ہندو بیل کی پوجا کرتے ایسا ہی گھر کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو اس ذوالخلصہ کی وجہ سے بہت تکلیف تھی کہ کہیں جاہل مسلمان بھی کعبہ کا طواف رجوع نہ کرنے لگیں اسلام تا قیامت رہے گا اس لئے اس کا استیصال بھی قرین مصلحت جانا حضرت جریر سے یہ فرمایا کہ اسے جا کر ڈھا کر دو ۱۲ منہ دیکھو یہ ہے عطاء مصطفوی حضرت ابوہریرہ کو زبانی کلام کے ذریعہ قوت حافظہ بخشی اور حضرت جریر کو انگلیوں کے ذریعہ قوت تلقی بخشی جس سے وہ گھوڑے پر ٹھہرنے لگے حضور کی تھپکی اور قدم شریف کی ٹھوکر ان سے ہی بہ حسب استعداد ایسے مرتع ملے۔ علی حضرت فرماتے ہیں۔ ؎

ملی کر دو ٹھوکر اڑا دو کف پا صدقے تیرا ۔۔۔ سمندر پہ رکھو دو قدم پر کروڑوں درود ۱۲ منہ ہے سوال سے پیدا

عطا حضرت جریر نے صرف قوت تلقی مانگی تھی مگر ان بعض عطا میں قوت تلقی اور ہدایت پر قائم رہنا۔ لوگوں کو ہدایت دینا ان کے ذریعہ لوگ ہدایت پر آویں ۱۲ منہ یعنی اس ہاتھ شریف کی برکت سے میں بقیہ عمر کبھی گھوڑے سے نہ گرا ۱۲

تو مرا دل دہ دلیری ببیں ۔۔۔ دو بہ خویش خواں و شیری ببیں

حضور مجھے دل بخش میری دلیری دیکھ مجھے اپنا گرویدہ کر دے پھر میری شیری و بہادری دیکھ۔ ۱۲

و من یک من رسول اللہ نہ ۔۔۔ ان تلقہ الاسد فی اجامہا تجم

۱۲ منہ احمس قریش کا ایک خاندان ہے یہ لفظ بنا ہے حماسۃ سے بمعنی شجاعت و بہادری اس خاندان کو احمس اسلئے کہتے تھے کہ یہ لوگ بڑے دنیا میں بڑے

فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَقْبَلُهُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهُ أَتَى الْأَرْضَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا فَوَجَدَهُ مَنْبُوذًا فَقَالَ مَا شَأْنُ هٰذَا فَقَالُوا دَفَنَّاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ذی الحلیفہ کو آگ سے جلوا دیا (ابوداؤد بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کاتب وحی تھا وہ اسلام سے پھر گیا اور مشرکین سے جا ملا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے زمین قبول نہیں کرے گی اس لیے ابوطلحہ نے خبر دی کہ وہ اس زمین میں گئے جہاں وہ مرا تھا اسے باہر پھینکا ہوا پایا پوچھا اس بیچارے کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو بارہا دفن کیا اسے زمین نے قبول نہ کیا (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوایوب سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

مارے جاتے تھے حتی کہ زمانہ جاہلیت میں یہ لوگ بہت سی شرکانہ رسوم سے حضرت کے ساتھ حج میں گھروں میں پیچھے سے آتا تھا۔

۱ غالباً کفار مکہ کی حرکات ہی زہریلی کرنوں کا مقابلہ کرتے ان حضرات نے اس وادی الحلیفہ میں پہلے تو آگ لگائی پھر اسے کھدا کر پھینک دیا اور ایسا فنا کیا کہ اب تک وہ نہ بنایا جا سکا۔ سلطان محمود غزنوی نے سومنات مندر تباہ کیا پھر انگریز نے وہ مندر بنایا ۱۹۶۵ء کی جنگ میں غازیان پاکستان نے اسے پھر تباہ کر دیا خدا اسے کبھی آباد نہ ہونے دے ہمارے پاکستان کو دائم قائم رکھے۔

۲ یہ ایک بدنصیب آدمی تھا جب سے مسلمان ہوا اور بارگاہ عالی میں اتنا قرب حاصل کر گیا کہ حضور کے ہاں کاتب وحی ہو گیا پھر مرتد ہو کر عیسائی بن گیا اللہ کی پناہ ابلیس نے بہت قرب الٰہی حاصل کیا پھر مارا گیا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ عبداللہ ابی سرح تھا مگر یہ درست نہیں معلوم ہوتا وہ مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہو گیا تھا (از مرقات)

۳ اس نے مشرکین سے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں سکھاتا تھا جو میں بتاتا تھا وہ ہی وحی کر کے بھیجا جاتا تھا۔ نعوذ باللہ۔

۴ نبی پر حضرت کا قریبی سریخا اور اس کی لاش قبر میں نہ رہ سکے گی بلکہ اسے باہر پھینکے گی اس میں تین بڑی خبریں ہیں جو بعد پوری ہوئیں۔

۵ اس سے معلوم ہوا کہ زمین بھی حضور کے درجات و دشمن کو پہچانتی ہے اور حضور کے حکم کے تابع ہے کہ جیسا حضور نے فرمایا ویسا ہوا ابولہب کے بیٹے عتبہ کے متعلق حضور نے فرمایا کہ اسے شیر پھاڑے گا ایسا ہی ہوا کہ ایک شیر نے سب کے منہ سونگھے اس کا منہ سونگھ کر اسے پھاڑ ڈالا۔

وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبُورِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِينَةِ هَاجَتْ
رِيحٌ تَكَادُ أَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثَتْ هٰذِهِ
الرِّيحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا عَظِيمٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ قَدْ مَاتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تشریف لے گئے سورج ڈوب چکا تھا کہ حضور نے آواز سنی تو فرمایا کہ یہود اپنی قبروں میں عذاب دیئے جا رہے ہیں۔ (مسلم، بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس ہوئے تو جب مدینہ سے قریب پہنچے تو ایک ہوا چلی جو سوار کو دفن کر دے حتی کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے پھر مدینہ منورہ پہنچے تو منافقوں کا ایک سردار مرچکا تھا۔ (مسلم) روایت ہے

سلہ غالباً یہ واقعہ مدینہ منورہ ہی کا ہے حضور مدینہ سے باہر بعد مغرب تشریف لے گئے صحابہ کرام ساتھ تھے تو حضور اور صحابہ کے سوا تمام لوگوں نے یہ عجیب آواز سنی یہاں صوت اسم جنس ہے جو ایک اور زیادہ سب کو شامل ہے سلہ یہاں دو معجزوں کا ظہور ہے ایک تو صحابہ کرام کو یہود کی آواز سنا دینا دوسرے یہ جان لینا اور بتا دینا کہ یہ عذاب کی آوازیں ہیں یا تو عذاب دینے والے فرشتوں کی آوازیں ہیں یا عذاب پانے والے یہود کی حضور خچر پر سوار تھے اس نے دو قبروں کا عذاب دیکھ لیا اور بدک گیا یا خچر کی آنکھوں سے حجاب اٹھا دیئے یہاں صحابہ کے کانوں سے حجاب ہٹا دیئے اسی طرح جس ولی کے سر پر حضور ہاتھ رکھ دیں اس کی آنکھوں سے حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

سرمہ کن در چشم خاک مصطفٰے تا ببیں نرا بستد اما انتہار

سلہ عرب کے جنگلوں میں کبھی کبھی ایسی آندھیاں آتی ہیں جو سواروں کو جو سوار ہی رہتے ہیں دفن کر دیتی ہیں مگر یہ آندھی آج مدینہ منورہ کے بالکل قریب آئی اس لئے ہم کو تعجب ہوا کہ یہاں یہ آندھی کیسی۔

سلہ یعنی یہ ہوا غضب الٰہی کے اظہار کے لئے ہے جو صرف اسی منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے تاکہ لوگوں کو اس منافق کی موت اس کے عذاب پر مطلع کیا جاوے لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ جاندار سورج کسی کے مرنے جینے پر نہیں گہنتے۔

سلہ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ منافق زنادقہ ابن ورید تھا اور یہ سفر غزوہ تبوک کا تھا بعض نے فرمایا کہ وہ منافق رافع تھا اور سفر غزوہ بنی مصطلق تھا (مرقات) اس موت پر ہوا چلنا بھی حضور انور کا معجزہ ہے کہ ہوا نے حضور کو اس منافق کی موت کی خبر دی اور حضور انور کا اس کی موت کو پہچان لینا بھی معجزہ ہے کہ یہ آندھی اس کی موت کی بنا پر چلی۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَاَقَامَ بِھَا لَیَالِیَ فَقَالَ النَّاسُ مَا نَحْنُ ھٰھُنَا فِیْ شَیْءٍ وَاِنَّ عِیَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَا نَاْمَنُ عَلَیْھِمْ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا اَرَی فِی الْمَدِیْنَۃِ اِلَّا عَلَیْہِ مَلَکَانِ یَحْرُسَانِھَا حَتّٰی تَقْدَمُوْا اِلَیْھَا ثُمَّ قَالَ اِرْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَوَالَّذِیْ یُحْلَفُ بِہٖ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِیْنَ دَخَلْنَا الْمَدِیْنَۃَ حَتّٰی اَغَارَ عَلَیْنَا بَنُوْعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ غَطْفَانَ وَمَا یَھِیْجُھُمْ

حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ عسفان پہنچے وہاں چند شب قیام فرمایا تو لوگ کہنے کہ ہم یہاں کسی کام میں تو ہیں نہیں اور ہمارے بال بچے اکیلے ہم سے غائب ہیں ہمیں ان پر مطمئن نہیں یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ میں ہر کوئی گھاٹی سے ہر کوئی راستہ پر دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کر رہے ہیں حتیٰ کہ تم لوگ وہاں پہنچ پھر فرمایا کوچ کرو ہم نے کوچ کیا اور مدینہ پہنچ گئے اس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو ابھی ہم نے اپنے سامان نہ اتارے تھے کہ ہم پر بنی عبداللہ بن غطفان نے حملہ کر دیا حالانکہ اس سے پہلے انہیں

ف۱ یعنی ہم مدینہ منورہ واپس ہو رہے تھے کہ مکہ سے مدینہ منورہ چلے اور منزل عسفان پر چند روز قیام پذیر ہوئے عسفان مکہ مکرمہ سے دو منزل پر ہے اب ناشر کہ یہ منزل نہیں آتی یہ پتہ نہیں لگا کہ عسفان میں یہ قیام کیوں ہوا شاید کسی دشمن کا انتظار ہو گا جو کہ وہاں نہ پہنچا ف۲ خلوف جمع ہے خالفۃ کی جس کا مادہ ہے خلف یعنی پیچھے جیسے راکعۃ کی جمع رکوع۔ قاعدہ کی جمع قعود۔ خلوف گھر میں رہ جانے والی عورتیں بچے جن کے ساتھ مرد نہ ہوں (مرقات) یعنی ہم لوگ یہاں بلا ضرورت ٹھہرے ہوئے ہیں ہمارے گھروں میں بال بچے اکیلے جن سے ہم غائب ہیں دشمنوں کا خطرہ ہے یہ گھبراہٹ بعض صحابہ و مومنین کو ہے ف۳ یعنی ہم اپنے اہل و مال سے غائب ہیں مگر ہمارے فرشتے ان کی نگرانی کر رہے ہیں نقب یعنی راستہ اور شب پہاڑی راستہ سہل مراد ہے رہنے کے راستہ اور گلی کوچے ف۴ یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم جس کی قسم کھانا شریعت میں بلا کراہت درست ہے۔ یا جس کے نام کی شرعی قسم کھائی جاتی ہے جس پر شرعی احکام مرتب ہوتے ہیں خیال رہے کہ غیر خدا کی قسم لغوی قسم ہوتی ہے نہ کہ شرعی اس پر احکام شرعی جاری نہیں ہوتے جیسے باپ کی قسم اور ولی کی قسم۔

ف۵ یعنی بنی غطفان اگر ہماری غیر موجودگی میں حملہ کر دیتے تو ہمارے بچوں عورتوں کو بہت تکلیف پہنچتی مال لوٹ کر لے جاتے اکیلے عورتوں کے لئے انہیں کوئی خبر مانع نہ تھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کی حفاظت ان کے حملہ سے روکے رہی ۱۹۶۸ء میں جماعت نے رنگے ڈھائی ہفتے لاہور پر حملہ کیا جب کہ پاک سرحد پر کوئی نہ تھا مگر انہیں خیال ہوا کہ شاید ہم گھیرے میں آ رہے ہیں کہ ہمارے سامنے سڑکیں صاف ہیں رک گئے پھر پاک فوج پہنچ گئی

قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ..... يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ

کوئی چیز نہیں بھر حاتی تھی (مسلم) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کو سخت قحط سالی پہنچی تو جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن کہ ایک دیہاتی اٹھا اور عرض کی یا رسول اللہ مال برباد ہو گیا اور بچے بھوکے ہو گئے سو آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا فرمائیے تو حضور نے اپنے ہاتھ اٹھائے حالانکہ ہم آسمان میں بادل نہیں دیکھتے تھے تو اس کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضور نے ہاتھ نیچے نہ کیے تھے کہ بادل پہاڑوں کی طرح اٹھا پھر حضور اپنے منبر سے نہ اترے تھے کہ میں نے

اور مینہ ہوتے ہوتے کھیتوں کے پٹے ۱۲ سے انہیں سخت جانی و مالی نقصان پہنچا کر بچھ دیکھیل دیا۔ یہ ہے اللہ کی نصرت اس موقعہ پر حضرات اولیاء اللہ سرکار میں دیکھے گئے بعض کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی مین محاذ جنگ پر امام حسین۔ داتا گنج بخش۔ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری غوثیوں کو دفع کرتے دیکھے گئے۔ مدینہ منورہ میں لوگوں نے خواب دیکھا کہ حضور انور بہت تیزی سے روضہ اطہر سے نکلے اور سوار ہونے لگے پوچھا حضور کہاں جا رہے ہیں فرمایا پاکستان وہاں جہاد ہو رہا ہے۔ الغرض صلی وسلم وبارک علیہ۔ اللہ نے حضور کے طفیل پاکستانیوں کو وہ فتح دی کہ اس کی مثال نہیں ملتی حالانکہ جہاد فتح پانچ گنا زیادہ تھی یہ حدیث ان سب واقعات کی اصل ہے۔

۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے مقروض کی شکایت حضور سے کرنا انہیں اپنے قرض کا رونا سنانا سنت صحابہ ہے ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ گناہ ہمارے بیٹھ توڑ دیں پناہ دو مولا جان فرماتے ہیں۔ شعر

یا رسول اللہ بدن کا بوجھ ہلکا آ کر دو ام ہو گیا ہے آدم کو بے گناہ آ کر دو ام

ان دونوں سے سنانے کی اصل یہ حدیث ہے صحابہ نے خود اللہ تعالیٰ سے دعا بارش نہ کی حضور سے دعا کے لئے عرض کیا معلوم ہوا کہ ہماری دعاؤں اور حضور کی دعا میں فرق ہے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کے لئے نماز استسقاء جماعت شرط نہیں ہے صرف دعا بھی استسقاء ہے یہ امام اعظم کی دلیل ہے۔ امام اعظم نماز استسقاء کا انکار نہیں کرتے بلکہ اسے شرط نہیں مانتے دیکھو حضور نے صرف دعا کی اور بارش آ گئی یہ بھی معلوم ہوا کہ مین خطبہ جمعہ میں دعا مانگ سکتے ہیں ۱۲ قزعہ بادل کا چھوٹا ٹکڑا یعنی آسمان بالکل صاف تھا نہ شہ کی طرح۔

اَلْمَطَرِ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَانْقَطَعَ السَّحَابُ عَنِ الْمَدِيْنَةِ وَصَارَتْ حَوْلَهَا مِثْلَ الْاِكْلِيْلِ

آپ کی داڑھی پر بارش ٹپکتے دیکھی ۱۲ پھر ہم پر آج اور کل اور پرسوں ہوتی رہی دوسرے جمعہ تک اور یہ بھی بولے یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوا عرض کیا یا رسول اللہ عمارتیں گر گئیں مال ڈوب گئے آپ اللہ سے دعا کریں ۱۳ تو حضور نے عرض کیا یا الٰہی ہمارے آس پاس برسا ہم پر نہ برسا ۱۴ پھر آپ بادل کے کس گوشہ کی طرف اشارہ فرماتے گروہ چھٹ جاتا ۱۵ اور مدینہ تالاب کی طرح ہو گیا ۱۶

۱۱ اسد اکبر دعا تھی یہ فقیر تھا ہو قبولیت کے نشان پر بارش منظر ختم ہونے سے پہلے بادل چھٹ بھی ہو گیا اور ہر طرف بڑا مینہ کی چھت ٹپکنے بھی لگی حضور کے رخسار پر قربان ہو کر گرنے بھی لگی اللھم صل وسلم وبارک علیہ یا رسول اللہ ہمارے مفلس دلوں پر بھی کرم کی بارش برسا دو۔ شعر

انا فی غلش وسخاك قم اسے گیسوے پاے ابر کریم برس اِدھر بھی رحیم رحیم رو پڑا اِدھر بھی گرا جانا

۱۲ صحابہ کرام سمجھتے تھے کہ جن کی دعا بارش روکی ہے انہی کی دعا ہٹائے گی اس لیے بارش تھمنے کی دعا خود نہ کی بلکہ حضور انور سے دعا کرائی۔ معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا شعر

وہ جسم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا ہے غلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

۱۳ اس سے معلوم ہوا کہ بارش اگر مضر ہو تو اس کے بند کرنے کی دعا کرنا جائز ہے بارش عام میں ہو تو رحمت ہے اور حد سے بڑھ جاوے تو زحمت ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ بارش رحمت ہے اس کے رکنے کی دعا نہیں کرنا چاہیئے غلط ہے ۱۴ حضور انور نے دعا کے بعد اپنے اختیار خداداد کا اظہار بھی کیا کہ ایک بار اسی انگلی کے اشارے سے چاند پھیر دیا تھا اسی اشارہ سے ڈوبا ہوا سورج نیزہ میں واپس لوٹا تھا اسی انگلی کے اشارہ سے چھایا ہوا بادل ہٹا دیا اور اسے واپس لوٹا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں ہوا دی گئی تھی۔ حضور نے اشارہ سے تصرف بادل فرمایا۔ حضور کے قبضہ میں ساری خدائی دے دی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۵ زمین مدینہ میں پانی ایسا بھرا تھا جیسے تالاب میں بھرا ہوتا ہے اس پانی پر اب دھوپ پڑ رہی تھی۔ اکلیل یا جوہے کے معنی ہیں بڑی گیند بھی مدینہ کے اوپر آسمان گیند کی طرح ہو گیا کہ یہاں بادل کوئی نہیں آس پاس بادل تھا اور ضرورت کی جگہ برس رہا تھا (اشعہ) جو فرمایا تھا بادل نے وہی عمل کیا۔

وَسَأَلَ أَنْ يَدْعُوَ فَنَاهُمْ وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْمَطَرِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللَّهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَأَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلَى جِذْعٍ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى

اور اوری قناۃ ایک ہفتہ تک بھی نہیں رکی کسی طرف سے کوئی نہ آیا مگر اس نے بارش کی خبر دی ۱۲ ایک روایت میں ہے کہ الٰہی ہم پر برسا ہمارے آس پاس برسا الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور جنگلوں کے اندر دل پر اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر برسا تو فرمایا تو بارش رک گئی اور ہم دھوپ میں چلنے لگے ۱۲ (بخاری مسلم) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تو کھجور کے ایک درخت سے ٹیک لگا لیتے تھے جو مسجد کے ستونوں میں سے تھا ۱۲ پھر جب منبر کے لیے منبر بنایا گیا تو آپ اس پر جلوہ گر ہوئے تو پہلے کے پاس آپ خطبہ پڑھتے تھے دیر تک پڑا رہا حتیٰ کہ قریب تھا کہ پرجدے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے تھے کہ....

۱؎ قناۃ ایک منزل کا نام ہے اس میں پہاڑی پانی آتا تھا گویا یہ ایک نالہ تھا جو ویسے خشک رہتا تھا بارش میں بہتا تھا فرماتے ہیں کہ اتنی بارش ہو چکی تھی کہ ایک ماہ تک پہاڑ سے پانی اس جنگل میں آتا رہا اور یہ نالہ برابر بہتا رہا ۱۲ ۲؎ معلوم ہوتا ہے کہ اول بارش صرف مدینہ منورہ پر ہوئی پھر دوسری دعا سے اور گرد مقامات پر ہوئی اور دوسری دعا کے بعد لوگ جس طرف سے بھی آئے بارش کی خبر لائے۔ حضور کا فیضان عام ہوا جس سے دور نزدیک سب نے فائدہ اٹھایا۔ شعر

کرم سب ہے کوئی ہو کہیں ہو تم ایسے رحمۃ للعلمین ہو

۳؎ ان دونوں روایتوں میں تعارض نہیں بلکہ پچھلی روایت میں اجمال ہے اس میں تفصیل ۴؎ گزشتہ جمعہ کو یہ حضرات دھوپ میں مسجد میں آئے تھے بارش لے کر گھروں کو گئے تھے آج اس کے برعکس بارش میں مسجد شریف آئے دھوپ میں گھر گئے ۵؎ اس ستون کا نام اسطوان حنانہ ہے حنانہ بنی عمرو بن عوف کی ایک عورت تھی جس کے باغ میں یہ کھجور کا درخت تھا یہ ستون محراب النبی کے بائیں طرف بالکل متصل ہے اب وہاں ایک کا ستون ہے اسے اسطوان حنانہ ہی کہتے ہیں یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب منبر نہیں بنا تھا حضور قدرتی زمین پر ہی کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے تھے ۶؎ رونے کی یہ آواز تمام صحابہ نے سنی یہ مضمون یوں روایات اس کے متعلق بعض ظاہر بین لوگوں نے کہا ہے کہ وہ

اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَاِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ

اسے چمٹا اپنے سے بچانا تو وہ سسکیاں بھرنے لگا اس بچے کی سسکیوں کی طرح جسے چپایا جاتا ہے یہاں تک کہ قرار پکڑ گیا راوی نے کہا کہ وہ اس ذکر الٰہی پر رویا جو وہ سنا کرتا تھا (بخاری) روایت ہے حضرت سلمہ بن اکوع سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا تو فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے کھا

ذکر الٰہی سنا کرتا تھا اب اس سے محروم ہوگیا لہٰذا ذکر کی حرمی پر رویا یہ محض غلط ہے آج ہم لوگ بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں ستونوں کو نہیں روتے۔ نیز خطبہ کی آواز تو اب بھی اس ستون تک آتی تھی کہ وہ منبر سے بالکل ہی قریب تھا نیز پھر وہ حضور کے سینہ سے لگا لینے پر خاموش ہوگیا وجہ صرف یہ تھی کہ اس نے کہا۔ شعر

مسندت من بودم از من تاختی — بر مسند منبر تو مسند ساختی

در فراق تو مرا چوں سوخت جان — چوں نہ نالم بے تو اے جان جہان

یہ گریہ وزاری اس لیے تھا کہ وہ جمعہ کے دن پشت پاک مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے برسہ لیتا تھا آج اس وصال کی نعمت سے محروم ہوگیا اس فراق پر رویا۔

۱۲ یعنی جب حضور انور نے اس ستون کو اپنے سینہ پاک سے لگایا تو وہ اس طرح سسکیاں بھرنے لگا جیسے روتے بچے کو ماں سینے سے لگائے تو وہ خاموش ہونے سے پہلے سسکیاں بھرتا ہے۔ اس واقعہ سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام انسان جہاں صرف انسانوں کے محبوب رہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے انوکھے حسین ہیں کہ ساری مخلوق کے محبوب ہیں کیوں نہ ہوں کہ خالق کے محبوب ہیں دیکھو لکڑیاں فراق میں گریہ وزاری کر رہی ہیں دوسرے یہ کہ سارے حسینوں کا یہ حال ہے کہ انہیں دیکھا ہزاروں نے مگر عاشق ہوا ایک حسن یوسف کی عاشق صرف زلیخا۔ لیلیٰ پر فریفتہ صرف مجنوں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایسے حسین ہیں کہ آج انہیں دیکھنے والا کوئی نہیں مگر جاں نثار عاشق لاکھوں حسن یوسف صرف بازار مصر میں بکا، حسن محمدی ہر جگہ نرالا بک رہا ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — سر کنعاں کہ تو بودی ہمہ مصر اند عرب

۱۳ یہ حاشیہ آرائی صرف تمنا کی ہے کہ ستون ذکر الٰہی پر روتا تھا مگر تمنا رکھنے صاحب کے ذکر پر بھی کوئی ستون نہیں رویا یہ غلط ہے فراق رسول میں روتا تھا خواجہ حسن بصری جب یہ حدیث پڑھتے تو بہت روتے تھے فرماتے تھے کہ حضور کے عشق میں خشک لکڑی روئی تم اس لکڑی سے کم نہ ہو۔ علماء فرماتے ہیں کہ جامد چیز نے اور ستون کے رونے کی حدیثیں معنی متواتر ہیں لفظ مشہور مستفیض ہیں (اشعۃ اللمعات) یہاں مرقات نے فرمایا کہ ستون قرب رسول فوت ہونے پر روتا تھا **۱۴** زمانہ جاہلیت میں سردار لوگ بائیں ہاتھ سے کھاتے تھے معلوم آدمی داہنے ہاتھ سے یہ شخص کوئی سردار تھا جو اس شکبرانہ عادت سے بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔

قَالَ لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ هَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَزِعُوا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ بَطِيئًا وَكَانَ يَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا مَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَيُجَارَى وَفِي رِوَايَةٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّيَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا

وہ بولا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا فرمایا اب طاقت نہ رکھے گا اسے صرف تکبر نے اس سے منع کیا راوی نے فرمایا کہ پھر وہ ہاتھ اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا مسلم روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک بار اہل مدینہ گھبرا گئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کے سست گھوڑے پر سوار ہو کر گئے اور وہ آہستہ چلتا تھا جب حضور لوٹے تو فرمایا ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو دریا پایا اس کے بعد گھوڑا ہمیں مقابلہ کیا جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے بعد کبھی پیچھے نہ رہا بخاری روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میرے والد کی وفات ہوئی ان پر قرض تھا میں نے ان کے قرضخواہوں سے درخواست کی وہ

سلہ اس نے شرمندگی مٹانے کے لیے کہا کہ میرا ارادہ نہ تھا ہاتھ بیمار ہے منہ تک نہیں پہونچتا اسی پر یہ جواب ارشاد ہوا یعنی اب تک تو منہ تک آتا تھا اب نہ آسکے گا معلوم ہوا کہ لوگوں کے اعضا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان ہیں۔

کلہ وہ شخص علاج کرتے کرتے تھک گیا مگر اس کا ہاتھ منہ تک نہ اٹھ سکا۔ شعر

قسم خدا کی نہ وہ اٹھ سکا قیامت تک کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کر چھوڑ دیا

سلہ یعنی مدینہ والوں میں شور مچ گیا کہ دشمن آگیا خیال ہوا کہ جان نثار فوج لے کر مدینہ پر ٹوٹ پڑا اس خیال سے ایک دم گھبراہٹ ہو گئی (اشعہ) سلہ کان یقطف یا تو بطیئا کا بیان ہے یعنی وہ گھوڑا قریب قریب قدم رکھتا تھا یا یہ اس کی اڑان ہے کہ وہ مشکل قدم اٹھاتا تھا یعنی سست رفتار تھا اور ذلیل بھی شہ یعنی یہ گھوڑا دریا کی طرح تیز رفتار بھی ہے اور جس کی رفتار ہی کہ سوار کو اس کی رفتار سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی معلوم ہوا جس پر حضور کا قدم پہنچ جاوے وہ سست ہو تو تیز ہو جاتا ہے سلہ یعنی حضور انور کا یہ فیض اس گھوڑے پر قائم نہ تھا بلکہ دائمی ہوا کہ آئندہ تا عمر حیات یہ گھوڑا کبھی کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہا ہے آگے بڑھتا رہا سلہ وفات مراد شہادت کی موت ہے کیونکہ حضرت جابر کے والد عبداللہ غزوہ احد میں شہید ہوئے ہیں ہمیشہ آگے بڑھنے وفات کے معنی میں بولا کرتا کافر کی موت سے اس کی ڈھیل و مہلت کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں اور مومن کی موت سے اس کی کامل کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں ناقص و ناتمام شروع ہوتا ہے اللہ والوں کی موت سے ان کی استطاعت کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں انھیں وصال یار نصیب ہوتا ہے اس لیے ان کی وفات کو وصال یا عرس کہتے ہیں۔

التَّمْرِ بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ
أَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ
الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِي اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ
فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أَغْرَوْا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ طَافَ
حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي أَصْحَابَكَ

اپنے قرض کی موجود کھجوروں سے لے لیں۔ انہوں نے انکار کیا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا میں نے عرض کیا کہ حضور جانتے ہیں کہ میرے والد اُحد کے دن شہید ہو گئے اور بہت سا قرض چھوڑ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرضخواہ دیکھیں۔ فرمایا جاؤ ہر قسم کے چھواروں کا ایک ایک طرف ڈھیر لگا دو۔ میں نے یہ کام کر دیا پھر میں نے حضور کو بلایا جب قرضخواہوں نے حضور کو دیکھا تو شاید وہ اس گھڑی مجھ پر بھڑک گئے۔ جب حضور نے ان لوگوں کا یہ عمل دیکھا تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے اس پاس تین چکر گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے پھر فرمایا اپنے قرضخواہوں کو ہمارے سامنے بلاؤ۔

لہ یعنی باغ میں جس قدر چھواروں سے پیدا ہوں وہ دونوں کو پورا باقی قرضہ معاف کر دیں ان پر قرضہ بہت زیادہ تھا اور موجود پھل بہت تھوڑے سے یہ قرض خواہ سارے یہودی تھے بھلا یہود میں اتنا حوصلہ کہاں سے آیا (مرقات)۔ انہوں نے کہا کہ ہر چند سال تک تمہارے باغ کی ساری پیداوار دونوں کو دیں گے اپنا قرض پورا وصول کریں گے سے ممکن ہے کہ یہود عدیہ آپ کو دیکھ کر کچھ عبرت کریں اور موجودہ پیداوار لے کر بقیہ قرض معاف کر دیں معلوم ہوا کہ قرض کی معافی کی کوشش کرنا بحالت مجبوری جائز ہے سے مدینہ منورہ میں قریبا اسی قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں آپ کے باغ میں بہت قسم کی کھجوریں تھیں غرضا ہر کھجور کا علیحدہ ڈھیر لگا دو تاکہ ادا قرض میں آسانی ہو اور بعد میں جھگڑے نہ ہوں ڈھیر لگے اور ہر قرضخواہ کو اس کے قرض کی کھجوریں دی جاویں سے یہودیوں کے بہت منہ لگے ہیں مرقات نے بھڑکنے کے معنی کئے یعنی مجھ پر اس کا غصہ تیز ہو گیا وہ سمجھے کہ یہ قرض ادا کرنے نہیں سفارش لا کر ہمارا نقصان کرنا چاہتے ہیں سے حضور اور کا اس بڑے ڈھیر کے گرد تین بار پھرنا اس میں برکت و بعض دینے کے لیے تھا تاکہ ہر طرف سے اس میں برکت پہنچے یہ شرعی طواف نہیں وہ تو عبادت ہے اور سوائے کعبہ معظمہ کے کسی کا شرعی طواف جائز نہیں بعض لوگ برکت حاصل کرنے کے لیے بزرگ کی قبر کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ بعض فرق اس قبر کے تعویذ پر پانی کا برتن گھماتے ہیں برکت کے لیے ان دونوں کاموں کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ عمل شرک نہیں بشرطیکہ عوام مسلمانوں کے سامنے یہ کام نہ کرے کہ لوگ شرعی طواف اور اس طواف میں فرق نہ کریں گے جبکہ طواف ہی شروع کر دیں گے اس کا خیال رہے سے حضور اور کا اس ڈھیر پر بیٹھنا برکت لازم کرنے کے لئے تھا۔ بعض لوگ بزرگوں کو اپنے گھر بلاتے ہیں ان کی تشریف آوری کو برکت کا باعث سمجھتے ہیں ان کے بیٹھنے کی جگہ کو مبارک سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے اللہ کے مقبول بندوں کے قدم میں برکت ہے وجعلنی مبارکا اینما کنت

فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِيْ اَمَانَتَهٗ وَاَنَا اَرْضٰى اَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا اَرْجِعَ اِلٰى اِخْوَانِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيْدَرَ كُلَّهٗ وَحَتّٰى اَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَأْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْأَلُوْنَ الْاُدْمَ وَ

پھر آپ ناپ کر دیتے رہے ان سب کے لیے حتیٰ کہ اللہ میرے باپ کا سارا قرضہ ادا کر دیا اللہ میں اس پر راضی ہوا کہ اللہ میرے والد کا قرض ادا کر دے میں اپنی بہنوں کو ایک چھوارا بھی نہ پہنچاؤں مگر اللہ نے سارے ڈھیر سلامت رکھے اور حتیٰ کہ میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے گویا اس میں سے ایک چھوارا بھی کم نہیں ہوا۔ (بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ام مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں تو ان کے پاس ان کے بچے آتے ان سے سالن مانگتے حالانکہ ان

دعائے مرد نشاں رد بلا خادم درد نشاں رحمت خدا صحابہ کرام حضور انور سے اپنے گھروں میں دو رکعت نفل پڑھواتے اور اس جگہ کو مصلیٰ بنا لیتے تھے۔

۱؎ ایک ڈھیر سے ہی سارا قرضہ ادا ہو گیا۔ دوسرے ڈھیروں کی نوبت ہی نہ آئی اور اس ڈھیر میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی ویسا کا ویسا ہی رہا یہ سب حضور کے قدم شریف کی برکت ۲؎ یہ کھجوریں اتنی تھیں ہی نہیں کہ ان سے قرضہ پورا ادا ہوتا اس لیے یہ بھری تھا معلوم ہوا کہ سعادت مند بیٹا وہ ہے جو باپ کے بعد اس کا قرض ادا کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ جہاد و شہادت سب مل کر بھی حق العبد معاف نہیں کراتیں وہ تو ادا کرنا ہی ہوگا افسوس کہ آج ہم لوگ حقوق العباد مار لیتے ہیں بڑے بہادر ہیں۔ ۳؎ بیان ہے کہ ان قرض خواہوں کی حضرت عبداللہ پر مختلف قسم کی کھجوریں قرض تھیں کسی کی عجوہ تھیں کسی کی صفاوی کسی کی برنی تھیں حضور انور نے ان سب کو اعلیٰ درجہ کی کھجوریں ادا کیں یہ ڈھیر بڑا بھی تھا اور اعلیٰ درجہ کا بھی اعلیٰ درجہ سے قرض ادا کرنا سنت ہے اس لیے حضور انور نے ہر قسم کی کھجور کے الگ ڈھیر لگوائے تھے تاکہ ہر قرض خواہ کو اس کے قرض کی کھجوریں دی جاویں مگر سب کو اعلیٰ ہی ملیں۔

۴؎ یعنی ایک ڈبہ میں حضور انور کی خدمت میں گھی ڈال کر بطور ہدیہ حضور کی خدمت میں بھیجا کرتی تھی گھی کو نسبت ہو جاتی تھی، حضور سے اور ڈبہ کو اس گھی سے اس دور کی نسبت نے بھی رنگ دکھا دیا ؎

تجھ سے دوری سے ملک اور ملک سے ہے تجھ کو نسبت — میری کرتی میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

حضرت عنبر علیہ کی کھوپڑی کی تاب کی خاک نے سامری کے سونے کے بچھڑے میں جان ڈال دی تھی۔ شعر

اے ہزاراں بہر تل اندر بشر — ہر حق سوئے غریباں یک نظر

لَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَنَعْمِدُ إِلَى الَّذِي كَانَتْ تُهْدِي فِيهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَجِدُ فِيهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيمُ لَهَا أُدْمَ بَيْتِهَا حَتَّى عَصَرَتْهُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِيهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيهَا مَا زَالَ قَائِمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا

کے پاس کچھ ہوتا تو وہ اس ڈبے کی طرف جاتیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجتی تھیں تو اس میں گھی پاتیں تھیں ۱۲ ان کے لیے ان کے گھر کا سالن رہا تھا حتیٰ کہ انہوں نے اسے نچوڑ لیا تھا پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں فرمایا کیا تم نے اسے نچوڑ لیا عرض کیا ہاں فرمایا اگر تم اسے چھوڑ دیتیں تو وہ باقی رہتا کہ (مسلم) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزوری سنی ہے جس میں بھوک محسوس کرتا ہوں ۱۲ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے تو بولیں ہاں چنانچہ انہوں نے جو کی چند ٹکیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا تو اس کے

۱۲ سبحان اللہ اس ذات کریم سے نسبت سے خالی بھی بھر جاتے ہیں اس ڈبہ کو حضور انور سے صرف اتنی نسبت تھی کہ اس میں حضور سرکار کے لیے گھی حاضر کیا جاتا تھا تو یہ ڈبہ خالی ہو کر بھی بھرا ہوتا تھا اگر جہاں کے خالی دلوں پر حضور نظر کریمانہ فرما دیں تو یہ ایمان و عرفان سے بھر جاویں ۱۲ یعنی بہت عرصہ تک یہ ڈبہ گھر بھر کو سالن دیتا رہا پر گھر کبھی بے سالن نہ ہوا۔ عرب میں عرف گھی یا صرف زیتون کے تیل بلکہ صرف کھجوروں سے روٹی کھا لیتے ہیں ۱۲ تاکہ بہت سا گھی نکل آوے یہ ہے حرص اس لیے اس نے کام بگاڑ دیا کہ آئندہ بھر گھی نکلنا بند ہو گیا (مرآت) برکت کی چیز کو ناپنا تولنا۔ نچوڑنا۔ جھاڑ لینا اچھا نہیں ۱۲ یعنی تمہاری زندگی بھر یا قیامت تک اس ڈبے سے گھی نکلتا رہتا۔ اس حدیث کے ماتحت صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اس ڈبہ پر حضور انور نے کچھ دم نہیں کیا اسے ہاتھ نہیں لگایا صرف حضور کی نسبت حضور سے ہو گئی تو برکت کا یہ حال ہوا لہٰذا جس چیز پر حضور کا نام پڑ جاوے اس میں بھی برکت ہو گی لہٰذا جو چیز حضور کے نام پر لگا دی جاوے کہ اس کھانا پر حضور کی فاتحہ پڑھ دی جاوے یا کہا جاوے کہ یہ روپیہ حضور کا ہے میرا بیٹا حضور کا غلام ہے ان شاء اللہ اس میں برکت ہو گی مجھ گنہگار کو میرے اللہ نے حضور قطب ربانی محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے در کا فقیر بنا دیا ہے میرے پیدا ہوتے ہی انہوں نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بچہ حضور سرکار بغداد کا غلام ان کے در کا فقیر ہے تو یہ گنہگار اپنے ہر کام

فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْطَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَ

بعض سے روٹیاں پھیں پھر اسے میرے ہاتھ سے چھپا دیا اور بعض حصہ لپیٹ دیا ۱۲ پھر مجھے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو میں واپس گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا ۱۲ آپ کے ساتھ لوگ تھے تو میں نے انہیں سلام کیا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کھانے کے لئے میں نے کہا ہاں ۱۲ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس والوں سے فرمایا اٹھو حضور چلے اور میں ان کے سامنے چلا ۱۲ حتی کہ میں ابو طلحہ کے پاس آیا تو میں نے انہیں یہ خبر دی ابو طلحہ نے کہا اے ام سلیم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر تشریف لے آئے ۱۲

میں اپنے گھر میں برکت دیکھتا ہے۔ بزرگوں سے نسبت بڑی چیز ہے ۱۲ یعنی حضور انور کی آواز میں ضعف سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی دن سے کھانا نہیں کھایا ہے یہ تحقیق پہلے کی جا چکی ہے کہ اگر حضور انور روزے کی نیت سے عرصہ تک بالکل نہ کھائیں تو مطلقاً ضعف محسوس نہیں ہوگا لیکن اگر بغیر روزہ کی نیت کے کھانا ترک فرما دیں تو بشریت کا ظہور ہوگا اور ضعف ظاہر ہوگا ۔

۱۲ یعنی روٹیاں بہت ہی تھوڑی تھیں جو ایک بچہ یعنی حضرت انس کی بغل میں آگئیں ایک روایت کے موافق میں بیٹ گئیں ہیں کا دوسرا حصہ میری بغل سے پھیٹ دیا گیا اقرص جمع ہے قرص بمعنی ٹکیاں (گول) چھوٹی روٹی یہ جو کی تھیں ۱۲ یہاں مسجد سے مراد مسجد نبوی شریف نہیں ہے کیونکہ یہ واقعہ غزوہ خندق کا ہے جب کہ حضور انور خندق کھودنے کھدانے میں خندق میں تشریف فرما تھے بلکہ یہ مسجد وہ جگہ ہے جو اس زمانہ کے لئے ہاں میدان میں تعمیر فرمائی گئی جہاں اب خیمہ یا عمارتیں ہوئی ہیں حضور انور کے ساتھ اس وقت اسی آدمی تھے (اشعۃ اللمعات) ۱۲ حضرت انس نے یہ مجمع دیکھ کر روٹیاں پیش کرنے کی ہمت نہ کی کہ یہ تھوڑی تعداد تمام شائد ارشاد کی بہت زیادہ تھی مگر وہاں کون چیز مخفی تھی ہے عرش و فرش کی خبر ہے اسے حضرت انس کی بغل کی روٹیوں کی خبر کیوں نہ ہو سب کچھ بتا دیا کہ تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے روٹیاں دے کر بھیجا ہے ۱۲ یعنی حضور انور نے وہاں روٹیاں تناول نہ فرمائیں بلکہ کھانے کے ساتھ خود ان کے گھر پر کرم فرمائی کی۔ اب حضرت انس خادم ارشاد سے آگے آگے تھے اور تمام مہمان پیچھے ۱۲ حضرت طلحہ نے یہ شکایت بادب حضور کے طور پر نہیں کی بلکہ بطور

لَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاٰدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ

جانے کے پاس کھانا نہیں جو انہیں کھلائیں تو اللہ رسول ہی جانیں تب ابو طلحہ چلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابو طلحہ حضور کے ساتھ تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ تو چنانچہ یہ روٹیاں لائیں جن صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا حکم دیا وہ توڑ دی گئیں ام سلیم نے گھی نچوڑا اسے سالن بنا دیا تو پھر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا تو پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو انہیں بلایا گیا انہوں نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے پھر چلے گئے پھر فرمایا اور دس

تکلیف کرو اب کیا کریں ہمارے ہاں کھانا قریب ہے ہی نہیں اور مہمان زیادہ آ گئے ۔

۱؎ یعنی اے ابو طلحہ تم فکر نہ کرو جو کارکنان قضا و قدر ہمارے حالات سے خبردار ہیں جہاں بٹھائے ہیں وہ ہی انہیں کھلائیں گے ۔ شعر

کریں بنائے گئے سب کی خالق کونین ۔۔۔ کریں کی ناظر تمہیں مددگار بنایا

بے یار و مددگار تجھے کوئی نہ سمجھے ۔۔۔ ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا

۲؎ یعنی باقی تمام صحابہ بچے رہ گئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابو طلحہ کے گھر میں تشریف لائے معلوم ہوا کہ میزبان کو چاہئے کہ معظم مہمان کا اہتمام کرے ۳؎ یعنی تم نے جو وہاں بھیجا تھا اب یہاں لاؤ ہمارا منشا یہ تھا کہ گھر والوں کو فکر ہو اور تبرک چاہتے تھے کہ تم ہی اسی کھانے سے کھاؤ اگر ہم وہاں ہی کھانے کھلا دیتے تو یہ فائدہ حاصل نہ ہوتے ۴؎ یعنی ان روٹیوں کا لیدہ بنا دیا ۔ جناب ام سلیم نے اس پر کچھ گھی ڈال کر اسے سیرے دار بنا دیا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر شکر نہیں ڈالی گئی کہ وہ بھی نہیں بھیجا لیدہ بنا دیا گیا گھی بھی بہت سالن کے ہو گیا جس سے روٹی کا لیدہ کھانا آسان ہو لیا ۵؎ یہ پڑھ رہا کہ حضور انور نے اس پر کیا پڑھا ہر حال رہے برکت کی کچھ اسماء الٰہیہ پڑھے اس سے ثابت ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا قرآن مجید وغیرہ سنت ہے ہم فاتحہ میں یہ بھی کرتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر آیات قرآنیہ دعائیں درود شریف وغیرہ پڑھتے ہیں ایصال ثواب کرتے ہیں یہ ضروری یا شرط نہیں ۔

لِعَشَرَةٍ ثُمَّ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّهُ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَدَخَلُوا فَقَالُوا كُلُوا
وَسَمُّوا اللّٰهَ فَأَكَلُوا حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِينَ رَجُلًا ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكُوا سُؤْرًا وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ ادْخُلْ عَلَيَّ عَشَرَةً حَتّٰى عَدَّ
أَرْبَعِينَ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ
وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ أَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهُ ثُمَّ دَعَا فِيهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا

کردیا پھر اوروں کو لے تو ساری قوم نے کھایا اور سیر ہو گئے قوم کل ستر یا اسی آدمی تھے ۱۲ (بخاری مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ دس کو بلاؤ تو آپ نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر انہوں نے کھایا ۱۲ حتیٰ کہ یہ ہی معاملہ اسی آدمیوں سے کیا گیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا ۱۲ اور بقیہ چھوڑ بھی دیا ۱۲ اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا میرے پاس دس آدمی لاؤ حتیٰ کہ چالیس آدمی گنائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا ۱۲ میں دیکھ رہا تھا کہ کیا اس میں سے کچھ کم ہوا، اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر بقیہ لیا اسے جمع فرمایا پھر اس میں برکت کی دعا کی تو وہ جیسا تھا ویسا ہی

۱ حضور انور نے سب کو ایک دم کھانے پر نہ بلایا اس لئے کہ گھر میں سب کی جگہ نہ تھی دس آدمی ہی کی گنجائش تھی یا اس لیے کہ کھانے کا برتن چھوٹا تھا سب کے ہاتھ اس میں نہ پہنچتے یا اس لیے کہ اگر سب حضرات کو ایک دم بٹھا دیا جاتا تو وہ کھانا کم دیکھ کر خود بھی کم کھاتے تاکہ سب کو مل جاوے یا اس لیے تاکہ دسترخوان پر میلا نہ ہو اور لنگر جاری رہے (از مرآت) ۲ ان حضرات کی تعداد میں روایات مختلف ہیں چالیس تھے ستر تھے۔ اسی تھے۔ اسی سے بھی زیادہ تھے ان سب کو جمع اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ اول چالیس آدمی تھے پھر زیادہ ہوتے رہے جو کہ ستر اسی یا اس سے بھی زیادہ نے کھانا کھایا (مرقات) ۳ کھانے کے آداب یہ بھی ہیں کہ اپنے سامنے سے کھائے اور بسم اللہ سے کھانا شروع کرے۔ الحمد للہ پر ختم کرے یہ اعمال باعث برکت ہیں بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھتے ہیں ۴ سنت یہ ہے کہ صاحب خانہ اور صاحب طعام سب سے آخر میں کھائے حضرت یوسف علیہ السلام زیادہ تعداد میں روزانہ ایک وقت کھانا کھاتے تھے اور تمام آنے والوں کو کھانا کھلوا کر تحقیق فرما کر کہ کوئی رہا تو نہیں سب نے کھایا پھر خود آپ کھاتے تھے ۵ یہ بقیہ اتنا ہی تھا جتنا اول رکھا گیا تھا اس میں کم بالکل نہیں ہوا تھا جیسا کہ آگے آرہا ہے ۶ یہ روایت پہلی روایت کے خلاف نہیں چالیس آدمیوں کے بعد حضور انور نے کھایا اور جھوٹوں کے کھا چکنے کے بعد اور چالیس آدمیوں نے کھایا کہ لوگ آتے رہے کھاتے رہے (اشعۃ اللمعات)۔

كَانَ فَقَالَ دُونَكُمْ هٰذَا أَوْعَتَهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ وَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِأَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَمِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثَمِائَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْآيَاتِ بَرَكَةً وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَبَسَطَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ حَيَّ

ہوگیا تو فرمایا اسے لوگو یہ روایت ہے انس سے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا آپ زوراء میں تھے تو حضور نے برتن میں اپنا ہاتھ رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے پھوٹنے لگا تو قوم نے وضو کیا قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ آپ کتنے تھے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب (مسلم بخاری) اور حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم انہیں ڈرکی چیز سمجھتے ہو ۵ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پانی کم ہوگیا فرمایا کچھ بچا ہوا پانی تلاش کرو ۵ لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا حضور نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا انگلیاں تھوڑا سا پانی تھا پھر فرمایا آؤ برکت

۱ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے اس کھانے پر دوبارہ دعا فرمائی پہلے کھانا کھلاتے وقت پھر سب کے کھا چکنے کے بعد اس دعا کا اثر بعد کو رہا اور لوگوں نے بھی اس سے کیا ۲ زوراء مدینہ منورہ کا مشہور مقام ہے جہاں آج کل مدینہ کا بازار ہے یعنی سبزی منڈی و مرقات و اشعۃ ۳ ظاہر ہے کہ پانی خود انگلیوں کے درمیان نہیں گا ہوں میں سے ایسے پھوٹا جیسے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے حضور کا یہ معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے افضل اور عجیب تر ہے کہ پتھر سے پانی کے چشمے پھوٹے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد ہے پانی میں برکت ہوگئی غلط ہے حدیث کے منشا کے خلاف ہے ۴ غالب ہے کہ پانی کی قلت ہوگئی ہوگی اور وضو کرنے والے زیادہ ہوں گے عرب میں کبھی بستیوں میں بھی پانی کم ہوجاتا ہے ہمارے ہاں گجرات میں ایک بار پانی کی بہت ہی کمی ہوگئی تھی لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ شہر میں پانی کی کمی کیسی وہاں تو پانی برستا ہی ہے ۵ ظاہر یہ ہے کہ آیات سے مراد حضور کے معجزات ہیں اس لیے یہ حدیث باب معجزات میں لائی گئی بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد آیات قرآنیہ ہیں آپ کا اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے وما نرسل بالآیات الا تخویفا اور رب کے اس فرمان کی طرف بھی اشارہ ہے وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بہا الاولون۔ مقصد یہ ہے کہ تم ان قرآنی آیات سے یہ مت سمجھ لینا کہ معجزات ڈرنے والوں پر عذاب کے لیے ہی آتے ہیں جیسے صالح علیہ السلام کی اونٹنی وغیرہ بلکہ مومنین کے لیے رحمت ہوتے ہیں اور سرکش معاندین

عَلَى الظُّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرِدُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَتَأْتُوْنَ الْمَاءَ

وہ پاک پانی اور اللہ کی برکت پر ہے میں نے پانی کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے اور یقیناً ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے حالانکہ وہ کھایا جاتا تھا۔ (بخاری) حدیث ۲ حضرت ابو قتادہ سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا کہ تم اپنی رات بھر والے کل تک چلتے رہو گے اور انشاء اللہ کل پانی پر پہنچو گے ۔

کے لیے عذاب ہے جو معجزہ انگلیوں اور کھانے سے پانی نکلنے پر ایمان نہ لائیں ان پر عذاب آتا ہے ۔ ۲ یعنی کسی برتن میں کسی کے ہاتھ کچھ پانی پڑا ہو تو وہ پانی حلال ہے کہ یہاں برکت کا معجزہ دکھانا مقصود تھا اس لیے پانی ملنا بتایا ورنہ آپ کو اس پانی کی ضرورت نہ تھی سوکھے برتن میں بھی پانی پیدا ہو سکتا تھا۔

۳ یعنی پانی پاک اور پاک کرنے والا ہے اور برکت والا بھی ہے کہ تھوڑا پانی سب کو کافی ہوگا اور تمام پانیوں سے افضل و اعلیٰ بھی ہے کہ ہماری انگلیوں سے اس کا چشمہ پھوٹتا ہے دنیا میں جتنے پانی جتنے افضل ہیں اول نمبر پر پانی کوثر حضور کی انگلیوں سے جاری ہوا۔ نمبر دوم آب زمزم جو جناب اسماعیل کے قدم سے پیدا ہوا۔ پھر وہ پانی جو حضرت ایوب علیہ السلام کے ایڑی سے پیدا ہوا۔ سب فرمایا ہے ارکض بر جلک ھذا مغتسل بارد وشراب بعض کے نزدیک پھر وہ پانی جو جناب مریم کے لیے جاری کیا گیا۔ قد جعل ربک تحتک سریا۔ خیال رہے کہ جس پانی کو اللہ والوں سے نسبت ہو جاوے اس کی عزت و عظمت ہے۔ اور جس کو جن سے نسبت ہو وہ منحوس اگر یہ دونوں پانی اللہ کی مخلوق ہیں آب زمزم کی تعظیم ایمان کا رکن ہے اور گنگا کے پانی کی تعظیم کفر ہے کہ علت کفر ہے ۴ اس حدیث کی تائید وہ آیت کریمہ کرتی ہے وان من شیء الا یسبح بحمدہ۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے ایک مٹھی کنکریاں لیں تو ان کنکریوں نے تسبیح پڑھی ہم سب نے سنی حضور انور نے ان حضرات کے کانوں سے جناب الٰہی جس سے انہوں نے یہ تسبیح سن لی حضور کی نظر حضور کا ہاتھ حضور کی توجہ عالم غیب کا مشاہدہ کرا دیتے ہیں حضور پر نور ہو گئے تو ان کی آنکھوں نے تبرکاً عذاب دیکھ لیا مرد سے کی بیچ دیدہ بینا ۵ صحابہ کرام کسی سفر میں تھے کہ پانی کمی ہو گئی تب یہ فرمایا پانی سے مراد ہے حضور انور کے معجزہ سے پیدا ہونے والا پانی جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے یعنی تم کل پانی ہم کل اپنی انگلیوں سے نکال کر دکھائیں گے پاؤ گے انتظار کرو جو چیز انتظار کے بعد ملتی ہے اس کی قدر بھی ہوتی ہے ۔

إِنْشَاءَ اللّٰهُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَايِرُنِي حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِيقِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِي ظَهْرِهِ ثُمَّ قَالَ اركبوا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيضَأَةٍ كَانَتْ مَعِي فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ

تو لوگ چلے اس طرح کہ کوئی کسی پر توجہ نہیں کرتا تھا ۱۲ ابو قتادہ فرماتے ہیں کہ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ چل رہے تھے حتیٰ کہ رات آدھی ہوگئی تو آپ راستہ سے ہٹ گئے تو آپ نے اپنا سر مبارک رکھا پھر فرمایا کہ ہم پر ہماری نماز کی حفاظت کرنا ۱۲ تو پہلے جو صاحب جاگے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے جب کہ دھوپ آپ کی پشت شریف میں تھی ۱۲ پھر فرمایا سوار ہو چنانچہ ہم سوار ہوئے پھر چلے ۱۲ حتیٰ کہ جب سورج چڑھ گیا تو حضور اترے پھر وضو کا برتن منگایا جو میرے ساتھ تھا میں کچھ پانی تھا تو اس سے وضو کیا ۱۲

۱۲ کیونکہ گرمی سخت تھی پانی کی کمی تھی سفر دراز تھا اور منزل پر پہنچ کر پانی ملنے کی امید تھی کہ وعدہ اس کا کیا گیا تھا اس لئے کوئی کسی کی طرف دھیان نہ کرتا تھا راستہ طے کرنے کی ہر ایک کو فکر تھی ۱۲ ابہار بنا ہے بھرہ سے بمعنی حصہ ابہار کے معنی ہیں ایک حصہ گزر گیا یعنی زیادہ حصہ گزر گیا تھوڑا حصہ باقی رہ گیا گویا رات کا اخیری حصہ آگیا ۱۲ یعنی نیند کا غلبہ ہے ہم لوگ سوتے ہیں تم میں سے بعض حضرات نماز فجر کا خیال رکھیں بر بھٹ جانے پر ہم کو بیدار کر دیں ۱۲ یعنی سب لوگ سوتے رہ گئے حتیٰ کہ دن چڑھ گیا تب سب سے پہلے حضور انور کی آنکھ کھلی، خیال رہے کہ حضور انور کا سوتا رہ جانا غفلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس رات رب نے اپنے محبوب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا جس سے آپ کی توجہ اس دنیا کی طرف نہیں رہی اور نماز قضا ہو گئی تاکہ لوگوں کو قضا نماز قضا پڑھنے کا طریقہ آجائے، اس قضا میں بھی تبلیغ تھی، اس قضا پر ہزاروں ادائیں قربان لہٰذا یہ حدیث اس قرآن کے خلاف نہیں کہ ہماری صرف آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے ۱۲ اس جملہ سے آگے چلنا چند وجہوں سے تھا ایک یہ کہ ابھی وقت مکروہ تھا اور سفر ضروری تھا خیال فرمایا کہ وقت کراہت ہی نکل جاوے اور کچھ سفر بھی طے ہو جاوے دوسرے یہ کہ آئندہ بھولنے اس جگہ پہنچ کر وضو کرنا تھا اس معجزہ کے لیے وہ جگہ ایسی معمور دل تھی جیسے شق القمر دکھانے کے لیے صحرا، تیسرے یہ کہ یہاں نماز قضا ہوئی تھی اس جگہ سے جلد ہٹ جائیں، دوسری جگہ جا کر پڑھیں (از مرقات) مگر پہلی دو وجہیں قوی ہیں ۱۲ بعضاء دراصل عوضاء تھا یعنی وضو کا آب وضو سے بدلا گیا خیال رہے کہ حضور کی نیند وضو نہیں توڑتی یہاں وضو کسی اور سبب سے ٹوٹا ہوگا یا وضو کیا ثواب کے لیے نبی کی نیند وضو نہیں توڑتی شہید کی موت غسل نہیں توڑتی ۱۲

وَمِنْهَا وُضُوْءُ الْقَوْمِ وَقَالَ وَبَقِيَ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ ارْفَعُوْا مِيْضَاتَكُمْ فَمَكَثُوْا يَسِيْرًا ثُمَّ اُذِّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا هُوَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ الْغَدَاةَ وَرَكِبْنَا مَعَهٗ فَانْتَهَيْنَا اِلَى النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِيْضَاةِ فَجَعَلَ يَصُبُّ اَبُوْ قَتَادَةَ يُسْقِيْهِمْ فَلَمْ يَجِبْ اَنْ رَاَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيْضَاةِ فَتَكَابَرُوْا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

بلال وضو کیا عام وضوؤں سے کم فرمایا کچھ پانی باقی رہ گیا فرمایا اس برتن کو پھر سے لے کر آؤ کہ اس سے ایک تعجب انگیز حکایت معجزہ ہوگا ۱؎ پھر جناب بلال نے نماز کی اذان کہی ۲؎ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں پھر فجر کے فرض پڑھے ۳؎ اور سوار ہو گئے ہم حضور کے ساتھ سوار ہوئے تو ہم لوگ تھے اس وقت پہنچے جب دن چڑھ گیا تھا اور ہر چیز گرم ہو گئی لوگ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ہم ہلاک ہو گئے پیاسے ہو گئے تو فرمایا تم پر ہلاکت نہ آئے گی اور وضو کا برتن منگایا تو آپ انڈیلنے لگے اور ابو قتادہ لوگوں کو پلانے لگے دیر ہوئی تھی کہ لوگوں نے برتن میں پانی دیکھ لیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے ۴؎ تب رسول ــــــ

۱؎ یعنی اس برتن پر ہمارا ایک عجیب معجزہ ظاہر ہوگا جس کے قصے تا قیامت رہیں گے۔ بنا کہتے ہیں شاندار خبر کو اس سے ہے نبی بھی شاندار خبر والے خبر رکھنے والے یا خبر دینے والے یا خبر لینے والے ۲؎ اس سے دو مسئلے فقہی معلوم ہوئے ایک یہ کہ اذان نماز کی طرح قضا نماز کے لیے بھی اذان کہی جاوے کی دوسرے یہ کہ اگر یہ ساتھی نمازی نماز کی جگہ جمع ہوں پھر بھی اذان کہی جاوے نہ بلکہ اگر کوئی شخص جنگل میں اکیلے نماز پڑھے تب بھی اذان کہے کہ اس کے ساتھ فرشتے نماز پڑھیں گے اور جہاں تک اذان کی آواز پہنچے گی وہاں تک کا ہر ذرہ ہر قطرہ اس کے ایمان کا گواہ بن جاوے گا ۳؎ اس سے شریعت کے فقہی مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اگر فجر کے فرض اور سنتیں رہ جاویں تو فرض اور سنتیں قضا ہو گئی ہوں اذان سے پہلے تو ادا کرنا ہوں تو سنتوں کی بھی قضا ہے لیکن اگر فرض ادا کیے سنتیں رہ جاویں تو ان کی قضا نہیں اور اگر دوری رہ گئے تھے بعد زوال قضا پڑھیں تو بھی سنتوں کی قضا نہیں ۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور انور کے ساتھ سے جو نماز فجر کی قضا میں حضور کے ساتھ رہے اور عام صحابہ نماز سے بچھ گئے تھے ریگستان کے سفر میں ہوتا ہے کہ لوگ پہلے پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں آگے بڑھ جاتے ہیں حضرات قصر کیے اور حضور انور سے ان کے ساتھ رہے ۵؎ معلوم ہوا کہ اپنی جھوٹی پیاس فقر و فاقہ کی شکایت حضور سے کر سکتے ہیں یہ شرک نہیں بلکہ سنت صحابہ ہے بارش نہ ہونے یا بارش زیادہ ہو جانے قحط سالی کی شکایات حضور انور سے صحابہ کرام نے کی ہیں کیوں نہ کریں بچے اپنی تکالیف ماں باپ سے کہتے ہیں امت اپنی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسِنُوا إِلَى كَلَّتِكُمْ سَيْرِيْ قَالَ فَفَعَلُوا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ وَأَسْقِيهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِيْ اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا أَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَأَتَى النَّاسَ الْمَاءُ جَامًّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِهِ وَكَذَا فِيْ حِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَجَامِعِ الْأُصُوْلِ وَزَادَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاق اچھے رکھو تم سب سیر ہو جاؤ گے ۱۲ راوی نے فرمایا کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انڈیلنے لگے اور میں پلانے لگا حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی باقی نہ رہا تو پھر انڈیلا مجھ سے فرمایا پیو میں نے عرض کیا میں نہیں پیوں گا حتیٰ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ پی لیں تو فرمایا قوم کو پلانے والا آخر میں ہوتا ہے تو میں نے پیا اور حضور نے پیا پھر لوگ پانی پر پہنچے غرب سیر کر راست باتر شد (مسلم) ان کی صحیح میں یوں ہی ہے اور ایسے ہی ہے کتاب حمیدی اور جامع الاصول میں اور زیادہ

تکلیف حضور سے نہ کہیے تو کس سے کہے حضور ہم سب کے پناہ گاہ ہیں یہ پناہ تا قیامت ہے ۵ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بہت تیز گرمی جیسے ہوئے سخت پیاس کی حالت میں اچانک پانی نظر آجانے سے تو پیاسوں کی بے قراری کا کیا حال ہوگا اس کا اندازہ وہ ہی کر سکتا ہے جو کبھی ان حالات سے دو چار ہوا ہو سب حضرات جھوم کر پانی پر ٹوٹ پڑے ۔

۱ یعنی آپس میں دھکا پیلی نہ کرو پانی کم نہیں ہے سب کو بہت پانی ملا ہوگا پانی کافی ہے ۲ یعنی یہ حکم پاتے ہی اکثر حضرات کے پیٹ بھی جاتی رہی اطمینان کی لہر دوڑ گئی اس سے معلوم ہوا کہ ہر وقت اچھے اخلاق سے برتاؤ کرے آج کل ایسے الزام پر تلوار کھواتے ہیں یہ بہت اچھا ہے اور اس کا ماخذ یہ فرمان عالی ہو سکتا ہے ۳ یعنی سب لوگ پی چکے وضو کر چکے صرف ہم دو صاحبوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا ۴ یعنی قانون یہ ہے کہ پلانے والا پیچھے پیئے کھلانے والا پیچھے کھائے ہم پلانے والے اس لیے ہم تمہارے بعد پئیں گے خیال رہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے قاسم حضور اور صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور تا قیامت ہیں اور حضور انور کی طرف سے قاسم حضرت ابو قتادہ تھے حقیقۃً پلانے والے حضور انور تھے ظاہری ساقی ابو قتادہ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ساقی تو حضرت ابو قتادہ تھے ۵ اس واقعہ کے بعد ہم پانی کے کنوئیں پر پہنچے تو اس طرح پہنچے کہ پانی سے خوب سیر تھے کیونکہ حضور کے چشمۂ فیض سے پانی پی چکے تھے ۔

فِي الْمَصَابِيحِ بَعْدَ قَوْلِهِ آخِرُكُمْ نَطْفَ شُرْبًا۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ شَيْءٌ يَسِيرٌ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ فَأَخَذُوا

مصابیح میں آخرکم کے بعد لفظ شربا زیادہ فرمایا ۱۲ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرمایا کہ جب غزوۂ تبوک کا دن ہوا تو لوگوں کو بھوک نے گھیر لیا ۲ جناب نبی سے عرض کیا یارسول اللہ ان لوگوں سے ان کے بچے ہوئے توشے منگا لیجئے پھر ان کے لیے اللہ سے اس کھانے پر برکت کی دعا کیجئے فرمایا ہاں ۳ چنانچہ دسترخوان منگایا اسے بچھایا پھر ان کے بچے ہوئے توشے منگائے تو کوئی شخص ایک مٹھی جوار لانے لگا اور کوئی ایک مٹھی کھجور کا ۴ کوئی دوسرا روٹی کا ٹکڑا ۵ حتی کہ دسترخوان پر تھوڑی سی چیز جمع ہو گئی ۶ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اپنے اپنے برتنوں میں لے لو ۷ چنانچہ لوگوں نے اپنے اپنے برتنوں

۱ یعنی مصابیح کی روایت میں ہے ساقی القوم آخرھم شربا ان کتب میں لفظ شربا نہ تھا ۲ تبوک ایک مشہور بستی ہے حجاز اور شام کے درمیان خیبر سے پانچ سو میل جانب شمال ہے اور خیبر مدینہ منورہ سے ایک سو اکیاسی میل ہے تبوک کو بعض تبوی نے مصروف مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ یہ غیر منصرف ہے کہ وزن فعل ہے اور علم بعض نے کہا کہ تانیث ہے اور علم مگر قوی یہ ہے کہ مؤنث نہیں کہ ایک جگہ کا نام ہے جگہ مذکور ہے یہ غزوہ ۹ھ رجب کے مہینہ میں ہوا یہ حضور انور کا آخری غزوہ ہے اونٹ کی سواری سے مدینہ منورہ سے ایک ماہ کا راستہ ہے اب تو ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے عمان ڈھائی گھنٹہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی غزوہ کا ذکر سورہ توبہ شریف میں ہے یہ غزوہ سخت گرمی میں واقع ہوا تھا لوگوں پر بہت سختی تھی ۵ لوگوں نے حضور سے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی اجازت دے دی گئی لوگ اونٹ ذبح کر کے کھانے لگے کئی اونٹ ذبح ہو گئے تب جناب فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس طرح ہماری ساری سواریاں ختم ہو جائیں گی پھر جہاد اور سفر کیسے ہوگا حضور ذبح روک دیں اور یہ کرم فرمادیں آپ کی زبان پاک میں سب کچھ ہے شعر

تمہاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے ۔۔۔ پڑے ہوئے تو سر رہگزار ہم بھی ہیں

۶ غور کرو کہ شاہی فوج کا عالم یہ تھا اس بے سر سامانی میں کیسے کام انجام دیئے دنیا اس سے دست بدنداں ہے آج کل فوجوں

فِيْ أَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعُسَّةِ وِعَاءً إِلَّا مَلَأُوْهُ قَالَ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَعَمَدَتْ أُمِّيْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلٰى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ فَصَنَعَتْ

میں نے کہا حتی کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا مگر اسے بھر لیا پھر کھایا حتی کہ سیر ہو گئے اور باقی بچ رہا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں نہ کوئی بندہ اس گواہی کو لے کر اللہ سے ملے گا جب کہ شک نہ کرے پھر وہ جنت سے حجاب میں نہ رہے گا۔ مسلم۔ اور روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جناب زینب کی نکاح میں نو شادی تھے میری ماں ام سلیم نے کچھ پھلوا سے گھی اور پنیر کا ارادہ کیا اس سے حلوہ بنایا

کے رشتہ اور ان کے آرام و عیش میں دیکھو شہ یہ سب کچھ مل کر اتنا بھی نہ تھا کہ ایک دن کا کھانا بھی ہو جائے لہ یعنی ان مذکورہ چیزوں میں سے جس میں چاہو جتنی چاہو لے لو اپنے برتن ہر چیز سے بھر لو۔

لہ اس طرح کہ جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے لہ اس گواہی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کی توحید کے بھی گواہ ہیں اور اپنی نبوت کے بھی گواہ جیسے رب تعالیٰ خود اپنی وحدانیت کا گواہ ہے فرماتا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور حضور انور کی یہ گواہی ہم سے گواہی دلوانے ہم کو گواہ بنانے کے لئے ہے دوسرے یہ کہ معجزات اور آیات دیکھ کر جتنا کا یقین اور زیادہ ہو جانا چاہئے اور زیادتی یقین پر گواہی دینا سنت ہے گویا اب دیکھ کر نبوت و وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے پہلے سنکر گواہی دی تھی اب دیکھ کر گواہی دی لہ یعنی یہ ناممکن ہے کہ بندہ کا توحید و رسالت پر اس کا خاتمہ ہو اور پھر جنت میں کبھی نہ جائے وہ جنت میں ضرور جائیگا خواہ اول ہی وہاں پہنچے یا کچھ سزا پا کر پاک و صاف ہو کر مگر شرط یہ ہے کہ اس گواہی میں تردد نہ کرے دل کے یقین سے گواہی دے لہذا اس بشارت سے منافقین خارج ہیں۔ سنبھال رہے کہ جن جن احادیث میں کلمہ سے مراد سارے ایمانی عقائد ہوتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے الحمد سے مراد ہے پوری سورۂ فاتحہ لہذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سر ڈھانپنا۔ بلکہ اول سب ہی کلمہ پڑھتے ہیں کیا سب جنتی ہیں حضور فرماتے ہیں کہ میری امت کے ستر لاکھ بے حساب جنتی ہونگے سوا ایک کے لہ یعنی حضور انور نے جناب ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے جنا نکاح کیا تھا عروس دولہا۔ دولہن دونوں پر بولا جاتا ہے یعنی کوشاہ بھی زیادہ اچھا یا دولہن اس لئے شکر فرمایا کہ یہ کامیاب ہونے والے مرد سے کہتے ہیں تم کو مبارک العروس خواہ مرد ہو یا عورت۔

حَبَّتْ فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ اذْهَبْ بِهٰذَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثَتْ بِهٰذَا إِلَيْكَ أُمِّي وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِي فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا رَجُلًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمَّى وَمَنْ لَقِيتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ قُلْتُ لِأَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوا قَالَ زُهَاءَ ثَلٰثِمِائَةٍ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ

اسے ایک پیالہ میں ڈالا اور بولیں اے انس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ عرض کرو کہ میری ماں نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ یہ آپ کے لیے ہماری طرف سے تھوڑا سا ہدیہ ہے تو میں اللہ کے رسول چنانچہ میں گیا اور میں نے یہ کہا فرمایا اسے رکھ دو پھر فرمایا جاؤ ہمارے پاس فلاں فلاں کو اور فلاں کو بلا لاؤ جن کا حضور نے نام لیا اور جس سے تم ملو ہمارے پاس بلا لاؤ تو میں نے بہت سے بلا لیا جس کا نام لیا تھا اور اسے بھی جس سے میں ملا پھر میں لوٹا تو گھر حاضرین سے بھرا ہوا تھا جناب انس سے کہا گیا کہ کتنے آدمی تھے فرمایا تقریباً تین سو پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس حلوہ پر ہاتھ رکھا اور جو اللہ نے چاہا وہ

اے مشکوٰۃ شریف کے عام نسخوں میں تو ہے ت کے ساتھ بعض نسخوں میں بور ہے ہی سے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی بڑا پیالہ جس میں پانی بھی پیا جاوے سالن بھی کھایا جاوے ۱۲ یعنی یہ ہدیہ حضور انور کے لائق تو نہیں ہے تھوڑا سا ہے مگر حضور انور کرم کریمانہ سے قبول فرمالیں نہ دیکھیں کہ کتنا ہے اور کیا ہے یہ نظر فرمالیں کہ کس دل سے بھیجا ہے ۱۲ طریقہ بہار کریمہ تھا کہ حقیر ہدیہ کو بھی رد نہ فرماتے تھے ایسی خوشی سے قبول فرماتے تھے کہ دینے والے کا دل خوش ہو جاتا تھا بہت ہی رخصت کا اظہار فرماتے تھے یہ سلسلہ کرم قیامت تک ہیں امت دن رات ایصال ثواب کرتی رہے گی وہاں سے قبولیت بلکہ اس کا بہترین بدلہ ملتا ہے گا بعض لوگ اپنی ساری عبادات حضور انور کی طرف سے ادا کرتے ہیں نماز، روزہ، حج وغیرہ انشاء اللہ ان کے بدلے پورے ہو جائیں گے قبول ہوں گے اور نہ معلوم کس کس سے کیا لے گا ایک صحابی نے لکڑی پیش کی تھی اسے لپ بھر سونا عطا ہوا تھا خدا کرے ہم کو رحمت کی نظر سے ایک بار دیکھ لیں تو ہماری ساری امت کھا لے تک جاوے یہ فرداً فرداً ہیں شعر سایہ رحمن سن لو وہ دلی قرآن سن لو۔ صدقہ تم پر جہان سن لو اسے مرے سلطان سن لو اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کی بارگاہ میں سلام کہلوانا سنت صحابہ ہے آج ہی زائرین کی سعادت مسلمان سلام کہلواتے ہیں ۱۲ حضور نے کرم کریمانہ سے اس تھوڑے سے کھانے کو گویا پناہ دینا بنا لیا اس لیے لوگوں کو جمع فرمایا اور خود جناب الٰہی کو بھی بلانے بھیجا جب ان سے یہ فرمایا کہ جسے دیکھو اسے دعوت دے دیجے تو اس خیر کے شوقین ہوتے ہیں انہوں نے سارے مدینہ منورہ کو دعوت دے دی ہوگی ۱۲

وَتَكْلَمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ رَدَّ عَشَرَةً يَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَيَأْكُلُ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ فَمَا زَالَ حَتَّى شَبِعَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَذَهَبَتْ طَائِفَةٌ حَتَّى أَكَلُوا كُلُّهُمْ قَالَ لِي يَا أَنَسُ ارْفَعْ فَرَفَعْتُ مَا أَدْرِي حِينَ وَضَعْتُ كَانَ الطَّعَامُ أَكْثَرَ أَمْ حِينَ رُفِعَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ .... غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ قَدْ أَعْيَى فَلَا يَكَادُ يَسِيرُ فَلَحِقَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِبَعِيرِكَ قُلْتُ فَدَعَى

پڑھا پھر حضور دس دس کو بلاتے گئے وہ اس سے کھانے لگے حضور ان سے فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے تو فرمایا کہ لوگوں نے کھایا حتی کہ سیر ہو گئے ایک گروہ گیا تھا دوسرا گروہ آتا تھا حتی کہ سب نے کھا لیا پھر مجھ سے حضور نے فرمایا اے انس اٹھاؤ میں نے اٹھایا جب اٹھایا تو مجھے پتہ نہیں کہ جب رکھا گیا تھا جب زیادہ تھا یا جب اٹھایا گیا تو (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد کیا میں اونٹنی پر تھا تو جو تھک گیا تھا وہ چل سکتا نہ تھا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہوا میں نے کہا کہ تھک گیا ہے۔

گھر سے مراد ہے گھر اور مسجد نبوی شریف دونوں ہیں ورنہ گھر شریف میں تین سو آدمیوں کی جگہ نہ تھی مہمان مسجد شریف میں ٹھہرائے جاتے تھے ۱۲ زہاء کے لغوی معنی ہیں مقدار یا اندازہ عادۃً میں بھی قریب قریب استعمال ہوتا ہے یعنی وہ لوگ کم و بیش تین سو آدمی تھے کچھ کم یا زیادہ ۔

۱۱ یہ خبر نہیں کہ کیا پڑھا دعا برکت ہی فرمائی ہوگی معلوم ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا قرآن مجید پڑھنا جائز بلکہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے فاتحہ میں یہی ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا قرآن مجید پڑھتے ہیں اور ایصال ثواب کی دعا کرتے ہیں۔ حضور انور قربانی کر کے جانور کو سامنے رکھ کر فرماتے تھے کہ مولیٰ یہ میری امت کی طرف سے ہے اسے قبول فرما یہ ہے ایصال ثواب

۱۲ یہ دونوں کام سنت طعام ہیں یعنی بسم اللہ پڑھنا اور اپنے سامنے سے کھانا برتن میں سے دکھائے نہ دوسرے کے آگے سے اٹھائے ۱۳ یہ تردد ظاہر کے لحاظ سے ہے ورنہ اب کھانا زیادہ ہو چکا تھا کہ حضور کی دعا برکت اور صحابہ کرام کا کھا لینا شامل ہو چکے تھے (مرقات) خیال رہے کہ حضور انور نے جناب زینب سے ناح کر کے ولیمہ خود کیا تھا جس میں ایک بکری ذبح کی تھی اس میں ایک ہزار آدمی تھے اس میں بھی برکت ہوئی تھی یہ واقعہ اس حدیث کے خلاف نہیں جس میں بکری ذبح کرنے کا ذکر ہے۔

۱۴ ناضح بنا لغہ سے بمعنی پانی بھرکش یا اصطلاح میں ناضحہ وہ اونٹ ہے جس سے کھیت کو پانی دیا جاوے اس پر بھی سواری بھی کر لیتے ہیں یہ اونٹنی بھی ایسی ہی تھی ۔

فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهُ فَدَعَا لَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ تَدْ أَمَامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرَى بَعِيْرَكَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفَتَبِيْعُنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ فَسَمَّاهُ عَلَى أَنْ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَأَعْطَانِيْ ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے رہے اونٹ کو ڈانٹا پھر اس کے لیے دعا کی تو وہ دوسرے اونٹ کے آگے چلنے لگا پھر مجھ سے فرمایا اپنے اونٹ کو کیسا دیکھتے ہو میں نے کہا بہتر ہے آپ کی برکت پہنچ گئی فرمایا تو کیا تم اسے ایک اوقیہ میں میرے ہاتھ فروخت کرو گے تو میں نے اونٹ حضور کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر دیا کہ مجھے مدینہ تک کی پشت پر سواری کا حق ہوگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے میں صبح کو آپ کے پاس لے گیا تو حضور نے اس کی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی عطا فرمایا متفق علیہ یہ بخاری کی روایت ہے اور حمید ساعدی سے فرماتے ہیں ہم

لہ وہ فرمانی اس اونٹ کو قوت طاقت ملنے کی اس دعا سے اس اونٹ میں زور آگیا جس کے ذریعہ یہ فقیر فرماں بردار اس قدر قوت آمادہ ہے۔ شعر

مجھ سے بے بس کی طاقت پہ دائم درود مجھ سے ہے کس کی قوت پہ لاکھوں سلام

سلہ قدامہ بیان ہے بہیں بنی کا ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں ایسی سے مراد ہیں سارے اونٹ یعنی اب میرا جتنا کا اونٹ دوسرے اونٹوں سے آگے چلتا تھا سلہ یعنی اب جو میرے اونٹ میں یہ زور آگیا ہے وہ آپ کی طاقت ہے کہ اب یہ روکے نہیں رکتا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہی مگر دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سلہ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور درہم ساڑھے چار آنے کا کل گیارہ روپیہ چار آنہ میں اونٹ کا سودا ہوا اس زمانہ میں جانوروں کی قیمتیں بہت تھوڑی تھیں سلہ فقار جمع ہے فقرہ کی بمعنی جوڑ اسی لیے حضور انور کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا کہ اس میں جوڑ تھے یہاں اس سے مراد ہیں اونٹ کی پیٹھ کی ہڈیاں یعنی میں فروخت تو کر رہا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ مدینہ منورہ تک اس پر سواری کروں گا وہاں پہنچ کر حضور کے حوالہ کر دوں گا سلہ یہ بیع بظاہر بیع باطل ہے جو کہ ممنوع ہے مگر درحقیقت یہ بیع تھی ہی نہیں بلکہ وعدۂ بیع تھا کیونکہ بیع میں ضروری ہے کہ دونوں فریق اداء و ادائیگی ہو باقیمت پر یا بیعہ پر اسی مجلس عقد میں قبضہ ہو جائے یہاں نہ حضور انور نے قیمت دی نہ حضرت جابر نے اونٹ دیا لہٰذا یہ بیع نہ تھی بلکہ بیع کا وعدہ تھا مدینہ منورہ آکر اونٹ دینے قیمت لینے پر بیع ہوئی یا یوں کہو کہ یہ لفظاً بیع تھی حقیقۃً نہ تھی اسی لیے حضور انور نے چالیس درہم سے زائد کا اونٹ بھی لیا بعض صاحبوں نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بعض نے فرمایا کہ یہ شرط عقد میں داخل نہ تھی بلکہ عقد سے پہلے یا اس کے بعد لگائی گئی بعض نے فرمایا کہ یہ شرط حضرت جابر کی طرف سے نہ تھی بلکہ حضور انور کی طرف سے بطور رعایت پیش کی گئی تھی مگر

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزْوَۃَ تَبُوْکَ فَاَتَیْنَا وَادِی الْقُرٰی عَلٰی حَدِیْقَۃٍ لِاِمْرَاَۃٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُخْرُصُوْھَا فَخَرَصْنَاھَا وَخَرَصَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشَرَۃَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِیْھَا حَتّٰی نَرْجِعَ اِلَیْکِ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ وَانْطَلَقْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا تَبُوْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَھُبُّ عَلَیْکُمُ اللَّیْلَۃَ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ فَلَا یَقُمْ فِیْھَا اَحَدٌ فَمَنْ کَانَ لَہٗ بَعِیْرٌ فَلْیَشُدَّ عِقَالَہٗ فَھَبَّتْ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْہُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کو گئے تو وادی قریٰ میں ایک عورت کے باغ پر پہنچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ میں پھلوں کا اندازہ لگاؤ سو ہم نے لگایا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس وسق اندازہ لگایا سو اور اس عورت سے کہا کہ اس کا خیال رکھنا حتیٰ کہ ہم تجھ تک انشاء اللہ واپس ہوں سو ہم چلے گئے حتیٰ کہ تبوک پہنچ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات تم پر سخت ہوا چلے گی تو اس میں کوئی کھڑا نہ ہو جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کی رسی مضبوط باندھ دے سو بڑا بہت سخت ہوا چلی ایک شخص کھڑا ہو گیا اسے ہوا نے اٹھا

چل تو جیسے قوی معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کال بالکال سے منع فرمایا یا بیع باشرط سے منع فرمایا۔ احناف کہتے ہیں کہ شرط فاسد لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے شرط فاسد کی تعریف اور شرط لگانے کی صورتیں کتب فقہ میں ملاحظہ کرو کہ نفس عقد میں ایسی شرط لگائی جاوے جس میں کسی کا نفع ہو اور نفع والا خود شرط لگائے اور وہ شرط ایسی ہو کہ تجارت اس کا تقاضا نہ کرتی ہو یہ بیع کو فاسد کر دیتا ہے۔

سلہ غزوہ تبوک کا ذکر پہلے ہو چکا کہ یہ غزوہ ۹ھ ہجری میں ہوا۔ وادی قریٰ مدینہ منورہ سے تین دن کی راہ کے فاصلہ پر واقع ہے شام کو جاتے ہوئے یہ مقام آتا ہے سلہ حدیقہ بستان، باغ، روضہ قریباً ہم معنی ہیں یعنی باغ غالباً یہ باغ کھجوروں کا تھا اور درخت پھل سے لدے ہوئے تھے پکنے کے قریب تھے سلہ یعنی ہم لوگوں نے مختلف اندازے لگائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وسق کا اندازہ لگایا یعنی اس باغ میں کھجوریں دس وسق ہوں گی وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع قریباً ساڑھے چار سیر کا درختوں پر پھل کھجور میں پودوں پر دانے کا اندازہ لگانا آسان نہیں اس میں بڑی مہارت درکار ہے سلہ یعنی پھل توڑ کر قول بنا وزن یاد رکھنا جب ہم واپس آئیں تو ہم کو بتانا کہ پھلوں کا کتنا وزن ہوا سلہ یعنی آج رات۔ اوائل اسلام کے سوا رات میں کسی کو اٹھنے کی ضرورت نہ رہے ورنہ نقصان اٹھائے گا۔

الرِّيحُ حَتّٰى أَلْقَتْهُ بِجَنْبِيْ طَيِّئٍ ثُمَّ أَقْبَلْنَ حَتّٰى قَدِمْنَ وَادِيَ الْقُرٰى سَأَلُوْا
اللّٰهَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةَ عَنْ حَدِيْقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشَرَةَ
أَوْسُقٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ
سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَإِذَا افْتَتَحْتُمُوْهَا فَأَحْسِنُوْا إِلٰى
أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا أَوْ قَالَ ذِمَّةً وَصِهْرًا فَإِذَا رَأَيْتَ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ

لیا حتی کہ اسے طی کے پہاڑ پر پھینک دیا پھر ہم آگے بڑھے حتی کہ وادی قریٰ پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کس حد تک پہنچے وہ بولی دس وسق۔ (مسلم، بخاری)

روایت ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مصر فتح کرو گے یہ وہ جگہ ہے جس میں قیراط کا بہت نام لیا جاتا ہے جب تم اسے فتح کرو تو اس کے باشندوں سے بھلائی کرنا کیونکہ اس کا احترام ہے اور قرابت داری ہے یا فرمایا کہ ذمہ ہے اور سسرالی رشتہ ہے پھر جب تم دو شخصوں کو آپس

لہ طی ایک قبیلہ کا نام ہے جس سے حاتم طائی تھا یہ قبیلہ ملک یمن میں تھا یہ دونوں پہاڑ اسی جگہ واقع ہیں ان میں سے ایک کا نام آجا ہے دوسرے کا نام سلمیٰ بعض نے کہا کہ سلمیٰ ہمارے نجد میں ہے مگر قوی یہ ہے کہ یہ دونوں پہاڑ یمن ہی میں ہیں (مرقات) یہ حضور اقدس کا معجزہ ہے بلکہ دو معجزے ہیں ۱ یہ حضور کا تیسرا معجزہ ہے کہ حضور انور کا اندازہ بالکل درست تھا کہ اس میں ایک وسق کا بھی فرق نہ ہوا بعض اندازہ نہ تھا اور نہ کچھ فرق ہوتا بلکہ یہ حضور انور کا علم غیب تھا ۲ مصر سے مراد یہ ہی مشہور شہر مصر ہے جہاں یوسف علیہ السلام نے سلطنت فرمائی ۳ قیراط بہت چھوٹا سا وزن ہے یعنی دینار کا بیسواں حصہ مصری وہاں کے تاجر بہت ہی بے مروت ہیں کسی کی رعایت نہیں کرتے قیراط تک کا حساب کرتے رہتے ہیں اگرچہ وہ ہندوستانی کا ہو یہ کہتے رہتے ہیں اتنی چھٹانک اتنی رتی معلوم ہوا کہ اہل مصر معاملات میں بہت سخت ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تاجر کو سخت کیر ہونا نہیں چاہیئے معمولی چیزوں میں تولا رتی کا حساب نہ کرے سونا چاندی اور چیز ہے اس میں رتی کا بھی حساب لگتا ہے ۴ یعنی اگرچہ مصر والے معاملات میں سخت ہیں ان کے مزاج بھی سخت ہیں طبیعت بھی تیز ہے مگر تم ان کی سختی برداشت کرنا ان سے برا نہ ماننا اچھا کرنا ان کی سختی کا بدلہ نرمی سے کرنا ۵ یعنی ہم کو مصر والوں سے دو طرح تعلق ہے ایک یہ کہ ماریہ قبطیہ مصر سے آئی تھیں جن کے بطن شریف سے ابراہیم ابن رسول اللہ پیدا ہوئے لہٰذا وہاں کے لوگوں کو ہماری طرف سے امان ہے ذمہ یعنی امان دوسرا تعلق یہ ہے کہ ہماری دادی صاحبہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا مصری ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی تھیں انہیں کی اولاد سے ہم ہیں وہ ہمارا ننھیال ہے لہٰذا ان لوگوں سے ہماری قرابت داری ہے۔ صہر کے معنی ہیں سسرال رشتہ یعنی ہماری نانی مادر مصر کی ہیں لہٰذا مصر میں ہمارا سسرال رشتہ ہے اس فرمان عالی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان

فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهُ قَالَ فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ رَابِعَةَ يَحْتَضِنَانِ فِي مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔
وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أَصْحَابِي وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ فِي أُمَّتِي اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا حَتّٰى

بھر جگہ میں جگر تے دیکھو تو وہاں سے نکل جاؤ کہ وہاں تے راوی نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمن ابن شرحبیل ابن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو دیکھا کہ وہ ایک ایک اینٹ بھر جگہ میں جگر بیٹھے تھے تو میں وہاں سے نکل گیا۔ مسلم۔ روایت ہے حضرت حذیفہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا میرے ساتھیوں میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میری امت میں بارہ منافق ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اس کی خوشبو پائیں گے، حتیٰ کہ

کو چاہیئے کہ اپنے نسبی رشتہ کی طرح سسرال رشتہ کا بھی احترام کرے ساس سسر کو اپنا ماں باپ سمجھے ان کے قرابت داروں کو اپنا عزیز جانے بلکہ ان کی بستی کا وہاں کے باشندوں کا احترام کرے کہ وہ ساس و سسر کے ہم وطن ہیں دوسرے یہ کہ نبی کے رشتہ داروں بلکہ نبی کے ملک والوں کا بھی ادب کرے لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ حضور کی اولاد کا مکہ والوں کا احترام و ادب کریں ان کی سختی پر تحمل کریں اہل عرب کی سختی پر تحمل کرنے والوں کے لیئے شفاعت کا وعدہ ہے وہ لوگ کیسے ہی سہی مگر ہمارے رسول کے اہل وطن ہیں حضور کے پڑوس ہیں ایک بزرگ گولڑوی علام محی الدین صاحب حج کے بعد جناب حلیمہ سعدیہ کے گاؤں پہنچے وہاں سات دن قیام کیا ہر روز لنگر جاری کرتے رہے حتیٰ کہ ایک دن وہاں کے کتوں کی دعوت کی حلوہ پوری وغیرہ پکوا کر خود انہیں کھلاتے رہے جاتے تھے کہ یہ جناب حلیمہ کے دشمن کے کتے ہیں ان سب باتوں کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ غرضکہ وہاں کے در و دیوار کی عزت کرے اقوس ان سیدنیوں پر جو ازواج پاک صحابہ کبار کی بدزبانی کرتے ہیں کہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے حضور کو ایذا ہوتی ہے ۔

لہ بحکم حضرت ابوذر کو دیا گیا کہ تم یہ واقعہ دیکھو گے کہ دو آدمی ایک اینٹ بھر جگہ میں لڑیں گے جب یہ دیکھو تو مصر میں نہ رہنا کیونکہ یہ ایک بڑے فتنہ کی ابتدا ہوگی جس کا مرکز مصر ہوگا ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد اہل مصر نے حضرت عثمان غنی سے بغاوت کردی انہیں شہید کرنے کے بعد محمد ابن ابوبکر کو جو حضرت علی کی طرف سے وہاں گورنر تھے شہید کردیا پھر ایسے فتنے اٹھے کہ خدا کی پناہ یہ ہے حضور کا علم غیب (مرقات) ۱۲ شرحبیل ابن حسنہ صحابی ہیں اور عبدالرحمن ربیعہ دونوں ان کے بیٹے ہیں یہ جگڑا اس وقت ہوا جبکہ حضرت عثمان کا آخری دور خلافت تھا عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح یعنی حضرت عثمان کا رضاعی بھائی حضرت عثمان کی طرف سے مصر کا گورنر تھا اہل مصر اس کی کوتاہیوں سے ناراض ہوئے حتیٰ کہ واقعہ شہادت عثمان پیش آگیا یہ اینٹ بھر جگہ پر جگڑا اس فتنہ کی ابتدا کی علامت تھا۔ اللہ اکبر حضور کا علم کس قدر وسیع ہے ۱۲ ان منافقوں کو اصحاب یا امت حقوی معنی سے فرمایا گیا ہے ورنہ منافق درحقیقت

يَدِيَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيهِمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِنْ نَارٍ يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتَّى تَنْجَمَ فِي صُدُورِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا فِي بَابِ الْمَنَاقِبِ عَلِيٍّ وَحَدِيثَ جَابِرٍ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ فِي بَابِ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔

کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جاوے ۱؎ ان میں سے آٹھ وہ ہیں جنہیں ایک پھوڑا ہی کافی ہوگا آگ کا شعلہ جو ان کے کندھوں میں ظاہر ہوگا حتی کہ ان کے سینوں میں پار ہو جاوے گا۔ مسلم ہم سہل بن سعد کی حدیث کریں گے جسکا کل ہوں گا۔ جناب علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ذکر کریں گے اور حضرت جابر کی حدیث کہ جو اس گھاٹی پر چڑھ جاوے ۔ ان شاء اللہ جامع المناقب باب میں ہم ذکر کریں گے ۔

ہے نہ حضور کا اصلی دلیل مسلمان صحابی وہ ہے جو جانب ایمان حضور کی زیارت کرے اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہو۔ خیال رہے کہ یہ قرآن عالی غزوہ تبوک کے موقعہ پر ہوا جب کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک شب جسے لیلۃ العقبہ کہتے ہیں حضور اور ایک گھاٹی میں اترے آپ کے ساتھ عمار ابن یاسر اور حذیفہ ابن یمان تھے جو تھا سا منافقین نے سازش کی غار میں پہنچ کر حضور اور پر حملہ کر دیں اس ارادے سے وہ غار میں پہنچے مگر حذیفہ و عمار کو دیکھ کر بھاگ گئے حضور نے جناب حذیفہ سے پوچھا کہ کیا تم ان لوگوں کے نام جانتے ہو عرض کیا کہ نہیں فرمایا ہم جانتے ہیں ہم کو ان کے نام بتائیں گے ان سے دو توبہ کریں گے اور بارہ دوزخ میں پہنچیں یہ واقعہ مذکور ہے۔ بعد میں حضور اور نے جناب حذیفہ کو ان کے نام بتائے تابعین میں اکثر لوگ حضرت حذیفہ سے ان بارہ کے نام پوچھا کرتے تھے (مرقات)۔

۱؎ یعنی ان میں سے آٹھ منافق کفر پر مریں گے جنت میں ہرگز نہ جا سکیں گے اس فرمان کا ماخذ قرآن مجید کی یہ آیت ہے ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط یہ ہے حضور اور کا علم غیب کہ لوگوں کی موت اس کی کیفیت سعادت شقاوت سے خبردار تھے حالانکہ یہ چیزیں علوم خمسہ سے ہیں ۲؎ دبیلہ تصغیر ہے دبلۃ کی دبلہ اندرونی جسم میں ایک پھوڑا ہوتا ہے جو اندر ہی پھوٹ جاتا ہے آدمی مر جاتا ہے اسے فارسی میں سرسک کہتے ہیں غالباً یہ کینسر پھوڑا ہے جسے سرطان بھی کہا جاتا ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ لاعون کی قسم ہے سنگ پہلی بات زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے اس پھوڑے میں اس غضب کی سوزش اور بدبو ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ اسی لیے حضرت حذیفہ نے دبیلہ کی تفسیر سراج من نار سے کی یعنی اس پھوڑے سے بیمار کو ایسی سوزش و جلن ہوتی ہے جیسے اس کے جسم میں آگ کا شعلہ بھڑکا ہوا ہے۔ خلاصہ فرمان یہ ہے کہ ان آٹھ منافقوں کو دنیا میں یہ عذاب ہوگا کہ ان کی موت اس مصیبت اور ذلت کے ساتھ ہوگی آخری عذاب یہ ہے کہ وہ کفر پر مریں گے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے دیکھو حضور اور کا علم کہ حضور کو ہر شخص کی دنیا و دین

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَرَجَ اَبُوْطَالِبٍ اِلَی الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهٗ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَشْیَاخٍ مِنْ قُرَیْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَی الرَّاهِبِ هَبَطُوْا فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَیْهِمُ الرَّاهِبُ وَکَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ یَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا یَخْرُجُ اِلَیْهِمْ قَالَ فَهُمْ یَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ یَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰی جَاءَ فَاَخَذَ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْیَاخٌ

دوسری فصل روایت ہے حضرت ابوموسیٰ سے فرماتے ہیں کہ ابوطالب شام کی طرف گئے ان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے سرداروں کی جماعت میں تشریف لے گئے۔ جب وہ اس راہب پر پہنچے تو اترے اپنی سواریاں کھولیں تو ان کے پاس وہ راہب آیا حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ اس پر گذرتے تھے وہ ان کے پاس نہ آتا تھا تو فرمایا کہ لوگ اپنے سامان کھول رہے تھے راہب ان لوگوں کے درمیان گھومنے لگا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور یہ تمام مجمعوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ انہیں جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا تو سرداران قریش نے

روئوں کی جمع ہے نبی کے سن میں خبر دار ۱۲ یعنی یہ دونوں حدیثیں مصابیح میں بیان تھیں ہم نے وہاں بیان کیں کہ وہاں کے مناسب ہیں ۱۲ اس وقت حضور کی عمر ۱۲ سال تھی ابوطالب تجارتی قافلے کر کے مکہ سے شام کی طرف گئے تھے حضور انور خوشی تشریف لے گئے (لمعات) اس تشریف لے جانے میں وہ راز تھا جو آگے آرہا ہے۔ یعنی بحیرا راہب کو جہاں دکھا کر ایمان عنایت ۱۲ اس عیسائی پادری کا نام بحیرا تھا اور اسی منزل کا نام بصریٰ تھا یہ جگہ شام میں واقع ہے (لمعات) بحیرا عیسائیوں کا بڑا عالم بھی تھا بڑا عابد بھی لہٰذا ان روایات میں تعارض نہیں جن میں اسے عالم کہا گیا ہے بعض میں عابد ۱۲ بعض علماء کرام نے فرمایا کہ یہ راہب اس لیے سر پر اس لیے بیٹھا تھا کہ اسے معلوم ہوا تھا کہ نبی آخر الزمان اس راہ سے کبھی گزریں گے وہ شوق زیارت میں یہاں تھا اللہ ورسولہ اعلم قافلے اس پر گذرتے تھے وہ راہب کسی سے نہ بولتا تھا کیونکہ ان قافلوں میں اسے تجلی انوار نظر آتے تھے۔ آج اس نے اس قافلہ میں آثار نبوت دیکھے شعر

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ بر کف ۔۔۔ بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

دوسرے شکاری شکار کو ڈھونڈھتے ہیں وہ ایسے شکاری ہیں کہ شکار انہیں ڈھونڈھتے ہیں ۱۲ یعنی اس قافلہ کے رکتے ہی وہ اس قافلہ میں ان تمام انبیاء فرداً فرداً ایک ایک کو دیکھنے لگا خاتم النبیین کا جو نقشہ اس کے ذہن میں تھا بقیہ اصل وہ کسی کے مطابق نہ ہوا ۱۲ بیان فرمانے نے فرمایا کہ العالمین سے مراد اولین و آخرین تمام جہان ہے حضور گزشتہ موجودہ آئندہ ساری مخلوق کے نبی رحمت اللہ سردار ہیں اب

مِنْ قُرَيْشٍ مَلِكًا فَقَالَ إِنَّكُمْ جِئْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ فَمَرَرْتُمْ بِشَجَرٍ وَلَا حَجَرٍ إِلَّا سَجَدَ وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيٍّ وَأَنَا أَعْرِفُكَ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ أَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوفِ كَتِفِهِ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَتَاهُمْ بِهِ وَكَانَ هُوَ فِي رِعْيَةِ الْإِبِلِ فَقَالَ أَرْسِلُوا إِلَيَّ فَأَقْبَلَ وَعَلَيْهِ

اس سے کہا کہ تجھے کیسے علم ہوا تو اس نے کہا کہ تم جب اس گھاٹی سے سامنے سے آئے تو کوئی درخت پتھر نہ رہا مگر وہ سجدے میں گر گیا اور یہ خصوصیت نبی کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتی تھی اور میں تمہیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے پھر وہ لوٹ گیا ان لوگوں کے لیے کھانا تیار کیا جب ان لوگوں کے پاس کھانا لایا اور خود اونٹ چرانے میں مشغول تھا تو کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس آجاؤ

سارے انبیاء کرام اور ان کی امتیں حضور کی امت ہیں (قرمرقات) اللہ تعالیٰ رب العالمین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو العالمین کا رسول بنایا ہے حضور العالمین کے رسول العالمین ہیں۔

۱؎ یعنی تو نے حضور کے بے اوصاف جسم کو کسی وجہ سے پہچانا ورنہ تو نے ان کے ظاہر دیکھے ہی نہیں ہیں بحال سے کامل کر ولادت پاک سے یہی حضور انور کے معجزات تجھیں ارہاص کہتے ہیں دیکھا کرتے تھے اور ان سے بعض لوگ حضور کی نبوت پہچان گئے تھے مگر بحیرا نے تو اس کو بھی اور دیکھا تھا اس لیے انہوں نے بطور تعجب پوچھا کہ بحیرا راہب اس زمانے کے اولیاء اللہ میں سے تھا اس نے اپنے کشف سے ان تمام کا سجدہ میں گرنا دیکھ لیا اور لوگ نہیں دیکھ سکے درخت و پتھروں کے سجدہ کی نبوت کیا تھی بلکہ دیکھنے والے ہی جانتے ہیں بحال ہے کہ اولیاء اللہ کا وجود دین کی حقانیت کی دلیل ہے جس دین میں اولیاء اللہ ہوں وہ سچا ہے اس وقت میں پھل پھول ہوا اس کی جڑ سچی ہے چونکہ اس وقت عیسائیت تھی وہاں اولیاء اللہ تھے مسلمان ہوتے ہی وہاں ولایت نہ رہی مسلمانوں کے سوا فرقے ہیں مگر سوا اہل سنت کے اولیاء اللہ کسی فرقہ میں نہیں پتہ لگا کہ یہی مذہب برحق ہے۔

۲؎ خیال رہے کہ انسانوں کے سوا تمام چیزیں حضور کو سجدہ کرتی تھیں اونٹوں نے حضور کو سجدہ کیا یہاں معلوم ہوا کہ درختوں پتھروں نے حضور کو سجدہ کیا۔ انسانوں کو بھی سجدہ سے جرام ہے دل و جان و ایمان حضور کو سجدہ کناں ہیں شعر

کو سجدہ سے انکار تن بے دل و جاں ہیں سجدہ کناں ہے حکم شریعت میں دل و جاں سے جاں ہے

۳؎ بعض روایات میں ہے کہ اس نے حضور کی خبر نبوت کی زیارت کی اور اہل مکہ سے حضور کے سوا لے جانے کا ذکر کیا۔ پہلے بھیجے ہوئے کے حالات پوچھے سب کچھ انجیل کی مذکور علامت کے موافق پایا اور حضور کو نرم ہڈی جو ثریدوں کے کھانے کی وجہ سے ہے گوشت کی طرح بالکل نرم ہڈی کی طرح ایک دم سخت (علامت) ہڈی اور گوشت کے درمیان واقع ہوئی تھی۔ ۱۲ منہ

عَنَّا نِظِلُّهُ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوهُ إِلَى فَيْءِ شَجَرَةٍ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللَّهَ أَيُّكُمْ وَلِيُّهُ قَالُوا أَبُو طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتَّى رَدَّهُ أَبُو طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ بِلَالًا

بادل تھا جو سایہ کر رہا تھا جب آپ قوم سے قریب ہوئے تو ان کو درخت کے سایہ میں پہلے پہنچا ہوا پایا جب حضور بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ پر جھک گیا راوی کہتا ہے کہ درخت کا سایہ کہ آپ پر جھک گیا پھر فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں ان کا ولی کون ہے لوگوں نے کہا ابو طالب پھر وہ انہیں نہیں دیتا رہا حتیٰ کہ حضور کو ابو طالب نے لوٹا دیا اور حضور کے ساتھ ابو بکر نے

پر اس کھانا پکا کر ان لوگوں کے پاس لایا یہ سب لوگ اپنی جگہ موجود تھے مگر حضور اور یہاں نہ تھے آپ اونٹ چرانے کچھ فاصلے پر تھے اس لیے سمجھا کہ جس دعوت کی خاطر یہ کھانا پکایا گیا ہے وہ تو یہاں موجود نہیں برابر دعوت بغیر دعوت کیسے ہے بلا کر بلا کر پھر کھانا کھائے۔

۱۲ خیال رہے کہ گرمیوں میں دن کے وقت حضور پر بادل سایہ کرتا تھا۔ رات کو کبھی نہیں دن میں سردی کے موسم میں بادل سایہ نہیں کرتا تھا تاکہ گرمیوں میں حضور کو دھوپ کی تکلیف نہ ہو اور اول ہی سے جسم پاک بے سایہ تھا خوشبودار تھا کبھی جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی یہ حضور انور کے ارہاصات میں ہے جو ظہور نبوت سے پہلے ظاہر تھے بعض نادان کہتے ہیں کہ جب حضور پر بادل سایہ کیے رہتا تھا تو جسم اقدس کا بے سایہ ہونا کیونکر معلوم ہوا۔ ان کا یہ سوال جہل ہے کیونکہ سایہ صرف دھوپ میں نہیں پڑتا بلکہ ہر روشنی میں شمع کے سامنے بھی پڑتا ہے تیز رات میں اور سردیوں کے دن میں بادل سایہ نہیں کرتا تھا اس سے بے سایہ ہونا ظاہر ہو جاتا تھا۔

۱۳ یعنی جس درخت کے نیچے ان حضرات کو کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا اس درخت کا سایہ پڑ ہو چکا تھا لوگ وہاں بیٹھ چکے تھے حضور انور جمع کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ جہاں درخت کا سایہ نہ تھا۔ خیال رہے کہ بادل حضور پر چھتری کی طرح سایہ کرتا تھا کہ حضرت آپ پر سایہ رہے تاکہ معجزہ ہو تاثابت ہو لہٰذا یہاں یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ حضور کو درخت کے سایہ کی ضرورت ہی نہ تھی آپ پر تو بادل کا سایہ تھا نیز درخت بھی حضور انور کی خدمت کرنا چاہتا تھا۔ رب کی مرضی تھی کہ جس بے سایہ کا یہ دوسرا معجزہ ظاہر ہو۔ خیال رہے کہ یہ درخت حضور کی خدمت میں جھک گیا، اس نے سایہ والے پر اپنا سایہ ڈال دیا۔ اس طرح کہ دوسرے کنارے کے لوگ سایہ سے نکل کر دھوپ میں ہو گئے تاکہ سب کو اس معجزہ کا مشاہدہ ہو مرقات نے فرمایا کہ اس وقت بادل ہٹ گیا اور درخت کا سایہ حضور پر پڑنے لگا ۱۴ بحیرہ نے لات کی قسم کھا کر ان کی شہرت دنیا بھر میں پہنچ چکی ہے روم کفار ان کے درپے آزار ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو قتل کر دیں ان کی حفاظت کرو مکہ واپس بھیج دو۔ ابو طالب نے منظور کر لیا مکہ کی روایت میں ہے کہ اس دوران میں راہب کو سات رومی ملے جو حضور انور کے قتل کے ارادے سے اس طرف آئے تھے انہیں بھی کاہنوں نے پتہ بتایا تھا کہ نبی آخر الزماں اس ماہ اس راستہ سے گزر چکے بحیرہ نے جعل انہیں واپس کیا (اشعۃ)۔

وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنَ الْكَتَّانِ وَالزَّيْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ: وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ: وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِالْبُرَاقِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ مُلْجَمًا مُسَرَّجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ جِبْرَئِيلُ أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا رَوَاهُ

بلال کو بھیجا [1] اس راہب نے آپ کو لبکٹ اور تیل کا توشہ دیا [2] (ترمذی) روایت ہے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا، اس کے بعض اطراف میں گئے [3] تو کوئی پہاڑ اور درخت پتھر آپ کے سامنے نہ آیا مگر وہ کہتا تھا یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو [4] (ترمذی، دارمی) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس رات جس رات میں معراج کرائی گئی، براق لایا گیا لگام اور زین دیا ہوا تو آپ پر اس نے سرکشی کی [5] تو اس سے جبریل نے کہا کہ کیا محمد کے ساتھ تو یہ کرتا ہے ان سے زیادہ اللہ کے نزدیک عزت والا تجھ پر کوئی نہیں سوار ہوا، فرمایا وہ پسینہ سے پسینہ ہو گیا [6]

[1] ابن حجر نے اصابہ میں فرمایا کہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ اس کے راوی سارے ثقہ ہیں اس عبارت کہ ابوبکر صدیق نے بلال کو حضور انور کے ساتھ بھیجا کسی کی ملائی ہوئی ہے یہ بالکل محض ہے کیونکہ بلال تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق تو سات سال حضور سے چھوٹے تھے اس وقت حضور انور کی عمر بارہ سال تھی تو جناب صدیق کی عمر سات نو سال تھی۔ غرضکہ اتنی روایت غلط ہے (لمعات، مرآت، اشعہ) [2] امام قرطبی کعب نے فرمایا کہ اس حدیث کی اسناد کے تمام راوی مسلم بخاری کے راوی ہیں سارے ثقہ ہیں (اشعہ) [3] غالباً یہ واقعہ ظہور نبوت کے بعد کا ہے آپ کسی کام کے لئے حضور کے ساتھ مکہ کے اطراف میں گئے تھے [4] ظاہر ہے کہ درختوں پہاڑوں پتھروں کا یہ سلام حضرت علی نے خود سنا لہذا اس واقعہ میں حضور کے معجزے حضرت علی کی کرامت دونوں کا ذکر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا ارادہ عرض کرنا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ شرک یا حرام نہیں بالکل جائز ہے اسے تو پتھر درخت بھی حرام نہیں سمجھتے اس لئے منکرین پتھروں جانوروں سے بھی بدتر ہیں ہم نمازوں میں پڑھتے ہیں السلام علیک ایہا النبی [5] یعنی کودنے اچھلنے لگا یہ کودنا اچھلنا خوشی میں تھا مگر اس سے سواری میں وقت واقع ہوئی خیال رہے کہ معراج میں براق کی سواری حضور کے احترام کے لئے تھی ورنہ حضور کو سواری کی کوئی ضرورت نہ تھی حضرات انبیاء کرام اس رات بیت المقدس میں پھر آسمانوں پر بغیر سواریوں کے گئے کیونکہ وہ حضرات اس رات براق تھے حضور دولہا تھے دولہا سواری پر

التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ جِبْرَئِيْلُ بِالْصَّبَعِهٖ فَخَرَقَ بِهَا الْحَجَرَ فَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ ثَلٰثٌ أَشْيَاءَ رَأَيْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ

(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہم بیت المقدس تک پہنچے تو جبریل نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا جس سے پتھر پھٹ گیا اس سے براق باندھا گیا (ترمذی) روایت ہے حضرت یعلی ابن مرہ ثقفی سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزیں دیکھیں جب کہ ہم حضور کے ساتھ چل رہے

ہوتے ہیں براق پیدل ۲ یعنی اے براق تیری یہ شرمندگی اگرچہ فخر یا خوشی سے ہے مگر بے ادبی ظاہر کر رہی ہے تو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے شرم کر یہاں ادب کی جگہ ہے ۳ بعض لوگوں نے اس عبارت سے دھوکا کھایا ہے کہ اس براق پر حضرات انبیاء کرام سوار ہوتے رہے ہیں آج حضور سوار ہو رہے ہیں مگر یہ استدلال بہت کمزور ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اور لوگ سوار تو ہوئے ہیں مگر وہ حضور کی طرح معزز و مکرم نہ تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی سوار ہوا ہی نہیں تجھ پر پہلے سوار ہیں اور مسئلے بے مثال ہیں کسی نبی کو تو معراج ہوئی نہ انہیں کبھی براق کی سواری کی ضرورت پیش آئی ۴ یہاں مرآت نے فرمایا کہ براق کی اچھل کود خوشی میں تھی اور یہ پسینہ آنا بے ادبی کی شرمندگی سے ہوا بعض واعظین بیان کرتے ہیں کہ براق نے حضور سے وعدہ لیا کہ قیامت میں آپ مجھے اپنی سواری کے لیے منتخب فرمائیں وعدہ فرمایا تب وہ خاموش کھڑا ہو گیا یہ روایت کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے واللہ اعلم اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اچھل کود نماز کی تھی شعر

کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے ۔۔۔ نیاز مند نہ کیوں عاجزی سے ناز کرے

۵ میں نے اس پتھر کی اس کے سوراخ کی اور سوراخ میں چین کے کڑے کی زیارت کی ہے جس پر براق باندھا گیا تھا اب وہ جگہ زمین دوز ہو گئی ہے کئی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچنا ہوتا ہے وہاں اندھیرا ہے روشنی کر کے نوافل پڑھے جاتے ہیں یہ جگہ مسجد اقصیٰ میں بائیں ہاتھ پر واقع ہے یہاں انبیاء کرام اپنے گھوڑے باندھا کرتے تھے یہ سوراخ بند ہو گیا تھا جبریل امین نے اشارہ سے یہ سوراخ کھول دیا۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ ہمارا براق اس حلقہ سے باندھا گیا جس سے انبیاء کرام باندھا کرتے تھے ۶ آپ مشہور صحابی ہیں قبیلہ بنی ثقیف سے ہیں۔ حدیبیہ، فتح خیبر، حنین، طائف وغیرہ کے جہادوں میں حاضر رہے آپ نے ایک سفر میں حضور کے تین معجزے دیکھے اس کا بیان فرما رہے ہیں یہ نہیں بتایا کہ کس سفر میں تھے اور یہ واقعہ کب کا ہے۔

مَحَهٗ اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُسْتَى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَهٗ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ فَجَآءَهٗ فَقَالَ بِعْنِيْهِ فَقَالَ بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّهٗ لَاَهْلُ بَيْتٍ مَا لَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهٗ قَالَ اَمَا اِذَا ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ فَاِنَّهٗ شَكَى كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ تُمْسِيْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَاَتَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ

تھے کہ ہم ایک اونٹ پر گذرے جس پر پانی دیا جا رہا تھا۔ تو جب حضور کو اونٹ نے دیکھا اپنی چبرا اپنی گردن رکھ دی اس پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے وہ حضور کے پاس آیا فرمایا اسے میرے ہاتھ بیچ دے اس نے کہا یا رسول اللہ ہم یہ حضور کو ہبہ کرتے ہیں ہمارا ایسے گھر والوں کا ہے جن کے پاس اس کے سوا کوئی ذریعہ معاش نہیں رکھتا فرمایا جب تم نے اس کا یہ حال بیان کیا تو اس نے زیادتی کام اور چارہ کی کمی کی شکایت کی تم اس سے اچھا سلوک کرو۔ پھر ہم چلے حتی کہ ایک منزل میں اترے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا حتی کہ آپ پر سایہ کر لیا پھر اپنی جگہ لوٹ گیا۔ پھر جب

سلہ یعنی ناپ سے جس سے کھیت کو پانی دیتا اس سے ہے ساقیہ وہ اونٹنی جس سے کھیت کو پانی دیا جاوے یعنی اس وقت کھیت والے اس پر کھیت کو پانی دے رہے تھے سلہ اونٹ کی لمبی گردن سینے سے سر تک کو جران کہتے ہیں یعنی وہ حضور اقدس کے سامنے اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنی ساری گردن زمین پر بچھا دی اس نے اس طرح اپنی انتہائی عاجزی ظاہر کی سلہ اسے ہم پال لیتے ہیں یہ تیرے پاس تک ہے حضور آقا غلاموں کے غم خوار ہیں بیکسوں کے مددگار ہیں کوئی قیمت نہ لیں مول ان کے خریدار ہیں۔ شعر

بے یار و مددگار ہے کوئی تو پوچھے ایسوں کا نہیں یار و مددگار خدا کا

سلہ یعنی ان لوگوں کا سہارا ان کا گزارہ اس اونٹ سے ہے حضور چاہیں تو قبول فرمالیں ہم کو کوئی عذر نہیں سلہ یعنی اچھا ہم نہیں خریدتے تم اپنے پاس رکھو مگر اس سے کام کم لو چارہ زیادہ دو اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور جانوروں کی بولی بھی سمجھتے ہیں اسی لئے سلیمان صرف چیونٹیوں کی بولی سمجھتے تھے حضور شجر و حجر خشک و تر ساری مخلوق کی بولی جانتے ہیں دوسرے یہ کہ حضور حاجت روا مشکل کشا ہیں یہ وہ مسئلہ ہے جسے جانور بھی مانتے ہیں جو انسان مسلمان ہو کر حضور کو حاجت روا مشکل کشا نہ مانے وہ جانوروں سے بدتر ہے تیسرے یہ کہ حضور کی کچہری میں جانور بھی فریادی ہوتے تھے شعر

ناں پیش کرتی ہیں یہ تیرے فریاد ہاں ہی جاتی ہے جب تری دعا اس در پہ شتر انیں ناشاد شکوۂ رنج و عنا کرتے ہیں

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرْتُ لَہٗ فَقَالَ فِیْ شَجَرَۃٍ اِسْتَاْذَنَتْ رَبَّھَا فِیْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَھَا فَالَ ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَآءٍ فَاَتَتْہُ امْرَاَۃٌ بِابْنٍ لَھَا بِہٖ جِنَّۃٌ فَدَعَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِخْصَرَتِہٖ ثُمَّ قَالَ اخْرُجْ فَاِنِّیْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذٰلِکَ الْمَآءِ فَسَاَلْنَاھَا عَنِ الصَّبِیِّ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ

بیمار ہوئے تو میں نے حضور سے یہ ذکر کیا فرمایا یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے رب سے یہ اجازت چاہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرے تو اسے اجازت دے دی گئی راوی نے کہا کہ پھر ہم ایک گھاٹ پر گذرے تو آپ کے پاس ایک عورت اپنا بچہ لائی جسے دیوانگی تھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا بانسہ پکڑا پھر فرمایا کہ نکل میں محمد رسول اللہ ہوں پھر ہم چلے تو جب لوٹے تو اس گھاٹ پر گذرے اس سے بچہ کے متعلق پوچھا وہ بولی اس کی قسم جس نے

لہٰذا اپنا ہر ذکر حضور سے کیوں فرمایا کرو ۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کے معجزات سننے میں بھی اجر ہے تھے صرف دیکھنا ہی منحصر نہ تھے ۱ یعنی درخت کی یہ حاضری صرف سایہ کرنے کے لئے نہ تھی بلکہ مجھے سلام کرنے کے لیے تھی اس سے معلوم ہوا کہ حضور اللہ کو جانور درخت بھی سلام کرتے ہیں دوسرے یہ کہ حضور انور سوتے میں بھی سلام کرنے والوں کے سلام سنتے انہیں جواب دیتے ہیں تیسرے یہ کہ حضور کو دنیا سلام کرتی ہے تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی مخلوق کو حضور کی بارگاہ میں سلام کرنے بھیجتا ہے دیکھو درخت اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر سلام کرنے آیا تھا رہی یہ بات کہ درخت کو رب تعالیٰ نے کیسے اجازت دی اور درخت نے یہ اجازت کیوں کر معلوم کی اس میں بڑی دلآویز گفتگو ہے حق یہ ہے کہ درختوں پتھروں کے بھی قدرتی دل ہیں ان کے دل میں ڈال دینا اللہ کی اجازت ہے رب فرماتا ہے واوحی ربک الی النحل آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی یہ ہے اللہ کا ان سے کلام فرمانا ۲ وہ عورت اپنے دیوانہ بچے کو حضور کے پاس لائی تاکہ اسے حضور کے دم اور حضور کی برکت سے شفا نصیب ہو معلوم ہوا کہ حاجت مندوں کا حضور کے دروازے پر جانا سنت صحابہ ہے ۳ اس میں خطاب اس بچہ کی بیماری یعنی دیوانگی سے ہے اور انی رسول اللہ میں دوسرا خطاب کا ذکر ہے یعنی تو اس میں سے نکل جا کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اس شان و صفات سے تجھ کو نکل جانے کا حکم دے رہا ہوں معلوم ہوا کہ حضور کی حکومت بیماریوں پر بھی ہے آپ کا حکم ان پر بھی جاری ہے دیکھو عورت نے نہ تو کوئی دوا بتائی نہ کوئی دعا پڑھ کر دم کیا بلکہ اسے نکل جانے کا حکم سنا دیا اور بیماری نے اطاعت کی ہم نے عرض کیا ہے۔

تخت ہے ان کا تاج ہے اُن کا دونوں جہاں میں راج ہے اُن کا

بِعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْنَا مِنْهُ رِيبًا بَعْدَكَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ ۔ وَعَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ بِابْنٍ لَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَاَخَذَهٗ يَأْخُذُهٗ
عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهٗ
وَدَعَا فَثَعَّ وَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلُ الْعُرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔
وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ جِبْرَائِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
جَالِسٌ حَزِيْنٌ مُتَغَضِّبٌ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ

آپ کو حق کے ساتھ بھیجا آپ کے بعد ہم نے اس سے کوئی شبہ کی چیز نہ دیکھی ۱۲ شرح سنہ۔
روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
لائی بولی یا رسول اللہ میرے اس بچہ کو دیوانگی ہے اور اسے جنون شام سویرے پکڑتا ہے تو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی اسے قے ہوئی اور اس
کے پیٹ سے کالا سانپا سا نکلا ہو چلتا تھا ۱۲ دارمی۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے
ہیں کہ حضرت جبریل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے جب کہ آپ غمگین بیٹھے تھے کہ ظالموں
کما یذر سالی کی وجہ کے خون سے رنگین تھے عرض کیا یا رسول اللہ کیا

جن و ملک ہیں ان کے سپاہی رب کی خدائی میں ان کی شاہی ۱۲

صلہ یعنی وہ بیماری جس سے جاتی رہی پھر اس کا شائبہ بھی نہ ہوا۔ سبحان اللہ ہے حضور کی بارشاہت صلہ یعنی اسے دیوانگی ہمیشہ
نہیں رہتی بلکہ صبح شام ظاہر ہوا کرتی ہے صلہ یہ واقعہ دوسرا ہے پہلی حدیث میں جو گزرا وہ واقعہ دوسرا تھا وہاں اس میں کیڑے کے
نکلنے کا ذکر نہ تھا جو وہ کہتے ہیں کہ کیڑا کے پلے ہے کہ وہ کیڑا اسی شکل و شباہت کا تھا وہ دراصل جنون تھا جو کیڑے کی شکل میں تھا
بیماریوں کی بھی شکلیں ہوتی ہیں جو اللہ والوں کو نظر آتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کو ایک کالی عورت کی شکل میں دیکھا فرمایا۔
صلہ یہ واقعہ غزوہ اُحد کا ہے جبکہ حضور انور پر تلوار و نیزوں کے ستر وار کیے گئے جن سے اللہ نے آپ کو محفوظ رکھا مگر ایک پتھر سر مبارک
پر لگا دو دانت شریف پر ایک پتھر سے آپ کی اخلاق شریف زخمی ہو گئی ان چار زخموں کی وجہ سے آپ غرقاً خون ہو گئے اور آپ کو
بہت تکلیف پہنچی (مرقات۔ لمعات۔ اشعۃ)۔

تُحِبُّ أَنْ تُرِيَكَ آيَةً قَالَ نَعَمْ فَنَظَرَ إِلَى الشَّجَرَةِ فَمِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ ادْعُ بِهَا فَدَعَا بِهَا فَجَاءَتْ فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ فَأَمَرَهَا فَرَجَعَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبِي رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ قَالَ وَمَنْ يَشْهَدُ عَلَى مَا تَقُولُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِي

آپ جانتے ہیں کہ آپ کو ایک نشان دکھاؤں؟ فرمایا ہاں۔ تو آپ کے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھا عرض کیا اسے بلائیے حضور نے اسے بلایا وہ آگیا آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر عرض کیا اسے حکم دیجئے کہ لوٹ جائے حضور نے اسے حکم دیا وہ لوٹ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کافی ہے (دارمی) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدوی آیا جب قریب ہوا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں وہ بولا جو آپ کہتے ہیں اس پر گواہی کون دیتا ہے فرمایا درخت ببول۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ جنگل کے کنارہ پر تھا وہ (باقی)

۱؎ یعنی آپ کو آپ کی سلطنت خداداد دکھاؤں کہ اللہ نے آپ کا راج ساری مخلوق پر قائم فرمایا ہے اگرچہ بعض لوگ لڑائی سے آپ کی حکومت نہ مانیں آیت سے مراد حضور کا وہ معجزہ ہے۔ جس کا تعلق حضور کے خداداد اختیار سے ہے ۲؎ یعنی حضور کے بلانے پر درخت بے توقف چلا آیا ۳؎ یعنی اب مجھے کفار کی مخالفت یا ان کی ایذا رسانی کی کوئی پرواہ نہیں جب مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی حکومت بخشی ہے تو ان کفار کا زمانا مجھے ایذا نہیں دیتا ایک عارضی چیز ہے یہ سب میرے زیر نگیں آنے والے ہیں ۴؎ یہ سفر یا تو جہاد کا تھا یا عمرے کا کچھ پتہ نہیں (مرقات) تشہد سے پہلے الف استفہامیہ پوشیدہ ہے۔ حضور انور نے اس سے یہ سوال فرمایا ۵؎ یعنی انسانوں کے علاوہ اور کون شخص ہے جو آپ کی نبوت پر گواہی دے (اشعہ) اس نے نبی کے اختیاران کی سلطنت خداداد دیکھ کر مسلمان ہونا چاہا ۶؎ سلمہ کا ترجمہ ہے ببول (دیگر) جس کے پتوں کو عرب میں ترنط کہتے ہیں جس سے کھال رنگی جاتی ہے یعنی پکائی جاتی ہے اس کی جمع سلام ہے بغیر ت کے (مرقات)۔

فَاَقْبَلَتْ تَخِدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلَاثًا فَشَهِدَتْ ثَلَاثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبِتِهَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ يَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَدَعَارَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ

پھرتا ہوا آیا حتیٰ کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر حضور نے اس سے تین بار گواہی لی اس نے تین بار گواہی دی ۱۲ حضور ایسے ہی ہیں جیسے انہوں نے فرمایا پھر اپنے جائے کی طرف لوٹ گیا ۱۲ (دارمی) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور بولا میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں ۱۲ فرمایا اگر میں اس خوشہ کو اس درخت سے بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۱۲ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گر گیا پھر فرمایا لوٹ جا وہ لوٹ گیا ۱۲

۱؎ یہ گواہی وہ بدوی اپنے کانوں سے سن رہا تھا اس کا آنا جانا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اس نے ایک معجزہ مانگا تھا حضور انور نے اسے دو معجزے دکھائے درخت کا آنا جانا۔ گواہی زیادہ نہ ہو سکتا تھا کہ حضور خود اس درخت کے پاس جاتے اس سے گواہی لے لیتے ۲؎ اس واقعہ کو امام بوصیری نے قصیدہ بردہ شریف میں یوں بیان فرمایا ہے۔

جاءت لدعوتہ الاشجار سا جدۃ ۔۔۔ تمشی الیہ علی ساق بلا قدم

حضرت حسان یوں بیان فرماتے ہیں ؎ نطق الحجر جاء الشجر شق القمر ما شاء ت

۳؎ یعنی بکثرت معجزے دکھائے جس سے ہمیں آپ کی نبوت پہچانوں معلوم ہوا کہ معجزہ نبوت کی دلیل ہوتا ہے دیگر انبیاء کرام کو گنے چنے معجزے عطا ہوئے حضور کے معجزات بے شمار گزشتہ نبیوں کے معجزات ان کی وفات پر ختم ہو گئے حضور کے معجزے قیامت تک باقی ۴؎ عذق کا ترجمہ اردو میں ہے گدا حالانکہ درخت کی وہ موٹی شاخ جس میں چھوٹی اور پتلی بہت سی شاخیں ہوں یہ تعلق ہے مرتبات کی نگرانی اور نخل میں ہے کہ عذق یعنی خوشہ یہاں یعنی خوشہ ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۵؎ یعنی اس خوشہ گچھے کی کھجوریں ایک ایک کر کے آپ کے دامن مبارک پر اسی طرح اوپر اٹھ گئیں اور اپنے خوشہ سے لگ گئیں ان کا یہ آنا جانا ہی گویا ان کی گواہی تھی۔

الْاَعْرَابِیُّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْھَا شَاۃً فَطَلَبَہُ الرَّاعِیْ حَتّٰی انْتَزَعَھَا مِنْہُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی وَاسْتَذْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتَّ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِیْہِ اللّٰہُ اَخَذْتَہٗ مِنِّیْ انْتَزَعْتَہٗ مِنِّیْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰہِ اِنْ رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ ذِئْبًا یَتَکَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ ھٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخْلَاتِ بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُکُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا ھُوَ کَائِنٌ بَعْدَکُمْ قَالَ فَکَانَ الرَّجُلُ یَھُوْدِیًّا فَجَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَاَسْلَمَ فَصَدَّقَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

یہ دیہاتی مسلمان ہوگیا ۱۲ (ترمذی) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کسی بکریوں کے چرواہے کی طرف گیا ان میں سے ایک بکری پکڑ کر لے چلا چرواہے نے تلاش کی حتی کہ بکری کو اس سے چھڑا لیا ۱۲ فرمایا کہ بھیڑیا ٹیلہ پر چڑھ گیا وہاں بیٹھ گیا اور دم دبائی اور بولا کہ میں نے اس روزی کا ارادہ کیا جو مجھے اللہ نے دی میں نے اس سے لیا پھر تو نے وہ مجھ سے چھین لی ۱۲ تو یہ شخص بولا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا واقعہ کبھی نہ دیکھا بھیڑیا باتیں کر رہا ہے ۱۲ تو بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب تر یہ ہے کہ ایک صاحب دو پہاڑوں کے بیچ کھجوروں کے جھنڈ میں ہیں ۱۲ تم کو ساری گذشتہ اور بعد میں آنے والی باتوں کی خبر دے رہے ہیں ۱۲ وہ شخص یہودی تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو یہ خبر دی اور مسلمان ہوگیا ۱۲ نبی صلی اللہ

۱۲ حضور پر ایمان مختلف ذریعوں سے لوگوں کو حاصل ہوا ہے کوئی آپ کو دیکھ کر ہی ایمان لایا کوئی آپ کے صفات عالیہ میں غور کر کے کوئی آپ کا نام مبارک سن کر اور کوئی صرف نام سن کر کوئی کسی خاص معجزے سے یہ اعرابی اس آخری قسم میں سے تھا جو معجزہ دیکھ کر ایمان لایا ۱۲ یعنی چرواہے نے بھیڑیے کا پیچھا کر کے شور مچا کر اس کو مار پیٹ کر اس کے منہ سے بکری چھڑا لی یہ اس کی بہادری تھی اور زرقی کے منہ سے چھڑانا مشکل ہے ۱۲ یعنی تو نے مجھ پر ظلم کیا کہ جب کی دی ہوئی روزی مجھ سے چھین لی ۱۲ یعنی میں نے ایسا کبھی نہ دیکھا نہ سنا کہ بھیڑیا انسان سے ایسی فصیح زبان میں باتیں کرے یہ تو عجیب تر بات ہے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات شریف میں ہوا جو اب حضور ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آگئے تھے یہ شخص حضور انور سے بالکل بے خبر تھا جیسا کہ گلے مضمون سے ظاہر ہے ۱۲ اس سے مراد مدینہ ہے کہ یہ دو سیاہ پہاڑوں کے بیچ میں ہے اور اس میں کھجوروں کے درخت بہت ہیں جیسا کہ زیارت کرنے والوں پر ظاہر ہے ۱۲ یعنی تمام غیبی خبریں دے رہے ہیں از آدم علیہ السلام تا وقت قیامت سب باتیں لوگوں کو بتا رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا علم غیب جانور بھی مانتے تھے جو انسان ہو کر اس کا انکار کرے وہ جانوروں سے بھی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَمَارَاتٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ اَفْتَكَ الرَّجُلُ اَنْ يَخْرُجَ فَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يُحَدِّثَهُ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهُ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهُ بَعْدَهُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ ۔ وَعَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُومُ عَشَرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا فَمَا

کہا اللہ علیہ نے اس کی تصدیق فرمائی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قیامت کے آگے نشانیاں ہیں قریب ہے کہ ایک شخص نکلے گا تو نہ لوٹے گا حتیٰ کہ اس کے جوتے اور اس کا کوڑا اسے ان باتوں کی خبریں دیں گے جو اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیں ۱۲ شرح سنہ روایت ہے حضرت ابو العلاء سے وہ سمرہ بن جندب سے وہ کہا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک پیالہ سے صبح سے رات تک باری باری کھاتے رہتے تھے کہ دس اٹھتے اور دس بیٹھتے تھے ۱۲ ہم نے کہا کہ

گیا گزرا ہے ۱۲ شخص وہ صحابی ہیں جنہیں بھیڑیئے کے ذریعہ ایمان ملا۔ بعض صحابہ کو تابعین کے ذریعہ ایمان ملا جیسے حضرت عدی بن عامر کو ایمان ملا نجاشی شاہ حبشہ کے ذریعہ اور نجاشی تابعی تھے۔ یا کے جلوسے رنگ بدلتے ہیں کسی کو صحابہ کے ذریعہ ایمان ملتا ہے اور کسی کے ذریعہ صحابی کو ایمان ملتا ہے۔ اس یہودی کا نام ہبار ابن اوس غزال ہے اور اس کا لقب معلم الذئب ہے یعنی جس سے بھیڑیئے نے کلام کیا (از مرقات) +

۱ یعنی بھیڑیئے کا انسان سے یہ کلام کرنا علامات قیامت سے ہے اب قیامت قریب ہے اور یہ حضور انور کا معجزہ بھی ہے معجزے کے لیے تصرف ضروری نہیں۔ حسن یوسف۔ لحن داؤدی ان حضرات کے معجزے تھے حالانکہ وہ ان میں تصرف نہیں کرتے تھے ۱۲ یعنی قریب قیامت کوئی شخص اپنا جوتا اپنا کوڑا اپنے گھر چھوڑ جاوے گا وہ دونوں گھر والوں کی آوازیں ان کے کام کہہ کر لیں گے اس شخص کے آنے پر یہ دونوں سب کچھ بتا دیں گے۔ یہ زمانہ اب بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے ایسے آلات ایجاد ہو چکے ہیں کہ جو آوازیں صورتیں پکی (محفوظ) کر لیتے ہیں اور مشین پر لگانے سے سب کچھ بول دیتے ہیں جیسے ٹیپ ریکارڈ فونو ٹیلی ویژن نے تو کمال کر دیا ہے کہ وہ تو صورت بھی اپنے میں پکڑ کر سب کو دکھا دیتا ہے ۱۲ ابو العلاء عین کے فتح سے تابعی ہیں آپ کا نام یزید بن عبد اللہ ابن خبر ہے سالہ ۱۲ ایک سو گیارہ میں آپ کی وفات ہوئی (مکاتیب۔ مرقات) ۱۲ یعنی ایک بار ہم نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بلکہ تجربہ کیا کہ ایک پیالہ کھانا سینکڑوں آدمیوں کو کافی ہوا کہ صبح سے شام تک لوگ اس سے کھاتے رہے سیر ہوتے رہے یہ پتہ نہیں چلا کہ یہ واقعہ کس وقت اور کس جگہ کا ہے ۔

كَانَتْ ثَمُودُ قَالَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ ثَمُودُ إِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ ۞ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي ثَلٰثِمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ فَفُتِحَ اللّٰهُ لَهُ فَانْقَلَبُوا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِحِمْلَيْنِ أَوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ۞ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ

کہاں سے بڑھتا تھا فرمایا تم کس چیز سے تعجب کرتے ہو وہ نہ بڑھتا تھا مگر وہاں سے اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا ۱۲ (ترمذی، دارمی) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن تین سو پندرہ حضرات کی جماعت میں تشریف لے گئے ۱۲ عرض کیا الٰہی یہ ننگے پاؤں ہیں انہیں سواریاں دے الٰہی یہ ننگے بدن ہیں انہیں لباس دے ۱۲ الٰہی یہ بھوکے ہیں انہیں سیر فرما دے اللہ نے حضور کو نتیجہ دیا ان غازیوں میں کوئی شخص نہ تھا مگر وہ ایک یا دو اونٹ لے کر لوٹا انہیں کپڑا بھی ملا اور وہ سیر ہوئے ۱۲ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی

۱ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں فیہ تا ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے کہ یہ برکت کہاں سے آرہی تھی فیہ کی من ابتدائیہ ہے اور جن نسخوں میں من نہیں ہے تب بھی مطلب یہی ہے کہ وہ کیا چیز تھی جو برکت کا باعث تھی ۱۲ غالب یہ ہے کہ سائل ابوالعلاء ہیں اور جواب دینے والے حضرت سمرہ ان جذب میں ہو سکتا ہے کہ کوئی اور صاحب سائل ہوں جواب دینے والے ابوالعلاء ہوں ۱۲ مشہور یہ ہے کہ غازیان بدر تین سو تیرہ تھے جن میں ستر مہاجرین تھے اور دو سو چھتیس انصاری تھے (دیکھو اشعۃ اللمعات) ۱۲ ان بزرگوں کے پاس سامان جنگ حسب زعم تھا۔ شعر

تھے ان کے ساتھ دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں — پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

یہ لشکر ساری دنیا میں انوکھا اور نرالا تھا — کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا!

یہ بے سروسامانی دیکھ کر حضور انور نے یہ دعا کی جو قبول ہوئی ۱۲ حضور انور کی یہ دعا حرف بحرف قبول ہونا اور صرف ایک دن کے بعد ہی اس کا ظہور ہونا حضور انور کا معجزہ ہے ان غازیوں کو کپڑے، سواریاں بے شمار ہاتھ آیا اور کفار مکہ اپنے ساتھ کھانے کا سامان نظر۔ اونٹ وغیرہ بہت لائے تھے جنگ کے دن جناب عباس کی طرف سے سارے لشکر کفار کا کھانا پکایا گیا تھا وہ لوگ یہ کھانا نہ کھا سکے کہ شکست کھا گئے ستر مارے گئے۔ ستر قیدی ہوئے اور باقی بھاگ گئے یہ کھانا پکا پکایا مسلمانوں کے ہاتھ آیا پکا کفار نے

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَ مَفْتُوْحٌ لَكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِنْ اَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِيَّةً ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَاَكَلَ مِنْهَا وَاَكَلَ رَهْطٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ

وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی فرمایا کہ تمہاری مدد کی جاوے گی اور تم غنیمتیں پانے والے ہو تم کو فتح دی جاوے گی سو تو تم میں سے جو پائے وہ اللہ سے ڈرے بھلائیوں کا حکم دے برائیوں سے منع کرے ۔ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت جابر سے کہ خیبر والوں میں سے ایک یہودی عورت نے بھنی بکری میں زہر ملا دیا پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کر دی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دستی لی اس میں کھایا آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کی ایک جماعت

کھایا مومنین نے اور کفار شقی ہر مسلمانوں کے ہاتھ لگا وہ تو اندازے سے باہر ہے یہ ہے حضور انور کی قبولیت دعا ۔ سلہ یعنی ہمارے زمانہ حیات میں بھی اور بعد وفات بھی تم کو بہت ملک فتح ہوں گے یہ پیش خبر ہے جو بعد ظاہر ہوئی صحابہ نماز فاروقی میں سلہ یعنی ان فتوحات کے بعد تم اپنا فرض منصبی یعنی جہاد تبلیغ جاری رکھنا کہ جہادوں بلکہ فتوحات کا منشا یہی ہے شعر

جنگ شاہاں فتنہ و غارتگری است جنگ مومن سنت پیغمبری است

کافر دنیا کے لیے ملک گیری ۔ مدعت ملک کے لیے لڑتا ہے مومن خدمت دین اعلاء کلمۃ رب العالمین کے لیے لڑتا ہے سلہ اس عورت کا نام زینب بنت حارث تھا مرحب ابن ابی مرحب کی بہن تھی سلام ابن مشکم کی بیوی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشت میں زہر دیا تھا کہ زہر ملا کر گوشت بطور ہدیہ حضور انور کی خدمت میں بھیج دیا تھا سلہ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کا ہدیہ قبول کر لینا مومن کے لیے جائز ہے دوسرے یہ کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے ۔ تیسرے یہ کہ کفار کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کھا سکتا ہے کہ یہ بکری یہودیوں ہی نے ذبح کی تھی اور یہودن نے پکائی تھی اس نے ہدیۃً بھیجی تھی چوتھے یہ کہ اللہ کی رضا پر راضی رہنا بندے کا فرض اقتیاز ہے حضور انور کو اللہ تعالیٰ نے کل غیب بتانا آپ کو ہر چیز کی حقیقت معلوم ہے مگر اس وقت مرضی الٰہی تھی کہ بعض صحابہ اس گوشت سے شہید ہو جاویں اور حضور انور کو اس گوشت سے تکلیف بہت مدت بعد میں پہنچے اور بوقت وفات یہ زہر اپنا اثر دکھانے لگا میں اس سے حضور کی وفات ہوا اور شہادت کا درجہ حضور کی قدم بوسی کرے اس لیے اس وقت حضور انور کو اس زہر کی طرف توجہ نہیں ہوئی تاکہ تقدیر الٰہی ظاہر ہو کر رہے خیال رہے کہ بعض صحابہ یہاں ہی اس زہر سے شہید ہو گئے اور حضور انور پر وقت

مَحَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ سَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ فَقَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهِ فِيْ يَدِيْ لِلذِّرَاعِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ اِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ تَضُرَّهُ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا اَسْتَرِيْحُ مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ اَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ اَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى

سے کھایا ۱۲ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھاؤ اور یہودی عورت کے پاس کسی کو بھیجا اسے بلا کر فرمایا کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے ۱۳ بول آپ کو کس نے بتایا فرمایا مجھے اس دست نے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے کہنے لگی ہاں میں نے کہا کہ اگر وہ سچے نبی ہیں تو انہیں نقصان نہ دے گا اور اگر نبی نہیں ہیں تو ہم ان سے راحت پا جائیں گے ۱۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا اسے سزا نہ دی ۱۵ آپ کے جن صحابہ نے اس بکری سے کچھ کھایا تھا وہ وفات پا گئے ۱۶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

وفات پر زہر عود کر آیا اسی زہر سے حضور انور کی شہادت ہوئی جیسے حضرت صدیق اکبر پر ان کی وفات کے وقت خارثور کا زہر لوٹ آیا تھا کہ وہاں انہیں سانپ نے کاٹا تھا وفات کے دنوں حضرات کی زہر سے ہوئی وفات میں بھی حضرت صدیق کی زبانی فرسولیت جھلکتا ہے ۔

۱۲ ان کھانے والوں میں سے حضرت بشر ابن براء ابن معرور شہید ہو گئے (مرقات) اس لیے سکیدہ کا نام سکیدہ ہے اہل عرب وہاں بہت کم جاتے ہیں وہاں کی آب و ہوا سمیت کے خلاف ہے ۱۳ معلوم ہوتا ہے کہ خود گوشت نے حضور کو خبر دی کہ مجھ میں زہر ملا ہے مگر یہ خبر کھانے کے بعد دی اور اگر کھانے سے پہلے خبر دی ہو تو حضور انور کا کھانا اور صحابہ کو کھانے دینا خودکشی نہیں بلکہ رضا بالقضا ہے حضور انور جانتے تھے کہ ان لوگوں کا اور ہمارا تکلیف پانا بعض کا وفات پانا ارادہ الٰہی میں آچکا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کا ذبح فرزند فرمانا ۱۴ یعنی میں نے آپ کا معجزہ دیکھنا چاہا کہ آپ پر زہر اثر کرے یا نہ کرے میرے نزدیک آپ کی نبوت کا ثبوت یہ تھا کہ آپ کی وفات اس زہر سے نہ ہو ۱۵ یعنی اپنی تکلیف کا اس سے بدلہ نہ لیا اور بشر کے وارثوں سے معافی دلوا دی انہوں نے قصاص معاف کر دیا قصاص مقتول کے وارثوں کا حق ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ وہ عورت بعض ترغیب بنت حارث مسلمان ہو گئی واللہ و رسولہ اعلم اس نے کہا کہ میں نے آپ کی نبوت اس بکری سے معلوم کر لی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ ایک ہے آپ اس کے سچے رسول ہیں (مرقات) ۱۶ مرقات نے بیان فرمایا کہ صرف بشر کی وفات اس زہر سے ہوئی مگر اس جمع کے صیغہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات چند حضرات کی ہوئی طبرانی میں تیرہ شہداء کے مزارات ہیں میں نے ان کی زیارت کی ہے غالباً یہ تیرہ حضرات اس وقت کے شہید ہیں واللہ و رسولہ اعلم ہو سکتا ہے کہ بشر اور اس موقعہ پر شہید ہو گئے ہوں باقی بارہ صحابہ کچھ دن بعد فوت ہوئے ہوں اشعۃ اللمعات نے یہی توجیہ فرمائی ہے ۔

كَاهِلِهٖ مِنْ جَبَلِ الذِّرَاعِ اَكْثَرَ مِنَ الشَّاةِ حَبَّةَ اَبُوْهِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِيْ بَيَاضَةَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حَنْظَلِيَّةَ اَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَاَطَالُوا السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ عَشِيَّةً فَجَاءَ فَارِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ طَلَعْتُ عَلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاِذَا اَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بَكْرَةِ اَبِيْهِمْ بِظَعْنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ اجْتَمَعُوْا اِلٰى حُنَيْنٍ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ غَدًا اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ

اپنے کندھوں پر بچھنے لگوائے اس وجہ سے کہ آپ نے بکری سے کچھ کھایا تھا ابو ہند نے پچھنے لگائے تھے ۱۲ منہ
چھری سے مراد یہاں انصاری کے لوم تھے ۱۲ منہ (ابوداؤد۔ دارمی) روایت ہے حضرت سہل ابن حنظلیہ سے کہ لوگ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے تو انہوں نے بہت دراز سفر کیا حتیٰ کہ شام ہو گئی تو ایک سوار نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے ہوازن کو دیکھا جو سارے کا سارا قبیلہ اپنی عورتوں جانوروں کے ساتھ حنین میں جمع ہو گیا ہے ۱۲ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ انشاء اللہ یہ سب کچھ کل مسلمانوں کی غنیمت ہو گی ۱۲ پھر فرمایا

۱؎ ابو ہند کا نام یسار ہے قرن یعنی سینگ اس سے مراد ہے سینگی شفرہ بڑی چھری کو کہتے ہیں۔ آپ کا یہ فصد لینا سر کی گرمی دور کرنے کے لیے تھا گویا علاج تھا ۲؎ حنظلیہ حضرت سہل کی ماں یا دادی کا نام ہے آپ کے والد کا نام ربیع ابن عمرو ہے حضرت سہل رضی اللہ عنہ اہل صفہ میں سے ہیں ۱۲ منہ۔ صفہ مسجد نبوی کے ایک طرف بنا ہوا چبوترہ تھا جس پر مسجد نبوی میں رہنے والے گوشہ نشین تھے لاولد رہے آخر میں دمشق میں رہتے تھے وہاں ہی خلافت امیر معاویہ میں وفات پائی رضی اللہ عنہم ارضاہم (مرقات)۔

۳؎ یعنی تمام دن ہم چلتے رہے حتیٰ کہ شام ہو گئی۔

۴؎ بکرہ کہتے ہیں جوان اونٹنی کو اہل عرب جب کسی قوم کی کثرت بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ قوم سارے کی ساری بہت تعداد میں آئی تو کہتے ہیں ۱۲ منہ۔ ظعن جمع ظعینہ عورتیں نعم ہر قسم کے جانور یعنی قبیلہ ہوازن اپنی ساری جماعت سامان مال کے ساتھ حنین میں آپ سے جنگ کرنے کے لیے جمع ہو چکے ہیں ہوازن جناب حلیمہ کی قوم تھی آپ قبیلہ بنی ہوازن سے تھیں رضی اللہ عنہا۔

۵؎ یعنی انشاء اللہ کل جہاد ہو گا اس میں یہ لوگ قیدی ہوں گے ان کے مال مسلمانوں کی غنیمت بنیں گے ایسا ہی ہوا۔ یہ بڑا حضور کے علم غیب کا معجزہ ہے۔

مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ
ارْكَبْ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَقَالَ اسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتّٰى تَكُونَ فِي أَعْلَاهُ فَلَمَّا
أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ قَالَ هَلْ حَسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَسَسْنَا
فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي

کہ آج رات ہماری حفاظت کون کرے گا۔ انس بن مرثد غنوی بولے یا رسول اللہ میں کروں گا۔ فرمایا سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے فرمایا اس گھاٹی کے سامنے جاؤ حتیٰ کہ اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ۔ پھر جب ہم نے صبح کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر تشریف لائے دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سوار کو محسوس کیا ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ ہم نے تو محسوس نہ کیا۔ پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوئے گھاٹی کی طرف

۱؎ دشمن کے غلبہ کے وقت سارا لشکر رات کو نہیں سوجاتا۔ کیونکہ شب خون کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے کوئی شخص حفاظت کرتا ہے پھر لشکر سوتا ہے اس واقعہ سے حضور انور نے یہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کسی بندے کی حفاظت لینا نہ تو شرک ہے اور نہ توکل کے خلاف نہ اللہ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی کے خلاف حقیقی حفاظت رب تعالیٰ کی ہے بندے اس حفاظت کے مظہر ہیں جو حضور افضل ساری امت کے محافظ ہیں (یکون الرسول علیکم شہیدا) ۔ شہید یعنی رقیب (محافظ) ۔

۲؎ حضرت ابو مرثد کا نام کناز یا آتیس ہے آپ خود اور آپ کے باپ دادا بھائی سب صحابی ہیں فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شامل ہوئے ۸ھ میں وفات پائی ۳؎ یعنی تم رات اس پہاڑی پر جاگ کر گزارو ہر چہار طرف نظر رکھو کسی طرف سے دشمن کو آتا دیکھو تو ہم کو خبر دو۔ آج رات ان کے لیے یہ جاگنا پہرہ دینا اعلیٰ درجہ کی عبادت تھی شعر

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

۴؎ یعنی سنت فجر ادا کیں معلوم ہوا کہ سفر میں سنت و نفل سب پورے پڑھے جائیں گے صرف چار رکعت والے فرض میں قصر ہوگا کہ وہ بجائے چار کے دو ہو جائیں گے ۵؎ یعنی کیا آج رات میں کسی وقت ابو مرثد نیچے اترے تم نے نہیں دیکھا معلوم ہوا کہ سنت فجر کے بعد فرض سے پہلے دنیاوی بات کر لینا جائز ہے اس میں حرج نہیں ہاں بلا ضرورت زیادہ بات نہ کرے (واللہ اعلم) معلوم یہ بھی ہوا کہ حضور کو اپنے فرکروں چاکروں غلاموں کا فکر رہتا ہے آج بھی جو لوگ خدمت دین کر رہے ہیں حضور کو ان کی فکر ہے پھر ہمیں اپنی فکر کیوں ہو وہ فکر کرنے والے سلامت ہیں جل اللہ جلالہ شعر

سن اے دشمن ہیں بگڑنے کا نہیں وہ سلامت ہیں بنانے والے ۔

يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتّٰى إِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَ فَرَسُكُمْ فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلٰى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِي أَعْلٰى هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَلَمْ أَرَ

گھوڑوں سے دیکھنے لگے ۱؎ حتیٰ کہ جب نماز پوری فرمائی تو فرمایا خوش ہو جاؤ تمہارا سوار آ پہنچا ۲؎ تو ہم گھاٹی میں دیکھنے کی طرف دیکھنے لگے تو ناگاہ وہ آ رہا تھا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا ۳؎ تو عرض کیا کہ میں چلا حتیٰ کہ میں اس گھاٹی کی چوٹی پر پہنچ گیا جہاں کا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا پھر جب میں نے سویرا کیا تو میں ان دونوں گھاٹیوں پر چڑھ گیا ۴؎ تو میں نے

۱؎ یعنی حضور نے نماز فجر ہم کو پڑھائی مگر اس طرح کہ حضور کا گوشۂ چشم اس راستہ کی طرف تھا جس سے حضور کے خادم نے آنا تھا رب کی نماز میں اپنے خادم کا انتظار فرمایا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سفر میں نماز باجماعت ادا کی جائے اذان تکبیر وغیرہ سب کچھ ہو دوسرے یہ کہ نماز میں گوشۂ چشم سے ادھر ادھر دیکھنا نماز کو ناقص نہیں کرتا ہاں منہ پھیرنا سکتا ہے اور سینہ پھیرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور تو اپنے خدام کو نماز میں ملاحظہ کرتے تھے اور حضرات صحابہ میں نماز میں حضور کی نگاہوں کو دیکھتے تھے کیونکہ ان راوی نے فجر کی نماز میں دیکھا کہ حضور گوشۂ چشم سے اس طرف دیکھ رہے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ نماز بھی عبادت ہے اور حضور کی ادائیں دیکھنا بھی عبادت ہے اس میں دو عبادتوں کا اجتماع ہے حضور کو دیکھنا عبادت ہے کہ مومن کو عیان بنا دیتا ہے ۲؎ یعنی سلام پھیرتے ہی دعا سے پہلے ہم کو ابو مرثد کے بخیریت پہنچنے کی خوشخبری دی یہ ہے کرم کہ نماز میں بھی حضور کے علم کا ظہور ہے کہ ابو مرثد ابھی نمودار بھی نہ ہوئے تھے حضور نے اڑ کے پیچھے سے بار کو دیکھ لیا اور خبر دے دی ۳؎ خیال رہے کہ ابو مرثد نے فجر کی جماعت میں شرکت نہ کی آج ان کے سب بہائیوں کی چوٹی کھڑی تھی اور ان کا وہاں رہنا جماعت تھی۔ حضور کی اطاعت اصل عبادت ہے ان کی ترک جماعت پر ہماری لاکھوں باجماعت نمازیں قربان ہوں ان کی قضا پر ہماری ادائیں نچھاور ہوں ۴؎ ابو مرثد نے آج رات کی کارروائی صحابہ کرام کو بلکہ خود حضور انور کو سنائی، خیال رہے کہ اپنی عبادات صحابہ کرام یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سنانا نہ تو ریا ہے نہ عبادات ناقص ہونے کا ذریعہ بلکہ یہ تو عبادات کو زیادہ قبول بنانے کا ذریعہ ہے۔ حضور انور کی خوشنودی عبادات کا مغز ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے واللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ساری عبادات میں اللہ تعالیٰ کے رضا کے ساتھ حضور کو راضی کرنے کی بھی نیت کرو۔

أَحَدًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ قَالَ لَا إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيَ حَاجَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ ۔ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ قَالَ خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِيْ مِزْوَدِكَ كُلَّمَا أَرَدْتَ

کسی ایک کو دیکھا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس رات نیچے اترے عرض کیا نہیں سوار نماز کے یا ادا حاجت کے ملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ کرنا تم کو معذور ہیں ملہ (ابوداؤد) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں برکت کی دعا فرمادیں ملہ تو انہیں حضور نے ملا دیا پھر ان میں میرے لیے برکت کی دعا کی ملہ فرمایا انہیں لے لو اپنے توشہ دان میں ڈال لو جب اس میں سے

ملہ یعنی بیکار رات پوری طور پر ہی حضور کی طرف سے سپرد کردہ خدمات انجام دیتا رہا ہوں میں سوار نماز یا استنجے کے کسی لیے بھی نیچے نہیں اترا ملہ یعنی اب اگر تم کوئی نفل عبادت نہ کرو یا تم اگر اب جہاد نہ کرو تو تمہارے درجہ میں کمی نہ ہوگی کیونکہ تم نے آج ایسی بڑی عبادت کی یعنی اللہ کے رسول کی حفاظت جس سے تم جنت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئے لہذا اعمل سے مراد عمل نفل یا جہاد نفل ہے (مرقات اشعہ) مگر فقیر کہتا ہے کہ عمل سے مراد مطلقاً عمل ہے فرض ہو یا نفل کیونکہ نفل عبادات کا چھوڑنا ویسے بھی معذور نہیں ہوتا نفل تو کہتے ہی اسے ہیں جس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ نہ ہو لہذا یہ ہی مطلب ہے کہ اگر تم نفلی عبادات بھی نہ کرو تو تم کو معذور نہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے حضرت عثمان غنی سے فرمایا تھا کہ تم جو چاہو کرو تم بخشے ہو چکے اس کا مقصد یہ نہیں کہ تم پر فرض عبادات فرض نہ رہیں یہ فرمان ایسے ہیں جیسے پرنسپل کے پرکاش کر اس سے کہو کہ اڑنا پھر اب وہ اڑنے کیسے دل پر قبضہ حضور نے کر لیا اب اس میں ترک عبادت کا خیال کیسے پیدا ہو اس فرمان حال کے بعد انہوں نے نوافل اور زیادہ شروع کر دیئے ہوں گے ملہ برکت کے معنی ہیں خیر کا بیٹھ جانا وہاں سے نہ نکلنا پہنا ہے برکہ سے یعنی اونٹ کا بیٹھنا کثرت اور برکت میں بڑا فرق ہے برکت یہ ہے کہ چیز تھوڑی ہو مگر نہ خود ختم ہو نہ اس کا نفع ختم ہو کثرت یعنی زیادتی تو کفار کو مل جاتی ہے مگر برکت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے ملہ خیال رہے کہ دعائیہ کلمات میں برکت کسی پاکیزہ زبان سے پیدا ہوتی ہے اس لیے انہوں نے دعائیہ کلمات خود پڑھ کر دم نہ کر دیئے بلکہ حضور انور سے دم کرائے کا توسل بغیر ذالفعل کے نہ رہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وجعلنی مبارکا اینما کنت رب نے مجھے برکت والا بنایا ہے میں جہاں بھی ہوں برکت میرے ساتھ ہے معلوم ہوا کہ کسی پیر پر دم کرتے وقت اسے فاعل نہ سمجھنا سنت ہے +

اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَخُذْ بِيَدِهٖ يَدَكَ فَعُدْهُ وَلَا تَسْئَلْهُ مَالَهٗ فَقَدْ حَمَلَتْ
وَفِيْ لَفْظٍ لِّمُسْلِمٍ اَلشَّهِيْدُ اَوْكَدُ اَوْ دَيْنٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَكُنَّا نَاْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ
وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حَنُوْطِيْ مُنْذُ كَانَ يَوْمُ قُتِلَ عُثْمَانُ فَاُتِيْتُ فَاُخْبِرْتُ اَنَّهٗ اُنْطُلِقَ بِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ
اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً
بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِذَا اَصْبَحَ فَاثْبُتُوْهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيْدُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ اقْتُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ اَخْرِجُوْهُ فَاَطْلَعَ

لے لینا چاہے تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال دو اس میں سے لے لو اور کبھی اس سے اس کا مال نہ مانگو میں نے ان چھ باندیوں میں سے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خیرات کیے، ہم ان میں سے کھاتے کھلاتے رہے علاوہ یہ میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوئے تھے حتی کہ جناب عثمان کے قتل کا دن ہوا تو وہ مجھ سے گر گیا۔ (ترمذی)

تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ ایک رات کہ میں قریش نے مشورہ کیا تھا بعض نے کہا کہ جب صبح ہو تو انہیں رسیوں سے باندھ دو یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بعض دوسرے بولے کہ بلکہ انہیں قتل کر دو بعض بولے بلکہ انہیں نکال دو۔ اللہ تعالیٰ

لے متبرک چیزوں میں تامل ضروری ہے اس لیے انہیں ناپنا، تولنا، بھاؤ تاؤ نہیں چاہیئے بلکہ اس میں سے لیتے رہو استعمال کرتے رہو اس کا اندازہ نہ لگاؤ کہ اب آخر ہو گئی ہوگی۔ یہ صرف ایک طرف ہے ۱۲ یعنی میں نے کھانے والوں کو کھلائے اور کئی من خیرات کیے مگر پھر اتنے ہی رہ جاتے تھے وسق ساڑھے اکاون من کا ہوتا ہے اور صاع ساڑھے چار سیر کا تو ایک وسق چھ سو تیس سیر ہوا، آپ نے کئی وسق خیرات کیے علاوہ بازو پر یا گھر پر بھیجوانے کے سو جو بھی برکت ہوئی کہ برکت بھیجوانے والے جناب پروردگار کی کرم سے بند نہ رہنے تھے کہ اتنا ہی خرچ بند ہو سکتا ہے ۱۲ سلام ہوتا ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت و مزار شریف میں عجیب الغرائبی کا واقعہ تھا کہ لوگ اپنی محبوب چیزوں سے بھی غافل ہو گئے تھے اس قبیلے کے گر جانے پر برکت ختم ہو گئی شعر اسی پر دلالت کے لیے شعر پڑھا کرتے تھے

فلما هووا هانت علیهم ۔۔۔ هو الجواب وهو الشهید عثمان (مرقات)

یعنی لوگوں کو تو ایک علم ہے اور مجھے دوسرا علم ہے کہ ایک اپنے قبیلے کے گم ہو جانے کا دوسرا حضرت عثمان غنی کی شہادت کا رضی اللہ عنہ ۱۲ یہ واقعہ حضرت کی ذات کا ہے کہ دار الفتنہ میں کفار قریش جمع ہوئے کہ اب اسلام کو ختم کرنے کی آخری تدبیر کیا کرنی چاہیئے اس لیے میں شیطان شیخ نجدی کی شکل میں حاضر ہوا ہر ایک کی رائے پر اعتراض کرتا رہا (مرقات) ۱۲ ان تین رائیوں میں شیطان نے دو رائیں رد کر دیں اور قتل کی رائے پسند کی وہ یہ کہ اگر تم انہیں باندھ دو گے تو ان کے قبیلے کے لوگ انہیں چھڑا لیں گے اگر تم انہیں مکہ سے نکال دو گے

اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک فبات علی علی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلک اللیلۃ وخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی لحق بالغار وبات المشرکون یحرسون علیا یحسبونہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما اثاروا علیہ فلما رأوہ علیا رد اللہ مکرھم فقالوا این صاحبک ھذا قال

نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا تو جناب علی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر یہ رات گزاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتیٰ کہ غار پر پہنچ گئے ۱؎ اور مشرکین رات بھر جناب علی کی نگرانی کرتے رہے انہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سمجھ کر ۲؎ جب صبح پائی تو ان پر دوڑے ۳؎ پھر جب جناب علی کو دیکھا تو اللہ نے ان کے فریب رد کر دیئے ۴؎ مجھے تمہارے وہ ساتھی کہاں ہیں شاید آپ نے فرمایا

دو کہ تو وہ اس جگہ پہنچ کر اسلام پھیلائیں گے جہاں جائیں گے بہتر یہی ہے کہ انہیں سب مل کر اچانک قتل کر دو تاکہ تم سب ہمدردی کے ساتھ خون بہا لے سکیں گے۔ آخر خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے تم سب چند دن کے لیے خون بہا سے دنیا اس پر اتفاق ہو گیا اور کفار نے حضور انور کا گھر گھیر لیا اس برے ارادے سے (مرقات وغیرہ) مگر اللہ کی شان ابوجہل کی تمی تائید ابلیس کی ؛

اور کفار حضور کی خوابگاہ گھیرے اس ارادے سے کھڑے تھے کہ حضور تہجد کے لیے نکلیں ہم ان پر حملہ کر دیں حضور نے حضرت علی کو حکم دیا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ ان خونخواروں سفاکوں کی امانتیں میرے پاس ہیں یہ انہیں ادا کر کے ہمارے پاس مدینہ منورہ پہنچ جانا تم مطمئن رہو تمہارا بال بیکا نہیں کر سکیں گے یہ فرما کر حضور انور ان کفار میں سے ان کی جماعت کو چیر کر نکلے یہ پڑھتے ہوئے فاغشیناھم فھم لا یبصرون وہ سب اندھے ہو گئے اور حضور وہاں سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر تشریف لے گئے جناب صدیق کو ساتھ لیا غار ثور تشریف لے گئے کس طرح گئے یہ حضرت صدیق سے پوچھو کہ وہ حضور کو ذرا بچا کے لے گئے راستہ میں کبھی حضور کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی داہنے کبھی بائیں بدحواس ہو جاتے آخر حضور کو اپنے کندھے پر لے لیا اور پہاڑ کی چڑھائی شروع کر دی چڑھائی قریباً دو میل ہے۔ یہ بڑا خطرناک ہے راستہ میں نوکیلے پتھر ہیں اب لوگ دن بھر وہاں جاتے ہیں تو بمشکل وہ راہ طے کرتے ہیں صحابہ اس راستہ کو چومتے ہیں کہ یہاں جناب صدیق کے تلوے لگے ہوں گے ۱۲ نگرانی اور محاصرہ اس طے شدہ پروگرام کے ماتحت تھا وہ سمجھے کہ بستر پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں آپ کے تہجد کے لیے جاگنے کا انتظار کرتے رہے ۲؎ یعنی حضرت علی کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سمجھ کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے حملہ آور ہو گئے ۳؎ یعنی وہ حضرت علی کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم کیا دیکھ رہے تھے اور یہ کیا ہوا کدھر سے نکلے اور نکل کر کہاں گئے عقل کام نہیں کرتی ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ۴؎ یہ ہے حضور انور کی حفاظت کہ حضور نے فرمایا تھا میں وہ

لَا أَدْرِي فَاقْتَصُّوا أَثَرَهُ فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ اخْتَلَطَ عَلَيْهِمْ فَصَعِدُوا الْجَبَلَ فَمَرُّوا بِالْغَارِ فَرَأَوْا عَلَى بَابِهِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوتِ فَقَالُوا لَوْ دَخَلَ هَهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوتِ عَلَى بَابِهِ فَمَكَثَ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ

یہ نہیں جانتا چنانچہ وہ سب حضور کے نشان قدم پر کھوج لگاتے چلے جب پہاڑ پر پہنچے تو ان پر اشتباہ ہو گیا وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اس غار پر پہنچے اس کے دروازہ پر مکڑی کا جالا دیکھا تو بولے کہ اگر حضور یہاں گھسے ہوتے تو اس کے دروازے پر جالا نہ ہوتا حضور نے اس میں تین شب قیام فرمایا۔ احمد روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جب

تمہارا بال بیکا نہ کر سکیں گے ایسا ہی ہوا اور نہ ایسی اخر تقدیر میں حضرت علی کا شہید ہو جانا بہت ممکن تھا یا وہ طیش میں آکر آپ کو شہید کر دیتے مگر کچھ نہ ہوا کیسے ہوتا کہ حضرت علی کے سر پر حضور انور کا ہاتھ تھا اور اللہ کی رحمت و حفاظت۔ تا قیامت جس کی حضور حفاظت فرمالیں دین و دنیا میں امان مل جاتی ہے شیطان۔ شیطانی انسان بلکہ ساری مخلوق سے اسے امن مل جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا شعر

خوف نہ کر فردہ رضا تو ہے عبد مصطفےٰ ۔۔۔ تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

سلہ سبحان اللہ کیسا پیارا سچا جواب ہے یعنی میں نہیں جانتا کہ اس وقت وہ کہاں ہیں حضرت علی کو کیا خبر تھی کہ حضور ابھی تک مکہ معظمہ میں ہیں یا کہیں باہر تشریف لے گئے جواب نہایت ہی سچا ہے سلہ خیال رہے کہ کچھ دور تو حضور انور کے ساتھ حضرت صدیق چلے کبھی آپ کے داہنے کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے پھر حضور کو اپنے کندھے پر لے لیا اور نرم زمین پر اپنے پنجوں سے اس طرح چلے کہ جب پنجے اٹھاتے تو گھما کر پنجوں کا نشان مٹاتے جاتے کہ کوئی کھوجیا کھوج نہ لگا سکے کفار مکہ جہاں تک ہی لگا سکے جہاں تک حضرت صدیق ساتھ تھے آگے اپنے اندازے سے گئے پہاڑ پر بھی اندازے سے چڑھے اور زد چھپ گئے زمین میں اور پہاڑ پر نقش قدم نہیں پڑا کرتے سلہ اب بھی وہاں زائرین کے لیے غار ثور مشتہر ہو جاتا ہے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر چند غار واقع ہیں وہاں کسی رہبر کے بغیر پہنچنا مشکل ہوتا ہے ہم بھی وہاں اللہ کے کرم اور رہبر کے ذریعہ حاضر ہوئے فالحمد للہ سلہ اس غار کے دروازے پر پہنچ کر بعض کافر بولے کہ اس کے اندر جا کر دیکھ لو تو دوسرے بولے کہ اگر اس میں کوئی گھسا ہوتا تو جالا اور کبوتری کے انڈے ٹوٹ جاتے ایک بولا کہ یہ جالا تو تیری پیدائش سے پہلے کا ہے حالانکہ حضور کے اندر پہنچ جانے کے بعد وہ جالا مکڑی نے تنا تھا کبوتری نے انڈے دیئے تھے اگر رب چاہے تو اپنے محبوب کو مکڑی کے جالے کے ذریعہ بچائے غضب کرے تو فوجوں کو اس کے لشکر کی دیواریں نہ بچا سکیں بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حرم کے کبوتر اسی کبوتری کی نسل میں سے ہیں جس نے وہاں انڈے دیئے تھے ان کا اب تک احترام ہے واللہ و رسولہ اعلم امام بوصیری فرماتے ہیں۔ شعر

خَيْبَرَ أَهْدَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً فِيهَا سُمٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوا لِي مَنْ كَانَ هَهُنَا مِنَ الْيَهُودِ فَجَمَعُوا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ مُصْدِقِيَّ عَنْهُ
قَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوكُمْ
قَالُوا فُلَانٌ فَقَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ قَالُوا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ
أَنْتُمْ مُصْدِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَاكَ

خیبر نتیجہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری بطور ہدیہ کے بھیجی جس میں زہر ملا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے یہودی یہاں ہیں انہیں ہمارے پاس جمع کرو تو سب حضور کے آگے جمع ہوئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا ہوں کیا تم مجھ سے سچ بولو گے انہوں نے کہا ہاں اے ابوالقاسم تو ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے کہا وہ یوسف فلاں فرمایا تم نے جھوٹ بولا بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے وہ بولے آپ نے سچ کہا اور درست کہا فرمایا کہ اب تم مجھ سے سچ کہو گے جس چیز کے متعلق اگر میں تم سے پوچھوں کیا بولو گے ہاں اے ابوالقاسم اگر ہم آپ سے جھوٹ

طغوا الصامر وظنوا المعتبرت عنی خیبر الیہ لم تنصر ولم تجبر

۵ اس غار کے دو دروازے ہیں کفار اس دروازے پر پہنچے جس سے حضور داخل ہوئے تھے اس دروازے کی لمبائی ایک ہاتھ ہے چوڑائی صرف ایک بالشت یہ تھا اس غار شریف سے نکلتے وقت دروازے میں پھنس گیا تھا گرد سے کچھ سر کے بال اڑ گئے وہاں پہلے بہت سوراخ تھے مگر اب کوئی سوراخ نہیں ہے اندر چھ سات آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اس غار میں حضرت صدیق نے عرض کیا کفار یا رسول اللہ اگر کفار اپنے قدموں کو دیکھ لیں تو ہم کو دیکھ لیں فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا۔ جو قرآن کریم نے نقل فرمایا جناب صدیق کو تو اس غار میں ساتھ لے جانے کا تاجر ہے کہ کفار نے جو کچھ کہا حضور انور اور حضرت صدیق نے اندر سب کچھ سن لیا مگر ان حضرات نے جواب دیا یا نہیں کیں وہ کفار نہ سن سکے مالکنہ فاعلہ ایک ہی تھا یہ ہے حضور کا معجزہ۔

۱ وہ بکری جسے یہود نے ہدیہ کے طور پر بھیجی تھی بھیجنے والی یہودیہ کا نام زینب تھا یہ وہ ابھی دوسری فصل میں گزر چکا ۱۲ یعنی تمہارے قبیلہ کا مورث اعلیٰ جد کون ہے تم سب کس کی اولاد میں ہو ۳ یہ ہے حضور انور کا علم غیب کہ حضور لوگوں کے نسلوں تک سے واقف ہیں پھر آپ پر گوشت کا زہر کیسے عمل کر سکتا ہے اس زہر کھانے میں وہ حکمتیں تھیں جو ابھی دوسری فصل میں عرض کی گئیں حضور رحمتی ابھی سے واقف اسرار الٰہیہ سے خبردار تھے جو کچھ ہوا اللہ و رسول کے درمیان طے شدہ پروگرام کے ماتحت ہوا ۴ یہود نا مسعود اکثر حضور انور کا نام نہیں

عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَ فِي أَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَنَا فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا فَقَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا أَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ

بولیں تو آپ پہچان لیں گے جیسے ہمارے باپ کے متعلق پہچان لیا تو اس سے فرمایا کہ اگر ہم کہیں وہ بہت کچھ دن ہم اس میں رہیں گے پھر اس میں ہمارے نائب یہ لوگ ہوں گے تو اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دور ہو جاؤ اللہ کی قسم ہم اس میں تمہارے نائب کبھی نہیں ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ اب مجھ سے سچ بولو گے اس چیز کے متعلق جو میں تم سے پوچھوں وہ بولے ہاں اے ابوالقاسم فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے وہ بولے ہاں۔ فرمایا تم کو اس پر کس چیز نے جرأت دی وہ بولے ہم نے چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں اور اگر سچے ہیں تو آپ کو نقصان نہ دے گا۔

یعنی کتب شریفہ سے پہچانتے تھے کیونکہ حضور کا نام شریف توریت میں مذکور تھا اور آپ کی نبوت کی دلیل بھی اس لئے ان کا ایمان نہ لانا سلام ہوا کہ وہ یہود حضور کے علم غیب کے قائل ہو چکے تھے تب ہی تو بولے کہ ہمارا جھوٹ آپ پر چھپ نہ سکے گا جو حضور کے علم کا انکار کرے وہ ان یہود سے بدتر ہے۔ حضور کو سب کی نسل و اصل کی خبر ہے کسی کا بیٹا ہونا ایسی خبیث ہے جیسے بجز پروردگار کوئی نہیں جانتا۔ حضور کو رب نے یہ بھی بتا دیا ہے ۱۲ ان یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ جتنے روز ہمارے باپ دادوں نے بچھڑا پرستی کی ہے اتنے روز ہم دوزخ میں رہیں گے۔ پھر نکال کر جنت میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ رب فرماتا ہے لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ مسلمان وہاں ہمیشہ رہیں گے یہ وہ ہی بکواس ہے ۱۳ منہ اس خبر میں بھی جھوٹے ہوئے اور تمہارے علم دعوے کے خلاف بھی چنانچہ تمہارے عقیدے کے اگرچہ برخلاف ہوا ۱۴ اگرچہ ہر طرح کا مال حضور ایک یہودی عورت کا تھا مگر چونکہ یہ کام ان سب کے مشورہ سے ہوا تھا لہذا سب کا فعل تھا اس لئے ان سے حضور نے سوال فرمایا اور انہوں نے یہ مذکور جواب دیا اگر وہ لوگ حضور کا علم غیب ابھی ابھی آزما چکے نہ ہوتے تو ہرگز اپنا جرم قبول نہ کرتے وہ سمجھ گئے کہ ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

علم و خبیر حاکم کے سامنے اقراری کرنا پڑتا ہے ۱۵ اس کی شرح ابھی دوسری فصل میں گزر گئی کہ ان یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ دیکھنا چاہا کہ اگر حضور کو زہر معلوم ہو تو آپ سچے نبی ہیں انہیں یہ معجزہ دکھا دیا گیا۔ چنانچہ زینب جو زہر ملانے والی تھی غالباً وہ اور دوسرے چند یہودی ایمان لے آئے جیسا کہ پہلے کہا گیا۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ أَخْطَبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَأَلْتُ عُمَرَ فِيْمَا مَنْ أَذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ فَقَالُوْا

(بخاری) روایت ہے حضرت عمرو بن اخطب انصاری سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے ہم کو خطبہ دیا حتی کہ ظہر کا وقت آگیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے پڑھے تو ہم کو خطبہ دیا حتی کہ عصر کا وقت آگیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے حتی کہ سورج ڈوب گیا تو ہم کو تمام ان چیزوں کی خبریں دیں جو قیامت کے دن تک ہونے والا ہے تو فرمایا کہ ہم میں زیادہ جاننے والا وہ تھا جو ہم میں زیادہ حافظہ والا (مسلم) روایت ہے حضرت معن بن عبدالرحمن سے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ فرمایا میں نے مسروق سے پوچھا کہ کس بات سے تم نے قرآن سنا ہے تو فرمایا صحابہ کو کس نے یہ خبر دی کہ جنات نے قرآن سنا ہے انہوں نے کہا

سلہ آپ ابوزید اعرج کے نام سے مشہور ہیں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیرہ غزوات کیے ہیں۔ حضور نے آپ کے سر پر ہاتھ شریف پھیرا اور دعا خیر کی آپ کی عمر شریف سو سال ہوئی مگر سر شریف میں صرف چند بال سفید ہوئے تھے (اشعۃ المعات) سلہ یعنی حضور نے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد سارا دن وعظ و خطبہ ارشاد فرمایا یہ خطبہ احکام کا تھا یا کہ غیبی خبریں دینے کا تھا سلہ یعنی تا قیامت نظر و فکر والے جو پیدا ہوں گے سب کچھ تفصیل اور بتا دیا۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کل حضور کا یہ معجزہ ہے کہ سارے واقعات صرف ایک دن میں بتا دیے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام گھوڑے کستے کستے پوری زبور شریف پڑھ لیتے تھے اس معجزہ کا نام ہے طی الوقت یہ بھی طی الارض کی طرح ایک معجزہ ہے کبھی کرامت کے طور پر ولی کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہوتا ہے سلہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو یہ سارے واقعات یاد نہ رہے کسی کو زیادہ یاد رہے کسی کو کم۔ لہٰذا ان میں سے کسی کا علم حضور انور کے علم کے برابر نہیں ہو گیا۔ خیال رہے کہ تعلیم یعنی سکھانا اور چیز ہے اور خبر دینا یعنی اعلام بالبناء کچھ اور چیز اللہ تعالیٰ نے حضور کو ہر چیز سکھا دی وعلمک مالم تکن تعلم اور حضور نے یہ تمام باتیں لوگوں کو سنا دیں بتا دیں سکھائیں نہیں وعلمناہ من لدنا علما۔ فافہم اعلام و تعلیم میں یہ فرق ہے سلہ یعنی جنات ایک ناری مخلوق ہے جو نظر نہیں آتی یہ لوگ حضور انور کا قرآن مجید سننے آئے حضور نے ان کی آمد کی خبر صحابہ کو دی تو تابعی پوچھ رہے ہیں کہ حضور انور کو خبر ان جنات کی آمد کی کس نے دی۔

حَدَّثَنِي أَبُو وَائِلٍ يَعْنِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ أَنَّهُ قَالَ أَذِنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَتَرَائَيْنَا الْهِلَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيدَ الْبَصَرِ فَرَأَيْتُهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَآهُ غَيْرِي فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِعُمَرَ أَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُولُ عُمَرُ سَأَرَاهُ وَأَنَا مُسْتَلْقٍ عَلَى فِرَاشِي ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا عَنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْشَاءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْشَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ فَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَؤُوا

کہتے ہیں کہا مجھ سے ابو وائل یعنی عبداللہ ابن مسعود نے بتایا کہ ان کی خبر ایک درخت نے دی (مسلم بخاری) اور یہ حدیث ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مدینہ کے درمیان جناب عمر کے ساتھ تھے تو ہم چاند ایک دوسرے کو دکھانے لگے میں تیز نظر تھا میں نے دیکھ لیا میرے سوا کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے چاند دیکھا ہے میں جناب عمر سے کہنے لگا کہ کیا آپ دیکھتے نہیں آپ اسے دیکھ سکتے کہتے ہیں مگر میں اسے عنقریب اپنے بستر پر لیٹے ہوئے دیکھوں گا تو پھر ہم مکہ مدینہ والوں کے متعلق خبریں دینے لگے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایک دن پہلے کفار کے قتل گاہ دکھاتے تھے فرماتے تھے کہ انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی اور انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی ۱۲ جناب عمر فرماتے ہیں کہ اس کی جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ

۱۲ یعنی ان جنات کی خبر ایک قریب والے درخت نے دی کہ یا رسول اللہ جنات حاضر ہیں حضور پر ایمان لانا چاہتے ہیں تب حضور تشریف لے گئے انہیں قرآن مجید سنایا اور مسلمان کیا جنات کا یہ واقعہ دوسرا ہے اور قرآن مجید میں جو واقعہ مذکور ہے وہ واقعہ دوسرا۔ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن ۱۲ یعنی اس سفر میں حضرت فاروق اعظم کے ساتھ بہت لوگ تھے مگر آج چاند کسی کو نظر نہیں آیا سوار پیدل کیونکہ چاند بہت باریک تھا ۱۲ یعنی ابھی میں دیکھنے کی کوشش کیوں کروں عنقریب چاند اتنا بڑا ہو جاوے گا کہ مجھے بستر پر لیٹے ہوئے بے تکلف نظر آوے گا عام شارحین نے یہی معنی کیے یا میں اس ماہ کے آخر میں ترقی کیا جاؤں گا جس سے میری شہادت واقع ہوگی میں زخم خوردہ ہو کر بستر علالت پر گر کے دیکھوں گا۔ چنانچہ اس ماہ ذی الحجہ کے آخر میں آپ کو زخمی کیا گیا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوگی۔ اس صورت میں یہ غیبی خبر ہے واللہ ورسولہ اعلم واقعہ اس صورت کا ہے جب آپ آخری حج کو گئے واپسی اگر شہید کر دیئے گئے ۱۲ اس فرمان عالی میں تین غیبی خبریں ہیں وقت موت کی خبر کہ فلاں شخص کل مرے گا جگہ موت کی خبر کہ فلاں جگہ مرے گا جس سے نوعیت موت کی خبر کہ کھڑے مرے گا نہیں بلکہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا غرضکہ علوم خمسہ میں

الْحَدُّ الَّذِيْ حَدَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَلَفُوْا فِيْ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ حَقًّا فَإِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِيَ اللّٰهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا أَرْوَاحَ فِيْهَا فَقَالَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ

کہ وہ لوگ ان حدود سے جن پر صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھیں بالکل نہ ہٹے تھے پھر وہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتیٰ کہ ان تک پہنچ گئے تو فرمایا اے فلاں ابن فلاں اے ابن فلاں کیا تم نے وہ سب باتیں درست پائیں جن کا تم سے اللہ و رسول نے وعدہ کیا تھا کیونکہ میں نے تو سب درست پایا جو مجھ سے اللہ نے وعدہ کیا تھا جناب عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان جسموں سے کیسے کلام کرتے ہیں جن میں جان نہیں تو فرمایا بات تم اس سے زیادہ نہیں سنتے

سے ان چیزوں کی خبر حضور نے دے دی یا کہیں لکھ کر بتادیا کہ فلاں کافر اس حد کے اندر مارا جائے گا۔

لہ یعنی اس دائرہ اس حد کے اندر ہر شخص قتل ہوا۔ جہاں حضور انور نے دائرہ کھینچ کر جگہ مقرر فرمائی تھی۔ شعر

خدا مطلع ساطعہ برلہ نیب ۔۔۔ ہے کل شئی خبیر آمدی

لہ کفار کی لاشوں سے یہی برتاؤ ہوتا ہے نماز۔ دفن کفن مومن کی میت کے لیے ہے فقیر نے وہ جگہ دیکھنے کی بہت کوشش کی جہاں یہ لاشیں پڑی تھیں مگر اہل بدر نے کہا کہ کفار کی جگہ کا کیا دیکھنا تم حضور کے آگے دیکھو۔

لہ معلوم ہوا کہ کفار کی قبروں اور ان کی لاشوں پر کسی مصلحت سے جانا بالکل جائز ہے زیارت قبر کے لیے جانا جائز نہیں رب فرماتا ہے ولا تقم علی قبرہ انہم کفروا باللہ ورسولہ یہ حدیث اس آیت کریمہ کے خلاف نہیں کہ یہاں حضور کا کفار کی لاشوں پر جانا اس مقصد کے لیے ہے جو آگے آرہا ہے۔

لہ حضور کے اس عمل شریف سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر میت مومن ہو یا کافر دفن ہونے کے بعد مرنے والے کے زندوں کا کلام سنتی ہے حتیٰ کہ دفن کرنے والوں کے قدموں کی آہٹ سنتی ہے جیسا کہ باب الدفن میں گزرا دوسرے یہ کہ موت انسان کی ہر طاقت چھین لیتی ہے دیکھو ہزارہا من مٹی میں دفن ہونے کے باوجود بھی مردہ آواز جوتوں کی آہٹ سن لیتا ہے اگر زندہ کو اتنی مٹی میں دبا دیا جاوے تو وہ توپ کی آواز بھی نہیں سن سکتا تیسرے یہ کہ بعد وفات یا کبر کر پکارنا جائز ہے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کہنا شرک ہے حالانکہ نماز میں کہا جاتا ہے۔ السلام علیک ایہا النبی۔

مِنْهُمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَرُدُّوا عَلَى شَيْءٍ رَدَّاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أُنَيْسَةَ بِنْتِ خُبَيْبِ بْنِ أَرْقَمَ عَنْ أَبِيهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى نَفَرٍ يَعُودُهُمْ مِنْ مَرَضٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ كَانَ بِهِ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَرَضِكَ بَأْسٌ وَلَكِنْ كَيْفَ لَكَ إِذَا عَرَضَتْ بَصَرِي فَعَمِيَتْ قَالَ احْتَسِبْ وَاصْبِرْ قَالَ أَيُّونَ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثَلَاثًا فَعَمِيَ بَعْدَ سَاعَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللهُ عَلَيْهِ

بجز اس کے کہ وہ بھی کچھ جواب نہیں دے سکتے ۱۲ (مسلم) روایت ہے حضرت عنیسہ بنت خبیب ابن ارقم سے انہوں نے اپنے والد سے راوی کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب زید کے پاس ایک مرض میں عیادت پرسی کے لیے تشریف لائے فرمایا اس بیماری سے تم پر کوئی صدمہ نہیں ہے مگر تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم کو میرے بعد دردِ فرقت ہوگی تو تم ثواب پاؤ گے تو عرض کیا کہ میں صبر کروں گا اور ثواب پاؤں گا فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نابینا ہو گئے پھر اللہ نے ان کی نظر

۱۲ یعنی جو کہ اللہ کے برابر سننے والے ہیں ہمارے کلام سے کم نہیں سکتے ہاں فرق یہ ہے کہ ہم کو جواب سنا سکتے ہیں جو جواب دیتے ہیں مگر مُردوں کو سنا نہیں سکتے کیونکہ جواب دینا ایسے مردوں سے پڑتا ہے جن میں کان نہیں جن سکتے اللہ والے مردوں کی کلام سن لیتے ہیں بنا بر حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں مُردوں کا مُردوں کی آواز نہ سننا مذکور ہے۔ نیز اللہ نے کہ جن آیات میں مُردوں کے نہ سننے کی نفی ہے مطلق مُردوں سے مراد ان کے مُردے ہیں کفار جیسے انک لا تسمع الموتی اور غرض یہ کہ اس آیت کے آخر میں ہے ان تسمع الا من یؤمن بایاتنا یعنی یہاں مُردے کا مقابلہ مومنوں سے کیا گیا ہے لہٰذا یہ حدیث ان آیات۔ کے خلاف نہیں ہو سکتی! کے ثبوت کے لیے بہت سی آیات ہیں دیکھو ہماری کتاب فہرست القرآن ۱۲ اسی سند کے ذریعہ سے آپ حضرت زید ابن ارقم کا ماجرا بیان کرتے ہیں خود کا نام نہیں لیتے زید ابن ارقم صحابی ہیں۔ اس لئے آپ کی کنیت ابو عمرو ہے آپ بنو حارث خزرج انصاری خزرجی ہیں آخر میں کوفہ میں رہے وہاں ۶۸ سال کی عمر پا کر ۶۸ھ میں فوت ہوئے رضی اللہ عنہ ۱۲ یعنی تم اس مرض سے وفات نہیں پاؤ گے ابھی تمہاری عمر باقی ہے یہ صرف علام غیب کو لوگوں کی زندگی اور موت سے خبر ہوتی ہے۔ ۱۲ یعنی تم میرے بعد بہت دن زندہ رہو گے ۱۲ یعنی تم آخر میں نابینا ہو جاؤ گے ۱۲ صبر سے علاج ترک کرنا نہیں بلکہ رب کی شکایت ترک کرنا مگر بہت ظاہر ترک کرنا ہے لہٰذا حدیث صبر کے خلاف نہیں جو صبر کی تعریف ان ہے طب، جو اسلب یہ ہے کہ بندہ رب کا کرے بلکہ یہ کرے کہ رب تعالیٰ کے ان تکالیف پر جنت عطا فرمائے ۱۲ یعنی تم نے بغیر حساب جنت پائی جو کہ مقام ان لوگوں کا ہوگا جو قیامت کے حساب کتاب سے مستثنیٰ ہیں بے حساب جنتی ہیں

بصرہ تحرمات وعن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تقول علی ما لم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار وذلک انہ بعث رجلا فکذب علیہ فدعا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد میتا وقد انشق بطنہ ولم تقبلہ الارض رواہا البیہقی فی دلائل النبوۃ ۔ وعن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءہ رجل یستطعمہ فاطعمہ شطر وسق شعیر فما زال الرجل یاکل منہا وامرأتہ وضیفہا حتی کالہ

ترجمہ پھر راوی ہے سند روایت سے ہے حضرت اسامہ بن زید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کچھ بڑھا بات تھوپے جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے یہ اس طرح ہوا کہ آپ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ باندھا پھر یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا کی تو وہ مردہ پایا گیا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا تھا اسے زمین نے قبول نہ کیا یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں۔ روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کھانا مانگنے آیا حضور نے اسے جو کا آدھا وسق عطا فرمایا تو وہ شخص اس کی بیوی اس کے مہمان اس سے کھاتے رہے حتی کہ اس نے ناپ لیا

سلہ خیال ہے کہ حضور انور کو اس شفا کی بھی خبر تھی مگر آپ نے انہیں بتایا نہیں تاکہ ان کا امتحان اور صبر اعلیٰ درجہ کے ہوں درجات ظاہر ہے کہ دوبارہ انہیں روشنی عطا فرمانا اور دعا سے بڑھنا بھی خلاف نہیں ہوتا۔ سلہ حضور پر جھوٹ باندھنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جان بوجھ کر حدیث گھڑے اور اسے حضور کی طرف نسبت کر دے کہ حضور نے فرمایا دوسرے یہ کہ کوئی موضوع حدیث بیان کرے اور اس کا موضوع ہونا نہ بتا دے۔ خیال رہے کہ روایت بالمعنی جائز ہے۔ یہ رفع حدیث نہیں بلکہ حدیث کا مضمون اپنے الفاظ میں بیان کرنا ہے ہم کہتے ہیں کہ رب نے فرمایا فاقیموا الصلوٰۃ کو علماء کہتے ہیں کہ اس کا ترجمہ ہے نماز قائم کرو۔ ہمارا یہ ترجمہ قرآن کا ترجمہ ہے اس کی مثال وہ حدیث ابن عمر کی روایت ہے امین کے متعلق رفع بہا صوتہ ترجمہ ہے۔ فعا ہما صوتہ۔ کا راوی نے اس کا ترجمہ رفع کیا اور اسے حضور انور کی طرف منسوب کیا۔ یہ حدیث گھڑنا نہیں یہ ترجمہ خیال ہے اپنا گھر آگ میں بنانے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے کو دوزخی بنا لے۔ جھوٹ بولنا گناہ ہے اور حضور کی طرف نسبت کرنا بدترین گناہ ہے سلہ اس شخص نے لوگوں کو جھوٹی حدیث گھڑ کر سنائی حضور کو خبر نبوت سے بتا دیا اس کے لیے بددعا فرمائی ایسا ہی ہوا کہ اسے بعد موت دوزخ کی کوٹھڑی میں لے جا کر بھینک دیا جاتا ہے اور وہ کافر دوزخ میں جو مرتد ہو گیا تھا اس کے پاس پہنچا ہوں گے میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ قرآنی آیات گھڑ کر سنائیں اس کا انجام بھی برا ہوا۔ سلہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع ساڑھے تین سیر کا تو کل

فَفَنِيَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَمْ تَكُلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوصِي الْحَافِرَ يَقُولُ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ أَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِي امْرَأَتِهِ فَأَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهُ فَجِيءَ بِالطَّعَامِ

تو ختم ہو گیا اللہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا فرمایا اگر وہ اسے نہ چھوتی تم سب اس سے کھاتے رہتے تو وہ تمہارے پاس رہتا۔ (مسلم) روایت ہے حضرت عاصم ابن کلیب سے وہ اپنے والد سے وہ ایک انصاری سے۔ انصاری نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبر پر تشریف فرما تھے کھودنے والے کو سمجھاتے تھے فرماتے تھے کہ اس کے پاؤں کی طرف فراخ کر، سر کی طرف فراخ کر پھر جب پلٹے تو آپ کے سامنے کسی عورت کی طرف سے بلانے والا آیا آپ نے منظور فرمایا ہم آپ کے ساتھ تھے کھانا لایا گیا۔ حضور نے

دیتی تھیں اصابع ہزار انگلیاں تھیں سیر چند سیر ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بہت تک کھاتے رہے یہ تو حضور کا معجزہ کہ تھوڑے سے کھانے میں بہت برکت ہوا ۱۳ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ایسی برکت والی چیزوں کا نائب اول توکل کے خلاف ہے اس لیے اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے ۱۴ خیال ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ اس لیے کوئی ناسق نہیں اس لیے صحابی کا نام معلوم نہ ہونا حدیث کو مجہول نہیں کرتا ہاں صحابہ کے سوا کسی اور راوی کا نام مذکور نہ ہو تو حدیث مجہول ہو جاتی ہے کہ خبر نہیں راوی کون ہے کیسا ہے فاسق ہے یا عادل ۱۵ یعنی عرض کیا یا رسول اللہ یہ بیت کی بکری معلوم ہوتی ہے کھانے کی دعوت نہیں تھی جیسا کہ الفاظ حدیث سے معلوم ہوتا ہے یہ بات خیال میں رکھی جائے ۱۶ یہاں کھانا دعوت کے طور پر نہیں پکایا گیا تھا نہ حضور کو دعوت طعام کے لیے بلایا گیا تھا۔ اس کے گھر حضور تشریف لے گئے تھے کھانے کا وقت تھا۔ اس نے کھانا بھی پیش کر دیا۔ تنبیہ اندھا لکھنے والوں کو بہت راویوں سے دعوت دینا مستحب ہے اس مسئلہ کی بہت صورتیں ہیں۔ واللہ اعلم نابالغ بالغ۔ ۲ بعض وارث غائب ہوں۔ ۳ تمام دعوت سے پرہیز کرے کہ بیت کی روٹی دے دے ۴ اہل بیت صدقہ کے ساتھ ترجیحا سے روٹی دیں۔ پہلی صورتوں میں دعوت دینا کھانا لانا دونوں حرام ہیں کہ ان میں تیسرا مال کھانا ہے اور نائب کا مال اس کی اجازت کے بغیر کھانا ہے۔ آخری دو صورتوں میں کھانا مکروہ ہے۔ اگر یہ چار صورتیں نہ ہوں۔ مثلاً بیوقوف کے لیے کسی خاص وارث نے یا سارے بالغ وارثوں نے کھانا پکوایا یا اتفاقاً کسی کو کھلوایا تو بلا کراہت جائز ہے۔ بیہقی و حرز ثمین میں ہے اس میں بہت راویوں صوفیوں نے تصریح فرمائی ہے لہٰذا تعقبات اس مسئلہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔ ۵ مسئلہ میت کا کفن دفن اس کے مال سے کیا جاوے نہ کہ اس کی زندگی تک جن پر خیال رکھا جاوے کہ اگر بعض وارث

فَوَضَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَأَكَلُوا فَنَظَرْنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوكُ لُقْمَةً فِي فِيهِ ثُمَّ قَالَ أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا فَأَرْسَلَتِ الْمَرْأَةُ تَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَرْسَلْتُ إِلَى النَّقِيعِ وَهُوَ مَوْضِعٌ يُبَاعُ فِيهِ الْغَنَمُ لِيُشْتَرَى لِي شَاةٌ فَلَمْ تُوجَدْ فَأَرْسَلْتُ إِلَى جَارٍ لِي قَدِ اشْتَرَى شَاةً أَنْ يُرْسِلَ بِهَا

اپنا لقمہ پھر قوم نے کھانا شروع کیا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے منہ میں لقمہ پھیر رہے ہیں پھر فرمایا کہ میرا کیا کہ گوشت محسوس کرتا ہوں جو اس کے مالک کی بغیر اجازت لایا گیا ہے تو اس عورت نے کہلا کر بھیجا کہ یا رسول اللہ میں نے بقیع کی طرف بھیجا تھا یہ وہ جگہ تھی جہاں بکریاں فروخت کی جاتی تھیں تاکہ میرے لیے بکری خرید لے تو بکری نہ ملی میں نے اپنے پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا جس نے بکری خریدی تھی پر کہ مجھے وہ بکری بھیج دے

تیسرا نمبر غائب ہیں تو اولاً سترہ کا مال تقسیم کیا جاوے پھر باقیوں کو جب آئیں اپنے حصہ میں سے زیادہ تر کریں اور یہ کھانا صرف فقراء مساکین کو کھلایا جائے غرباء کو میت والوں کے ہاں کھانے کی بہت صورتیں ہیں بعض حرام ہیں بعض مکروہ بعض جائز ہیں یہاں مکمل تفصیل کی گنجائش نہیں۔

۱؎ قوم سے مراد صاحب طعام کے مہمان ہیں۔ جن کے لیے کھانا تیار کیا گیا تھا۔ اور وہ صحابہ کرام جو حضور انور کے ساتھ تھے جو اتفاقاً وہاں پہنچ گئے تھے۔ یا کھانے میں شریک ہو گئے تھے۔

۲؎ یعنی لقمہ منہ میں لے لیا چبانا شروع کیا مگر نگلا نہیں۔ ہم نے محسوس کر لیا تو کسی نے حضور سے پوچھا یا حضور انور نے خود ہی دریافت فرمایا جو آگے آ رہا ہے۔

۳؎ یعنی یہ گوشت تو عوام جانور کا ہے زمرد کا ٹکڑا نہیں ہے جس میں اعتراض نہیں پڑتی۔ اس فرمان عالی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور کو بغیر بتائے چیز کی خبر دی گئی وہاں وحی ابھی نہیں آئی تھی بلکہ زبان شریف نے گوشت کی لذت کے ساتھ اس کی کیفیت بھی محسوس کر لی دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے علم اور حکم کو ہمیشہ حلال بلکہ کبھی بلکہ کبھی حرام چیزوں سے محفوظ رکھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ بعض شریف حضور کے لیے بھی جن کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کا گوشت نہیں کھایا۔ حیوان ہے کہ کفار کی شرکت کی نیاز ہو جس کے لیے حلال ہیں۔ لہٰذا حضور انور کا ابو طالب کے ہاں اور موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ہاں دعوت پانا اس سے بھی حضور انور کا کفار کے ہدیہ قبول فرمانا بالکل درست ہوا اب بھی ایسے مشترکہ مال والے کی دعوت کھانا جائز ہے۔

۴؎ بقیع غرقد سے مدینہ پاک کے قریب دار الحقیق کی طرف ایک بازار تھا جہاں اور چیزوں کے ساتھ جانور بھی فروخت ہوتے تھے بعض لوگوں نے بقیع بدر سے پڑھا غلط ہے۔ بقیع تو مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے وہاں بازار کہاں یہ تفسیر کی مار دھاڑ کی ہے۔

اِلَیَّ بِشَیْءٍ فَلَمْ یُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰی اِمْرَاَتِہٖ فَاَرْسَلَتْ اِلَیَّ بِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ الْاَسْرٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ وَعَنْ حَرَامِ بْنِ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ حُبَیْشِ بْنِ خَالِدٍ وَھُوَ اَخُوْ اُمِّ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اُخْرِجَ مِنْ مَکَّۃَ خَرَجَ مُھَاجِرًا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ ھُوَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَمَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ عَامِرُ بْنُ فُھَیْرَۃَ وَدَلِیْلُھُمَا عَبْدُ اللّٰہِ اللَّیْثِیُّ مَرُّوْا عَلٰی خَیْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدٍ فَسَاَلُوْھَا لَحْمًا

وہ ملا نہیں سکے تو میں نے ان کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے میرے پاس بھیجدی تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو ۱۲ (ابوداؤد۔ بیہقی۔ دلائل النبوۃ) روایت ہے حضرت حرام ابن ہشام سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے حبیش ابن خالد سے راوی وہ ام معبد کے بھائی ہیں ۱۲ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ معظمہ سے باہر کیے گئے آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے روانہ ہوئے آپ اور ابوبکر صدیق اور ابوبکر کے غلام عامر ابن فہیرہ اور ان کے رہبر عبداللہ لیثی ام معبد کے خیمے پر گذرے ۱۲ انہوں نے آپ سے گوشت

سلہ یعنی بڑا بوجھ اپنے لیے ایک بکری خرید کر لایا تھا۔ میں نے یہ کہلا کر بھیجا تھا کہ وہ بکری ہمارے ہاتھ فروخت کر دے کہ مجھے اس کی فوری ضرورت ہے ۱۲

سلہ اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں اپنے شوہر کے مال میں بغیر اجازت نہ تو فروخت کر سکتی ہے نہ ہبہ اگر کرے گی تو درست نہ ہوگا ہاں وہ معمولی چیز جس کے ہبہ کرنے کی عادت خاوند کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہبہ خیرات کر سکتی ہے۔ جیسے سوئی کا ٹکڑا چھٹا بچا کپڑا۔

سلہ واقعہ یہ تھا کہ مالکہ بکری کو اب تک گھر نہ لایا تھا کہ اس سے عادت لعاذ دودھ گوشت بکڑ جانے کا اندیشہ تھا۔ عقیدتی کفار تھے جن پر شرعی احکام جاری نہ تھے حکم دیا کہ بہ منشیہ کھانا ان قیدیوں کو کھلا دو اور بکری کی اداری قیمت مالک بکری کو ادا کر دی جائے کہ ملک غصب ہے غصب کے یہی احکام ہیں معلوم ہوا کہ کھانا نہ تو ضائع کیا جاوے اور نہ بگڑنے دیا جاوے۔

سلہ اس سے کفار کی ملکیت ثابت ہوئی جو ہمیں ان کی بعض چیزوں کو کھانا پانی سفت دینی تھیں مدینہ منورہ کے ملک میں جتنی چیزیں وہ اس دن یا بعد میں مدینہ منورہ آکر ایمان لائیں مرتاد)

سلہ کہ سفر سے دو حضرات چلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق۔ مالک ابن فہیرہ اور عبداللہ لیثی جو ہمیں ملے عبداللہ اس وقت کافر تھے معلوم ہوا کہ کفار سے بھی کام میں مدد لینا درست ہے کہ حضور نے اجیر سفر یں عبداللہ لیثی سے رہبری کا کام لیا۔

وَتَمَرًا لِيَشْتَرُوا مِنْهَا فَلَمْ يُصِيبُوا عِنْدَهَا شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِينَ مُسْنِتِينَ فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَاةٍ فِي كَبِدِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ قَالَتْ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ قَالَتْ هِيَ أَجْهَدُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ أَتَأْذَنِينَ لِي أَنْ أَحْلُبَهَا قَالَتْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنْ رَأَيْتَ بِهَا حَلَبًا فَاحْلُبْهَا فَدَعَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ بِيَدِهِ ضَرْعَهَا وَسَمَّى اللّٰهَ تَعَالَى وَدَعَا لَهَا فِي شَاتِهَا فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ

چھوہارے مانگے تاکہ ان سے خریدیں انہوں نے ہیچ کوئی چیز ام معبد کے پاس نہ پائی یہ حضرات بے توشہ تھے ۱؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری دیکھی جو خیمے کے کنارہ میں تھی فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے انہوں نے عرض کیا کہ یہ لاغر بکری ہے جسے دبلے پن نے بکریوں سے پیچھے کر دیا ہے ۲؎ فرمایا گیا اس میں دودھ ہے وہ بولیں کہ وہ اس سے بہت دور ہے ۳؎ فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ اسے دوہ لوں بولیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں اگر آپ اس میں دودھ دیکھیں تو دوہ لیں ۴؎ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اس کے تھن پر اپنا ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور ان کے لیے ان کی بکری میں دعا کی تو اس نے ٹانگیں چیر دیں ۵؎

۱؎ یعنی ان حضرات کو اس وقت کھانے کی سخت ضرورت تھی اور ساتھ میں کھانا نہیں تھا۔ ام معبد کے پاس کھانا تو پیدا ہو سکا کہ ان کے پاس تھا ہی نہیں ۲؎ یعنی یہ بکری کمزور دبلی ہے کہ دبلے پن اور کمزوری کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے کے لیے باہر نہیں جا سکتی اس لیے خیمہ میں بندھی ہے۔ ۳؎ یعنی یہ بکری دودھ تو بکری سے پاس نہیں گئی دوسرے یہ کمزور ہمت ہے تیسرے یہ بیمار ہے اس میں دودھ کہاں سے آیا۔ بیماری بکری میں کمزوری تو دودھ نہیں دیتی چہ جائیکہ یہ بکری دودھ بھی ہے۔ ۴؎ اگرچہ حضور علیہ السلام نے یہ دودھ اللہ کی قدرت سے نکالا مگر جو کام ام معبد کی بکری کے تھن سے نکلا اس لئے ان سے ان لفظوں کے استعمال کی اجازت لی اب ان سے جو دودھ نکالا وہ حضور کا ملک تھا یا ام معبد کا اس میں گفتگو ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی ملک تھا کیونکہ حضور نے اس دودھ کے پینے کی ام معبد سے اجازت نہ لی نہیں قیمت دی۔ بیان یہ ہے کہ بعض غزوات میں حضور نے مدینہ کے لشکر سے ہاں تمام لشکر کو بلا دیا اور پانی اتنا ہی رہا وہاں لشکر سے مالک کی اجازت نہ لی وہاں اپنی ملکیت مطلقہ کام فرما رہی تھا اور یہاں مشترکہ کام فرما رہا تھا جیسے ایک دعوت میں ایک آدمی بھیجا گیا حضور نے صاحب خانہ سے اجازت لی اور حضرت جابر کے ہاں سارے لشکر کو خود دعوت دی لے گئے۔ ۵؎ بلکہ وہ بہتے وقت دودھ نے لئے کے لئے ٹانگیں چیر دی ہیں اور اگر دودھ نہ نکلتا تو نہیں چیرتی یہاں اس کا ذکر ہے۔

وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ فَدَعَا بِإِنَاءٍ وَبَرِيضُ الرَّهْطِ فَحَلَبَ فِيهِ ثَجًّا حَتَّى عَلَاهُ الْبُهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتَّى رَوِيَتْ وَسَقَى أَصْحَابَهُ حَتَّى رَوُوا ثُمَّ شَرِبَ آخِرَهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْوٍ حَتَّى مَلَأَ الْإِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهُ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوا عَنْهَا رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْاِسْتِيعَابِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ

اور وہ بہت اتارلائی چنانچہ کرنے لگی تو حضور نے ایک برتن منگایا جو ایک جماعت کو سیر کرے اس میں دودھ اچھلتا ہوا حتی کہ جھاگ اوپر آگئے پھر حضور نے ام معبد کو پلایا حتی کہ وہ بھی سیر ہو گئے پھر ان کے اصحاب کو دودھ پلایا پھر اس میں دوبارہ دودھ دوہا حتی کہ برتن بھر دیا پھر ام معبد کے پاس چھوڑ دیا اور ان سے بیعت کی اور وہاں سے ان سب نے کوچ کر دیا ۔ شرح السنہ ابن عبدالبر الاستیعاب ابن جوزی

ف۱ دودھ سے پھولنے کی تعبیر میں جھاگ تو اوپر آگئے اور دودھ اندر بھر گیا ف۲ ترتیب یہ رہی کہ پہلے ام معبد کو پلایا پھر اپنے ساتھیوں کو پھر آخر میں خود پیا، اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور افسر اس قافلہ کے مالک تھے اور یہ سب حضور کے مہمان تھے ف۳ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے بکری کو دوبارہ دوہا پہلی بار کا اور دوسری بار کا دودھ الگ الگ رکھا ہوگا اور ام معبد اسی وقت مسلمان ہو گئیں پھر جب ام معبد کے خاوند آئے تو انہوں نے گھر میں عجیب خوشبو محسوس کی اور دودھ سے گھر بھرا ہوا پایا تعجب سے پوچھا ام معبد کے بھائی کو کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے ؎

خیمتی ثم جلس انک ایما کالیان زلفان والا — ومحلها من اکرم بیت بها حلا وانجالا (مرقاۃ)

عائشہ الصدیقہ نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے بعض پہاڑوں پر یہ شعر لکھے گئے

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ — رفیقین حلا خیمتی ام معبد

ھما نزلا بالبر ثم ترحلا — فافلح من امسی رفیق محمد

اللہ ان دونوں ساتھیوں کو جزاء خیر دے جو ام معبد کے خیمہ میں اترے کچھ دیر رہے پھر کوچ کر گئے کامیاب ہے وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی بنا

تتمہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں تم کے بعض معجزات جو آپ کے ساتھ لازم تھے۔ جیسے جسم شریف کا بے سایا ہونا جسم اقدس سے بے مثل خوشبو وغیرہ بعض وہ جو آپ کے اختیار میں تھے جیسے چاند کا دو ٹکڑے ہو کر واپس فرمانا۔ بعض بے اختیاری جیسے آیات قرآنیہ کا نزول پھر بعض معجزات ایسے تھے جو صحابہ نے دیکھے جو آپ نے مشکوٰۃ شریف میں درج ہیں۔ بعض معجزات ایسے ہیں جو قیامت تک دیکھے جائیں گے جیسے آیات قرآنیہ کہ ہر آیت حضور کا معجزہ ہے۔ حضور کا ذکر کثیر کہ ہر ذکر آپ کا معجزہ ہے آپ کی محمدیت کو بغیر دیکھے دل و جان آپ کی عاشق ہے آپ کے نام پر سر کٹا دینی ہے۔ آپ کے ادعیہ و اذکار کی قبولیت کہ ہر قبولیت حضور کا معجزہ ہے تا قیامت آپ کے دین کا بقاء و اعلاء ظہور کا

فِي كِتَابِ الْوَفَاءِ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ : بَابُ الْكَرَامَاتِ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ

کتاب الوفاء اور اس حدیث میں ایک بڑا قصہ ہے۔ کرامات کا بیان ملا پہلی فصل روایت ہے حضرت انس سے کہ اسید ابن حضیر اور عباد ابن بشر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے کاموں کے متعلق بات چیت کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔

مجموعی طور پر سب چیزیں حضور کے زندہ جاوید معجزات ہیں۔ وہ معجزات جو روایات میں آگئے وہ تقریباً چھ ہزار ہیں۔ بلکہ آپ بذات خود معجزہ تھے آپ کا نام معجزہ ہے۔

مسئلہ کرامات ہو سکتی ہے کرامت کا سمجھنا نہایت ہی ضروری ہے اصطلاح شریعت میں کرامت وہ عجیب و غریب چیز ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو حق یہ ہے کہ ہر چیز کا معجزہ بن سکتی ہے وہ ولی کی کرامت بن سکتی ہے سوا اس چیز کے جو دلیل نبوت ہو جیسے وحی اور آیات قرآنیہ معتزلہ کرامات کا انکار کرتے ہیں اہل سنت کے نزدیک کرامت حق ہے۔ آصف برخیا پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو یمن سے شام میں لے آیا حضرت مریم کا بغیر شوہر حاملہ ہونا اور بغیر مذاق کیا اصحاب کہف کا سینکڑوں سال تک زندہ رہنا کرامات اولیاء ہیں جو قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ حضور غوث پاک کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں داتا حضور انور کے معجزات ہیں خمار سرکار بغداد کے کرامات بیشمار حضور کی نبوت سب کو عام سرکار بغداد کی ولایت سب کو عام فرماتے ہیں کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ آپ کی ولایت تاقیامت جاری ہے ؎

غوث اعظم درمیان اولیاء ۔۔۔ چوں خلیفہ مصطفیٰ در انبیاء

ولایت اور کرامات دین کی حقانیت اور اس کے منسوخ نہ ہونے کی دلیل ہیں۔ اب جو سائنس جو دین میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ وہ نہ منسوخ ہو سکتی ہے نہ سوا اہل سنت کے کسی فرقے میں اولیاء نہیں۔ دیوبندی اہل حدیث مرزائی چکڑالوی کسی دین میں ولی نہیں کیونکہ یہ فرقے باطل ہیں جس شاخ کا تعلق جڑ سے نہ ہو وہاں جڑ سے فیض آنا بند ہو جاتا ہے اس شاخ میں پھل پھول نہیں لگتے۔ اسلام کی بڑی خوبی ہے کہ اس میں اب بھی اولیاء اللہ اور کرامات پائے جاتے ہیں۔ مگر ان فرقوں کا تعلق جڑ سے نہیں۔ دوسرے دینوں کی جڑیں خشک ہو چکیں لہٰذا ان میں ولایت نہیں سکتے۔ اسید بن حضیر انصاری اوس میں بدر و غیرہ میں شریک ہوئے سنہ ۲۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ بدر و غیرہ میں آپ بھی شریک ہیں۔ کعب ابن اشرف یہودی کے قتل میں آپ بھی شریک تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے وہ ہجری بیالیس سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

فِيْ لَيْلَةٍ شَدِيْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَصِيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْءِهَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِيْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِيْ اَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ واقعہ سخت اندھیری رات میں پیش آیا کہ پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس کے لیے چلے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھڑی یا لاٹھی تھی تو ان میں سے ایک کی لاٹھی چمک گئی تھی حتیٰ کہ وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے حتیٰ کہ جب ان کو راستہ نے علیحدہ کیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی تھی تو ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا حتیٰ کہ اپنے گھر پہنچ گیا ۵ (بخاری) ۵ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جب غزوہ احد ہوا تو رات میں مجھے میرے باپ نے بلایا کہا کہ میں اپنے متعلق خیال کرتا ہوں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں پہلا شہید میں ہوں گا ۵

۵ یہ حضرات اندھیری رات میں حضور اقدس کے پاس سے اپنے گھر جانے والے تھے روشنی کا کوئی سامان نہ تھا جب یہ کرامات ظاہر ہوئیں

۵ یا تو چھڑی لاٹھی چمکی جیسے کسی کی طرف یا اس کا سرا چمکا جیسا بیڑی کی طرح پہلے سے تیار نہ تھا ظاہر میں کرامت ہوئی ہے۔

۵ چونکہ اب دونوں صاحبوں کے راستے الگ الگ ہو گئے ایک کی روشنی دوسرے کے لیے کافی نہ تھی اس لیے دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی چمک گئی۔ اس کا چمکنا بھی قدرتاً ہوا پہلی لاٹھی کو دیکھ کر کسے نہیں ہوا۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

۵ یعنی مگر پہنچنے پر ان کی روشنی ختم ہو گئی چمک سے لاٹھی بن گئی معلوم ہوا کہ کرامت ولی معجزہ کی جنس سے ہو سکتی ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بید یعنی عصا ہوا۔ وہ تھوڑی کا معجزہ اور ان صحابیوں کو عصا یعنی عصا ہوا۔ یہ تھی کرامت۔

۵ بخاری شریف میں یہ حدیث باب علامات النبوۃ کے آخر میں اور مناقب انصار کے ماتحت باب مناقب اسید بن حضیر میں نقل فرمایا۔ مگر اس کے الفاظ یہ نہیں یہ الفاظ مصنف عبدالرزاق اور مستدرک حاکم اور مسند احمد میں نقل ہوئے۔ (مرتب)

۵ یہ ہے صحابی کا علم غیب کہ اپنے موت کی خبر دیتے سوت حسن خاتمہ وغیرہ سب کی خبر پہلے سے

دوسری جلد

فَرَأَيْتُ لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدَفَنْتُهُ مَعَ آخَرَ فِي قَبْرٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ

اور میں اپنے نزدیک تم سے زیادہ پیارا کسی کو نہیں چھوڑتا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے[1] اور مجھ پر قرض ہے تم ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے لیے بھلائی کی وصیت قبول کرنا۔ ہم نے سویرا پایا تو پہلے شہید وہی تھے اور میں نے انہیں دوسرے کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا۔ یہ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر سے [2]

[1] یعنی مجھے سب سے زیادہ پیارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے بعد تم مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو جو دل میں ہے وہی آپ کی زبان پر ہے۔ آپ کا یہ قول اس حدیث کی تفسیر ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اولاد اور باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ رب تعالیٰ حضور کی ایسی محبت نصیب کرے۔

[2] اس نے قرض کا ذکر باب الجزاۃ میں گذر چکا۔ آپ پر بہت کھجوریں قرض تھیں جو حضرات خود نے کھجوروں کے ایک ڈھیر سے ادا کر دیں اور اس ڈھیر کی ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

[3] یعنی تم اکیلے کو میرے پیٹھے ہوئے اور میری آنکھ کی پتلیاں ہیں۔ تم ہی ان کے اکیلے منتظم ہو تم ان سے اچھا برتاؤ کرنا۔ یہ کہنا اس کو ہے کہ حضرت جابر کی اور بہنیں تھیں۔ بھائی کوئی نہ تھا (مختصر مرقات) غالباً آپ کی والدہ نہ تھیں۔ پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں واللہ اعلم۔

[4] چونکہ اس موقعہ پر کفن بہت کم تھا اس لئے سرکار کا حکم تھا کہ ایک ایک قبر میں چند شہید دفن کئے جائیں۔ اسی زبان سے حضرت عبداللہ کو ان کے دوست اور ان کے ہمسائی حضرت عمرو ابن جموح کے ساتھ دفن کیا گیا۔ خیال ہے کہ حضرت عمرو ابن جموح حضرت عبداللہ کے گہرے دوست بھی تھے۔ اور ان کے ہمسائی بھی (مرقات و اشعۃ) پھر بعد میں حضرت عبداللہ کو وہاں سے منتقل کر کے جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ تقریباً ساٹھ برس کی زیارت کی ہے۔

[5] حضرت عبدالرحمٰن جناب صدیق اکبر کے بڑے بیٹے اور جناب عائشہ صدیقہ کے سگے بھائی ہیں۔ ان دونوں کی والدہ جناب ام رومان ہیں۔ آپ کا نام پہلے عبدالکعبہ تھا۔ حدیبیہ کی سال اسلام لائے حضور انور نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔

(اشعۃ و مرقات)

قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ جَآءَ بِثَلٰثَةٍ وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعِشَآءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ

کہ صفہ والے مسکین لوگ تھے[1] اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو یا چھٹے کو لے جائے[2] اور حضرت ابوبکر تین شخص لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس حضرات لائے[3] ابوبکر صدیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کا کھانا کھایا پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ عشاء کی نماز پڑھی گئی آپ پھر لوٹ گئے پھر کچھ ٹھہرے حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھا لیا[4] پھر آپ آئے اس کے بعد جو اللہ کی مشیت تھی کے بقدر حصہ گذر گیا۔

[1] صفہ کا ترجمہ سے مسجد نبوی شریف کے متصل ایک چبوترہ بنایا گیا تھا جس میں وہ حضرات رہتے تھے جنہوں نے اپنے کو خاص علم اور عبادت کے لیے وقف کر دیا تھا یہ حضرات ستر تھے انہیں اصحاب صفہ کہتے ہیں۔ ان حضرات میں مشہور صحابہ کرام یہ ہیں۔ ابوذر غفاری، عمار بن یاسر، سلمان فارسی، صہیب، بلال، ابوہریرہ، خباب، ابن مسعود، حذیفہ بن یمان، ابوسعید خدری، بشیر بن خصاصیہ، ابوعبید (رضی اللہ عنہم اجمعین) حضرات کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی (مرقات) [2] ان حضرات کا کھانا یہ خانقاہ والوں کے ذمہ تھا۔ آج کل یہ بھی دستور چلا آرہا ہے کہ دین علم کے طلبا مساجد میں رہتے ہیں اور مسلمان محلہ والے ان کے معاش بلا شرکت کرتے ہیں اسی طرح دین چل رہا ہے۔ ان شاء اللہ رہے گا۔ [3] یعنی آج واقعہ یہ ہوا کہ جناب ابوبکر صدیق نے طالب علم لئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس طلبا کو مہمان بنایا یہ دونا ہمیشہ کے لیے نہ تھا صرف رات کے لئے تھا۔ بعض کنجوس مسلمان اپنے ان طالبعلموں کا مستقل کھانا لگا دیتے ہیں یہ ان کی بہت ہی سب سے بہتر صدقہ جاریہ ہے کہ کسی کو اپنے خرچ سے عالم یا طالب علم بنا دے چنانچہ امام اعظم نے امام ابویوسف کو اپنے خرچ پر اپنی تعلیم سے جید عالم بلکہ امام مجتہد بنا دیا جبکہ فیض تا قیامت رہے گا۔ [4] یعنی حضرت ابوبکر صدیق عشاء کی نماز تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر شریف پر رہے۔ پھر حضور کے ساتھ عشاء پڑھی پھر حضور کے گھر لوٹ گئے اور بعد عشاء حضور کے ساتھ کھانا کھایا اس میں

قَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ قَالَ اَوَمَا عَشَّيْتِيْهِمْ
قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْئَ فَغَضِبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ
اَنْ لَّا تُطْعِمَهٗ وَحَلَفَ الْاَضْيَافُ اَنْ لَّا يَطْعَمُوْهُ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ كَانَ هٰذَا مِنَ
الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ

ان سے ان کی بیوی نے کہا کہ تمہیں تمہارے مہمانوں سے کس چیز نے روکا ہے آپ نے کہا کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا یا وہ نہیں کھاتے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کیا آپ ناراض ہوئے اور بولے خدا کی قسم میں یہ کبھی نہ کھاؤں گا آپ کی بیوی نے قسم کھالی کہ میں نہ کھاؤں گی اور مہمانوں نے قسم کھائی کہ کھانا نہ کھائیں گے جب بہت دیر تک یہ کیفیت رہی تو آپ نے کہا کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے پھر کھانا منگایا پھر کھایا پھر ان سب نے کھایا بات تو یہ لوگ کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر اس

رات کا آگئی گئی۔ ادھر حضرت صدیق اکبر کے مہمان سارے گھر والے آپ کے منتظر رہے کسی نے کھانا نہیں کھایا۔ ان کا خیال تھا کہ جناب صدیق کے آنے پر سب مل کر کھائیں گے صاحب خانہ کا انتظار سنت صحابہ ہے جیسا کہ معلوم ہوا۔

سلہ یعنی تمہارے دیر سے آنے سے تمہارے مہمانوں کو تکلیف ہوئی، وہ اب تک بھوکے ہیں۔ تم بہت دیر سے آئے یہ باتیں ہوا ہی کرتی ہیں اس میں پریشان ہونا گستاخی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

سلہ آپ نے سوال کیا کہ تم نے مہمانوں کو میرے بغیر کیوں کھانا نہیں کھلوایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے تو کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے کہا کہ ہم جناب صدیق اکبر کے ساتھ ہی کھائیں گے۔ اس زمانہ میں قاعدہ تھا کہ مہمان میزبان مل کر کھانا کھاتے تھے۔ اب بھی عرب میں یہی دستور ہے

سلہ جناب صدیق اکبر کو خیال آیا کہ ہمارے گھر والوں نے مہمانوں سے یونہی سستا کھانے کے لیے کہا ہوگا۔ امیر نہیں کیا ہوگا اور زبردستی ضرور کھلا لیتے۔ اس لیے آپ گھر والوں پر ناراض ہوئے اور کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی۔ (مرآت)

سلہ بی بی صاحبہ کا نہ کھانے کی قسم کھانا اس لئے تھا کہ عادۃً عورتیں کھانا کھا لینا معیوب سمجھتی ہیں یعنی اگر آپ بھوکے رہیں گے۔ تو میں بھوکی رہوں گی۔ مہمانوں نے خیال کیا کہ ہماری وجہ سے یہ آپس کی مشکر رنجی ہوئی تو وہ بولے ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ ہم لوگ اس فساد جنگی کا باعث بننے سے بچے کہ آپ لوگ پہلے آپس میں صلح کریں پھر ہم کھانا کھائیں گے۔

سلہ اہل عرب خصوصاً مسلمان عرب اپنے مہمانوں کا بڑا احترام کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ ان کی ہر ضد پوری کرتے ہیں۔ اس لئے آپ نے اپنے مہمانوں کی خاطر اپنی قسم توڑ دی۔ اب بھی مہمان کی خاطر نفل روزہ توڑ دینا جائز ہے جبکہ مہمان روزہ سے ہو یا میزبان کے ضد کھانا نہ کھانے۔ یونہی اگر مہمان روزہ دار ہو اور میزبان کھانے کی ضد کرے تو مہمان نفلی روزہ توڑ سکتا ہے مگر قضا واجب ہوگی۔

مِنْ اَسْفَلِهَا اَكَلْتُ مِنْهَا فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ اِنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثٍ فَاَرَاهَا فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيْثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ فِي الْمُعْجِزَاتِ

الْفَصْلُ الثَّانِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا يَزَالُ يُرٰى عَلٰى قَبْرِهٖ نُوْرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۞ وَعَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غَسْلَ

کے بچے سے اس سے زیادہ بڑھا تھا۔ آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ اے بنی فراس کی بہن کیا یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اس نے یہ کھانا کھایا اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا کہا گیا ہے کہ حضور نے بھی اس میں سے کھایا۔ (مسلم بخاری) اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث کہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے باب المعجزات میں ذکر کر دی گئی۔ دوسری فصل روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب نجاشی نے وفات پائی تو ہم چرچا کرتے تھے کہ ان کی قبر پر نور دیکھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) اور روایت ہے انہی سے فرماتی ہیں کہ جب صحابہ نے

کہ یہ ہمارے جناب صدیق اکبر کی کرامت ہے یعنی تو آپ اندھے کے جہاں بلکہ سب گھر والے جب ایک لقمہ سے اٹھاتے تو اس جگہ پیالہ میں نیچے سے کھانا اور زیادہ ہو جاتا جتنا اٹھاتے ہوئے لقمہ سے زیادہ ہوتا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے حضرت کی تم سے ہے کہ کھانے کی برکت حضور کا معجزہ بھی ہے حضرت صدیق کی کرامت بھی۔ منہ آپ کی بیوی صاحبہ کا نام ام رومان ہے۔ آپ قبیلہ بنی فراس سے تھیں۔ اس لئے جناب صدیق نے انہیں اخت بنی فراس فرمایا یعنی اے بنی فراس کی بہن۔ منہ قرۃ یعنی آنکھ کی ٹھنڈک سے مراد حضور محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں (اشعۃ) منہ یعنی یہ کھانا چکھنے کے بعد پہلے سے تین گنا زیادہ ہو گیا یہ تخمینہ اندازہ ہے۔ منہ سبحان اللہ کیسا مبارک کھانا تھا کہ اسے جناب صدیق اکبر نے گھر والوں نے ہمسایوں نے بھی کھایا اور آخر خیر الخلائق صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کھایا وہ کھانا تو سارا مبارک ہو گیا منہ یعنی یہ حدیث صحاح میں یہاں تھی مگر ہم نے مناسبت کے لحاظ سے باب المعجزات میں بیان کر دی۔ منہ یعنی احمد شاہ جنہیں عربی کا لقب نجاشی تھا جب وہ وفات پا گئے تو عرصہ تک عام لوگوں نے آپ کی قبر پر نور دیکھا (اس پر حاشیہ اشعۃ اللمعات میں لکھا کہ فرد حضرت سلطان ابن سعید رضی اللہ عنہ اپنے عہد کے نیم کے نماز میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بہت لوگوں نے بھی اس سے معلوم ہوا کہ کرامت بعد وفات بھی ہو سکتی ہے بلکہ ہوتی ہے کچھ عرصہ بعد یہ کرامت بند ہو گئی۔ صاحب دلائل الخیرات شریف محمد سلیمان

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نُغَسِّلُهٗ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اُغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَقَامُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهٗ يَصُبُّوْنَ الْمَآءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيُدْلِكُوْنَهٗ بِالْقَمِيْصِ دُوْنَ الْقَوْمِ فِيْ ذٰلِكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَآئِلِ النُّبُوَّةِ ؕ

فرمایا اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے ہم کو خبر نہیں کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتاریں جیسے کہ ہم اپنے مردوں کو برہنہ کرتے ہیں یا ہم اسی طرح آپ کو غسل دیں کہ آپ پر کپڑے ہوں جب ان میں اختلاف ہوا تو اللہ نے ان پر نیند طاری کر دی حتیٰ کہ ان میں کوئی شخص نہ تھا کہ اس کی ٹھوڑی اس کے سینہ میں نہ تھی پھر گھر کے گوشہ سے کسی بولنے والے نے گفتگو کی وہ نہیں جانتے تھے کہ کون ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح غسل دو کہ آپ پر کپڑے ہوں چنانچہ لوگ اٹھے آپ کو غسل دیا اس کہ آپ پر آپ کی قمیص تھی قمیص کے اوپر پانی ڈالتے تھے قمیص ہی سے ملتے تھے ؕ (بیہقی دلائل النبوۃ)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تیرہ سے عرصہ تک بخار کی خوشخبری آتی رہی پھر ہلکا پڑ گیا پھر بند ہو گئی (شرح دلائل م) ؕ

سلہ ارادہ کا فاعل یا صحابہ کرام ہیں یا اہل بیت عظام یا دونوں حضرات فرمات شریف پیر کے دن پہلا غسل شریف اور باقی دن بعد کے

دو غسل کے وقت حضرت صحابہ دولت خانہ سے باہر تھے اور اندر صرف حضرات اہل بیت یا قریبی اور خاص تھیں حضرت علی مرتضیٰ حضور کو غسل دیتے تھے۔ یہ سب کچھ حضرت ابوبکر صدیق کے بتانے سے کیا گیا۔ (کما ہو عندی شرح ابو داؤد) سلہ بیان قانونی اور اصطلاح میں یا یوں کہو کہ علم دین میں مقابلہ ہوا قانون کہتا تھا کہ حضور اقدس کے کپڑے اتار دے جائیں ذات سے گھٹنوں تک تہبند ہے عبد اکرام مسلمان میت سے کیا جاتا ہے مگر حضور اکرم کپڑوں کو یا تہبند نکالا جائے۔ سلہ یعنی اس وقت اندر والے اور باہر والے صحابہ کرام اہل بیت عظام اونگھ رہے تھے۔ جو جس جگہ میں تھا اسی جگہ میں اونگھ رہا تھا۔ سلہ ممکن فرمانے میں کہ یہ کلام فرمانے والے حضرت خضر علیہ السلام تھے جو ان حضرات کو نظر نہیں آتے تھے (مرآت) خیال ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اپنے وقت کے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں جیسے حدیبیہ کے موقع پر بیعت الرضوان ہوئی اس میں حضر علیہ السلام شامل تھے اور انبیاء علیہم السلام بھی اب بھی ہر سال یہ دونوں حضرات حج میں جمع ہوتے ہیں جیسے کہ باب زکوٰۃ میں گزر چکا سلہ ان سب کے غسل دینے کے اور بھی معنی ہیں جو ابھی عرض کئے گئے یعنی ان سب نے غسل دینے کا

مسائل و فوائد

وَعَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ سَفِينَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْطَاَ الْجَيْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اَسَرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَلَمَّا هُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهُ بَصْبَصَةً حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ

حدیث ہے ابن منکدر سے ملا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کی زمین میں لشکر سے بچھڑ گئے یا قید کر لیے گئے تھے وہ بھاگتے ہوئے چلے لشکر کی تلاش کرتے تھے کہ اچانک شیر سامنے تھا تو بولے اے ابوالحارث ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں تجھ میرا واقعہ ایسا ایسا ہوا ہے تو شیر دم ہلاتا ہوا آیا حتیٰ کہ ان کی برابر کھڑا

اسلام کیا کوئی پانی دیا کسی نے دوسرے مقامات لکھے ۔ ۱۲ اس حرف غسل یا حضور انور کی خصوصیات سے ہے ۔ دوسروں کو غسل دیتے وقت کرتا وغیرہ اتارا جاوے گا مگر خیال رہے کہ حضور انور کو کفن اس قمیص کے ساتھ نہیں دیا بلکہ بعد غسل قمیص اتار کر اس طرح کفن شریف کو برہنہ نہیں کیا ۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مع قمیص کفن دیا گیا انہوں نے غلطی کی ۔ مرآت ۔ نعیمی

۱۲ محمد ابن منکدر کی مشہور تابعی ہیں بہت صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے مسلم ایک سو تیس ۱۳۰ میں وفات پائی ستر سال سے زیادہ عمر پائی ۔

۱۲ حضرت سفینہ جناب ام سلمہ کے غلام ہیں آپ نے انہیں آزاد کیا اس شرط پر کہ زندگی بھر حضور کی خدمت کریں ۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس شرط کے بغیر بھی حضور ہی کے پاس رہوں گا ۔ ایک سفر میں حضور انور اور بعض صحابہ سے ان پر اپنا سامان لادنے کو فرمایا کہ تم ہمارے سفینہ ہو یعنی کشتی ہو اس دن سے آپ کا نام سفینہ ہو گیا ۔ اصل نام گم ہو گیا جو آپ سے آپ کا نام پوچھتا تھا تو فرماتے تھے کہ اب میں سفینہ ہوں مجھے حضور نے جو بنا دیا میں وہ بن گیا ۔ (اشعۃ اللمعات) آپ کا نام رباح یا مہران یا سلیمان ہے واللہ اعلم آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن ۔ محمد زیاد کثیر ہیں داخل ۔

۱۲ غالباً یہ واقعہ غزوات معاویہ کا ہے کیونکہ روم پر آپ ہی کے زمانہ سے لشکر شروع ہوئے ۔ جناب سفینہ اسی کسی جہاد میں قید کر لیے گئے ساتھی رات بھاگ گئے لشکر اسلام کی تلاش میں جا رہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا ۔

۱۲ اس آزاد مشکل میں حضرت سفینہ نے حضور کی نسبت کو یاد کیا یہ نہ کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں کیونکہ شیر کہہ سکتا تھا کہ تم گائے بکری سؤر کو تو اللہ کے بندے نہیں کھا لیتے ہو تو میں تجھ اللہ کے بندے کو نہیں کھا سکتا ہوں اس سے پتہ لگا کہ مشکل کے وقت اچھوں کی نسبت کام آ جاتی ہے ۔ بعض بزرگ دشمنے پر یا نام لے کر دریا سے گزر گئے ۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے ۔

كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَعَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ قَحَطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كُوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ

ہوگیا۔ جب کوئی آواز سنتا تو ادھر جا جاتا پھر آپ کی برابر چلنے لگتا حتیٰ کہ لشکر تک پہنچ گیا پھر شیر لوٹ گیا۔ (شرح سنہ) روایت ہے ابوالجوزاء سے کہا فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے جناب عائشہ سے شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف غور کرو اس سے ایک طاق آسمان کی طرف بنادو حتیٰ کہ قبر اور آسمان کے درمیان چھت

مسئلہ اور زبان حال سے گویا یہ کہنے لگا شعر

شیر کیا سفینے تا بلیں سن رہی راہ جانے سے — جو سنا رسول اللہ سے ہیں غلام انبیاء سے

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور حضور کو حضور کے غلاموں کو پہچانتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کا نام اور حضور کی نسبت طبع بلکہ مشکل کشا ہیں تیسرے یہ کہ جانور اولیاء اللہ کی اطاعت کرتے ہیں، چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کے دلوں میں مخلوق کا خوف نہیں جناب سفینہ شیر سے ڈرے نہیں، بھاگے نہیں مگر بعض وقت انہیں خوف پیدا ہوجاتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو ساحروں سے لیکن لا تخف ہوا۔

مسئلہ شیر نے حضرت سفینہ کی حفاظت کی اور سیر ہی پر شاکر شیر کو لشکر اسلام کا پتہ تھا کہ کہاں ہے جیسے بعض کمالوں کی خوشبو دور تک پہنچتی ہے ایسے ایمان و تقویٰ کی خوشبو عارفوں کو مگر بعض اولیاء کو دور سے محسوس ہوتی ہے۔ دیکھو ایک شیر نے ابولہب کے بیٹے عتبہ کا منہ توڑ کر اسے پھاڑ دیا تھا۔ وہ پہچان گیا کہ گستاخ کا منہ ہے۔ اسی طرف قصیدہ بردہ نے اشارہ کیا ہے

ومن تکن برسول اللہ نصرتہ — ان تلقہ الاسد فی اجامہا تجم

مسئلہ آپ کا نام اوس بن حبداللہ ہے۔ مدنی ہیں لشکر اسلام میں مستشہد ہوئے سن ۶۵ ہجری میں شہید کئے گئے بہت صحابہ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

مسئلہ شکایت بھی کر بارش نہیں ہوتی چیریں جنگل ہوگئیں۔ مقصد یہ تھا کہ آپ رب سے دعا کریں۔ معلوم ہوا کہ آسمانی آفات کی شکایت اللہ کے مقبول بندوں سے کرسکتے ہیں۔

مسئلہ یعنی قبر سے چھت توڑ دو تاکہ قبر اور آسمان کے درمیان کوئی آڑ نہ رہے۔ یہ طریقہ تھا قبر انور کے قریب سے بارش مانگنے کا حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے اجتہاد سے یہ طریقہ اختیار فرمایا:

سَنَفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ لَمَّا كَانَ اَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو رہے لوگوں نے ایسا کیا تو خوب برسائے گئے حتیٰ کہ چارہ اگ گیا اور اونٹ موٹے ہو گئے یہاں تک کہ چربی سے گویا پھٹ پڑے تو اس سال کا نام پھٹن کا سال رکھا گیا ۔ (دارمی) روایت ہے سعید ابن عبدالعزیز سے وہ فرماتے ہیں کہ جب حرہ کا زمانہ ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تین دن تک اذان

سلہ مزارات شریف اور انبیاء اموات میں فریاد کرنا مطلوب اور ان کی حیات شریف میں حضور کے توسل سے دعائیں مانگنے کے بعد ذات جناب عائشہ صدیقہ سے حضور کی قبر انور اور بلکہ اوس کی خاک کی برکت سے دعا کرانی یہ بھی درحقیقت حضور ہی کے وسیلہ سے دعا ہے ۔ یہ طریقہ بہت سی احادیث سے چند طرح سے معلوم ہوئے ۔ ایک یہ کہ حیات یا اکابر بزرگوں کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز ہے ۔ دوسرے یہ کہ ان کے تبرکات کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ ہے ۔ تیسرے یہ کہ بزرگوں کی قبریں یا ان الٰہی دافع البلاء اور مشکل کشا ہیں یوسف علیہ السلام کی قمیص دافع البلا تھی کہ اس کی برکت سے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں ۔ (قرآن مجید) ایوب علیہ السلام کے پاؤں کا دھوون شفا تھا (قرآن مجید) اذکش جد بجلد ۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب فہرست القرآن میں دیکھو ۔ بعض صوفیا سنگے سر آسمان کے نیچے بیٹھ کر دعا کیا کرتے ہیں یہ حدیث اسی کی اصل ہے ۔ خیال رہے کہ آسمان ہماری روزی کا خزانہ ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون لہٰذا آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یا قبر انور کی جہت کھول کر دعا کرنا جائز ہے ۔

سلہ یعنی قبر انور کی برکت سے بارش زور سے اتنی زیادہ ہوئی جو کھیتیاں برباد کرے یہ بہت تھوڑی ہوئی کہ نہ ہونے سے وقت ہوئی کچھ زیادہ نہ ہوئی اور بقدر ضرورت ہوئی جو بے ضرر بلکہ نہایت مفید ہوئی ۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ کی کرامت ظاہر کر رہا ہے

سلہ آپ نحوی و لغوی ہیں ۔ اہل شام کے مفتی ہیں بڑے متقی زاہد تھے ۔ امام اوزاعی کے ہم زمانہ ہیں امام احمد فرماتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں آپ امام اوزاعی سے بڑے تھے ۔

سلہ یہ واقعہ یزید ابن معاویہ کے زمانہ کا ہے واقعہ کے بعد ہوا اس واقعہ نے مسلم ابن عقبل کے سرکردگی میں مدینہ منورہ پر حملہ کر دیا اہل مدینہ پر بڑے ظلم ڈھائے ۔ چونکہ یہ حملہ مقام حرہ کی طرف سے ہوا تھا ۔ اس لئے اسے واقعہ حرہ کہا جاتا ہے ۔ حرہ مدینہ منورہ کے باہر ایک پتھریلا میدان ہے ۔ یہ واقعہ ۶۳ھ میں ہوا ۔ یہاں مرقات میں ہے کہ ابن مدینہ سے ایک شامی قافلہ کو تاراج کر دیا اسی پر یہ واقعہ پیش آیا ۔ حرہ کے واقعہ کے بعد ہی یزید ہلاک ہو گیا ۔ حرہ کا واقعہ ۶۳ھ میں ہوا ۔

ثَلَاثًا وَلَمْ يَقُمْ فَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَعَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ سَمِعَ أَنَسٌ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِينَ وَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِي كُلِّ سَنَةٍ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ وَكَانَ فِيهِ رَيْحَانٌ يَجِيءُ مِنْهُ رِيحُ الْمِسْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا

کوگوں نے خبر کی گئی اور سعید ابن مسیب مسجد سے نہ ہٹے تھے وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے مگر ایک گنگناہٹ سے جو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنتے تھے (دارمی) روایت ہے ابو خلدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا تھا کہ کیا حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے فرمایا انہوں نے دس سال حضور کی خدمت کی ہے اور حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے کہ ان کا ایک باغ تھا جو ہر سال میں دو بار میوہ دیتا تھا اور اس باغ میں ایک گلاب تھا جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی (ترمذی) اور فرمایا یہ

سلہ سعید ابن مسیب تابعی ہیں۔ انہوں نے چالیس حج کئے بہت عابد زاہد تھے سکلہ مہ تہ میں وفات پائی۔ زیادہ تر لوگ سمجھتے کہ آپ نماز بھول گئے ہیں۔ سکلہ قبر انور سے نماز کے وقات میں آواز آنا حضور انور کا معجزہ تھا اور اس آواز کا سعید ابن مسیب کا سن لینا یہ کرامت ہے۔ اس لئے یہ حدیث اس باب میں لائے گئے۔ سکلہ ابو خلدہ کا نام خالد ابن دینار ہے تابعی ہیں بصری ہیں۔ دباغت کا کام کرتے تھے۔ تابعی ہیں۔ ابو العالیہ کا نام رفیع ابن مہران ریاحی ہے۔ آپ بھی تابعی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق سے ملاقات ہے۔ سکلہ دو سال پہلے آپ کی وفات ہے۔ سکلہ ظاہر یہ قول ابو العالیہ کا ہے۔ اس سے مقصود ہے حضرت انس کی منقبت بیان کرنا۔ سکلہ شاید اس لئے کہ اس پر حضور نے محبت و کرم سے ہاتھ شریف پھیر دیا ہوگا۔ حضرت انس کے لیے حضور نے فرمایا تھا اللہم اکثر مالہ و ولدہ اللہم اطل حیاتہ و اغفر ذنبہ آپ کی عمر بہت سے زیادہ ہوئی۔ آپ کی اولاد و آپ کی زندگی میں ایک سو تک پہنچی جس میں ہزار لڑکے تھے اور ستائیس لڑکیاں اولاد کی برکت تو بیان فرمودہ ہے۔ ؎

ہاتھ جس سمت اٹھے غنی کر دیا ایسے دست سخاوت پہ لاکھوں سلام

یہ سب حضور پاک کے معجزات ہیں اور حضرت انس کی کرامات ہیں۔

حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمَتْ اَرْوٰى بِنْتُ اُوَيْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ اَنَّهٗ اَخَذَ شَيْئًا مِنْ اَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهٗ اِلٰى سَبْعِ

حدیث حسن ہے غریب ہے تیسری فصل روایت ہے حضرت عروہ ابن زبیر سے کہ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل سے کہ اولاد ارویٰ بنت اویس نے کہ مروان ابن حکم کی کچہری میں جھگڑا (مقدمہ) کیا کہ اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس کی زمین کا ایک حصہ لے لیا ہے کہ تو سعید نے کہا کہ کیا میں اس کی زمین کا کچھ حصہ لے سکتا ہوں اس کے بعد کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں کہ مروان نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لے لے تو سات زمین تک کی زمین گلے میں

کسی کی زمین نہ لینے کا بیان

کہ آپ حضرت زبیر ابن عوام کے بیٹے ہیں تابعی ہیں آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ کی والدہ اسماء ہیں یعنی عائشہ صدیقہ کی بہن عبداللہ ابن زبیر کے بھائی ہیں۔ آپ سترہ سال میں پیدا ہوئے قراء مدینہ میں سے تھے کہ حضرت سعید عشرہ مبشرہ سے ہیں حضرت عمر کے بھتیجی ہیں بہت مقبول الدعا تھے۔ آپ کی ملاقت لشکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں آئے پھر مسلمان ہو گئے۔ آپ سعادت کے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ آپ کی بیوی تھیں۔ آپ کی عمر ستر سال سے زیادہ ہوئی سنہ ۵۱ھ گیارہ میں وفات پائی۔ مقام عقیق میں وفات ہوئی وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے گئے۔ جنت بقیع میں دفن کئے گئے۔ راکمان۔ کہ غالباً اولاد تابعین میں آپ کے والد اور ان اور ان محابی ہیں بعض نسخوں میں اوس ہے جنت اوس ہے۔ کہ مروان کی کنیت ابو عبدالملک ہے قرشی اموی ہیں۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا دادا ہے۔ مروان حضور و ابوبکر کے زمانہ میں پیدا ہوا اگر حضور کی زیارت نہ کر سکا لہٰذا تابعی ہیں کیونکہ حضور اللہ نے اس کے باپ حکم کو طائف کی طرف نکال دیا تھا یہ اس کے ساتھ تھا دشق میں فوت ہوا سنہ ۶۵ھ میں مرا اس سے بہت اصحاب جیسے حضرت عثمان غنی اور عبداللہ ابن زبیر اور انس رضی اللہ عنہم نے بھی اس سے احادیث سنی ہیں۔ راکمان۔ معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا کہ بعض کہتے ہیں کہ حضرت سعید ابن زید نے غصب کر لی ہے مجھ دلیس دلائی جائے کہ یعنی یہ ممکن ہے کہ میں معاویہ اصل حکمران دین کے غصب

الْأَرْضِيْنَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَأَنَّهُ رَآهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ أَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ فَرَأَتْهَا مَرَّتْ

حق ڈالا جائے گا تو ان سے مروان نے کہا کہ اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل نہیں مانگوں گا تو سعید نے کہا اے اللہ اگر یہ جھوٹی ہو تو اس کی آنکھیں اندھی کر دے اور اسے اس کی زمین میں مار دے۔ راوی نے فرمایا کہ وہ نابینا ہو گئی حتیٰ کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں اور جب کہ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ وہ ایک گڑھے میں گر گئی اور مر گئی۔ (مسلم، بخاری) اور مسلم کی روایت میں محمد بن زید بن عبداللہ ابن عمر سے ہے اس کے معنی مروی ہیں کہ انہوں نے اسے اندھا دیکھا جو دیواریں ٹٹولتی تھی کہتی تھی سعید کی دعا لگ گئی اور وہ اسی کنویں پر

تشریح: سرکار کا فرمان عالی سنکر پھر کون اپنا بھرم میں نصب کریں:

۱ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ آسمان کی طرح زمین بھی سات ہیں یعنی سات زمینیں سات ملک ہیں بلکہ ہر ملک سات سات طبق ہیں۔ اور سات زمینیں مثل بنا کر گلے میں ڈالنے کے کیا معنی اس کی تائید اس آیت سے ہے مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ

۲ یہاں بیشمار سے زیادہ یا ہے نہ کہ گواہ کیونکہ حضرت سعید ابن زید رضی اللہ عنہ سے آپ پر گواہ لازم نہ تھے تم فرماتی تھی یعنی میں آپ سے قسم بھی نہ لوں گا بغیر قسم آپ کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں ایسا شخص کسی کی زمین غصب نہیں کر سکتا۔ ۳ حضرت سعید نے بددعا میں اولاد کی بجائے عمر کی دعا کر دی اور یہ بددعا ساتھ ہی ہو گئی کہ خدایا یہ زمین اگر اس کی نہ ہو تو اسے اندھا بھی کر دے اور اس زمین میں سے ہلاک بھی کر دے جو میں نے اس کے حوالہ کی ہے۔ (مرآۃ) اور حضرت سے مراد ہے اس عورت کی پیشانی نہ کہ اس کی ملکہ زمین۔ ۴ اس زمین میں ایک کنواں تھا اس کنویں میں گر کر مری۔ ۵ محمد ابن عبداللہ تابعی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے ان سے احادیث لی ہیں۔ ۶ یعنی اس عورت سے تاج نہ اتارا کہ حضرت سعید بچے تھے میں چھوٹی اور ان کی بددعا سے مجھ پر یہ آفات آئیں۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

تو بر حلق فرو بردن ستمگاں مدرنگ است ۔۔۔ و رے حکم بندد چوں بگیرد اندر نائے

ظلم کی چیز حلق سخت بری ہے جو نگلنے کے بعد پیٹ پھاڑ کر نکلتی ہے۔

عَلٰی بِئْرٍ فِی الدَّارِ الَّتِی خَاصَمَتْہُ فِیْھَا فَوَقَعَتْ فِیْھَا فَکَانَتْ قَبْرَھَا۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَیْشًا وَاَمَّرَ عَلَیْھِمْ رَجُلًا یُدْعٰی سَارِیَۃَ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَیْشِ فَقَالَ

گزری جو اس گھر میں تھا اس کے بارے میں اس نے سعید سے جھگڑا کیا تھا تو وہ اسی میں گر گئی اور اسی میں اس کی قبر بن گئی۔ ۱۲

روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ جناب عمر نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک شخص کو امیر بنایا جس کو ساریہ کہا جاتا تھا۔ تو جبکہ جناب عمر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک پکارنے لگے اے ساریہ پہاڑ کو لے کر پھر لشکر سے ایک قاصد آیا بولا

۱۲ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نعش کنویں سے نکالی نہ جا سکی نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جا سکی نہ کفن دفن ہو سکا۔ ہے اللہ کے مقبول بندے کی بددعا ہے

تبرس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

مظلوم کی بددعا قبولیت کے پاس نہیں جاتی بلکہ قبولیت اس کے پاس آتی ہے۔ اس صورت میں حضرت سعید کی کرامت کا ثبوت ہے کہ جو آپ کے منہ سے نکلا وہ ہو کر رہا۔ ۱۲ اسی لئے اسے باب کرامات میں لائے۔ ۱۲ یہ لشکر مقام نہاوند میں بھیجا گیا تھا۔ نہاوند جبل پر ملک کے پہاڑوں کے پاس مشہور بستی ہے جہاں ملک فارس میں ہے۔ ۱۲ اس سردار کا نام حضرت ساریہ ابن زنیم تھا۔ (مرقات) ۱۲ یعنی جمعہ کے دن نماز سے قبل خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے حضرت ساریہ کو پکارا۔ واہ کیا خطیب لوگوں سے کلام پنہاں بھی کر سکتا ہے۔ ساریہ کا کام تو جہاد تھا تاکہ وہ دشمن کا مقابلہ کریں مگر فرمانا منظور تھا۔ ۱۲ حضرت ساریہ نہاوند میں جہاد کر رہے تھے۔ کفار نے اپنی فوج کا کچھ حصہ پہاڑ کے پیچھے کر دیا تاکہ وہ پہاڑ کے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیں انہیں غیب سے خبر ہو گئی تھی۔ حضرت ساریہ اس سازش سے بے خبر تھے مدینہ منورہ سے حضرت عمر نے پکارا کہ اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو یا مطلب یہ ہے کہ اے ساریہ پہاڑ کو اپنی پناہ بنا کر لڑو تاکہ تم پر پیچھے سے حملہ نہ ہو سکے حضرت ساریہ اس ہدایت سے سنبھل گئے رب نے فتح دی۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ والے اللہ کو نزدیک کی طرح دیکھ لیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اپنی آواز دور تک پہنچا دیتے ہیں تیسرے یہ اشارہ ملے دور سے مدد کر سکتے ہیں۔ حضرت آصف برخیا کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ آپ ایک آن میں تخت بلقیس فلسطین میں حاضر کر دیا۔ ۱۲ منہ۔ ۱۲ اسی لئے سائنس نے بے سامانے کام کر کے دکھا دیئے۔ کوئی قوت ناری طاقت سے کم ہے۔ ابھی حال میں روس نے ایک راکٹ میں کتا بٹھا کر فضا آسمانی میں بھیجی۔ وہ تیس ہزار میل فضا میں راکٹ میں اڑتی رہی۔ اور زمین کا محکمہ طلبات طاس نہ دے سکا تھا کہ اب کتا مر چکا ہے۔ اب کھانا کتنا ہے اب بھوکا سا رہا ہے۔ اب اس کے خون کا دباؤ کتنا ہے۔ اب اس کا علاج یہاں سے کیا جا رہا ہے۔ پھر خبر دی کہ آج وہ کتیا مر گئی۔ اس کتیا کا نام لائکا تھا۔ اخبارات میں یہ خبریں برابر شائع ہوئی ہیں۔ ریڈیو پر تقاریر سنے توحید پرست اس پر

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوًّا فَهَزَمُونَا فَإِذَا بِصَائِحٍ يَصِيحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَعَنْ نُبَيْهَةَ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَعْبٌ مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلُعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتَّى يَحُفُّوا بِقَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُونَ بِأَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا أَمْسَوْا عَرَجُوا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوا مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا انْشَقَّتْ

اے امیر المومنین ہم کو ہمارا دشمن ملا انہوں نے ہم کو بھگا دیا تو کوئی پکارنے والا بولا اے ساریہ پہاڑ کو لو ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف لگائیں تب انہیں اللہ تعالیٰ نے بھگا دیا (بیہقی دلائل النبوۃ) اور ہے جناب نبیہہ ابن وہب سے کہ کعب حضرت عائشہ کی خدمت میں آئے تو سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو جناب کعب بولے نہیں ہے کوئی دن مگر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں حتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں تک اپنے پر بچھا دیتے ہیں اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں حتیٰ کہ جب شام پڑتے ہیں تو وہ چڑھ جاتے ہیں اور ان کی جگہ اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں حتے کہ جب

ایمان لاتے رہے کسی نے اس پر شرک کا فتویٰ نہ دیا۔ حضرت نبیہہ تابعی ہیں شعب ابن عثمان عبدی کے متبعین میں بہت صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے کعب احبار یہود کے بڑے عالم ہیں آپ کا نام کعب بن ماتع ہے کنیت ابو اسحاق آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے نہ حضور سے ملے۔ عہد فاروقی میں ایمان لائے اور مدینہ منورہ میں مقام حمص میں وفات پائی ۳۲ھ۔ بخاری میں آپ کی تعریف ہے۔ (مرقات) ظاہر یہ ہے کہ ملائکہ کی یہ حاضری اذان کی برکتوں کی وجہ سے ہے حضرت کعب نے اپنی آنکھوں سے بلوا کشف ملائکہ کو دیکھا اس لیے یہ حدیث باب الکرامات میں داخل ہوئی اگر تورات سے دیکھ کر آپ یہ کہتے تو یہ حدیث باب الکرامات میں نہ داخل ہوتی۔ (اشعۃ) خیال رہے کہ ہمیشہ ستر ہزار فرشتے جو حضور پر درود بھیجتے ہیں، ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی کے لئے ہیں جو ہر نماز کے بعد حضور پر درود پڑھتے اور ہر جمعہ میں ایک بار حاضر ہو کر حضور کی زیارت کی جرأت کرتے ہیں۔ یہ حضرات حضور کی برکت حاصل کرنے کو حاضری دیتے ہیں

معلوم ہوا کہ حضور کی حاضری ہر وقت ہر جگہ ہر ایک کو ہے حضور میں حاضری ایک خاص وقت کے لیے ہے

عَنْهُ الْأَرْضُ خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزِفُّونَهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔

بَابُ الْفَصْلِ الْأَوَّلِ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْآنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ

حضور سے زمین نکلے گی تو حضور ستر ہزار فرشتوں میں نکلیں گے جو حضور کو پہنچائیں گے ۔ (دارمی)

باب ۱ پہلی فصل روایت ہے حضرت براء سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے جو پہلے ہمارے پاس پہنچے وہ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم تھے وہ دونوں ہم کو قرآن پڑھانے لگے ۔ پھر جناب عمار و بلال اور سعد آگئے پھر حضرت عمر ابن خطاب بیس صحابہ نبی صلی اللہ

بجز شریک باد مخلص نہ جاتا ہے اسے وہاں حاضری کا شرف نہیں ملتا ۔ سات ہزار میں صرف پندرہ کھنچے یعنی اُن اصحاب کی حاضری نصیب ہوتی ہے ۔

۲ یزفون بناء ہے زفّ سے زف کے معنی میں محبوب کو محبوب تک پہنچانا اسی سے ہے زفاف دلہن کو اس کی دولہا کو دولہن کے گھر تک پہنچایا جاتا ہے ۔ یعنی قیامت کے دن اس دن کی ڈولی والے فرشتے حضور کو اپنی جھرمٹ میں لے کر رب تعالیٰ تک پہنچائیں گے دولہا کی طرح ۔ ہاں مرقات نے فرما کر حضرت کعب احبار سے یہ بات نقل کر کے اس کتب سے دیکھ کر فرمائی ہے ۔ چونکہ اس میں حضور کا احترام و اکرام ہے لہٰذا اسے باب کرامات میں لائے کرامت بھی عزت و عظمت رکھتی ہے مگر ہر قسم حضرت کعب کا انکشاف بھی ہوا جو نہ شنہ کتب سے ثابت بھی ہے ۔

۱ اس باب میں ۴ قسم کے مضامین بیان ہوں گے ۔ صحابہ کرام کی ہجرت مدینہ ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق اس لیے عرض ہے کہ اس کا مضمون ایک ہے جس چند میں خیال ہوا تھا کہ حضور ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن ہجرت فرمائی ۔ مگر اب یہ ثابت ہوا ہے کہ حضور نے ۸ ربیع الاول کو ہجرت فرمائی ۔ اور ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن ہی ولادت ہوئی ۔ ۱۲ کو دن چڑھے نماز ظہر سے پہلے مدینہ میں داخل ہوئے ۔ آخری دن میں مسجد تشریف لائے ۔ حضرت صدیق اکبر کو اپنی جگہ امام مقرر کیا ۔ صرف ایک نماز میں تشریف لائے جس کے بعد خطبہ فرمایا بعد وفات حضرت ابوبکر صدیق کی وصیت پر ازواج پاک اللہ علی نے غسل دیا (مرقات) بعد غسل آنکھ کے لئے شریف میں جانی کا تذکرہ ہوا ۔ اور حضرت علی نے پہچان لیا تھا جس سے آپ کا حافظہ بہت ہی قوی ہو گیا ۔ آپ کی تجہیز و تدفین آپ کے خاص مقربین نے آپ کا کفن بچھا دیا ۔ قبر انور لحد یعنی بغلی تھی جسے خود آپ نے بنوائی تھی (اشعۃ اللمعات) ۳ بزرگان مدینہ جنہوں نے صحابہ انصاری صحابیوں میں سے آپ غزوہ خندق میں شریک ہوئے ان سے پہلے ہجرت کی ۔ حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل و صفین میں شریک ہوئے ۔ عبداللہ ابن زبیر کی خلافت میں کوفہ میں وفات پائی ۔ (اشعۃ)

۴ ان دونوں حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ کی عرض معروض پر مدینہ منورہ بھیجا تاکہ یہ دونوں بالغ نوجوان قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں ۔ اور مدینہ منورہ میں دونوں حضرات آئے (اشعۃ) ۔

مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَمَا رَاَیْتُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ فَرْحَھُمْ حَتّٰی رَاَیْتُ الْوَلَآئِدَ وَالصِّبْیَانَ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ جَآءَ فَمَا جَآءَ حَتّٰی قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فِیْ سُوَرٍ مِّنْ مِّثْلِھَا مِنَ الْمُفَصَّلِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں آ پہنچے[1] پھر خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لائے[2] تو میں نے مدینہ والوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی چیز سے خوش ہوئے جیسا کہ حضور کی تشریف آوری سے خوش ہوئے حتی کہ میں نے باندیوں اور بچوں کو کہتے سنا کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے[3] پھر آپ نہ آئے حتی کہ میں سبح اسم ربک الاعلی جیسی مفصل کی سورتوں کے درمیان میں پڑھ چکا تھا[4] (بخاری)

روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے[5]

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پاک تشریف لے جانے سے پہلے کچھ صحابہ مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچ چکے تھے، اسلام وہاں پھیل چکا تھا۔ [2] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کر کے پیر کے دن ۱۲ شعبہ ربیع الاول کی پہلا تاریخ تھی ہجرت کے تیرھویں سال [3] مسلم شریف باب صفۃ الہجرت میں ہے کہ اس دن بچیاں بچے مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں یہ کہتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ بعض محدثین وغیرہا اس جلوس کا انکار کرتی تھیں مگر روایت مسلم کی اس صراحت کے خلاف نہیں۔ بعض پیچھے رہ گئے تھے اور بعض راستہ سے پہلے جلوس نکالتے تھے یا اول دن کا جلوس تھا اور یہ کئی دن کا جلوس تھا۔ [4] یعنی حضور انور کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد میں ان آنے والے صحابہ کرام سے سورہ اعلیٰ اور اس جیسی دوسری سورتیں اور سارا مفصل کی سیکھ چکا تھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ اعلیٰ مکیہ ہے مگر اصح یہ ہے کہ اس سورۃ کے آخر میں ہے۔ قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی یہاں تزکی سے ادا ہے صدقہ فطر ادا کرنا اور صلی سے مراد ہے نماز عید پڑھنا صدقہ فطر اور نماز عید دونوں ۲ھ ہجری میں آئیں پھر یہ صورت کیسے ہوئی؟ اس لیے بعض نے فرمایا کہ ساری سورہ اعلیٰ تو مکیہ ہے مگر آیت مدینہ ہے مگر حق یہ ہے کہ پوری سورہ اعلیٰ مکیہ ہے اس آیت میں نماز عید اور فطرہ کی ترغیب ہے جو مکہ معظمہ میں دی گئی اس پر عمل بعد ہجرت ہوا اور ہو سکتا ہے کہ یہاں تک سے مراد تزکیہ نفس دل کی صفائی ہو اور صلی سے مراد نماز پنجگانہ ہو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں۔ [5] یہ واقعہ مرض وفات میں وفات شریف سے پانچ دن پہلے ہوا اس خطبہ پر برکات یعنی جمعرات کے دن اور پیر کے دن وفات شریف ہوئی۔

الْخَيْرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهُ فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمَنَا بِهِ

فرمایا کہ ایک بندے کو اللہ نے اس کا اختیار دیا کہ اسے دنیا کی تروتازگی جتنی وہ چاہے اور دوسری نعمتیں جو اس کے پاس ہیں سے تو اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتیں اختیار کریں تو حضرت ابوبکر رونے لگے عرض کیا آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہم نے ان پر تعجب کیا لوگ اسے ان بزرگ کو تو دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ نے اختیار دیا کہ اسے دنیا کی سرسبزی دے اور وہ جو اس کے پاس ہے وہ دے اور آپ کہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ کہ آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں پھر پتہ لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اختیار دیئے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق ہم سب میں زیادہ علم والے تھے (بخاری)

سلہ یعنی اللہ نے بندہ کو یہ دونوں اختیار دیا کہ دنیا میں ہمیشہ رہ کر عمر اور ہر طرح کا عیش و آرام قبول کریں یا رب تعالیٰ کی ملاقات اور آخرت کی نعمتیں اختیار کریں جو ان کی مرضی ہو وہی رب کی طرف سے عطا ہو۔ سلہ یعنی اس بندے نے دنیا کو چھوڑ کر آخرت اور وہاں کی نعمتوں کو پسند کر لیا کیونکہ وہ نعمتیں کل بھی ہیں اور غیر فانی بھی (مرقات) سلہ یعنی یا رسول اگر آپ پر سے ماں باپ کے فدا ہو جانے سے دنیا میں رہنا ٹل جاتا تو ہم نے فدا ہونے میں کوئی کمی نہ کی ہم نے اپنے ماں باپ کے آپ پر قربان ہو جانے سے آپ کے یہاں سے رہ جانے کی امید پر (مرقات) سلہ یعنی حضور انور نے کوئی ایسی بات فرمائی نہیں حضرت صدیق اکبر رونے کیوں اور فدا ہو جانے پر تیار کیوں ہوئے حضور تو کسی بندے کا ایک واقعہ بیان فرما رہے ہیں۔ اس میں رونے اور فدا ہونے کی کیا بات ہے یہ ہماری سمجھ میں نہ آیا۔ سلہ یعنی جب پانچ دن کے بعد حضور انور کی وفات ہوئی تب ہم کو پتہ لگا کہ حضور انور نے یہ جو اپنا بیان فرمایا ایک بندہ سے مراد اپنی ذات مبارکہ تھی یہ راز سوائے حضرت ابوبکر کے کوئی نہ سمجھا اس لئے آپ رونے اور یہ کلمات فرمانے سے معلوم ہوا کہ جناب صدیق اکبر تمام صحابہ سے زیادہ علم رکھتے تھے اور فہم اور سمجھ میں بھی زیادہ ممتاز خاص رسول تھے یہی وجہ ہے کہ حضور انور نے اپنے مصلے پر آپ کو کھڑا کیا امام وہی بنایا جاتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔ سارے صحابہ میں آپ سب سے بڑے عالم تھے۔ ہم نے عرض کیا ہے ۔

وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ إِنِّيْ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ

روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر آٹھ سال کے بعد نماز پڑھی جیسے زندوں مردوں کو رخصت فرمانے والے کی طرح ہو پھر آپ منبر پر چڑھے فرمایا کہ میں تمہارے آگے پیشرو ہوں گا اور میں تمہارا نگہبان گواہ ہوں گا اور تمہارے وعدہ کی

علم میں فضل میں ہے مشہور سب سے افضل — اس امامت سے کھلا تم پر امام اکبر
اس امامت سے ہوا ثابت کہ ہے افضل صدیق — فضل پر جن رمزی کہتے ہیں جمہور صدیق

سلہ شوافع کہتے ہیں کہ یہاں صلوٰۃ سے رعاء و مغفرت ہے نہ کہ نماز جنازہ ان کے ہاں شہید پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی مگر بات قوی نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی زیارت کرتے اور ان کے لیے رعاء مغفرت فرماتے تھے پھر اس دعا کا ذکر خصوصیت سے کیوں ہوا۔ المعلم الا امر یقال کہ یہ دعا خصوصی تھی یعنی دعاؤں کا جامع دعا کلمات تھے۔ ہمارا قوی جواب یہ ہے کہ حضور انور نے شہداء احد کی آج نماز جنازہ پڑھی آٹھ سال بعد نماز جنازہ پڑھنا حضور انور کی خصوصیت ہے۔ بعض روایات میں اس کی تصریح بھی ہے کہ یہ نماز جنازہ تھی لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ شہید پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس کی مفصل بحث صلوٰۃ جنازہ میں گذر چکی۔ سلہ یعنی اس دعا نماز جنازہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انور زندہ اور مردہ مسلمانوں کو وداع فرما رہے ہیں زندوں کو اس لیے کہ اب وفات کا وقت قریب ہے۔ لوگ اب حضور کی زیارت نہ کر سکیں گے مردوں کو اس لیے کہ اب ان کے لیے حضور کی دعائیں وغیرہ بند ہونے والی ہیں۔ یہ وقت دنیا وفات شروع ہونے سے پہلے تھا۔ سلہ فرطاً یعنی تمہارے پہلے جانے والا پیش خبر دینے والا شخص ہے جو کسی جماعت سے آگے منزل پر پہنچ کر ان کے لیے مقام قیام وغیرہ تمام ضروریات کا انتظام کرے جس سے وہ جماعت آ کر ہر طرح آرام پائے مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں تاکہ تمہاری شفاعت تمہاری نجات تمہاری ہر طرح کارسازی کروں تم میں سے جو بھی ایمان پر فوت ہوگا وہ میرے پاس میری عنایت سے ایسے انتظام میں اس طرح آئے گا جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے۔ پھر سے گھر میں داخل ہونے سے پہلے حضور کے پاس پہنچا ہے بلکہ بعض کو محشر کی جانکنی کے وقت خود حضور انور ہی لینے تشریف لے جائیں گے جیسا کہ امام بخاری کا والد جو اندھا ہو کر فوت ہوا تھا حضور نے اس سے فرمایا کہ حضور آ گئے۔ خیال رہے کہ چھوٹے فوت شدہ بچوں کو بھی فرطاً بنایا گیا ہے مگر وہ فرد ناقص ہیں جنہیں انہیں فرطاً ان بھی ہر طرح کے منتظم نیز ایسا حکم میں خطاب عام امت سے ہے نہ کہ صحابہ کرام سے حضور اپنی امت کے عالمی منتظم ہیں۔ سلہ اس کی تائید اس آیت سے ہے ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ شہید بمعنی نگران گواہ ہے نہ کہ فقط گواہ دیدہ

اَلْحَوْضَ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاَنَا فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْهَا وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقْتَتِلُوْا فَتُهْلِکُوْا کَمَا هَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَیَّ

جگر حوض کوثر میں سے ہے: یعنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں میں تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن میں تم پر دنیا کا خوف کرتا ہوں کہ تم اس میں رغبت کرو اور بعض نے یہ زیادتی کی پھر تم جنگ کرو تو اسی طرح ہلاک ہو جاؤ جیسے تم سے پہلے والے ہلاک ہوئے متفق علیہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ جو اللہ کی نعمتوں میں سے ہے کہ رسول اللہ

علی زمانہ بلکہ ہر زمانہ شہادت کے ساتھ اگر فنا ہو تو مخالف کو ہی مراد ہوتی ہے۔ یعنی زندے مسلمانوں میں تمہارے بعد ۱۲ علماں تعلیمی علامات کا تم وغیرہ وغیرہ ظاہر ہوں تم سب کے ایمان کا بعض پر میرا ثقہ ہے مجھے ہر شخص کے ایمان اور ہر ایمان کی ہر درجت خبر ہے اس کی نہایت فرمایا بعد تفصیل تفسیر تمام کی تفسیر فصل پارہ دوم کے شروع میں حفظ کرو۔

سلہ یعنی میں نے تم کو شفاعت خاصہ کا تم سے وعدہ کیا ہے وہ شفاعت حوض کوثر پر کروں گا۔ درجات اور اعلیٰ مستند میں میرا تمہارا خصوصی ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے (اشعہ) اس صورت میں بار بار خصوصی ملاقات ہوتے رہنے اور حضور کی ملاقات حضور کا دیدار تو سن کر تعجب ہوتا ہے۔ پھر قیامت میں بہت جگہ دیدار ہوگا بعض لوگ جنت تک حضور کے پاس رہیں گے۔ لاحظہ ہو جاء مقام سلہ ہے حضور کا حاضر و ناظر ہونا کہ دنیا میں کھڑے ہوئے اس حوض کو نگاہ کر دیکھ رہے ہیں جو جنت میں ہے۔ اور جنت ساتویں آسمان کے اوپر ہے جس کی لمبائی مدینہ سے بہت تک کی دیکھی ہوئی ہے اس کی نظر ساتویں آسمان سے زمین کے یہاں تک رہنے والوں کو بھی دیکھ سکتی ہے کیونکہ زمین حوض کوثر سے قریب ہے۔ سلہ اس طرح کہ جملہ زمین کے تمام خزانوں کا مالک تمہارا کام بنایا جائے گا جانی معاملے سلہ فرماتے ہیں اللہ المعطی وانا قاسم اللہ نے فرمایا کہ یہ تو ظاہری خزانوں کا حال ہے رہے باطنی خزانے تو آسمان اور زمین ملک و ملکوت کی جانیں حضور کو معلوم ہیں سلہ

مصطفیٰ تم کو نہیں اپنے خزانوں کی خدا نے ۔۔۔ سرکار کیا مالک و مختار بنایا

سلہ یعنی تمہیں یہ خطرہ نہیں کہ تم سارے یا تم جیسوں کافر ہو جاؤ لہٰذا یہ زبان حال اس کے خلاف نہیں کہ حضور اللہ کے بعد چند لوگ مرتد ہو گئے (مرقات) سلہ امام نووی فرمایا کہ اس میں حضور کے بہت سے معجزات کا ذکر ہے کہ حضور اللہ نے بہت سی غیبی خبریں دیں جو بعینہٖ پوری ہوئیں ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُوُفِّیَ فِیْ بَیْتِیْ وَفِیْ یَوْمِیْ وَبَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَاِنَّ اللّٰہَ جَمَعَ بَیْنَ رِیْقِیْ وَرِیْقِہٖ عِنْدَ مَوْتِہٖ دَخَلَ عَلَیَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ وَبِیَدِہٖ سِوَاکٌ وَاَنَا مُسْنِدَۃٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہِ وَعَرَفْتُ اَنَّہٗ یُحِبُّ السِّوَاکَ فَقُلْتُ اٰخُذُہٗ لَکَ فَاَشَارَ بِرَاْسِہٖ اَنْ نَعَمْ فَلَیَّنْتُہٗ فَاَمَرَّہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ وَکُوْنُہٗ فِیْہَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں اور میرے دن میں اور میرے گلے اور سینہ کے درمیان وفات پائی[1] اور اللہ نے میرے تھوک اور آپ کے تھوک کو حضور کی وفات کے وقت جمع فرمایا کہ میرے پاس عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق آئے کہ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ میرے سینہ پر تھے میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عبدالرحمٰن کی طرف دیکھ رہے ہیں تو میں پہچان گئی کہ آپ مسواک چاہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے آپ کے لیے لے لوں تو آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں تو میں نے نرم کی پھر آپ پر مسواک سخت ہوئی میں نے کہا کہ کیا اسے آپ کے لیے نرم کر دوں تو سر مبارک سے اشارہ فرمایا کہ ہاں چنانچہ میں نے نرم کی تو حضور نے اسے نہایت قوت کے ساتھ اپنے سامنے کر لیا

[1] اس طرح وفات شریف کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سینہ پر تکیہ لگائے تھے اس وقت آپ کا سینہ عرش اعظم سے افضل تھا ؎

حبس کا پھر جو بھی کی آدم نے آرام گاہ بن کے حجرہ میں خاست تکیہ زاں ہیں جاگریں

[2] ام المومنین پر رب تعالیٰ کا بڑا احسان عظیم ہے کہ آخری فیض حضور انور کا انہیں اس طرح نصیب ہوا اس وقت آپ وہ جملات کہہ رہی تھیں جو عرش و فرش میں کسی کو میسر نہ تھی۔ خیال ہے کہ جیسے حضور انور کی نظر عبدالرحمٰن کے ہاتھ سے ہاتھ ملنا حضور کے قدم سے کسی کا سر ملنا اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ یونہی حضور کے لعاب دہن سے لعاب دہن ملنا بھی کوئی چھوٹی نعمت نہیں بلکہ بڑی نعمت ہے خصوصاً اس آخری وقت میں جبکہ حضور کے لعاب دہن بظاہر ختم ہو رہے تھے صرف حضرت ام المومنین ہی کو نصیب ہوا[3] یا عبدالرحمٰن کو دیکھ رہے ہیں۔ یا ان کے ہاتھ کی مسواک کو اور یہ دیکھنا محبت کی نگاہ سے ہے۔ [4] یہ جملہ شریف کی آخری سانسیں تھیں۔ اس وقت تکیہ شدید ہو گیا تھا اس لئے زبان شریف سے ادا نہیں فرمایا۔ بلکہ سر مبارک کی بلکہ جنبش سے [5] فرمایا [6] یعنی اے اللہ تو ہی سب سے اعلیٰ ہے اے آپ اپنے منہ سے ہمارا ذکر نہ کر سکے خیال رہے کہ مقبولوں کا ہر کام عبادت ہوتا ہے روزہ نہ رکھنا جہاد نہ کرنا اس کی بہت قوی مثالیں ہیں۔ [7] اسی لیے کہ جب

مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

تھا جس میں پانی تھا۔ پھر آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے پھر انہیں منہ پر پھیرتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بیشک موت کی بہت سختیاں ہیں پھر اپنا ہاتھ کھڑا کیا پھر فرمانے لگے کہ اوپر والے ساتھیوں میں حق کہ جان شریف قبض کر لی گئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا (بخاری) اور انہی سے روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہیں بھیجا جاتا کوئی نبی مگر انہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے۔

دو لفظ سے کہ مرنے والے ہیں ان کی صفات کی ہی مدد کیا کریں گے۔

شرح جانکنی کے وقت حرارت اسلام بہت بڑھتی ہے۔ اس لئے اس وقت ٹھنڈا پانی پلایا جاتا ہے اور ٹھنڈا پانی بھی کیا جاتا ہے کہ پانی کے ٹھنڈک سے تکلیف ہوتی ہے حضور نے اپنے منہ پر پانی پھیرنا اس لئے اختیار فرمایا کہ امت کو اس عمل کی تعلیم ہے۔ سکرات جمع ہے سکرۃ کی بمعنی غشی نشہ موت کی تختی کو سکرات اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے بیہوش کر غش پر غش آتے ہیں چونکہ موت کی سختی کئی قسم کی ہوتی ہے اس لئے سکرات جمع استعمال فرمایا جان کی رگ رگ سے جان کا نکلنا مراد نہیں حضور پر یہ سختی سارے امت کے لیے تھی لیکن ظاہر کرنا مقصد ہے کہ کوئی شخص اس سختی سے گھبرا کر یہ نہ کہے کہ جب حضور کو سکرات کی یہ شدید تکلیف ہوئی تو ہم کیا چیز ہیں۔ اس لئے یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو تکلیف دہ چیزوں کے برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ اللہ کے ذکر سے جی آتا ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب یہ کلمات اس لئے استعمال کئے ہیں کہ کلمہ طیبہ ہم الوہیت کا اقرار ہیں ہمارے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی ہمارا حاجت روا مشکل کشا نہیں۔ اللہ کے سوا کوئی ہمارا داتا نہیں کہ ہم اس کے سوا کسی کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔ اللہ کے سوا کوئی ہمارا مالک نہیں کہ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت کریں۔ اللہ کے سوا کوئی ہمارا مدبر نہیں کہ ہم اس کے سوا کسی کی تدبیر پر بھروسہ کریں۔ اللہ کے سوا کوئی ہمارا رازق نہیں کہ ہم اس کے سوا کسی کی روزی پر نظر رکھیں۔ اللہ کے سوا کوئی ہمارا مشکل کشا نہیں کہ ہم اس کے سوا کسی کو مشکل کشا سمجھیں۔ اللہ کے سوا کوئی ہمارا مقصود نہیں کہ ہم اس کے سوا کسی کو مقصود بنائیں۔ اللہ کے سوا کوئی ہمارا محبوب نہیں کہ ہم اس کے سوا کسی سے محبت کریں۔ اللہ کے سوا کوئی ہمارا مطلوب نہیں کہ ہم اس کے سوا کسی کی طلب کریں۔ اللہ کے سوا کوئی ہمارا معبود

وَكَانَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهَا تَحْتَهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَعَ
الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ
فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلَى
أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا أَبَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَاهُ
مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا أَبَاهُ إِلَى جِبْرَئِيلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ

اور آپ اپنے اس مرض میں تھے جس میں وفات دیئے گئے تو آپ کی سخت خرخراہٹ تھی پس میں نے آپ کو کہتے سنا کہ ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ تو میں نے جان لیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا (مسلم، بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ پر بے ہوشی چھانے لگی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آہ کے بعد تمہارے باپ کو تکلیف اب کبھی نہ ہوگی پھر جب وفات پائی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہائے ابا جان آپ نے اپنے رب کا بلاوا قبول کر لیا ہائے ابا جان آپ کا مقام تو جنت الفردوس ہو گیا ہائے ابا جان ہم جبریل کو تعزیت دیتے ہیں پھر جب دفن کیے گئے۔

لہ مجھ پر بے ہوشی آ کے شدت سے یعنی کھانسی یا خراٹا یا غرغرہ یعنی گہری سانس جو تکلیف سے لی جاوے جسے اردو میں سسکی کہتے ہیں یعنی آخری سانس۔ سے یعنی خدایا اب میں دنیا میں رہنا نہیں چاہتا بس تیرے ان مقبول بندوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں یا اللہ ہم گنہگاروں کو بھی ان مقبولوں کی جماعت نصیب فرما ؎

گر تجھ کا ساتھ نہ جائے پھر تو کچھ نجات ہو جائے

سے یعنی رب العالمین نے حضور انور کو اختیار دے دیا اور حضور نے ہم سے منہ موڑ کر ان حضرات کی جماعت قبول فرمائی اب حضور کی روانگی ہے۔ حضور کا یہ کلام رب کے فرمان کا جواب ہے۔ سے کرب سے زیادہ شدت مرض ہے یا بے ہوشی یا سخت تکلیف جس سے غشی آ جائے۔ سے یعنی اب میں یہ کر دوں آپ کی تکلیف مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ ذبح کرنے یا اپنے پر لینے سے مجبور ہوں۔ سے یعنی اے بیٹی تیرے باپ پر بس یہ آخری تکلیف ہے۔ اس کے بعد کبھی تکلیف نہ ہوگی کیونکہ اب میں دار التکلیف سے دار الراحت میں جا رہا ہوں جہاں راحت ہی راحت ہے۔ سے یعنی ابا جان آپ نے ہم کو کس پر چھوڑ دیا۔ اپنے رب کا بلاوا قبول کر لیا اب میں کہاں جاؤں کیسے پاؤں کہ آپ کو پھر دیکھ سکوں۔ سے یعنی آپ تو جنت کو سدھار گئے ہم کو یہاں تڑپتا چھوڑ گئے ہم حضرت جبریل کو آپ کی خبر وفات سنائیں جن کا اب زمین پر آنا

فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَلْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا بِقُدُومِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ مَا رَأَيْتُ يَوْمًا كَانَ أَتَمَّ

ترجمہ: فاطمہ (علیہا السلام) کو اے انس کیا تمہارے دلوں نے گوارا کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو۔ (بخاری) دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حبش نے اپنے نیزوں سے کھیلتے تھے آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں۔ (ابوداؤد اور دارمی کی روایت میں یوں ہے کہ میں نے کوئی دن نہ

دیکھا تھا کہ ہو گیا۔ مسئلہ یعنی اے انس تم نے کس طرح اور کیوں کر سے حضور انور پر تیز کی مٹی ڈالا اور تم نے کیسے اس چاند کو قبر میں چھپایا تم سے یہ کیسے برداشت ہوا۔ خیال رہے کہ سیدہ کے یہ الفاظ غم تو مرحبا بہ صبری بلکہ حضور کے فراق پر بے چینی ہے جو بذات خود عبادت ہے نور ہے کہ میت کے ایسے اوصاف بیان کئے جائیں جن کا کسی کو نہ ہو اور بیٹا جائے۔ بے صبری یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی شکایت کی جائے۔ جناب سیدہ ان دونوں سے محفوظ ہیں یہ بھی خیال رہے کہ دنیا میں پانچ حضرات بہت رو گئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فراق جنت میں حضرت یعقوب علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام خوف خدا میں حضرت فاطمہ زہرا فراق رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں حضرت امام زین العابدین واقعہ کربلا کے بعد حضرت حسین کی پیاس یاد کر کے جناب سیدہ زینب فرماتی تھیں ؎

صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیالیا

پھر پڑیں ایسی مصیبتیں مجھ پر اگر وہ روشن پر پڑتیں تو وہ شب تاریک بن جاتے۔

؎ مسئلہ یعنی جو ناجائز و ممنوع روایات میں بنا بر ہم ہے یعنی حضور انور کی تشریف آوری کی خوشی میں مدینہ منورہ میں رہنے والے حبشی لوگ نیزہ بازی یا خنجر بازی کرتے تھے کہ نیزے یا خنجروں کو لے کر یہ لوگ ناچتے کودتے تھے۔ اپنے کرتب دکھاتے تھے معلوم ہوا کہ خوشی میں ناچنا کودنا گانا بجانا کھیل کود کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ سے ثابت ہے۔ عید میلاد کے موقع پر جلوس نکالنا، اور جلوس کے آگے تلوار نیزہ گھما کر پٹا دغیرہ کھیل کر کرتب دکھانا سب جائز ہے۔ جس طریقہ سے حضور کی خوشی کی جائے درست ہے۔ اس موقع پر نبی خاندان کی بچیاں دف بجاتی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے گاتی تھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف میں شریک ہونا اللہ اور رسول کی عبادت ہے۔

وَلَا أَظْلَمَ مِنْ يَوْمٍ مَاتَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَمَا نَفَضْنَا أَيْدِيَنَا عَنِ التُّرَابِ وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا، وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

اور نہ بہت تاریک دیکھا اس دن سے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب وہ دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز چمک گئی پھر جب وہ دن ہوا جس میں حضور نے وفات پائی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی اور ہم نے مٹی سے اپنے ہاتھ نہ جھاڑے حالانکہ ہم حضور کے دفن میں مشغول تھے حتی کہ ہم نے اپنے دلوں کو بدلا پایا۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ

صلے یہ عبارت بالکل ظاہر معنی پر ہے۔ اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں واقعی اس دن سورج نکلا تھا جو سب بھی تھی مگر مدینہ میں بھی تاریکی اور سیاہی تھی اور جو سب میں بھی وفات شریف کا اثر ہر ایک دیوار پر ظاہر تھا۔ یہ غلط احساس نہ تھا کیوں نہ ہوتا کہ یہ فراق رسول کا دن ہے جیسے قیامت تمام عالم میں کے ساتھ سارا عالم سرخ خونی رنگ تھا اور جو پتھر وغیرہ اٹھایا گیا اس کے نیچے خون نکلا۔ صلے یہ چمک جو سب سے بھی بلکہ تمام نور انبیاء تھی۔ جو یہاں نہ لیں سکتی صرف دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے جیسے قیامت میں نورانی چمک ہوگی ارشاد فرماتا ہے وَاشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا آج بھی بعض اہل بصیرت حضرات کو کبھی یہ تجلی ربیع الاول کی بارہویں تاریخ دن میں بھی اور شب قدر میں نظر آتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس دن وہ تجلی سب کو نظر آتی تھی۔ یہ کرامت والے کو نظر آتی ہے یہاں مرات نے فرمایا کہ یہ چمک محسوس تھی صلے یعنی ابھی ہم حضور انور کے دفن سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ہمارے دلوں میں وہ نورانیت، صفائی، نرمی، رقت اللہ نہ رہی جو حضور کی حیات شریف میں تھی کیونکہ اب وحی آنا بند ہوگئی حضور کے جمالی کا مشاہدہ ختم ہوگیا تعلیم و تائید ظاہری انتہا کو پہنچ گئی ادھر وفات دانستہ طرح کا دیانی حادث۔ تصدیق میں فرق آنا مراد نہیں۔ خیال رہے کہ حضور سب کچھ دے گئے مگر یہ دولت ساتھ لے گئے جس سے لوگ صحابی بنتے رہتے۔ اس لئے تا قیامت صحابی، تابعی، قاضی، فقیہ بنتے رہیں گے مگر صحابی نہ بنیں گے۔ کیونکہ صحابی بنانے والی چیز قرآن اور حضور میں جیب گئی ہے

خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا اس کا　　خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا اس کا

ہم خواب میں دیدار کو بھی ترس گئے ہے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوْا فِیْ دَفْنِہٖ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَالَ مَا قُبِضَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّدْفَنَ فِیْہِ اِدْفِنُوْہُ فِیْ مَوْضِعِ فِرَاشِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو آپ کے دفن میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ تو ابوبکر صدیق نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ہے کہ اللہ نے کسی نبی کو وفات نہیں دی مگر اس جگہ جہاں ان کا دفن کیا جانا پسند تھا آپ حضور کو آپ کے بستر کی جگہ میں ہی دفن کرو ۵ (ترمذی) ۵ تیسری فصل

ہم آئے خواب میں ہم پنہاں تلوار سے ان لیتے ۔۔۔ ہم اپنی صوفی تربت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے

۱ چنانچہ بعض صحابہ نے کہا کہ حضور کو مکہ معظمہ میں دفن کیا جاوے۔ بعض نے کہا بیت المقدس میں جہاں حضرات انبیاء کرام سو رہے ہیں بعض نے کہا کہ مدینہ منورہ میں حضرت البقیع میں۔ (اشعۃ المعات) بلکہ بعض نے کہا کہ حضور کو دفن کیا ہی نہ جاوے (مرقات) تاکہ قیامت لوگ اس چاند کو دیکھتے رہیں۔ ۲ صحابہ نے پہلے تو حضرت صدیق سے پوچھا کہ کیا حضور کو دفن کیا جاوے گا فرمایا ہاں پھر پوچھا کہ کہاں فرمایا وہاں ہی جہاں وفات ہوئی ہے (شمائل مرقات) ۳ یعنی جس جگہ اللہ تعالیٰ کو یہاں رسول کو دفن ہونا پسند تھا وہاں ہی ان کو وفات دی گئی۔ لہٰذا ادب کا یہی پسند ہے کہ حضور انور حضرت عائشہ کے حجرہ میں دفن ہوں تاکہ آپ سے جگہ کو عزت ملے کہ یہ جگہ سے آپ کو عزت نہ ملے۔ خیال رہے کہ حضرت عمر نے بھی کہا تھا کہ مجھے غسلیں پہنچا کر وفات دی جاوے۔ چنانچہ وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی اور آپ کا دفن واقع ہوئے یوسف علیہ السلام اگرچہ مصر میں دفن ہوئے اپنی جائے وفات میں پھر چار سو برس کے بعد آپ کا تابوت فلسطین لایا گیا۔ یعقوب علیہ السلام زندگی شریف میں فلسطین پہنچے پھر وہاں وفات پاکر دفن ہوئے۔ لہٰذا ان واقعات سے اس حدیث پر اعتراض نہیں ہو سکتا کہ یہ حضرات اپنی وفات کی جگہ دفن ہوئے یا یہ کہو کہ نبی جس جگہ وفات پائیں اس جگہ ان کا دفن ہونا بہتر ہے۔ اگر اور جگہ دفن کر دیئے جائیں تو حرج نہ ہوگا۔ غرضکہ یہاں ذکر بہتری کا ہے نہ کہ واقع کا۔ ۴ حضور کی خصوصیت ہے کہ حضور انور اپنے گھر میں دفن ہوئے کیونکہ آپ کا گھر آپ کی وفات کے بعد کسی وارث کی ملک نہ رہا بلکہ وقف ہو گیا۔ اور وقف میں قبر بنائی جا سکتی ہے۔ پھر حضرت صدیق و فاروق اس وقف خطہ جگہ میں حضور کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ہم لوگ اپنے گھر میں دفن نہیں ہو سکتے۔ یونہی ہم مسجد میں دفن نہیں ہو سکتے کہ مسجد اور تم کا وقف اور قبر کی تم کو وقف ۵ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس کی سند میں عبدالرحمٰن ابن ابوبکر ملیکی ضعیف ہے (مرقات) اگرچہ ضعف ترمذی کے لئے ہے۔ صدیق اکبر کے لئے نہیں کیونکہ یہ حدیث دوسری اسنادوں سے بھی مروی ہے۔ مالک نے یہ حدیث ایسی روایت کی کہ حضور کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے کہا کہ حضور کو سبز شریف کے پاس دفن کرو۔ بعض نے کہا کہ بقیع میں تب جناب صدیق نے یہ فرمایا اور حجرہ عائشہ صدیقہ میں قبر کھودی گئی (مرقات)۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ إِنَّهُ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَشَخَصَ بَصَرُهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى قُلْتُ إِذًا لَا يُخَيِّرُنَا قَالَتْ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ فِيْ قَوْلِهِ أَنَّهُ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ آخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلُهُ اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تندرستی میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو وفات نہیں دیتا حتیٰ کہ انہیں ان کا جنتی مقام دکھا دیا جائے۔ پھر انہیں اختیار دیا جائے۔ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضور پر نزع طاری ہوا اور آپ کا سر میری ران پر تھا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی پھر افاقہ ہوا تو اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی پھر فرمایا الٰہی میں نے اپنے ساتھی قبول کیے تو میرا دل کہ آپ ہمیں اختیار کریں گے فرماتی ہیں کہ میں سمجھ گئی کہ یہ وہی حدیث ہے جو حضور ہم کو اپنی تندرستی میں خبر دیتے تھے کہ اللہ کے نبی کو کوئی نبی وفات نہیں دیا جاتا حتیٰ کہ اسے اس کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے پھر اختیار دیا جاتا ہے جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ آخری بات جو حضور نے کی وہ یہی تھی کہ میں نے اپنے اوپر کے ساتھی قبول کیے (مسلم و بخاری)

شرح: ظاہر یہ ہے کہ یہ وہی اختیار ہے جو انہیں اختیار دیا جاتا ہے اور یہ اختیار دینا ان کی عزت کے اظہار کے لیے ہوتا ہے تاکہ وہ اپنے رب کے وقت کو جانتے ہیں اور وہ حضرات دنیا ہی اختیار کرتے ہیں جو رب کا فیصلہ ہے۔ شرح ۲ پہلے حضرت عزرائیل جناب عائشہ صدیقہ کے گھر میں داخل ہوئے آپ کے سینہ پر تھپڑ مارا جس سے آپ کانپ گئیں تکلیف ہوئی ہے اس لیے میں نبی کو رحم کے وقت اختیار دیا گیا اور سر شریف ران مبارک پر رکھا گیا۔ حدیث اس کو متعدد حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ حضور کی وفات ہوئے پندرہ گھنٹے کے درمیان ہوئی شرح رفیق اعلیٰ اللہ کے ساتھیوں کے متعلق پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ بعض شارحین کا خیال ہے کہ حضور کے چار ساتھی ہوں گے یعنی خلفاء راشدین اور چار ساتھی آسمان کے حضرت جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام یہاں رفیق اعلیٰ سے وہ مراد ہیں۔ واللہ اعلم بمرادہ۔

شرح یعنی اس حدیث کا مطلب اب سمجھ آیا ہے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا زَالَ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السُّمِّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں فرماتے تھے جس میں وفات پائی کہ اے عائشہ میں اس کھانے کا اثر پاتا رہتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا[1] اور یہ وہ وقت ہے کہ میں اپنے دل کی رگ کا ٹوٹنا اس زہر سے محسوس کر رہا ہوں[2] (بخاری) روایت ہے ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آیا[3] اور گھر میں کچھ لوگ تھے جن میں حضرت عمر ابن خطاب بھی تھے[4] تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] یعنی ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت میں بہم کر زہر کھلا دیا تھا خیبر میں۔ اس وقت سے 5 سال برس اس زہر کا اثر ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ اس وقت وفات ہونا حضورؐ کا معجزہ تھا ہر سال تکلیف ہوتے رہنا حضور کے اجر کثیر حاصل کرنے کے لئے تھا کہ ہر سال آپ کو تکلیف کا ثواب ملتا رہا۔

[2] ابہر پاخانہ کی رگ کو کہتے ہیں یا گردن کی رگ کہ اور شہ رگ جو سر سے پاؤں تک پھیلی ہوئی ہے اور دل سے کی رگ کا ٹوٹ جانا موت کا باعث ہوتا ہے۔ اس وقت وہ زہر ٹوٹنا کہ آپ کو شہادت حکمی حاصل ہو موت نہیں ہے۔ تو فکر حضور الدکی وفات زہر کھا کر کرنے سے ہوئی اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق کی وفات اس وقت سانپ کے زہر لوٹ آنے سے ہوئی جس نے حضرت کی رات خیبر میں آپ کو کاٹا تھا حضرت صدیق کو ثانی الرسول کا درجہ حاصل ہے کہ آپ کی وفات بھی حضور الدکی وفات کا نمونہ ہے پیر کے دن حضور کی وفات اور پیر کا دن گمار کر شب میں حضرت صدیق کی وفات۔ حضور کی وفات کے دن شب کو چراغ میں تیل نہ تھا۔ حضرت صدیق کی وفات کے وقت گھر میں کفن کے لیے پیسے نہ تھے رضی اللہ عنہ۔

[3] یعنی زمانہ وفات قریب آیا پردہ اقدس حجرات کے دن کا ہے اللہ تعالیٰ شریف لے شنبہ یعنی پیر کو ہے۔ تو یہ واقعہ وفات سے پانچ دن پہلے کا ہے۔

[4] یہ تمام حضرات حضورؐ کی عیادت کے لئے آئے تھے۔ اسی عیادت میں حضرت ابن عباس حضرت علی وغیرہم بھی تھے رضی اللہ عنہم۔

قُمُوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ

(وہیں) تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی نہ بہکو تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تم کو اللہ کی کتاب کافی ہے تو گھر والے اختلاف کر بیٹھے جھگڑنے لگے ۔

سلہ خیال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین چیزوں سے معصوم ہیں گناہ سے خصوصاً جھوٹ سے شرعی احکام بدلنے سے ۔ شرعی حکم چھپانے سے اور مخلوق تک نہ پہنچانے سے ۔ حتیٰ کہ جب حضور انور پر جاں کنی تھی تب بھی آپ کوئی عبادت کوئی حکم شرعی نہ بھولے اور نہ تبدیل فرمایا تھا اب آخر جو حکم لکھنا چاہتے تھے وہ وہی تھا جو تمہ حق شریف میں بیان کر چکے تھے کوئی نئی چیز نہ تھی اس میں گفتگو ہے کہ حضور نے اس وقت کیا لکھنا چاہتے تھے بعض کے نزدیک خلافت کی تاکید ۔ لونڈی غلاموں سے اچھا سلوک یا نماز بعض کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق کے لیے خلافت نامہ جس کا ذکر ایک بار حضورؐ نے عائشہ صدیقہ سے کیا بھی تھا کہ ابوبکر یا کوئی اور ان کے لیے خلافت لکھ دوں پھر فرمایا چھوڑو کوئی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ اور مسلمان ابوبکر کے سوا کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے پھر علی جو پر آپ کو خلیفہ بنا بھی دیا کہ اپنے مصلے پر امام بنا کر کھڑا کر دیا ۔ یہ امامت صغریٰ آپ کی امامت کبریٰ کی دلیل ہے ۔ جیسے کہ کسی بزرگ کا اپنے کسی خلیفہ کو دستار بندی کر دینا سجادہ پر بٹھا دینا ۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کی خلافت لکھنا چاہتے تھے مگر عمرؓ کی کوئی دین نہیں اگر یاد داشت ہوتا تو حضور کی زندگی میں ضرور لکھواتے نیز ابھی خلافت میں پانچ دن باقی تھے اس دن میں زیادہ دیتے ۔ یا لکھوا دیتے ۔ نیز شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کی خلافت قطعی اور منصوص ہے کہ خیبر پر حضور انور نے انہیں جھنڈا خلیفہ مقرر کر دیا تھا ۔ اس صورت میں شیعہ حضرات کی یہ توجیہ درست نہیں

سلہ یہ حضرت عمرؓ کی قوت اجتہاد ہے کہ آپ سمجھ گئے کہ حضور کا یہ حکم شرعی نہیں ہے بلکہ مشورہ ہے اور حضور انور خود ہی کوئی چیز لکھوائیں گے جو پہلے حضور نے ہم کو زبانی سمجھا دی ہے ۔ محض زبر کرنا ہے ۔ اس لطیف نکتہ کے باوجود لکھوانے کا ارادہ فرمایا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے حضور سے سب کچھ سیکھ لیا ہے اب حضور اس تکلیف کی زحمت نہ فرمائیں ۔ بلکہ یہ عرض حضور کے حکم کی مخالفت نہیں ۔ رب تعالیٰ نے فرشتوں کو ایک خلیفہ کے تقرر کا اعلان فرمایا تو فرشتوں نے یہ عرض نہیں کیا بلکہ اپنا راستہ پیش کر دیا کہ ہم کو ہی خلافت دیں یا آپ کی مخالفت نہ تھی بلکہ مشورہ میں راستہ پیش کرنا تھا ۔ اس فرمان کا مقتضا یہ بھی ہے کہ اے گروہ صحابہ ہم کو قرآن مجید کافی ہے ۔ حدیث شریف کی روشنی میں حضور نے سارا قرآن تم کو سمجھا دیا ہے ۔ اس سے حدیث کا انکار مقصود نہیں سلہ اہل بیت سے مراد اس گھر میں موجود لوگ ہیں یا ازواج یا اولاد مراد نہیں ۔ اختلاف سے مراد یہ ہے کہ بعض نے کہا کہ کاغذ دوات قلم لاؤ بعض نے کہا کہ رہنے دو یعنی اختلاف رائے تھا لڑنا بھڑنا مراد نہیں ۔

يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغْطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةِ سُلَيْمٰنَ ابْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ

بعض کہتے تھے کہ پیش کردو تاکہ تمہارے لیے رسول اللہ صلعم تحریر لکھ دیں بعض تھے جو وہ ہی کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہا پھر جب انہوں نے شور اور اختلاف زیادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ عبیداللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کہتے تھے کہ پوری مصیبت وہ تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تحریر فرمانے کے درمیان حائل ہوگئی ان کے اختلاف اور ان کے شور کی وجہ سے۔ اور سلیمان ابن ابی مسلم احول کی روایت میں ہے کہ

سلہ لغط، آواز جس کے الفاظ سمجھ میں نہ آئیں۔ جب چند شخص بہ یک وقت بولیں تو یہی حال ہوتا ہے۔ خیال ہے کہ اس وقت ان لوگوں میں سے کوئی بھی شعور نہیں رکھتا تھا، بلکہ چند بلند آوازیں سن کر شور مچ گئیں۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے، یا یہ اونچی آواز سے بولنا فریضۃ تھا بے ادب کے طور پر نہ تھا۔ جیسے حضور کے سامنے اذان یا اعلان بلند آواز سے کرنا۔ لہٰذا صحابہ کرام کا یہ عمل اس آیت کے خلاف نہیں لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی یہ بھی خیال رہے کہ اس حضرات صحابہ کا یہ اختلاف اجتہادی اختلاف تھا جیسے حنفی شافعی کا اختلاف۔ لہٰذا صحابہ ظاہری الفاظ حدیث کی بنا پر کہتے تھے کہ کاغذ قلم لاؤ اور بعض صحابہ بمقصد حدیث پہچان کر کہہ رہے تھے کہ رہنے دو حضور سب کچھ بتا چکے ہیں، اب اس شدت مرض میں حضور کو تکلیف لکھنے کی نہ دو اگر یہ کام گناہ ہوتا تو حضور ان سب سے تو بہ کرا لیتے بلکہ آیت تو بہ ان کے لیے آجاتی، جیسے سب نے فرمایا ان تتوب الی اللہ فقد صغت قلوبکما یہ ان کی حضور کے سامنے گناہ کار حضور کو سمجھانے کا حکم دیا۔ سلہ یعنی ہم کچھ نہیں لکھتے تم سب یہاں سے چلے جاؤ معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا یہ کہنا کہ حضور نے ہذیان فرمایا اور کچھ لکھوانا نہیں تو حوالہ فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کا یہ کہنا ناجائز تھا سلہ آپ عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود ہذلی ہیں جن حضرت عبداللہ بن مسعود کے بھتیجے ہیں تابعی ہیں فقیہ ہیں، حدیثیں بہ حدیث آپ نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اس روایت کے آپ ہی راوی ہیں سلہ حضرت ابن عباس کی مراد یہ تھی کہ حضور اور اس کی امت کے لیے تھی کہ حضور اور حضور لکھ دیں اس لیے آپ یہ فرما رہے ہیں خیال رہے کہ حضرت ابن عباس بھی اس عمل کو گناہ یا مکروہ قرار نہیں دیتے بلکہ صرف فوت ہونے پر روتے ہیں۔ سلہ آپ ابن ابی نجیح کے ساتھ ہیں تابعی ہیں

اِبْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكَا حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهٗ الْحَصٰى
قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ قَالَ رَشَدَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ فَقَالَ اِئْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ
اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَاْنُهٗ اَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ
فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا

کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہائے مصیبت کا دن اور کیا ہی تھا مصیبت کا دن پھر آپ رونے سے حتیٰ کہ آپ کے آنسو نے کنکر تر کر دیئے میں نے کہا اے ابن عباس مصیبت کا دن کیسے ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بیماری سخت ہو گئی تو فرمایا کہ میرے پاس کندھے کی ہڈی لاؤ میں تمہارے لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی بہکو گے نہیں مگر لوگ جھگڑ پڑے نبی کے پاس جھگڑا نہیں چاہیئے تھا تو لوگ بولے کہ حضور کا حال مبارک کیا ہے کیا آپ پر ذہول کی باتیں کر رہے ہیں آپ سے پھر پوچھنا چاہا تو آپ سے بار بار پوچھنے لگے تو فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو جس میں

اس حدیث کی بعض روایات سے کچھ ایک اور دن ہیں ۱۲ سلہ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ وفات شریف سے پانچ دن پہلے یعنی جمعرات کا ہے وفات شریف پیر کے دن ہے آپ کا بیمار ہونا ۲۹ صفر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاق میں تھا محبوب کی وفات کے صدمہ کی برسات یاد آتی ہے۔ اور رونا آتا ہے ایک بچہ کو حکم سے پانی سے منع کر دیا تھا۔ بچہ فوت ہو گیا تو ماں اس پانی بند کرنے کو یاد کر کے روتی تھی۔

سلہ ۱۲ بینی فرماتے سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ ذکر تھا ۱۲ وہم و نسیان صرف غیر مناسب تھا پھر آپ کا یہ اعتراض لوگوں پر ہے اور کہنے والوں پر بھی زیادہ کہنے والے پر بھی کیونکہ تمام تر دلیلوں سے ثابت کیا تھا۔ سلہ ۱۲ ہجر کے معنی ہیں چھوڑنا اسی سے ہے ہجرت اور ہجران۔ اصطلاح میں اس لفظ کے چند معنی ہیں۔ ہذیان۔ فحش کلام۔ خواب میں بڑبڑانا۔ بیہوشی یا فشار میں کلام یعنی بیہودہ باتیں کرنا کہ ان سب میں انسان عقل چھوڑ کر باتیں کرتا ہے۔ یہاں آخری معنی مراد ہیں۔ یعنی حضور نور سے پوچھو کیا واقعی آپ کا عقل ٹھکانہ ہے ہیں یا غشی کی حالت میں یہ کلمہ فرما رہے ہیں۔ ان حضرات کو تعجب یہ تھا کہ حضور نور نے حیات شریف میں ہم کو سازدین بتا دیا۔ سمجھا دیا اب کوئی بات باقی ہے جس پر بیمار ہدایت موقوف ہے جواب لکھی جاوے گی۔ شاید آپ مرض کی غشی میں یہ فرما رہے ہیں بعض علماء دین کہتے ہیں کہ ہجر بمعنی ہذیان اگر اس سے اور ان لوگوں نے حضور پر کی سخت توہین کرتے ہوئے یہ لفظ بولا مگر یہ لفظ سے مگر لوگ لے رسالے اور رسالہ حاضر ہوتے والے دانت کاٹنے ہو جاتے ہیں کیا حضرت عمر دیوبند اور ابن عباس ان کے ٹھاٹھ ہو جاتے سے ہیں گئے گزرے سے تھے جس نے توہین کرنے والے رسالہ کو قتل کر کے بھائی پال پر حضرات ایسی توہین سنتے رہے اور ہوش رہے نعوذ باللہ معلوم ہوا کہ یہ لفظ توہین کا نہ تھا بعض تاریخین نے فرمایا کہ حضور سوال

تَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ فَاَمَرَھُمْ بِثَلٰثٍ فَقَالَ اُخْرُجُوا الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَاَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا کُنْتُ اُجِیْزُھُمْ وَسَکَتَ عَنِ الثَّالِثَۃِ اَوْ قَالَھَا فَنَسِیْتُھَا قَالَ سُفْیَانُ ھٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَیْمَانَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْ

جس مقصد کی طرف وہ ہمیں بلاتے ہیں اس سے اچھا ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو پھر ان کو تین چیزوں کا حکم دیا کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالو اور وفود کو ان کا حق دو جیسا کہ انہیں ہم دیا کرتے تھے اور تیسری سے خاموشی فرمائی یا حضور نے وہ بات کی مگر میں بھول گیا شفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان کا قول ہے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے جناب عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فرمایا کہ ہم کو

انکار کیا ہے اور دعوت سے کفر کرنے والوں سے ہے یعنی تم ہم کو کافر بنانے سے انکار کرتے ہو کیا حضور غیر مکلف ہیں یہ حکم دینے میں حالانکہ حضور کا ہر کلام وحی الٰہی ہوتا ہے۔ سوتے میں ہو یا جاگتے میں حضور سے پوچھ کر دیکھ لو ۲ بار پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ حضور کے کلام کی قوت معلوم کریں یا کہ فرمان عالی حکم ہے یا مشورہ ہے۔ یعنی کیا حضور کا کلام ہے یا کہ اپنی طرف سے کوئی حکم دیں گے کہ کاغذ قلم دوات لاؤ تو حکم ہے فوراً حاضر کیا جاوے ۳ یعنی اگر دستور میں حضور ایسا فرمائیں اس کے بجا لانے کی تیاری کرو ہمیں تم لوگ مجھے اپنے اختلافات طے کرنے کی طرف بلاتے ہو تم چاہتے ہو کہ میرے حال پر چھوڑ دو۔ اس جواب عالی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کاغذ قلم لانے کا فرمان حکم نہ تھا ورنہ حضرت فوراً لانے کا حکم فرماتے کہ ضرور لانا ہم ضرور لکھوائیں گے پھر کسی کی کیا مجال تھی کہ کاغذ نہ لاتا یا لانے سے حیل کرتا حضور انور کو سارے عرب نے گھیر رکھا ہے ہر کام کا آپ سے دریافت کرنے کو ہجوم صرف ایک دن کے عرض کرنے سے کیسے رک سکتے تھے۔

۴ یہ بھی تین باتیں تھیں جو حضور انور لکھوانا چاہتے تھے۔ یہ تیسری بات میں پہلے بھی فرما چکے تھے اور اب بھی فرمایا لیکن میں کی تحریر ہوئی۔

۵ اس فرمان عالی کی تحقیق بابت اخراج یہود جزیرۃ العرب میں ہو چکی کہ عرب میں خصوصاً حجاز میں سوائے اسلام کے اور کوئی دین نہیں رہنا چاہیے غیر مسلم یہاں مستقل نہیں رہا کرتے۔

۶ یعنی قیامت تک کفار اپنی قوم کے نمائندہ بھیجا کریں اسلام قبول کرنے کے لیے یہاں آئیں علماء کو جو مسلمان ہماری قبر انور کی زیارت کرنے یا علم دین سیکھنے یہاں آئیں ان کی خاطر مدارات کرو جیسے ہم کرتے تھے کیونکہ وہ ہمارے اور رب کے مہمان ہیں۔

۷ بعض شارحین نے فرمایا کہ وہ تیسری بات یہ تھی کہ اسامہ ابن زید کے لشکر کو تیار کر کے جہاد پر روانہ کر دینا حضور انور اس لشکر کو تیار کر چکے تھے تیار ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ وہ تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنانا کہ اس کی پرستش کرنا اس کی تحقیق اس مقام پر ہو چکی (مرآت۔ اشعہ)

بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَ لَهَا مَا يُبْكِيكِ أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي لَا أَبْكِي أَنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالَى خَيْرٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ

ہم انہیں کے پاس سے چلے ہم ان کی ملاقات کریں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات فرماتے تھے تو جب ہم ان تک پہنچے تو رونے لگیں ان سے ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کہ آپ نہیں جانتیں کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہیں۔ لیکن میں اس لیے نہیں روتی کہ میں نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بہتر ہیں مگر میں تو اس لیے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی

۱؎ جناب ام ایمن کا نام شریف برکت ہے حبشہ کی تھیں، حضرت عبداللہ یعنی حضور کے والد ماجد کی لونڈی تھیں، حضور کی پرورش انہوں نے بھی کی ہے، حضور انور نے آپ کا نکاح حضرت زید ابن حارثہ سے کر دیا تھا۔ انہیں کے بطن شریف سے حضرت اسامہ ابن زید پیدا ہوئے۔ آپ جہاد میں جاتی تھیں مذہبیوں کی مرہم پٹی غازیوں کی خدمت کرتی تھیں۔ حضرت عمر فاروق کی خلافت سے تین دن بعد آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت زید ابن حارثہ حضرت خدیجہ کے بھتیجے کے غلام ہیں کہ حضور انور نے جناب خدیجہ سے انہیں مانگ لیا اور آزاد کر کے اپنا متبنیٰ بنا لیا (مرآۃ)

۲؎ یعنی حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم جناب ام ایمن کی ملاقات کے لیے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چلو ہم بھی اس سنت پر عمل کریں ان کی زیارت کریں معلوم ہوا کہ بزرگوں کی وفات کے بعد ان کے متعلقوں تمام رشتہ داروں کے دوستوں سے محبت کرنا بلکہ جو زیادہ حضرت سے تعلق رکھتے ہوں ان سے ملاقات کے لیے جانا سنت صحابہ ہے۔

۳؎ مشکوٰۃ کے تمام نسخوں میں نما انتہینا ہے جمیع مشکل سے تو اس میں حضرت انس بھی شامل ہیں یعنی حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے جو نسخوں میں ہے فلما اتیناہا یعنی جب وہ اور ہم ان کے پاس پہنچے ہر سہ حال ان بزرگوں کو دیکھ کر ام ایمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد آگئے کیونکہ یہ دونوں حضرات حضور کے ساتھ اور خاص محبوب درست تھے۔ بعد وفات متروکہ چیزیں ان کی دوستوں کے دوست دیکھ کر محبوب یاد آتا ہے اور لوگ رونے لگتے ہیں یہ رونا ایسا ہی تھا۔

۴؎ یعنی جہاں حضور اب ہیں وہ جگہ دنیا سے بہتر ہے کہ یہاں تکالیف تھیں وہاں آرام راحت ہے۔ یہاں مزدوری اپنے رب سے قریب خاص حاصل ہے۔ پھر تم اتنی بیقراری پر رو کر حق کیوں ہو؟

قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَأْسَهُ بِخِرْقَةٍ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ وَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى الْحَوْضِ مِنْ مَقَامِي هٰذَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا

آتا ہے جو ٹوٹ کر گرا ہے انہوں نے ان دونوں کو بھی رونے پر بھڑکا دیا وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ مسلم

روایت ہے ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں ہمارے سامنے آئے جس میں آپ کی وفات ہوئی ہم لوگ مسجد میں تھے آپ ایک کپڑے سے پٹی باندھے آئے تا حتیٰ کر منبر کی طرف تشریف لے گئے اس پر جلوہ فرما ہوئے ہم حضور کے پیچھے ہو گئے فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اپنی اس جگہ سے حوض کو دیکھ رہا ہوں پھر فرمایا کہ ایک بندہ پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی

لہ یعنی میرا رونا اپنی عمر رفتہ پر ہے کہ حضور کی وفات کی وجہ سے ہم رشد کی بہت فصلوں سے محروم ہو گئے۔ آیات قرآنیہ کا آنا بند ہو گیا۔ احادیث نبویہ کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ مسلمانوں کا اجتماع جاتا رہا حضور سب کچھ ہم کو دے گئے مگر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے گئے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد — روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اب حضرت جبریل کیوں آئیں گے اور کہاں آئیں گے ؎ یہ ہے سبب حضرت صدیق و فاروق اعظم بھی چھوٹ چھوٹ کر رونے لگے یہاں تو استرحام و قیامت تک رہے گا کہ کسے دیکھ کر کسے یاد نہیں آئے گا کس کے منہ سے آیات و احادیث کے پھول جھڑتے ہوئے دیکھیں حضرت جلال یہ ہی سوچ کر منبر چھوڑ کر روضہ شریف چلے گئے کہ اب ہم کس کی طرف شمار کر کے فرمان کہا کریں گے حالات یہ ہو گئی تھی کہ ؎

قافلہ سالار سفر کر گیا — قافلہ کا زیر و زبر کر گیا

ع حضور کا نماز اور اذان سے فرقہ انجمن بیداروں میں وفات شریف تک تیج بھی اور دوسرے دن سے پٹی باندھی تھی معلوم ہوا کہ دردمیں پٹی وغیرہ باندھنا توکل کے خلاف نہیں۔ اس میں سب قسمانی کی مشکلات ہے یہ تو دوا کا علاج ہے۔ ع یعنی ہم سب سے بڑھ کر منبر کے اوپر بیٹھے جو منبر تھے حضور کے پیچھے جو لوگ اور منبر شریف کے قریب جمع ہو کر بیٹھ گئے تاکہ وہ سامنے کلام مبارک سن سکیں یعنی اللہ کی کیا نظارہ ہوگا جیسے شمع کے ارد گرد پروانے جمع ہیں۔ ع اس فرمان عالی کے متعلق بھی کچھ پہلے عرض کیا جا چکا ہے حضور انور کا منبر شریف حوض کوثر کے بالمقابل ہے۔ حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر خبر دی کہ میں اپنا حوض کوثر یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ اس حیثیت سے حضور کی

فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ قَالَ فَلَمْ يَفْطِنْ لَهَا أَحَدٌ غَيْرُ أَبِي بَكْرٍ فَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ فَبَكَى ثُمَّ قَالَ بَلْ نَفْدِيكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَأَنْفُسِنَا وَأَمْوَالِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ هَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَيْهِ حَتَّى الْسَاعَةَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ قَالَ نُعِيَتْ إِلَيَّ نَفْسِي فَبَكَتْ قَالَ لَا تَبْكِي

تو اس نے آخرت کو اختیار کر لیا۔ فرماتے ہیں کہ یہ بات سوائے ابوبکر کے کوئی نہ سمجھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں پھر عرض کیا بلکہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ اپنی جانیں اپنے مال نثار کریں گے یا رسول اللہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ اترے پھر منبر پر اس گھڑی تک نہ کھڑے ہوئے۔ (دارمی) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب آیت اذا جاء نصر اللہ الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا فرمایا مجھے اپنی موت کی خبر دے دی گئی تو وہ روئیں تو فرمایا مت رو

نظر کا دوست ثابت ہوئی۔ ہماری نظر پہلے میں نگاہ بھالے تو سیکڑوں تک دیکھتی ہے تو میں کہ پھر قبر تک کی حدیثیں کہاں تک دیکھیں گے پھر یہ فرمایا کہ اس کے بعد میں حوض تو دیکھوں گا دیکھنے کا ثبوت تو ہے پھر چھپ جانے کا ثبوت نہیں۔

سلہ یہاں اصحاب رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہیں ہمیں سامنے تو اچھا عرض کیا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو دنیا میں رہیں۔ ہم دنیا کے زمانے آپ کو دے دیں یہاں تک کہ ہماری نسلیں کو سونا بنا بنا کر دیں ان کی نسلیں سے آپ کا ثواب آخرت بالکل کم نہ ہوگا۔ اگر آپ چاہیں تو ہمارے پاس تشریف لائیں۔ حضور انور کا ایک غلام اس وقت کھڑا تھا اس نے عرض کیا ابھی کچھ عرصہ حضور ہمارے پاس رہیں تاکہ ہم حضور سے نفع حاصل کریں آپ کے سایہ میں رہیں تب حضور انور نے جناب جبریل کی طرف تاجدارانہ نظر کی اور فرمایا کہ ہم ابھی جانا چاہتے ہیں (اشعۃ اللمعات)

سلہ سانقہ سے مراد بیگانگی ہے یا قیامت یعنی حضور اس گھڑی تک یا قیامت تک پھر منبر پر تشریف نہیں لائے بلکہ غائب و مانع ہو گئی۔

سلہ یعنی اے فاطمہ رونا کیسا کہ میرے وفات کی خبر دے دی گئی ہے۔ کیونکہ میرے دنیا پر تشریف لانے کا مقصد پورا ہو چکا یعنی دین کی تکمیل کر دی مکہ فتح کر کے بتوں سے پاک ہو جانا۔ چنانچہ گذشتہ آسمانی کتب میں لکھا تھا کہ رب تعالیٰ آخر الزمان کو وفات دے گا حتی کہ ان کے ذریعہ تمام ملت کو سیدھا کر دے گا۔ یہ کام ہو چکا اب ہمارے یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ رب کی تسبیح و حمد و خیر میں مصروف ہو جاؤں۔ جانے سفر کی تیاری ہے (لمعات)

فَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقًا بِي فَضَحِكَتْ فَرَاهَا بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ يَا فَاطِمَةُ رَأَيْنَاكِ بَكَيْتِ ثُمَّ ضَحِكْتِ قَالَتْ إِنَّهُ أَخْبَرَنِي إِنَّهُ قَدْ نُعِيَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ فَبَكَيْتُ فَقَالَ لِي لَا تَبْكِي فَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِي لُحُوقًا بِي فَضَحِكْتُ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَجَاءَ

کیونکہ میرے گھر والوں میں سے پہلے مجھ سے تم ملو گی تو آپ ہنس پڑیں کہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے دیکھ لیا تو انہوں نے فاطمہ سے کہا ہم نے تم کو دیکھا کہ تم روئیں پھر ہنس پڑیں تو آپ بولیں کہ حضور نے مجھے خبر دی کہ آپ کی وفات کی خبر دی گئی تو میں رونے لگی تو فرمایا مت رو کیونکہ تم میرے سب گھر والوں سے پہلے مجھ سے ملو گی تو میں ہنس پڑی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح تا آخر اور.....

لہ اس فرمان نانی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا حضور علیہ السلام کی اہل بیت میں سے ہیں۔ ازواج پاک اہل بیت سکونتہ میں آپ اہل بیت نبوت اور سید ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا کے وفات وقت کی بھی خبر دی اور طریقہ وفات کی بھی بعد وفات ان کے مقام کی بھی یعنی جنت میں سب گھر والوں میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہوگی تم کو ایمان پر خاتمہ کے ساتھ ان کا سیالی عطا ہوگی۔ لہٰذا مقام میرے پاس ہوگا یہ ہے حضور کا علم غیب کل کہ علوم غیر پر بھی مطلع فرمایا گیا ہے ؎

خدا مطلع ساخت پر جو غیب ۔۔۔ علی کل شئ قدیر آمدی ؎

لہ سبحان اللہ حضرت فاطمہ زہرا کے لیے موت عید ہوگئی پہلی وفات کی خبر پر خوشی منا رہی ہیں کیوں نہ ہو یہ وفات بعض کی علامات کا بدیہ ہے۔ اس لئے بزرگوں کی وفات کو عرس کہتے ہیں یعنی دولت اس کا ماخذ حضرت فاطمہ کی یہ خوشی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

لہ اس حدیث سے معلوم ہوا بات کرنے سے حلال کرنے والی چیزیں حلال ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ رسول حضرت عائشہ صدیقہ کے لیے تھا ہو سکتا ہے کہ سوال تو حضرت عائشہ نے کیا ہو مگر ازواج پاک بھی سوال میں شریک ہو گئی ہوں۔ لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔

لہ خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا نے بغیر حضور علیہ السلام کے ہرگز فراق کے صدمے اٹھائے۔ آپ کی وفات شریف میں جو جب دینے سے انکار کر دیا تھا یہاں بھی اول ہے حضرت فاطمہ سے حضور کی وفات کے بعد ہرگز ہنسا۔ بلکہ دوبارہ ازواج پاک نے پوچھا۔ چنانچہ فاطمہ حضور کی وفات کے بعد تقریباً چھ ماہ زندہ رہیں۔

اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ، وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَارَاْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَالْكَلْبَاهُ وَاللّٰهِ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ فَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ

یمن والے اسلام لانے میں سب سے پہلے ہیں اور دل کے نرم ہیں ایمان تر یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والوں کی ہے (دارمی) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ انہوں نے کہا ہائے میرا سر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ ہو گیا اور میں زندہ ہوا تو تمہارے لیے دعا مغفرت کروں گا اور تمہارے لیے دعا کروں گا تو جناب عائشہ بولیں ہائے ہلاکت رب کی قسم میں آپ کے متعلق گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اگر ایسا ہو گیا تو آپ اس دن کے آخر میں

سلہ یعنی اس سورت میں ارشاد ہے وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا تو یہاں الناس سے مراد اہل عرب ہیں کیونکہ لوگ فتح مکہ کے بعد جوق در جوق اسلام لائے خیال رہے کہ اس حدیث کا مقصد یہ نہیں ہے کہ یہاں الناس سے صرف اہل یمن ہی بلکہ اہل یمن اور فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے اور اس کے بعد حضور کی بارگاہ میں حاضری دے کر ایمان لانے والے سب ہی مراد ہیں۔ ان سب لوگوں کے متعلق قرآن نے گواہی دی، لہٰذا یہ سفیان ثوری، امیر معاویہ، وحشی یہ سب لوگ بحکم قرآن جنتی ہیں ان کے ایمان اور دین اسلام میں داخل ہونے کی خبر تو قرآن نے دی ان کے ایمان سے نکل جانے کی کوئی آیت نہیں ہے لہٰذا اگر یہ لوگ آئندہ مرتد ہو جائیں تو بھی قرآن کے بیان اور حضور کے فرمان کے خلاف ہوگا۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو حضرات انبیاء سے نسبت دی ہے چنانچہ کل انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں رسول بھی تقریباً تین سو تیرہ ہیں اور مرسل بھی بہت ہیں سب پر درود سلام ایک ہیں یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح حضرات صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اصحاب بدر تین سو تیرہ ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سب کے سب عادل ہیں۔ اور سید الطائفہ ایک یعنی حضرت ابوبکر صدیق

سلہ یعنی علم و ایمان یمن کا پیارا ہے کیوں؟ چونکہ وہ نماز سے متصل و اپنی جوار رحمت میں ہے اس لیے اسے عین کہتے ہیں۔ یمن سے مشتق ہے دہنی اتصال کا علاقہ ہے۔ چنانچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ یمنی ہیں۔ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ اشعری یمنی ہیں۔ بلکہ حضرات انصار بھی اصل میں یمن ہی کے باشندے ہیں۔ مدینہ مدینوں میں ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ انی لاجد نفس الرحمٰن من جانب الیمن فتوحات مکیہ شریف میں اس حدیث کے ماتحت بیان کئے ہوئے اشعۃ اللمعات، (مرآت)

سلہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سر میں درد تھا، انہوں نے فرمایا ہائے میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر تم اس مرض سے وفات پا گئیں تو ہم تمہارے لیے دعا مغفرت کریں گے۔ تمہاری نماز جنازہ پڑھائیں گے (مرآت)

أَزْوَاجَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ
أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى
الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَأْبَى
الْمُؤْمِنُونَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْهَا قَالَتْ رَجَعَ إِلَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اپنی بعض بیویوں سے آرام فرمائیں گے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ اے سر! سر میں نے قصد یا
ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلاؤں اور میں عہد کروں اس طرح سے کہ کہنے والے کہیں یا تمنا کرنے والے
تمنا کریں پھر میں نے سوچا کہ اللہ انکار کرے گا اور مسلمان دفع کریں گے یا اللہ دفع کرے گا اور
مسلمان انکار کریں گے۔ (بخاری) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ

سلہ یعنی آپ میری محبت کے دن ہی مجھ سے بھول رہائی گئے۔ مجھے دفن کرنے کے بعد ہی دن دوسری بیوی کے ساتھ آرام فرمائیں گے میں اپنی
جان سے جائوں گی یہ کلام اور یہ شکایت محبوبانہ ہے۔ پیاروں کی باتوں سے شکایت کے انداز نرالے ہوتے ہیں۔

سلہ یعنی اسے عائشہ تمہارے سر درد کو تو ان شاء اللہ آرام ہو جاوے گا۔ دوسرا بھی ابھی مجھے شروع ہوا ہے۔ یہ درد رفع درجات کی بنا
ہے بیمار درجات سنے فرمایا کہ درد سر اصل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اس کا اثر حضرت عائشہ صدیقہ پر ہوا کہ اس درد کی چمک ان کے سر شریف میں
محسوس ہوئی کمال محبت کی وجہ سے۔ جیسے فضل علی نے اور خون بکا بخون عاریہ کے جسم سے درجات اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ پیر میں چیونٹی کاٹے تو
ہونٹ پر ہاتھ کا دل بے اختیار کر جاتا ہے بلکہ ہاتھ پڑ جاتا ہے۔ دل محبت کے انداز نرالے ہیں کبھی تو حضور اب جلوہ فرماتے ہیں وہ اس کہیں ہو کر پہنچ
گئے ہے جب رب بندے کو عرض پر یاد کرتا ہے تو بندہ رب کی یاد میں دوڑا جاتا ہے۔ سہ

گفت اللہ گفتند لبیک ماست ۔۔۔ این گرو سوزندہ در انبیک ماست

دل کا دل سے عجیب لگن ہوتا ہے خدا کرے دل ان محبوب سے لگ جانے پر جلا دل کے لگنے کی ہے۔ سلہ یعنی میرا دل چاہتا ہے کہ
ابوبکر صدیق کو ان کے بیٹے بھائی عزیز کے ساتھ بلا کر یا قاصد بھیج کر ابوبکر کو اپنا خلیفہ جانشین کر دوں لوگوں کے دل صدیق ہونے کا عہد الرحمن کے کرا دینے کا
اعلان کر دوں۔ سلہ یعنی ابوبکر صدیق کی خلافت کا دل الٰہی ہو چکا ہے دوسری خلافت کے لیے منتخب ہو چکے ہیں نیز مسلمانوں کے دل کہیں
گے کہ حضور نے بعد خلیفہ بھی کیوں اس لئے میں ان کی خلافت کا اعلان نہیں کرتا۔ خیال ہے کہ حضور والد نے عمل طور پر حضرت صدیق کو بنا لیا تھا بعد
کر دیا تھا کہ اپنے سامنے آپ کو اپنے حلقے پر کھڑا کر دیا مسلمانوں کا امام بنا دیا یہ امامت کرنا آپ کی دستار خلافت تھی۔ حضور نے دستار بندی
تو کر دی تھی صرف اعلان نہیں کیا تاکہ دل جمع بنانے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے بلکہ حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے ہی حضور نے حضرت
صدیق کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا تاکہ وہ جا کر حج کے احکام کا اعلان کرنے بھیجا کہ آئندہ سے کوئی مشرک حج نہ کرے کوئی ننگا طواف نہ کرے۔ ان

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ جَنَازَةٍ مِنَ الْبَقِيعِ فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا وَأَنَا أَقُولُ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ وَمَا ضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِي فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ قُلْتُ لَكَأَنِّي بِكَ وَاللّٰهِ لَوْ

علیہ وسلم ایک جنازہ سے بقیع سے واپس ہوئے تو مجھے پایا کہ میں درد سر محسوس کرتی تھی اور کہتی تھی ہائے میرے سر فرمایا اے عائشہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہائے میرے سر یہ فرمایا تم کو کیا ضرر ہے اگر تم مجھ سے پہلے گزر جاؤ تم کو غسل دوں گا کفن پہناؤں گا اور تم پر نماز پڑھوں گا اور تم کو دفن کروں گا میں بولی گویا میں آپ کو محسوس کرتی ہوں خدا کی

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت صدیق کا خلافت کے لیے انتخاب اللہ کی طرف سے تھا مسلمانوں کا اس پر اجماع بڑا حضور انور نے اس کی عملی توثیق فرمادی۔ لہٰذا اس خلافت کا انکار کفر ہے خیال رہے کہ اسلام میں جمہوریت بھی ہے اور شخصیت بھی نص جمہوریت مشورت ہے۔ اقبال لکھتے ہیں ؎

گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو ۔۔۔ کہ از مغز دو صد خر فکر انسانے نمی آید

مسئلہ یہ جرح نہیں چلا کرتی کہ وہ زبان کس نے خوش نصیب کا تھا جو حضور کے ہاتھوں دفن ہوا۔

مسئلہ یعنی اے عائشہ تمہارے سر میں درد سر نہیں ہے۔ بلکہ میرے سر میں درد ہے جس کا اثر تم پر پڑ رہا ہے کہ تم اس کی چبک محسوس کر رہی ہو جب کہ ابھی کچھ پیدا بھی نہیں کیا گیا۔

مسئلہ یعنی اے عائشہ تمہارا میری حیات میں وفات پانا بہتر ہے۔ کہ تم میرے ہاتھوں غسل، کفن، نماز جنازہ پائو گی درجات (خیال رہے کہ خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے نہلا کر کفن پہنا سکتا ہے۔ یہ حضور انور کی خصوصیت ہے کہ اپنی ازواج پاک کو بعد وفات کفن۔ غسل دے سکتے ہیں اسی طرح حضرت علی بھی اپنی زوجہ فاطمہ کو غسل و کفن دے سکتے تھے بلکہ دیار حضور انور کی وفات کے بعد حضرت علی ازواج پاک نے مل کر غسل دیا پر سب اس لیے تھا کہ حضور انور کی وفات یا ازواج پاک کی وفات سے ان کا نکاح نہیں ٹوٹتا قائم رہتا ہے اسی طرح حضور نے حضرت علی سے فرمایا کہ فاطمہ فرشتوں میں تمہاری بیوی ہیں۔ دنیا میں کسے نکاح موت سے ٹوٹ جاتے ہیں۔

مسئلہ۔ خاوند کی صورت سے بیوی کا نکاح کس وقت باقی رہتا ہے کہ اس پر عدت واجب ہے لہٰذا عورت خاوند کو غسل دے سکتی ہے مگر بیوی کی موت سے نکاح بالکل ختم ہو جاتا ہے کہ دونوں صورت بھی نہیں۔ اس لئے خاوند فرشتوں پر بھی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا وہ بالکل اجنبی ہو جاتا ہے یہ نکتہ مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازہ کو کندھا بھی نہ دے فرد دے بلکہ فرشتے پڑھنے پر قبر میں اتارے۔ نیز کی خنثیٰ مشکل نہیں ٹوٹتی عورت کی وفات نکاح نہیں توڑتی تبھی کی موت غسل نہیں توڑتی ۱۲

فَعَلْتَ ذٰلِكَ لَرَجَعْتَ اِلٰى بَيْتِيْ فَعَرَّسْتَ فِيْهِ بِبَعْضِ نِسَآئِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ وَجَعَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ۔ وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ قُرَيْشٍ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى حَدِّثْنَا عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ تَكْرِيْمًا لَكَ وَتَشْرِيْفًا لَكَ يَسْئَلُكَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنْكَ يَقُوْلُ

تم اگر آپ یہ کرتے تو آپ میرے گھر واپس آئیں گے اس میں بعض بیویوں کے ساتھ آرام کریں گے تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر آپ کا وہ مرض شروع ہو گیا جس میں آپ کی وفات ہوئی (دارمی) روایت ہے جعفر ابن محمد سے وہ اپنے والد سے راوی ہے کہ ایک قریش آدمی ان کے والد علی ابن حسین کے پاس آیا اور بولا کیا میں تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ سناؤں آپ نے فرمایا ہاں ہم کو ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناؤ وہ بولا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کے پاس جبرئیل آئے اور عرض کیا اے محمد مجھے اللہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے حضرت سے آپ کی عزت افزائی فرمانے احترام فرمانے کے لیے اب آپ سے اس کے

لہ یعنی اگر آپ کا ارادہ یہ ہے کہ اگر میں وفات پا گئی تو آپ مجھے دفن کر کے اس جگہ سے واپس مدینہ (اپنے گھر) تشریف لے جائیں گے وہیں سے آرام فرمائیں گے یہ ہے حضور پر فضل ہونے میں عبادت ہے کسی نے کیا خوب کہا۔

خیال میں جو ان کے ہو تو فنا نہیں ہوتا ۔۔۔ میں دیکھوں اللہ کو نہ تو نے دیکھا اللہ

لہ حضور کی وفات شریف دور دراز علاقہ کے لوگوں سے ہوئی ہے۔ بخاری مبارک کی روایت ہے۔ دوسری بیماری ایک ایک عضو کو ہوتی ہے اس کے گناہ اس سے ساقط ہوتے ہیں۔ مگر بخاری کی حدیث پر چھ (۶) سے اور یہ رنگ رنگ کے گناہ ساقط کرنا ہے۔ لہ یعنی حضرت امام جعفر صادق اپنے والد محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی آدمی ان کے والد حضرت امام زین العابدین کے پاس گیا امام جن کے نام پر بیٹے تھے بیٹوں کے نام لے کے علی اکبر کہا اور سلام علی الشہید علی الاکبر زین العابدین یا علی اکبر شہید کربلا حضرت لہ یہ حدیث رسول ہے کہ بیماریوں میں صحابہ کا ذکر نہیں امام زین العابدین صحابہ نہیں بلکہ تابعی ہیں۔ تابعی کا کسی سنت کو حضور کی طرف نسبت کرنا ارسال ہے لہ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کی

كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ أَجِدُنِي يَا جِبْرَئِيلُ مَغْمُومًا وَأَجِدُنِي يَا جِبْرَئِيلُ
مَكْرُوبًا ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِي فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَدَّ أَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ لَهُ كَمَا قَالَ أَوَّلَ
يَوْمٍ وَرَدَّ عَلَيْهِ كَمَا رَدَّ عَلَيْهِ وَجَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ فَقَالَ لَهُ إِسْمٰعِيلُ عَلٰى وَاثِلَةِ
أَلْفِ مَلَكٍ كُلُّ مَلَكٍ عَلٰى وَاثِلَةِ أَلْفِ مَلَكٍ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهُ ثُمَّ

متعلق پوچھتا ہے جو وہ آپ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا اے جبریل میں اپنے کو غمگین پاتا ہوں اور اپنے کو مغلوب پاتا ہوں۔ پھر حضور کی خدمت میں دوسرے دن حاضر ہوئے آپ سے یہ بھی عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا پھر آپ کے پاس تیسرے دن آئے تو وہی عرض کیا جو پہلے دن عرض کیا تھا اور حضور نے انہیں وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے اسمٰعیل کہا جاتا ہے وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جو ہر ایک ایک لاکھ پر سردار ہے اس نے حضور سے اجازت مانگی پھر

میں آپ کے سوا کسی کی اجازت کی حاجت نہیں فرماتا ہے آپ کی خصوصیت ہے۔ خیال رہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو جدائی میں جب رب تعالیٰ ان کی غذا پر بھی نظر فرماتا تھا جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے۔ اسی لئے آپ بصارت یاب ہونے کے بعد اس غذا کے بند ہو جانے پر دعا کرتے تھے فرماتے تھے کہ وہ عتاب بننا بھلا نہیں ہوتا کہ یہ غذا پر بھی نظر فرمائے۔ لہٰذا یہ غذا پر بھی حضور کی خصوصیت ہے اور خاتمہ کہ غذا کے بند ہونے پر کوئی مصیبت نہیں ہوئی۔ کیونکہ بیمار کے لئے کھانا بند کر دینا بھی علاج ہوتا ہے اور کبھی یہ ہزار نعمتوں سے بہتر ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ؎

سر یار میں نہیں درستی ادا لازمی ہے ۔۔۔ حال بگڑا ہے تو یار کی بن آئی ہے

۲ غم اور مرض میں فرق ظاہر ہے۔ غم و تکلیف اپنے اختیار سے نہیں ہوتے ہیں کہ ہم کہہ دیں کہ ہم غم و تکلیف نہیں چاہتے ہیں کہ ہم صبر کریں گے اور ثواب پائیں گے اور اگر غم و تکلیف اختیار سے ہوتے تب بھی بے صبرے نہیں تیماردار جب اپنا غمگسار بھی ہو تو اس سے اپنی تکلیف کا اظہار بے صبری نہیں بلکہ عرض رب تعالیٰ سے ہے۔ یعقوب علیہ السلام سید الصابرین ہیں فرماتے ہیں انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ ... یہ بھی کبھی بھلا تکلیف عرض حال ہوتی ہے عرض حال کی اجازت پر تو زیادہ اجر ہے ؎

اب حسرت زخم جگر تاب پر جچتے کیا ہو ۔۔۔ جب تم ہی نمک پاش ہو پھر کیوں مزہ ہو

۳ خیال رہے کہ اس حدیث میں حضرت یعقوب کی تو صبر پر تعریف کی گئی اور تضعیف تکلیف کا وعدہ فرمایا گیا جو ہم صبر کرنے والوں کے لئے ہے اور یہ بھی ہے کہ ان کو اجازت نہ دی گئی کہ اظہار غم نہ کریں۔ اسی لئے ہم صبر کرنے والوں کو بھی یہ اجازت نہیں کہ ہم صبر کریں اور تضعیف تکلیف

قَالَ جِبْرَئِيلُ هٰذَا مَلَكُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَأْذَنَ عَلٰى آدَمِيٍّ قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلٰى آدَمِيٍّ بَعْدَكَ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ فَأَذِنَ لَهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ فَإِنْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْبِضَ رُوحَكَ قَبَضْتُ وَإِنْ أَمَرَنِي أَنْ أَتْرُكَكَ تَرَكْتُكَ فَقَالَ تَفْعَلُ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ

پھر آپ سے اس کے متعلق پوچھا پھر جبریل نے کہا کہ یہ موت کا فرشتہ آپ سے اجازت مانگ رہا ہے اس نے آپ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہ مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا فرمایا اسے اجازت دے دو انہوں نے اسے اجازت دے دی پھر کہا اے محمد اللہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کی جان قبض کر لوں اور اگر آپ مجھے چھوڑنے کا حکم دیں تو چھوڑ دوں تو فرمایا اے ملک الموت کیا تم یہ کام

محسوس نہ کریں کہ خطاب الٰہی کی وجہ سے حضور کی تکلیف کا احساس کیا ہو۔ (۱) جبریل فرشتے کا سردار کو اور بڑا اعلیٰ ہے یعنی کہ ان کا یہ فرشتہ جبریل علیہ السلام کے ساتھ ہی آیا تھا۔ اس فرشتہ نے بھی حضور سے حاضری کی اجازت مانگی تھی۔

(۲) حضرت جبریل اور ان کے دو فرشتے پہلے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے تھے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے بعد میں آنے کی اجازت مانگی (۳) خیال رہے کہ حضرت ملک الموت نے تمام نبیوں کی جان ان کی اجازت سے قبض فرمائی مگر کسی نبی نے ان کے گھر میں آنے کی اجازت نہیں مانگی یہ حاضری کی اجازت مانگنا حضور کے لیے خاص ہے لہٰذا حدیث واضح ہے۔

بے اجازت ان کے گھر میں جبریل آتے نہیں ۔۔۔ آنکھ والے جا تری تعظیم و احترام اہل بیت

(۴) فرمایا ہے۔ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم۔ اس حکم میں فرشتے بھی داخل ہیں الذین اٰمنوا میں کبھی صرف انسان مراد داخل ہوتے ہیں کبھی من و انس مسلمان اور کبھی جن و انس فرشتے سب۔ تفصیل یہاں آخری صورت ہے اس کی تحقیق و اس کی تفسیر تفسیر نعیمی میں دیکھو۔

(۵) حضرت ملک الموت کی دوسری اجازت طلبی پہلی اجازت زیارت خانہ میں حاضری کی تھی اور یہ اجازت طلبی قبض روح کی ہے یہ اجازت سامنے نہیں سمجھ جاتی ہے یہ فرق خیال میں رہے۔ آخر فرمایا کہ ہمارا مرجع روح ہے۔ روح کے لیے ضرور خوف و خطر آتی ہے اور (۶) خیال رہے کہ فرشتوں کے یہ سوال و جواب اس طرح ہوئے جو دوسروں کو محسوس نہ تھے۔ حضور اقدس کو خبر وحی یا فرشتوں کو حضور کے بتانے سے یا خاص کشف سے جو حاصل کشف صحابہ کو معلوم ہوئے۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس وقت آپ صرف حضرت عائشہ حاضر تھیں جن کے بعض اور کا سر غائب تو یہ روایات بیان نہیں فرماتیں۔ جیسے ام المومنین کے پاس وحی آتی تھی۔ انہیں خبر بھی دی جاتی تھی مگر فرماتے تھے کہ اے عائشہ یہ کہ جبریل سلام کہہ رہے ہیں ایسے ہی یہ گفتگو ہوئی۔

قَالَ نَعَمْ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأُمِرْتُ أَنْ أُطِيعَكَ قَالَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ جِبْرِيلُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ قَدِ اشْتَاقَ إِلَى لِقَائِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ الْمَوْتُ امْضِ لِمَا أُمِرْتَ بِهِ فَقَبَضَ رُوحَهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ التَّعْزِيَةُ سَمِعُوا صَوْتًا مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ

کریں گے؟ عرض کیا ہاں مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کی طرف دیکھا؟ تو جبریل نے عرض کیا کہ اے محمد اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے؟ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا کہ جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے وہ کر گذرو چنانچہ انہوں نے آپ کی روح قبض کر لی؟ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آیا؟ تو لوگوں نے گھر کے ایک کنارہ سے آواز سنی کہ اے گھر والو تم پر

بعض راویوں بیان کرتے ہیں کہ ملک الموت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یوں گفتگو ہوئی کہ ملک الموت نے آنے کی اجازت مانگی جناب فاطمہ نے انکار کیا پھر بہت دیر تک گفتگو ہوئی حضور نے پوچھا فاطمہ نے کیا ہے؟ آپ نے واقعہ بیان کیا فرمایا بیشک گھر کا رب ہے جو اجازت مانگ رہے ہیں۔ یہ ملک الموت ہیں کسی سے اجازت نہیں مانگا کرتے یہ سب لغو ہے۔ حضور اس وقت تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے فاطمہ رضی اللہ عنہا وہاں موجود تھیں۔ اس روایت کا یہاں ثبوت نہیں ہے۔

؎ یعنی کہ تم جان نثار کرنے میں میری بات مانو گے میرا اطاعت کرو گے۔ ؎ حضور کا حضرت جبریل کو دیکھنا شاید یہ لینے کے لئے تھا کہ بلا کر کسی اور لے جائیں یا یہیں رہیں۔ ؎ یعنی رب تعالیٰ کا آپ کو بلانا بہت خاص کی علامت ہے۔ رب تعالیٰ تو آپ کی وہاں تشریف آوری کا مشتاق ہے۔ حیاتی ہے کہ رب تعالیٰ ہر جگہ سے ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ ؎ حضور ملک الموت سے دور نہیں تھا مگر حضور کو اپنے قرب خصوصی اور جام انعام میں بلا کر آپ کو دیکھنے آپ سے کلام کرنے کا مشتاق تھا۔ لہٰذا اس معاملہ پر اعتراض نہیں کہ اللہ تو ہر وقت حضور سے قریب ہے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ پھر مشتاق ہونے کے کیا معنی اپنے گھر بلانے کو بھی ہر ملنے کا مشتاق کہا جاتا ہے۔ یہ سمجھ کر کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھر بلایا ہے؟ ؎ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور کی وفات پر صحابہ کرام کا اضطراب اور بے قراری حضور کے لیے نہ تھی بلکہ اپنے لئے تھی کہ ہائے ہمارا کیا ہوگا حضور کی وفات سے ہم یتیم ہو گئے۔ ؎ اس طرح کہ فرشتہ سے حضرت کے پیغام آنے لگے تعزیت کے معنی میں ہیں ماندگان کو تسلی دینا تعزیت ہے دفن سے پہلے بھی ہوتی ہے اور بعد دفن بھی۔ حضرت دفن سے پہلے بھی ہوئی ہے کہ سب کے سب اہل بیت گھر میں تھا؟

الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اِنَّ فِي اللّٰهِ عَزَآءً مِنْ كُلِّ مُصِيْبَةٍ وَّخَلَفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَّدَرَكًا مِنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَاِيَّاهُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ فَقَالَ عَلِيٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔ بَابُ الْفَصْلِ الْاَوَّلِ ۔ عَنْ عَائِشَةَ

سلام اللہ اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں اللہ کی راہ میں ہر مصیبت سے صبر کرنا ہے اور ہر فوت شدہ کا خلیفہ ہے اور ہر گذر جانے والے کا عوض ہے تو اللہ سے ہی ڈرو اور اس سے امید رکھو پورا مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کر دیا گیا حضرت علی نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں اسے بیہقی دلائل النبوۃ، باب پہلی فصل روایت ہے حضرت عائشہ

سلہ یعنی آپ کو کل اللہ کو راضی کرنے کے لیے اس مصیبت عظمیٰ پر صبر کرو اس کا بڑا اجر ہے۔ سلہ جس کسی کو رب تعالیٰ وفات دیتا ہے تو اس کے پیچھے والوں کا خود انتظام فرماتا ہے۔ اس کی بیوہ اس کے بچوں کو خود سنبھالتا ہے۔ یہ معنی ہیں خلیفہ کے حضور کی وفات سے استثنیٰ تیم رہ گئی اللہ تعالیٰ اسے خود سنبھالے گا سلہ یعنی رب تعالیٰ بندہ سے جب کوئی نعمت لے لیتا ہے تو اس کا عوض دنیا یا آخرت میں عطا فرماتا ہے۔ بشرطیکہ بندہ صابر رہے۔ ؎

لکل شیء اذا فارقتہ خلف ولیس للّٰہ ان فارقت من عوض

یعنی ہر فوت شدہ چیز کا عوض مل جاتا ہے مگر جس سے اللہ کا راہ چھوٹ گیا اس کا عوض کچھ نہیں اللہ اس سے محروم کر دے۔ سلہ یعنی بڑی مصیبت والا شخص وہ ہے جو مصیبت پر بے صبر کرکے اس کے ثواب سے محروم ہو جائے سلہ ظاہر یہ ہے کہ علی سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب ہیں انہوں نے اس وقت حاضرین سے پوچھا یا آپ پہچان کر بتایا ممکن ہے کہ علی سے مراد حضرت امام زین العابدین ہوں جنہوں نے اس وقت یہ فرمایا یعنی اس حدیث کی روایت کے وقت امام جو زہری سے معنعن تھیں شریف میں روایت کی کہ پہلے فرشتوں نے تعزیت کی۔ حاکم نے مستدرک میں فرمایا کہ فرشتوں کی تعزیت کے بعد ایک سفید ریش نہایت حسین و جمیل تندرست لوگوں کو چیرتے ہوئے حضور اللہ کے حجم اطہر تک پہنچے الفاظ یہ ہیں جو یہاں مذکور ہیں، حضرت ابوبکر صدیق اور علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے بہرحال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں (مرقات و اشعۃ) سلہ بعض محدثین نے اسے ضعیف بلکہ موضوع کہا ہے مگر چونکہ یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے ان سندوں کے تعدد سے متن حدیث قوی ہو گیا اور یہ حدیث ہم حلال احکام شرعیہ کی تعیین صرف فضائل کی ہے فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہے بعد مرتبات، مگر ہمیں حدیث کا مطلب دوسرا ہی ہے جو فقیر نے ابھی عرض کیا سلہ یہ باب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا تذکرہ ہے۔ اس میں ذات شریف کے متعلق متفرق چیزیں بیان ہوں گی اس

قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيْرًا وَلَا أَوْصٰى بِشَيْءٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَخِيْ جُوَيْرِيَةَ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ

سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار چھوڑا، نہ درہم نہ بکری نہ اونٹ اور نہ کسی چیز کی وصیت فرمائی (مسلم) روایت ہے حضرت عمرو ابن حارث سے جو جناب جویریہ کے بھائی ہیں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ اشرفی چھوڑی نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی نہ کوئی اور چیز سوائے اپنے سفید خچر کے اور اپنے ہتھیار۔

لئے اس باب کا ترجمہ منعقد نہیں فرمایا۔

سلہ یعنی ان چیزوں میں سے کچھ بھی میراث نہ کر چھوڑی جو کچھ چھوڑا وہ وقف فی سبیل اللہ کر کے چھوڑا کہ ان کا وارث کوئی نہ ہو سارے مسلمان مالک تھے۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور نے اپنے ایک خچر اور تھوڑی سی اور نہ چیز سے اپنی تغیر کے مال اور فدک باغ چھوڑے کیونکہ سب کچھ وقف فی سبیل اللہ ہو گئے کسی وارث کو کچھ نہ ملا دیکھو لوگ تو خچر سے رزق ظاہر بنا دیئے گئے اس میں حضور انور اور جناب صدیق وغیرہ کی قبریں بھی متبرکہ وقف ہو گئیں کسی کی ملک نہیں ہوتا نبیہ سارے مالوں کا یہی حال ہوا کتب تواریخ میں جو آتا ہے کہ حضور انور کی بیس اونٹنیاں بہت سے اونٹ اور سات بکریاں سات بھیڑیں تھیں وہ غلط ہے اس حدیث نے ان سب کی نفی کر دی وہ جانور صدقات کے تھے جن کا حضور انور اظہار نہ فرماتے تھے (از مرقات و لمعات) اس کی تصریح ابھی آگے آتی ہے۔

سلہ یعنی اپنے کسی مال کی وصیت کسی کے لیے نہیں کی کہ فلاں مال فلاں کو دیا جائے حضور انور نے نماز تقویٰ طہارت کی وصیت ساری امت کو فرمائی خیال رہے کہ جس مال کی میراث تقسیم نہیں ہوتی اس کی وصیت بھی نہیں ہو سکتی میراث اور وصیت گویا ہم جنس ہیں جب حضور انور کا مال قابل میراث نہیں تو قابل وصیت بھی نہیں۔ بعض لوگ ام المومنین سے کہتے تھے کہ حضرت علی حضور کے وصی ہیں۔ آپ نے باغ فدک وغیرہ کی وصیت انہیں کی تھی تو آپ تردید میں فرماتی تھیں۔ کہ حضور انور کا وصال تو میرے سینہ پر ہوا وصیت کس وقت کر دی وصال کے وقت تو میں موجود تھی سلہ حضور انور کے جو لونڈی غلام تھے یا تو حضور کی حیات شریف میں وفات پا گئے تھے یا حضور انور نے انہیں آزاد فرما دیا تھا۔ آپ نے کوئی غلام یا لونڈی نہ چھوڑی۔ سلہ اس خچر کا نام دلدل تھا یہ مقوقس شاہ اسکندریہ نے حضور انور کی خدمت میں تحفۃً پیش کیا تھا (اشعۃ) سلہ ان ہتھیاروں میں ایک زرہ تھی جو ایک یہودی کے پاس گروی تھی ایک نیزہ تھا ایک خود ایک تلوار ذوالفقار تھی مگر کے کپڑے کمبل شریف وغیرہ کا یہاں ذکر نہیں کہ وہ معمولی چیزیں ہیں (مرقات)۔

وَاَمَّا جَعَلَهَا صَدَقَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ ۔۔۔ اَبِيْ مُوْسٰى

اللہ میں کے جنہیں وقف فرمایا ۱۲ (بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے وارثوں میں اشرفی تقسیم نہ کریں ہم جو چھوڑیں ہماری بیویوں کے خرچ کے اور ہمارے نوکروں کی تنخواہ کے بعد وہ وقف ہے ۱۲ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوبکر سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم وارث نہیں ہوتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے ۱۲ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوموسے

سلہ جتنا کا مرجع مذکورہ چیزیں ہیں۔ یعنی یہ سب چیزیں حضور سے وقف فرمادی تھیں پہلے اس فرمان والی سے کہ ہمارا وارث نہ ہوگا حضور انور کی ملک چار چیزیں تھیں۔ فدک کا نصف حصہ والی قریٰ کا تہائی خیبر کا پانچوں حصہ اور کچھ زمین کی۔ یہ تمام چیزیں وقف ہوگئیں تھیں۔ بعد وفات حضرت فاطمہ نے اور حضور انور کی ازواج مطہرات نے حضرت صدیق اکبر سے میراث مانگی آپ نے سب کو نکال فرمادیا۔ حضرت عمر نے ان زمینوں کی آمدنی حضرت علی و عباس کو دی۔ جھگڑا بڑھا تب ان دونوں نے تقسیم کی درخواست کی جو نامنظور ہوئی تمام خلفاء کے زمانوں میں یہ وقف ہی رہیں۔ مروان ابن حکم نے ان پر قبضہ کرلیا (دار شہ جزء ثالث)

سلہ مطلب یہ ہے کہ حضور انور کی وفات سے آپ کا نفقہ ختم نہیں اس لیے کہ حضور انور زندہ ہیں لہذا حضور پر اپنی ازواج کا خرچہ بعد وفات بھی واجب ہے جو آپ کا خلیفہ ادا کرے گا۔ بعض نے فرمایا کہ حضور کی ازواج ہمیشہ گویا عدت میں رہتی ہیں۔ اور عدت کا خرچہ خاوند پر ہوتا ہے لہذا ان کا خرچہ حضور پر لازم ہے۔ عامل سے مراد یا تو خلیفہ ہے یا حضور کی زمین میں کام کاج کرنے والے مگر حق یہ ہے کہ جو مسلمانوں کا کام کرے وہ حضور کا نوکر ہے۔ اس کی تنخواہ حضور کی طرف سے جاتی ہوتی ہے۔ (مرآت) لہذا ہم سب لوگ علماء، مشائخ، سلاطین، ارباب حکام سب حضور کے نوکر چاکر ہیں انہیں تنخواہ حضور کے ہاں سے ملتی ہے کسی کو تو کسی نوکری وغیرہ کے ذریعہ سے اور کسی کو محض توکل کے ذریعہ سے۔ فقیر کی آزمائش تو یہ ہے کہ جو شخص ان کی نوکری کرے۔ اسے گھر بیٹھے تنخواہ ملتی ہے جس جانور کو کھونٹے سے باندھ دیا جاوے اس کی ساری ضروریں چارہ۔ پانی۔ دوا وغیرہ کھونٹے پر ہی پہنچایا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے نوکر مال حلال سے نوکر رکھ لیں۔ یعنی ان دو خرچوں کے بعد جو باقی بچے وہ تمام مسلمانوں پر صدقہ ہے مرآت نے یہاں فرمایا کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے مروان کے تمام مظالم ختم کئے۔ اس کے قبضہ سے حضور کی زمینیں واگذار کرکے وقف کیں۔ (مرآت) سلہ یعنی ہماری وفات کے بعد ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ سارے انبیاء کرام کا یہی حکم ہے۔ قرآن کریم میں جو جہ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَاِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَيْنَهٗ بِهَلَاكِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَيَاْتِيَنَّ

سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ جب اپنے بندوں میں سے کسی گروہ پر رحمت چاہتا ہے تو اس کے نبی کو اس سے پہلے اٹھا لیتا ہے پھر اس نبی کو اس کے آگے پیش رو بنا لیتا ہے اور اللہ جب کسی گروہ کی ہلاکت کا ارادہ کر لیتا ہے تو اسے اس کے نبی کی زندگی میں عذاب دیتا ہے کہ نبی اسے دیکھتا ہے پھر اس کی ہلاکت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے جب وہ اسے جھٹلاتے ہیں اور اسکے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں (مسلم) اور ابوہریرہ سے روایت ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ تم میں سے

فقرہ سلیمان داؤد ہاں ثم کی میراث مراد ہے مال کی اس پر آگے بحث۔ قال (یعنی الناس علمنا منطق الطیر نیز کل مالی میراث مراد ہوتی تو صرف حضرت سلیمان کا ذکر ہوتا یا حضرت داؤد کے بارہ بیٹے اور بیویاں وغیرہم سب کا ذکر ہوتا۔ خیال ہے کہ یہاں فقرہ مال نسب سے بحث ہے وراثت کامل نسبت سے اور وراثت احوال نبی سے حضور کا مال نہیں بٹتا حضور کے کمال حضور کے احوال تقسیم ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم کو حضور سے نسبت دے۔ کلہ صدقہ ہے اور وقف وقف کے متعلق لوگ حاصل کرتے ہیں اصل محفوظ رہتی ہے۔

سلہ یہاں سلف اور فرط ایک ہی معنی میں ہیں اس کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے۔ حضور سفر کرتے تو آخر میں جاتے ہے نہ اپنے گھر میں جاتا ہے اس کے دلائل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے وہاں پہنچ چکے ہیں ان کی آخر فرض زیارت میں جاتا ہے جیسے گھر میں آتا ہے

سلہ اللہ نے گذشتہ جلالی نبیوں کی نافرمان امتوں کو ان کے سامنے ہلاک فرما کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور ہمارے حضور کی نافرمانی امت کو حضور کے سامنے ہی ہدایت دے کر آپ کا مطیع بنا کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ چنانچہ مکہ معظمہ کے نافرمان کافر فتح مکہ کے دن سارے کے سارے ایمان لائے حضور کے مطیع ہوئے جلالی نبیوں کی آنکھ کی ٹھنڈک اور ہے حضور کی آنکھ کی ٹھنڈک کچھ اور ہر آنکھ کے لیے ٹھنڈا سرمہ ملیدہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور الغرض ہر نبی کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں جو فریق کافر بگڑ کر کسی بد نصیبی سے کسی جلالی نبی کے ہاتھوں ہلاک ہوا ہے۔

عَلٰی اَحَدِکُمْ یَوْمٌ وَّلَیْلَۃٌ فَمَا لَاَنْ تَرَانِیْ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ مَعَھُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ بَابُ مَنَاقِبِ قُرَیْشٍ وَذِکْرِ الْقَبَائِلِ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِیْ ھٰذَا الشَّاْنِ مُسْلِمُھُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِھِمْ وَکَافِرُھُمْ تَبَعٌ

کسی پردہ دان آئے گا کہ وہ کچھ نہ دیکھے تو اسے میرا دیکھنا زیادہ پیارا ہوگا اپنے گھر والوں سے جب کہ اس کا مال بھی ان کے ساتھ ہو۔ (مسلم) ۔ قریش کے فضائل اور قبائل کے ذکر کا بیان ۔ پہلی فصل روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں ان کے مسلم قریش کے مسلموں کے تابع ہیں اور ان کے کافر قریش کے کافروں کے

تم اگر آ نہ سکو دل تو کوئی تم سا تو قرار ۔ دل کی گل سے تو خلش جائے مگر جی کیا ہے

سلہ یعنی اے میرے صحابہ اس وقت کو غنیمت جانو کہ تم کو میرا دیدار میسر ہے عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تم میرے دیدار کو ترس جاؤ گے ہائے کیا کرو گے ؎

قافلہ سالار سفر کر گیا ۔ قافلہ کو زیر و زبر کر گیا

سلہ یعنی مسلمان تمنا کریں گے کہ کوئی ہمارے گھر والوں اہل و عیال کو یہ حال ہمیں سلے سے ادھر ہم کو ایک نظر حضور کا جمال دکھا دے۔ بلکہ خواب میں ہی دیدار کرا دے۔ دیکھو آج عید کی گھڑیوں کے لیے ہم لوگ کہتے ہیں۔ میں نے مدینہ منورہ کے ایک جلسے میں اہل مدینہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ مدینہ والو تمہیں کیا خبر کہ عید کیا ہے یہ تو ہم مجذوموں سے پوچھو جو سات آٹھ سال تک قریہ میں نام لیوا نکلتا۔ جب خدا خدا کر کے نام نکلتا ہے تو ہم لوگوں کی عید ہو جاتی ہے۔ پھر ہزاروں روپیہ خرچ کر کے مدینہ منورہ پہنچتے ہیں صرف آٹھ دن کے بعد نکلنے کا حکم مل جاتا ہے تو بعض تو نکلتے ہو نکلتے ہیں جو بچے ہوئے علاقے ہیں ان پر لوگ ہمیں مارنے لگتے ہیں جاؤ اپنے گھر جاؤ یہ عید پڑھو

دور سے آئے تھے پر دیسی غلام ۔ عرض کرنے کو غلامانہ سلام
آستانہ سے لگاتا ہوتے ہیں اب ۔ یہ تو فرماؤ کہ بلوائے کے کب
ہم ستم رستوں سے رحم کر یو جدا ۔ رکھیو اپنے سایہ میں ہم کو سدا

سلہ مناقب جمع ہے منقبت کی جس کا مادہ ہے نقب یعنی بہادری دشوار گزار راستہ اصطلاح میں فضیلت بزرگوں کو منقبت کہتے ہیں کہ انسان بمقابل سے حاصل کرتا ہے مالی سے یہ نقیب یعنی سردار قریش اس بڑی جماعت کو کہتے ہیں جو ادھر پھیلوں کو کھائے اسے کوئی نہ

لِكَافِرِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ؛ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ
مِنْهُمُ اثْنَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ؛ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

کے تابع ہیں (مسلم) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بھلائی برائی میں قریش کے تابع ہیں (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چیز قریش میں ہے جب تک کہ ان میں سے دو بھی رہیں گے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ

کے تابع ہیں (مسلم) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ بھلائی برائی میں قریش کے تابع ہیں (مسلم) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چیز قریش میں ہے جب تک کہ ان میں سے دو بھی رہیں گے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ

کلمات مصطفائی: نضر ابن کنانہ کی اولاد کو قریش کہتے ہیں یہ کہ یہ سب سے افضل ہے۔ قبیلہ ایک مادر کی اولاد کو کہتے ہیں اور خاندان قبیلہ سب ہے اس کے نیچے قبیلہ اس کے نیچے عمارت اس کے نیچے بطن اس کے نیچے فخذ ہے۔ جیسے اوس میں قبیلہ خاندان۔ قسیہ۔ کنیہ وغیرہ۔ ۱۲

مسئلہ: اس فرمان عالی کے بہت معنی کئے گئے ہیں۔ قوی معنی یہ ہیں کہ زمانہ کفر میں بھی قریش تمام لوگوں کے سردار تھے کہ حرم شریف کے متولی اور کعبہ کے پاسبان کلید بردار وغیرہ تھے حتی کہ کفار عرب ان کا لباس لے کر طواف کرتے تھے ورنہ ننگے۔ پھر ہدایت و اسلام میں بھی اکثر لوگوں کے سردار ہوئے کہ حضور انور انہیں میں تشریف لائے خلافت انہیں میں ہے کفار عرب فتح مکہ کے منتظر تھے یہ فتح ہوئے تو سب لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہو گئے۔ بہرحال قدرتی طور پر ہمیشہ سے جب تک قریش افضل تھے اور رہیں اور رہیں گے۔ مسئلہ خیر سے مراد اسلام اور شر سے مراد ہے کفر یعنی کفار قریش دوسرے کفار کے سردار تھے۔ اور مومنین قریش دوسرے مومنوں کے سردار ہیں یہ مضمون بہت طرح سے احادیث میں وارد ہے احمد نے حضرت علی سے روایت کی کہ اگر میں جنت کی زنجیر کھولوں تو پہلے بنی ہاشم کو داخل کروں مرقات۔ اسلام ہوا کہ خاندان بنی اسرائیل میں سب سے بڑا اسرائیل سے فرمایا وانی فضلتکم علی العالمین مسئلہ خلافت سے سلطنت ہے جس میں نیابت رسول بھی ہو یہاں ہذا الامر سے مراد خلافت معاویہ ہے اور یہ خبر بمعنی امر ہے یعنی اگر دنیا میں دو قریشی بھی رہ جائیں تب بھی خلیفہ المسلمین قریشی ہی ہونا چاہیئے کہ ایک قریش خلیفہ ہو اور دوسرا قریشی اور یہ بات لوگ اس لئے کہہ گئے کہ یہ حدیث پڑھ رکھی تھی کہ آج تو عرب سے حکومت قریشیوں سے نکل رہی ہے خیال رہے کہ خلیفہ صرف قریشی ہو سکتا ہے مگر سلطان اسلام ہر مسلمان ہو سکتا ہے خلافت اور حکومت میں یہ فرق ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے حکومت و سلطنت عام پھر خلافت دو قسم کی ہے خلافت راشدہ اور غیر راشدہ خلافت راشدہ خلفاء اربعہ ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی اور حضرت علی پر ختم ہو گئی یہ ساڑھے تیس برس ہوئے بعد میں خلافت غیر راشدہ یا حکومت ہوئی بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ خبر ہے مگر اس میں معنی دعا و التماس کی تائید ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ اگر قریش عادل و منصف رہیں تو خلافت

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَا یُعَادِیْھِمْ اَحَدٌ اِلَّا کَبَّہُ اللّٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ مَا اَقَامُوا الدِّیْنَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزًا اِلٰی

علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ چیز قریش میں ہے کہ نہیں دشمنی کرے گا ان کی کوئی مگر اسے اللہ اس کے منہ کے بل اوندھا ڈال دے گا جب تک کہ دین قائم کریں۔ بخاری روایت ہے حضرت جابر بن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اسلام بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا الخ

ان پر ہمیشہ کی آفرین ہو جنہوں نے انصاف نہ پانے سے خلافت چھوڑ دی تب بھی حدیث ظاہر ہے:

لہ یعنی جب تک کہ قریش عدل و انصاف کریں دین اسلام قائم رکھیں تب تک ان کی شان یہ ہوگی کہ وہ خلیفۃ المسلمین ہوں گے اور ان کا دشمن ذلیل و خوار ہوگا مگر جب قریش ہی دین سے الگ بلکہ دین کے دشمن ہو جاویں تو زمانہ ان خلافت کے مستحق نہیں رہے گا ان کا خلاف ذلت و خواری کا حق دار بلکہ پھر حکومت دوسروں کو ملے گی۔ اس حدیث نے پچھلی حدیث کو واضح کر دیا۔ سلہ یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت نہیں یعنی خلافت راشدہ کیونکہ اس کی مدت صرف تیس سال ہے۔ جو امام حسن پر ختم ہو گئی بلکہ خلافت امارت مراد ہے خلیفہ بمعنی امیر ہے اہل سنت کے نزدیک اس فرمان عالی کے چند معنی کئے گئے ہیں۔ ۱ یہ کہ یہ واقعہ امام مہدی کے بعد سے قیامت تک ہوگا کیونکہ بارہ سو سال میں بارہ خلفاء ہوں گے پہلے پانچ خلیفہ سیدنا کریم یعنی امام حسن کی اولاد میں، پھر پانچ خلیفہ سیدنا مہدی یعنی امام حسین کی اولاد میں پھر ایک خلیفہ امام حسنین کی اولاد میں جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے۔ ۲ یہ معنی ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر قیامت تک یہ خلفاء متفرق و متتابع ہوں گے۔ قلیلا ہی ہے کہ حضور انور کے بعد سے مسلسل بارہ امیروں کے زمانہ تک دین غالب رہے گا کفار کا غلبہ نہ ہو سکے گا اگرچہ ان میں سے بعض فاسق ظالم ہوں جیسے یزید ابن معاویہ وغیرہ۔ جو بعض یہ کہ آخری زمانہ میں بیک وقت بارہ بادشاہ مختلف ممالک میں ایسے ہوں گے جن کے سبب اسلام غالب ہوگا واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات) اس حدیث سے شیعہ اپنے بارہ امام ثابت کرتے ہیں جو سب اہل بیت میں علی، حسن، حسین، علی زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی رضا، محمد تقی، علی نقی، حسن عسکری۔ آخر میں امام مہدی کہ حضرات خلفاء برحق ہیں۔ یعنی حق خلافت اگرچہ ان میں سے اکثر بظاہر خلیفہ نہ ہوئے، رہ گئے، مگر قوی امید اور دل ہے کہ جیسے ان کا زمانہ قیامت ہے ان کے زمانہ میں دین کہاں غالب رہا۔ دین مغلوب ہو گیا حتیٰ کہ امام مہدی کو غار میں چھپ جانا پڑا اب وہ قریب قیامت آ گئے ہیں۔ اہل سنت کی مذکورہ چار توجیہوں میں دوسری توجیہ قوی معلوم ہوتی ہے۔ اس میں بارہ بادشاہوں میں آخری بادشاہ یزید ابن عبدالملک ابن مروان ہے اس بادشاہ کے قتل ہونے پر مسلمانوں میں بڑا اختلاف پیدا ہو گیا۔ دیکھو اشعۃ اللمعات یہ ہی مقام خلافت راشدہ اور غیر راشدہ اور امارت و سلطنت کا فرق ملحوظ رہے۔

اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنی عشر رجلا کلھم من قریش وفی روایۃ لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ او یکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش متفق علیہ۔ وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غفار غفر اللہ لھا واسلم سالمھا اللہ وعصیۃ عصت اللہ ورسولہ متفق علیہ۔ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش والانصار وجھینۃ ومزینۃ واسلم وغفار واشجع موالی لیس

جو سارے کے سارے قریش کے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا دین جاری رہے گا جب تک اللہ میں بارہ شخص والی ہوں جو سب قریش سے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ دین قائم رہے گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جاوے یا ان پر بارہ خلیفہ ہوں جو سارے قریش سے ہیں (متفق علیہ) (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غفار کی اللہ مغفرت کرے سالم کو اللہ سلامت رکھے اور عصیہ نے اللہ رسول کی نافرمانی کی (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع آپس میں دوست ہیں

ف ان دونوں روایتوں کے الفاظ مختلف ہیں مطلب دونوں کا ایک ہی ہے ف قبیلہ غفار اور اسلم غیر جنگجو جدال اسلام لائے ان میں بڑے بڑے نامور صحابہ ہوئے جیسے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جو سب سے ان کی تعریف فرمائی قبیلہ غفار پہلے حاجیوں کی چوکی میں بدنام تھا۔ حضور نے ان کی مغفرت کی دعا فرمائی کہ خدایا زمانہ جاہلیت میں برائیوں نے گو دیکھے ہیں وہ معاف فرما دے قبیلہ اسلم والوں کو اسلمی کہتے ہیں۔ ف عصیہ قبیلہ وہ ہے جنہوں نے دھوکہ سے ستر قاری صحابہ کو بیر معونہ لے کر شہید کر دیا۔ جن پر حضور انور نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی۔ یہ واقعہ مشہور ہے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ ان نے اللہ رسول کی نافرمانی کی لہٰذا یہ ہماری دعاؤں کا مستحق نہیں۔ ف موالی اگر کے شد سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ یہ ساتوں قبیلے میرے دوست میرے پیارے ہیں۔ اور اگر کے سکون سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے سلمان دوست ہیں۔ ان کے دلوں میں غبار نہیں۔

لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَمِنْ بَنِيْ عَامِرٍ وَالْحَلِيْفَيْنِ بَنِيْ اَسَدٍ وَغَطَفَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلٰثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ان کا اللہ رسول کے سوا کوئی دوست نہیں۔ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلم اور غفار اور مزینہ بہتر ہیں۔ بنی تمیم اور بنی عامر اور دونوں حلیفوں بنی اسد اور بنی غطفان سے۔ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں تین وجہوں سے بنی تمیم سے محبت کرتا رہا جو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق فرماتے سنا میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ یہ لوگ میری امت میں دجال پر سخت تر ہوں گے۔ فرمایا کہ ان کے صدقے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ یعنی ان سات قبیلوں کو صرف اللہ رسول سے محبت ہے ان کی وجہ سے مسلمانوں سے الفت ہے یہ کفار عرب سے بالکل محبت نہیں رکھتے ان سے کٹے ہوئے ان سے بے تعلق ہیں معلوم ہوا کہ کفار سے کل نہ سہی ایک محدود صف ہے ۲؎ یعنی یہ مذکورہ بالا قبیلہ بنی تمیم سے افضل ہیں کیونکہ یہ چاروں قبیلے تمام تمیم سے پہلے اسلام لائے اور ان میں ایمان کے آثار بہت قوی ہیں۔ خیال رہے کہ تمیم اس قبیلہ کے حدث اعلیٰ کا نام ہے۔ ایک بار حضور اقدس سے بنی تمیم سے فرمایا تھا کہ بشارت قبول کرو یہ بولے حضور آپ نے ہم کو بشارتیں تو دے دیں ہم کو کچھ مال دیجئے۔ حضور اقدس کو اس جواب سے بہت صدمہ ہوا۔ آخر قبیلہ بنی اسد سے فرمایا کہ اگر بنی تمیم نے بشارت قبول نہ کی۔ تو تم قبول کرو انہوں نے بہت خوشی سے کہا کہ ہم قبول کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ قبیلہ بنی اسد اور بنی غطفان زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے حریف تھے کہ ہم میں سے جس پر کوئی آفت آئے تو دوسرا اس کی مدد کرے جیسا کہ عرب میں دستور تھا۔ بہرحال ان چاروں قبیلے ان قبیلوں سے افضل ہیں۔ وجہ افضلیت حضور ہی جانتے ہیں۔ ہمارا تو ان کی زبان دان کے فرمان پر ایمان ہے جس کو افضل کر دیا وہ افضل ہے جسے نیچا کر دیا وہ نیچا ہے۔ ؎

قسم خدا کی رہے وہ محروم کا قیامت تک ۔ کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا

وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ اَهَانَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَهُمْ نَوَالًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَعَنْ اَبِيْ عَامِرٍ

فرمایا کہ یہ ہماری قوم کے صدقے ہیں ۱۲ اور جناب عائشہ کے پاس ان میں کی ایک لونڈی تھی تو فرمایا کہ اسے آزاد کر دو کہ یہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے ہے (مسلم بخاری) ۱۳ دوسری فصل روایت ہے حضرت سعد سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ جو قریش کو ذلیل کرنا چاہے گا خدا اسے ذلیل کرے گا (ترمذی) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے الٰہی تو نے اگلے قریش کو تکلیف چکھائی ہے تو ان کے پچھلوں کو بخشش چکھا (ترمذی) روایت ہے حضرت ابو عامر

۱۲ یعنی جہاں کے خمس کے مستحق ہی قسم بہت زیادہ ہوں گے دجال کا مقابلہ سب سے زیادہ یہی کریں گے۔ یہ مقابلہ ان کے قوت ایمان کی دلیل ہے معلوم ہوا کہ بعض افراد کی عظمت کی وجہ سے ساری قوم کو عظمت مل جاتی ہے۔ خواہ وہ افراد اب ہوں یا پہلے ہو چکے ہوں یا آئندہ ہونے والے ہوں یہاں تیسری قسم کی عظمت ہے کہ دجال سے مقابلہ کرنے والے اگرچہ قریب قیامت ہوں گے مگر یہ قوم کا فخر ہمیشہ کا ہی ہے ۱۳ یعنی حضور اقدس نے تمام قریش کو اپنی قوم فرمایا۔ اس نسبت سے ان کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔ ؎

بدیں تو نسبت ما را بحضرت است ۔۔۔ نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

ہم کو کمال یہ کہ حضور ہمارے رسول ہیں۔ اگر وہ ایک بار فرما دیں کہ تو ہمارا ہے تو تقدیر بدل دینے کے لئے

رضا بہ قسمت ہی کھل جائے جو طیبہ سے خطاب آئے ۔۔۔ کہ تو ادنیٰ سگ درگاہ دربار سلماں ہے

خیال رہے کہ ہم مذہب، ہم مشرب، ہم وطن، ہم پیشہ، ہم نسب، ہم زبان، ہم استاذ، ہم پیر ان سب کو قوم کہا جاتا ہے۔ یہاں ہم وطن یا ہم زبان کے معنی سے قوم فرمایا گیا اور نہ تمام قریش ہاشمی نہیں ہیں ۱۴ یعنی بنی قسم عرب میں اولاد اسمٰعیل سے ہیں ان خاندان اور عرب اس نسل کا خدام آزاد کرنا افضل ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد پر احسان کرنا دوسروں پر احسان کرنے سے افضل ہے۔ اولاد سے سلوک آباؤ اجداد کی خوشنودی کا باعث ہے بعض سلفیوں نے یہاں تحریف کا کھلا ہاتھ حضور پاک کی اولاد یعنی سید صاحبان کو کہنے میں نہیں تامل نہیں ترجیح دیتے ہیں ان کی دلیل یہ صحیح ہو سکتی ہے۔ اصل سے نسل کو فرق فقہاء نے لکھا کہ نسل سے ۱۵ یعنی جو شخص قریشی خاندان کو ذلیل کرے وہ دنیا و آخرت میں یا انتقال نبوت میں ذلیل ہوگا۔

الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْحَیُّ الْاَسْدُ وَ الْاَشْعَرُوْنَ لَا یَفِرُّوْنَ فِی الْقِتَالِ وَلَا یَغُلُّوْنَ هُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ رَوَاهُ الْتِرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ ۝ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاَزْدُ اَزْدُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یُرِیْدُ النَّاسُ اَنْ یَّضَعُوْهُمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یَّرْفَعَهُمْ وَلَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُقَالُ الرَّجُلُ

اشعریوں کے لئے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسد اور اشعری لوگ بہترین قبیلے ہیں جو وہ لوگ جنگ میں بھاگتے نہیں خیانت کرتے نہیں وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ازد اللہ کا لشکر ہے زمین میں جو لوگ انہیں پست کرنا چاہیں گے اور اللہ نہ چاہے گا مگر انہیں بلند کرنا ۔ اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ کوئی کہے گا ہائے

قریش کو اس لیے فرمایا جائے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوم ہے تو وہ کافر ہے اگر کسی کافر قبیلے سے قتال جھگڑا ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے ۱۲ منہ قریشی پر اسلام لانے سے پہلے بدر و احزاب میں شکستیں ہوئیں اور اس سے پہلے خلک سالی قحط کی آفات آچکی ہیں۔ اب جب یہ لوگ مسلمان ہو چکے تو انہیں نعمتیں فتوحات اور ازدیاد وغیرہ عطا فرمایا ہے کرم نمائی کر دشمن کے زمانہ کی تکالیف کا بھی اظہار ہے ہیں ۱۲

۱۲ آپ حضرت ابوموسیٰ اشعری کے بھائی ہیں جلیل الشان صحابی ہیں۔ غزوہ حنین میں شہید ہوئے حضور اقدس نے آپ کی وفات پر دعا کی کہ الٰہی اسے میت سوء کی سرداری عطا فرما فتوحات الطیبات ۱۲ منہ یہ دونوں قبیلے یمن کے ہیں ان میں بڑے بڑے صحابی ہوئے ۱۲ منہ یعنی ان قبیلوں میں یہ دو وصف ہیں بہادری کہ جنگ میں دشمن کے مقابلہ سے بھاگتے نہیں۔ امانت داری کہ کبھی خیانت نہیں کرتے۔ مجھ سے قریب وہ لوگ کہ دو مجھ سے قریب ہیں میں ان سے قریب۔ یہ تیسری بات سب سے اعلیٰ ہے قرب سے مراد روحانی اور اعلیٰ قرب ہے۔ اس فرمان میں اشارہ اس جانب ہے کہ یہ لوگ متقی ہیں کیونکہ ان اوصاف کا اللہ المتقون ۱۲ منہ ازد شنوہ ایک مشہور قبیلہ ہے جو ازد ابن غوث کی اولاد سے ہے۔ ۱۲ منہ انصار اس کی اولاد سے ہیں یہ ازد ابن غوث یمن میں رہتا تھا وہ ازد ابن غوث ابن نبت ابن ملک ابن کہلان ابن سبا ہے۔ ان لوگوں کو ازد اللہ اس لئے کہا گیا کہ وہ پہلے ہی سے بڑے بہادر جنگ میں ثابت قدم رہنے والے تھے پھر اس قبیلہ انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت شاندار خدمات انجام دیں اسلام کے پھیلانے میں ان کا بڑا حق ہے (مرقات) ۱۲ منہ یعنی کفار انہیں ذلیل کرنا چاہیں گے مگر اللہ تعالیٰ بغیر انہیں ظاہر اور قوت دلائے گا اس میں نبی غیب ہے۔ ایسا ہی ہوا اب تک انصار کا بڑا احترام ہے اور رہیگا ۱۲

يَا لَيْتَ إِنْ كَانَ أَزْدِيًّا وَيَا لَيْتَ أُمِّي كَانَتْ أَزْدِيَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۞ وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ ثَقِيفٍ وَبَنِي حَنِيفَةَ وَبَنِي أُمَيَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۞ وَعَنِ الْأَشْعَرِيِّ

ہائے کاش کہ میرا باپ ازدی ہوتا اور ہائے کاش کہ میری ماں ازدیہ قبیلہ کی ہوتی ۱۲ (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے ۱۲ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ تین قبیلوں کو ناپسند کرتے تھے ، ثقیف اور بنی حنیفہ اور بنی امیہ ۱۲ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے ۔ اور روایت ہے حضرت

۱۲ یعنی قبیلہ ازد کی ایسی عزت ہوگی کہ لوگ اس پر رشک کریں گے ۔ یعنی کہ قریش عزت والے انسان بھی کہا کریں گے کہ کاش ہم بھی ازدی ہوتے یعنی کہ کہا جاوے گا کہ ہمارا ماں یا ازدی ہوتی تو ہم کو اس قبیلہ سے شرف حاصل ہوتا معلوم ہوا کہ قبیلہ ازد کی بڑی عزت ہوگی ۔

۱۲ آپ مشہور صحابی ہیں حضرت ابوہریرہ کے ساتھ خیبر کے سال اسلام لائے تیس سال بستر علالت پر رہے ۔ چلنے پھرنے سے معذور تھے آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے ۔ ایک دفعہ آپ کی حالت زار دیکھ کر رونے لگے ۔ آپ نے فرمایا اگر تم کو میری اندرونی حالت کی خبر ہوتی تو تم مجھ پر خوشی حاصل کرتے مجھے فرشتے برابر سلام کرتے ہیں ۔ انہیں جواب دیتا ہوں ۔ اس مدت میں مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی میری زندگی میں یہ بات کسی سے نہ کھنڈا اخصا آپ نے ۵۸ھ بادن میں بعمر ۷۸ سال وفات پائی (مرآت)

۱۲ ثقیف بنی جاریہ کا ایک خاندان ہے اس خاندان کے مورث کا لقب ثقیف تھا ۔ اس کا نام قسی ابن منبہ ابن بکر ابن حنفیہ ہوا تھا (مرآت) اور بنی حنیفہ بھی ایک قبیلہ ہے جو ثمال ابن الہیثم کی اولاد ہے ۔ ثمال کا لقب حنیفہ تھا ۔ اسی قبیلہ کی عورت خولہ بنت جعفر حنفیہ ہے جو حضرت علی کی بیوی ہے اس کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے ۔ جن سے جو نسل چلی انہیں حنفی کہا جاسکتا ہے ۔ یعنی حضرت علی کی اولاد (مرآت) اور بنی امیہ مشہور قبیلہ ہے ۔ اس قبیلہ سے حضرت عثمان ابن عفان ہیں ۔ امیہ ہاشم کا بھائی تھا ہاشم کی اولاد ہاشمی کہلاتی ہے ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابوسفیان کی اولاد امیہ کے نام سے موسوم ہے ۔ ان تینوں قبیلوں کو ناپسند فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں بعض لوگ جو بڑے خطرناک ہوئے ہیں بنی ثقیف میں ظالم حجاج ابن یوسف اور بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب جس نے دعوی نبوت کیا ۔ بنی امیہ میں یزید ، عبدالملک ابن مروان جیسے ظالم ہوئے ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر بنی امیہ کا ہر فرد حضور کو ناپسند تھا اور حضرت عثمان بنی امیہ میں سے ہیں جو حضور کی محبوبیوں کے خاندان سے ہوئے اس لیے آپ کو ذوالنورین یعنی دو نوروالا کہا جاتا ہے ۔ اس دنیا میں کوئی شخص کسی نبی کی دو صاحبزادیوں کا خاوند نہیں ہوا سوا آپ کے ویسے ہی عمر ابن عبدالعزیز تابعی ہیں ۔ رضی اللہ عنہم ۔

ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيْرٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ وَالْمُبِيْرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْفٍ وَعَشْرَيْنِ أَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيْحِ حِيْنَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ أَسْمَاءُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَمُبِيْرًا فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيْرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ وَسَيَجِيْءُ تَمَامُ الْحَدِيْثِ فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ وَعَنْ

حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا عبداللہ بن عصمہ نے کہا کہا جاتا ہے کہ جھوٹا تو مختار بن ابی عبید ہے ۱۲ اور ہلاک کرنے والا حجاج ابن یوسف ہے ۱۲ ہشام ابن حسان نے کہا کہ انہوں نے گنا جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے ۱۲ (ترمذی) مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی کہ جب حجاج نے عبداللہ ابن زبیر کو قتل کیا تو بی بی اسماء نے کہا ۱۲ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حدیث کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہے اور ایک ہلاک کرنے والا جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا ۱۲ لیکن ہلاک کرنے کو تو میں تجھے نہیں خیال کرتی مگر وہ ہی ۱۲ اور پوری حدیث تیسری فصل میں آوے گی اور

۱۲ خیال ہے کہ حجاج ثقیف سے مختار ابن عبید اور مصعب ابن زبیر کے مقابلہ کو بھیجا گیا تھا مختار کو مار کر عبداللہ ابن زبیر کے مقابلہ کو گیا اور عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں مارا گیا ۱۲ حضرت عبداللہ ابن زبیر کو فریب سے شہید کیا لوگ اس پر بڑا اعتراض کرتے ہیں مگر یہ برا ہے مرتد کرنا مختار کا باپ صحابی تھا مختار حضرت کے سال پیدا ہوا ۱۲ عشر بن عبید سے مصعب ابن زبیر نے قتل کیا حالانکہ دونوں حکومت کی حرارت ۱۲ حجاج ابن یوسف بادشاہ عبدالملک ابن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا حاکم تھا بعد اسلوں ہلاک ہوئی شوال ۷۳ھ پچھتر سال ہجری ۱۲ یعنی جن مسلمانوں کو حجاج نے قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور جو مسلمان سرکر جنگ میں شہید ہوئے ان کی تعداد پچاس ہزار ہے ۱۲ شعبہ دینار نماز میں کوئی ایسا ظالم ہوا ہو خدا کی پناہ ۱۲ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے قتل کا واقعہ اور عبدالملک کی فصل میں ہے حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق حضرت زبیر کی بی بی عبداللہ ابن زبیر کی والدہ ۱۲ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جن سے لوگ کرامتیں دیکھتے ہیں ۱۲ یعنی سیکڑوں اب جس نے بعض اصحاب کی بہت کی لوگ گمراہ کیا اور حق کے ساتھ خلافت صدیق میں مارا گیا تو یہ بیچارا اس واقعہ سے کیا ہوتا ہے ۱۲ یعنی صحیح مسلم

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْرِقْتَ ثَقِيْفًا قَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مِيْنَا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ اَحْيَسُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ حَمِيْرًا اَوْ عَرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَوْ عَرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَوْ عَرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حَمِيْرًا اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَاَيْدِيْهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ اَهْلُ اَمْنٍ وَاِيْمَانٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ

روایت ہے حضرت جابر سے کہتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو ثقیف کے تیروں نے جلا ڈالا آپ حضور ان پر بد دعا کریں فرمایا الٰہی ثقیف کو ہدایت دے (ترمذی) روایت ہے عبدالرزاق سے وہ اپنے والد سے راوی وہ مینا سے وہ حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا میرا خیال ہے کہ وہ قبیلہ بنی قیس سے تھا اس نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ حمیر پر لعنت کیجئے حضور نے اس سے منہ پھیر لیا وہ آپ کے پاس دوسری طرف سے آیا آپ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر دوسری طرف سے آیا حضور نے اس سے منہ پھیر لیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ حمیر پر رحم کرے ان کے منہ میں سلام ہے ان کے ہاتھوں میں کھانا ہے وہ امن اور ایمان والے ہیں (ترمذی) اور فرمایا

وسلم نے ان ظالم کا نام نہیں بتایا مگر تیرے کلام بتا رہے ہیں کہ قبیلہ بنی ہے کہ قصہ امت رسول کو بہت ہی قبول کیا ہے

۱ یہ عرض معروض غزوہ طائف میں ہوئی جبکہ مسلمانوں کو بنی ثقیف سے بہت تکلیف پہنچی (نزہۃ) صحابہ نے عرض کیا تھا کہ ان کی ہلاکت کی دعا فرمائیں ۲ چنانچہ حضور کی دعا سے سارے ثقفی لوگ ایمان لائے یہ ہے شان رحمۃ للعالمین ۳ آپ عبدالرزاق ابن ہمام ابن نافع ابن تابع تابعین میں سے ہیں اعلیٰ درجہ کے تابعی ضعیف ہیں عبدالرزاق ابن عرب کے غلام ہیں (اشعہ) ۴ یعنی وہ آنے والا شخص قبیلہ بنی قیس سے تھا قیس غیلان ایک شخص تھا جس کا نام الیاس ابن مضر تھا لقب قیس اس کی اولاد کو بھی قیس کہا جاتا ہے (مرآۃ) ۵ غیلان اور قیس یعنی قیس اور حمیر کی آپس میں مخالفت ہوگی اس لیے اس نے بددعا کے لیے کہا اس وقت تک حمیر قبیلہ ایمان والا ہوگا ۶ حمیر عدنان اور قحطان کے سوا ایک قبیلہ کا نام بھی ہے اور حمیر بن سبا الاصغر ایک آدمی کا نام بھی ہے اس کی اولاد کو حمیر کہا جاتا ہے یہ بہت بڑا قبیلہ ہے ۷ یعنی اللہ کی یاد صفات میں زبان سے اور عمل سے اس کی مخلوق کے ساتھ سے یہ لوگ ایمان اور امن والے ہیں ہر ایک کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَيُرْوٰى عَنْ مَيْنَاءَ هٰذَا اَحَادِيْثُ مَنَاكِيْرُ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا كُنْتُ اَرٰى اَنَّ فِيْ دَوْسٍ اَحَدًا فِيْهِ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ

یہ حدیث غریب ہے اسے ہم نہیں جانتے مگر عبدالرزاق کی حدیث سے اور ان میناء سے منکر حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔ سعید سے ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا کہ دوس سے۔ پھر فرمایا میں نہیں سمجھتا تھا کہ دوس میں کوئی اچھی چیز ہے۔ اس کو احمد و ترمذی نے روایت کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ اپنا دین چھوڑ بیٹھو گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں آپ کے ذریعہ تو اللہ نے ہم کو ہدایت دی فرمایا کہ تم عرب سے بغض رکھو تو مجھ سے بغض رکھو گے۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث

کہ قصہ اسلم میں ہمان پر جلد ایک کرمان ہے یعنی جب حضرت ابوہریرہ والیان کا نے تو حضور انور نے ان سے ان کے قبیلہ کا نام پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں قبیلہ دوس سے ہوں خیال رہے کہ دوس ابن عدنان ابن عبداللہ ایک قبیلہ کا مورث اعلیٰ ہے اس کی طرف یہ قبیلہ منسوب ہے۔ (مرآت) ۲ یعنی ہمارا خیال تھا کہ قبیلہ دوس میں سارے لوگ بدکار ہیں مگر واہ اللہ تعالیٰ اچھے ہو اس میں بھی قبیلہ کی برائی ہے اور حضرت ابوہریرہ کی بہت تعریف ۳ حضرت سلمان فارسی یعنی ایران کے رہنے والے تھے۔ عرب میں رہنے لگے بعض طبیعتوں میں صوبائی یا ملکی تعصب ہوتا ہے کہ ہمارا ملک ہمارا صوبہ اچھا اور سارے صوبہ والوں کے لوگ برے ہیں اس کو تعصب جاہلیت فرماتے ہیں یہ ارشاد فرما کر سلمان فارسیت اور عربیت کا فرق کر دیا کہ عرب کی تعریف دراصل اسلام کی تعریف ہے۔ ان تعصبوں سے اللہ بچائے۔ مگر کس لطیف طریقہ سے تعلیم فرمائی سبحان اللہ ایسے ذکر سے ابتداء فرمائی تاکہ ان کے قلب پر گرانی ہو ۴ یعنی جب انسان اپنے ماں باپ سے عداوت نہیں کرتا جن سے جان ملتی ہے تو حضور سے کیوں کر ہو سکتا ہے جن سے ایمان ملا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ ان حضور سے بغض رکھیں ۵ یعنی عرب سے اس لئے نفرت کرنا کہ وہ عرب ہیں حضور سے بغض ہے کیونکہ حضور کا وطن ہی قرآن عرب میں ہے لہٰذا یہ حضور کے مخالفین اور عرب کے یہودیوں نجد کے وہابیوں سے نفرت کرنا ان سے بغض رکھنا بالکل درست ہے۔ کہ ان میں کفر سے نفرت ہے نہ کہ ان کے عرب ہونے سے

حَسَنٌ غَرِيبٌ ۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ وَلَيْسَ هُوَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ بِذَاكَ الْقَوِيِّ ۔ وَعَنْ أُمِّ الْجَرِيْرِ

حسن غریب ہے۔ روایت ہے حضرت عثمان ابن عفان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عرب سے خیانت کرے گا وہ میری شفاعت میں داخل نہ ہوگا اور اسے میری محبت نصیب نہ ہوگی۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اسے ہم نہیں پہچانتے مگر حصین ابن عمر کی حدیث سے اور وہ محدثین کے نزدیک ایسے قوی نہیں ہے روایت ہے ام جریر سے

صفحہ کا ہر منسوب پیڑھے الف رکھنا علامت لیاقت ہے اس نسبت سے نقرت کرنا علامت کفر ہے۔ (لمعات) صحابہ عداوت رکھنا ان کو حضرت ابوبکر سے نسبت ہے قرابتی شمار فرمایا۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ اور شعائر اللہ کی تعظیم دل کا تقویٰ ہے۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ۔

مسئلہ غش کے لغوی معنی ہیں ملاوٹ کرنا۔ یہاں مراد ہے ان کی طرف سے دل میں کھوٹ رکھنا عداوت رکھنا ان سے خیانت کرنا (اشعۃ، مرقات، لمعات)

مسئلہ حضور کی شفاعت کی بہت قسمیں ہیں۔ میدان محشر سے نجات دلانے کی شفاعت۔ گناہ معاف کرانے کی شفاعت۔ درجے بلند کرانے کی شفاعت۔ پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے اور دوسری شفاعت ہم جیسے گنہگاروں کے لئے ہے آخری شفاعت ولیوں حتی کہ نبیوں کے لیے بھی ہے۔ دوسری شفاعت کے علاوہ سے حضور کو شفیع المذنبین کہا جاتا ہے۔ یہاں آخری شفاعت کی نفی ہے کیونکہ دوسری شفاعت تو گناہ کبیرہ والوں کی بھی ہوگی فرماتے ہیں شفاعتی لاھل الکبائر من امتی اور اگر کسی نے عرب سے بغض رکھا تو وہ کافر ہے اس کے لیے یہ شفاعت بھی نہیں۔

مسئلہ یعنی یہ حدیث قوی نہیں مگر چونکہ فضائل اعمال میں ہے۔ لہذا حجت ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اتنی اسنادوں سے مروی ہے کہ معنی متواتر ہے۔ چنانچہ حاکم نے انس سے مرفوعاً روایت فرمایا کہ عرب کی محبت ایمان سے ہے، اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ سے بطریق ابن ابی ملیکہ مرفوعاً روایت کیا کہ قریش سے محبت ایمان ہے ان سے عداوت کفر ہے جس نے عرب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے عرب سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ حاکم نے حضرت ابوبرزہ سے مرفوعاً روایت کی کہ قریش سے محبت رکھو ان کے بادشاہ ہوں گے۔ (مرقات) ہر حال یہ حدیث مختلف طریقوں سے مختلف اسنادوں سے مروی ہے۔

مَوْلَاةِ طَلْحَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُلْكُ فِيْ قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الْاَنْصَارِ وَالْاَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالْاَمَانَةُ فِي الْاَزْدِ يَعْنِي الْيَمَنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَوْقُوْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا اَصَحُّ ۔ اَلْفَصْلُ

بو طلحہ ابن مالک کی لونڈی بیان فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے مولا کو کہتے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کا نزدیک ہونا عرب کی ہلاکت ہے [1] (ترمذی) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ سلطنت قریش میں ہے اور قضا انصار میں [2] اور اذان حبشہ میں [3] اور امانتداری ازد یعنی یمن میں ہے [4] اور ایک روایت میں یہ حدیث موقوف ہے (ترمذی) اور فرمایا یہ بہت صحیح ہے۔ فصل

[1] اس سے معلوم ہوا کہ تمام ملکوں سے آخر میں ملک عرب فنا ہوگا۔ اس کے بعد قیامت ہی ہے۔ یہ جگہ دنیا کا نقشہ بدلنے کی ہے کیوں نہ ہو کہ یہ جگہ حضور کی اور حضور میں شریفین ہے جو دنیا کا مرکز ہے ہر مرکز سے دائرہ کی بقا ہے۔

[2] یعنی مناسب یہ ہے کہ سلطان اسلام قریشی ہو فقیہ یا قاضی انصاری ہوں چنانچہ حضور اور منہ ہجرت سے پہلے ستر انصاریوں کو جنہ منورہ کی نقابت اور دین داری کے لیے منتخب فرمایا بعض شارحین نے کہا کہ قضا سے مراد تحکم ہے یعنی انصار اسلام کا ستون ہیں انہیں کے شہر میں انہیں کے ذریعہ سے اسلام پھیلا۔ حضرت معاذ کو حضور اور منہ نے یمن کا قاضی مقرر فرمایا۔

[3] کیوں نہ ہو کہ مؤذنوں کے سردار حضرت بلال حبشی ہیں جن کی آواز عرش تک پہنچتی تھی۔ ایک بار حضرت بلال کو اذان سے روک دیا گیا مدینہ کے شخص نے اذان دی۔ تو حضور ایسی آئی ؎

گفت ہاتف بر سر خیر و فلاح — چیست بہتر بانگ یا بانگ صلا

آج بلیر اذان فلاں کیوں نہ کہے [illegible] حضور نے فرمایا کہ ہاں آج تو بڑی خوش الحانی سے اذان ہوئی ہے فرمایا ؎

گفت ہاتف باز بر بانگ بلال — خوش تر است از بر خر سر ادبال

[4] ازد قبیلہ یمن کا ایک قبیلہ ہے ازد بمعنے مشرق ہو سکتا تھا کہ تمام قبیلوں کے مقابلہ میں کہ دوسرے قبیلوں میں امانت داری نہ ہو تو فرمایا کہ ازد سے ہماری مراد سارے یمن ہے سارے یمنی ایسے ہوتے ہیں کیوں نہ ہوں کہ حضرت اویس قرنی کے ہم وطن ہیں۔

الثالث عن عبد الله بن مطيع عن أبيه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم فتح مكة لا يقتل قرشي صبرا بعد هذا اليوم إلى يوم القيامة رواه مسلم وعن أبي نوفل معاوية بن مسلم قال رأيت عبد الله ابن الزبير على عقبة المدينة قال فجعلت قريش تمر عليه والناس حتى مر عليه عبد الله بن عمر فوقف عليه فقال السلام عليك أبا خبيب السلام عليك أبا خبيب السلام عليك أبا خبيب أما والله لقد كنت أنهاك عن هذا أما والله

تیسری روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مطیع سے وہ اپنے والد سے راوی نہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ میں فرماتے سنا کہ اس دن کے بعد قیامت تک کوئی قرشی باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا (مسلم) روایت ہے ابو نوفل معاویہ ابن مسلم سے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن زبیر کو مدینہ کی گھاٹی پر دیکھا فرماتے ہیں کہ قریش اور لوگ ان پر گذرنے لگے حتی کہ ان پر عبداللہ ابن عمر گزرے تو ان پر رک گئے پھر بولے اے ابو خبیب تم پر سلام اے ابو خبیب اے ابو خبیب تم پر سلام اے ابو خبیب خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا

سلہ مطیع کا نام عاص ہے حضور انور نے ان کا نام مطیع رکھا۔ سبحان اللہ حضور نے مطیب قریش مردار بنا دیں سے ہیں۔ حبیب اہل مدینہ نے یزید سے لڑائی کی تو انہیں کو اپنا امیر بنایا تھا۔ آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ قتل کئے گئے ۷۳ھ میں عبداللہ ابن زبیر نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا تھا مختار نے انہیں قتل کیا (مرقات) سلہ یعنی آئندہ کوئی قرشی مرتد نہ ہوگا تاکہ اپنے ارتداد کی وجہ سے باندھ کر قتل کیا جائے۔ یہ خبر بمعنی حالت ہے کہ کسی قرشی کو علاوہ جرم باندھ کر قتل نہ کیا جائے گا یا کسی جرم میں کوئی قرشی باندھ کر قتل نہ کیا جائے گا لہذا اس فرمان عالی پر اعتراض نہیں کہ حضور انور کے بعد امام حجاج نے بہت سے قرشی باندھ کر قتل کئے یا ان میں اگر قرشی کسی کو قتل کردے تو اسے قصاص میں باندھ کر قتل کرنا جائز ہے (مرقات) سلہ سیدنا عبداللہ ابن زبیر کو حجاج ابن یوسف نے سولی پر چڑھایا۔ ہوا یہ کہ مسجد میں چھپا گیا تھا انہیں مدینہ منورہ کے راستہ پر سولی دی گئی اس لیے عقبہ المدینہ (مدینہ کا راستہ) بعد کو ان کی قبر مقام حجون میں بنائی گئی۔ یہاں مرقات میں ہے کہ مقبرہ جنت معلی کی تمام قبریں صحابہ کرام اہلبیت عظام رضی اللہ عنہم اجمعین کی قبر مبارک حضرات ائمہ اہلبیت کے کشف سے بنائی گئی ہے تاریخی لحاظ سے ان کی قبروں کے مقامات کا پتہ نہیں چلتا سلہ حضرت عبداللہ ابن زبیر کو سر بازار سولی پر لٹکایا گیا تھا لوگ گزرتے تھے اور ان کی لاش کو لٹکا ہوا دیکھتے تھے اس پر حضرت ابن عمر بھی گزرے ان کی لٹکی ہوئی لاش دیکھی۔ سلہ حضرت ابن زبیر کے بڑے بیٹے کا نام خبیب تھا اس لیے آپ کی کنیت

اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتَ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَ
وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ أَمَا وَاللّٰهِ لَأُمَّةٌ أَنْتَ شَرُّهَا لَأُمَّةٌ سُوْءٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَأُمَّةٌ خَيْرٌ ثُمَّ
فَقَدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِي بَعْضِ الْحَجَّاجِ مَوْقِفَ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَوْلَهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ
فَأَنْزَلَ عَنْ جِذْعٍ لَهُ فَأَلْقِيَ فِي قُبُوْرِ الْيَهُوْدِ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُخْتِهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ
أَبِي بَكْرٍ فَأَبَتْ أَنْ تَأْتِيَهُ فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُوْلَ لَتَأْتِيَنِّي أَوْ لَأَبْعَثَنَّ

کہتا تھا خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا اللہ خدا کی قسم جہاں تک میں جانتا ہوں تم بہت روزہ رکھنے والے شب بیدار کرنے والے تھے اللہ خدا کی قسم تم میں کروہ کے نزدیک تم بہت برے ہو وہ بدگروہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اچھا گروہ ہے پھر عبداللہ ابن عمر چلے گئے۔ پھر جب حجاج کو عبداللہ کے ٹھہرنے اور ان کی گفتگو کی خبر پہنچی تو ان کی تلاش پر آدمی بھیجا وہ اپنی سواری سے اتارے گئے پھر یہود کے قبرستان میں ڈالے گئے پھر اس نے اسماء بنت ابوبکر کو بلوایا انہوں نے آنے سے انکار کیا اس نے دوبارہ قاصد سے کہلا بھیجا کہ یا تو میرے

ابوشعیب جب اس نے سلام نہ کیا کہ عیب کو وقت سے پہلے بھی سلام کرنا جائز ہے اور بیمار کو سلام کرنا ثابت ہے۔

۱ حضرت ابن زبیر نے اور تو یزید کی بیعت نہیں کی بلکہ بیعت سے علاوہ پر خود حاکم بن گئے پھر حجاز ان پر حجاز الملک ان میں سے کسی کی ہیبت نہ تھی حتیٰ کہ عبدالملک نے حجاج ابن یوسف کو آپ کے مقابل بھیجا۔ حجاج نے آپ کو قتل کر کے آپ کا سر مدینہ منورہ بھیجا اور جسم کو راستہ میں سولی پر لٹکا دیا۔ جو لشکر یزید نے مدینہ پر حملہ کر نے بھیجا تھا جس نے وہاں غارت گری کی وہ لشکر اس موقعہ پر مکہ معظمہ آیا اس نے حضرت ابن زبیر سے جنگ کر کے آپ کو قتل کیا۔ حضرت ابن عباس کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ کہ میں نے تم کو منع کیا تھا کہ خلافت و امارت کے جھگڑوں میں نہ پڑو تم نے میری بات نہ مانی دیکھ لو ان کا انجام کیا ہوا الحمد اس سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد مسلمین میں ان سے کلام سلام جائز ہے۔ حضور نے ابوجہل وغیرہ کی لاشوں سے صالح اور شعیب علیہما السلام نے عذاب شدہ کفار کی لاشوں سے کلام فرمایا

۲ یعنی جہاں تک مجھے علم ہے تم بڑے عابد و زاہد صحیح معاملات والے تھے حضرت ابن زبیر بہت روزے رکھتے تھے حتیٰ کہ کبھی مسلسل پندرہ دن تک روزے رکھتے تھے قوام الیل تھے ۳ یعنی حجاج ابن یوسف کی قوم جو تم کو برا کہتی ہے وہ بدترین قوم ہے تم اچھے ہو وہ قوم ہی بری ہے حجاج ابن زبیر کو صدائقہ یعنی اللہ کا دشمن کہتا تھا اس کی تردید میں آپ نے یہ فرمایا ۴ یہ حضرت یا تو ولی کی فعلی موت سے پہلے تصرف فرمایا کرتے تھے یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے کو اچھی حالت میں دیکھتے ہوں۔ ۵ سیدنا عبداللہ ابن عباس ان تمام خوبیوں میں ایک حد تک سے تھے نیز حضرت کا تعلق کسی ساجد و بڑے متبع سنت عالم عمل کے جامع تھے ان دونوں سے ان کا بڑا احترام تھا جب حجاج کو پتہ چلا کہ حضرت ابن عمر نے یہ فرمایا ہے تو اسے

إِلَيْكَ مَنْ يَسْحَبُكِ بِقُرُونِكِ قَالَ فَأَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أَتَيْتُكَ حَتّٰى
تَبْعَثَ إِلَيَّ مَنْ يَسْحَبُنِي بِقُرُونِي قَالَ فَقَالَ أَرْدِنِي بِسَبَقٍ فَأَخَذَ نَعْلَيْهِ ثُمَّ
انْطَلَقَ يَتَوَذَّفُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتِنِي صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰهِ
قَالَتْ رَأَيْتُكَ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَأَفْسَدَ عَلَيْكَ آخِرَتَكَ بِلَغَنِي

پاس کوئی آدمی تمہارے پاس بھیجوں گا جو تم کو بالوں سے کھینچتا ہوا لے جائے گا انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ خدا کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو میرے پاس ایسے شخص کو نہ بھیجے جو میرے بالوں کو کھینچتا ہوا لے جائے پھر انہوں نے کہا اچھا میری جوتی لے جاؤ اور وہ اپنی جوتی لے کر چلا ہوا چلتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا اور کہا تم نے مجھے دیکھا کہ میں نے اللہ کے دشمن سے کیا سلوک کیا ہے آپ نے فرمایا میں نے تجھے دیکھا کہ تو نے اس کی دنیا ان پر بگاڑ دی اور انہوں نے تجھ پر تیری آخرت بگاڑ دی ۱۲

خطرہ ہوا کہ اگر اب عبداللہ بن زبیر کا قتل ہوا تو لوگوں میں پھر بدستور اشتعال پیدا ہوگا ممکن ہے کہ لوگ بھڑک جائیں اور مکہ میں فساد جاوے۔ اس لیے آپ کی لاش بھی مکہ کے قبرستان میں ٹھکانے کی۔ اب وہ قبرستان حجون سے بھر مسلمانوں نے اس کا نام جنت معلیٰ رکھ دیا۔

بہت سے کے بعد واضح

۱ حضرت اسماء بنت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ کی بہن حضور انور کے سال میں ہجرت سے ۲۷ سال پہلے پیدا ہوئیں حجاج ظالم کو کسی کی بددعا بھی لگا دو تو اس نے ان کو اپنے دربار میں حاضر کرنا چاہا۔

۲ محض اپنی خوشی اپنے اختیار سے تیرے پاس نہیں آؤں گی ہاں اگر تو نے مجبور بلا لیا تو میں مجبور ہوں گی

۳ سبت وہ جوتا جس پر بال ہوں مجازاً منڈے ہوئے چمڑے کی جوتی سبت بمعنی قطع اصل میں بعض نے فرمایا کہ سبت ایک جگہ کا نام ہے جہاں سبتی یعنی چمڑے کا جوتا بہت بنتا ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں قوچنگ کا جوتا یا ہندوستان میں دہلی کا جوتا۔ ۴ لفظ کے معنی میں قریب قریب آدم ٹال کر چلنا ہے کہ تکبر کی علامت ہے بعض نے کہا ہے کہ اترا کر چلنا مراد ہے۔

۵ اس بدنصیب نے حضرت اسماء کی تعزیت کرنے کی بجائے ان کو طعنہ دیا۔ ان کا جواب بھی شدید کیا مسلمان پر ظلم ہوتے تک چھڑا اپنے دشمن کو ذلیل کرنے کا بدلہ لے لیا ہم نے دیکھ لیا کہ تو نے اللہ کے دشمن کو کس طرح تکلیف کے ساتھ شہید کیا۔

۶ سبحان اللہ کیسا پیارا جواب دیا کہ تو نے انہیں شہید کر کے ان کی دنیا کو ختم کر دیا مگر انہوں نے تیرے ہاتھوں شہید ہو کر تجھے ظالم بنا کر تیری آخرت تباہ کر دی۔ تجھے دوزخ کا مستحق بنا دیا۔ انہیں صرف پانچ منٹ کی تکلیف ہوئی تو دائمی عذاب کا مستحق ہو گیا۔ ۱۲

پندِ حکمت مستمع را کے دہد ۔۔۔ ہر کرا دانا کند بر ما گزند

أَنَّكَ تَقُولُ لَهُ يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ أَنَا وَاللّٰهِ ذَاتُ النِّطَاقَيْنِ أَمَّا
أَحَدُهُمَا فَكُنْتُ أَرْفَعُ طَعَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ
أَبِي بَكْرٍ مِنَ الدَّوَابِّ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْأَةِ الَّتِي لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ أَمَا
إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا أَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَمُبِيرًا
فَأَمَّا الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا

مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ ان سے کہتا ہے اے دو کمر بند والی کے بیٹے خدا کی قسم میں دو کمر بند والی ہوں ان میں سے ایک تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کھانا اور حضرت ابوبکر کا کھانا جانوروں سے اٹھا کر لاتی تھی رہا دوسرا تو وہ بچ گیا ہے جس سے عورت بے نیاز نہیں ہوتی آگاہ رہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی تھی کہ قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک فسادی ہلاکت والا جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا رہا فسادی تو میں تجھے نہیں سمجھتا مگر وہی تو راوی فرماتے ہیں کہ ان کے پاس سے

سلہ مجاج سودہ حضرت عبداللہ ابن زبیر کو ماں کی گالی دیا کرتے دو کمر بند والی عورت کہنے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ تمہاری ماں لونڈی ہیں کر کوئی کی خدمت کے لیے اپنی کمر بند ناموں سے باندھتی تھیں تم لونڈی کے بیٹے ہو۔ آپ فرماتی ہیں کہ اسے مردود لقب میرے لئے باعث فخر ہے مجھے حضور کی طرف سے ایک خدمت کے صلہ میں بطور خطاب ملا ہے تو اسے میرے لیے بطور گالی کیونکر ہو سکتا ہے۔ سلہ اس عبارت کے درمیان سے لقب بیان کئے گئے ہیں ایک سودہ کا دوسرا یعنی کوڑے ہے اور ربیع کے صیغہ میں محذوف کر دیا گیا یعنی ہجرت کے وقت میں نے اپنے کمر بند کے ایک ٹکڑے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کا کھانا باندھا تھا تاکہ وہ کھی مچھر وغیرہ سے محفوظ رہے حضور اپنے ساتھ لے جائیں مدینہ سے یہ کمر بند سے مراد گھوڑے ہیں یعنی میں نے اپنے کمر بند سے کھانا باندھا تاکہ گھوڑے کی پیٹھ سے گر جائے راشعہ گھر پہنچنے کی قوی ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب صدیق اپنے گھر سے ہجرت کے وقت گھوڑے پر سوار نہ تھے پیدل گئے تھے غار ثور سے نکل کر اونٹنی پر سوار ہوئے تھے مطلب یہ ہے کہ لقب بیر سے لیے باعث فخر ہے میں نے اپنے کمر بند سے حضور اور ابوبکر کی خدمت کی تھی کہ ہجرت کے وقت جلدی میں کوئی مجھے دو کمر بند والی نہ کہہ دے میں نے اپنا کمر بند کاٹ کر اس سے حضور کے کھانے کا دسترخوان باندھ دیا اور اپنے پاجامہ میں رکھ لیا حضور نے محبت میں فرمایا کہ تم ذات نطاقین یعنی دو کمر بند والی ہو اس دن سے میرا لقب یہ ہو گیا اور مجھے اس لقب پر ناز ہے۔

سلہ مبیر تباہ سے ہے جس کا مادہ بور ہے یعنی ہلاکت کنندہ تو ہوا۔ بوار یعنی ہلاکت ہے قاتل ظالم سفاک مراد ہے حجاج ظالم قاتل کو کذاب کہنا بجا ہے مختار جھوٹا تھا کیسے کہ دیا ہم نے دیکھ لیا اسے عبد صدیق میں فنا بھی کر دیا مگر نسائی ثانی تو ہی معلوم ہوتا ہے پہلی تو اسلامی لباس میں بے اسلحہ محفوظ سلامت رہے

فَلَمْ يُرَاجِعْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰى وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ دَمَ اَخِي الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ

اٹھ گیا انہیں کوئی جواب نہ دیا (مسلم) روایت ہے حضرت نافع سے کہ حضرت ابن عمر کے پاس ابن زبیر کے فتنہ کے زمانہ میں دو آدمی آئے کہنے لگے لوگ ہو کر رہے ہیں وہ آپ دیکھتے ہیں اور آپ حضرت عمر کے بیٹے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ کو بغاوت سے کون چیز مانع ہے فرمایا کہ مجھے مانع یہ ہے کہ اللہ نے مجھ پر میرے مسلمان بھائی کا خون حرام کر دیا تو وہ بولے کہ کیا اللہ نے یہ نہ فرمایا کہ ان سے جنگ کرو حتی کہ فتنہ نہ رہے تو ابن عمر بولے کہ وہ جنگ تو ہم کر چکے حتی کہ فتنہ رہا اور دین اللہ کا ہو

۱؎ یہ حضرت اسماء کی کراہت کی سمجھ کر حجاج جیسے ظالم نے یہ سب کچھ سنا اور جواب نہ دیا چلا گیا حضرت عبداللہ ابن زبیر کی شہادت کے دس دن بعد ابن اسماء کا انتقال ہو گیا۔ غالباً اسی صدمہ میں آپ کی نظر شریف ایک سو بیس برس کی کوئی دانت نہ گرا نہ عمر تک ۲؎ ابھی حضرت ابن زبیر شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ حجاج سے جنگ کی تیاری تھی اس وقت ان لوگوں نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے یہ کہا۔ ۳؎ یعنی آپ امام المسلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور امیر المومنین فاروق اعظم کے فرزند آپ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ آپ خلوت کا اعلان فرما دیں اور حجاج کا مقابلہ کریں یا کم از کم حضرت عبداللہ ابن زبیر کی امداد فرما دیں۔ ۴؎ یعنی ان جنگوں میں بدظن مسلمان ہیں۔ میں جس کے ساتھ شریک ہوا تو میرے ہاتھ سے مسلمان ہی مارے جائیں گے اور قتل مسلم حرام ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ابن عمر ان صحابہ میں ہیں جو ان تمام جنگوں کو فتنہ سمجھتے تھے اور ان سے علیحدگی میں عافیت خیال کرتے تھے بعض صحابہ نے ان جنگوں کو بغاوت بھی اور حکومت کے ساتھ شریک ہو گئے بعض نے حکومت کو غلط سمجھا وہ مخالفین کے ساتھ شریک ہوئے حضرت ابن عمر ہمیشہ ان تمام جنگوں میں علیحدہ رہے ہر جماعت کے علیحدہ دلائل تھے۔ ان کا یہ اختلاف اجتہادی تھا ان میں سے کوئی گنہگار نہ تھا۔ ۵؎ یعنی اے ابن عمر یہ جنگ برحق ہے۔ فتنہ مٹانے کے لئے ہے۔ آپ ضرور اس میں شرکت کریں۔ ۶؎ یعنی اس آیت میں فتنہ سے مراد شرک و کفر ہے۔ اور جنگ سے مراد کفار سے جہاد یعنی ہم کفار سے جہاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں کر چکے اب یہ جنگیں مسلمانوں کی آپس میں ہیں جو فرمانبردار ہیں۔

لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَاَبَتْ
فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهٗ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ
دَوْسًا وَاْتِ بِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّيْ عَرَبِيٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِيٌّ وَكَلَامُ

کا ہو گیا اور تم لوگ چاہتے ہو کہ جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ ہو جاوے اور دین غیر اللہ کا ہو جاوے ۱۲ (بخاری)
روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ طفیل ابن عمرو دوسی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر ہوئے کہنے لگے کہ دوس تو ہلاک ہو گئے انہوں نے نافرمانی کی اور انکار کیا
تو ان پر اللہ سے بددعا کریں لوگ سمجھے کہ حضور ان پر بددعا کریں گے مگر فرمایا الٰہی دوس کو ہدایت
دے اور انہیں یہاں پہنچا دے ۱۲ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تین وجہ سے عرب سے محبت کرو ایک یہ کہ میں عربی ہوں قرآن عربی ہے اور

۱۲ یعنی جہاد فتنوں کا نام پر ہو گا کہ مسلمان کمزور پڑ جائیں گے، کافر حکومتیں تمہارے مقابل دلیر ہو جائیں گی نظر یہ ہے کہ اسلام کمزور ہو جائے وہ ملک جنگ بند کر دیں ۱۲

جنگ قرباں فتنہ و غارت گری دست — جنگ موسیٰ صحبت یثرب بری است

آپ کے کلام میں پہلے فتنہ سے مراد کفر اور دوسرے فتنہ سے مراد ہے اسی سورۃ یعنی گذشتہ جہاد دفع کرنے کے لیے تھے اور اب یہ قتال مسلم کی بڑھوتری بلاد کے لیے ہے ۱۲ طفیل ابن عمرو کا لقب ذوالنور ہے کیونکہ جب حضور نے انہیں اپنی قوم کی ہدایت فرمائی تو ان کے عرض کرنے پر کہ یہ بڑی نافرمان ہے کوئی نشانی عطا ہو حضور نے ان کی دشنام پر نشانی یہ دی کہ آپ کے سامنے رہتا تھا پھر خود ان کی دعا میں مشغول ہو گیا دعا بھی رات میں مشغول کی خبر ہو گئی تھی۔ آپ نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تو آپ کی تبلیغ پر حضرت ابوہریرہ اور طفیل کے علاوہ تو دو سو خاندان کے خاندان والے ایمان لائے آپ خلافت صدیقی میں شروع عہد فاروقی میں شہید ہوئے ۱۲ جان اللہ ہے کہ کرم کیا کہ خود بھی مغفرت اپنی قوم کی طلبگار کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی محبوب انہیں عذر دعائیں دیتے ہیں ایک ایمان کی دوسری ان کے مدینہ حاضر کرنے کی دعا کہ حضور کو دیکھ کر ایمان لانے کی امید ہے حضرت ابوہریرہ دونوں نعمتیں حاصل کیں یعنی ایمان بھی لائے حضور سے ملاقات بھی کی ۱۲ عرب سے مراد عرب کے مسلمان ہیں کفار عرب سے بغض رکھنا دین و اسلام سے بغض ہے

اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ ۞ بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ
الْفَصْلُ الْاَوَّلُ - عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ
مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ

جنتی لوگوں کی بولی عربی ہے ۱۲ (بیہقی شعب ایمان) حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل ۱۲ پہلی فصل روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے کہ انہوں نے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں کا کوئی احد (پہاڑ) بھر سونا خیرات کرے تو ان کے ایک کے مد کو پہنچے نہ آدھے

حدیث شریف کا یہ فقرہ کہ جنتیوں کی بولی عربی ہے اس کے کئی معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جنتی عرب ہوں گے دوسرے یہ کہ جنتیوں کی زبان عربی ہوگی تیسرے یہ کہ جنت میں عربی زبان کا چرچا ہوگا چوتھے یہ کہ عربی زبان تمام زبانوں سے زیادہ فصیح زیادہ مختصر ہے عرب نے حضور سے شریعت اسلام کی سنبھالی۔ انہیں نے ہی کفار سے اسلام جہاد کئے۔ انہیں نے ہی حضور کے اقوال و اعمال دیکھے اور سنے۔ دین اسلام کی اصل انہیں نے ہی اطراف عالم میں اسلام پھیلایا۔ بدر حنین بلکہ ہر موقع اور قادسیہ وغیرہ معرکہ انہیں نے ہی جیتے۔ حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں ہونا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں کسی کی زبان نہیں ہوگی لہٰذا یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن جو عربی ہے۔ اس کے معنے قرآن نہیں قرآن کی تلاوت مذہبی درست حضرت جبریل علیہ السلام نے جو قرآن حضور کو سنایا وہ عربی تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے۔ اس لئے قبر و حشر کے سامنے کافر بھی عربی میں ہوں گے اہل جنت کی زبان عربی ہی رہتی ہے۔ حشر نشر کی زبان بدل جاتی ہے۔ ۱۲ مناقب جمع ہے منقبت کی بمعنی فضیلت بزرگی درجات صحابہ جمع ہے صاحب کی صحابی کی بمعنی ساتھی جنہوں نے صحابی وہ انسان ہے جو ہوش و ایمان کی حالت میں حضور انور کو دیکھے یا صحبت میں حاضر ہوا اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہو جاوے۔ اگر دیوانہ ہو کر مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہو کر مرا تب بھی صحابی ہے جیسے اشعث ابن قیس کے متعلق مشہور ہے۔ الا فرشتوں میں حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صحابی نہیں صحابہ کی تعداد ان کے اقسام ہم ابھی کچھ پہلے عرض کر چکے ہیں۔ صحابی تمام جہان کے مسلمانوں سے افضل اور سارے زمین کے ساتھ والی خوش قلب ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچتے۔ صحابہ میں خلفاء راشدین بہ ترتیب خلافت افضل ہیں۔ پھر عشرہ جنہوں پھر بدری پھر احدی پھر بیعت رضوان والے۔ پھر صاحب تبلیغین۔ کوئی صحابی فاسق نہیں سب عادل ہیں۔ رب فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ اور فرماتا ہے وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ صحابہ کے متعلق پوری بحث ہماری کتاب سیر صحابہ میں دیکھو۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَفَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ وَكَانَ كَثِيْرًا مَّا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَآءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَى السَّمَآءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِّاَصْحَابِيْ

کرلے۔ مسلم بخاری کی روایت ہے حضرت ابو بردہ سے وہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور آپ بہت دفعہ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے تو فرمایا کہ ستارے آسمان کے لیے امان ہیں جب تک رہتے رہیں گے تو آسمان کو وہ پہنچے گا جس کا وعدہ ہے اور میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں ۱۲

سلہ چار رکعت کا ایک صاع ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے چار سیر کا تو ساڑھے سیر آٹھ پاؤ ہوا۔ یعنی میرا صحابی قریبا ساڑھے چوبیس سیر خیرات کرے۔ اس کے علاوہ کوئی مسلمان خواہ غوث و قطب ہو یا عام مسلمان پہاڑ بھر سونا خیرات کرے تو اس کا سونا قرب الٰہی اور قبولیت میں صحابی کے ساڑھے سیر کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہی حال روزہ نماز اور ساری عبادات کا ہے۔ جب آدھ نبی کی نماز عصر کی جگہ کی نمازوں سے پچاس ہزار گنا ہے۔ تو جنہوں نے حضور کا قرب اور دیدار پایا۔ ان کا کیا پوچھنا اور ان کی عبادات کا کیا کہنا۔ یہاں قرب الٰہی کا ذکر ہے جس حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ کے غازی جہاد کے مجاہدین کی ایک جماعت کوئی کہے کہ ہم میں صحابہ کے برابر ثواب ملے گا۔ وہاں ثواب کا ذکر ہے۔ قرب اور درجہ کا ذکر نہیں۔ درجہ اور ثواب میں بڑا فرق ہے۔ اگر کسی سپاہی کو بادشاہ انعام دے دے تو وہ وزیر اعظم کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صحابہ کا ذکر ہمیشہ خیر سے ہی کرنا چاہیئے کسی صحابی کو برے لفظ سے یاد نہ کرو دیکھو حضرات دیوبندیہ نہیں نہیں رب نے اپنے محبوب کی صحبت کے لیے چنا۔ ہر ماں باپ اپنے بیٹے کو بروں کی صحبت میں نہیں رہنے دیتا تو ہر ماں رب نے اپنے بیٹوں کو بروں کی صحبت میں رہنا کیسے پسند فرمایا ؎

رسول اللہ طیب ان کے سب ساتھی بھی طیب ہیں ۔۔۔ چنیدہ ہر مکاں حضرت خلاق اعظم ہیں

سلہ یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ابو بردہ انہیں کے فرزند ہیں۔

سلہ حضور کا اکثر آسمان کو دیکھنا یا تو انتظار وحی میں ہوتا تھا یا اس لیے کہ آپ کا وطن اصلی وہی ہے۔ یا اس لیے کہ حضور کو انوار غیبیہ اور عالم بالا کی چیزیں نظر آتی تھیں۔

سلہ قیامت میں پہلے آسمان سے ستارے جھڑیں گے پھر آسمان پھٹیں گے جب تک ستارے آسمان پر ہیں آسمان پھٹنے سے امن میں ہے فرمایا ہے فاذا النجوم انکدرت۔

شہ اس طرح کہ ہری محمدی میں وہ حضرات آپس کے جنگ و قتال وغیرہ آفات سے محفوظ رہے ۱۲

فَإِذَا ذَهَبَتْ أَتَانَا أَصْحَابِي فَمَا يُوعَدُونَ وَأَصْحَابِي أُمَّةٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيَقُولُونَ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ

ترجمہ: میں جاؤں گا تو میرے صحابہ پر پیدا کیا جائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امان ہیں تو جب میرے صحابہ چلے جائیں گے تو میری امت کو پہنچے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ مسلم۔ روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو تو کہیں گے کہ ہاں پھر انہیں فتح دی جاوے گی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا تو لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جاوے گا کہ کیا تم میں وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ رہا ہو تو لوگ کہیں گے ہاں پھر انہیں فتح دی جاوے گی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جاوے گا کہ کیا تم میں وہ ہے جو ان کے ساتھ رہا ہو

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُبْعَثُ مِنْھُمُ الْبَعْثُ فَیَقُوْلُوْنَ اُنْظُرُوْا ھَلْ تَجِدُوْنَ فِیْکُمْ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ فَیُفْتَحُ لَھُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِیْ فَیَقُوْلُوْنَ ھَلْ فِیْھِمْ مَنْ رَاٰی اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ رہے ہوں گے کہیں گے ہاں تو انہیں فتح دی جاوے گی۔ (مسلم، بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان میں سے ایک لشکر بھیجا جاوے گا تو کہیں گے کہ دیکھو کیا تم اپنے میں کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابی کو پاتے ہو تو ایک صحابی پائے جائیں گے تو انہیں فتح دی جاوے گی[1] پھر دوسرا لشکر بھیجا جاوے گا تو کہیں گے کیا ان میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہو[2]

[1] خلاصہ یہ ہے کہ بہادر سے بہادر صحابہ کے طفیل سے پھر صحابہ کے بعد تابعین کے طفیل سے پھر تابعین کے بعد تبع تابعین کے طفیل سے اللہ کے وسیلہ سے جہادوں میں فتح کی دعائیں کی جائیں گی اور فتح نصیب ہوگی اس حدیث سے توسل اولیاء کا ثبوت ہوا اور یہ کہ اولیاء اللہ کے وسیلہ سے اللہ کی رحمتیں آتی ہیں جہادوں میں فتح نصیب ہوتی ہے لکڑی کے طفیل لوہا بھی تر جاتا ہے۔ قرآن کریم سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بزرگوں کے تبرکات۔ عمامہ۔ عطیہ۔ بال۔ لباس وغیرہ کے ذریعہ فتح نصیب ہوئی ہے۔ فرمایا ہے ان آیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ وآل ھارون تحملہ الملائکۃ۔ دیکھو رب نے طالوت کے ساتھ بنی اسرائیل کے لیے ایک جہاد میں حضرت موسیٰ و ہارون کے تبرکات عمامہ۔ جوتا وغیرہ ایک صندوق میں رکھے ہوئے بھیجے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے نسبت بڑی چیز ہے اگرچہ نسبت دوری کی ہو حضرت جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کا بچہ کے نیچے کی خاک سے سامری کے سونے کے بچھڑے میں جان پڑگئی جو قرآن مجید سورۂ طٰہٰ میں بالتفصیل مذکور ہے۔ قبضت قبضۃ من اثر الرسول۔

[2] یعنی اس ایک صحابی کی برکت سے اولیاء کے توسل و دعا سے فتح نصیب ہوگی یہ مطلب نہیں کہ ان صحابی کی شجاعت و بہادری سے فتح ہوگی۔

[3] یعنی کسی تابعی کو جہاد میں ساتھ لے لو یا ان کے توسل سے دعا فتح کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ کے لیے اولیاء اللہ کی تلاش کرنا سنت مسلمین ہے۔ حضور علیہ السلام کو محبوب ہے۔

فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكُونُ الْبَعْثُ بَعْثُ الرَّابِعِ فَيُقَالُ انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ أَحَدًا رَأَى مَنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُ ۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ

پھر اس فتح دی جاوے گی پھر تیسرا لشکر بھیجا جاوے گا کہ دیکھو کیا تم ان میں وہ شخص دیکھتے ہو جس نے اسے دیکھا ہو جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو پھر چوتھا لشکر بھیجا جاوے گا کہ دیکھو کیا تم ان میں کوئی ایسا دیکھتے ہو جس نے اسے دیکھا ہو جس نے اُسے دیکھا ہو جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو ایک شخص پایا جائے گا تب اُسے فتح دی جاوے گی [1] روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت میں بہترین میرا گروہ ہے [2] پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں پھر وہ جو

[1] اس حدیث کی وجہ سے بعض لوگوں نے کہا ہے جیسے صحابیت کے لیے صرف ایک نظر حضور کے چہرہ پر یا ایک آن کی صحبت کافی ہے ایسے ہی تابعیت کے لیے صحابی کو ایک نظر دیکھ لینا یا ایک آن ان کی صحبت میں رہنا کافی ہے ایسے ہی تبع تابعیت کے لیے گویہ ہے کہ صحابیت کے لیے تو حضور کو ایک نظر دیکھنا کافی ہے تو تابعیت کے لیے بہت عرصہ صحابی کی صحبت میں رہنا ضروری ہے واللہ اعلم خیال رہے کہ سارے تابعی یا تبع تابعی اولیاء اللہ نہیں اور نہ ہی صحابی مرتبہ میں برابر ہیں۔ ابوبکر و ابوذر رضی اللہ عنہما یزید، حجاج وغیرہم صحابی ہیں مگر ہزار درجہ ان سے افضل ہیں خیال رہے کہ ولایت مرتبہ سے نبوت تک ہے نبوت سے تو صحابیت بھی نہیں ہے گا حضور انور نے فرمایا کہ چالیس ابدال کی برکت سے بارشیں ہوں گی نیز وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ بھی حق ہے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حضور انور کی چادر کا وسیلہ لے کر دعا کی تھی تو بارش ہوئی بیان منشا یہ ہے کہ جس لشکر میں صحابی یا تابعی ہوں تو ان کی برکت سے اللہ فتح دیتا ہے۔ بہرحال یہ حدیث وفات یافتہ بزرگوں سے توسل کے خلاف نہیں [2] قرن کے لغوی معنی ہیں عمر اصطلاح میں قرن اس زمانہ کو کہتے ہیں جس میں کوئی نبی یا ولی ہو یا جس میں کوئی بڑا کام ہوا ہو جیسے قرن النبی یعنی نبی کا زمانہ قرن الصحابہ یعنی صحابہ کا زمانہ قرن التابعین یعنی تابعین کا زمانہ ثم الذین یلونہم قرن سے مراد زمانہ کو قرن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں بسنے والے لوگ ایک ہی سال میں پیدا ہوئے تھے یا ایک ہی سال میں بعض نے کہا ہے کہ اس سال قرن پر ہوگا کہ اس

يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ وَفِيْ رِوَايَةٍ

ان سے قریب ہوں گے پھر ان کے بعد ایسی قوم ہوگی جو گواہی دے گی حالانکہ گواہ بنائی نہ جائے گی خیانت کرے گی امانت نہ کریں گی اور نذر مانے گی اور پوری نہ کرے گی اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ قسم کھائیں گے۔

۱ یہاں پہلے قرن سے مراد صحابہ کرام ہیں اور دوسرے سے مراد تابعین تیسرے سے مراد تبع تابعین ہیں خیال رہے کہ زمانہ صحابہ حضور کی ظہور نبوت سے ایک سو دس سال تک رہا یعنی ۱۳ سال نبوت سے ۶۰ ہجری تک اور زمانہ تابعین ۶۰ سے ۱۰۰ ہجری تک اور زمانہ تبع تابعین ۱۰۰ سے ۱۳۰ ہجری تک۔ اس کے بعد مسلمانوں میں بڑے فتنے۔ طرح طرح کی بدعتیں شروع ہوگئیں۔ معتزلہ۔ خلافیہ جہمیہ وغیرہ فرقے بعد کو پیدا ہوئے ہیں بدعات کا زور بعد ہی میں ہوا۔

۲ اس زمانہ مال کے بہت طالب بنائے گئے ہیں گواہی اور قسم کا منصب یہ ہے کہ وہ لوگ دنیاوی منافع کے لئے جھوٹی گواہیاں دیں گے اور جھوٹی قسمیں کھائیں گے یعنی جھوٹی گواہی جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے کہ کچہریوں میں رشوت دینے والوں سے پیچھے پھرتے ہیں کہ کیا تمہیں گواہ چاہئیں فوراً حاضر ہیں۔ اتنے روپیہ دیدو جو چاہو اس کی گواہی دے دیں۔ یہ زمانہ اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اچھے گواہ وہ ہیں جو بغیر طلب کے گواہی دیں یہاں بھی گواہی مراد ہے۔

۳ یعنی وہ لوگ امین نہ ہوں گے خائن ہوں گے یا وہ لوگ خائن ہوں گے انہیں کوئی امین نہ بنائے گا اپنی امانت ان کے سپرد نہ کرے گا جانتا ہوگا کہ یہ خائن ہے۔

۴ یعنی مانی ہوئی نذریں پوری نہ کریں گے معلوم ہوا کہ نذر پوری کرنا بڑا ضروری ہے رب فرماتا ہے۔ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا۔ خیال رہے کہ زیادہ نذریں ماننا اچھا نہیں مگر مانی ہوئی نذر کا پورا کرنا بہت ضروری ہے یہ شرعی نذر کا حکم ہے عرفی نذر جو اولیاء اللہ کے نام کی ہو اس کا پورا کرنا جائز ہے۔ فرض نہیں۔ جیسے میلاد شریف یا گیارہویں شریف کی نذر جو مانتا اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔

۵ یعنی وہ لوگ بہت عیش و آرام میں رہیں گے کام کاج کریں گے نہیں۔ جس سے موٹے ہو جائیں گے۔ انہیں موٹا ہونا بہت پسند ہوگا۔ نہ ان موٹاپے کا یہاں ذکر ہے سے یہ مطلب ہے کہ جھوٹی قسمیں کھا کریں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ بہت مالدار ہونا پسند کریں گے۔ یا کہ موٹے تازے رہیں گے جو حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ موٹے مالدار کو پسند کرتا ہے وہاں بھی موٹاپے سے یہ ہی احوالات ہیں (مرقات)۔

يَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ ۞ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْرُمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَظْهَرُ الْكَذِبُ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ يَحْلِفُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ اَلَا مَنْ سَرَّهٗ بُحْبُوْحَةُ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ

حالانکہ قسم نہ لیے جائیں گے (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں حضرت ابوہریرہ سے ہے کہ پھر ان کے پیچھے ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپا پسند کریں گے دوسری فصل روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تمہارے بہتر ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہیں پھر جھوٹ ظاہر ہوگا حتی کہ آدمی قسم کھائے گا حالانکہ قسم لیا نہ جاوے گا اور گواہی دے گا حالانکہ گواہی لیا جاوے گا آگاہ رہو کہ جو جنت کا وسط چاہے وہ جماعت کو مضبوط پکڑے کیونکہ شیطان

ملہ یعنی بہت قسم کھانے کے عادی ہوجائیں گے بلاوجہ بھی کھایا کریں گے جیسا کہ اب بھی بعض لوگوں کا عادت ہے کہ قسم پہلے بات پیچھے یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ ہے اعتبار سے جھوٹے ہوں گے بیان۔ اعتبار نہ ہونے کے لیے بات بات پر قسم کھایا کریں گے پھر بھی لوگوں کو ان کا اعتبار نہ ہوگا۔ خیال رہے کہ بہت قسمیں کھانے سے روزی گھٹتی ہے یا قسموں کا اثر ہے۔ پھر جھوٹی قسموں کا کیا حال ہوگا۔ (مرقاۃ نعیمی)

سلہ سماعت کے بعد صحابہ پر بھی کچھ عرض کردیں۔ میں نے کرم سے حاصل کیا ہوا موتی یا جھوٹی سچی۔ مالداری سے جن صحابہ نے حضور انور کی صحبت پائی حضور سے علم و عمل حاصل کیے حضور کی زیارت پائی وہ قرآن کریم کی نعمتوں سے زیادہ گئے۔ مگر جن کو صرف ایک نظر جمال ظاہر پر دیکھنا نصیب ہوا ایمان نصیب ہوگیا۔ حضور کے جمال پر ایک نظر ڈالنا کام کرتی ہے جو عمر بھر کے چلے مجاہدے عبادتیں نہیں کرسکتے کوئی ان جیسا نہیں ہوسکتا (مرقاۃ اشعۃ اللمعات)

سلہ یعنی تابعین و تبع تابعین بعد والوں سے افضل ہیں کہ ان میں اکثر عادل یا مستور الحال ہیں فاسق معلن سے مگر ان کے لوگ اس کے برعکس ہیں کہ ان میں فاسق زیادہ عادل کم ہیں بلکہ ان زمانوں کے فاسقوں میں عقبیٰ بھی ہے تھی بعد کے بعض علماء میں عادتی نہیں فطرت ایسی بگڑ رہی ہے جیسا کہ آگے ارشاد ہے یعنی تمام کا تمام زمانہ ہی گمراہی کا ہے ایک فرقہ اہل حق کا پایا جاوے گا۔

سلہ یعنی جماعت صحابہ کے عقیدے اختیار کرے ان کے ساتھ اعلان کرنے کی کوشش کرے یہ جماعۃ المسلمین کی راہ ہے ہمیشہ تمام مسلمانوں کی راہ چلتا آیا ہے پس پکڑو اہل سنت والجماعت ہی کا رہے گا۔ اسی لیے اس کے نام میں جماعت داخل ہے اہل سنت والجماعت۔

الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ

شیطان اکیلے کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ دو سے دور رہتا ہے تو کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے خلوت نہ کرے کیونکہ شیطان ان کا تیسرا ہوتا ہے اور جس کو اس کی نیکی خوش کرے اور اس کی برائی غمگین کرے وہ مومن ہے احمد نے روایت کیا۔ حضرت جابر سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا (ترمذی) روایت ہے حضرت

ف۱ یعنی جو عقائد و اعمال میں مسلمانوں کی جماعت سے الگ رہا وہ شیطان کا ساتھی ہے دوزخی ہے ف۲ شیطان انسان کا پیڑیا ہے اور پیڑیا بکریوں کے گلہ پر حملہ کرتا ہے دور والی یا کنارے والی بکری کو جلد پھاڑتا ہے یہ مضمون کتاب الاحکام میں گزر چکا ف۳ خلوت سے مراد اجنبی عورت سے ہے لہٰذا چچا زاد رحم ماں جنی بہن چچی ممانی رضاعی بہنوں ہی اپنی بیوی اس حکم میں داخل نہیں بلکہ جو عورت صرف محرم تو ہو کہ اس سے نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو مگر محرمہ کا رحم نہ ہو جیسے ساس اس سے بھی خلوت بہتر نہیں جب کہ وہ جوان ہو (دیکھو شامی) غرض یہ ہے کہ دودھ کے بھائی بہن دودھ کے چچا تائے سے پردہ فرض نہیں مگر خلوت ان سے بھی بہتر نہیں جبکہ دونوں جوان ہوں کیونکہ وہ اگرچہ حرام تو ہیں مگر ذی رحم نہیں۔

ف۴ یعنی علامت ایمان یہ ہے کہ آدمی کو اپنی برائیاں اپنے گناہ برے معلوم ہوں ان پر ندامت کرے اور اپنی نیکیاں اچھی معلوم ہوں ان پر خوشی کرے اس کا دل سچا ہوتا ہے جو سب سے بھلے کاموں کا فتویٰ دیتا رہتا ہے اللہ ایسا ایمان نصیب کرے مصنف کو اس حدیث کا حوالہ نہیں ملا یہ حدیث نسائی شریف کی ہے اس کی اسناد کے سارے راوی قوی ہیں سوا ابراہیم ابن حسن مصری کے کہ اس سے مسلم بخاری نے احادیث نہیں لیں مگر وہ بھی ثقہ ہیں لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے اور اس مضمون کی احادیث احمد ابن حبان، طبرانی، حاکم، بیہقی نے بھی روایت کیں۔ مرآت۔

ف۵ یعنی جس نے بحالت ایمان مجھے دیکھا اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہوا وہ دوزخ سے محفوظ ہے گا لہٰذا جو لوگ حضور انور کے بعد مرتد ہو کر مرے وہ اس بشارت سے علیحدہ ہیں ہاں جن لوگوں کو اخلاص سے صحابہ کرام کی صحبت نصیب ہوئی ان کی خصلت میسر ہوئیں وہ بھی دوزخ سے محفوظ ہیں ہم صحابیت کا فرق پہلے بیان کر چکے ہیں کہ صحابیت کے لیے ایک نظر جان مصطفوی دیکھ لینا کافی ہے مگر ولایت کے لیے صحابی کی صحبت خدمت ضروری ہے اس فرمان عالی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں نیک اعمال کرنے پر سے

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ

حضرت عبداللہ ابن مغفل سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنا لینا جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا ہے

وبال سے بچنے یا ان سے توبہ کرنے کی توفیق دے گا جس سے وہ دوزخ سے بچ جائیں گے عوام میں مشہور ہے کہ جو پاک پٹن شریف میں حضور بابا گنج شکر فرید الدین کے مقبرہ کے پہلے دروازے میں داخل ہو جاوے وہ جنتی ہے وہاں بھی مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اسے جنتی اعمال کی توفیق دے گا اور اس دروازے میں داخلہ کی برکت سے گذشتہ گناہ صغیرہ معاف فرما دے گا گناہ کبیرہ سے بچنے کی توفیق دے گا رب فرماتا ہے ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کے لیے گناہ حلال ہو گئے۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

گفت طوبیٰ من رانی مصطفیٰ والذی بہر من و جمن پرسے

جن اکھیاں نے دیدار دیکھیا اوہ اکھیاں تک لیاں تون بلیوں تتے ساجن ملیا ہن آسان لگ گیاں

حضور کو دیکھنے والی آنکھ کی زیارت مجھ جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ احمد ابن حبان نے اور عبدالحمید نے بروایۃ حضرت ابن عمر حدیث نقل فرمائی طوبیٰ لمن رانی وامن بی وطوبیٰ لمن رای من رای وامن بی سو مرتبہ اور ثبات اور بیہقی نے بروایۃ حضرت انس سے ایک بار مبارک اور جو مجھے خبر دیجے ایمان لائے اسے سات بار مبارک خیال رہے کہ سارے صحابہ جنتی ہیں مگر عشرہ مبشرہ وہ ہیں جنہیں ایک حدیث نے جمع فرمایا اور نہ سارے صحابہ جنتی ہیں نہ عشرہ مبشرہ یہ ہیں۔

رہ یار جنتی اند تفصیل شاں ابوبکر و عمر علی و عثمان

سعد است و سعید و زبیر طلحہ زبیر و عبدالرحمٰن

یعنی میرے صحابہ سے بغض بھی مجھ سے بغض ہے تو اس کے برعکس صحابہ سے محبت مجھ سے محبت ہے صحابہ کی شان قربت اونچی ہے درجہ طبقہ کے فرق سے محبت ان کی جانداروں ان کے کپڑوں سے محبت حضور نور سے محبت کا زیادہ ہے اور اس کا نتیجہ بھی حضرت امیلت محدث علی پوری قدس سرہ العزیز حضور میں لکھا کہ ایک کتا آگیا کسی نے لاٹھی ماری جس سے اس کی ٹانگ

أَذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أَصْحَابِي فِي أُمَّتِي كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلُحُ الطَّعَامُ إِلَّا بِالْمِلْحِ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ ذَهَبَ مِلْحُنَا فَكَيْفَ نَصْلُحُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِي يَمُوتُ بِأَرْضٍ إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَنُورًا

اور جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کی مثال میری امت میں نمک کی سی ہے کہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا۔ حسن نے فرمایا کہ ہمارا نمک تو چلا گیا ہم کیسے درست ہوں۔ (شرح سنہ) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا کوئی صحابی کسی زمین میں وفات نہیں پاتا مگر وہ قیامت کے دن ان کا پیشرو

توڑے گئے آپ کھانا چھوڑ کر جانے لگے یہ کہتے ہوئے کہ اے یہ مدینہ کھاتا ہے اسے نکالدو۔ کہتے کہ گور میں اٹھایا اپنی پگڑی پھاڑ کر اس کی ناک بند کی گھر لاتے علاج کرایا۔ حشو سب کچھ کرایا ہے بعض سے پوچھ کر بیل کے مسئلے کی شان کیا ہے۔

۱؎ یعنی صحابہ کا ہم میں سے کسی کو ستانا درحقیقت مجھے ستانا ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ صحابہ کو برا کہنے والا قتل کا مستحق ہے کہ اس کا فعل عداوت رسول کی دلیل ہے اور عداوت رسول عداوت رب ہے ایسا مرتد واجب القتل ہے۔

۲؎ یعنی جیسے نمک جب تک ہوتا ہے کھانا اگر سڑ جائے کھانے کو درست کر دیتا ہے ایسے ہی میرے صحابہ میری امت میں ہیں جب تک گمراہی کی اصلاح انہی کے ذریعہ سے ہے۔ دین کا اچھا ذخیرہ جو آئمہ سے متصل ہے وہ ساری دنیا کو آئمہ کا فیض پہنچتا ہے آئمہ سے وہ لیتے ہیں اور سارے آئمہ اس کے ذریعہ کہلاتے ہیں۔

۳؎ جب حسن بصری فرماتے ہیں کہ اب ہم حضرات صحابہ کا دیدار کیسے کریں ان سے روایات کیسے لیں ان سے حضور کے حالات کیسے پوچھیں وہ تو چلے گئے اطلاع سے مراد ہے مزید ملنے جلنے سے ورنہ وہ غائب سے دگنا دار کیسے پیدا ہو وہ حضرت نہ رہے خیال ہے کہ خواجہ حسن بصری کے زمانہ میں ایک سو سال صحابہ پر ہو رہے تھے مگر چونکہ اب ان کا فیض عام ہو چکا ہے لہٰذا آپ یا افسوس فرما رہے تھے (اشعۃ)

لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَذَكَرَ حَدِيْثَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا يُبَلِّغُنِيْ أَحَدٌ فِيْ بَابِ حِفْظِ اللِّسَانِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰى شَرِّكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ

ان کا نور ہوگا ۱۲ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور ابن مسعود کی حدیث کہ مجھے کوئی خبر پہنچائے الخ زبان کی حفاظت کے باب میں ذکر کر دی گئی ۱۲ تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں ۱۲ تو کہو کہ تمہارے شر پر اللہ کی پھٹکار ۱۲ (ترمذی) روایت ہے

۱۲ یعنی جس طرح زبان کی بدولت کسی صحابی کی صفات رذیلہ بیان ہوں گے نیز اس طرح زبان کے ذریعہ سے مسلمان ان صحابی کے جلو میں محشر کی طرف چلیں گے اور یہ صحابی ان سب کے لیے روشن شمع ہوں گے ان کی روشنی میں سارے لوگ پلوں سے محشر تک اور محشر سے جنت تک پل صراط وغیرہ سے ہوتے ہوئے پہنچیں گے۔

۱۲ یعنی صحابہ کی یہ حدیث یہاں تک ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے باب حفظ اللسان میں بیان کر دی ہے

۱۲ اس فرمان عالی میں یہ بھی خبر غیبی ہے کہ آئندہ مسلمانوں میں دشمنان صحابہ پیدا ہوں گے اور یہ کہ ایسے دشمن خود صحابہ کے زمانہ ہی میں پیدا ہو جائیں گے چنانچہ خلافت عمر رضی میں عبداللہ ابن سبا یہودی نے مذہب رفض ایجاد کیا اور پھیلایا غرضیکہ اس فرمان عالی میں مذکور غیبی خبر یہ ہیں۔

۱۲ یعنی صحابہ کرام کو برا کہنے کی جو برائی تم نے دیکھی تمہاری طرف عائد ہوتی ہے حدیث اس کو وبال تم پر ہی پڑتا ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی پر لعنت کرے گروہ لعنت کے لائق ہو تو لعنت خود اس لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے حتی شر کم میں اسی جانب اشارہ ہے کہ کسی کے کام پر لعنت کرنا آسان ہے اور فاعل پر لعنت کرنا دشوار دیگر یہاں حتی شرکم نہیں فرمایا حضرت حسان رضی اللہ عنہ ان کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتے تھے فرمایا شعر

الفحوہ ولست ذہ بکسر شرکما لخیرکما مدا مرکم (مرقات)

حدیث مرفوع ہے کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو میرے اصحاب کی عیب جوئی کیا کرے گا اسلام کو زینت کر چکے ہوں گے جیسے اونٹ جھوڑ چکے ہوں گے اور لوگ محشر میں اپنے کو میرے اہل بیت میں سے گنیں گے مگر وہ ان کے جھوٹے کیونکر جناب باری کو دھوکا دے سکیں گے (مرقات) بعض اہل علم اور اہل تحقیق نے کہا ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اہل بیت میں سے کوئی شخص صحابہ کے عیب بیان کرنے سے اہل بیت سے خارج نہیں ہوتا (مرقات)

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَأَلْتُ رَبِّيْ عَنِ اخْتِلَافِ أَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَأَوْحَى إِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا أَقْوَى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِيْ عَلَى هُدًى فَقَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمْ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ رَوَاهُ رَزِيْنٌ بَابُ مَنَاقِبِ أَبِيْ بَكْرٍ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ

حضرت عمر ابن خطاب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا تو مجھے وحی فرمائی کہ اے محمد تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں کہ ان کے بعض بعض سے قوی ہیں اور سب میں نور ہے تو جس نے ان کے اختلاف میں سے کچھ حصہ لیا جس پر وہ ہیں تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے[1] فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تو تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے[2] (رزین) حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل[3] پہلی فصل

[1] یہاں اختلاف سے اعتبار کا بھی وہی اختلاف مراد ہے اس میں نہیں تر ہے کہ میرے صحابہ میں اختلاف ہوں گے خیال رہے کہ صحابہ کرام کی آپس کی جنگیں اختلاف کی بنا پر نہیں تھیں کہ بعد حرب کی نادر جیسے حضرت سارہ اور جناب ہاجرہ کا اختلاف یا جیسے برادران یوسف علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام سے اختلاف۔ اس کا انجام بخیر ہوتا ہے ہم کسی کو برا نہ کہیں اس کے باوجود وہ ایک دوسرے پر تیر و تلوار کیے تھے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ (مظاہر، بیضاوی)

[2] اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں اختلاف سے مراد فقہی مسائل میں اختلاف ہے جو شخص کسی صحابی کے قول پر عمل کرے وہ نجات پا جائے گا اگر دین جیسے امام اعظم و امام شافعی وغیرہم صحابہ ہی کے تلامذہ ہیں امام اعظم حضرت عبداللہ ابن مسعود کے اور امام شافعی حضرت عبداللہ ابن عباس کے اکثر مسائل میں تابع ہیں دونوں ہدایت پر ہیں۔

[3] سبحان اللہ کس نفیس تشبیہ ہے حضور نے اپنے صحابہ کو ہدایت کے تارے فرمایا اور دوسری حدیث میں اپنے اہل بیت کو کشتی نوح فرمایا سمندر کا مسافر کشتی کا بھی محتاج ہوتا ہے اور تاروں کی رہبری کا بھی جیسے ستاروں کے رہنمائی پر بھی مستند ہیں جیسے ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی دارین زندگی میں اہل بیت اطہار کے بھی رہنما ہیں اور صحابہ کبار کے بھی ہم مجتہد بصحت کے لیے صحابہ کی اقتدا میں بھی اجتہاد ہی ہے [3] مناقب جمع ہے منقبت کا یعنی فضائل و بزرگی صفات ابوبکر صدیق کا نسب شریف ہے ابوبکر ابن عثمان ابن عامر قحافہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَابَکْرٍ وَلَوْکُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّۃُ الْاِسْلَامِ

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ سب سے
انسانوں میں مجھ پر بڑا احسان کرنے والے اپنی صحبت اپنے مال میں ابوبکر ہیں ۱۲ اور بخاری کے نزدیک
ابابکر ہے اور اگر میں کسی کو دل دوست بناتا تو میں ابوبکر کو دوست بناتا ۱۲ لیکن اسلام کا بھائی چارا

ابن عامر بن عمرو بن کعب ابن سعد ابن تیم ابن مرہ آپ ساتویں دادا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں آپ کا لقب صدیق ہے کمیت عتیق معراج کی جمع کو حضور کی معراج کی شب تصدیق کی وجہ سے آپ کو صدیق کہا گیا اور حضرت بلال کو آزاد کرنے پر آپ کا لقب عتیق ہوا دوزخ سے آزاد یا لوگوں کو آزاد کرنے والے آپ کے فضائل آسمان کے تاروں زمین کے ذروں کی طرح بے شمار ہیں بعد انبیاء کرام آپ ہی افضل الخلق ہیں آپ اسلام کے بعد کبھی حضور سے جدا نہ ہوئے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے سب سے پہلے آپ ہی اسلام لائے سفید رنگ دبلا قد پتلے بدن والے تھے آپ اور آپ کے ماں باپ آپ کی ساری اولاد اور آپ کی اولاد صحابی ہیں یہ شرف کسی کو نصیب نہیں ہوا کہ مسقط میں آپ کی پیدائش واقع ہوئی ۔ سے دو سال چار ماہ بعد عیسیٰ اور جمادی آخر کی بائیس تاریخ پیر کے دن ۱۳ھ میں مغرب و عشاء کے درمیان مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی ۔ جو نعش حضور کے پہلوئے اقدس میں دو سال چار ماہ خلافت کا زمانہ ہے ۶۳ تریسٹھ سال عمر شریف ہوئی رضی اللہ عنہ ۱۲

۱۲ خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا مال جان ۔ اولاد وطن سب کچھ حضور پر قربان کر دیا غار ثور میں ہجرت کی رات جب حضور پر فدا کی کہ ساتھ سے کڑا ہوا اپنی صاحبزادی عائشہ صدیقہ کا نکاح حضور سے کیا جب آپ کی عمر چھ سال تھی اور حضور کی عمر ۵۳ سال حالانکہ آپ جانتے تھے کہ جب حضور کا دوسال ہوگا تو حضرت عائشہ عین جوانی میں بیوہ ہوں گی آپ کے بعد نہ آپ کو میراث ملے گی نہ آپ کا نکاح کسی سے ہو سکے گا یہ ہے اولاد کی قربانی جس وقت آپ ایمان لائے تو چالیس ہزار دینار اثر رسیدہ آپ کے پاس تھے جو سب حضور پر نچھاور کر دیئے وفات کے وقت کفن کے لیے کپڑا بھی نہ تھا پرانے کپڑوں میں کفن دیا گیا حضور نے فرمایا کہ صدیق کا احسان مجھ پر ایسا ہے ؎

آں امن الناس بر مولائے ما آں کلیدِ اول سینائے ما ۔

مسجد نبوی کی شریف کی اصل زمین حضرت ابوبکر صدیق نے دس دینار میں خرید کر وقف کی (واجب الوقف ص ۵۲) جلد ۱۲ حضرت عثمان نے آس پاس کی زمین خرید کر شامل کی ۔ ۱۲ علیٰ ہذا القیاس ہے خلافت ۲ سال ۳ ماہ کے پیش سے بعضے دن اوپر

وَمَوَدَّتُهُ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةَ أَبِي بَكْرٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اور اس کی دوستی ہے کہ مسجد میں کوئی کھڑکی نہ رکھی جاوے سوا ابوبکر کی کھڑکی کے اور دوسری روایت میں یوں ہے کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا (مسلم بخاری)
روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے فرمایا

ہمی کی محبت دل کی گہرائی میں اور جاوے حضور کا ایسا محبوب صرف اللہ ہی ہے یا بندے خلت سے فقر سے یعنی حاجت یعنی وہ دوست جس پر توکل کیا جاوے اور ضرورت کے وقت اس سے مشکل آسان حاجت روائی کرائی جاوے حضور انور کا ایسا کارساز حاجت روا محبوب سوا رب تعالیٰ کے کوئی نہیں ورنہ اصل محبت حضور کو جناب صدیق سے بہت ہی ہے ۔

۱ یعنی ہم علامات محبت کی نفی نہیں کر رہے ہیں محتاج حاجت روائی کی محبت کا نفی ہے یا مگر یہ دلی محبت کی جو صرف ایک سے ہی ہو سکتی ہے ایمانی محبت ان سے علی وجہ الکمال ہے خیال رہے کہ حضرت صدیق نے کبھی حضور کو کہاں کہہ کر پکارا نہیں کہ یہ حرام ہے لا تجعلوا دعاء الرسول الخ ۔

۲ خوخہ بمعنی کھڑکی یا بمعنی چھوٹا دروازہ جن صحابہ کرام کے مکانات مسجد کے متصل تھے انہوں نے اپنے گھروں کی دیواروں میں مسجد کی طرف روشندان اور چھوٹے دروازے رکھے تھے کہ روشندانوں سے حضور کو دیکھ لیا کریں اور آسانی سے مسجد میں آتے جاتے رہیں ان سب کے بند کر دینے کا حکم دیا سوا صدیق اکبر کے دروازے کے خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے دو گھر تھے ایک مسجد شریف سے متصل دوسرا مقام سنح میں یہ اس کھڑکی کا ذکر ہے جو مسجد سے ملے ہوئے مکان میں تھی اب باب الصدیق اس مکان کی یادگار ہے لہٰذا مرقات کا یہ فرمانا کہ آپ کا گھر تو مقام سنح میں تھا پھر کھڑکی مسجد نبوی کی طرف کیسی اس کی نادرانہ خدمت سے کتنا کچھ قوی نہیں ۔

۳ خیال رہے کہ آپ کا نام عبداللہ ہے اور کنیت ابوبکر ہے اور صحیح بخاری والا جیسے ابوہریرہ والے کہ کنیت ہی نام ہے کہ ابو بکر ابوبکر کے معنی ہے اونٹ والے چونکہ آپ اونٹوں کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے اس سے ابوبکر مشہور ہو گئے اور یہ کنیت ہی نام ہے اور اسی سے آپ کو ابوبکر کہا گیا رضی اللہ عنہ یہ بھی خیال رہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد حضور نے حضرت علی کے متعلق یہ ارشاد فرمایا تھا کہ مسجد میں صرف علی کا گھر کھلا رہے جس پر جناب عزت نے عنایت کی تھی کہ یا رسول آپ اپنے چچا کو اس کی اجازت نہیں دی حالانکہ چچا بھتیجا کو اجازت دے دی فرمایا کہ میں نے نہیں حکم دیا بلکہ یہ حکم الٰہی ہے اور حضرت صدیق اکبر کو یہ اجازت وفات

لَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنَّهٗ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ
وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ
لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَابَكْرٍ اَبَاكِ
وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا

اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں اور اللہ نے تمہارے صاحب کو دوست بنایا ہے (مسلم) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میرے پاس اپنے والد ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو بلا تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے یا کہنے والا کہے کہ میں

شریف سے تین دن پہلے روایت ہے جو یہاں مذکور ہے (ازالۃ الخفاء المرتجا میں بھی اس کے قریب قریب ہے)

ف۱ صاحبکم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے یعنی اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنانے سے نہ میں نے بھی اس کو اپنا خلیل بنایا اس سے معلوم کہ کوئی نہیں بنایا خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن کے صاحب یعنی ساتھ رہنے والے ہیں رب فرماتا ہے وھو معکم اینما کنتم اور فرماتا ہے ما من صاحبکم وما غوی کیونکہ حضور انور ہر مومن کے دل میں ایمان میں جان میں سفر میں قبر میں حشر میں ساتھ رہتے ہیں حضور ہر مومن کے ہر وقت ہر جگہ کے ساتھی ہیں جیسے جان جسم کی ساتھی ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم بھی خلیل اللہ ہیں اور حضور فرماتے ہیں کہ میرے ان دونوں خلیفوں میں فرق ہے خلت محبوبی اعلیٰ و اکمل ہے خلت ابراہیمی سے جناب ابراہیم اللہ کے ایسے خلیل ہیں کہ جو رب کہتا ہے وہ آپ کرتے ہیں، مگر حضور اللہ کے ایسے خلیل کہ جو آپ کہتے ہیں وہ رب کرتا ہے وجھوز انا ہے فنولینک فلنہ قبلتھا اور فرماتا ہے وکان امر اللہ قدرا مقدورا ف۲ یہ حضور کا لقب ہے جیب اللہ۔ جو حضور انور کا ہو جاوے وہ بھی اللہ کا دوست ہو جاتا ہے فاتبعونی یحببکم اللہ۔ مسجد کی چٹائی۔ مراد غیر مسجد سے کہ طرح اللہ کی ہو جاتی ہیں۔ یعنی وقف۔

ف۳ بھائی سے مراد حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر اور صدیق ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے بھائی کو بلانا وصیت نامہ لکھانے کے لیے تھا (مرقات اشعہ) کتاب سے مراد خلافت نامہ ہے۔ اس ارادہ فرمانے سے معلوم ہوا کہ سلطان اسلام اپنا خلیفہ کسی کو بنا سکتا ہے اور حضور خلفاء کا ارادہ رکھتے تھے حضرت ابوبکر صدیق کو جناب عمر کو اپنا جانشین بنانے کا مگر ارادہ ترک فرما دیا بالکل درست ہوا خیال رہے کہ حضور اللہ نے تحریر کی حالت میں حضرت صدیق کو خلیفہ نہ بنایا مگر عملی خلیفہ بنا دیا کہ حج نہ دلایا سے پہلے حج کا سردار اور وفات کے وقت مسجد نبوی شریف کا امام جناب صدیق کو بنا دیا یہ عملی طور پر ان کو خلیفہ بنانا تھا یعنی کون بدبخت کو خلیفہ رسول اللہ ہیں ہوں حالانکہ ابوبکر کے

وَلَا وِلَايَةَ لِلَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ أَنَا أَوْلَى بَدَلَ أَنَا وَلَا. وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَأَنَّهَا تُرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

لیکن نہیں اللہ اور مومنین ابوبکر کے سوا کو (منع کردیں گے مسلم) اور کتاب حمیدی میں بجائے انا ولا کے انا اولیٰ ہے۔ روایت ہے حضرت جبیر ابن مطعم سے کہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اس نے کسی چیز کے متعلق حضور سے بات کی تو اسے حضور نے دوبارہ حاضری کا حکم دیا وہ بولی یارسول اللہ فرمایئے تو اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں شاید اس کی مراد موت تھی؟ فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا۔ (متفق علیہ) بخاری کی روایت ہے حضرت عمرو ابن عاص سے

ہوسکے کسی کو خلافت کا حق نہیں۔ (دوست بعد ایک عبارت چھوٹ گئی ہے یعنی ولا یکون کذا یدل

۱ یعنی خدا تعالیٰ کسی اور دوسرے کی خلافت پسند فرمائے گا کیونکہ وہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ خلیفہ رسول جناب صدیق اکبر ہوں اور مسلمان کسی اور کو ووٹ دیں گے کیونکہ ان سب کو معلوم ہے کہ افضل خلیفہ ہونا چاہیے اور بعد رسول افضل خلق حضرت صدیق اکبر ہیں اور ایسا ہی ہوا کہ سعد ابن عبادہ نے خلیفہ ہونے کی تمنا بلکہ کوشش کی مگر مسلمان کا متفقہ فیصلہ جناب صدیق اکبر کی خلافت پر ہوا۔ وفات کے وقت جو حضور نے کاغذ قلم منگایا تھا شاید حضرت صدیق اکبر کے لیے خلافت لکھنا چاہتے تھے حضور اقدس کے خلافت نامہ نہ لکھنے میں بھی آئندہ مسلمانوں کو تعلیم تھی کہ خلیفہ کا چناؤ اس طرح بھی ہو سکتا ہے یعنی ووٹ کے ذریعہ

۲ آپ آئندہ میں فرمان ابن عبد مناف کی اولاد سے آپ کا نام جبیر ہے کنیت ابو محمد نوفل کے سے ایک سال پہلے خیبر کی فتح پر ایمان لائے حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد رہے۔

۳ یا تو کوئی مقدمہ پیش کیا فیصلہ کے لیے یا حضور سے کچھ مانگا۔ یا کوئی مسئلہ پوچھا پہلا احتمال قوی ہے۔ کسی مقدمہ پر حاکم کا تاریخ دینا جائز ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے کہ حضور نے اسے کل کی تاریخ دی۔

۴ یہ واقعہ حضور کی وفات شریف سے قریب کا ہے اس بی بی کا مطلب یہ تھا کہ اگر حضور سے پہلے وفات پا جائیں تو کس سے فیصلہ کرائیں۔

۵ یعنی اگر میری حیات ظاہر۔ تو پھر بھی صدیق سے اپنا فیصلہ کرانا اس زمانہ میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَہٗ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَیْتُہٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ عَائِشَۃُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْھَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَکَتُّ مَخَافَۃَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ فِیْ اٰخِرِھِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِیَّۃِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ

کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات سلاسل کے لشکر پر امیر بنا کر بھیجا بیان فرماتے ہیں کہ میں حضور کے پاس آیا میں نے کہا لوگوں میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے فرمایا عائشہ میں نے کہا مردوں میں فرمایا ان کے والد ہیں میں نے عرض کیا پھر کون فرمایا پھر حضور نے چند حضرات گنائے تو میں چپ ہو گیا اس خوف سے کہ مجھے ان سب کے آخر میں کہیں گنا دیں متفق علیہ بخاری و مسلم روایت ہے محمد ابن حنفیہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون بہتر ہے فرمایا ابوبکر میں نے کہا پھر کون فرمایا

حضور کو ان سے کسی امیر کرنا تھا

ف۱ ذات سلاسل مدینہ منورہ سے سات دن کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے یا تو یہاں مشرکین نے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے کو زنجیروں سے باندھ دیا تھا تاکہ بھاگ نہ سکیں یا وہاں ایک کنویں کا نام سلاسل ہے جیسے آج خیبر کے راستہ میں ایک منزل کا نام سلسلہ ہے یا وہاں کا ریتہ زنجیروں کی طرح ہے ان وجوہ سے اسے ذات السلاسل کہتے ہیں پہلے حضور نے حضرت ابوبکر اور عامر ابن عاص صحابہ پر امیر بنا کر وہاں بھیجا انہوں نے حضور سے کمک طلب کی تو یہ لشکر اور جماعت صحابہ بھیجی جس میں حضرت ابوعبیدہ و ابوالاعور اور ابن جراح بھی تھے۔ حضرت عمرو ابن عاص نے جو دیکھا کہ حضور ابوبکر سے مجھے آج حضرت صدیق و فاروق پر بھی امیر بنا دیا تب ذرا یہ سوال کیا جو یہاں مذکور ہے وہ سمجھے کہ میں ان بزرگوں سے بھی افضل ہوں ۱۲ منہ۔

ف۲ محبت کی بہت قسمیں ہیں ایک محبت عائشہ صدیقہ سے زیادہ ہے دوسری قسم کی محبت حضرت فاطمہ سے زیادہ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اس سوال کے جواب میں فرمایا مجھے بہت پیاری فاطمہ زہرا ہیں اور مردوں میں ان کے خاوند ف۳ یعنی میں تو اسی خیال میں تھا کہ چونکہ حضور نے مجھے اس لشکر کا امیر بنایا جس میں حضرت صدیق و فاروق بھی تھے شان سے تھے لہٰذا میں ان سے بھی افضل ہوں گا مگر یہ خیال غلط نکلا کہ میں تو ان سے بہت ہی فاصلہ پر ہوں لہٰذا ہو کر میری بار ہی سب سے آخر میں ان سے ملے اس لیے میں اور چھپنے سے بلوا کر پردہ ہی سے ف۴ آپ محمد بن علی ابن ابی طالب ہیں آپ کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر ابن قیس ہے حضرت علی حیات صدیقی میں خلافت صدیقی میں گرفتار ہو کر جنگ یمامہ میں آئیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کا نام محمد رکھا آپ نامی مشہور عالم بڑے بہادر تھے ایک بار ایک درہ حضرت علی کی خدمت میں پیش کیا گیا جو آپ کے غنیمت سے بڑی قیمتی زرہ تھی حضرت علی نے آپ سے مانگ لی اور آپ نے دیدی

عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ قَالَ كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ أَفْضَلُ أُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ

عمر نے ڈرکر آپ کہہ دیں گے کہ عثمان کہو میں نے کہا پھر آپ ہیں فرمایا میں تو نہیں مگر مسلمانوں میں سے ایک شخص[1] (بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکر کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمر کو پھر عثمان کو[2] پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو رہنے دیتے ان میں کسی کی بزرگی بیان نہ کرتے[3] (بخاری) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے فرماتے ہم کہتے تھے جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حیات تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں آپ کے بعد ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ

حضرت علی کے قتل پر فخر کیا۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت علی جنگ میں تم کو بھیجا کرتے تھے تم سست رہتے کیوں بھیجتے فرمایا وہ مقدس شخص ہیں میں بدبخت ہوں اپنی جان کی حفاظت (عذر سے) کی جاتی ہے۔

[1] یہ سوال حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں ہوا تھا جبکہ حضرات شیخین و عثمان غنی وفات پا چکے تھے۔

[2] یہاں حضرت علی کی ترتیبی فوائد اور رائے زنی پر ہے ورنہ ان تین خلفاء کے بعد افضل الخلق آپ ہی ہیں رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ (مرقات واشعہ)

[3] کیونکہ یہ تینوں حضرات بعد سیدہ تجربہ کار اور حضور انور کے مشیر خاص اور دیرینہ ساتھی تھے ان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں قدرتی طور پر جاگزیں تھی [3] یعنی ان تینوں صاحبوں کی بزرگی کسی اور صحابی کو نہ دیتے تھے خیال رہے کہ حضرت علی کا شمار اہل بیت میں ہے اسی لیے ان کا ذکر نہ فرمایا بیان ذکر صحابہ کا ہے کہ صحابہ میں ہم یہ ترتیب رکھتے تھے نیز حضور کے زمانہ میں حضرت علی بہت کم سن تھے اور وہ تین حضرات شیوخ میں سے تھے اور یہ حضرت عمر کا عقیدہ تھا کہ اہل بیت، اہل بیت رحمان اور علماء صحابہ ان کے مجتہد ہیں اور دوسرے صحابہ سے افضل ہیں خصوصاً حضرت علی بہت افضل (اشعۃ اللمعات) اور اس پر یہ اعتراض نہیں کہ آپ نے حضرت علی، اصحاب بدر، عشرہ مبشرہ وغیرہ (خلفاء راشدین) صحابہ کا ذکر کیوں نہیں کیا (مرقات)

ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِيْ

پھر عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین نے تیسری فصل علامت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ کر دیا سوا ابوبکر کے کہ ہم پر ان کا احسان ہے کہ اللہ انہیں اس کا بدلہ قیامت کے دن دے گا کچھ مجھے کسی کے مال نے

۱ اس کا سبب بھی وہ ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ کسی صحابی کو ان تین جیسی فضیلت حاصل نہیں تھی بقیہ حضرات کی اپنی اپنی فضیلت مسلم ہے خیال رہے کہ حضرت علی میں وہب سے لے کر عشرہ مبشرہ جمیع (سارے) صحابہ سے حضور کے اہل بیت میں سے ہونا آپ کے گھر میں حضور نے اور حضور کی گود میں آپ نے پرورش پائی نسل و ولادت حضور نے جناب علی کو دیا اور تعلیم و تربیت جناب علی نے حضور کو دیا اور دونوں جہاں میں داخل اور دونوں گھر پاک میں شامل رضی اللہ عنہم۔

۲ یہاں خصوصی خدمات و احسانات کا ذکر ہے کہ ہر شخص نے جو سے کچھ سلوک کیا تھا ہم نے اس سے بڑھ کر بدلہ دے دیا لہٰذا یہ حدیث اس قرآن کے خلاف نہیں کہ اللہ نیکیوں کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک دیتا ہے یعنی احسانات و خدمات کا بدلہ جو کہ قیامت میں رب تعالیٰ سے دلوایا جاوے گا کہ وہ تو عمومی اور جو یہاں احسان و خدمات ہیں اس حدیث میں ان کا ذکر نہیں۔

۳ اس احسان سے یا تو وہ بدلہ مال و دولت ہے جو حضور نے ابوبکر کی زندگی میں ادا کر دیا یا حضرت صدیق اکبر برابر کرتے رہے یا حضرت بلال کو خرید کر آزاد کرنا مراد ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میں نے مجھ پر احسان کیا بلال کو آزاد کیا رب نے فرمایا وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی کی آیت کریمہ میں اس آزادی بلال کا ذکر ہے حضرات: حضرت بلال کا خریدار کر حضور سے صدیق اکبر کے لیے فرمایا ناظر

مصطفےٰ گفتش کہ اے اقبال جو ۔۔۔ در خریدن می شوم انباز تو

اے ابوبکر بلال کی خریداری میں ہم تم جو اپنے ساتھ بلال کو بھی بنا لیں ہم سے ہو ہم تم دونوں ان کے خریدار تو حضرت صدیق نے جھٹ کہہ دیا حضور پر فدا ہو کر کہا ہے۔

گفت آزادیدگان کردے تو ۔۔۔ کردمش آزاد ہم بردے تو

حضور میں جب آپ کا غلام بلال آپ کے غلام حضور میں نے انہیں آپ سے لے کر خریداری میں نے انہیں آزاد کر دیا بلال نے جب یہ سنا تو مسجد نبوی میں

چوں بہ بداں خستہ رسید مصطفےٰ ۔۔۔ خفتہ مخفتیا علیہ برتفا

مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا أَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا۔ خیال رکھو کہ تمہارے صاحب اللہ کے دوست ہیں۔ ۱۲ روایت ہے حضرت عمر سے فرمایا ابوبکر ہمارے سردار ہیں ہم سب سے بہتر ہم سب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پیارے تھے ۱۲

چہرہ پاک دیکھتے ہی غش کھا کر گر گئے۔ بے ہوش ہو گئے حضور نے اپنی چادر سے چہرے کا گرد و غبار صاف کیا اور فرمایا اوذیت فی اللہ کثیرا اے بلال تجھے اللہ کی راہ میں بڑی اذیتیں دی گئیں رضی اللہ عنہ اے صہیب تم پر لاکھوں سلام کہ تم نے ہم سب مسلمانوں کے آقا حضرت بلال کو آزاد کیا تم ہمارے آقا حضرت بلال کو آزاد کیا تم ہمارے آقا کے آقا ہو۔

۵۱ چنانچہ جب ابوبکر صہ ایمان لائے تو آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے آپ بڑے امیر کبیر تھے اتنی بڑی دولت حضور انور پر خرچ کر دی بہت سے غریب مسلمان جو کفار کے غلام تھے بڑی مصیبت میں تھے انہیں خرید کر آزاد کیا ان سب میں حضرت بلال ابن ابی رباح اور مالک ابن عبسہ بہت مشہور ہیں جب ہجرت میں حضور کے ساتھ گئے تو پندرہ ہم آپ کے ساتھ تھے وہ بھی حضور پر خرچ کرنے کے لیے ساتھ لیے تھے۔

۵۲ سردار کے نزدیک خلیل وہ ہے جس کی محبت میں دل رہے اور رفیق وہ ہے جس کی محبت دل میں رہے کشتی دریا میں رہے دریا کشتی میں فرق ہے **۵۳** صاحبکم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات مبارک ہے۔

۵۴ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت صدیق افضل الخلق بعد انبیاء ہیں ان کی افضلیت مطلقہ قرآن سے ثابت ہے رب فرماتا ہے ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ان آیات میں خطاب سارے صحابہ اہل بیت سے ہے اور اولوا الفضل مطلق ہے اسی طرح جناب صدیق کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے اذ یقول لصاحبہ لا تحزن الخ اسی طرح ان کا سب مسلمانوں سے بڑھ کر متقی ہونا ان کا دوزخ سے بہت دور رکھا جانا قرآن سے ثابت ہے وسیجنبہا الاتقی الذی الخ اسی تفصیل پر یہ حدیث بھی اسی کی تائید کرتی ہے کہ سب مسلمانوں کے سردار سب سے بہتر رسول اللہ کو سب سے زیادہ پیارے حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ ایک قسم کی محبت فاطمہ را سب سے پیاری اور ایک قسم کی محبت میں عائشہ صدیقہ سب سے زیادہ پیاری ایک اور قسم کی محبت میں ابوبکر صدیق سب سے بڑھ کر ایک اور قسم کی محبت میں حسن و حسین سب سے زیادہ پیارے ہیں پھر یہ سب اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ أَنْتَ صَاحِبِي فِي الْغَارِ وَصَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

(ترمذی) روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم میرے غار میں ساتھی ہو لہ اور حوض پر میرے ساتھی ہو ۔ (ترمذی) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس قوم میں ابوبکر ہوں نہیں لائق نہیں کہ ان کی امامت ابوبکر کے سوائے کوئی اور کرے ۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۔

لہ غار سے مراد غار ثور ہے جہاں ہجرت کے موقعہ پر تین دن حضور کے ساتھ صدیق اکبر نے قیام فرمایا یہ مراد قریب ہے پہلا احتمال بعید ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ثانی اثنین اذھما فی الغار حضرت صدیق اکبر کی صحابیت قطعی یقینی ہے اس کا انکار کفر ہے کیونکہ یہ قرآن سے ثابت ہے (از مرقاۃ)

ٹہ یعنی دونوں جہان میں تم میرے خاص ساتھی ہو جب میرا ہی میدان محشر میں کوثر پر حضور کے ساتھ غلام حوض پر حضور کے ساتھ ہوں گے ۔

ٹہ مرض وفات شریف میں جب شدت ہوئی اور حضور نماز کے لیے مسجد تشریف نہ لا سکے تب حکم دیا کہ میری جگہ جناب ابوبکر نماز پڑھائیں ۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عمر کو امام بنانے کی رائے دی تو آپ نے ان کے جواب میں یہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ جناب صدیق اکبر کو اپنی جگہ بعسلیہ پر کھڑا فرمانا اتفاقاً نہ تھا بلکہ کسی حکمت الٰہیہ سے تھا اس راز عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت صدیق اکبر کا یہ انتخاب امامت کبریٰ یعنی خلافت کے لیے دلیل بنا اس کی تیسری وجہ دوسرے یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق تمام صحابہ سارے اہل بیت سے افضل تھے اور زیادہ عالم بھی کیونکہ امام اسی کو بنایا جاتا ہے جو سب سے زیادہ عالم اور افضل ہو سراج میں ہے امامت حضور نے کو کہ سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی کیونکہ آپ ان سب حضرات سے افضل اور بڑے عالم تھے تیسرا یہ کہ امامت نماز میں عام تابعداری پر موقوف ہوگا دیکھو تمام صحابہ میں بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب تھے مگر حضرت صدیق کو امام بنایا گیا جو بڑے عالم تھے لہٰذا مذہب حنفی تو ثابت ہے کہ فاسق کی امامت بہتر ہے غیر فاسق سے غیر ہے کہ مرفوعہ ہو کہ موقعہ پر حضور کا حضرت عبداللہ ابن مکتوم کو مسجد نبوی شریف کا امام بنانا اتفاقاً نہ تھا بلکہ یہ بتانے کے لیے کہ نابینا کی امامت کا حق ہے لہٰذا ان دونوں امامتوں میں فرق ہے

ٹہ یہ حدیث امام ترمذی کو غریب ہوگی صحابہ کرام کے لیے یہ غریب نہ تھی اس وقت میں غریب بننے سے مراد رجوع شامل نہیں ہوا خلاص یہ

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ وَ وَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالًا فَقُلْتُ اَلْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَا بَكْرٍ اِنْ سَبَقْتُهٗ يَوْمًا فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ فَقُلْتُ مِثْلَهٗ وَاَتٰى اَبُوْ بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ فَقَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قُلْتُ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰى شَيْءٍ اَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ مَا

حدیث ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال بہت تھا تو میں نے سوچا کہ آج میں کسی دن ابوبکر سے بڑھ سکا تو آج بڑھ جاؤں گا فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لایا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لیے کیا چھوڑا میں نے کہا کہ اتنا ہی اور ابوبکر سارا وہ مال لے کر آئے جو ان کے پاس تھا تو فرمایا اے ابوبکر تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا رکھا عرض کیا کہ میں نے ان کے لیے اللہ رسول کو رکھا میں نے سوچا کہ میں کسی چیز کی طرف ان سے آگے نہ بڑھ سکوں گا (ترمذی ابوداؤد) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ جناب ابوبکر رضی

صحابہ کا مکمل ہو چکا یہ الفاظ میں ہے کہ حضرت علی نے صدیق اکبر سے فرمایا کہ آپ کو رسول اللہ نے ہمارے دین میں ہمارا پیشوا بنایا اور دنیا میں آپ کو پیچھے کرنے والا کون ہے (لمعات)

لہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر یہ حکم ہوا تھا **تہ** حضرت عمر کا گمان یہ تھا کہ صدقہ میں سبقت زیادتی مال سے ہوتی ہے اور مال تو میرے پاس زیادہ ہے لہٰذا میں ہی آج بڑھ جاؤں گا مگر بعد میں پتہ لگا کہ صدقہ میں سبقت اخلاص کی زیادتی سے ہوتی ہے کثرت اور برکت میں فرق ہے۔

ثہ سارے مال کی خیرات حضرت صدیق اکبر کی خصوصیت ہے ان کی عورتوں کے بال بچوں کا خرچ متوکل نہ ہوگا نہ سارا مال خیرات کرے گا ہم جیسوں کو بعض مال خیرات کرنے کا حکم ہے (انفقوا مما رزقناکم منا) کا یہ بقیت کا ہے اگر ہم سارا مال خیرات کر دیں تو آخر جو ہم مر کر جائیں گے جو کچھ پیٹ پیٹ کر جائیں۔ خیال رہے کہ عابدوں کی نماز روزہ کو کہتے ہیں عاشقوں کی اور فریضہ کی فرائض کو اور خرچ کی عابدوں کی زکوٰۃ سال کے بعد چالیسواں حصہ عاشقوں کو زکوٰۃ اشارہ بلکہ سارا مال۔ عابدوں کی نماز مسجدوں کی دیواروں کے سایہ میں عاشقوں کی نماز آبادی کے سایہ میں اس جواب سے ظاہر ہوا کہ رسول کے نام پر خیرات اللہ رسول پر توکل شرک خفی میں داخل ہے کیا پیارا جواب ہے کہ میں نے گھر والوں کے لیے اللہ رسول کو چھوڑا ہے مراد اللہ رسول کا ان ہیں۔

جہ خیال ہے کہ حضرت ابوبکر کا کل مال جتنا ہے آپ کے مال سے فضائل کہ تھا گر وہ بھی بہت زیادہ تھا تجارت میں سب سے بڑھ کر تھا۔ (اشعہ)

عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَوَثَبَتْ عَلَيْهَا
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ
عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اَتَى اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ
حَتّٰى يُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَرَانِيْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِيْ يَدْخُلُ مِنْهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو فرمایا تم آگ سے آزاد کی طرف سے آزاد شدہ ہو اسی دن سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا (ترمذی) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پہلا شخص ہوں جس سے زمین کھولی جائیگی پھر ابوبکر پھر عمر پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤنگا تو وہ میرے ساتھ جمع کیے جائینگے پھر میں مکہ والوں کا انتظار کرونگا حتیٰ کہ ہم دونوں حرموں کے درمیان حشر کیے جائینگے (ترمذی) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس جبرئیل آئے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی

لہ عتیق کے بہت معنی ہیں یہاں اظہر یہ ہے کہ بمعنی آزاد شدہ فرمایا کہ تو آگ سے آزاد شدہ ہے اسی دن سے آپ کا نام عبداللہ ہے کنیت ابوبکر لقب عتیق آپ کی والدہ کا نام ام الخیر بنت صخر ہے آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے یہ ہی غسل دیں ایسا ہی کیا گیا (مرقات) لہ یہاں عتیق بمعنی آزاد کرنے والا ہے حضرت صدیق کے غلام بھی دوزخ سے آزاد ہیں سورہ والیل دیکھو ۔ یہ ملک بھی تو نے بے زر صدیق

حضور کے بعد صدیق ہی سے ارشاد فرمایا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے غم نہ کر ۔ غرض اب صدیق کی تسلی کی فکر فرمائی کہ ہے بھیجے یعنی حضرت عزرائیل اللہ ما لفلان من خلق ۔ لہ یعنی قیامت میں جب دوسرا بار صور پھونکا جائے گا تو پہلے قبر تم ہی پھٹیں گی ہم انبیاء کے پھر ترتیب وار اور لوگوں کی قبریں پھٹیں گی یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ ہر شخص کی قبر اس کے ساتھ ہے اس لیے کہ ہر شخص کی قبر اس کے ساتھ ہے مگر پہلے حضور کی قبر شریف کھلے گی پھر ترتیب وار لوگوں کی قبریں کھلیں گی ۔ لہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اور جنت بقیع والے حضور کے ساتھ مکہ شریف لے جائیں گے پھر وہاں سے جنت معلیٰ کے دروازہ کا استقبال کریں گے ۔ لوگ یہاں سے پیدل ہی حضور کو فلسطین کی زمین کی طرف چلیں گے جہاں سب کا حشر ہوگا مگر مسند احمد کی روایت ہے کہ حضور کا حشر مکہ شریف میں ہوگا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کا حشر مکہ والوں کے لیے ہوگا ۔ یعنی حضور کے ساتھ مکہ والے بھی ہوں گے ۔ یا

أُمَّتِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَكَ حَتَّى أَنْظُرَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ عُمَرَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ فَبَكَى فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلَ كُلِّهِ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيهِ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَيْهِ قَالَ وَاللَّهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ أَصَابَنِي دُونَكَ فَدَخَلَ فَمَسَحَهُ وَوَجَدَ فِي جَانِبِهِ ثُقْبًا فَشَقَّ إِزَارَهُ وَسَدَّ

کی جناب میں عرض کیا یا رسول اللہ میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ اسے دیکھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم وہ شخص ہو جو میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں جائے گا (ابوداؤد نے اسے روایت کیا) اور فصل ثالث حضرت عمر سے ہے کہ ہم ابوبکر کے پاس تھے حضرت ابوبکر کا ذکر کیا گیا تو آپ رو پڑے اور کہا کہ میری آرزو ہے کہ میرے سارے عمل حضرت ابوبکر کے ایک دن کے اور ایک رات کے عمل کی طرح ہوتے آپ کی رات وہ رات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ غار کی طرف چلے جب وہ دونوں غار تک پہنچے عرض کی واللہ آپ اس میں داخل نہ ہوں حتی کہ آپ سے پہلے میں داخل ہو جاؤں اگر اس میں کوئی چیز ہو تو مجھے پہنچے نہ کہ آپ کو تو آپ داخل ہوئے اسے صاف کیا اور اس کے ایک کنارہ میں سوراخ پایا۔

ف۱ فانہ یا تو اقد سعراء کی رات کسی یا کسی اور رفت کا ارتفاع العادات اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور غار کے داخل سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے یا بعد والی بھی انبیاء کی شان اس امت کی ہے یہ سب حضور کے صدقے سے ہے ف۲ سبحان اللہ کسی یار کی تمنا ہے یعنی جب حضور وہاں تشریف لے گئے تو کاش میں بھی حضور کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا ف۳ یعنی ابوبکر اللہ سے تمام امت سے پہلے اس سے داخل ہوں گے اس کا وجہ کہ ہے وہ یہ کہ میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے تمہارے بعد دوسرے لوگ۔ خیال رہے کہ سب سے پہلے جنت میں حضور تشریف لے جائیں گے پھر ہمارے نبی حضور کی امت پھر دوسرے نبیوں کی امتیں الغرض امت میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق کو داخل ہونا کیا ہوا۔ جب سب سے پہلے جناب صدیق کو جنت میں جانا ہے اس سے پتہ لگا کہ حضرت ابوبکر صدیق بعد انبیاء ساری مخلوق سے افضل ہیں بعد انبیاء سب سے پہلے جنت میں داخلہ آپ کا ہی ہوگا۔ نوٹ حضور فرماتے ہیں جنت میں ساری مخلوق سے پہلے حضرت بلال جائیں گے اس طرح کہ حضور کے داخل کے وقت آگے آگے بلال جوتوں کی آہٹ محسوس کرتے ہوں گے جیسے غلام شاہوں کے آگے چلتے ہوئے خادار اذان دیتا ہے اور یہ حدیث شریف میں ہے کہ اے بلال تم کون سی کرتے ہو کہ میں نے جنت میں تمہارے جوتوں کی آہٹ اپنے آگے محسوس کی جو قیامت کے دن جنت کے دروازے پر حضور کے آگے آگے چلنے کا ہوگا مگر یہ خدمت گاری کی حیثیت سے جبکہ ابوبکر صدیق کو حضور کا ساتھ ہوگا لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں حضرت ابوبکر جنت میں پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں یا ارکم پہلے رہیں گے کہ آپ کے بعد حضور داخل ہوں گے۔ ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء وغیرہ میں ستر کا انتظام ہونا چاہیے کپڑا اور دیواریں وغیرہ۔

بِهٖ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَالْتَقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهُ فِيْ حَجْرِهٖ وَنَامَ فَلَدَغَ أَبَا بَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْحُجْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ أَنْ يُنَبِّهَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ

آپ نے تہبند پھاڑا اس سے سوراخ بند کیا ان پر سے دو سوراخ رہ گئے ان پر اپنے پاؤں رکھ دیئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ تشریف لیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنا سر آپ کی گود میں رکھا اور سو گئے ابوبکر نے پاؤں ان سوراخ سے ڈس لیا گیا آپ نے ہلنا جلنا بند کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ پڑیں پھر آپ کے آنسو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر گرے تو فرمایا اے ابوبکر کیا ہوا عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ

سارے بچھو اس سوراخ میں گھس گئے اور اس کے بعد کوئی بچھو نظر نہیں آیا۔ پھر یہ بچھو قیامت تک رہیں گے اور ان کا زہر ہر مومن کو نقصان نہیں دے گا۔ حضرت صدیق اکبر کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ آپ کو ان بچھوؤں کی طرح ہزار بچھو ڈسیں تو ان کا زہر آپ کو نقصان نہیں دے سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شاخ ہائے قرآنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ پھر ان سارے بچھوؤں سے افضل ہستی حضرت صدیق اکبر کی ہے۔ ان سارے بچھوؤں کے زہر سے بچانے والے سارے جہان کے بچھو اور سارے جہان کی زہریلی چیزیں ہیں۔ اس لئے حضرت صدیق اکبر کی فضیلت اعلیٰ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا مرتبہ سارے جہان سے بڑا ہے۔ اس لئے آپ کا نام عتیق ہے۔ اس حدیث سے حضرت صدیق اکبر کی افضلیت کا ثبوت

فَذَاكَ إِلَيَّ وَأَنَّى تُقْتَلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهُ ثُمَّ انْتَفَضَ عَلَيْهِ فَأَنْشَبَ يَدَيْهِ
وَأَنَا أَوْصِلُهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَتِ الْعَرَبُ وَقَالُوا لَا نُؤَدِّي زَكَاةً فَكَانَ مَنْعُوهُ
عِقَالًا أَوْ عِقَالَيْنِ مِمَّا كَانُوا عَلَيْهِ فَقَطَعَ بِهِ جَلِيدَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّى الْعَرَبُ وَرَقَّ لَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ أَجَبَّارٌ فِي
الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ أَنَّهُ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّينُ أَيَنْقُصُ وَأَنَا حَيٌّ رَوَاهُ رَزِينٌ

خلاصہ ترجمہ: اگر رسول اللہ نے اپنا اونٹ ذبح کیا تو وہ تکیف جاتا رہتا جو وہ پاتے تھے پھر وہ زہر پھیل گیا اور آپکی وفات کا سبب بنا لیکن آپکا دن آ چکا تھا جب رسول اللہ نے وفات پائی اہل عرب مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے تو فرمایا کہ اگر مجھے ایک رسی کا انکار کریں گے تو میں اللہ پر جہاد کروں گا کسی نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ کے خلیفہ لوگوں پر نرمی اختیار کریں ان پر نرمی کیجئے تو مجھ سے فرمایا تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں نرم دلی ہو چکی اور دین مکمل ہو چکا کیا دین میں کمی کی جاوے گی حالانکہ میں زندہ ہوں (زرین)

مکانیں بوسیدہ و خراب کی بات ہے ۵ آپ کے یہ آخر سفر تھا ۶ کی وجہ سے زہر پھیل گیا ۷ حضرت صدیق اکبر کے زمانہ پھیلنے پر غور کرو ۸ حضرت صدیق اکبر کے مناقب بھی بہت ہیں مگر حضرت علی کی دشمنی نے ۹ حضرت علی کو کوئی اچھا لقب نہ دیا حضرت ابوبکر کو ان کے بہت سے القاب دیئے ۱۰ حضرت علی کا لقب اسد اللہ الغالب ہے ۱۱ حضرت صدیق کا لقب عتیق ہے ۱۲ حضرت علی کا لقب کرار ہے ۱۳ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۱۴ حضرت علی کا لقب حیدر ہے ۱۵ حضرت صدیق کا لقب خلیفۃ رسول اللہ ہے ۱۶ حضرت علی کا لقب مرتضیٰ ہے ۱۷ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۱۸ حضرت علی کا لقب ابو تراب ہے ۱۹ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۲۰ حضرت علی کا لقب ابو الحسن ہے ۲۱ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۲۲ حضرت علی کا لقب ابو الحسنین ہے ۲۳ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۲۴ حضرت علی کا لقب ابو السبطین ہے ۲۵ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۲۶ حضرت علی کا لقب ابو الریحانتین ہے ۲۷ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۲۸ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۲۹ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۳۰ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۳۱ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۳۲ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۳۳ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۳۴ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۳۵ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۳۶ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۳۷ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۳۸ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۳۹ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۴۰ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۴۱ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۴۲ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۴۳ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۴۴ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۴۵ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۴۶ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۴۷ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۴۸ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۴۹ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۵۰ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۵۱ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۵۲ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۵۳ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۵۴ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۵۵ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۵۶ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۵۷ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۵۸ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۵۹ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۶۰ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۶۱ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۶۲ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۶۳ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۶۴ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۶۵ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۶۶ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۶۷ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۶۸ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۶۹ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۷۰ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۷۱ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۷۲ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۷۳ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۷۴ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۷۵ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۷۶ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۷۷ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۷۸ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۷۹ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۸۰ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۸۱ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۸۲ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۸۳ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۸۴ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۸۵ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۸۶ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۸۷ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۸۸ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۸۹ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۹۰ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۹۱ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۹۲ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۹۳ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۹۴ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۹۵ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۹۶ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۹۷ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۹۸ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے ۹۹ حضرت صدیق کا لقب صدیق ہے ۱۰۰ حضرت علی کا لقب ابو الائمہ ہے

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِیْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّكُنْ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَیْشٍ یُكَلِّمْنَهٗ عَالِیَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ یَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِیْ

حضرت عمر کے فضائل کا بیان پہلی فصل ۔۔۔ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرمایا رسول اللہ نے تحقیق ہے پہلی امتوں میں الہام ہوتے لوگ تھے اگر میری امت میں کوئی ہو تو وہ عمر ہیں متفق علیہ ۔ روایت ہے حضرت سعد ابن وقاص سے فرماتے ہیں حضرت عمر ابن خطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت مانگی حضور کے پاس قریش کی کچھ عورتیں تھیں جو آپ سے کلام کر رہی تھیں اونچی آوازوں سے تو جب حضرت عمر نے اجازت مانگی تو ان سب نے جلدی سے پردہ کی طرف حاضر ہوئے اور رسول اللہ ہنس رہے تھے تو فرمایا رسول اللہ نے کہ اللہ ہنسائے رکھے تجھ کو یا رسول اللہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب کیا میں ان عورتوں سے تعبیر کرتا ہوں

صدیق پکارے ہیں ۔۔۔ ترجمہ ۔۔۔ حدیث ۔۔۔ نے یہ الفاظ نقل کی ہیں ۔۔۔ کے متعلق حدیث کے ۔۔۔ ترجمہ ۔۔۔ وصف مشترک ہے ۔۔۔ کا وصف عمران ہے ۔۔۔ حضرت عمر سے ۔۔۔ بار بار کہنے لگا یا ۔۔۔ کہ حضرت عمر نے اسلام کو بڑا کیا ۔۔۔ نہیں ہے ۔۔۔ ترجمہ ۔۔۔ انسان کی زندگی کی مدت کہ کچھ پہلے ہی ۔۔۔ کا ۔۔۔ ہے ۔۔۔ کر دیا ۔۔۔ اور کثرت ہے ۔۔۔ کی کثرت بعض ۔۔۔ آپ کے فضائل ہے ۔۔۔ آپ سلام ہے ۔۔۔ حضرت عمر ۔۔۔ کہ ۔۔۔ کہ ۔۔۔ میں آیات ہے ۔۔۔ زیادہ آیا ہے ۔۔۔ کہ ۔۔۔ ان آیات کو تعمیل میں ۔۔۔ کے اقتداء میں ۔۔۔ آپ نے ۔۔۔ اور ۔۔۔ ہے ۔۔۔ آپ ۔۔۔ میں ۔۔۔ کی ۔۔۔ ہے ۔۔۔ کہ ۔۔۔ آپ ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے ۔۔۔ ہے

كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ
اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ
اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ
وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا
غَيْرَ فَجِّكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ زَادَ الْبَرْقَانِيُّ بَعْدَ قَوْلِهٖ

جو میرے پاس تھیں جب انہوں نے آپ کی آواز سنی تو پردہ میں چلی گئیں حضرت عمر نے فرمایا اے اپنی جانوں کی دشمن عورتو کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں وہ بولیں ہاں تم آپ سخت طبیعت اور سخت گیر ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحیح اے ابن خطاب اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان تم سے نہیں ملتا کسی راستہ میں چلتا ہوا مگر وہ آپ کی راہ کے سوا دوسرے راہ چلتا ہے (مسلم بخاری) حمیدی نے کہا کہ برقانی نے کہا یا رسول اللہ

سلہ یعنی یہ بیبیاں مجھ سے نہ ڈریں تم سے ڈریں خیال رہے کہ مقام ناز اور ہے مقام خوف دوسرا حضور پر تو گنہگاروں کو بھی ناز ہے وہاں چلنا اور مچل مچل کر مانگنا ہی رب کو محبوب کتنا وہ دست کرم جو بے نیاز کرے گنہگار کیوں عاجزی پر ناز کرے۔

سلہ یہ الفاظ اس غضب کا ہے جس میں کریم شمائل ہر جیسے حضور کا فرمان سفر حلق یا بچوں میں اوڈ پڑ جائے یا اور دین متینی۔ سفلی وغیرہ یعنی تم خرچہ زیادہ کرانے کے لئے اپنے نفع نقصان کا بھی خیال نہیں کرتیں حضور انور کے سامنے زیادہ بے تکلفی کبھی قبیل اعمال کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے اس لئے تم اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال رہی ہو خود اپنی دشمن ہو۔

سلہ ہاں کا تعلق صرف ایک بات سے ہے یعنی ہاں ہم آپ سے ڈرتے ہیں یہ معنی نہیں کہ ہاں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتے (مرقات)

سلہ یعنی آپ کے ہاں پکڑ زیادہ ہے حضور کے ہاں کرم زیادہ ہے اس لئے اے عمر تم سے ڈر لگتا ہے۔

سلہ اس فرمان عالی کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ تو کمزور عورتیں ہیں تمہاری ہیبت کا تو یہ حال ہے۔ کہ شیطان جیسا مردود سخت ترین بھی تم سے ڈرتا ہے تمہیں دیکھ کر بھاگتا ہے راستہ چھوڑ جاتا ہے یہ مطلب نہیں کہ ان عورتوں کا یہ کام شیطان تھا یا اس وقت شیطان وہاں موجود تھا۔ جو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے تو نہ بھاگا حضرت عمر سے بھاگ گیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَضْحَكَكَ ؕ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَاَةِ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَرَاَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ

کے بعد ہنسنا مضحک ہے زیادہ کیا ہے روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جنت میں گیا تو میں ابو طلحہ کی بیوی رمیصا کے پاس پہنچا گیا اور میں نے ایک آہٹ سنی تو میں نے کہا یہ کون ہے فرمایا یہ بلال ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک لونڈی تھی میں نے کہا یہ کس کا ہے سب نے کہا عمر ابن خطاب کا میں نے چاہا کہ وہاں داخل ہوں کہ اسے دیکھوں تو تمہاری غیرت یاد آگئی تو جناب عمر نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا یا رسول اللہ کیا میں آپ پر

لہ یرفاء ملک خزاعہ کا ایک شہر ہے یہ عورت وہاں کے رہنے والے تھے اس لئے انہیں یرفائی کہا جاتا ہے ۱۲ سے یہ واقعہ اگر معراج کا ہے یا کشف کا یا خواب کا ۱۲ رمیصا نام ہے حضرت ام سلیم کا جو حضرت انس کی والدہ اور ابو طلحہ کی بیوی ہیں آپ پہلے مالک کی بیوی تھیں ان سے انس ابن مالک پیدا ہوئے پھر ابو طلحہ کے نکاح میں آئیں رمیصا بنا ہے رمص سے جس آنکھ کا کیچڑ زیادہ آنکھ کے کونے میں جمع ہو جائے آپ کے نام میں بہت روایات ہیں بعض میں غمیصا ہے بعض میں رمیثہ ہے تعدد نقل ہے بعض میں رمیثہ دال مہملہ و ثاء مثلثہ سے بعض سنگ ایک میں آپ رمیصا بنت ملحان ہیں کنیت ام سلیم ۔ اگرچہ ابھی آپ جنت میں پہنچی نہیں وہاں داخلہ قیامت کے بعد ہوگا مگر حق کی نگاہ آئندہ واقعات بھی دیکھ لیتی ہے ام سلیم تو ابھی زندہ تھیں سبحان اللہ کیسی خوش نصیب ہیں کہ حضور انور نے ان کے بھتیجے کو انہیں جنت میں دکھا دیا ۱۲ سے یہ فرمان عالی بابت التطوع میں گزر چکا ایک روایت میں ہوں ہے کہ ہم جب بھی جنت میں گئے تو ہر بار بلال کو اپنے آگے چلتے دیکھا ۔ حضور انور کو قیامت میں جنت میں داخلہ کے وقت کا واقعہ آج دکھا دیا گیا کہ جب حضور انور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے تو حضرت بلال آپ کے آگے خادمانہ شان سے ہلو بجو کہتے ہوئے چلیں گے اسے بلال تیری قدر یہ ہے قربان ۔

سہ ایک روایت میں یوں ہے کہ ہم نے پوچھا یہ محل کس کا ہے فرشتہ نے عرض کیا ایک عربی شخص کا ہم نے کہا کہ عربی تو ہم بھی ہیں یہ کس شخص کا محل ہے کہا ایک قریشی کا میں نے کہا کہ قریشی ہم بھی ہیں یہ ہے کس کا فرشتوں نے کہا محمد مصطفےٰ کے ایک امتی کا ہم نے فرمایا محمد مصطفےٰ ہم ہی ہیں یہ کس کا محل ہے تب فرشتوں نے عمر فاروق کا (مرقات) ۱۲ سے یعنی چونکہ اس محل میں تمہاری ذرہ برابر بھی غرض نہیں اس لئے ہم تمہاری غیرت کا خیال کر کے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ

ترجمہ: بخاری و مسلم متفق علیہ روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں سویا ہوا تھا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں جن پر قمیصیں ہیں بعض وہ ہیں جو پستان تک پہنچتی ہیں بعض اس سے بھی کم اور مجھ پر عمر بن خطاب پیش کیے گئے اس حال میں کہ ان پر وہ قمیص ہے جسے وہ کھینچ رہے ہیں کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس کی کیا تعبیر فرمائی آپ نے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب ہم سوئے ہوئے تھے تو ہمارے پاس ایک

اور نہ گئے اور زیادتی تھا کہ اس کے سر کو شہد میں کھوں پھر کہا اس کی مدد فرمائیں۔

۱؎ امام سیوطی نے اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی روایت فرمائے ھل رضی اللہ الا بان وھل ھدانی اللہ الا بان مجھے اللہ نے آپ کے صدقہ تو یہ بلندی بخشی اور آپ ہی کے صدقہ سے ہدایت دی آپ میرے مائی باپ ہیں آپ پر کیا عرض ہے

شکر نیش قرمن چوں کنم کہ صد اے ایں بہار کہ اگر خارہ گر گل ہمہ پروردۂ تست

بات کی ساری بہار دولہا کے دم قدم سے ہے ۲؎ دونوں خالات ہیں واحتمال ہیں اس سے کم یا اس سے بھی زیادہ دوسرے معنی کی تائید وہ روایت کرتی ہے کہ بعض کی قمیص ناف تک تھی بعض کی گھٹنے تک بعض کی ٹخنوں تک یہ حضور کا خواب ہے اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے جس پر شرعی احکام جاری ہوتے ہیں یا بمعنی اذا دری فی ان عرانی اذ بعث ۳؎ یعنی حضرت عمر کی قمیص ان کے قدموں سے نیچے تھی جو ان کے پیچھے پیچھے گھسٹ رہی تھی ۴؎ حضور انور نے خواب کی تعبیر دین سے فرمائی کہ دین کو لباس فرمان کا ستر اور زینت ہے اور دین حق و ایمان کا ستر بھی ہے زینت بھی اس خواب اور نبوی تعبیر سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بحمد اللہ کامل الایمان قوی دین والے ہیں اگر ہم جیسے گنہگاروں پر جناب فاروق کی نظر کرم ہو جائے تو ہمارے دین و ایمان کامل سے اکمل ہو جائیں رضی اللہ عنہ غالب یہ ہے کہ ان چند ہونے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق نہ ہوں گے خیال رہے کہ دین یا ایمان کی مقدار میں زیادتی کمی نہیں ہوتی یعنی کوئی آدمی یا خدا تعالیٰ مسلمان نہیں ہوتا سارے پورے مومن ہوتے ہیں ہاں کیفیت میں فرق ہوتا ہے بعض مومن بعض سے کامل یعنی کامل الایمان مومن و احسن فیطمئن قلبی ؛

بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّیْ لَاَرَى الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ

دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے پی لیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر ابن خطاب کو دے دیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس کی تعبیر کیا ارشاد فرمایا علم (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو

۱؎ دودھ لانے والا فرشتہ تھا اور دودھ علم دین تھا اور پیالہ یا تو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک سینہ ہے علم جاری ہوتا ہے یا آپ کی دعا دوسرا احتمالی توجیہ ہے۔

۲؎ یعنی وہ دودھ میری رگ رگ میں سرایت کر گیا حتی کہ ناخنوں سے نکل کر بہنے لگا اس میں اشارہ ہے دودھ کی زیادتی کی طرف

۳؎ علم سے مراد علم دین ہے خیال رہے کہ دودھ انسان کی پہلی جسمانی غذا ہے اور علم پہلی روحانی غذا اس سے روح کی پرورش ہوتی ہے اس لئے دودھ کی تعبیر علم سے دی عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ایک عالم ہے جسے عالم مثال کہا جاتا ہے یہ عالم ہے تو نورانی مگر مشابہ ہے عالم جسمانی سے خیر میں ایک روح اس عالم کی سیر کرتی ہے اس سیر میں جو دیکھتی ہے وہ رویا صالحہ یعنی سچی خواب کہلاتی ہے علم چار صورتوں میں نظر آتا ہے پانی۔ دودھ شراب۔ شہد یہ ہی علم ان چار صورتوں میں جنت میں ہوگا کہ وہاں ان ہی چیزوں کی نہریں ہوں گی۔ پانی نظر آتا گویا علم لدنی ہے دودھ شریعت کے اسرار کا علم۔ شراب طہور علم کامل۔ شہد گویا نبوت کا علم ہے بعض عارفین فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین ان چار علوم کا منبع ہیں حضرت عمر اس علم کا سرچشمہ ہیں جو دودھ کی شکل میں ہے اس علم میں حضرت عمر سب سے اعلیٰ دوسرے علوم میں باقی تین خلفاء سب سے اکمل۔ اس میں اختلاف ہے کہ علم یا استعداد علم کی زیادتی ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ انتہا نہیں رب فرماتا ہے وقل رب زدنی علما۔ حضرت سلطان عارفین بایزید بسطامی فرماتے ہیں۔ ؎

شربت الحب کاسا بعد کاس فما نقد الشراب ولا ارویت

یہ بحث مرقات شرح مشکوٰۃ میں ملاحظہ کرو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر تمام قبائل عرب کے علوم ایک پلے میں رکھے جائیں اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلے میں تو حضرت عمر کا علم سب سے بڑھ جاوے گا صحابہ کرام نے کہا کرتے تھے کہ علم کے دس حصے کئے گئے تو جیسے حضرت عمر کو دیئے گئے ایک حصہ دوسرے لوگوں کو یہ تقسیم حضور انور کی طرف سے ہوئی (مرقات)۔

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ
ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ
ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ
فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ

فرماتے سنا کہ جب ہم سو رہے تھے کہ میں نے اپنے کو ایک کنویں کے کنارہ پر دیکھا جس پر ڈول تھا تو میں نے جیسا اللہ نے چاہا نکالا پھر اسے ابن قحافہ کے فرزند نے لے لیا اور اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اور ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا اللہ ان کے ضعف کو بخشے پھر وہ چرسا بن گیا تو اسے ابن خطاب نے لے لیا میں نے لوگوں میں کسی پہلوان کو نہ دیکھا جو جناب عمر کی طرح کھینچتا ہو یہاں تک کہ لوگوں نے خانہ اختیار

کنویں جس کی من جملہ دیوار بھی ہر قلیب کہلاتی ہے اور بھرا کنواں جس کی من جملہ سے طوی کہتے ہیں یعنی ہم ایک بغیر من دالے کنویں کے کنارے پر تھے لوگ اور جانور اس کے پاس پیاسے کھڑے تھے ہم نے کچھ ڈول نکال کر انہیں پانی پلایا ۵ ابو قحافہ حضرت ابوبکر صدیق کے والد کی کنیت ہے ان کا نام عثمان ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق کے بعد تک زندہ رہے (اشعۃ) ۵ اس میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت کی مدت کی کمی کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی خلافت ایک دو سال ہی ہوگی عرصہ دراز تک کے لئے نہیں بعض نے کہا کہ یہاں او بمعنی بلکہ ہے (اشعۃ) ۵ یہاں ضعف سے مراد سستی یا کمزوری نہیں بلکہ نرمی اور مہربانی ہے۔ حضرت صدیق اکبر خلقتاً نرم دل اور مہربان تھے (اشعۃ اللمعات) ۵ یہ دعا مغفرت حضرت صدیق اکبر پر کرم کے اظہار کے لئے ہے جیسے کہا جاتا ہے میرا باپ فدا ہو تجھ سے بہت اچھا ہے یا جیسے رب فرماتا ہے یغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک لہذا اس سے حضرت ابوبکر کا کوئی گناہ ثابت نہیں ہوتا (اشعۃ) حضرت ابوبکر صدیق نے اتنی تھوڑی سی مدت خلافت میں وہ کارہائے نمایاں کئے کہ سوا ان اکثر حضرت عمر فاروق کی تمام فتوحات کی جڑ جناب صدیق اکبر نے ہی قائم فرمائی ملک کے اندرونی انتظامات کر چکے ہیں وہ کیا فتوحات اسلامیہ کی بنیاد آپ نے ہی رکھی آپ نے جہت ملک فتح فرمائے دیکھو الفاروق جس کے آخر میں فتوحات سدیقیہ کا تذکرہ دیا گیا ہے آپ نے ہی جھوٹے نبیوں کو ختم مرتدین کا قلع قمع فرمایا ۵ ڈول کے چرسا بن جانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں اسلامی سرحدیں بہت دور تک پہنچیں گی فتوحات بہت زیادہ ہوں گے ۵ اس قوت سے پانی نکالنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ اتنے بڑے ملکوں کو فتح فرما کر ان کا انتظام سنبھال بھی لیں گے اور بڑی قوت و شوکت سے ان میں اسلام پھیلائیں گے کہ مشرق و مغرب میں آپ کی برکت سے اسلام پھیل جاوے گا عبقر ایک جنگل کا نام تھا جس کے متعلق

بِعَطَنٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ بْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَھَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ یَدِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِیْ یَدِہٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا یَفْرِیْ فَرِیَّہٗ حَتّٰی رَوِیَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا کُنَّا نُبْعِدُ

کرلیا علیہ اللہ حضرت ابن عمر کی روایت میں یوں ہے کہ فرمایا پھر اسے عمر ابن خطاب نے ابوبکر کے ہاتھ سے لے لیا ان کے ہاتھ میں پہنچ کر سانڈ بن گیا تو میں نے کوئی پہلوان نہ دیکھا جو ان کی بہادری دکھائے حتیٰ کہ لوگ سیراب ہوگئے اور باڑہ اختیار کرلیا علیہ (مسلم بخاری) دوسری فصل روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے جناب عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرمایا ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ فرمایا اللہ نے جناب عمر کی زبان پر حق رکھ دیا جسے وہ بولتے ہیں علیہ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں

عرب کا خیال تھا کہ وہاں جنات رہتے ہیں چنانچہ ہر بہادر قوی پہلوان کو عبقری کہہ دیتے تھے کہ یہ شخص انسانی طاقت سے زیادہ کام کرتا ہے گویا یہ اس جنگل کا قوی جن ہے۔ عبقری بناہے فری سے یعنی چیرا پھاڑا مشکل کام کرنے کو فلانی بولا جاتا ہے (مرقات)

لہ مطن میں اور ط کے فتح سے واؤ یعنی وہ جگہ جہاں جانوروں کو کھلا پلا کر باندھا جاوے، اردو میں باڑا کہتے ہیں پنجابی میں واڑہ کہتے ہیں۔

سلہ یعنی لوگ خود بھی سیراب ہوگئے اور انہوں نے اپنے جانوروں کو بھی سیراب کرلیا اس تعبیر میں اشارہ اس جانب ہے کہ اس سیرابی کی ابتداء حضرت صدیق اکبر سے ہوگی اور تکمیل حضرت فاروق پر (مرقات) سلہ یعنی ان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں وہ حق ہوتے ہیں اور زبان سے جو بولتے ہیں وہ حق بولتے ہیں ان کے خیالات ان کے اوہام نفسانی یا شیطانی نہیں ہوتے بلکہ رحمانی ہوتے ہیں جسے فرما کر یہ بتایا کہ یہ حقانیت ان کی اپنی کوشش سے نہیں بلکہ تقدیر الٰہی خطرت ہے رب کی طرف سے ہے جو کسی نہ کسی ذریعہ ظہور پکڑتی سلہ یہ عبارت پہلی عبارت کے قرینا ہم معنی ہے وہاں جعل تھا یہاں وضع ہے مطلب ایک ہی ہے کہ ان کی یہ حقانیت رب کی طرف سے ہے۔

اَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ
الْاِسْلَامَ بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ
فَغَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ظَاهِرًا

خیال کرتے تھے کہ جناب عمر کی زبان پر سکینہ بولتا ہے [1] (بیہقی دلائل النبوۃ) روایت ہے
حضرت ابن عباس سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ حضور نے فرمایا الٰہی اسلام کو عزت
دے یا ابوجہل ابن ہشام سے یا عمر بن خطاب کے ذریعہ سے تو جناب سرور کائنات نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں صبح ہی حاضر ہوئے، اسلام قبول کر لیا [2] پھر مسجد میں علی سر ظہور

[1] سکینہ کے لغوی معنی ہیں سکون قلب اور دل اطمینان اصطلاح میں سکینہ وہ فرشتوں کی جماعت ہے جو مومنوں پر مصیبت
کے وقت اترتی ہے ان کے دل ہاتھ میں لیتی ہے جس سے ان کے دل ٹھہر جاتے ہیں گھبراتے نہیں رب فرماتا ہے ھو الذی
انزل السکینۃ فی قلوب المومنین اور فرماتا ہے فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین یہاں دونوں معنی ان
سکتے ہیں یعنی حضرت عمر کے کلام ان کی زبان میں مسلمانوں کے دلوں کو چین ہوتا تھا یا وہ فرشتہ جسے سکینہ کہتے ہیں روح حضرت عمر کی
زبان پر بولتا تھا (نعمات) بعض بزرگوں کے کلام فکر ان کی صحبت میں دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے [2] یعنی الٰہی ان دونوں میں
سے ایک کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے تاکہ ان کے ذریعہ سے اسلام خوب پھیلے معلوم ہوا کہ ہر اسباب میں اسباب سے
کام لینا جائز ہے حضرت عمر کا اسلام سبب بنا اشاعت اسلام کا حضور انور نے اس کی دعا مانگی رب تعالیٰ بھی حضرت عمر کے
متعلق ارشاد فرماتا ہے یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین نبی آپ کو اللہ تعالیٰ اور مومنوں کا فی ہے جس نے آپ
کی اتباع کی ہے یعنی حضرت عمر آپ کے اسلام لانے پر فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارک دیا یوں ہی عرش کے سب طالب اسلام ہیں اور حضرت مرطوب
اسلام [3] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا مختصر واقعہ ہے کہ ابوجہل نے اعلان کیا کہ جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کو قتل کرے اسے ایک سو اونٹ نقد اور ایک سو اوقیہ چاندی انعام دوں گا۔ حضرت عمر نے اس سے کہا کہ کیا تو یہ وعدہ
پورا کرے گا اس نے کہا ہاں نقد دوں گا اور دھار نہ ہوگا آپ تلوار لے کر دار ارقم کی طرف چل دیئے جہاں حضور انور
صلے اللہ علیہ وسلم جو مسلمانوں کے قیام فرما تھے راستہ میں کسی نے کہا کہ عمر تم نے اگر ان کو قتل کر دیا تو بنی ہاشم تمہارے پیچھے
پڑ جائیں گے آپ نے فرمایا شاید تو بھی مسلمان ہو چکا ہے جو مجھے ڈراتا ہے اس نے کہا کہ اس سے عجیب یہ ہے کہ تمہاری
بہن اور تمہارے بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں آپ کو غیرت آئی اپنی بہن کے گھر پہنچے تو گھر سے قرآن مجید کی تلاوت

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَا إِنَّكَ

نماز پڑھی گئی (احمد و بیہقی) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جناب عمر نے ابوبکر صدیق سے کہا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے بہتر تو جناب ابوبکر نے کہا کہ آگاہ ہو اگر

کی آواز آئی تھی حضرت سعید ابن زید جو ان دونوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے وہ چھپ گئے آپ نے اپنے بھتیجے سے کہا میں نے سنا ہے تم مسلمان ہو چکے ہو یہ کہہ کر انہیں لپٹ گئے مارنے لگے ہیں چھوڑانے لگیں تو انہیں بھی مارا ہیں بولیں اے عمر تم چاہے ہم کو ہلاک کر دو ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں اس کلام نے اپنا کام کر دیا دل پر پھری سی چل گئی فرمایا وہ کلام مجھے بھی سناؤ جو تم پڑھ رہی تھیں فرمایا پہلے غسل کر آپ نے غسل کیا پھر کلام سنا سورہ طٰہٰ شریف تھی۔ جب یہ آیت اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ الخ تو فوراً مار کر بولے کہ جس کی یہ صفت ہے وہ ہی لائق عبادت ہے اتفاقاً حضرت خباب ان ارقم وہاں پہنچ گئے فرمایا اے عمر آج رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے ایمان کی دعا مانگی ہے تم کو ایمان اس دعا کی برکت سے ملا پھر آپ حضرت خباب کے ساتھ حضور کے پاس بیت ارقم میں پہنچ گئے ۔

گر کے قدموں پر وہ حق داں ہو گئے پڑھ لیا کلمہ مسلماں ہو گئے (مرقات)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور نے یہ دعا کی تھی کہ خدایا اسلام کو عمر کے ذریعہ عزت دے بلکہ دعا یہ کی تھی اللھم اعز بعمر یا الاسلام خدایا عمر کو بذریعہ اسلام عزت دے مگر یہ غلط ہے حضور نے یہ ہی دعا کی تھی کہ خدایا عمر کے ذریعہ اسلام کو عزت دے یہ ایسا ہی ہے جیسے رب کا فرمانا فعززنا بثالث یا حضور فرماتے ہیں زینوا القرآن باصواتکم حضرت عمر نبوت کے پانچویں سال ایمان لائے آپ چالیس مسلمانوں کا عدد پورا کرنے والے تھے آپ سے تین دن پہلے جناب حمزہ ایمان لائے تھے (مرقات)

۱؎ یعنی جناب عمر کے اسلام سے پہلے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمان چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے آپ کے اسلام لانے پر مسلمانوں نے علانیہ مسجد حرام میں آکر نماز پڑھی یہاں نماز سے یہ نماز جنگانہ فریضہ اسلام مراد نہیں کیونکہ حضرت عمر نبوت کے پانچویں سال ایمان لائے اور نماز پنجگانہ نبوت کے گیارہویں سال معراج میں فرض ہوئیں بلکہ اس سے وہ نمازیں مراد ہیں جو حضور قرآن کے الہام سے لوگوں کو نماز پڑھاتے اور خود پڑھتے تھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور پر پہلی وحی اتری تو آپ غار حرا میں اعتکاف و عبادات میں مصروف تھے بعض روایات میں ہے کہ اس دن حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو فاروق کا خطاب دیا مگر بعض روایات میں ہے کہ آپ کو فاروق کا خطاب اس دن دیا گیا جب آپ نے اس منافق کو قتل کیا جو ایک یہودی کے ساتھ جھگڑے میں حضور انور کے فیصلہ سے راضی نہ ہوا تھا آپ کے پاس اپیل لایا تھا (مرقات) ۲؎ یہ ہی اہل سنت

اِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِّنْ عُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَآءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ

تم نے یہ کہا ہے تو میں نے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ کسی شخص پر سورج نہیں چمکا جو جناب عمر سے بہتر ہو (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ ابن عامر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو جناب عمر ابن خطاب ہوتے ۱۲ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کسی جہاد میں تشریف لے گئے تو جب واپس ہوئے تو ایک سیاہ فام لونڈی آئی بولی یا رسول اللہ میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو بھلی سلامت واپس لائے تو آپ کے سامنے دف بجاؤں اور گاؤں ۱۲

کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق بعد انبیاء تمام خلق سے افضل ہیں یہاں بعد رسول اللہ سے مراد بعد انبیاء کرام ہے لہذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ تمیوں سے افضل ہوں ۔ ۱۲ یہاں یا تو زمانہ خلافت کا ذکر ہے جب حضرت ابوبکر صدیق وفات پا چکے ہونگے یا بعد ابوبکر صدیق مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ عدالت میں یا سیاست میں حضرت عمر سب سے افضل ہیں ان جیسا دنیا میں کوئی سیاست دان عادل نہ ہوا لہذا یہ فرمان اس کے خلاف نہیں کہ حضرت صدیق بعد انبیاء سب سے افضل ہیں (مرآت) ۱۲ یعنی اگر بالفرض بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو حضرت عمر ہی ہوتے کیونکہ ان کے دل میں رب کی طرف سے الہام اور القاء بہت ہوتا ہے اور انہیں دل سے بہت ہی مناسبت ہے اسی لئے قرآن مجید کی بہت سی آیات آپ کی رائے کے مطابق ہیں جیسے پردہ شراب کی حرمت بدر کے قیدیوں کے بارے میں آیات ۔ ۱۲ یہ نہیں کہ عام ہر منکر کو روکنا ضروری تھا ۱۲ یہ نذر شرعی نہیں تھی کہ نذر شرعی میں ضروری ہے کہ جس واجب سے جو وعدہ کیا ہو اور گناہ نہیں واجب نہیں بلکہ نذر لغوی مراد ہے ہر شخص اپنی حیثیت کے لائق ہی نذر مانتا ہے اس بادشاہ عالی میں پیش کرتا ہے اس لونڈی کے پاس یہی نذر مانتا تھا ۱۲

کچھ پاس نہیں میرے کیا نذر کروں تیرے ۔۔۔ اک ٹوٹا ہوا دل ہے اور گرمئ تمنائی

يَدَيْكِ بِالدُّفِّ وَاتَعَنِّي فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا

بجائی اور گانے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو نے منت مانی ہے تو بجالے ورنہ نہیں تو وہ دف بجانے لگی ابوبکر صدیق آئے وہ بجاتی رہی پھر جناب علی آئے وہ بجاتی رہی پھر جناب عثمان آئے وہ بجاتی رہی پھر حضرت عمر آئے تو اس نے دف اپنے چوتڑوں کے نیچے رکھ لی پھر اس پر بیٹھ گئی

لہ نذر ہو جانے کا یہ ہے کہ گانے کی اجازت بھی اس میں داخل ہے (مرقات) یعنی گاتے بجاتے اپنے دل کے ارمان پورے کرے خیال رہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی سامنے تشریف آوری پر خوشی منانا بہترین عبادت ہے اس لئے یہ نذر درست ہوئی نذر عبادت کی ہوتی ہے (مرقات واشعۃ اللمعات) کما کی نذر درست نہیں حضور فرماتے ہیں لا نذر فی معصیۃ (رسائل شریف) خیال رہے کہ بھانجھ کے ساتھ دف وغیرہ مشروع بتہ جبر بھانجھ بلا ضرورت کسبو کرو کے لئے بھی بصورت غرض صحیح کے لئے دف بجانا جائز ہے۔ لہذا اعلان نکاح و ولیمہ کے اظہار یا سحری کے لئے یا دعوتی کے لئے دف بجانا جائز ہے یہ دف بھانجھ سے اور لہو و لعب سے خالی تھی لہذا جائز تھی۔ دوسری پردہ کا واجب ہے نہ اس کی آواز عورت ہے اسے اجنبی شخص دیکھ بھی سکتا ہے اس کی آواز بھی سن سکتا ہے لہذا جہاں یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور نے (اجنبی) عورت کو کیوں دیکھا اور اس کی آواز کیوں سنی نہ اس سے مروجہ ناچ گانے پر دلیل پکڑی جا سکتی ہے کہ اب آزاد عورتیں ان سنیما گاتی ہیں یہ حرام قطعی ہے اس حدیث سے بہت لوگ دھوکہ کھا گئے ہیں۔

سے یعنی وہ فرشتے ان حضرات میں سے کسی سے نہیں ڈرتی برابر دف بجاتی اور گیت گاتی رہی۔

سے یہ ہیبت خارجی تھی کہ اس بی بی نے وہ کام بند کر دیا جو جائز بلکہ عبادت تھا مگر لہو و لعب کی صورت میں تھا۔ حضرت عمر کو دیکھ کر گھبرا گئی جیسے بھلی ہیبت والے آدمیوں کو دیکھ کر بیٹھے ہوئے باتیں کرنے والے لوگ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں جگہ خالی کر جاتے ہیں۔ حالانکہ وہاں ان کا بیٹھنا باتیں کرنا حرام نہیں ہوتا لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر یہ کام جائز تھا تو حضرت عمر کو دیکھ کر اس بی بی نے بند کیوں کر دیا اور اگر حرام تھا تو پہلے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیوں ہوا۔ مگر حضرات صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہ کام ان حضرات کے لئے درست تھا۔ حضرت عمر کے لئے درست

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّيْ كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ

تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر شیطان تم سے ڈرتا ہے میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ بجا رہی تھی پھر ابوبکر آئے وہ بجاتی رہی پھر علی آئے وہ بجاتی رہی پھر عثمان آئے وہ بجاتی رہی پھر آئے عمر جب تم آئے تو اس نے دف پھینک دی (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے، روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے شور اور بچوں کی آواز سنی

تھا اس لئے ان حضرات کے سامنے ہوتا رہا۔ حضرت عمر کے آنے پر بند ہو گیا کہ اب لہو و لعب بن گیا قوالی درود والے کے لئے درست ہے مگر جو اس زمرہ کا نہ ہو جس کے عشق پر اطاعت کا غلبہ ہو اس کے لئے درست نہیں اور اگر قوالی میں ایک شخص غیر ارادی آہنگ سے تو سب کے لئے لہو بن جاتی ہے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ واقعہ ایسا ہے جیسے حضرت عائشہ نے حبشیوں کا ہتھیار بنایا اور دلہن سورہ سے کہلا کر گھبرا گئیں نے انکار کیا آپ نے حبشیوں کو ان کے منہ سے ہٹوا دیا حضور انور نے سودہ سے فرمایا کہ تم بھی عائشہ کے منہ سے ہٹ جاؤ انہوں نے بھی یہی جواب دیا حضور انور نے تبسم فرمایا یہ تھے وہ دو دل جن کی یہ شان کہ حضرت عمر نے دھڑکنے کے باہر سے آواز دی حضور نے فرمایا تم دونوں جلدی اپنے خدمت گار کو مرتے ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس دن سے میں جناب عمر سے ہیبت کرتی ہوں دیکھو (مرقات) ۱۲

۱؎ یعنی اے عمر یہ تو ایک عورت ہے جو ایسا کام کر رہی تھی جو جنت میں درست تھا صوت کیسی مجھ پر کیوں نہ طاری ہوتی تمہاری ہیبت کا تو یہ عالم ہے کہ تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے جو مرد و عورتوں سے نہیں ڈرتا اس فرمان عالی میں نہ تو اس عورت کو شیطان فرمایا گیا اور نہ اس کے اس عمل کو شیطانی کہا گیا کہ یہ عمل حضور انور کی اجازت سے ہوا تھا لہذا حدیث بالکل ظاہر ہے یا یہ مطلب ہے کہ اب تمہارے آنے سے یہ کام غیر درست ہو گیا اور بند ہو گیا۔ جیسا کہ بھی عرض کیا گیا

۲؎ یعنی ہم چاروں بیٹیوں سے یہ قبول نہ گھبرائی ہمارے گھر کو کوم پر بھول۔ ہی گانا بجاتی رہی۔

۳؎ اس حدیث سے بہت سے وہ مسائل حاصل ہوئے جو ابھی شرح کے ضمن میں عرض کئے گئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَيْ فَانْظُرِيْ فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لِحْيَيَّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ فَقَالَ لِيْ أَمَا شَبِعْتِ أَمَا شَبِعْتِ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لَا لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ

سے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو ایک حبشی بچی ناچ رہی تھی اور بچے اس کے ارد گرد تھے آپ نے فرمایا اے عائشہ آؤ دیکھو تم چنانچہ میں آئی تو میں نے اپنے حنجرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ دیئے تھے میں حضور کے شانہ کندھے کے درمیان سے ادھر دیکھنے لگی مجھ سے فرمایا کیا تم سیر نہیں ہوئیں کیا تم سیر نہیں ہوئیں میں کہنے لگی نہیں تاکہ میں حضور کے نزدیک اپنا مقام دیکھوں تب کہ

کی سلامتی اور تشریف آوری کی خوشی منانا عبادت مستحبہ ہے۔ لہٰذا بعد شفاء شریف معراج شریف وغیرہ کی تاریخوں میں عید منانا خوشیاں کرنا عبادت ہے۔ دف کی آواز جہاں سن سکتی ہے۔ دف بجانا مطلقاً منع نہیں بلکہ لہو و لعب کے لئے ہر قسم منع ہے۔ اچھے اور جائز اشعار گانا اور ان کا سننا منع نہیں۔ حضرت صدیق و عثمان و علی رضی اللہ عنہم پر نظر محبت ہے اور حضرت عمر پر نظر اطاعت لہٰذا ان حضرات کے مراتب جداگانہ ہیں۔

لہ یہ ناچنے والی لونڈی تھی وہ بھی بچی اور اس کا ناچنا دیکھنے والے بھی مدینہ منورہ کے بچے تھے تزفن بنا ہے زفن سے بمعنی پاؤں زمین پر مارنا اس سے مراد ہے ناچنا عموماً بچے ایسی حرکتیں کرتے ہیں یہ ان کا کھیل کود اور مشغل ہوتا ہے

لہ اس وقت ام المومنین بھی نوعمر بچی تھیں آپ کو کھیل دیکھنے کا بہت شوق تھا یہ حضور انور کا اخلاقی کریمانہ ہم کو تعلیم دی کہ گھر والوں سے ایسا برتاؤ کرو اپنی بیوی کے جائز شوق حتی الوسع پورے کرو معلوم ہوا کہ بچوں کا کھیلنا اور انہیں کھیل کھانا بالکل جائز ہے۔ سہ تزفن۔ تنظیر ہے نحی کا یعنی جیسے یہ مستانہ بے تکلفی لی ہے ویسی ہی مستانہ ہے۔ یعنی حضور انور میرے سامنے کھڑے ہو گئے آڑ بن گئے میں نے حضور انور کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی کندھے اور سر مبارک کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھنے لگی ؎

ناز سرداری نہ سہار کیوں نہ فرمائے خدا ناز بردار حق ناں ہیں تم ہی کی ناز ہیں!

آپ کا لقب ہے حضور محبوب رب العالمین رضی اللہ عنہا ہم سب کو فخر ہے کہ ہم اس عفت والی ماں کی اولاد ہیں۔

ہم یعنی میں بہت دیر تک یہ تماشہ دیکھتی رہی اور حضور انور بھی خاطر کھڑے رہے میں اگرچہ تماشہ سے سیر ہو چکی تھی مگر میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ حضور انور کو مجھ سے کتنی محبت ہے اور میری خاطر حضور کب تک یہاں قیام فرما سکیں گے۔

فَانْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلٰى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

اچانک حضرت عمر نمودار ہوئے تو لوگ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان انس کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگ گئے فرماتی ہیں پھر میں لوٹ آئی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی غریب بھی تیسری فصل روایت ہے حضرت انس اور ابن عمر سے کہ جناب عمر نے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی[1] میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم مقام ابراہیم کو جاء نماز بنا لیتے تو یہ آیت

[1] اس بھاگنے کی وجہ ابھی پچھلی حدیث میں عرض کی گئی کہ یہ کام جائز تھا مگر صورۃً کیسل جاتا تھا۔ حضرت عمر کی ہیبت پھر تو ان بڑوں سب کے دلوں میں تھی یہ رعب و ہیبت رب تعالیٰ کا عطیہ تھی۔

[2] یہ شیاطین جو اس وقت بھاگے یہ وہ شیاطین تھے جو انسانوں کے ساتھ رہتے جو بازاروں میں مجلسوں میں رہتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ بازاروں میں مسجدوں میں شیطان۔ بعض مسجدوں کے شیاطین رضوان نماز میں بہکانے کے لئے رہتے ہیں۔ بازاروں میں گناہ کرانے کے لئے اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ بازاروں اور مسجدوں میں جانا حرام ہو یا وہاں کی حاضری شیطانی کام ہو۔ دوسری روایات میں ہے کہ عید کے دن بچے دف سے گا رہے تھے حضرت عمر نے انہیں جھڑکنا چاہا تو حضور انور نے فرمایا عمر آج عید ہے انہیں عید منانے دو۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس کچھ لونڈیاں گا رہی تھیں حضور انور چادر اوڑھے لیٹے تھے جناب صدیق اکبر نے انہیں منع کیا تو چہرہ انور کھول کر فرمایا کہ اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے انہیں خوشی منانے دو بہرحال یہ حدیث بالکل واضح ہے کہ حضرت ام المومنین بھی اس وقت ہنسی تھیں اور دف بجانے والی بھی لونڈی تھی اور دیکھنے والے بھی بچے تھے لہٰذا یہاں یہ بحث کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

[3] سبحان اللہ کیسا پیارا ادب ہے یہ نہ کہا کہ رب نے میری موافقت فرمائی حالانکہ آپ کی رائے پہلے تھی نزول آیات بعد میں اس میں اشارۃً یہ فرمایا کہ رب کا حکم قدیم تھا میری یہ رائے حادث ادب کی انتہا ہے یہاں تین کا ذکر زیادتی کی نفی کے لئے نہیں کل چھ مسئلے آپ کی رائے کے مطابق آئی ہیں دو مرقات: بدر کے قیدیوں کے متعلق آیت منافقوں کا جنازہ نہ پڑھنے کی آیت بھی آپ کی رائے کے مطابق آئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلٰى نِسَآئِكَ الْبَرُّوَالْفَاجِرُ قَلَوْاَمَرْتَهُنَّ يَحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ

جوئی کہ مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔ اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی بیویوں کے پاس اچھے برے لوگ آتے ہیں مناسب ہے کہ آپ انہیں حکم دیتے کہ وہ پردہ کریں تو پردہ کی آیت نازل ہوئی۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں غیرت کھا کر جمع ہوئیں تو میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ اگر وہ تم کو طلاق دیدیں تو ان کا رب

لہ یعنی ہمارا دل چاہتا ہے طواف کے بعد کہ ہم مقام ابراہیم کے سامنے اس طرح پڑھا کریں کہ کعبہ کی طرف نماز ہو مگر سامنے یہ پتھر بھی ہو جس پر جناب خلیل کے قدم پڑے ہیں تاکہ عین نماز میں اس پتھر کا بھی ادب ہوتا رہے تو رب تعالیٰ نے اس دلی چیز کا حکم دیا کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی آج تک طواف کے بعد اس جگہ اسی طرح ادا ہوتے ہیں یہ ہے حضرت عمر فاروق کا احترام تبرکات آپ کا سنگ اسود سے فرمانا کہ اے پتھر تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے نہ نقصان میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے دیکھا ہے اس لئے چومتا ہوں اس کا مفصل شرح سنگ اسود کی توجیہ فرمانا نہیں وہاں مفصل اس کچھ ادھر ہے جو ہم حج کے بیان میں عرض کر چکے ہیں یہ بھی غلط ہے کہ حضرت عمر نے جہت رضوان والا درخت کٹوایا وہ تبرکات کے دشمن نہ تھے آپ تبرکات کا ایسا احترام کرتے تھے جو یہاں مذکور ہے۔ سلہ یعنی ابھی اسلام میں پردہ کا حکم نہیں اسلئے ہر طرح کے آدمی آپ کے دولت خانہ میں آجاتے ہیں حضور کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے آپ اپنی ازواج پاک کو پردہ کا حکم دیں سلہ یہاں اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ عام عورتوں کا پردہ یہ ہے کہ اپنا چہرہ اجنبی کو نہ دیکھنے دیں مگر ازواج پاک کا پردہ یہ تھا کہ بر تقدیر اگر کبھی کسی اجنبی کے سامنے نہ ہوں تاکہ ان کے جسم کا اندازہ بھی کسی کو نہ ہو سکے واشعۃ اللمعات ہاں مرآت میں ہے کہ ایک بار حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور جناب عائشہ صدیقہ ایک پیالہ میں حیس کھا رہے تھے حضرت عمر حاضر ہوئے فرمایا آؤ تم بھی کھاؤ وہ کھانے لگے کہ حضرت عمر کی انگلی حضرت عائشہ کی انگلی سے چھو گئی آپ نے کہا کاش آپ کی بیویوں کو کوئی آنکھ نہ دیکھ سکتی اس پر آیت حجاب نازل ہوئی سلہ اس کا واقعہ یہ ہوا کہ جناب زینب کے پاس شہد تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو شہد بہت مرغوب تھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم روزانہ بعد عصر ان کے پاس تشریف لے جاتے شہد ملاحظہ فرماتے تھے حضرت عائشہ اور حفصہ وغیرہ کو اس سے بہت غیرت ہوئی کہ حضور روزانہ وہاں کیوں جاتے ہیں انہوں نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے روکنے کے لئے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ یہ کہہ دیں کہ حضور انور کے منہ شریف سے مغافیر گوند کی بو آتی ہے ان دونوں بیویوں نے یہی عرض کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

اَنْ وَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ فِيْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۚ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِاَرْبَعٍ بِذِكْرِ الْاُسٰرٰى يَوْمَ بَدْرٍ اَمَرَ بِقَتْلِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

اب تم سے اچھی بیویاں عطا فرمائے تو ایسا ہی نازل ہوئی اور ابن عمر کی روایت میں ہے کہ جناب عمر نے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی مقام ابراہیم میں اور پردہ میں اور بدر کے قیدیوں میں متفق علیہ بخاری و مسلم کی روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ عمر ابن خطاب کو چار باتوں میں لوگوں پر بزرگی عطا ہوئی بدر کے دن قیدیوں کے متعلق سے اپنے ان کے قتل کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر پہلے سے لکھی ہوئی تقدیر نہ ہوتی تو تمہیں اس لیے ہوئے مال میں بڑا عذاب پہنچتا

پر شہد حرام فرما لیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک وہ واقعہ یہاں مذکور ہے اس موقعہ پر حضرت عمر نے یہ فرمایا تھا

۱؎ جو الفاظ حضرت عمر نے ارشاد فرمائے تھے انہیں الفاظ میں آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۲؎ ان مختلف روایتوں میں مختلف باتوں کا ذکر ہے اور سب روایات درست ہیں تقریباً پندرہ باتیں حضرت عمر کی رائے کے مطابق آئی ہیں متفرق روایات میں متفرق چیزوں کا ذکر ہے بدر کے قیدیوں کے متعلق جو واقعہ ہوا ہے وہ تو مشہور ہی ہے۔

۳؎ یعنی حضرت عمر کا مشورہ یہ تھا کہ سارے قیدی اس طرح قتل کئے جائیں کہ ہر مسلمان اپنے عزیز کافر قیدی کو قتل کرے اس طرح کہ یا رسول اللہ ہم نے اپنے چچا عباس کو آپ قتل کریں اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو حضرت صدیق قتل کریں اور اپنے اعزہ اقارب کو ہم قتل کریں یہ لوگ سردار ان کفر ہیں ان کے قتل ہو جانے سے کفر کا زور ٹوٹ جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آخر ہمارے ہی بھائی بھتیجے وغیرہ ہیں ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے اس فدیہ کے مال سے اسلام کو قوت حاصل ہوگی اس سے ہم آئندہ غزوات کے لئے ہتھیار خریدیں گے اور یہ قیدی شاید آئندہ مسلمان ہو جائیں حضور نے اور رائے جناب صدیق اکبر وغیرہ کی مانے کو ترجیح دی اور ان تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ ۴؎ خیال رہے کہ ان خطابات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں رہتے سنن اور حدیث سے یہ بھی اور اخذ تم میں جمع کی ضمیریں ارشاد ہوئی ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ ارادہ الٰہی یہ ہی تھا کہ یہ لوگ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں اور بعد میں سب مسلمان ہو کر اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سارے چھوٹے ہوئے قیدی بعد میں مسلمان ہوئے اور اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں نہ یہ چھوڑنا برا تھا اگر چھوڑنا

وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابَ أَمَرَ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْتَجِبْنَ فَقَالَتْ لَهُ زَيْنَبُ
وَإِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ الْوَحْيُ يَنْزِلُ فِي بُيُوتِنَا فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ
مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ أَيِّدِ
الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ وَبِرِوَايَةٍ فِي أَبِي بَكْرٍ كَانَ أَوَّلَ نَاسٍ بَايَعَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ

حجاب کے پردہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو پردہ کا حکم دیا قرآن سے جناب زینب بولیں سے ابن خطاب کیا تم ہم پر حکم چلاتے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں اترتی ہے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ جب تم ان سے سامان مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کہ الٰہی تو عمر کے ذریعہ اسلام کو قوت دے اور ان کی رائے جناب ابوبکر کے متعلق رائے کی وجہ سے آپ نے لوگوں سے پہلے ان سے بیعت کی احمد روایت ہے حضرت ابوسعید سے

ہوا ہو تا تو یہ آیت پہلے ہی آجاتی اور چھوڑنے سے روک نہ دی ہو کیا ہوا کہ جو چھوڑ دیئے گئے مال وصول کر لیا گیا پھر یہ آیت نازل ہوئی ہے اگر یہ حرام ہوا ہوتا تو یہ لیا ہوا مال حرام ہوتا حلال نہ ہوتا مگر وہ مال تو یہ حلال رہا ہے نے فرمایا کہ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا پھر لطف یہ ہے کہ یہاں تو فدیہ لینے پر بظاہر عتاب ہو رہا ہے مگر آئندہ کے لئے اجازت دی جا رہی ہے کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا کرنا کہ ارشاد ہوا فاما منا بعد واما فداء اس آیت کا منشا ہے کہ تم لوگوں نے اتنا بڑا کام خود اپنے اجتہاد سے کیوں کیا وحی کا انتظار کیوں نہ کیا لہذا اس واقعہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عمر جناب ابوبکر صدیق یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں اور ان قیدیوں کا چھوڑنا گناہ ہو اس کی تحقیق ہماری تفسیر میں اسی آیت کے ماتحت دیکھو حضرت صدیق کی خطا ان سب کی سلامتی جان اور ایمان بکار صحابیت وغیرہ کا ذریعہ بنی اس خطا پر ہماری عمر بھر کی عبادتیں قربان ہوں ۱۲

۱؎ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کچھ تیز طبیعت تھیں اور ابھی پردہ کے احکام آئے نہ تھے حضرت عمر کی رائے تھی کہ پردہ ہو اس پر آپ ناراض ہوئیں ۲؎ حضرت عمر کے تائید مسلمانوں پر بڑے ہی احسانات ہیں ہم کو پردہ کی نعمت بھی قرآن سرکار کے صدقہ سے رمضان کی راتوں میں بیویوں کے پاس جانے کی اجازت بھی قرآن کے طفیل نماز تراویح کی باقاعدہ دائمی جماعت بھی قرآن کے کرم سے اور آج تراویح کے ذریعہ حفظ قرآن بلکہ حفاظت قرآن سب اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے ان سرکار کو جزائے خیر دے ۔

۳؎ خیال رہے کہ دنیا میں ہمارا انتخاب بہت ہی اعلیٰ و افضل ہوتے جناب آسیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا کریما انہیں پرورش کرو عسیٰ ان ینفعنا او نتخذہ ولدا حضرت یوسف علیہ السلام کا انتخاب کیا کہ اپنے والد سے کہا یا ابت استاجرہ ابا جان انہیں اپنے کام کے لئے رکھ لیجئے نے یوسف علیہ السلام کا انتخاب کیا انہیں خرید کر اپنے گھر کے لئے حضرت عمر نے جناب صدیق کا انتخاب کیا خلافت کے لئے اس آخری انتخاب کا فائدہ دنیا جہنم اٹھائے گی ۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِيْ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَرٰى ذٰلِكَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ۔ وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ سَاَلَنِيْ ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَاْنِهٖ يَعْنِيْ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِيْنِ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص میری امت میں جنت کے بڑے درجہ والا ہے ۱؎ ابوسعید نے فرمایا اللہ کی قسم یہ شخص حضرت عمر ابن خطاب ہی کو سمجھے رہے حتیٰ کہ وہ اپنی راہ چلے گئے (ابن ماجہ) روایت ہے اسلم سے ۲؎ فرماتے ہیں مجھ سے ابن عمر نے ان کے یعنی حضرت عمر کے بعض حالات پوچھے ۳؎ میں نے انہیں خبر دی تو فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے حضرت عمر سا کوئی زیادہ کوشش والا زیادہ سخی نہیں دیکھا

۱؎ اس فرمان عالی کے بہت مطلب بیان کئے گئے قوی یہ ہے کہ ذاک الرجل سے اشارہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرف ہے کیونکہ حضور انور نے اس سے پہلے دجال کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ ایک شخص اس سے کہے گا کہ تو کافر ہے تو وہی ہے جس کی خبر ہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ دجال ان بزرگ کو آرے سے چیرا کر دو ٹکڑے کر دے گا پھر زندہ کرے گا وہ زندہ ہو کر فرمائیں گے کہ اب تو مجھے تیرے کافر ہونے کا اور بھی زیادہ یقین ہو گیا اس کے بعد حضور انور نے یہ فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں بڑے درجہ والا ہے یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سب سے افضل ہوگا درجات ہے یعنی ہمارا خیال یہ تھا کہ دجال سے مقابلہ کرنے والے صاحب حضرت عیسیٰ ہوں گے آپ کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور آپ اس کا مقابلہ کریں گے مگر جب آپ تشریف کر دے گئے تب ہم سمجھے کہ کوئی اور صاحب ہیں لہٰذا حدیث واضح ہے اس پر یہ اعتراض نہیں کر سکتا حضرت عمر جناب صدیق اکبر سے بھی بڑے درجے والے ہیں درجات اس حدیث کے اور مطلب بھی بیان کئے گئے ہیں مگر یہ مطلب سب سے آسان بھی ہے واضح بھی اور قوی بھی۔

۲؎ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ کی کنیت ابو خالد ہے حبشی تھے مسلمان ہیں آپ کو حضرت عمر نے خریدا تھا آپ تابعی ہیں اور آپ کے بیٹے کا نام زید ابن اسلم ہے آپ نے مروان ابن حکم کی حکومت میں وفات پائی ایک سو چودہ سال عمر ہوئی (مرقات) ایک اسلم اور بھی ہیں جن کی کنیت ابو رافع ہے وہ صحابی ہیں یہاں مراد نہیں ۳؎ چونکہ جناب اسلم حضرت عمر کے غلام اور خاص خادم تھے آپ کے ملابس اور خفیہ حالات سے مطلع تھے اس لئے حضرت عبداللہ ابن عمر گو صاحبزادے ہیں مگر آپ کے خفیہ حالات خادم خاص سے پوچھ رہے ہیں یعنی حضرت

حَتّٰی انْتَهٰی رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ یَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ کَأَنَّهُ یَجْزَعُهُ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا کُلَّ ذٰلِکَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَکَ وَهُوَ عَنْکَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَکْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَکَ وَهُوَ عَنْکَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِیْنَ ،

حتیٰ کہ وفات پائی (بخاری) روایت ہے مسور ابن مخرمہ سے کہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو نیزہ مارا گیا کہ آپ غم کرنے لگے ان سے ابن عباس نے تسکین دیتے ہوئے عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ ان تمام کی پرواہ نہ کریں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تو ان کی رفاقت خوب نبھائی پھر وہ آپ سے جدا ہوئے وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ رہے تو ان کی رفاقت خوب نبھائی وہ آپ سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ

عبداللہ ابن عمر نے مجھ سے فرمایا کہ میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وہ خصوصی عجیب حالات بیان کرو جن کی صرف تم کو خبر ہو گی اور کسی کو خبر نہیں ہے۔

۱؎ یعنی حضور انور کی وفات کے بعد خلافت فاروقی میں آپ سے بڑھ کر کون اسلام کی راہ میں جفاکشی راہ خدا میں زیادہ تکلیف کسی نے نہ دیکھا و اٹھائی (المرقات) اس صورت میں حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو آپ سے بڑھ کر سخی اور بہادر تھے یا یوں کہو کہ یہ حضرت عمر کی خصوصی فضیلت ہے آپ کی مثل مشقت و محنت اللہ کی راہ میں ناقابل کسی نے نہ کی ہو گی۔

۲؎ آپ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کے چچا تھے بعض بیعت کہ عمر سوا ان ہی حضور انور کی ہجرت کے دو سال بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ذی الحجہ ۱۰ھ ہجری میں مدینہ منورہ لائے گئے حضور انور کی زیارت کی آپ کی آٹھ سال کی عمر تھی جب حضور انور کی وفات شریف واقع ہوئی بڑے فقیہ عابد زاہد تھے۔ ۳؎ حضرت عمر کو مغیرہ ابن شعبہ کے غلام ابولؤلؤ نے مدینہ منورہ میں چھبیس ذی الحجہ ۲۳ھ تیئیس ہجری کو بدھ کے دن نیزہ مارا آپ بھی بہت ہی بہادر تھے کی عادت میں بیت ہی کم غم فرماتے تھے ۴؎ جزع باب تفعل کا مصدر ہے دریدن۔ باب ضرب مادہ کے لئے ہے جزع بھی گھبراہٹ اور تجزعہ بھی گھبراہٹ دور کرنا یعنی تسلی دینا۔

۵؎ کل ذالک سے پہلے ایک فعل لا ینال پوشیدہ ہے یعنی آپ ان تکالیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑے کرم سے نوازا ہے جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ
قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَتِهٖ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ
فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مَنَّ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ
وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مَنَّ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى مِنْ

مسلمانوں کے ساتھ رہے ان کا ساتھ خوب نبھایا ہے اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس طرح جدا ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی ہوں گے آپ نے فرمایا یہ جو تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کا اور آپ کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے لیکن جو تم نے حضرت ابوبکر کی صحبت اور ان کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ بھی مجھ پر اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے لیکن میری گھبراہٹ

سلہ یعنی تین قسمیں تو آپ کر چکے اب کچھ اور ہے حضور انور کی صحبت اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا آپ سے راضی ہونا پھر حضرت ابوبکر کی صحبت و رفاقت کہ آپ ان کے وزیر یا تدبیر رہے اور ان جناب کا آپ سے خوش رہنا پھر خلافت اسلامیہ اور اس میں آپ کا عدل و انصاف فرمانا مسلمانوں کا آپ سے راضی رہنا۔

سلہ یعنی اگر اس قاتلانہ حملے سے آپ کی وفات ہو گئی تو مسلمان اللہ شہادت دے دیں گے مدینہ منورہ کی زمین میں دفن کی حالت میں مسجد نبوی شریف میں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مصلے شریف پر یہ خوبیاں آپ کے سوا کسی کو میسر نہ ہوئیں گی پھر مسلمانوں کا آپ سے راضی ہونا معلوم ہوا کہ بزرگوں کا راضی رہنا بھی اللہ کی نعمت ہے اور مسلمانوں کا خوش رہنا بھی اللہ کی رحمت یہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی سلہ یعنی حضور انور کی صحبت حضور کا مجھ سے راضی رہنا یہ میری کسی خوبی نہیں ہے یہ خاص عطا خدا ذوالجلال ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست ... تانہ بخشد خدا ۔ بخشندہ !

صحابی رسول اللہ بنانا وہ سعادت ہے کہ اس کے مقابل کوئی سعادت نہیں بنی تمام جہان کے ولی غوث قطب صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے۔ سلہ یعنی حضور انور کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کی صحبت اور ان کا مجھ سے راضی ہونا یہ بھی اللہ کی نعمت ہے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی صحبت اللہ کی رحمت ہے ؎

آدمی سے آدمی بھلی اور آدمی سے بھی آدھ ... بھینگا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹ اپراد

یعنی اللہ کے مقبول بندوں کی صحبت ایک بلکہ آدھی گھڑی کی بھی مبارک ہے اس کی صحبت کئی جنم کے جہاز توڑ دیتی ہے حضرت فرید کی ملہ اسے فرماتے ہیں ؎

اٹھ جاگ فریدا سبھیاں ونجن جا ... مت کوئی نخشیا ل پوے کر تو بھی نخشیا جا

ان سب کی اصل یہ حدیث شریف ہے :

جَزِعَ فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَمِنْ أَجْلِ أَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

تم دیکھ رہے ہو وہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے خدا کی قسم اگر میرے پاس زمین بھر کر سونا ہو تو میں عذاب الٰہی سے فدیہ دے دوں اسے دیکھنے سے پہلے ۱۲ (بخاری)

۱ھ یعنی میری یہ گھبراہٹ اپنی تکالیف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس خیال سے ہے کہ میرے بعد مسلمانوں کا خصوصاً آپ اہل بیت لوگوں کا کیا بنے گا میں بڑے بڑے فتنوں کے سامنے سینہ سپر اور بند دروازہ ہوں میری شہادت کے بعد مسلمانوں میں بڑے بڑے فتنے ہوں گے جیسے کہ حدیث شریف میں ہے۔ چنانچہ شہادت عثمان جو مسلمانوں میں تلوار چلنے کا مبدا بنی وہ آپ کے بعد ہی واقع ہوئی۔ **۲ھ** یہ ہے خوف الٰہی کی انتہا جو کمال ایمان کی دلیل ہے حضرت عمر وہ ہستی ہیں کہ ان کے طفیل لاکھ بخشے جائیں گے مگر خود اپنی حالت کا یہ حال ہے یہاں مرقات نے حضرت عمر فاروق کی چند کرامات کا ذکر فرمایا۔

کرامات عمر فاروق!

۱ھ جمعہ کے دن حضرت عمر خطبہ پڑھ رہے ہیں کہ پکارا اے ساریہ پہاڑ کو۔ دو یا تین بار فرمایا لوگوں نے بعد خطبہ پوچھا کہ اے امیر المومنین ساریہ تو نہاوند میں جہاد کر رہے ہیں آپ انہیں یہاں سے کیسے پکار رہے ہیں آپ نے فرمایا میں نے ان سب کو جہاد کرتے دیکھا دشمن پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا تھا میں نے انہیں اطلاع دے دی۔ چند عرصہ بعد ساریہ آئے انہوں نے کہا کہ ہم کو حضرت عمر کی آواز نے شکست سے بچایا۔

۲ھ جب حضرت عمرو ابن عاص نے مصر فتح فرمایا تو وہاں دیکھا کہ ہر سال دریائے نیل میں ایک کنواری لڑکی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے۔ آپ نے یہ رواج روک دیا دریائے نیل سوکھ گیا آپ نے حضرت عمر کو مدینہ منورہ خط لکھا حضرت عمر نے دریائے نیل کے نام خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ اے دریا اگر تو خدا کے حکم سے بہتا ہے تو ہم خدا کے حکم سے جاری ہوجا اور حکم دیا کہ میرا یہ خط دریا نیل میں ڈال دیا جاوے ڈالا گیا تو دریا قیامت تک کے لئے جاری ہوگیا۔ **۳ھ** ابو مسلم خولانی کو اسود ابن عنسی نے کہا کہ تو مجھے نبی مان لے انہوں نے انکار کیا اس نے آگ جلوا کر ابو مسلم کو اس میں ڈلوا دیا آگ ان پر ٹھنڈی ہوگئی اس نے انہیں اپنے شہر سے نکلوا دیا اور مدینہ منورہ حضرت عمر کے پاس آئے آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگا کر کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو آگ سے بچا لیا اور سیف غسانی نسیب کی ساہ مکہ کسی نے حضرت عمر کو یہ خبر دی تھی۔ کہا کیا تم عبداللہ ابن ابوربیعہ نہیں ہو جو عرض کیا ہاں **۴ھ** حضرت عمر ایک رات مدینہ کی گلیوں میں گشت لگا رہے تھے پہرہ دے رہے تھے

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ؛ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا پہلی فصل

کہ ایک گھر سے ایک بوڑھی عورت کی آواز آئی جو اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ دودھ میں پانی ملا دے لڑکی بولی اماں یہ حضرت عمر نے منع فرمایا ہے بوڑھی بولی کہ عمر ہم کو نہیں دیکھ رہے ہیں لڑکی بولی کہ عمر کا رب دیکھ رہا ہے آپ نے صبح کو اپنے بیٹے عاصم سے کہا کہ تم فلاں گھر جاؤ اس لڑکی سے شادی کر لو تم کو اس کے پیٹ سے نہایت ہی صالح روح ملے گی عاصم ابن عمر نے اس سے نکاح کیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی نام اس کا ام عاصم بن عمر سے عبدالعزیز ابن مروان نے نکاح کیا جس کے شکم سے عمر ابن عبدالعزیز پیدا ہوئے۔

۵ عمر نے ایک بدوی کو پہاڑ سے اترتے ہوئے دیکھ فرمایا کہ غالباً اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے اور اس نے اس کے مرثیہ میں سات شعر بھی کہے ہیں اگر تم کہو تو میں اس کے اشعار سنا دوں اتنے میں وہ بدوی آ نکلا آپ نے پوچھا تو کہاں سے آ رہا ہے بولا اس پہاڑ کی چوٹی پر امانت رکھ کر آیا ہوں پوچھا کیا امانت ہے بولا اپنا بیٹا دفن کر کے آیا ہوں فرمایا اپنے مرثیہ کے سات شعر سنا جو تو نے کہے ہیں وہ بولا اے امیر المومنین وہ شعر تو میں نے ابھی دل میں سوچے ہیں آپ کو کیسے پتہ لگا پھر اس نے سات شعر سنا دیئے وہ اشعار یہاں مرقات نے نقل کئے جن کا پہلا شعر یہ ہے۔

یا غائبا من نجوب من سفیر عاجلہ بعلے موتہ علی صغرہ (مرقات)

۶ ایک عورت کا تیل زمین پر گر گیا وہ کھڑی رو رہی تھی زمین تیل چوس چکی تھی وہاں سے حضرت عمر گذرے وجہ رونے کی پوچھی اور کوڑا لے کر زمین کو مارنے لگے کہ اے زمین کیا میرے دور خلافت میں تو نے اس کا تیل غصب کیا واپس اوگل زمین نے نہیں واپس اوگلا عورت نے برتن میں نچوڑ دیا۔

۷ حضرت علی نے خلافت فاروقی میں خواب دیکھا کہ سری آسمان سے کھل کر فجر کا وقت تنگ ہو گیا مسجد نبوی میں پہنچا تو حضور انور کو محراب میں نہ پایا فرمایا کل نماز پڑھ کر واپس ہو گئے تھے پھر واپس ہوئے تو دیکھا اس محراب میں حضور انور کے آگے کھجور دن کا طباق رکھا ہے حضور انور نے ایک کھجور مجھے عطا کی یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی واقعی نماز کا وقت ہو گیا تھا دوڑے ہوئے مسجد نبوی شریف میں گئے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق محراب میں بیٹھے ہیں دیکھ کر فرمایا علی جلدی نماز پڑھو وقت جا رہا ہے تو نماز پڑھی واپس آ کر دیکھا کہ حضرت عمر کے سامنے کھجوروں کا طباق رکھا ہے آپ نے حضرت علی کو ایک کھجور دی آپ نے کہا کہ ابھی حضور نے ایک کھجور دی تھی مجھ سے دوسری کھجوری مانگتے ہو یہ آخری روایات دوسری کتب سے حاصل کی گئیں۔ ۱۲ یعنی اس باب میں صرف دو احادیث مذکور ہوئیں جن میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں کے فضائل کا بیان ہے اگرچہ یہ دونوں حضرات یکجا ہی رہتے تھے کہ دونوں حضور انور کے وزیر مشیر صاحب راز مقرب بارگاہ حضور کے ساتھی تھے یہ دونوں قبر میں بھی حضور کے ساتھ رہے (اشعہ)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَسُوْقُ بَقَرَةً اِذَا عَیِیَ فَرَکِبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرَاثَةِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَکَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْ بَکْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَقَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ فِیْ غَنَمٍ لَهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰی شَاةٍ مِنْهَا فَاَخَذَهَا فَاَدْرَکَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَهَا یَوْمَ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا کہ ایک شخص گائے لیے جا رہا تھا کہ تھک گیا تو اس پر سوار ہو گیا وہ بولی کہ ہم اس کام کے لیے نہیں پیدا کیے گئے ہم زمین کی کھیتی کے لیے پیدا کیے گئے لوگ بولے سبحان اللہ گائے بولتی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر میں اور ابوبکر و عمر ایمان لائے حالانکہ وہ دونوں وہاں نہ تھے اور فرمایا کہ ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا کہ ایک بھیڑیا ایک بکری پر جھپٹا اور اسے لے گیا اس شخص نے بھیڑیے سے چھڑا لیا تو بھیڑیے نے کہا کہ درندوں کا

۱؎ یہ واقعہ گزشتہ زمانہ کا ہے شاید کسی اسرائیلی کا واقعہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ بیل کی جگہ پر سوار ہونا اس پر بوجھ لادنا جائز نہیں اسے کھیتی میں ہی استعمال کرنا چاہیے کیونکہ حضور انور نے یہ واقعہ بغیر تردید نقل فرمایا اور مرقات (شرح) جانوروں کو مرد و عورتوں میں بھی استعمال کرنا جائز ہے۔

۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کے ان دونوں حضرات کے ایمان پر بہت ناز فرمایا کہ جس چیز کو ہم نہیں فرماتے اس کو یہ دونوں حضرات ضرور مان لیں گے بغیر تردد اور بغیر پیر پیر کیے جانور کا انسان سے کلام کرنا عقل سے دور ہے مگر میری تصدیق کی وجہ سے وہ دونوں حضرات اس کے ایمان کا سبب ذخیرہ ہوں یہ ہیں ان بزرگوں کی عظمت ہے حضور کا ہاتھ شریف حضرت عثمان کا ہاتھ بنا۔ بیعۃ الرضوان میں اور آج حضور انور کا دل و دماغ اور حضور انور کی زبان شریف حضرت ابوبکر و عمر کے دل و دماغ و زبان بنے ہوئے ہے ان بزرگوں کی شان۔

۳؎ یوم السبع یا قرب سے ہے یعنی درندوں والا دن اس سے کون سا دن مراد ہے اس میں بہت گفتگو ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد قرب قیامت وہ جنگ عظیم ہے جب کہ لوگ جنگ کی وجہ سے اپنے جانوروں سے غافل ہو جائیں گے اور بھیڑیے ان کی بکریاں گائے خوب کھائیں گے بعض نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا ایک میلہ ہوتا تھا جس میں لوگ شرکت کرنے کے لئے اپنے گاؤں خالی کر جاتے تھے ان کے پیچھے درندے ان کے جانور آزادی سے کھاتے تھے بعض نے فرمایا کہ یہ یوم السبع ہے ہی سے بعض عہد وسیط تب بھی مطلب یہ ہی ہوگا۔ فقیر کے

الثَّبْتُ لَا مَرَاءَ لَهَا غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَوَمِنُ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ

نوں محافظ ہوگا جس دن میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا تو لوگ کہنے سبحان اللہ بھیڑیا بول رہا ہے حضور نے فرمایا کہ اس پر میں ایمان لایا اور ابوبکر اور عمر حالانکہ وہ دونوں وہاں نہ تھے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ میں ایک قوم میں کھڑا ہوا تھا کہ لوگوں نے جناب عمر کے لیے دعائیں کیں جبکہ وہ اپنے تختے پر رکھے گئے تھے کہ اچانک ایک شخص میرے پیچھے رکھے کہ ایک شخص میرے پیچھے سے جس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی تھی کہتا ہوا سنا کہ امید کرتا ہوں کہ اللہ تم کو اپنے دوساتھیوں

نزدیک۔ یہ دونوں مطلب قوی نہیں کیوں کہ یہاں قرینہ ہے کہ اس دن بھیڑیئے کے سوا کوئی عالم نہ ہوگا۔ جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ بھیڑیئے بکریوں کی حفاظت کریں گے شکار مراد لینا بعید لہذا غالباً اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہے جب شیر اور بھیڑیا ایک گھاٹ پر پانی پئیں گے اس دن بھیڑیئے گویا بکریوں کے چرواہے ہو جائیں گے۔

۱؎ اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ اس واقعہ کو میں جانتا ہوں اور حضرت ابوبکر و عمر کی طرف سے اس پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ واقعہ درست ہے۔ جو مجھے بذریعہ وحی یا کشف معلوم ہوا جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۲؎ یعنی شہادت کے بعد آپ کو غسل دینے کے لئے تختہ پر رکھا گیا چونکہ آپ کی شہادت قطعی نہ تھی کہ آپ زخم کھا کر کئی دن زندہ رہے اس لئے آپ کو غسل دیا گیا شہید قطعی کو غسل دیا جاوے نہ کفن شہید قطعی میں ایک قید یہ ہے کہ زخم کھاتے ہی وفات ہو جاوے دیر نہ لگے۔

۳؎ حضرت علی کا یہ خطاب حضرت عمر کی نعش مبارک سے تھا ان سے کہہ رہے تھے کہ اللہ تم پر رحمت کرے خیال رہے کہ اللہ کی رحمت گنہگاروں پر مغفرت کی ہے نیک کاروں پر کرم نوازی کی حضرات صحابہ پر قرب خصوصی کی یہاں خاص رحمت مراد ہے اللہ کی رحمت کے سب حاجت مند ہیں مگر جیسا احتیاج ویسی اس کی رحمت اس سے معلوم ہوا بزرگان دین بعد وفات سنتے ہیں ان سے خطاب

صَاحِبَيْكَ لَأَنِّي كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝ الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ عِلِّيِّينَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ

کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے بہت سنا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر وہاں تھے اور میں نے اور ابوبکر و عمر نے یہ کیا اور میں اور ابوبکر و عمر چلے اور میں ابوبکر و عمر داخل ہوئے اور میں ابوبکر و عمر نکلے تو میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ علی ابن ابی طالب تھے (بخاری مسلم) دوسری فصل روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگ علیین والوں کو دیکھیں اور دکھائیں گے جیسے تم کنارہ آسمان میں چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو اور ابوبکر و عمر

کلام درست ہے۔ ۱؎ یعنی حضور انور نے تم دونوں کے نام اپنے نام سے ملائے تمہارے کام اپنے متصل رکھے نام و کام کے متصل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام بھی متصل ہی نام و کام بتہ دیتے ہیں مقام کا اور اللہ تعالیٰ نے حضور کے نام و کام کو اپنے نام سے متصل کیا ہے تو آپ کو رب سے بھی بہت قریب ہے۔ ۲؎ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اکثر حضرت عمر کی بہت تعریف کرتے تھے حتی کہ فرماتے تھے کہ اب زمین پر ایسا شخص نہ رہا کہ جس کے اعمال کی میں تمنا کروں اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ میں رب تعالیٰ سے حضرت عمر کے سے نیک اعمال لے کر لوٹوں۔

۳؎ علیین ایک دفتر کا نام بھی ہے اور جنت کے اعلیٰ درجہ کا نام بھی قرآن مجید میں دفتر کو علیون فرمایا گیا وما ادرٰک ما علیون کتاب مرقوم، یہاں جنت کے اعلیٰ درجہ کو جیسے کہ دفتر کا نام بھی ہے جیسے کہ دونوں جہانوں کے نام تعریف ہیں اور دوزخ کے سب سے نیچے حصہ کا نام بھی۔ یعنی علیین جنت کے درجوں سے ایسا اونچا ہے جیسا آسمان زمین سے اونچا اور علیین والے دوسرے جنتیوں کو ایسے نظر آئیں گے جیسے زمین والوں کو تارے نظر آتے ہیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے دیکھنے والے ہیں حضرت صدیق و حضرت عمر۔

وَعَنْهُمْ وَالنَّعْمَانُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى نَحْوَهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ ۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ

انہیں میں سے ہیں اور یہ دونوں بہت اچھے ہیں (شرح سنہ اور ابوداؤد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ نے اس کی مثل روایت کی) اور روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر و عمر جنتی ادھیڑوں کے اگلے پچھلوں کے سردار ہیں (۱) سوا نبیوں اور رسولوں کے اور مرسلین کے (۲) (ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے روایت کی اور روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا کہ تم میری بقاء

(۱) یعنی حضرت ابوبکر و عمر سارے جنتیوں والوں سے افضل ہوں گے جب جنت کے پچھلے درجوں میں جھانکیں گے تو ان بلندیوں میں ایسی چاندنی پھیل جاوے گی جیسے زمین پر چودھویں رات کے چاند سے پھیل جاتی ہے۔ ان کی شان افضلانہ شان دیکھیں گے (۲) جوانی اور بڑھاپے کے درمیانی زمانہ کو کہتے ہیں یعنی تیس سال کے بعد سے پچاس سال تک عمر طلب یہ ہے کہ دنیا میں جو لوگ اس عمر میں فوت ہوئے اور وہ تھے جنتی ان سب کے سردار یہ دونوں ہیں اور جنت میں سب سے چھوٹی عمر ان تیس سالہ جوانوں کی ہوگی بوڑھا یا بڑی عمر کا نہ ہوگا۔ عمر میں اٹھارہ سال کا ہوگا ہمیشہ یہ جوانی رہے گی کبھی ان میں رات جیسے سال تیس گزرے جیسے (الم تر الی قولہ ولم حلائک) بعد بلوغ انسان قیم نہیں رہتا۔ (۳) یعنی تمام نبیوں مرسلین چاروں میں اکثر رسول اور چھ عزم میں داخل ہوئے جنہیں شریعتیں کے صدہا سال تک کا دور ہوگا۔ یہ حضرات ان اور جنتیوں سے افضل ہیں جو ان کے کچھ نہ کچھ غلامی کی نسبت رکھتے ہیں کوئی غیر صحابی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا جیسے کوئی غیر صحابی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور جب یہ دونوں حضرات جنتی ادھیڑوں سے افضل ہوئے تو جنتی جوانوں بچوں سے بھی افضل ہوئے۔ مرزا جان۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے (ھما سیدا کھول اھل الجنۃ وشبانھما بعد النبیین والمرسلین) ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نے حضرت علی سے فرمایا کہ ابوبکر و عمر جنتی جوانوں بوڑھوں سے افضل ہیں کہ تم انہیں بشارت دو۔ چنانچہ حضرت علی نے ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں جا کر یہ حدیث بیان فرمائی۔ (۴) ان حضرات کو یہ سرداری حضرات حسنین کریمین کی سرداری کے منافی نہیں کیونکہ دونوں سرداریوں کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ صلاح کا اعلیٰ درجہ کا ہونا بھی ہوتا ہے اور یہ بھی مگر دونوں الگ الگ نوعیتوں سے۔

فِيكُمْ فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ
أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ يَرْفَعْ
أَحَدٌ رَأْسَهُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ أَحَدُهُمَا
عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ وَهُوَ آخِذٌ بِأَيْدِيهِمَا فَقَالَ هٰكَذَا

کہتا ہے کہ تو میرے بعد والوں کی پیروی کر (یعنی) ابوبکر و عمر کی (ترمذی) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تو سوائے ابوبکر و عمر کے کوئی اپنا سر نہ اٹھاتا تھا یہ دونوں حضرات حضور کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور حضور انہیں دیکھ کر مسکراتے تھے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر و عمر بھی ان دونوں میں سے ایک صاحب آپ کے داہنی طرف تھے دوسرے بائیں طرف حضور ان دونوں کے ہاتھ پکڑے تھے تو فرمایا

لہ لفظ اللہ تعالیٰ حضور کا نام لینے کے لیے نہیں ہے بلکہ لوگوں کی اطلاع نہ دینے کے لئے ہے اور حضور انور کو بھی وفات کی بھی خبر تھی اور دوسروں کی وفات کی بھی اس لیے حضور نے حج کی فرضیت کے سال حج نہ کیا نکلے سال کیا کہ آپ کو خبر تھی کہ اس سال ہماری وفات نہیں۔ الغرض یہ ہے کہ حج فرض ہوتے ہی حج کرے۔ حضرت صدیقہ بیمار ہوئے ان سے فرمایا کہ ہم الحمد بیماری سے مریں گے نہیں خیال رہے کہ روایت عقل سے جانچ کر کہتے ہیں علم اس سے عام ہے اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں حصہ اول میں ہے دیکھو حضور نے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا کہ میری وفات کی خبر دی ہے میں ایک دن پہلے بتا دیا کہ کل یہاں فلاں کافر مرے گا یہاں فلاں۔ عقل علم تلاش جاتے ہیں کشفی علوم اکثر چھپائے جاتے ہیں لہ احمد میں ان بزرگوں کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد یہ حضرات خلیفہ ہوں گے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت بلافصل قرآن کریم سے بھی مذکور ہے ستدعون الی قوم اولی باس شدید اس آیت میں جنگ یمامہ کا ذکر ہے جو خلافت صدیقی میں ہوئی دیکھو ہماری کتاب ہیر جاوید یا ایک نظر لہ حضور کی مجلس اقدس میں سب لوگ نیچے سر رکھ کر نگاہ کرتے خاموش بیٹھتے تھے جیسے پرندوں کا سکوت بالکل خاموش مکمل سے عبادت یہ تھا اس بارگاہ کا ادب لہ پیارے سے کو دیکھ کر خوشی سے مسکرانا ہے یہاں وہ رنگ تھا اور صحابہ میں یہ ظاہر ہے یہاں محبوبیت کا جلوہ گری تھی یہ راقم صاحب اسرار محمدیہ مدظلہ العالی میں بہت یاد یاب تھے ۔

نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَطَّابٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا ۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ

یہ قیامت کے دن ایسے ہی اٹھائے جائیں گے ۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن خطب سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر و عمر کو دیکھا تو فرمایا یہ کان اور آنکھیں ہیں ۲؎ (ترمذی، مرسلا) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی نبی مگر اس طرح کہ ان کے

۱؎ سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جسے قیامت میں حضور انور کا قرب نصیب ہو جاوے سو آج حضور انور کے ہاتھ میں ہاتھ دے لے۔ بارگاہ الٰہی میں بھی ہو اس کے سفارشی کیا کہنا اس حدیث میں پیغمبر کا بھی بتوسط دیا گیا ہے شعر

ہیں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو — کہ محشر میں ہیں جا بجا تھامنے والے

اس کرامت سے بھی بعد نبی ساری مخلوق میں سب سے بڑے خوش نصیب یہ دونوں حضرات ہیں جنہیں حضور انور نے دنیا میں قبروں میں بھی ایسا قرب نصیب ہے۔ ۲؎ اس فرمان عالی پر جائز جیسی ہو سکتی ہیں مذہب دونوں صحابیوں کی کان و آنکھیں ہیں کہ جیسے انسان غیر کان و آنکھ سے کچھ نہ دیکھ سکے کہ جس طرح ایسے ہی مسلمان ان بغیر کان و آنکھ کے نہ قرآن و حدیث یا اللہ و رسول کی بات سن سکے نہ ان پر عمل کر سکے یہ دونوں دین اسلام کی آنکھیں اللہ کان ہیں کہ جیسے جسم کی آنکھیں کانوں سے بڑی ہے ویسے ہی دین کی آنکھیں ان بزرگوں سے ہے قرآن و حدیث ان کے ذریعہ سے سمجھو ۳ یہ دونوں میرے کان و آنکھ ہیں جیسے ہر شخص کو اپنے آنکھ کان بڑے پیارے ہوتے ہیں کہ ان دونوں کی ہر طرح حفاظت کرتا ہے ایسے ہی یہ دونوں میرے پیارے وزیر ہیں مجھے بڑے محبوب ہیں۔ اہل وزیر بادشاہ کی آنکھ کان ہوتے ہیں اس معنی کی تشریح اہل سعادت میں آ رہی ہے ۴ یہ دونوں سراپا آنکھ و کان ہیں جیسے آنکھ دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی، کان سننے سے سیر نہیں ہوتے ایسے ہی یہ دونوں مجھے دیکھنے سے سیر نہیں ہوتے کبھی میسر نہیں ہوتے لمحات مرقات، اشعہ ان کا عقیدہ تو یہ ہے شعر

تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا — حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں

یہ اصل نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا — تصور تیرے رہنا ظرافت اس کو کہتے ہیں

ان دونوں سے دیکھا تو حضور کو اور سنی تو حضور کی بروز جسم ہیں جن کی جان حضور ہیں۔ رضی اللہ عنہما آنکھیں و کان سارے اصحاب سے افضل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وجعل لکم السمع والابصار الیوں ہی سارے اہل اسلام میں یہ دونوں افضل ہیں کہ ان افضل

وَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَأَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے سو اگر ہمارے آسمانی دو وزیر جبریل ؑ اور میکائیل ہیں سو اور ہمارے زمین والوں میں سے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں سو (ترمذی) سو روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا سو کہ آسمان سے ایک ترازو

ہیں اگرچہ سند کے بیرحکم حاصل کیا جاسکتا ہے، مگر ان کے بغیر نہیں اس لیے کہ ان کا ذکر پہلے فرمایا اگلی کا بعد میں۔ مرقات۔

سو وزیر جو بادشاہ کی سلطنت کا بوجھ اٹھائے اس سے اچھے مشورے دے۔ اس کا صاحب رائے جو بوجھ نقل جانے سے وزر یعنی بوجھ سے مشتق ہوا ہے وزیر یعنی بوجھ سے مشتق ہوا ہے وزیر یعنی بوجھ سے مشتق ہوا ہے وزی

قَوْمِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَكْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَوُزِنَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيْزَانُ فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ فَسَاءَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ

اتری تو آپ اور ابوبکر تولے گئے آپ بڑھ گئے ۱۲ اور حضرت ابوبکر و عمر تولے گئے تو ابوبکر بڑھ گئے اور تولے گئے عمر و عثمان تو عمر بڑھے ۱۳ پھر ترازو اٹھائی گئی ۱۴ اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے یعنی یہ خواب حضور کو گراں گزری ۱۵ پھر فرمایا کہ یہ نبوت کی خلافتیں ہیں۔

بکر کی کاپی تھیں۔ اسلام میں سب سے پہلا نشان حضرات صحابہ کی خواب حضور کی تائید سے جاری ہوئی۔ خیال رہے کہ بکر کنویں کی مگرمچھ یا مچھلی کو کہتے ہیں آپ غزوہ طائف میں مسلمان ہوئے اور اپنے کو طائف کے قلعہ سے مسلمانوں کے لشکر میں اس طرح پہنچایا کہ اپنے کو ایک کنویں کی چرخی پر لٹکا دیا اور دشمنوں کے ہوتے مسلمانوں کے لشکر تک پہنچ گئے۔ لہذا ابوبکر کہلائے یعنی چرخی والے ہوئے۔

۱۲ یعنی آسمان سے ایک میزان اتری جس میں آپ کے ساتھ حضرت صدیق کو اس طرح تولا گیا کہ ایک پلڑے پر آپ تھے اور دوسرے میں حضرت صدیق آپ کا پلڑا اونچا ہو گیا۔ حضرت صدیق اونچے رہے یعنی آپ افضل ہیں حضرت صدیق سے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث ان حدیثوں کے خلاف نہیں جن میں حضرت عمر کو افضل فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ خواب ہے اور خواب کا مطلب واضح نہیں ہوتا بلکہ تعبیر کا محتاج ہوتا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ تمہارے پر کچھ پڑھتا ہے۔

۱۳ یہ وزن ہونا ان بزرگوں کے درجات کی فضیلت کا نہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق جناب عمر سے افضل اور حضرت عمر حضرت عثمان سے افضل۔

۱۴ خیال رہے کہ ان تینوں خلفاء کی خلافت راشدہ بھی ہے اور ان کی خلافتوں پر امت کا پورا اجماع بھی ہوا۔ صدیق و فاروق کی خلافت پر زیادہ اتفاق تھا جناب عثمان کی خلافت پر اور اس سے کم حضرت علی کی خلافت راشدہ تو ہے مگر ان کی خلافت پر کبھی اجماع مسلمین نہ ہوا۔ اول ہی سے اختلاف ہوا اور آخر تک رہا۔ غالباً اسی وجہ سے خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وزن نہ دکھایا گیا۔ خلفاء راشدین کا میزان میں جمع کیا جانا دکھایا گیا۔

۱۵ گراں اس لئے گزرا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم فرمایا کہ حضرت عثمان کے بعد خلافت اسلامیہ کا زوال و انحطاط شروع ہو جائے گا۔ کیونکہ وزن نہیں دکھایا گیا۔

يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَآءُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَ

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ بَيْنَمَا اَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

پھر اللہ جسے چاہے گا ملک دے گا۔ (ترمذی، ابوداؤد) تیسری فصل روایت ہے حضرت ابن مسعود سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا تو حضرت ابوبکر ظاہر ہوئے پھر فرمایا کہ تم پر ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا تو حضرت عمر نمودار ہوئے۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔ روایت ہے عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

سلہ یعنی خلافت نبوت کے بعد اسلام میں سلطنت و امارت قائم ہوگی۔ جیسا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد امیر معاویہ نے سلطنت قائم کرلی۔ خیال رہے کہ خلافت نبوت اور سلطنت میں فرق یہ ہے کہ خلافت نبوت میں لوگوں پر حکم مستند ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ہے کہ ان کی بیعت بیعت خلافت ہے اور بیعت ارادت بھی۔ لوگ ان کے مرید بھی ہیں۔ ان کے مرید بھی مگر سلطان کی بیعت بیعت حکومت ہے بیعت ارادت نہیں۔ اور صحابہ کرام کی ہر شخص کا بیعت ہونا ہوگا۔ چنانچہ بعد رسول کا عہد ختم ہوگیا۔ سلطنت اسلامیہ بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ گذشتہ کتب میں حضور کی صفات میں یہ بھی ذکر تھا کہ ملکا بالشام اور ظاہر ہے کہ شام میں سلطنت امیر معاویہ کی بھی قائم ہوئی۔ اسے حضور کی سلطنت قرار دیا گیا۔

سلہ یہ حدیث ابوداؤد نے کچھ فرق سے روایت کی ہے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ خود حضور اقدس نے یہ خواب دیکھا مگر اس میں یوں ہے کہ میں اپنی ساری امت سے تولا گیا تو میں زیادہ ہوا پھر ابوبکر پھر عمر۔ پھر عثمان۔ پھر میری ساری امت سے میری ساری امت سے تولے گئے تو ان میں سے ہر ایک ساری امت سے زیادہ ہوا۔ پھر ترازو اٹھا لی گئی۔ اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ان میں خلافت پر ساری امت کا اجماع ہوگا۔ (مرقات)

سلہ اس سے ان دونوں حضرات کا جنتی ہونا صاف ہوا خیال رہے کہ یہ حدیث ان دونوں بزرگوں کی فضیلت بیان فرما رہی ہے ذکر افضلیت کو نہ کہ جنت کی بشارت صحابہ کرام کو بھی دی گئی ہے۔ چونکہ اس حدیث میں دونوں کا جنتی ہونا مذکور ہے اس لیے یہ حدیث یہاں لائے (اشعۃ)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجْرِي فِي لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ إِذْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ تَكُونُ لِأَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَأَيْنَ حَسَنَاتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ إِنَّمَا جَمِيعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ لِحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ

حضور علیہ السلام کا سر مبارک ایک چاندنی رات میں میری گود میں تھا تو میں نے کہا یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی فرمایا ہاں وہ حضرت عمر ہیں میں بولی تو جناب ابوبکر کی نیکیاں کہاں گئیں فرمایا کہ حضرت عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں

ف۱ ضاحیہ نا بے خبر سے یعنی چمکدار روشن اس سے مراد وہ رات ہے جس میں چاندنی ہو اور بادل نہ ہو آسمان صاف ہو چاند خوب چمک رہا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی گود اس وقت سر مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہو گئی ہو گی کہ وہ صاحب قرآن صلے اللہ علیہ وسلم کی دل بستی رضی اللہ عنہا۔

ف۲ اس سوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آسمان کے ہر گوشہ کی خبر ہے اور ہر مومن کے ہر کردار تا قیامت پتے پتے کے مرجع کی خبر ہے کیونکہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں اور امت کی عبادتیں زمین کے مختلف گوشوں میں رات کے اجالے میں رات کے اندھیرے میں ہوں گی دن چیزوں کی برابر کا بھی بیشی وہ ہی بتا سکتا ہے جسے دونوں کی خبر ہو یہ حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین کا عقیدہ۔

ف۳ یہ سے حضور نے کلام فرمایا جبریل امین کو آسمان دریافت کرنا بتایا کہ یہ تارے رات کا غذ لاؤ ٹوٹی نگاہ کریں گے تو یہ کہ خدا جانے حضور کا حساب لگا لینے خدا تعالیٰ فرمایا کہ میری ساری امت میں حضرت عمر ہیں جن کی نیکیاں تعداد میں آسمانوں کے تاروں کی برابر ہیں۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کل۔

ف۴ آپ سمجھیں کہ امت میں حضرت ابوبکر صدیق بھی داخل ہیں، اور ان کی نیکیاں حضرت عمر کی نیکیوں سے کم ہیں۔

ف۵ اس ایک نیکی میں بہت گفتگو ہے کہ اس سے کونسی نیکی مراد ہے۔ فقیر کے نزدیک اس سے مراد ہجرت کی رات غار ثور میں حضور انور کی خدمت مراد ہے اس رات حضرت صدیق نے تہجد نہیں پڑھی تھی اور کوئی عبادت نہیں کی تھی۔ حضور انور کی بے مثال خدمت کی تھی اور آپ کا مبارک سر اپنے زانو پر رکھ کر خوب جی بھر کر اس صورت پاک کے نظارے کئے تھے۔ یہ ایک نیکی دنیا بھر کی ساری نیکیوں سے بڑھ کر قرار پائی۔

ثابت ہوا کہ علم غیب قرآن فرع ہیں
اصل بالاصول جتنا کہ اس کا مجوز کہتا ہے

رَوَاهُ رَزِيْنٌ ۔ بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔ عَنْ
عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِهٖ كَاشِفًا
عَنْ فَخِذَيْهِ اَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَاْذَنَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ
فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ
اسْتَاْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ
فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ

(رزین) حضرت عثمان کے فضائل رضی اللہ عنہ [1] پہلی فصل روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں لیٹے تھے اپنی رانیں یا اپنی پنڈلیاں کھولے ہوئے تو جناب ابوبکر نے اجازت مانگی انہیں اجازت دے دی اسی حالت پر انہوں نے کچھ بات چیت کی پھر حضرت عمر نے اجازت مانگی انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی [2] پھر انہوں نے کچھ بات چیت کی پھر جناب عثمان نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے [3] جب وہ چلے گئے تو جناب عائشہ نے کہا کہ جناب ابوبکر آئے تھے ان کے لیے نہ تو جنبش کی اور

[1] آپ کا نام عثمان ابن عفان ابن ابی العاص ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف ہے آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے لقب ذو النورین عطاب جامع القرآن آپ یکم محرم ۲۴ھ چوبیس ذی الحجہ کو خلافت پر جلوہ گر ہوئے بارہ سال خلافت کی بیاسی سال عمر پائی آپ کے حالات جلالین کے شروع میں بیان ہو چکے ہیں دیکھ لو مترجم۔ [2] یعنی ابوبکر سے پہلو بچا کر سیدھے ہو لیے تھے جس سے آپ کی پنڈلیاں یا ران شریف کھلی تھیں خیال رہے کہ حضرت امام مالک کے نزدیک مرد کی ران ستر نہیں باقی ائمہ کے ہاں یہ ستر ہے حضرت امام مالک کی دلیل یہ حدیث ہے مگر یہ استدلال کچھ ضعیف سا ہے کیونکہ اول تو ران کو شک ہے کہ ران کھلی تھی یا پنڈلی اس شک کے ہوتے ہوئے استدلال درست کیسے ہو سکتا ہے اور اگر ران بھی مان لیا جائے کہ ران کھلی تھی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیشہ کھلی تھی۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا شاید شریف اکثر یہی طریقہ تھا۔ ہماری یہ تحقیق ہے درجات۔ [3] یعنی ان دونوں صاحبوں کی آمد پر حضور انور نے کوئی تکلف نہیں فرمایا اسی طرح سے پڑا ہی سے آرام فرما رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات بارگاہ بارگاہ والا میں ایسے تکلف نہ تھے [4] اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ ران شریف کھلی ہوئی تھی جلدی سے ڈھکی ہوئی تھی اور نہ ڈھکی ہوتا۔ [5] شغولها سے ٹھک کر اس صورت بنانے کا شغل کہ سنی ان سنی کر دیئے کہ وہاں تو سرے سے التفات ہی نہ تھا کہ بالکل برہنہ ہو جاتا۔

دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَإِنِّي خَشِيتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

الْفَصْلُ الثَّانِي عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ وَرَفِيقِي يَعْنِي فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ

نہ ان کی پرواہ کی پھر عمر آگئے تو آپ نے ان کے لیے نہ تو جنبش کی نہ پرواہ کی پھر جناب عثمان آئے پھر تو آپ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے تو فرمایا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جناب عثمان شرمیلے آدمی ہیں مجھے خوف ہوا کہ اگر میں نے انہیں اسی حالت پر اجازت دے دی تو وہ مجھ تک اپنی حاجت نہ پہنچا سکیں گے۔ (مسلم) دوسری فصل روایت ہے حضرت طلحہ ابن عبید اللہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا کوئی ساتھی ہوتا ہے میرے ساتھی یعنی جنت میں عثمان ہیں (ترمذی) اور ابن ماجہ سے حضرت

سلہ یعنی اس فرق کی وجہ کیا ہے یہ نہیں حضرت حفصہ کے خاص خاوند ہیں پھر رسالت سے یہ فرق کیوں ہے سلہ کبھی فرشتے بھی حضرت عثمان سے شرم کرتے ہیں ان کی عزت و تعظیم کا اہتمام فرماتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارا قائم فرمایا تو حضرت عثمان بھی وہاں موجود تھے ان کے سینے سے لگ کر بیٹھ گیا تو ان کے موجود فرشتے اس مجلس سے ہٹ گئے حضور نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ حضرت عثمان سے ہم کو شرم آتی ہے حضرت عثمان کی شرم و حیا کا یہ حال تھا کہ آپ غسل خانہ میں تنہا جا کر غسل کرتے تھے صرف ازار کا بند درست فرماتے تھے آپ بھی آپ سیدھے نہ بیٹھتے تھے شرم سے جھکے ہوئے ہی عمل فرماتے تھے۔ (مرقات) آپ نے کبھی اپنی شرم گاہ کو نہ دیکھا ہاں جس کے رسول کا رنگ دو بیلیدہ ہے۔ سلہ یعنی اگر ہم حضرت عثمان کے سامنے ہی اسی بے تکلفی سے بیٹھے رہے تو وہ اتنے شرمیلے ہیں کہ یہاں نہ بیٹھ سکیں گے نہ جو بات کر سکیں گے نہ وہ عرض پورا کر سکیں گے جس کے لئے وہ یہاں آئے تھے ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ مولا میرا عثمان بڑا ہی شرمیلا ہے تو قیامت میں اس کا حساب نہ لینا کہ وہ شرم و حیا کی وجہ سے تیرے سامنے کھڑے ہو کر حساب نہ دے سکے گا۔ چنانچہ پہلے حساب ابوبکر کا ہوگا پھر عمر کا پھر علی کا پھر دوسروں کا حضرت عثمان کا حساب ہوگا ہی نہیں (مرقات) سلہ ان طلحہ کی روایت کی تفسیر ہے یعنی میرے خصوصی ساتھی حضرت عثمان ہوں گے ورنہ مطلقاً ساتھی محبت سے خواہ قلبیہ حضرات بھی ہوں گے۔ چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ میرے خاص دوست ابوبکر و عمر ہوں گے (مرقات)۔

اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَلَیْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِیِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَحُثُّ عَلٰی جَیْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَیَّ مِائَةُ بَعِیْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَی الْجَیْشِ

ابوہریرہ سے روایت کی ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس کی اسناد قوی نہیں ہے اور یہ منقطع ہے ۔ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن خباب سے فرماتے ہیں حاضر ہوا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ عسرت کے لشکر پر رغبت دے رہے تھے تو جناب عثمان کھڑے ہو کر بولے یا رسول اللہ میرے ذمہ اللہ کی راہ میں سواری ان کے کجاوں کے ساتھ حضور نے اس لشکر کے متعلق پھر رغبت

سلہ یہ حدیث بہت اسنادوں اور مختلف الفاظ سے مروی ہے ۔ اس کثرت اسناد سے اس کا ضعف جاتا رہا ۔ ترمذی کی اسناد ضعیف ہے باقی اسنادیں صحیح ہیں ۔ چنانچہ یہ حدیث ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ سے امام سیوطی نے جامع صغیر میں ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے ریاض میں حضرت زید ابن اسلم سے مختلف الفاظ سے روایت کی مرقات ابن ابی شیبہ امام احمد نے حضرت طلحہ سے روایت کی ۔

سلہ منقطع حدیث وہ ہے جس کی اسناد میں ایک راوی یا اور زیادہ الگ الگ جگہ سے حذف ہو گئے ہوں اور اگر وہ راوی مسلسل چھوٹ گئے ہوں تو اسے معضل کہتے ہیں ان شاء اللہ حدیث کے اقسام و احکام علم شرح کے آخر میں لکھیں گے ۔

سلہ آپ حضرت خباب ابن ارت کے بیٹے ہیں آپ خود تابعی ہیں مگر آپ کے والد جناب ابن ارت صحابی ہیں آخر میں بصرہ میں قیام رہا وہیں ۱۰۱ھ میں وفات ہوئی ۔

سلہ غزوہ عسرت غزوہ تبوک کا نام ہے اس غزوہ میں جانے والوں کو جیش عسرت کہتے ہیں کیونکہ یہ غزوہ مسلمانوں کی سخت تنگی ناداری بے سامانی کی حالت میں ہوا ۔ گرمی سخت تھی ۔ تبوک جگہ بہت لمبی تھی ۔ چنانچہ مدینہ منورہ سے ایک سو ساٹھ میل ہے اور خیبر سے تبوک پانچ سو میل ہے تو تبوک مدینہ منورہ سے چھ سو ساٹھ میل ہوا وہاں سے شام و بیت المقدس یہ سب ایک ہی راستہ پر ہیں حضور اقدس نے لوگوں کو جہاد کے لیے چندہ دینے کا حکم دیا ۔ غزوہ تبوک حضور انور کا آخری غزوہ ہے جو مسلمہ میں ہوا ۔ اس کے بعد حضور نے کوئی غزوہ نہ کیا رضی اللہ عنہم اس غزوہ میں لشکر اسلام بہت بڑا تھا خیال ہے کہ غزوہ بدر میں لشکر اسلام تین سو تیرہ تھا ۔ احد میں سات سو ۔ خندق میں پندرہ سو ۔ فتح مکہ میں دس ہزار ۔ غزوہ حنین میں بارہ ہزار ۔ مرقات ۔ تبوک میں چالیس ہزار ۔ ستر ہزار کے درمیان تھے ۔ واللہ اعلم ۵ھ احلاس جمع حلس کی حلس وہ کمبل جو اونٹ پر کاٹھی کے نیچے ڈالا جاتا ہے اس کو ترجمہ میں کجاوہ اور اقتاب جمع ہے قتب کی یعنی پالان جس میں سواری کی جاتی ہے ۔ مرقات ۔ اشعہ ۔ مطلب یہ ہے کہ سواری مع تمام سامان کے میں حاضر کرتا ہوں ۔

فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ ثَلٰثُمِائَةِ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَلْفِ دِينَارٍ فِي كُمِّهِ حِينَ يُجَهِّزُ

دوں پھر جناب عثمان کھڑے ہو گئے عرض کیا میرے ذمہ دو سو اونٹ ہیں سامان کے کمل کے اور پلان کے حضور نے پھر رغبت دلائی تو عثمان کھڑے ہو گئے بولے میرے ذمہ اللہ کی راہ میں تین سو اونٹ ہیں سامان کے کمل و پالان کے اس لئے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور انور منبر سے اتر رہے ہیں اور فرما رہے تھے کہ اب اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں جو بھی کریں (ترمذی) روایت ہے عبدالرحمٰن ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ عثمان نے جب لشکر عسرت کو سامان یا کوئی فرمائی تھی میں ہزار اشرفی

سلہ حضور انور نے تین بار جب کمی کی پیاس کی بار بار میں حضرت عثمان نے سو سو تین سو اونٹ کامع سامان کے اعلان کیا کسی کو بولنے کا موقعہ ہی نہ دیا چھ سو اونٹ مع سامان کے بھی اعلان کیا اور ایک ہزار اشرفیوں کا بھی جیسا کہ دوسری روایات میں آرہا ہے خیال رہے کہ یہ تواں کا اعلان تھا مگر جا حضر کرنے کے وقت نو سو کا پاس اونٹ یہ پاس گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں پھر بعد میں اس ہزار اشرفیوں اور پچیس گھوڑوں کا بھی اعلان فرمایا۔ ہم نے حضرت عثمان کی شان میں یہ واقعہ یوں عرض کیا ہے شعر

دست سخا کمل گیا دیکھا تو یہ ماجرا ۔۔۔ غازیان مصطفےٰ ہے سرو سامان میں

خیال رہے کہ آپ نے پہلی بار میں ایک سو کا اعلان کیا دوسری بار سو کے سوا سو اور سو کا تیسری بار اور سو یعنی سو کا کل چھ سو اونٹ کا اعلان فرمایا۔ (مرقات)

سلہ اس عبارت میں پہلا ما نافیہ ہے۔ ما علی عثمان اور دوسرا ما موصولہ ہے۔ ما عمل بعد ہذا یعنی عثمان اب اس کے بعد جو کام بھی کریں انہیں حضرت بخشا اس فرمان علی کا منشا یہ نہیں ہے کہ حضرت عثمان کو گناہ کرنے کی اجازت دے دی گئی بلکہ یہ ایسا ہے جیسے پرندے کے پر کاٹ کر اس سے کہا جاوے کہ جا اڑ آج اب آ سے کہنے سے یوں ہی حضور نے ان کے دل پر یہ بات نقش کر دیا اب عثمان کے دل میں گناہ کرنے کا خیال بھی کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں ما سے مراد فعل عمل ہیں۔ یعنی اگر اب عثمان کو نفلی عبادت نہ کریں تو ضرر نہیں مگر یہ غلط ہے نقصان نہیں ہوتا فضل تو عثمان کا وہ ہے جس کے ترک سے ہرگز نقصان نہ ہو لہٰذا مطلب وہ ہوا ہے جو ہم نے کہا کہ جو کچھ عبادت

جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَتَنَوَّهَا فِي حَجْرِهِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِي حَجْرِهِ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فَبَايَعَ

لشکر تبوک میں حضور کی گود میں ڈال دیا۔ ۱۲ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی گود میں الٹ پلٹ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آج کے بعد سے عثمان کو کوئی عمل جو وہ کریں نقصان نہ دے گا ۱۲ احمد روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان کا حکم دیا تو عثمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قاصد تھے ۱۲ مکہ کی طرف حضور نے

ذکر کرنے سے تم کو بھی خوش کیا۔

۱۲ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ صدقہ دینے میں جلدی کرے ٹال مٹول نہ کرے فوراً صدقہ دے دیا۔ حضرت عثمان کی راہ صدقہ حضور کی بارگاہ پیش کر دو تو پورا تو خرچ کریں جس سے وہ صدقہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جاوے۔ دیکھو حضرت عثمان نے یہ ارشاد خود نمازیوں پر صرف نہ کیں حضور کی بارگاہ میں پیش کیں۔ وہ یہ فرماتا ہے۔ خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها ۔ ف۔ ق۔ کے ذریعہ حضور مسلمانوں کو پاک فرماتے ہیں اس لیے آج بھی ایصال ثواب کرتے وقت مسلمان کہتے ہیں تقبل اللہ منا ۱۲ منہ

۱۲ اس فرمان عالی میں حضرت عثمان غنی کو تین بشارتیں دی گئیں۔ ایک یہ کہ ان کے سابقہ گذشتہ گناہ اور خطائیں معاف ہو گئیں ان کا آج کا عمل ان کا کفارہ بن گیا۔ دوسرے یہ آئندہ وہ گناہوں سے محفوظ رہیں گے تیسرے یہ کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا (از مرآت) یہ ہے حضور کا علوم غیب پر مطلع ہونا جہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت عثمان نے اعلان تو چھ سو کا کیا تھا مگر دیئے نو سو بیس اونٹ چھ سو کے مکمل کے لیے چالیس گھوڑے مع سازو سامان کے حاضر کئے اس طرح کل ایک ہزار سواریاں اور ایک ہزار اشرفیاں حاضر کیں۔

۱۲ جیسے کفار مکہ کی طرف سے کچھ نمائندے حضور کی خدمت میں صلح کی بات چیت کرنے آئے تھے۔ ایسے ہی حضرت عثمان حضور کی طرف سے کفار مکہ کے پاس صلح کی بات کرنے گئے کیونکہ کفار پر ان کے بہت احسانات تھے وہ لوگ آپ کا احترام کرتے تھے اور لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔ اس پر حضور نے سب مسلمانوں سے بیعت جہاد لی کہ بیعت حضرت عثمان کے لیے ہو گئی اسے بیعت الرضوان اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے متعلق رب نے فرمایا لقد رضي الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة ۔ گویا بیعت رضائے الٰہی کا تمغہ ملنے کا ذریعہ تھی ۔

النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ ثُمَامَةَ ابْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُّ الدَّارَ حِيْنَ اشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ

لوگوں سے بیعت لی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان اللہ کے اور اس کے رسول کے کام میں گئے ہیں۔ پھر حضور نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان کے لیے ان کے ہاتھوں سے بہتر ہو گیا جو ان کے اپنے لیے تھے۔ (ترمذی) روایت ہے حضرت ثمامہ ابن حزن قشیری سے فرماتے ہیں کہ میں بلوہ کے دن حاضر تھا جب کہ ان پر حضرت عثمان نے جھانکا فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ

سلہ یہ بیعت بیعت جہاد تھی حضور اقدس نے لوگوں سے اسلام پر بھی بیعت لی ہے نیک اعمال کرنے پر بھی اور گناہوں سے بچنے پر بھی کسی سے سوال خاص کرنے پر بھی اور کسی خاص عمل پر بھی بیعت لی ہے یہ آخری بیعت تھی جو خاص عمل پر ہوئی۔ حدیثوں کی اصل میں۔ جو اللہ اور رسول سے کیا جاتا ہے۔ سلہ یہاں حاجت بمعنی ضرورت نہیں ماننا چاہئے ضرورت سے پاک ہے بلکہ یہ بمعنی کام یا خدمت ہے۔ چونکہ حضور نور ہو کر تعالیٰ اللہ کا دیدار حاصل تھا۔ اس لئے حضور کا کام اللہ کا کام ہے لہٰذا حضرت عثمان حضور کے کام کے لئے گئے تھے۔ روایات میں ہے کہ کفار نے حضرت عثمان سے کہا کہ کعبہ حاضر ہے آپ کو عمرہ کرنے کی بھارت ہے آپ خود طواف عمرہ کریں سنگ اسود کو بوسہ دیں حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں حضور انور کے بغیر کعبہ کو کبھی نہ دیکھوں گا بھی نہیں۔ چنانچہ آپ کعبہ میں نہیں گئے۔ ہاں صحابہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عثمان تو خوب عمرہ کریں گے۔ حضور نے فرمایا کہ میرا عثمان بدون میرے عمرہ کرے گا نہ طواف۔ یہ ہے حضرت عثمان کا ایمان کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دولھا کے بغیر برات کیسی۔ سلہ حضور انور نے فرمایا کہ یہ بیعت بڑھاپی عظمت و حرمت کا ذریعہ ہے اس کا چرچا قرآن میں آوے گا اور تا قیامت رہے گا۔ اس سے میرا عثمان محروم نہ رہے تو سب کو لکھا کر فرمایا کہ میرا ایک ہاتھ عثمان کا ہے۔ اور دوسرا ہاتھ میرا اللہ میں خود عثمان کی طرف سے اپنے سے بیعت کرتا ہوں حضور کو یہ بھی علم غیب تھا آپ لکھتے ہیں شہید نہیں کئے گئے خود مرید خود مراد مصرع

خود کردہ را دوا نیست دیگر چہ گریہ خود کردہ را علاج نیست

سلہ حضرت ثمامہ نے حضور انور کا زمانہ پایا۔ مگر دیدار نہ کر سکے اس لئے آپ تابعین میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت عمر و عثمان عبداللہ ابن عمر عائشہ صدیقہ۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہم کی زیارات کی ہیں۔ سلہ حضرت عثمان کے گھر شریف کا باغیوں نے محاصرہ کر لیا تھا۔ آپ اس گھر میں گھر گئے تھے باہر نہیں نکل سکتے تھے اس زمانہ کا نام یوم الدار ہے۔ اکثر اوقات آپ اس زمانہ میں نماز عید کر دیتے تھے۔

وَالْاِسْلَامِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَآءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرُ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَّآءِ

اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے یہاں سوا بئر رومہ کنوئیں کے میٹھا پانی نہ تھا تو فرمایا کہ کون بئر رومہ کنواں خرید کرے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دے عوض جنت کی اس نعمت کے جو اس سے اچھی ہے تو اسے میں نے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا تھا اور تم آج مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو حتیٰ کہ میں سمندر کا پانی پی رہا ہوں [۱]

[۱] حضرت عثمان غنی نے بیت پر پہنچ کر دیکھا کہ ایک یہودی کا کنواں ہے جس کا پانی نہایت عمدہ ہے اور مدینہ کے لوگ اس کنوئیں کے مالک کا نام تھا جس سے عثمان غنی نے حسب روایت مسجد قبلتین کے شمالی جانب واقع ہے۔ یہ کنواں بہت ہی میٹھا تھا زیادہ تر مدینہ منورہ کے لوگ اسی کا پانی پیتے ہیں اب اسے بئر عثمان بھی کہتے ہیں اور بہت بھی کہ نکلا اس کنوئیں کی خرید پر حضرت عثمان نے جنت واجب فرمایا تھا یہ کنوئیں کی زیارت کی ہے پانی پیا ہے۔

[۲] یعنی یہ کون ہے جو یہ کنواں خرید کر وقف کر دے کہ خود بھی اس کا پانی استعمال کرے اور دوسرے لوگ بھی اس کی عوض اسے جنت کا حوض کوثر دیا جائے گا۔ خیال رہے کہ اوقاف بھی صدقہ جاریہ ہیں مگر یہ اگر انہیں خود وقف کرنے والا بھی استعمال کر سکتا ہے جیسے کنواں قبرستان مسجد وغیرہ اس لیے ارشاد ہوا کہ اپنا مال مسلمانوں کے مال کے برابر کر دے۔

[۳] یہ کنواں ایک یہودی کا تھا اور بہت عمدہ پانی درخت ارتا تھا۔ اور مسلمانوں کو بہت تنگ کرتا تھا۔ آپ نے پینتیس ہزار درہم میں یہ کنواں اس یہودی سے خریدا اور حضور سرکار عالم کی خدمت میں عرض کی کہ حضور یہ کنواں آپ کے واسطے وقف کرتا ہوں حضور قبول فرما کر وقف فرما دیں۔ حضور نے فرمایا میں نے خرید لیا اور وقف کر دیا۔ روایات اس سے بھری ہوئی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تمام اموال کے قبیلہ الٰہی مالک دو جہاں ہے جو جنت میں کے بدلے میں فروخت کر دیں جب تو اس پر اعتراض نہیں کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اب حوض کوثر عثمان غنی کی ملکیت ہے جو جنتی کوثر سے پئے گا وہ عثمان غنی کا پیئے گا۔ اللہ نے ہم کو بھی اس کا پانی نصیب فرمایا۔ اپنے فضل سے کوثر کا پانی بھی پلا دے۔

[۴] یعنی میں تمہارے ظاہر کی وجہ سے کھاری کنوئیں کا پانی پی رہا ہوں جس کا پانی سمندر کے پانی کی طرح کھارا ہے۔ (اشعۃ اللمعات) یہ مطلب نہیں کہ سمندر کا پانی پی رہا ہوں کہ سمندر مدینہ منورہ سے بہت دور ہے ۔ ۔ ۔

الْبَكْرَ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ
الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِي
بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا
مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونَنِي أَنْ أُصَلِّيَ فِيهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوا
اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي جَهَّزْتُ
جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ

لوگ بولے ہاں ضرور پھر فرمایا کہ میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ مسجد نمازیوں پر تنگ ہو گئی تھی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آل فلاں کا علاقہ کون خریدے گا کہ اسے مسجد میں بڑھا دے جنت کی اس نعمت کی عوض جو اس سے بہتر ہے میں نے اسے اپنے خالص مال سے خریدا تھا مگر تم آج مجھے اس میں دو رکعت پڑھنے سے روکتے ہو۔ لوگ بولے ہاں ضرور پھر فرمایا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے تنگی والے لشکر کا سامان درست کیا تھا۔ لوگ بولے ہاں ضرور فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں

سلہ مسجد نبوی شریف کی اصل زمین حضرت ابوبکر صدیق نے پچاس درہم سے عوض خریدی تھی پھر اس طرح تعمیر ہوئی کہ کھجوروں کے تنے ستون بنائے گئے اور شاخیں گرا کر چھتیاں اور اس کے بعد پختہ چھت پختہ دیواریں اور ستون حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ میں بنے، مگر مسلمان برابر بڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ یہ مسجد تنگ ہو گئی تب حضور اقدس نے فرمایا۔ حضرت عثمان غنی نے پچیس ہزار درہم میں آپ کی متصل زمین خریدی اور مسجد میں شامل کر دی۔ یہاں یہ واقعہ بیان ہوا ہے یہاں راوی نے ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کہ حضور انور نے ایک مکان والے سے کہا کہ تو اپنا مکان جو مسجد حرام سے متصل ہے۔ جنت کے عوض میرے ہاتھ فروخت کر دے تاکہ میں اسے مسجد حرام میں شامل کر دوں اس نے انکار کر دیا۔ حضرت عثمان اس کے گھر پہنچے اسے بیچ پر راضی کر لیا اور ہزار اشرفیوں میں اس کا گھر خرید لیا۔ اور حضور انور سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ نے گھر جنت کی عوض بیچ دیتے ہیں فرمایا ہاں آپ نے وہ گھر حضور کو دے دیا۔ حضور نے اسے مسجد حرام میں شامل فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ مسجد کی توسیع اور مسجد کی زمین شامل ہے۔ (نعمات) حضور نے مسلمانوں کو وقف بنایا۔ کہ یہ عثمان کے پیسوں کی عوض جنت کے گھر کا مالک ہوں۔ سلہ یعنی مسجد نبوی شریف کا راستہ جو میرے گھر سے بالکل متصل ہے تم مجھے اس میں دو رکعت نہیں پڑھنے دیتے جبکہ یہاں آنحضور کے سوا میرے پاس نماز پڑھ سکوں آپ اس زمانہ کے نمازوں مسجد نبوی شریف میں آنے کیلئے تنگ ہو گئے تھے۔ سلہ حضرت عثمان نے جیش العسرۃ یعنی تنگی والے لشکر اسلام کی سامان کی درستی کیلئے جو کچھ پہلے عرض کی گئی کہ آپ نے کل ساڑھے نو سو

هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرٍ مَكَّةَ وَ مَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَافَطَتْ حِجَارَةٌ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اُسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّ شَهِيْدَانِ قَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدْتُّ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ

کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے اور حضور کے ساتھ ابوبکر اور عمر اور میں تھا تو پہاڑ ہلا حتیٰ کہ اس کے پتھر نیچے گر گئے تو اسے حضور نے اپنے پاؤں سے ایڑی ماری فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں تو لوگ بولے ہاں حضور تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر قسم ہے کعبہ کی انہوں نے گواہی دی

بچاس لشکروں سے پچاس اور کل پینتالیس ہزار بیٹے لشکر کی تعداد میں اختلاف ہے چالیس ستر ہزار یا ایک لاکھ معلوم ہوا کہ فضیلت پانے یا عذاب کا اعلان کرنا لوگوں سے ان کا اقرار کرانا جائز ہے تاکید و استانے سے باز آجائیں۔

۱ ثبیر ہر وہ بڑا پہاڑ ہر ایک شخص کا نام تھا چونکہ وہ اس پہاڑ پر رہتا تھا اس لئے اس پہاڑ کا نام بھی ثبیر ہو گیا یا یہ کہ مکہ معظمہ کا بہت بڑا پہاڑ ہے جو مکہ سے شروع ہو کر منیٰ میں پہنچتا ہے دونوں جگہ سے نظر آتا ہے اس لئے بعض لوگوں نے اسے مکہ کا پہاڑ کہا ہے بعض نے منیٰ کا۔ دونوں قول درست ہیں جبل نور جس میں غار حرا واقع ہے اس سلسلہ کے سے یہ پہاڑ بھی گنا جاتا ہے لامعات۔

۲ پہاڑ کیوں ہلا اس میں چند قول ہیں قوی یا راجح تر قول یہ ہے کہ حضور انور کے قدم پڑنے سے اسے شوق و محبت میں وجد آگیا یہ حرکت اس کی وجدانی حالت تھی جو اچھلتے ہے تاخیں بنتی ہیں حضور کے قدم پڑتے ہیں پتھر اور پہاڑ ہلتے ہیں قرآن کریم میں سارے صفات نور، ہدایت، شفا پہلے ہی سے تھی مگر حضور انور پر نازل ہونے سے اس میں کئی معنی ہونے کی صفت پیدا ہوئی۔ اس میں خلد سوزوگداز پیدا ہوا کہ لوگ اسے سنکر تیر بھی ہوتے ہیں تڑپتے ہیں۔ تری اعینھم تفیض من الدمع جیسے بڑی جب کئی مشین سے چارے کو قوائس میں پار ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث حضرت صوفیاء کے وجد ان کے حال آنکی اصل ہے۔ **۳** پہاڑ کے پہلے جھٹکے کو بعض رکتے ہیں اونچی چوٹی کو ذروہ یعنی وہ پہاڑ لرزنے سے بلکہ اس کے چند پہاڑ کے نیچے گر گئے۔ جو لوگ پہاڑ کے وجد پر اعتراض کرتے ہیں ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔ ظلی کا تجارۃ او امشد قسوۃ

۴ سلام ہوا کہ پہاڑ نبی (وجد) اور عشق رسول کی لگن ہے۔ اس لئے حضور انور نے اسے ایڑی بھی ماری اور اس سے کلام بھی کیا وہ اس عتاب سے ٹھہر بھی گیا۔ **۵** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی بلکہ نبیوں کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یعنی تین افضل حال کے قابل کے ہے اور حضرت عمر و عثمان دونوں شہید۔ خیال رہے کہ یہاں شہید سے مراد حقیقی شہید ہیں۔

شَهِيدٌ ثَلٰثًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ ۔ وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ

دسے دی میں شہید ہوں یہ تین بار کہا ۱۲ (ترمذی۔ نسائی۔ دار قطنی) روایت ہے حضرت مرہ ابن کعب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا جب کہ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور ان کو بہت قریب بتایا تو ایک شخص چادر پوش گذرا تو فرمایا کہ اس دن یہ ہدایت پر ہوگا ۱۳

یعنی نیزہ یا تلوار سے زخمی ہو کر وفات پانے والے ورنہ علمی شہید تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور حضرت ابوبکر بھی کہ حضور نے تیر والے سے زہر سے اور جناب ابوبکر نے غار نور والے سانپ کے زہر سے وفات پائی۔ ان دونوں میں سے حضرت عمر شہید حقیقی بھی اگر غیر مقتول اور حضرت عثمان شہید حقیقی بھی یہ قضی ہی

۱۲ اعم نعم کے معنی یہ ہیں کہ الحق ہم کو کوئی جواب نہیں پڑتا سوائے اقرار کے اور اس کے کرہم کہیں ہاں ۔

۱۳ بجز اس حدیث کے مطابق میں شہید ہوں تو یقیناً میرا قاتل اور قاتل کے سارے مددگار ظالم جہنمی ہیں یہ حدیث تمہیں ظالم قرار دے رہی ہے میں حق پر ہوں تم باطل پر۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیارے حبیب کو بھی حضور سے محبت ہے آپ ساری مخلوق کے محبوب ہیں کیوں نہ ہو کہ خالق کے محبوب ہیں دوسرے یہ کہ حضور انور کو چوروں کے دل کی خبر ہے تو انہیں بھلے دلوں کی خبر کیسے نہ ہوگی ہمارے دیکھنے والوں کی حضور سے کئی نہیں تیسرے یہ کہ پیارے حبیب حضور کی بات سنتے ہیں ورنہ آپ اس سے یہ کلام نہ فرماتے رہے یہ کہ حضور عمر کو سب کے انجام کی خبر ہے کہ کس طرح ہوگا کس حال میں کس کی موت ہوگی کہ فرمایا ایک صدیق ہوگا اور شہید ہو کر وفات پائیں گے ایمان عرفان محبت رحمان عشق رسول میں دنیا سے جائیں گے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں حضور کو اپنی بھی خبر نہ تھی۔ پانچویں یہ کہ حضرت عثمان غنی قطعی یقینی شہید ہیں قرآن کے قاتل اور قاتل کے مددگار یقینی قطعی ظالم ہیں کہ شہید وہ ہی ہوتا ہے جو ظلماً قتل کیا جاوے اسی طرح جو آج جناب عثمان کو برا کہتے ہیں وہ ظالم ہیں۔

۱۴ یہاں فتنوں سے مراد وہ جنگ و جدال ہیں جو حضور انور کے بعد مسلمانوں میں ہونے والے تھے قربہا کے معنی یہ ہیں کہ فرمایا وہ فتنے قریب ہی ہونے والے ہیں۔

۱۵ مقنع بنا ہے قناع سے جس کے معنی گھونگٹ یعنی ایک صاحب چادر اوڑھے چادر میں اپنا منہ چھپائے ہوئے گذرے ۔

إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۞ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ

میں اس شخص کی طرف اٹھا تو وہ عثمان بن عفان تھے فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ حضور کے سامنے کیا اور کہا کہ کیا یہ فرمایا ہاں ہے (ترمذی، ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی ۞ حضرت عائشہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیص پہنائے تو اگر لوگ تم سے اس کا اتار دینا چاہیں تو تم ان کی وجہ سے اسے مت اتارنا (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث میں بڑا قصہ ہے ۞

لہ یعنی مجھے یقین ہے کہ حضور اقدس کے ان اصحاب کرام نے جو یہ کہا کہ یہ ہی اس دن ہدایت پر ہوں گے کہ گمراہ نہ ہوں گے اس سے حضور کا ہونا تھا آپ نے کسی اور کے لیے کہا تھا کہ وہ خلفاء خلفاء تھے آپ پہچان نہ سکے ہر زمانہ میں فاضل و بلند مرتبہ رہے ہیں یعنی حضور کے کمالات کے انکاری خیال رہے کہ اس حدیث کے راوی عمرو ابن العاص صحابی ہیں شام میں رہتے تھے ۵۳ھ میں پچپن برس کی عمر میں وفات پائی۔

سلہ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو خلافت عطا فرمائی تو اگر تم کو معزول کرنا چاہیں گے تم ان کے کہنے سے خلافت سے دست بردار نہ ہونا کیونکہ تم حق پر ہوگے وہ باطل پر اگر تم دست بردار ہو گئے تو لوگ شبہ کریں گے کہ شاید تم حق پر تھے ہمارے نزدیک یہ علامت پڑھا ہے کہ جس خلیفہ یا سلطان سے لوگ ناراض ہو جائیں اسے معزول کر دیا۔ اس سے مالک اسلامیہ میں فساد پھیلے گا۔ حضور کے ارشاد کے مطابق بالکل ایسا ہی ہوا کہ باغیوں نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ خلافت سے الگ ہو جائیں آپ نے جام شہادت نوش فرمایا مگر خلافت سے علیحدگی قبول نہ کی یا اس حکم پر عمل نہ کیا باغیوں سے جنگ بھی نہ کی تاکہ زمین میں ہر طرف سے فساد کے خون سے رنگین نہ ہو جائے ۱۲ منہ یہ قصہ یہ ہے کہ مصری باغیوں نے حضرت عثمان کے عمال کی شکایت کی آپ نے ان کو معزول کر دیا باغیوں نے کہا کہ آپ نے ہمارے کہنے سے معزول کیا ہے ہم آپ کو معزول کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں خلافت سے علیحدہ نہیں ہوں گا انہوں نے محاصرہ کر لیا آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھیوں کو ہلاک نہ کرو میں ان کی شکایت کے لیے تیار ہوں جب باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تو آپ نے ان کو ہلاک کرنے سے منع فرمایا اور کہا کہ میں صبر کروں گا اس پر آپ کو بہت سے صحابہ نے مشورہ دیا کہ تلوار سے مقابلہ کرو۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا ۔

وَعَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ قَالَ قَالَ لِيْ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ يُرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَآءِ

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا تو جناب عثمان کے لئے فرمایا کہ اس میں مظلوم قتل کیے جائیں گے۔ (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث اسناد میں حسن بھی ہے غریب بھی

روایت ہے ابوسہلہ سے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے دار کے دن جناب عثمان نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد کیا ہے میں اس پر صابر ہوں۔ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

تیسری فصل روایت ہے حضرت عثمان ابن عبداللہ ابن موہب سے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مصری آدمی بیت اللہ کے ارادے سے آیا تو اس نے ایک قوم کو بیٹھا ہوا دیکھا تو بولا یہ قوم کون ہے لوگوں

انا للہ وانا الیہ راجعون اسلام میں یہ پہلا فتنہ واقع ہوا۔ ۱؎ یعنی اسلام میں سب سے پہلے بڑے فتنہ کا ذکر فرمایا یہ فتنہ وہ ہوا ہے جو خلافت عثمانیہ میں واقع ہوا جسے فتنہ دار کہا جاتا ہے جس میں حضرت عثمان اپنے گھر میں محصور کر کے شہید کیے گئے۔

۲؎ اس ارشاد سے چند غیبی خبریں ہیں حضرت عثمان کی موت کی تاریخ آپ کی وفات کی جگہ آپ کی وصیت کہ شہید ہو کر مریں گے۔ آپ کا ایمان پر خاتمہ کہ یہ بشارت شہادت کے بعد اسلام پر موت ضروری ہے یہ ہے حضور انور کا علم غیب۔

۳؎ آپ کا نام سائب ابن خلاد ہے کنیت ابوسلمہ انصاری خزرجی ہیں صحابی ہیں ۷۰ھ میں وفات پائی مگر بعض محدثین نے فرمایا کہ یہ ابوسلمہ حضرت عثمان غنی کے غلام ہیں انہوں نے یہ جان لیا اور یہ ابوسلمہ تابعی ہیں واللہ ورسولہ اعلم۔

۴؎ اس لمبے کا ذکر ہے جو چکر اسے عثمان رب تجھے قمیص پہنائے گا تم سے لوگ اتروانا چاہیں گے تم انکار کر دینا میں آپ فرما کر ہم کر مجھے سمجھا یا شہید ہو جانا مطلب۔ حضور انور کے حکم کی مخالفت نہ کرنی چاہیے۔

۵؎ آپ تابعی ہیں یہ حضرت ابوبکر و عبدالرحمٰن ابن عوف وغیرہم صحابہ سے ملاقات ہے آپ سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور سفیان ثوری وغیرہم نے روایات لیں۔

قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيهِمْ قَالُوا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ
إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِي هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ
قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ
قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ
قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ

نے کہا کہ یہ قریش میں بڑا ان میں سردار کون ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ہیں تو وہ بولا اے ابن عمر میں آپ سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا ہوں آپ مجھے خبر دیں تو کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان احد کے دن فرار ہو گئے تھے آپ نے فرمایا ہاں پھر کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بدر سے غائب رہے تھے وہاں حاضر نہیں ہوئے تھے فرمایا ہاں پھر کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ بیعت رضوان سے بھی غائب رہے تھے اس میں حاضر نہ ہوئے فرمایا ہاں وہ بولا اللہ اکبر تو حضرت ابن عمر نے فرمایا آؤ میں تجھے بتاؤں کہ احد کے دن آپ کے قدم اکھڑ جانا

سلہ یہ مصری شخص کہ جو خارجی تھا حضرت عثمان کا مخالف رہتا ہے کہ مصریوں نے جو حضرت عثمان کا گھیراؤ کیا انہیں سے حضرت عثمان کی شہادت ہوئی یہ آدمی حج کرنے کو مکہ آیا تھا اور حضرت عبداللہ ابن عمر اور بہت سے قریشی حضرات مدینہ منورہ سے حج کرنے کو مکہ پہنچے ہوئے تھے کہ یہاں جماعت کے پاس پہنچا۔

سلہ یعنی آپ صحابی بھی ہیں حضرت عمر کے فرزند اور جید بھی بڑے عالم بھی قرآن کریم کے ماہر بھی اور یہ واقعات جن کے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں سلہ اس پر دو کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عثمان احد کے دن غزوہ سے فرار ہو گئے تھے احد جہاد میں کفار کے مقابلہ سے جان بچانا گناہ ہے یہ گناہ حضرت عثمان نے کیا۔

سلہ یعنی غزوہ بدر اور بیعۃ الرضوان اللہ تعالیٰ کی بڑی ہی فضیلتیں ہیں ان دونوں سے حضرت عثمان محروم رہے کہ نہ بدر میں حاضر ہوئے نہ بیعۃ الرضوان میں۔

سلہ اس بد نصیب کو اللہ اکبر کہنا تو اللہ عثمان کی عظمت بیان کرنے کے لیے نعرہ ذکر اللہ کے لیے بلکہ اپنی بے دینی پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے کہ ہم نے عثمان میں جن جہات سے انہیں قتل کیا ٹھیک کیا یہ حرام نہ تھا اپنے کفر کا اظہار تھا معلوم ہوا کہ کبھی اللہ کا ذکر حرام بلکہ کبھی کفر بن جاتا ہے۔ اللہ کے ذکر کے لیے نیت خیر چاہیئے۔

سلہ یعنی اللہ اکبر کہنا کہ عثمان نے فرار کیا سب اللہ کے جواب میں سنا جا۔

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ

گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے انہیں معاف فرما دیا ہے رہا ان کا بدر سے غائب رہنا تو ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر رقیہ تھیں اور وہ بیمار تھیں بیمار ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو بدر غازی کا ثواب اور حصہ ملے گا جو بدر میں حاضر ہوا ہے رہا ان کا بیعت الرضوان سے

۱ آپ کا اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم حضرت عثمان ہی نہیں بلکہ سوا دس بارہ حضرات کے باقی سب کے قدم اکھڑ گئے تھے حالات ہی ایسے ہو گئے تھے زردہ والے حضرات کی فضل سے رہ وہ خیال رہ گیا کفار کر تے پیچھے سے حملہ کر دیا پیچھے کا حملہ بہت سنگین ہوتا ہے قدم اکھڑ گئے رب تعالیٰ نے خطا کی معافی کا اعلان قرآن کریم میں فرما دیا جس خطا کی معافی کا اعلان رب فرما دے وہ چار سو عمر بھر کی عبادات سے افضل ہے جن کی قبولیت کی کوئی خبر نہیں پھر اس پر طعن کرنا بے ایمانی ہے جیسے کوئی آدم علیہ السلام پر گندم کھانے کا طعن کرے وہ بے دین ہے۔

۲ یعنی عثمان غنی عزوہ بدر سے غائب نہیں ہے وہ بدر میں تھے جہاد کر رہے تھے، بدر سے مدینہ میں ان کا گھر ان کے لیے بدر کا میدان تھا اور اپنی زوجہ بیمار رقیہ بنت رسول اللہ کی خدمت ان کے لیے بدر کا جہاد تھا یہ ہے اس نبی امی کے اعجازات خدا داد کہ عثمان غنی کے لیے مدینہ میں وہ کچھ حضرت عثمان کا گھر بیٹھے بٹھائے مل جائے جو بدر میں جا کر ملا تو ہمارے پیارے پاکستان کی زمین کو مدینہ بنا دیں ؎

بنا دیں جو اسے سینہ گیتی کا مدینہ — نکالو پھر تم سے یہ سفینہ

سینہ میں جو آجائے تری آل کی سینہ تو مدینہ ہو دل اس کا ہو مدینہ

یہ دل ہو خدا کا گھر سینہ ہو ترا مکہ — پھر غلبہ کعبہ کی سبیلیں ہو بنی جائیں

حضرت رقیہ اس مرض میں وفات پا گئیں عثمان غنی بہت ہی روئے حضور نے پوچھا عثمان کیوں روتے ہو عرض کیا میں حضور کی دامادی سے محروم ہو گیا فرمایا کہ تجھ سے بہتر داماد میں نے عطا فرمایا ہے کہ حکم رب العالمین یہ ہے کہ میں اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح تم سے کر دوں بشرطیکہ وہ مہر جو رقیہ کا تھا وہ تم اس سے دو اس طرح کر دیا چنانچہ حضرت ام کلثوم کا نکاح آپ سے کر دیا زہے نصیب کوئی نہیں جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں اس لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے یعنی دو نور والے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی آپ کی اولاد میں سے تھے حضرت ام کلثوم کی وفات پر فرمایا اگر میری ایک سو بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دے دیتا (مرقات)

عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ وَقَالَ هٰذِهِ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْآنَ مَعَكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ مَوْلٰى

غائب رہنا تو اگر کوئی اور شہر مکہ میں عثمان سے زیادہ باعزت ہوتا تو اسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھیجتے ۱؎ حضور نے جناب عثمان کو وہاں بھیجا اور بیعت الرضوان ان کے گئے جانے کے بعد ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے ۲؎ پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھا ہوا فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی ہے ۳؎ پھر حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ اب اسے تو اپنے ساتھ لیتا جا ۴؎ (بخاری) روایت ہے حضرت عثمان کے

۱؎ یعنی حضرت عثمان غنی کے کفار مکہ پر بہت احسانات تھے اور آپ اپنے محسن کا اعتراف کرتے تھے۔ اس لیے حضور انور نے ان کو بھیجنا مناسب جانا کہ مکہ والے بات چیت کر لیں۔ یا یہ بھیجا کہ کوئی اور شخص ایسا بھیجا جائے جو مکہ والوں کا محسن ہو تو حضور اسے بھیجتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو حضرت عثمان پر بہت ہی اعتبار تھا کہ اعتماد والے ہی کو اپنا نمائندہ بنایا جاتا ہے۔ آپ کی شہادت کی خبر پر ہی بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے باعث آپ ہی ہیں۔

۲؎ یعنی جب عثمان کے مرتبہ کا آپ کو پتہ چل گیا تو ہی یہ بیعت مقام حدیبیہ میں ہو رہی تھی۔ اور حضرت عثمان اس وقت حضور انور کے بھیجے ہوئے کہ مکہ میں تھے۔ یہاں مرقات نے کہا کہ حضرت عمر کو بھیجنے کا سوال ہی نہ تھا کیونکہ آپ سے یہ حضرات کی کہ مکہ والوں پر میرا کوئی احسان نہیں جس کی وجہ سے وہ مجھ سے بات کریں، عثمان کو بھیجا جائے جب حضرت عثمان مکہ پہنچے تو اہل مکہ نے آپ کا استقبال کیا اور کہا کہ آپ طواف کر لیں آپ نے فرمایا ما کان لی ان اطوف فی حجہ ۔ ممکن ہے کہ میں مکہ کا طواف بھی کروں حضور کی غیر موجودگی میں

۳؎ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو خبر تھی کہ حضرت عثمان شہید کر دیئے گئے ہیں کفار مکہ میں اور بیعت لینے کے کیا معنی ہیں جبکہ حضور کو علم غیب اور بالخصوص خبر ہو چکا تھی کہ جناب عثمان شہید کر دیئے گئے۔ دیکھو مرقات و اشعۃ۔

۴؎ یعنی یہ جواب بھی اپنے گھر ساتھ لے جا۔ خدا حسد سے بچائے حاسد حقانت کو عیب جانتا ہے بیعت الرضوان کا واقعہ حضرت عثمان کی انتہا درجہ کی فضیلت بتا رہا ہے۔ وہ خارجی سے آپ کے عیوب میں سن رہا ہے جس کو شیطان گمراہ کرتا ہے اگر شیطان کو حسد سے نکال دیا۔

عُثْمَانَ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ إِلَى عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ يَتَغَيَّرُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا أَلَا نُقَاتِلُ قَالَ لَا إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ أَمْرًا فَأَنَا صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ أَبِي حَبِيبَةَ أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فِيهَا وَأَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ فَأَذِنَ لَهُ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّكُمْ سَتُلْقَوْنَ

ابو سہلہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان سے کچھ چپکے سے کہتے لگے اور حضرت عثمان کا رنگ بدلنے لگا پھر جب دار والا دن آیا تو ہم نے کہا کہ کیا ہم جنگ نہ کریں فرمایا نہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عہد لیا ہے میں اس پر اپنے کو قائم رکھے ہوئے ہوں ۔ روایت ہے حضرت ابو حبیبہ سے کہ وہ حضرت عثمان کے گھر گئے جب عثمان اس میں محصور تھے راویوں نے حضرت ابو ہریرہ کو سنا کہ وہ حضرت عثمان سے گفتگو کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے تو آپ نے انہیں اجازت دے دی وہ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم میرے بعد فتنہ اور اختلاف

۱؎ یہ ابو سہلہ حضرت عثمان ابن عفان کے آزاد کردہ غلام تھے آپ کا نام ہرمز یا نافع یا کچھ اور آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے حضرت عثمان کے اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے ۱۲ منہ ۲؎ معلوم ہوا ہے کہ حضور انور نے خلافت عثمان کے واقعات بروئے کار تفصیلی طور خبر دے دی تھی یہ ہے حضور کا غیب ۳؎ یعنی مجھ سے حضور نے عہد لیا ہے کہ اس مرتبہ پر سرکردوں تاجوں کا مقابلہ کروں خلافت قربان کردوں اس عہد کی بنا پر حضرت عثمان نے نہ تو خود مقابلہ کیا نہ اپنے کسی غلام کو کہ کسی وارث کو جنگ کی اجازت دی اور نہ آپ کے اپنے انتظام تھے کہ باقاعدہ باغیوں سے جنگ کر سکتے تھے آپ جانتے تھے کہ اب میری شہادت قریب ہے میں مدینہ منورہ کو خون سے کیوں رنگین کراؤں ۴؎ آپ کا نام عمرو ابن نفیر ہے سند کی بنا پر ہمدانی ہمدانی تابعی ہیں ۔ حضرت علی سے روایت لیتے ہیں ۵؎ یعنی ابو حبیبہ جب حضرت عثمان کے پاس حاضر ہوئے تو وہاں جناب ابو ہریرہ کو پایا کہ وہ آپ سے اجازت مانگ رہے تھے کہ مجھے اجازت دیجئے میں آپ کے متعلق ان حاضر و کرنے والے باغیوں سے کچھ گفتگو اور تمہائش کروں کہ وہ اس حرکت سے باز آجائیں یا خود حضرت عثمان سے کچھ عرض معروض کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے کیونکہ آپ سے اس وقت کلام کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا ۶؎ حضرت ابو ہریرہ یا تو اس گھر کی چھت پر کھڑے ہوئے لوگوں سے خطاب کرتے کہ ان باغیوں میں اگر کھڑے ہوئے ہو بہر حال خطاب باغیوں ہی سے کیا ۔ عتاب سے بھی کیا ۔

بَعْدِیْ فِتْنَةٌ وَّاخْتِلَافًا اَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَّفِتْنَةً فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ لَّنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ مَا تَاْمُرُنَا بِهٖ قَالَ عَلَیْكُمْ بِالْاَمِیْرِ وَاَصْحَابِهٖ وَهُوَ یُشِیْرُ اِلٰی عُثْمَانَ بِذٰلِكَ رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۞ بَابُ مَنَاقِبِ هٰؤُلَآءِ الثَّلٰثَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ

دیکھو گے یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ تو لوگوں میں سے ہی کسی کہنے والے نے کہا کہ اس وقت ہمارا کون ہوگا یا اس وقت آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تم اس امیر کو اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا اور آپ حضرت عثمان کی طرف اشارہ کرتے تھے [۱] (بیہقی دلائل النبوت) ان تینوں کے فضائل [۲] پہلی فصل روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق عمر عثمان احد پر چڑھے تو وہ ان سب پر کانپا [۳]

[۱] یہ شک کسی اور راوی کو ہے حضرت ابوہریرہ کو نہیں یعنی آپ نے فتنہ و اختلاف فرمایا یا اختلاف و فتنہ فرمایا بہرحال اس اختلاف و فتنہ سے مراد حضرت عثمان غنی کے زمانہ کا یہ فتنہ و اختلاف ہے جو آج موجود ہے

[۲] یعنی اس وقت حضرت عثمان خلیفہ برحق ہوں گے ان کے ساتھی حق پر ہوں گے تم سب کو لازم ہے کہ عثمان کے دامن میں لگے رہو تاکہ باغیوں بغاوت سے بچ جاؤ۔ خیال رہے کہ ان صحابہ نے باغیوں کو خود تو کچھ نہ کہا مگر کسی نے ان سے جنگ کی اس کی وجہ ہم اچھی طرح عرض کر چکے حضرت عثمان غنی نے قسمیں دے دے کر اپنے غلاموں اور دوستوں کو جنگ سے روکا خود جب شہید ہوئے تو بچاؤ کے لیے اپنا ہاتھ بھی نہ اٹھایا آپ سید العابدین ہیں حضور انور کے بعد پہلے آپ کا ہاتھ کاٹا تو آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اسی ہاتھ نے قرآن لکھا تھا۔ آپ قرآن مجید پڑھ رہے تھے جب گردن کاٹی تو خون کا پہلا قطرہ اس آیت پر گرا فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم وہ قرآن اب بھی تاشقند میں موجود ہے جس پر خون عثمان کے دھبے ہیں اس کا فوٹو ہمارے صدر پاکستان محمد ایوب خان کو تاشقند والوں نے دیا ہے [۳] یعنی اس باب میں وہ حدیثیں پائی جائیں گی جن میں ان تینوں حضرات کے فضائل ہیں رضی اللہ عنہم

[۴] یہ حضرات یا تو احد پہاڑ اور وہاں پر شہداء کے مزارات کی زیارت کرنے تشریف لے گئے تھے یا دیکھنے ہی سیر و سیاحت کے لیے چڑھے تھے پہاڑ خوشی میں وجد کرنے اور ہلنے لگا کہ آج مجھ پر ایسے قدم آئے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے دنیا سارے مخلوق سے محبوب ہوتے ہیں ان کا تشریف آوری سے سب خوشیاں مناتے ہیں انہیں پتھر اور پہاڑ بھی جانتے ہیں ۔

بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ

حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا فرمایا اے احد ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھا تو کہا کہ ایک صاحب آئے دروازہ کھولنے کو کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لیے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔

۱ اس ترتیب ذکری سے معلوم ہوا کہ سب سے بڑا درجہ نبی کا پھر صدیق کا پھر شہید کا کیونکہ صدیق کا ذکر شہید سے پہلے ہوا قرآن مجید میں بھی اسی ترتیب سے ذکر ہے من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین میں معلوم ہوا کہ حضور سب کے امام سے خیر دو میں کہ فرمایا ان میں سے دو سا پشت مر کر وفات پا جائیں مجھے یہاں مرتبات نے فرمایا کہ وجہ دوسرے صدیق کی فضیلت سے صرف افضل ہونے میں کہ حضور نے احد کو یہ ہی تلقین فرمائی کہ وجہ ذکر کی کسی نے حضرت خبیب سے پوچھا کہ سولی کے وقت آپ کو وجد کیوں نہیں آتا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی وتری الجبال تحسبہا جامدۃ وہی تمر السحاب (نمل) یعنی ہم وہ پہاڑ ہیں جو بظاہر ٹھہرے معلوم ہوتے ہیں یہ باطن سفر کی اسی قسم کا ہوتا ہے جو ہمارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم کو وجد میں لایا تو فرمایا تجھ پر نبی، صدیق اور شہداء ہیں (مرقات)

۲ عائلہ در اصل ریزار کہتے ہیں جو اس باغ کو گھیرے ہوئے ہیں جو چار دیواری سے گھرا ہو یہاں وہی مراد ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری اس باغ کے دروازے پر حضور کے دربان بن بیٹھے تھے حضور اندر وسط باغ میں جلوہ افروز تھے۔

۳ حضرت ابوبکر صدیق نے دروازہ کھٹکھٹایا ابو موسیٰ اشعری نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی صاحب دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں۔ کیا کھول دوں تب یہ فرمایا معلوم ہوا حضور انور نے نور نبوت سے یہ بھی دیکھ لیا کہ آنے والے جناب صدیق ہیں اور یہ بھی کہ وہ تعلق جنتی ہیں فوراً دروازہ بھی کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت بھی دے دو۔

فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِي افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ قَالَ اللهُ الْمُسْتَعَانُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

وہ ابوبکر تھے میں نے انہیں حضور کے فرمان کی بشارت دی انہوں نے اللہ کا شکر کیا پھر اور صاحب نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو میں نے کھول دیا وہ عمر تھے میں نے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی انہوں نے خدا کا شکر کیا پھر ایک اور صاحب نے دروازہ کھولنا چاہا مجھ سے حضور نے فرمایا کہ ان کے لیے بھی کھول دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی تو میں نے انہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا اللہ مددگار ہے۔ (مسلم بخاری دوسری فصل دیکھئے)

لہ اس کا شکر کیا کہ میرے ہاتھ جنت مل گئی یا یہ کہ مجھے اپنی زبان سے جنتی فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور انور صرف مسلمان کہہ دیں اس کی تقدیر جاگ جائے سلہ یہ ہے حضور انور کی شان بلند کہ حضور انور کی بشارت زبان سے نہیں بلکہ دیکھ کر بھی دی جاتی ہے اس درجہ کا ہے بشارت ہے جنت کی بشارت میں حسن خاتمہ، قبر کے سوالات میں کامیابی، حشر میں کامیابی، پل صراط پر سے گزرنا سب ہو گیا کیونکہ جنتی تو ان چیزوں کے بعد ملے گی اب ان حضرات کا دوزخی ہونا کیا؟ ناممکن ہو گیا جیسے دوزخی ہونا بالکل ناممکن ہے کیونکہ ہم نے جس زبان سے خدا کی عبادت کی اسی زبان سے ان کا جنتی ہونا سنا حضور کی زبان وہ زبان ہے جس پر خود اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے ان کا ہر کلام وحی الٰہی ہوتا ہے ان حضرات کو حضور نے جنتی بنا دیا جیسے جنتی ہے جیسے دوزخی ہونا ناممکن ہے سلہ یہاں بھی بشارت سے یہی نہیں جنت کی بشارت دی گئی ایک مصیبت عظمیٰ کے ساتھ جو ہے کہ ان کی کیا کیا مصیبتیں ہوں گی جن پر جنت کی بشارت دی گئی ہے یہ مصیبت کی بشارت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دی گئی جن پر خدا کا شکر کیا گیا ہاں اللہ سے مدد مانگی کہ مجھے صبر کی توفیق نہ چھوٹے، ہے کہ ایسے موقعہ پر دعا کی ممانعت ہے کہ اس میں بے صبری کی بو آتی ہے۔ علامہ طیبی کے نزدیک ہر حالت میں خواہ آسان ہو یا مشکل دعا کرنا بہتر ہے بلکہ یہ کہنا کہ اس مرنے کی کوشش کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ نِيْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيْطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَنِيْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی شریف میں کہا کرتے تھے ابوبکر عمر عثمان رضی اللہ ان سے راضی رہے ہے (ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات ایک نیک بندے کو خواب دکھایا گیا ہے گویا ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیوستہ کیے گئے (جوڑے گئے) اور ابوبکر کے ساتھ جوڑے اور عثمان عمر کے ساتھ جوڑے گئے یہ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ

حضرت حسین کی شہادت کی تفصیل خیر کا ذکر فرمایا اللھم اغفر حسینی صبرا جمیلا واجرا جزیلا خدایا میرے حسین کو صبر جمیل دے اور اجر جزیل یعنی بڑا ثواب دے وغیرہ کہ دعا کی بچہ کو امتحان سے بچاتے نہیں بلکہ محنت کرا کے کامیاب کراتے ہیں

ف۱ یعنی ہم حضور کی حیات شریف میں حضور کے سامنے ان تین صحابہ کو ایک ساتھ ذکر کرتے تھے اسی ترتیب کے ساتھ کہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق کا نام پھر حضرت عمر کا پھر حضرت عثمان کا نام لیتے تھے ان کے مراتب میں بھی یہی ترتیب ہے اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ترتیب سنتے اور خاموش رہتے تھے جس سے اس کا تائید جواز ہے۔

ف۲ عبد صالح سے اور خود حضور انور کی اپنی ذات بابرکات ہے خیال رہے کہ صالح یا ہونا ہے صلح سے جس کے معنی نیکی یا صلاحیت سے یعنی ہر کمال کی صلاحیت رکھنا بیت یہاں دونوں معنی درست ہیں۔ پھر مومنین کی صالحیت دو قسم کی اولیاء اللہ کی اور قسم کی پھر حضور کی صالحیت دو قسم کی ہے مطلق صالح بنانے والے ہونے کی صالحیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے حضرات انبیاء کرام نے دعا کی تھی کہ تو مجھے مسلماً والحقنی بالصالحین۔ تو یہاں صالح سے کیا معنی ہیں جس کی دعا وہ حضرت مانگ رہے ہیں۔

ف۳ یعنی ابوبکر صدیق کے ساتھ میں میرا دامن پکڑا گیا یعنی جناب عمر کے ساتھ میں صدیق اکبر کا اور حضرت عثمان کے ساتھ میں فاروق اعظم کا دامن دیا گیا اس سے یہ خلافت صدیقی ہے کہ وہ نبوت سے وابستہ ہے پھر خلافت فاروقی کہ وہ خلافت صدیقی سے وابستہ پھر خلافت عثمانی جو خلافت فاروقی سے وابستہ ہے۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا نُوْطُ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ فَهُمْ وُلَاةُ الْاَمْرِ الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ بِهٖ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ

علیہ وسلم کے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا کہ نیک بندے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں رہا ان کے بعض کا بعض سے جوڑا جانا یہ وہ خلفاء دین ہیں جس دین کے ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ۱۲ (ابوداؤد) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل ۱۲ پہلی فصل روایت ہے حضرت سعد بن ابی وقاص

۱؎ خیال ہے کہ حضور اللہ کو رجل صالح کہہ کر پکارنا بہتر ہے کہ یہ القاب اور لوگوں کے لیے بھی بولے جا سکتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے ولا تجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعضا بعض صحابہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے القاب سے پکارو جن سے کسی بدخواہ کو بھی دل پکار اٹھے یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ جیسے پیارے القاب سے پکارو۔

۲؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف غلاب سالار تعبیر حضرات صحابہ نے خود سے ان معلوم ہوا کہ جب تعبیر بالکل ظاہر ہو تو اسے لوگوں کی فہم پر چھوڑ دینا ہی سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳؎ آپ کا نام علی بھی ہے اور حیدر بھی کرار آپ کا لقب ہے کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے حیدر کے معنی ہیں شیر آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں انہوں نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام حیدر رکھا کرار کے معنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا ابوطالب نے آپ کا نام علی رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خطاب اسد اللہ دیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضور کے داماد اور حضور کی نسل کی اصل ہیں حضور کی اولاد آپ ہی سے چلی حسین کریمین کے والد ولایت کے مرکز شریعت کے دریا پیدا کار آپ چند بچے ہیں بچپن ہی اور جوانی یا بڑھاپے میں بھی ایک امتیاز حاصل ہے دوسرا اختصاص حاصل ہے آپ کے گھر میں حضور کی پرورش ہوئی اور حضور نے آپ کو گود میں کھلایا غسل ولادت حضور نے جناب علی کو دیا اور غسل وفات حضرت علی نے حضور کو دیا آپ اول ہاشمی ہیں حضور کی امت میں تمام ولایت آپ ہی میں ہے اور آپ سے فیض ولایت جاری ہے۔ غرضکہ آپ کے فضائل ریت کے ذروں آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں۔ مرآت نے فرمایا کہ آپ کے فضائل کی صحیح روایات دیگر صحابہ کے فضائل سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ کے زمانہ میں خوارج نے آپ کے خلاف بہت کچھ گھڑا مگر اس کے باوجود آپ کے فضائل کی احادیث بہت تحقیق سے جمع کیں شیعہ علماء نے فرمایا کہ آپ کے فضائل میں روافض نے بہت احادیث گھڑ لی ہیں ۱۲

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيَّ اَنْ لَّا يُحِبَّنِيْ اِلَّا

فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھا مگر بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت زرین بن حبیش سے فرماتے ہیں فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی قسم جس نے دانہ چیرا اور ہر جان کو پیدا کیا کہ مجھ سے نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم نے عہد فرمایا کہ مجھ سے محبت رکھے گا

۱ جب غزوہ تبوک میں جانے لگے تو حضرت علی کو اہل مدینہ کی محافظت پر اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کو نماز کی جماعت کرانے پر مقرر فرمایا حضرت علی نے جہاد میں ساتھ جانے کی خواہش کی تو یہ فرمایا کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام جب طور پر مناجات کے لیے گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب خلیفہ بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے ایسے ہی میں تم کو اپنا نائب خلیفہ کر مدینہ میں چھوڑتا ہوں اور خود جاتا ہوں۔

۲ یعنی تم میں اور جناب ہارون علیہ السلام میں فرق یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی تم میرے خلیفہ تو ہو گے نبی نہیں کیونکہ مجھ پر نبوت ختم ہو چکی اب نہ تو میرے زمانہ میں کوئی نبی ہوگا نہ میرے بعد اس حدیث سے روافض یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ ہمارے حضرت علی حضور کے خلیفہ بلافصل ہیں ان میں کفر تک کہتے ہیں کہ تمام صحابہ اس لیے کافر ہیں کہ انہوں نے حضرت علی کے ہوتے ہوئے اور کو خلیفہ مان لیا بعض روافض کا عقیدہ یہ ہے کہ خود حضرت علی بھی کافر ہیں کہ انہوں نے اپنا خلافت کے لیے صحابہ سے جنگ نہ کی بلکہ ان خلفاء کی بیعت کر لی روایات اور عقیدہ تو سارے روافض کا یہ ہے کہ حضرت علی نے تقیہ کر کے دب کر ان خلفاء سے بیعت کر لی نعوذ باللہ غیرت نہ کی تقیہ کرنا بھی مذہب سے معلوم ہوتا ہے حضرت علی خیر تھے شر:

چوں علی خیراست و حق تاثیر نہ ۔۔۔ ظلم نتواں کرد بر شیر اے پسر

روافض کا یہ استدلال بالکل غلط ہے اس لیے کہ یہاں اس وقتی خلافت کا ذکر ہے جو حضور کی غیر موجودگی میں حضرت علی کو عطا ہوئی واپسی پر ختم ہو گئی حضرت ہارون کے ساتھ مشابہت صرف اس عارضی وقتی خلافت میں ہے تشبیہ مطلق نہیں مگر تشبیہ مقید سے ورنہ حضرت ہارون سگے بھائی تھے موسیٰ علیہ السلام کے حضرت علی چچا زاد بھائی نیز حضرت ہارون عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے حضرت علی چھوٹے حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال پہلے وفات پا گئے تھے حضرت علی بعد میں حیات رہے نیز حضرت

مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُّعْطَاهَا

گرمومن اور مجھ سے بغض رکھے گا مگر منافق ۔ (مسلم) روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا کہ جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ فتح دے گا ۔ وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ رسول اس سے محبت کرتے ہیں ۔ پھر جب لوگوں نے صبح پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب حاضر ہوئے ہر ایک یہ آس لگائے کہ جھنڈا

ترجمہ حدیث ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تمام کرم رکھتے رضی اللہ عنہ ۔ لہٰذا خلافت بلافصل کرامت حدیث سے ثابت ہوئی ۔

۱ حب علی ایمان کی نشانی ہے بغض علی نفاق کی علامت ہے ۔ محبت سے مراد ہے سچی محبت ۔ محض دعوے کی محبت سچی محبت علی نہیں ۔ محبت اہل سنت کرم اصل ہے سچی محبت کی چند علامات ہیں ایک یہ کہ ان حضرات کی پیروی کرے ان کی مخالفت نہ کرے حضرت علی کی ساری اولاد پیارے اور سنیوں سے محبت کرے ۔ جو اصحاب حضرت علی کے دشمن ہیں ان سے سخت نفرت کرے ۔ حضرت علی کے دشمنوں سے محبت اور ان کے ساتھ محبت دشمنی عداوت ۔ جو کہ شان امام الکرم یا شان اہل بیت کرام کے خلاف ہو یہ محبت علی نہیں ۔

۲ یعنی اللہ رسول یہ ہے کہ حضرت علی فاتح خیبر ہوں اور اس فتح کا سہرا ان کے سر ہے ورنہ اور صحابی بھی فتح کر سکتے تھے جس پر حضور اختر رکھ دیتے وہ ہی فتح کر لیتا ۔ انہیں صحابہ نے یرموک اور قادسیہ جیسی جنگیں فتح فرمائی ہیں ۔ رضی اللہ عنہم ۔

۳ یعنی اللہ رسول اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہونا پسند کرتے ہیں اس فرمان کا سبب یہ نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو اللہ رسول کو پیارے ہیں باقی تمام صحابہ اور حضرت فاطمہ زہرا سنیں کہ یہ سب خدا کو پیارے ہیں خدا تعالیٰ ان سب سے ناراض ہے ۔ نعوذ باللہ ۔

فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَ
اَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ
فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا قَالَ اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى
تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ اُدْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ

اسے دیا جائے سے فرمایا علی ابن ابی طالب کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا آنکھوں کے بیمار ہیں فرمایا انہیں بلاؤ چنانچہ انہیں لایا گیا ۱۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب ان کی آنکھوں میں لگایا وہ ایسے اچھے ہو گئے گویا انہیں درد تھا ہی نہیں ۱۲ حضور نے انہیں جھنڈا دیا تو علی نے عرض کیا یا رسول کیا میں ان سے جنگ کروں حتیٰ کہ وہ ہماری مثل ہو جائیں ۱۲ فرمایا اپنے زمین پر جاؤ حتیٰ کہ ان کے میدان میں اترو پھر انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور انہیں اللہ کے ان حقوق کی خبر

۱ تمام صحابہ نے رات بھر جس کا انتظار کیا دیکھیں اس کی قسمت چمکتی ہے سب کو تمام صحابہ اسی امید میں حضور انور کے سامنے پیش ہو گئے مگر یہ سعادت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نصیب میں تھی چونکہ اس سعادت کے ملنے کی تمنا کرنا اس کا رات بھر انتظار کرنا بھی عبادت تھا اس لیے حضور نے صراحۃً حضرت علی کا نام نہیں لیا تاکہ سب لوگ انتظار اور تمنا کر کے ثواب پائیں۔

۲ حضرت علی کی آنکھیں دکھ رہی تھیں اس لیے وہ فجر کی نماز میں حاضر نہ ہو سکے اپنے خیمہ میں رہے حضور نے بطور تعجب پوچھا کہ اس مبارک موقعہ پر علی کو یہاں نہیں ہونا چاہئے حضرت علی مدینہ منورہ میں تھے حضور نے پکارا اے علی میری دعا کی جوتیوں سمیت ساتھ صحابہ سے چھوڑ دیا آپ آپ دیر سے اور خیبر پیچھے نعوذ باللہ یہ سب روافض کا بہتان ہے۔

۳ یعنی آنکھ میں تکلیف تھی کہ دوسرے صحابہ آپ کو پکڑ کر حضور تک لائے حضور نے آنکھوں کی تکلیف دیکھ کر لعاب دہن لگایا۔

۴ یہ ہے لعاب رسول کا اثر، حضرت علی کی آنکھ کا سر ہے حضرت عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی ہڈی کا سر ہے کھاری کنویں میں چھوڑے میٹھا کر دے خشک کنویں میں چھوڑے اس میں پانی پیدا کر دے غرضکہ معجزات کا مجموعہ ہے نشفۃ اللمعات میں ہے کہ اس کے بعد آپ کی آنکھوں میں کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی خیال رہے کہ حضور نے خیبر فتح کر کے خیبر ہی کو خلافت حیدری میں اسلامی فتوحات کا مرکز بنا دیا تھا۔

اس لیے فتح خیبر کے لیے آپ کو بھیجنا بتا رہا ہے کہ آپ ہی اس کی فتوحات کے ذمہ دار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ جری حکومت تری صورت کا کیا کہنا کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرہ

عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيْثَ الْبَرَاءِ قَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ۔ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہ جو ان پر لازم ہیں اللہ خدا کی قسم اللہ تمہارے ذریعے ایک شخص کو ہدایت دے دے یہ تمہارے لیے اس سے اچھا ہے کہ تمہارے پاس سرخ اونٹ ہوں متفق بخاری اور براء کی حدیث کو حضور نے جناب علی سے فرمایا کہ تم مجھ سے قریب ہو میں تم سے بلوغ صغیر کے باب میں ذکر کر دی گئی ہے دوسری فصل روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

۱ یعنی کسی یہودی پر جو اسلمان بنا دیں کر وہ یا مسلمان کو یا قتل کرے جائیں خیبر کے عام باشندے یہودی تھے۔

۲ یعنی ان پر کچھ اصلاحت کر دیں کہ پہلے انہیں مسلمان ہو جانے کی دعوت اور اسلام پیش کرو۔

۳ یعنی ایک کافر کو مسلمان بنانا دنیا کی بڑی دولت سے بھی بہتر ہے بلکہ کافر کو قتل کرنے سے بہتر ہے کہ اسے تبلیغ دے کر مسلمان کر لیا جائے کہ اس سے اس کی ساری نسل مسلمان ہو گی یہاں مرقات نے فرمایا کہ جب حضور نے حضرت ابوبکر صدیق کی سرکردگی میں لشکر بھیجا سخت جنگ ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی دوسرے دن حضرت عمر کی سرکردگی میں لشکر بھیجا اس دن بہت گھمسان کا رن پڑا مگر خیبر فتح نہیں ہوا تیسرے دن فتح کی بشارت دی اور حضرت علی کی سرکردگی میں لشکر بھیجا آپ کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا مرقات۔ حضور سے غلام ہوا رافع فرماتے ہیں کہ اس روز حضرت علی کے ساتھ ہم بھی تھے آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی دوسرے میں تلوار ہم خیبر قلعہ سے نکل کر سخت جنگ ہوئی ایک یہودی نے آپ کے ایک ہاتھ پر کوئی چیز ماری جس سے ڈھال گر گئی آپ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ لیا۔ اور اسے ڈھال کی طرح استعمال فرمایا خیبر فتح فرمانے کے بعد اسے رکھا ہم سات آدمیوں نے اسے اٹھانا چاہا جنہیں میں بھی تھا مگر ساتوں سے نہ ہو سکا یہ ہے طاقت حیدری مرقات شعر

خیبر شکن زنند شاہ خیبر شکن ۔۔۔ بر قوت تو ست قدرت پہلاکھوں سلام

اسے امام احمد نے باب مناقب میں روایت کی حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت علی نے دروازہ خیبر اکھیڑا اور مسلمانوں کو اس پر سے اتار دیا خیبر فتح ہو گیا۔ بعد میں چالیس آدمیوں نے اسے اٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے بعض روایات میں ہے ستر صحابہ نہ اٹھا سکے حاکم نے اربعین میں حضرت علی سے روایت کی کہ جب سے حضور کا صاحب میری آنکھ میں لگا میری آنکھیں دکھتی نہ آئیں۔ احمد نے حضرت عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی کہ حضرت علی گرم کپڑے گرمیوں میں پہنتے اور ٹھنڈے کپڑے سردی میں پہنتے تھے میں نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا

قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا

فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں ۱۲ روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں ۱۲ (احمد۔ ترمذی) روایت ہے حضرت حبشی ابن جنادہ سے ۱۲ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی مجھ سے ہیں میں علی سے ہوں ۱۲ اور میری طرف سے پیغام نہ دے گا مگر

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ میں لعاب لگایا تو ساتھ ہی یہ دعا دی الٰہی علی سے ٹھنڈک اور گرمی دور کردے اس دن سے کبھی سردی نہیں لگتی ہے اور نہ گرمی (مرقات) ۱۲ اور اس کی شرح بھی وہاں ہی ہو چکی کہ علی مجھ سے قریب ہیں میں علی سے قریب ہوں اس کا مطلب وہ نہیں جو روافض کرتے ہیں کہ علی مجھ سے پیدا ہوئے اور علی کے نور سے میں پیدا ہوا نعوذ باللہ یا علی دوسرے تیسرے کا ٹکڑا ہیں اور میں علی کے جسم کا ٹکڑا ہوں۔ ورنہ دور لازم ہوگا نیز اس صورت میں حضرت علی کا نکاح جناب فاطمہ سے درست نہ ہوتا ۱۲ یہاں ولی بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی دوست یا بمعنی مددگار ہے جیسے رب فرماتا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا یہاں بھی ولی بمعنی مددگار ہے اس فرمان سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عینیت میں یا علی مدد کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت علی ہر مومن کے مددگار ہیں تا قیامت۔ دوسرے یہ کہ آپ کو مولیٰ علی کہنا جائز ہے کہ آپ ہر مسلمان کے ولی اور مولیٰ ہیں۔ ۱۲ یہاں بھی مولیٰ بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ بمعنی مددگار یا بمعنی دوست ہے جیسے حضور سے محبت ہے اسے حضرت علی سے محبت ہونی ضروری ہے اگر مولیٰ بمعنی خلیفہ ہو تو بتاؤ کہ حضور ابوبکر کے خلیفہ تھے اور جو لوگ حضور کے زمانہ میں شہید یا وفات ہوئے ان کے علی خلیفہ کیسے ہوئے لہٰذا آپ محبوب۔ مددگار۔ دوست ہر مومن کے ہیں۔ ۱۲ آپ صحابی ہیں حضور کو حجۃ الوداع میں آپ نے دیکھا لہٰذا کذب سے بری ہیں (مرقات۔ اشعہ)

۱۲ امام احمد نے مناقب میں ابو رافع سے روایت کی کہ جب غزوۂ احد میں حضور کو کفار نے گھیر لیا ان میں سے بعض حملے کرنے لگے حضرت علی نے ان حملہ کرنے والوں کو قتل کر دیا حضرت جبرئیل نے حضور سے عرض کیا کہ علی نے حق ادا کر دیا حضور نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے تو حضرت جبرئیل نے کہا کہ میں آپ دونوں سے ہوں (مرقات)

اَنَا اَوْ عَلِیٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ جُنَادَةَ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَصْحَابِهٖ فَجَآءَ عَلِیٌّ تَدْمَعُ عَیْنَاهُ فَقَالَ اٰخَیْتَ بَیْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ

میں یا علی ہے (ترمذی) اور احمد نے ابو جنادہ سے روایت کی ہے روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا ہے تو علی آئے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں عرض کیا کہ آپ نے اپنے صحابہ میں بھائی چارہ کرا دیا مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دین و دنیا میں میرے بھائی ہو ہے

ہے یہ فرمان عالی اس وقت کا ہے جب فتح مکہ کے بعد حج کا فرض ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو بھیجا کہ حج کے احکام کا اعلان فرمائے کہ سفر حج میں یہ بھی تھا کہ اب کوئی مشرک کو سفر حج آئے کوئی ننگا طواف نہ کرے اور اس زمانہ میں صلح یا پیغام یا صلح کا خاتمہ کرنا ہوتا تو یا تو حاکم خود اعلان کرتا تھا یا حاکم کا قریبی رشتہ دار اس لئے حضور انور نے بعد میں خیال فرمایا کہ کفار عرب حضرت ابوبکر صدیق کی زبان سے یہ اعلان قبول نہ کریں گے اس لئے حضور نے پیچھے سے حضرت علی کو بھیجا کہ وہ سورۂ توبہ کا اعلان فرما دیں۔ حضرت علی راستہ میں ہی حضرت صدیق کو مل گئے۔ صدیق اکبر نے پوچھا کہ اے علی تم امیر بن کر آئے ہو یا مامور فرمایا نہیں بلکہ مامور بن کر آیا ہوں تب حضور نے فرمایا تھا کہ میں علی سے قریب ہوں علی مجھ سے قریب ہے میری طرف سے علی ہی صلح و فیصلہ کی گفتگو کریں گے کسی اور سے کر سکتے تھے یہودی کے معنی ہیں ادا پیغام کرتے ہیں خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کے مرتبہ پر دہلا نقض صلح یا صلح کی گفتگو کرنے حضرت عثمان کو نہ بھیجا گیا صلح نامہ تو خود حضور انور نے اس میدان میں لکھوایا تھا لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ وہاں حضرت عثمان تھے کہ کیوں نہ بھیجا علی کو کیوں نہ بھیجا ہے

اسی طرح آپ نے مہاجرین کو انصار کا بھائی قرار دیا کہ فلاں مہاجر فلاں انصاری کا بھائی اور فلاں فلاں کا کہ ہر ایک دوسرے کے مال میں برابر کا حصہ دار ہے اور بعد وفات ایک دوسرے کا وارث بعد میں یہ حکم آیت میراث سے منسوخ ہو گیا انصار نے اپنا آدھا مال بخوشی اپنے مہاجر بھائی کو دیدیا ایسی بے مثال مہمانداری آسمان نے کبھی نہ دیکھی تھی ہے یا رسول اللہ آپ نے مجھے کسی انصاری کا بھائی نہ بنایا میں بے یار و مددگار رہ گیا ہے یعنی تم رشتہ میں بھی میرے چچا زاد بھائی ہو اور اب اس عقد مواخات میں بھی تم کو اپنا بھائی بنایا اور بنایا آخرت میں اپنا بھائی بنایا سبحان اللہ۔ مگر خیال رہے کہ اس کے باوجود کبھی حضرت علی نے حضور کو بھائی کہہ کر نہ پکارا جب پکارا تو یا رسول اللہ کہہ کر پھر کس برتے پر میرے کو بھائی کہنے کا حق کیسے ہو سکتا ہے ۔

الْاٰخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ بِاَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ يَاْكُلُ مَعِيَ هٰذَا الطَّيْرَ فَجَآءَهٗ عَلِيٌّ فَاَكَلَ مَعَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ اِذَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ وَاِذَا سَكَتُّ اِبْتَدَاَنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

ترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چڑیا تھی[1] تو فرمایا الٰہی میرے پاس ایسے شخص کو لا جو ساری مخلوق سے تجھے پسند ہو کہ میرے ساتھ یہ چڑیا کھائے[2] تو علی کے پاس علی آئے آپ کے ساتھ کھائی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے[3] روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا تھا تو آپ مجھے عطا فرماتے تھے اور جب میں خاموش ہوتا تو آپ

[1] یعنی بھنی ہوئی چڑیا کوئی اور ایک انصاری بی بی نے جنوں کر بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ (مرقات) [2] باحب خلقک میں ب بمعنی من ہے یعنی مرجماعت تجھے بہت محبوب ہے ان میں سے ایک کو بھیج دے اور واقعی حضرت علی تو اس جماعت میں تھے یا یہ مطلب ہے کہ جس کا میرے ساتھ یہ چڑیا کھانا تجھے بہت پسند ہو اسے میرے پاس بھیج دے بہرحال اس کا مطلب یہ نہیں کہ جناب علی خدا کے محبوب تھے اور کوئی نہ تھا اور نہ لازم آئے گا کہ حضرت فاطمہ زہرا بلکہ خود حضور اور حسنین کریمین بھی خدا کے محبوب بندے نہ ہوں نعوذ باللہ خیال رہے کہ محبوبیت بہت قسم کی ہے انبیاء اور قسم کی محبوبہ ہیں فاطمہ زہرا دوسری قسم کی محبوبہ حضرت حسنین اور طرح کے محبوب علی مرتضیٰ اور طرح کے محبوبہ ابوبکر صدیق عمر فاروق اور طرح کے محبوب ازواج اولاد دوست ان سب سے محبت ہوتی ہے مگر فلسفہ قسم کی ایک قسم کی محبت دوسری سے زیادہ ہیں دوسری قسم کی محبت میں حضرت ابوبکر صدیق یا عائشہ صدیقہ سے زیادہ محبوب ایسے ہی تمام احادیث ہر حق ہیں [3] ابن جوزی نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے مگر حق یہ ہے کہ موضوع نہیں یہ حدیث بہت اسنادوں سے مگر سب ضعیف ہیں تعدد اسناد سے حدیث ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے اور فضائل میں حدیث ضعیف کی معتبر ہے (مرقات) [4] اگر سوال سے مراد ہے کچھ پوچھنا تو عطا سے مراد ہے جواب دینا اور اگر سوال سے مراد ہے کچھ مانگنا تو عطا سے مراد ہے عطا فرمانا دونوں احتمال درست ہیں خیال رہے کہ کسی در سے مانگنا باعث شر ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا باعث خیر ہے ہمارا ہاتھ دست سوال ہے حضور کے سامنے پھیلے کیلئے حضور کا ہاتھ دست عطا ہے جانے پر پھیلے ہوئے ہاتھوں کو میرے کے لئے

وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَقَالَ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَرِيْكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصَّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ

تجھ سے کلام کی ابتدا فرماتے تھے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے ۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور فرمایا کہ بعض محدثین نے یہ حدیث شریک سے روایت کی ہے اور اس میں صنابحی کا ذکر نہ کیا ہم حدیث سوائے شریک کے

ف۱ اس جملہ کے بھی دو مطلب ہیں جب میں خاموش رہتا کچھ نہ پوچھتا نہ بولتا تو حضور انور خود مجھ سے کلام کی ابتدا فرماتے تاکہ میں بولوں دوسرے یہ کہ اگر میں کچھ نہ مانگتا تو حضور خود بطور مانگے مجھے عطا فرماتے حضور بن مانگے دینے والے داتا ہیں مصطفٰے اشرف رسل حضرت علی کے اس واقعہ سے اپنا قرب رسول بیان فرما رہے ہیں کہ مجھے اس بارگاہ میں بہت قرب تھا کیونکہ ادب ہوتا کہ علی نے آغوش رسول میں پرورش پائی تھی۔ رضی اللہ عنہ ف۲ یعنی جیسے گھر کی جو چیز ملتی ہے دروازہ سے ملتی ہے ایسے ہی میرے علم سے جو کچھ جسے ملے گا علی کے ذریعہ ملے گا خیال رہے کہ حضور کے علوم بہت ہیں اور ان علوم کے بہت دروازے ہیں حضرت علی روایت اور قضا کے دروازہ ہیں کہ فرمایا واقضاهم علی حضرت ابی ابن کعب علم تجوید یعنی قرأت کے دروازے ہیں کہ فرمایا اقرأ امتی ابی اور حضرت زید ابن ثابت علم فرائض کے دروازہ ہیں کہ فرمایا افرضکم زید اور حضرت معاذ ابن جبل علم حلال و حرام کے دروازہ ہیں کہ ھو اعلمکم بالحلال والحرام حضور کے علوم جنت سے زیادہ وسیع ہیں جب جنت کے دروازے آٹھ ہیں تو ظاہر ہے کہ حضور کے علم کے کتنے دروازے ہیں ان میں سے ایک حضرت علی ہیں ہر صحابی حضور کے کسی نہ کسی علم کا دروازہ ہیں فرمایا اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (مرقات) ہمنوا فرماتے ہیں کہ علم ولایت کے حضرت علی قاسم ہیں ہم نے عرض کیا ہے ؎

ہوں چشتی قادری یا سہروردی تفضلی ہوں ولایت کا انہی کے ہاتھ سے سب کو ملا ٹکڑا

غرضکہ یہاں حصر کا کوئی قطعہ نہیں کہ صرف علی ہی دروازہ ہیں اور دوسرا نہیں بعض روایات میں ہے کہ میں علم کا شہر ہوں ابوبکر جس کی بنیاد ہیں عمر اس کی دیوار عثمان چھت اور علی اس کا دروازہ ہیں اسے مرقات نے بحوالہ کتاب الفردوس نقل فرمایا اسی جگہ عرض کر دوں کہ اگر علم سے مراد علم طریقت ہے تو صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کا دروازہ ہیں اور

عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرُ شَرِيْكٍ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يُجْنِبُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ قَالَ عَلِيُّ ابْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ لِضِرَارِ ابْنِ صُرَدٍ مَّا مَعْنٰى

سے کسی ثقہ سے نہیں پہچانتے ۔ اور روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت علی کو بلوایا ان سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا کہ حضور کی سرگوشی اپنے چچازاد سے کے ساتھ بہت دراز ہوئی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے میں نے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے سرگوشی کی ۔ (ترمذی) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کو جائز نہیں کہ اس مسجد سے جنبی ہو کر گزرے ۔ علی ابن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار ابن صرد سے کہا کہ اس حدیث کے معنی

اگر علم شریعت مراد ہے تو حضرت علی در دانائی دین میں سے ایک دروازہ ہیں ۔ ۱۲ اس حدیث کی اصل ابی الصلت عبدالسلام ابن صالح ہروی سے ہے یہ شخص شیعہ تھا مگر ثقہ تھا اس سے دیگر صحابہ کرام کے مناقب کی روایات مروی ہیں بعض محدثین نے اسے موضوع کہا بعض نے ضعیف مگر حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے (ازمرقات و اشعۃ اللمعات) ۱۲ غزوۂ طائف شہر میں ہوا ہے فتح مکہ سے متصل یعنی فتح طائف کے دن حضور انور نے حضرت علی سے بہت دراز سرگوشی فرمائی لوگوں نے اس دراز سرگوشی پر تعجب کیا (اشعہ) یا مطلب یہ ہے کہ جب حضور نے حضرت علی کو طائف بھیجا (مرقات) اس عبارت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مجھے رب تعالیٰ نے علی سے سرگوشی کرنے نہیں بلکہ بتانے کا حکم دیا ہے میں اس کے حکم سے یہ عمل کر رہا ہوں دوسرے یہ کہ میری سرگوشی درحقیقت رب تعالیٰ کی سرگوشی ہے کہ میں خفیہ طور پر یہ کام کروں گا اگرچہ رب کی طرف سے بندوں کی طرف نسبت کرنا مجازی ہے ۔ ذوقیت وقف اللہ وفی ایدیکم نے خوب فرمایا ؎

سنگر بزد می نرمد دست جناب ۔۔۔ ما رمیت اذ رمیت آید خطاب

تا ، بدگر شرح این مجمل کنم ۔۔۔ بر تخیر بیچ نبود ما علم !

۱۲ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی میں نہیں ہے یہ مطلب نہیں کہ حضرت علی کو مسجد کے جنبی ہونے کی اجازت

هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ لَا يَحِلُّ وَلَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهُ جُنُبًا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ

کیا میں فرمایا یہ مطلب ہے کہ میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ جنابت میں مسجد کو راستہ بنالے ۱۲ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے غریب ہے ۞ روایت ہے حضرت ام عطیہ سے ۱۲ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جن میں جناب علی تھے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا سالانکہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے الٰہی مجھے موت نہ دینا حتی کہ تو مجھے علی کو دکھا دے ۱۲ (ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت ام سلمہ سے فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ علی سے

ہے مگر حالت جنابت مسجد میں سے گزرنے کی اجازت دی گئی مطلب وہ ہے جو آگے آرہا ہے: ۱۲ اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ کسی کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف نہ ہونا کہ اسے مسجد میں سے گزرنا پڑے سوائے حضرت علی کے کہ ان کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو سکتا ہے وہ مسجد میں گزریں اگرچہ حالت جنابت ہو یہ حکم حضور کی حیات شریف میں تھا اس کے قریب فرمایا کہ جس کا دروازہ مسجد میں ہو وہ بند کر دیا جاوے سوائے ابوبکر کے دروازہ کے کہ کھلا رہے لَا يَبْقَيَنَّ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِيْ بَكْرٍ اس کی تعمیل ہو چکی ہے خیال رہے کہ وہ دوسری مسجدوں میں سے گزرنا بحالت جنابت قیاس کے برخلاف منع ہے شوافع کے نزدیک جائز ہے الا مسجد حرام مگر مسجد نبوی شریف میں سے بحالت جنابت گزرنا بالاتفاق حرام ہے سوا حضرت علی کے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اب بھی حضرت صدیق کے گھر کا دروازہ مسجد نبوی میں ہے جیسا کہ باب ابوبکر الصدیق میں تبدیل کر دیا گیا ہے ۱۲ آپ کا نام شریف نصیر بن عبد یاسف حلیف بنی الضاریہ ہیں اکثر جہادوں میں جاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں ۱۲ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بازو حضرت علی نہ کر بھیجتے وقت مانگی یا جب حضرت علی نہ پہنچے تب مانگی یا جب اس لشکر کی واپسی کی خبر پہنچی تب مانگی بہرحال اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو حضرت علی سے انتہائی محبت تھی ان کی خبر موجودگی بہت مشتاق تھی (مرقات وغیرہ)

عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَّلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۞ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِّنْ عِيْسٰى أَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ

منافق محبت نہیں کرتا اور ایمان سے مومن بغض نہیں رکھتا [1] (احمد، ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث اسناد سے غریب ہے روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا [2] (احمد) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں حضرت عیسیٰ کی مثال ہے [3] جن سے

[1] یعنی اگر حضرت علی کا ایمان کا کسوٹی پر جانچنا چاہے کہ میں مومن ہوں یا منافق وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں غور کرے کہ مجھے ان سرکار سے کتنی محبت ہے خیال رہے کہ یہاں محبت علی کا ذکر ہے نہ کہ حضرت و حبی محبت علی کا محض دعویٰ محبت کرنا اور ہر طرح ان سرکار کی مخالفت کرنا درحقیقت حضرت علی سے عداوت ہے بعض لوگ بے تحاشہ بھگی ہیں۔ اولاد علی کو حضرات صحابہ کو جو حضرت علی رضی کے دوست ہیں انہیں گالیاں دیتے ہیں وہ محبان علی نہیں دشمنان علی ہیں رب فرماتا ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی اتباع علی بڑی چیز ہے اللہ وہ نصیب کرے۔

[2] اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جو کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نسبی خاندان کی گالی دے وہ درحقیقت اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے کیونکہ حضور بھی حضرت علی کے خاندان میں شامل ہیں یہ خالص کفر ہے دوسرے یہ کہ جو انہیں عناد سے برا کہے وہ درحقیقت مجھے برا کہتا ہے کیونکہ میں اور وہ گویا ایک ہیں ان کی تعظیم میری تعظیم ہے ان سے عداوت مجھ سے عداوت ہے خیال رہے کہ کبھی کسی صحابی نے حضرت علی سے نہ عداوت رکھی نہ انہیں برا کہا ان میں اختلاف ہے ان سے مخالفت یا عداوت نہیں یہ اختلاف ایسا تھا جیسے حضرات برادران یوسف علیہ السلام کی مخالفت یوسف علیہ السلام سے یا جیسے حضرت موسیٰ کا حضرت ہارون سے اختلاف کرنا یہ تو کفر ہے نہ فسق بلکہ اختلاف رائے ہے، حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے چنانچہ امام احمد نے بروایت ابن بریدہ روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت عمر کے سامنے حضرت علی کی کچھ برائی کی تو حضرت عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کیا تم اس قبر کے مکین کو جانتے ہو، میں ہوں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب جو کچھ تم نے علی کا ذکر کر دیا تو خبر سے کرنا اگر تم ان کی اہانت کا تو سمجھو کہ تم نے حضور کو ستایا (مرآت) [3] یعنی ان کی جو شان حق تعالیٰ نے ان میں سے نکالا وہ ہو سکے یا

حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهٗ شَنَآنِيْ عَلٰى اَنْ يَّبْهَتَنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ ۞ وَعَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہود نے بعض روایت کیا حتی کہ ان کی ماں کو تہمت لگائی اور ان سے عیسائیوں نے محبت کی حتی کہ انہیں اس درجہ میں پہنچا دیا جو ان کا مرتبہ تھا پھر فرمایا میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے محبت میں افراط کرنے والے مجھے ان صفات سے بڑھائیں گے جو مجھ میں نہیں ہیں اور بعض بغض کرنے والے جن کا بغض اس پر ابھارے گا کہ مجھے بہتان لگائیں گے (احمد) روایت ہے حضرت براء ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آج یہ نظارہ ہر جگہ ہے روافض حب علی کے دعوی میں حد سے آگے نکل گئے۔ خوارج بغض علی میں حد سے آگے نکل گئے۔ ان شاء اللہ اہل سنت کا بیڑا پار ہے۔ الحمد للہ ہمارے ایک ہاتھ میں جناب علی کا دامن ہے دوسرے ہاتھ میں حضرت صدیق و فاروق کا ہم بفضلہ تعالیٰ اہل بیت کی کشتی میں سوار ہیں۔ صحابہ کرام سے جو چودہ سو برس سے ہدایت کے ستارے ہیں۔

۱ چنانچہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت تو کیا اپنی عظمت و شرافت ہی کا انکار کر دیا جناب مریم کے دامن پاک پر زنا کا دھبہ لگا دیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سنہ صریح قرآن کریم نے ان کی عصمت و عظمت کے قصیدے ارشاد فرمائے رض امتہا۔

۲ چنانچہ بعض عیسائیوں نے آپ کو خدا کہہ دیا۔ بعض نے آپ کو خدا کا بیٹا کہا بعض نے تیسرا خدا غرض کر عبدیت سے نکال کر الوہیت میں داخل کر دیا۔

۳ چنانچہ بعض روافض حضرت علی کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل کہتے ہیں ان کا شعر ہے۔

علی کو مصطفےٰ سے میں تو افضل کہہ نہیں سکتا — مگر اپنے سے بہتر دیکھ کر دعوےٰ کرتے ہیں

بعض روافض آپ کو خدا کہتے ہیں۔ نصیری فرقہ کا مذہب ہے ہم شیعہ ہے پڑھا کرتے ہیں۔

دکھا دو یا علی جلوہ نصیری کے خدا تم ہو — یہ آنکھیں طالب دیدار ہیں حیرت زدا تم ہو

لوگ بے وجہ نصیری کہا کرتے ہیں — کچھ تو دیکھا ہے علی میں جو خدا کہتے ہیں۔

۴ حضرت علی کے اس فرمان میں محبت کو افراط سے مقید کیا کیونکہ محبت علی اصل ایمان ہے بلکہ محبت میں ناجائز افراط کرنا ہے مگر عداوت علی اصل ہی سے حرام ہے کفر ہے اس لئے شنان یعنی عداوت کو بغیر قید بیان فرمایا۔ ہی فصیح و بلیغ قرآن ہے۔

لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

تم تاب پر اترے تو جناب علی کا ہاتھ پکڑا فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں سب نے کہا ہاں فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مسلمان کا ولی ہوں اس کی جان سے زیادہ تو لوگ بولے ہاں تو فرمایا الٰہی جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ (دوست) ہیں ۱۲

۱؎ غدیر یعنی تالاب تم ایک جگہ ہے مکہ مزل سے تین میل دور یہ واقعہ حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا۔ بعض لوگ سمجھے کہ یہ واقعہ حج کو جاتے ہوئے ہوا اس وقت حضرت علی یمن میں تھے وہاں موجود نہ تھے اس وہم سے انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے واپسی پر یہ واقعہ ہوا ہے اس وقت جناب علی ساتھ تھے۔

۲؎ اولیٰ من انفسھم میں عموم مراد ہے اور یہاں اولیٰ من نفسہ میں خصوصی حکم مراد ہے اس فرمان عالی میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم۔ ۳؎ مولیٰ کے بہت معنی ہیں۔ دوست۔ مددگار۔ آزاد شدہ غلام۔ آزاد کرنے والا مولیٰ کے معنی خلیفہ یا بادشاہ نہیں۔ یہاں معنی دوست محبوب ہے یا معنی مددگار اور واقعی حضرت علی مسلمانوں کے دوست بھی ہیں مددگار بھی اس لئے آپ کو مولیٰ علی کہتے ہیں عرب فرماتا ہے فاللہ مولانا وجبریل وصالح المومنین بلکہ کہتے ہیں کہ مراد معنی خلیفہ ہے اور اس حدیث سے لازم ہے کہ بجز حضرت علی کے خلیفہ کوئی نہیں آپ خلیفہ بلافصل ہیں مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے ایک یہ کہ مولیٰ یعنی خلیفہ یا معنی اولیٰ بالتصرف کبھی نہیں ہوتا خود اللہ تعالیٰ اور حضرت جبریل کسی کے خلیفہ نہیں حالانکہ قرآن مجید میں انہیں مولیٰ فرمایا فاللہ مولاہ وجبریل۔ دوسرے یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کسی کے خلیفہ نہیں پھر من کنت مولاہ کے کیا معنی ہوں گے تیسرے یہ کہ حضرت علی حضور کی موجودگی میں خلیفہ نہ تھے حالانکہ حضور نے اپنی حیات شریف میں یہ فرمایا پھر مولیٰ یعنی خلیفہ کیسے ہوگا۔ چوتھے یہ کہ اگر ان کو مولیٰ یعنی خلیفہ ہی ہونا تو بجی بلافصل خلافت کیسے ثابت ہوگی واقعی آپ خلیفہ ہیں مگر اپنے وقت میں۔ پانچویں یہ کہ اگر یہاں مولیٰ یعنی خلیفہ ہوتا تو چاہیے سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار سے حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الخلافۃ فی القریش۔ خلافت قریش میں ہے تم لوگ چونکہ قریشی نہیں لہٰذا تم امیر نہیں بن سکتے وزیر بن سکتے ہو اس وقت حضرت علی نہ تھے یہ واقعہ لوگوں کو یاد کیوں نہ کرا دیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تو مجھے خلافت دے گئے میرے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا بلکہ آپ خاموش رہے اور تینوں خلفاء کے ہاتھ پر باری باری بیعت کرتے رہے معلوم ہوا کہ آپ کی نظر میں بھی یہاں مولیٰ یعنی خلیفہ نہ تھا

اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهُ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ هَنِيْئًا يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ ۞ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

الٰہی جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن ہو اس کے بعد حضرت عمر نے بولے اے ابوطالب کے فرزند مبارک ہو کہ تم نے صبح و شام پایا اس طرح کہ تم ہر مومن مرد و عورت کے مولیٰ ہو گئے (احمد) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر و عمر نے حضرت فاطمہ کا پیغام دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چھوٹی ہے تب پھر ان کا پیغام جناب علی نے دیا حضور نے ان کا نکاح علی سے کر دیا (نسائی) اور روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ

چھٹے یہ کہ حضور کے مرض وفات میں حضرت عباس نے جناب علی سے کہا کہ چلو حضور سے خلافت اپنے لئے لے لو حضرت علی نے انکار کیا کہ میں نہیں مانگوں گا حضور مجھے ہرگز نہ دیں گے (مسند و کتب احادیث) اگر یہاں سوال ہو کہ حضور کیسا صاف قول یہ کہ خلافت کے لئے رد و نقض کے بعد نص قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت چاہئے یہ حدیث نہ تو قطعی الثبوت ہے کہ حدیث واحد ہے نہ قطعی الدلالت کہ مولیٰ کے بہت معنی ہیں اور مولیٰ بمعنی خلیفہ کہیں نہیں آتا۔ ۱۲ معلوم ہوا کہ ہر حضرت علی کا دشمن ہے خدا تعالیٰ اس کا دشمن ہے صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف ملے تھا دشمنی نہ تھی وہ تو رضی اللہ عنہم تھے ابھی اس کی تحقیق گزر چکی اختلاف۔ مخالفت۔ دشمنی میں بڑا فرق ہے ۱۲ یعنی اے علی تم کو اللہ نے بڑی شان بخشی تمہاری محبت و الفت ایمان کی کسوٹی ہے تمہارا دشمن کافر ہے تمہارا محب مومن بشرطیکہ محبت صحیح ہو۔ ۱۲ یعنی ان دونوں کی عمریں بہت زیادہ ہیں اور فاطمہ کی ہیں عمری مناسبت نہیں ہے دوسری وجہ یہ تھی ابھی جناب فاطمہ کے نکاح کے متعلق وحی الٰہی نہیں آئی تھی یہ نکاح وحی پر موقوف تھا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے (از مرقات) اس جواب سے معلوم ہوا کہ اگر حضرت ابوبکر یا عمر کی عمریں جناب فاطمہ سے مناسب ہوتیں تو ان سے نکاح کر دیا جاتا آخر رقیہ و ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے اور زینب کا نکاح ابوالعاص سے ہوا نکاح کے وقت جناب فاطمہ کی عمر سترہ سال اور حضرت علی کی عمر بائیس سال تھی اور حضرت ابوبکر و عمر کی عمریں بہت زیادہ تھیں ۱۲ اس نکاح کا پورا واقعہ جہاں مرقات میں تحریر ہے ہم نے بھی اپنی کتاب اسلامی زندگی میں نظم میں لکھا ہے۔ جب جناب فاطمہ کی عمر پندرہ سال ہوئی تب حضرت علی نے کسی ذریعہ سے پیغام

نوٹ نکاح کے متعلق

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِيٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ لِيْ مَنْزِلَةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ اَتَيْتُهُ يَا عَلِيُّ سَحَرٍ وَاَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ ۔ وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّنِيْ

صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا سوا حضرت علی کے دروازے کے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۔ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ قرب و منزلت تھی جو مخلوق میں کسی کو نہ تھی میں آپ کی خدمت میں سویرے سحر کے آتا تھا عرض کرتا تھا آپ پر سلام ہو اے اللہ کے نبی صلے تو اگر آپ کھانسی دیتے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتا ورنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا (نسائی) ۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ میں بیمار

نکاح دیا حضور نے فرمایا کہ مجھے رب نے یہ ہی حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کردوں ۔

صلے یعنی جن صحابہ کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں تھے ان تمام دروازوں کے بند کر دینے کا حکم دیا سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے کہ وہ مسجد ہی میں رہا اس کی پوری بحث باب مناقب ابوبکر میں گزر چکی حضرت ابوبکر صدیق کا دروازہ بھی مسجد نبوی میں رکھا گیا حضرت صدیق اکبر کا دروازہ مسجد میں رہنا مسلم بخاری کی روایت سے ثابت ہے جیسا کہ باب مناقب ابی بکر الصدیق میں گزر چکی

سلے واقعی حضرت علی کو بعض قرب حضور سے وہ حاصل تھا ہے جو کسی بشر کو کسی مخلوق کو حاصل نہیں آپ حضور کے چچا کے بیٹے ہیں ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے گھر میں اور آپ نے حضور کی آغوش میں پرورش پائی ہے آپ جناب فاطمہ کے خاوند ہیں آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل کی اصل ہیں آپ ساری مخلوق میں منفرد ہیں ۔

سلے یعنی میں نماز فجر سے پہلے ہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر آتا تو اجازت داخلہ کے لئے سلام کرتا تھا یہ سلام تحیت نہ تھا بلکہ سلام استیذان تھا ۔ اجازت مانگنے کا سلام سلے یعنی جو کہ صرف اجازت کی ضرورت نہ تھی مجھے حاضری کی اجازت عام تھی حضور افور کا جواب سلام نہ دینا میرے لئے اجازت ہوتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اجازت لینے کے واسطے جو سلام ہو اس کا جواب دینا واجب نہیں سلام تحیت کا جواب دینا واجب ہے (از مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ سلام تحیت ۔ سلام اکرام ۔ سلام عتاب ۔ سلام متارکہ ۔ وغیرہ ان سب کے احکام جدا جدا ہیں ۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَاَرْفِغْنِيْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهِ اَوْ اَشْفِهِ شَكَّ الرَّاوِيُّ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِيْ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ - اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

تھا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ سے میں کہہ رہا تھا کہ الٰہی اگر میری موت آگئی ہے تو آرام مجھے جلد دے اور اگر ابھی دیر ہے تو مجھے صحت دے اور اگر امتحان ہے تو مجھے صبر دے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا کہا انہوں نے دوبارہ آپ پر پیش کر دیا جو کہا تھا حضور نے اپنے پاؤں سے ان کو ٹھوکر لگائی اور فرمایا الٰہی انہیں عافیت دے، انہیں شفا دے راوی کو شک ہے فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی بیماری نہ ہوئی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی ؛ دس صحابہ کے فضائل رضی اللہ عنہم پہلی فصل

سبحان اللہ عجیب عزت مانے جس کی مرض کے ہر ہیجان پر مالکی ہے راحت دینے سے زیادہ دعا کرنے کی امت بھی امت ہوتی ہے کہ رسول کے ذریعہ ملک دنیا کی آفات و تکالیف سے نجات پا جاتا ہے اور دنیا سے بھی راحت جس سے زیادہ ہے اور زندہ رہنے کو کہ زندگی کی بہار بندگی سے ہے ۱۲ معلوم ہوا کہ حضور کے قدم شریف میں شفا ہے آپ کی ٹھوکر دوا سے بہتر ہے تو بعض جو خیال کرتے ہیں کہ حضور کو ٹھوکر لگانا بے ادبی ہے یہ حدیث ہے ۱۲

سلگتے دلوں نے جہاں ابدی پائی ہے ٹھوکروں میں ترے آستانہ کی ہے

۲ یعنی اس ٹھوکر شریف کے بعد مجھے بیماری کبھی نہ ہوئی دوسری جو بیماریاں ہوئی وہ ہوئی ۔ یوں سمجھو کہ حضور کی قدم سے صرف صحت ہی نہیں ہوتی بلکہ تندرست رہنے کی طاقت بھی ہوتی ہے ۱۲ یہ دس حضرات وہ ہیں جن کو جنت کی بشارت دی گئی ہے اسی حضرت قدس سرہ نے فرمایا ؎

ان دسوں پر جنت کا مژدہ ہے اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

وہ دس حضرات یہ ہیں جن کے نام شریف ان دو شعروں میں ہیں ؎

وہ یار ہمدم اللہ والے ابوبکر و عمر علی و عثمان

مقدم است و مشہد و اسعید و فاروق و حیدر و عبدالرحمان ؛

عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا وَّعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ؛

روایت ہے حضرت عمر سے فرمایا کہ اس خلافت کا زیادہ حقدار اس جماعت سے کوئی نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ حضور ان سے راضی تھے [1] تو حضرت علی۔ عثمان۔ زبیر۔ طلحہ۔ سعد اور عبدالرحمان کا نام لیا [2] (بخاری) ؛

یعنی ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضیٰ، طلحہ، زبیر ابن عوام، سعد ابن ابی وقاص عبدالرحمٰن ابن عوف، ابوعبیدہ ابن جراح، سعید ابن زید یہ تمام حضرات قریشی ہیں ان کے بڑے درجے ہیں۔ (ازاشعۃ اللمعات) ؛

[1] عربی میں نفر تین سے دس تک کی جماعت کو کہتے ہیں حضور کے راضی ہونے سے مراد اعلیٰ درجہ کی رضا و خوشی ہے ورنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ تمام اہل بیت سے راضی تھے یہاں مرقات نے فرمایا کہ اس فرمان فاروقی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو خلیفہ کر سکتے ہیں دیکھو اس وقت حضرت عثمان و علی سب سے افضل تھے مگر جناب عمر نے اور حضرات کا نام بھی خلافت کے لئے لیا دوسرے یہ کہ خلافت چند طرح سے ہو سکتی ہے [1] خلیفہ خود کسی کو اپنا جانشین کر دے جیسے حضرت صدیق نے عمر فاروق کو کیا [2] مجلس شوریٰ کسی کو خلیفہ بنائے جیسے عثمان غنی کی خلافت، مرقات، خلافت کے لئے ہاشمی یا معصوم ہونا ضروری نہیں [3] جب ابولؤلؤ نے بعد نماز فجر محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عمر کو خنجر مارا آپ سخت زخمی ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھیڑ ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ امیرالمومنین کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں تب آپ نے ان چھ بزرگوں کے نام لئے کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ چن لیا جائے یہ کہہ کر اس دن کی جماعت میں جناب صدیق اکبر پہلے وفات پا چکے تھے آپ اب شہادت کا جام نوش کر رہے ہیں حضرت ابوعبیدہ ابن جراح بھی وفات پا چکے تھے رہے سعید ابن زید رضی اللہ عنہ حضرت عمر کے چچازاد بھائی بھی تھے اور سگے بہنوئی بھی اس لئے اپنی قرابت کی بنا پر ان کا نام نہیں لیا جیسے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ ابن عمر کو کہیں عہدہ پر نہ لگایا اس وقت ان کا نام لیا آپ کی شہادت کے بعد حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف نے ان چھ حضرات سے کہا کہ تم میں سے بعض حضرات بعض کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو جائیں کیونکہ تم سب میرے بھائی اور خلیفہ بننے کا ایک تو حضرت زبیر نے کہا کہ میں علی کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں۔ سعد ابن وقاص آپ کے حق میں طلحہ جناب عثمان کے حق میں دست بردار ہو گئے اب صرف تین رہ گئے عثمان علی اور عبدالرحمٰن ابن عوف پھر عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان و حضرت علی سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک دوسرے کے حق میں دست بردار ہو جائے مگر وہ دونوں خاموش رہے تو آپ نے کہا اے علی و عثمان تم مجھے اختیار دو کہ میں جسے چاہوں خلیفہ بنا دوں دونوں نے کہا

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ

روایت ہے حضرت قیس بن ابی حازم سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب طلحہ کا ہاتھ شل دیکھا ہے میں سے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی احد کے دن حفاظت کی تھی (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا کہ قوم کی خبر

ہاں آپ مختار ہیں بہت تحقیق و تلاش کے بعد آپ نے حضرت علی کو تنہائی میں بلا کر کہا کہ آپ کے فضائل و مناقب روز روشن کی طرح عیاں ہیں اگر آپ کہیں تو آپ کو خلیفہ بنا دوں تو آپ عدل کرنا اگر عثمان کو بنا دوں تو آپ ان کی اطاعت کرنا یہ سن کر حضرت عثمان سے کہا ان دونوں نے وعدہ کیا پھر عثمان سے کہا کہ ہاتھ پھیلایئے میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں پھر سب لوگوں نے اور حضرت علی نے جناب عثمان سے بیعت کر لی اس کا پورا واقعہ مرقات۔ اشعۃ اللمعات اور کتب تواریخ میں ملاحظہ کرو ۔

شرح قولہ یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں حضور انور کو زمانہ کفر میں دیکھا تھا۔ پھر جب اسلام کی بیعت کرنے حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی جن لوگوں نے آپ کو صحابی کہا ہے انہوں نے اسی دیدار رسول سے دھوکا کھایا ہے جو آپ کو زمانہ کفر میں ہوا تھا۔ آپ نے عشرہ مبشرہ میں سے نو صحابہ سے احادیث روایت کیں یہ کسی تابعی کو میسر نہیں ہوا۔ جبروان کے جہاد میں حضرت علی کے ساتھ تھے آپ کی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی ۷۴ھ میں وفات پائی معاویہ عبدالرحمٰن ان عوف کے عشرہ مبشرہ میں سے ہیں روایات ہیں (مرقات)

شرح آپ طلحہ بن عبداللہ بن عثمان ابو محمد ہے قرشی ہیں قدیم الاسلام سوا بدر کے سارے غزوات میں شریک ہوئے بدر کے مرتبہ پر انہیں حضور انور نے ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش کے لئے بھیجا ہوا تھا جب واپس آئے تو جہاد ہو چکا تھا (مرقاۃ) آپ کو اس غیر حاضری کا بہت صدمہ ہوا فرمایا کہ اچھا اب اگر کوئی غزوہ ہوا تو میں اپنے رب کو دکھا دوں گا کہ میں کیسی خدمت اسلام کروں گا۔ اگلے سال احد میں آپ شریک ہوئے جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور کفار نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا گھیر گھیر لیا۔ تو آپ حضور کے آگے ڈھال بن کر کھڑے ہو گئے تو تیر تلوار نیزہ حضور پر آتا آپ اپنے جسم شریف پر لیتے حتیٰ کہ کچھ زخم کھائے جب صحابہ غزوہ احد کا ذکر کرتے تو کہتے کہ وہ دن ابوطلحہ کا دن تھا۔ آپ نہایت حسین تھے آپ جمعرات کو بھیس جمادی اولیٰ ۳۶ھ چھپن جنگ جمل میں شہید ہوئے جو ستر سال عمر پائی بصرہ میں دفن ہوئے (مرقات واشعہ) لکھتے ہیں ان کے مزار کی زیارت کی ہے آپ کے متعلق یہ آیت اُولٰئِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ انہوں نے اپنا قصہ حیات پورا کر دیا نذر پوری کر دی اللہ نے فرمایا کہ آپ نے اچھی رقم کمائی ہے

الْقَوْمِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِنِيْ

کون جائے گا تو جناب زبیر نے عرض کیا میں تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے مخلص دوست ہوتے ہیں اور میرے مخلص دوست زبیر ہیں متفق علیہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت زبیر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کون قریظہ

حتیٰ کہ تنگدستی بھی زخمی ہو گئی تھا۔

۲؎ لوگ آپ کے اس صدمے ہوئے باغ شریف کی زیارت کرتے ہوں گے اس لئے فرمایا سا ایسا۔

۱؎ احزاب غزوہ خندق کا نام ہے جو ۵ھ یا ۴ھ ہجری میں ہوا اسے غزوہ احزاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہر قسم کے کفار سے جمع ہو کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی احزاب جمع ہے حزب کی بمعنی گروہ یا فوج حضور انور نے کفار کی کثرت دیکھ کر فرمایا تھا کہ مدینے کے ارد گرد خندق کھودو تاکہ وہ ہر طرف سے مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکیں اور خندق کے دروازہ پر پہرہ رکھو اس لئے اسے غزوہ خندق بھی کہتے کفار نے بہت دن تک مدینہ منورہ کا سخت محاصرہ رکھا ایک دن حضور نے خبر دی تھی کہ آج رات سخت آندھی آوے گی جو کفار کی جماعتوں کو تتر بتر کر دے گی چنانچہ رات کو آندھی آئی سخت سردی تھی تب حضور انور نے رات میں فرمایا کہ کون ہمت کرے گا۔ کہ کفار کے لشکر کی تحقیق کر کے آئے کہ ان کا کیا حال ہوا وہ تتر بتر ہو گئے یا کچھ باقی ہیں۔

۲؎ اس رات سردی اس قدر تھی کہ ادھر جانے کی بلکہ گھر سے نکلنے کی کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی اس وقت حضرت زبیر کا جرأت کرنا بہت بڑی خدمت تھی خیال رہے کہ حضرت زبیر ان حرام قریش ہیں ان کی والدہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں لہٰذا آپ حضور کے چچیرے بھائی ہیں اور بی بی اسماء بنت ابوبکر کے خاوند ہیں تو حضور کے سڑھوئے سوا سال کی عمر میں ایمان لائے آپ کے چچا نے آپ کو رسی میں بند کر دیا تاکہ گھبرا کر اسلام چھوڑ دیں مگر آپ ایمان پر قائم رہے آپ کو جنگ جمل میں مروان بن حرمز نے قتل کیا ۶۴ھ میں آپ کی عمر چونسٹھ سال ہوئی وادی سباع میں دفن کئے گئے پھر عرصہ کے بعد بصرہ میں نعش شریف لائی گئی وہاں دفن کئے گئے ۱۲ منہ بات یہ ہے کہ غیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

۳؎ حواری بیاض حور سے بمعنی صفائی یا سفیدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پہلے کچھ حضرات ایمان لائے آپ کی بہت خدمت کی انہیں حواری کہا جاتا ہے۔ اب ہر مخلص دوست کو حواری کہا جاتا ہے وہ اسی پیاں مراد ہے۔

بَنِیْ قُرَیْظَةَ فَیَاتِیْنِیْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۞ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَیْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ ابْنِ مَالِكٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ یَوْمَ اُحُدٍ یَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۞ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّیْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۞

کے پاس کون جائے گا جو ان کی خبر لے کر آئے میں چلا گیا پھر جب میں لوٹا تو میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ دونوں جمع فرما دیے کر فرمایا تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہ سنا کہ آپ نے کسی کے لیے اپنے ماں باپ جمع کیے ہوں سوا سعد ابن مالک کے کہ میں نے احد کے دن آپ کو فرماتے سنا کہ اے سعد تیر مار تم پر میرے ماں باپ فدا (مسلم بخاری) اور روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ میں پہلا وہ عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا ۞ (مسلم بخاری) ۞

۱؎ غالباً یہ واقعہ بھی غزوہ احزاب ہی کا ہے اسی غزوہ میں یہود مدینہ نے بغاوت کر دی تھی کفار مکہ سے انہوں نے یہ سازباز کی تھی کہ باہر سے تم مدینہ پر حملہ کرو ہم اندر مدینہ ہم اور مسلمانوں کو ختم کر دیں گے حضور کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے حضرت زبیر کو دریافت کے لیے بھیجا کہ جا کر دیکھو کیا واقعہ ہے حضرت زبیر نے واپس آ کر عرض کیا کہ یہود کی غداری کا حال سچ ہے حضور نے فرمایا کہ یہ فرمان عالی غزوہ بنی قریظہ میں ہوا جبکہ بنی قریظہ اپنے قلعوں میں چھپ گئے تھے حضور نے ان کا محاصرہ فرمایا یہ غزوہ بھی ۵ھ میں ہوا خندق کے متصل۔ ۲؎ اس موقعہ پر حضور نے حضرت زبیر سے یہ فرمایا اور غزوہ احد میں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے یہ ہی فرمایا تھا۔ فداک ابی و امی خیال رہے کہ میں فدا میرے ماں باپ فدا انتہائی محبت و عظمت ظاہر کرنے کے لیے کہے جاتے ہیں ۳؎ خیال رہے کہ مالک نام ہے ابو وقاص کا لہٰذا یہ فرمان سعد ابن ابی وقاص سے ہے یعنی احد کے دن آپ کے سوا کسی سے یہ نہ فرمایا لہٰذا کہ ابی و امی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت زبیر سے بھی یہ فرمایا ہے خیال رہے کہ سعد ابی وقاص ۱۷ھ میں مقام عقیق میں فوت ہوئے پھر آپ کی نعش مدینہ منورہ لا کر دفن کی گئی مروان ابن حکم نے جنازہ پڑھایا اس وقت وہی وہاں کا حاکم تھا۔ آپ کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی عشرہ مبشرہ میں سب سے پیچھے آپ کی وفات ہوئی ۴؎ اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سنہ یک ہجری میں حضرت ابو عبیدہ ابن حارث کی سرکردگی میں ساٹھ صحابہ کو ابو سفیان کے مقابلہ میں بھیجا تھا مگر جب ہی زیادہ

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِيْ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُهٗ فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آنے کے وقت ایک رات بے خواب رہے[1] پھر فرمایا کاش کوئی نیک شخص ہماری حفاظت کرتا[2] اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے عرض کیا میں سعد ہوں فرمایا کیا چیز تم کو یہاں لائی عرض کیا میرے دل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر خطرہ گذرا تو میں ان کی حفاظت کرنے آیا[3] ان کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر سو گئے[4] (بخاری مسلم) اور روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر امت کا کوئی امین ہوتا ہے، اور اس امت کا امین

تھے اس لیے خشک نہ ہوئی مگر حضرت سعد ان دو خاص نے ان کفار پر ایک تیر چلایا یہ مسلمانوں کی طرف سے پہلا تیر کفار پر چلا (اشعہ)

[1] یہ واقعہ کسی غزوہ سے واپسی کے وقت ہوا کہ تمام رات حضور سفر کرتے رہے آخر رات میں مدینہ آرام کرنے کے لئے اترے۔

[2] چونکہ اس زمانہ میں بغیر حفاظت سونا خطرناک تھا اس لئے جو دعا کی حضور نے یہاں دو دعائیں کیں۔ ایک یہ کہ میری حفاظت کے لئے کسی کو بھیج دے۔ دوسرے یہ کہ وہ حافظ بندہ صالح ہو حالانکہ رب وعدہ فرما چکا تھا کہ واللہ یعصمک من الناس تاکہ انتہائی تدابیر اختیار کرنا سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہو جاوے اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی حفاظت غیر صالحین کی حفاظت سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ جمیع صالحین کی حفاظت ہی ہم سب کو رکھے یہ بھی معلوم ہوا کہ خیر و فلاح کی تدابیر خلاف توکل نہیں۔

[3] سبحان اللہ یہ ہے حضور کی دعا کا اثر اور دعا فرمائی اور سر حضرت سعد کے دل میں یہ خیال آیا معلوم ہوا کہ حضرت سعد کا ایمان، آپ کا تقویٰ وغیرہ رجسٹرڈ شدہ ہے۔

[4] ایسی دعا غیر معمولی ہوتی ہے۔ حضور اقدس بہت خوش ہو کر یہ دعا دی حضرت کا بیڑا تر گیا دعا کرانا اور دعا دینا اس میں بہت فرق ہے۔

اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ وَسُئِلَتْ مَنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَہٗ قَالَتْ اَبُوْ بَکْرٍ فَقِیْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ عُمَرُ فَقِیْلَ

ابو عبیدہ ابن جراح پر متفق علیہ (صحیح بخاری) ۔ روایت ہے حضرت ابن ابی ملیکہ سے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا یا ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے فرمایا ابوبکر کو پھر کہا گیا پھر ابوبکر صدیق کے بعد کسے بناتے فرمایا عمر کو کہا گیا

۱؎ یعنی ہر امت میں بعض لوگ ایسے گزرے ہیں کہ ان پر قوم بھروسا کرتی تھی سب کو ان پر اعتماد تھا فقہ اور قوم میں بھروسہ تھے میری امت میں ان صفات کے اعلیٰ مظہر حضرت ابو عبیدہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور رسول اور اپنے نفس کے حقوق پورے پورے ادا کرتے ہیں ان میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتے خیال رہے کہ یہ صفات تمام صحابہ میں تھیں مگر حضرت ابو عبیدہ میں علی وجہ الکمال تھیں اور حضرت ابو عبیدہ میں امانت داری کے سوا اور بہت صفات تھیں مگر یہ صفت نہایت نمایاں تھی اس لئے فرمایا کہ ہر امت کے امین ابو عبیدہ ہیں لہذا اس سے نہ تو یہ لازم ہے کہ باقی صحابہ امین نہ تھے نہ یہ کہ جناب ابو عبیدہ میں سوا امانت داری کے اور کوئی صفت نہ تھی حضرت ابو عبیدہ نے سنہ ۱۸ھ میں ملک شام میں وفات پائی عمر شریف اٹھاون سال ہوئی۔ عہد فاروقی میں وفات ہوئی آپ مسلمانوں کے جرنیل اعظم تھے۔ آپ کی حتی الامکان کوشش یہ ہوتی تھی کہ جہاد میں مسلمانوں کا خون کم سے کم بہے اور زیادہ سے زیادہ فتح ہو جب حضرت عمر نے حضرت خالد ابن ولید کو معزول کر کے آپ کو سپہ سالار بنایا تو آپ نے بیس روز تک حضرت خالد کو اس کی خبر ہی نہ دی بڑی حیرت سے کام کرتے رہے۔ دوسروں سے ان کو بھلا کر میں معزول ہو چکا (رضی اللہ عنہا) (مرقات) جب نجران کے لوگوں نے حضور سے عرض کیا کہ آپ ہمارے ہاں کوئی امین بھیج دیں تو حضور انور نے فرمایا کہ میں ایسا امین بھیجوں گا جیسا کہ چاہئے۔ سب صحابہ منتظر رہے کہ ہم بھیجے جائیں۔ مگر حضرت ابو عبیدہ کو بھیجا گیا (مرقات) ۲؎ آپ کا نام عبداللہ ابن عبداللہ ابن ابی بکر ہے اور ابوبکر کا نام زبیر ابن عبداللہ ہے آپ تیمی قرشی ہیں تابعی ہیں حضرت عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ میں آپ قاضی رہے ۱۱۷ھ میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی بہت صحابہ سے ملاقات کی۔

مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ رض وَكَوْنُ كُرْ

کے بعد پھر کسے کہیں گے ابو عبیدہ ابن جراح کو (مسلم) ؛ روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کوہ حرا پر تھے اور ابو بکر و عمر اور عثمان و علی طلحہ اور زبیر تھے کہ پتھر کی چٹان ہلی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا تجھ پر نہیں ہے مگر نبی یا صدیق یا شہید ؛ بعض محدثین نے یہ زیادہ کیا کہ سعد ابن ابی وقاص بھی تھے اور حضرت علی کا ذکر

؎ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کا اپنا اندازہ ہے کہ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم بعد علماء ترتیب وار مقرر فرماتے تو پہلے حضرت ابوبکر کو مقرر کرتے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت ابو عبیدہ ابن جراح کو کیونکہ حضرت ابو عبیدہ میں خلافت کی تمام صلاحیتیں امانت داری سیاست دانی وغیرہ سب حل و جمال کمال موجود تھیں شیخین جن سابقہ میں خلافت کے پہلے چناؤ کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا تھا کہ مجھے خلافت کا شوق نہیں تم میں علی۔ عمر۔ ابو عبیدہ ابن جراح موجود ہیں ان میں سے کسی کو خلیفہ بنا لو لوگوں نے کہا آپ سے بہتر کون ہو سکتا ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں واشتہ اعلم رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کل طور پر صدیق اکبر کو اپنا خلیفہ بنا دیا تھا کہ مرض وفات شریف میں نماز کے مسئلہ پر حضرت صدیق کو کھڑا کر دیا تھا مگر قول سے خلیفہ نہیں بنایا تھا یہاں قول خلیفہ بنانا مراد ہے کہ اگر حضور کسی کو اپنے قول سے خلیفہ بناتے تو ان صاحبوں کو بناتے ؎ حرا شریف یعنی جبل نور کی حرکت وجدانی تھی اس لئے کہ اس پر حرا کے قدم ہیں جس کا درجہ عرش علیٰ سے بھی زیادہ معلوم ہوا کہ پتھر بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پہچانتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں جس دل میں ان حضرات سے الفت نہ ہو وہ پتھر سے زیادہ سخت ہے ؎ یہاں او بمعنی واؤ ہے اور شہید سے مراد جنگی شہید ہے۔ کیونکہ یہ پانچ حضرات سب ہی شہید ہیں حضرت عثمان جل کی شہادت تو دنیا میں مشہور ہے حضرت طلحہ اور زبیر کی شہادت جنگ جمل کے موقعہ پر ہوئی جبکہ یہ دونوں حضرات جنگ سے علیحدہ ہو چکے تھے حضرت زبیر تو وادی السباع میں قتل کئے گئے۔ وہاں سے بصرہ لا کر دفن کئے گئے حضرت طلحہ جنگ سے الگ ہو گئے پھر بھی قتل کئے گئے (مرقات)

عَلِيًّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَاَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ۔ رَوَاهُ

ترجمہ: علیؓ کی (مسلم) دوسری فصل روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر جنتی ہیں اور عمر جنتی ہیں اور عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں اور طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف جنتی ہیں اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں، اور سعید ابن زید جنتی ہیں اور ابوعبیدہ ابن جراح جنتی ہیں [1]

[1] حضرت سعد ابن ابی وقاص شرعی شہید نہ ہوئے بلکہ اپنے گھر میں آپ کی وفات ہوئی گھر والوں کی تحقیق میں تھا وہاں سے مدینہ منورہ آپ کی نعش لائی گئی جنت بقیع میں دفن کی گئی۔ مگر چونکہ آپ کی وفات کسی ایسے مرض سے ہوئی جس میں مرت شہادت ہوتی ہے اس لئے آپ کو شہید کہا گیا (اشعۃ مرقات) پیٹ کا بیماری۔ طاعون کی بیماری سے مرنے والا حکماً شہید ہوتا ہے [2] آپ کا نام اسلام سے پہلے عبدالکعبہ تھا اسلام لانے پر حضور نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا آپ کی کنیت ابومحمد ہے زہری قرشی ہے حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو مسلمان کیا آپ صاحب ہجرتین ہیں پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تمام غزوات میں حضور انور کے ساتھ رہے غزوہ احد میں آپ نے حضور انور نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ کے پیچھے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی سوا آپ کے کسی کے پیچھے حضور نے نماز نہیں پڑھی احد کے دن آپ کو اکیس زخم لگے پاؤں کے زخم کی وجہ سے آپ کے ایک پاؤں میں لنگ ہو گئی تھی آپ نے آخر ذیقعدہ ۳۲ھ میں بعمر ۷۵ سال وفات پائی بہتر سال عمر ہوئی۔ بقیع شریف میں دفن ہوئے (مرقات) [3] اکثر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں ان چار حضرات کا ذکر اسی ترتیب سے ہوتا ہے۔ ابوبکر عمر عثمان علی اسی ترتیب کو ان کے ترتیب مراتب کی طرف اشارہ ہوتا ہے بعد رسول حضرت ابوبکر صدیق سارے خلق سے افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی ترتیب خلافت کی طرف سے بھی اشارہ ہوتا ہے حضور کے ہر فرمان میں عدیا حکمتیں ہوتی ہیں (اشعۃ مرقات) [4] یہ وہ حدیث ہے جس کی بنا پر اس مبارک جماعت کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ یعنی ایک حدیث میں ان دس کو نام بنام جنت کی بشارت دی

التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَقْرَأُهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ

(ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت سعید ابن زید سے روایت کی اور روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ فرمایا کہ میری امت میں میری امت پر بہت رحیم و کریم ابوبکر ہیں اور اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور ان سب میں سچے حیا والے عثمان ہیں اور زیادہ علم فرائض والے زید ابن ثابت ہیں اور سب میں بڑے قاری ابی ابن کعب ہیں اور حلال و حرام کو بہت جاننے والے معاذ ابن جبل

دی گئی۔ ورنہ حضور کا ہر صحابی بشرط مجتہد ایسا ہی فرماتا ہے وکلا وعد اللہ الحسنی ان باتوں کی بنا ترتیب خود حضور انور نے ہی دی ہے راوی نے نہیں دی اسی ترتیب سے ان کے مراتب ہیں (اشعۃ) ۱ آپ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل ہیں آپ کا لقب عمور ہے سوا بدر کے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے آپ بدر میں حضرت طلحہ کے ساتھ جاسوسی کے لئے ابوسفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیجے گئے تھے واپس آنے پر آپ کو بدر کی غنیمت سے حصہ دیا گیا۔ حضرت خطاب بھی حضرت عمر کی بہن آپ کے نکاح میں تھیں آپ ہی کے ذریعہ سے حضرت عمر ایمان لائے آپ کے والد حضرت زید ابن عمرو نے اسلام سے پہلے دین کی تلاش میں حضرت ورقہ ابن نوفل کے ساتھ بہت سفر کئے حضرت ورقہ تو عیسائی ہو گئے مگر آپ نہ ہوئے آپ دین ابراہیمی پر رہے مکہ والوں سے فرمایا کرتے تھے کہ اے قریشیو میرے سوا تم میں سے کوئی دین ابراہیمی پر نہیں۔ جب سنتے کہ فلاں جگہ زندہ لڑکی دفن کی جانے والی ہے تو وہاں آپ اس کے والد یا چچا سے لے آتے اس کی پرورش کرتے جوان ہو جانے پر اس کے والد یا چچا سے پوچھتے تھے اگر تم کو جانے تو لے جاؤ ورنہ اس کی شادی سب میں اپنے خرچ سے کر دیتا (بخاری شریف مرقات) قرآن شریف نے تین شخصوں کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی شرک و کفر سے بچے۔ زید ابن عمرو ابن نفیل۔ ابوقحافہ سلمان فارسی۔ ان کے بارے میں یہ آیت ہے والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا الخ (مرقات)

۲ حضرت زید ابن ثابت گیارہ برس کی عمر میں ایمان لائے آپ علم فرائض (وراثت) کے امام ہیں آپ اہل جماعت کے ابیر تھے جس نے خلافت صدیقی و عثمانی میں قرآن جمع کیا بہت مخلوق نے آپ سے روایات لیں چھپن سال عمر پائی مشکوۃ پڑھتا پینسٹھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (مرقات) ۳ ابی ابن کعب انصاری خزرجی ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھ شخصوں نے قرآن مجید حفظ کیا ان میں ایک آپ ہیں آپ کی کنیت ابوالمنذر ہے حضور نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوعُبَيْدَةُ بْنُ الْجَرَّاحِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَرُوِيَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَفِيهِ وَأَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ، وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ

ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابو عبیدہ ابن جراح ہیں (احمد، ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور معمر نے قتادہ سے مرسلاً روایت کی اس میں یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر فیصلہ فرمانے والے علی ہیں اور زبیر سے روایت ہے حضرت سے فرماتے ہیں کہ احد کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر دو زرہیں تھیں

آپ علم تجوید و قرأت کے امام ہیں ۱۸ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (مرقات)

۱؎ یعنی سعادت ابدی جیسے بڑے فیصلہ میں آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے انصاری خزرجی ہیں آپ ان ستر انصاریوں میں سے ہیں جنہوں نے حضور کے ہاتھ پر بیعت عقبہ کی اور تمام غزوات میں شامل ہوئے حضور نے آپ کو یمن کا قاضی بنایا۔ پھر حضرت عمر نے جناب ابو عبیدہ کے بعد آپ کو شام کا حاکم مقرر کیا اسی سال عمواس کی طاعون میں آپ کی وفات ہوئی۔ یعنی سترہ اٹھارہ ہجری کی اڑتیس سال عمر ہوئی (مرقات) ۲؎ ابو عبیدہ ابن جراح بڑے زاہد آدمی گزرے ہیں جب حضرت عمر شام سے واپس ہوئے تو لشکروں کے افسران آپ سے ملنے آئے آپ نے پوچھا میرے بھائی ابو عبیدہ کہاں ہیں تھوڑی دیر میں ابو عبیدہ بھی آگئے حضرت عمر آپ سے گلے ملے اور فرمایا کہ میں تمہارے گھر گیا تو ایک بھرپور گھر دیکھا جس میں سامان صرف تمہارا اور تمہارے بال بچوں کا ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ کل سامان حاضر ہے عرض کیا مجھے میرا منزل تک پہنچا دیجئے فرمایا کچھ روٹی کھلاؤ تو اپنے تھیلے سے کچھ سوکھے ٹکڑے نکال کر پیش کئے حضرت عمر رو پڑے اور فرمایا اے ابو عبیدہ تم کو دنیا نے بدل سکے یہ تھے اسلام کے امین اعظم آپ سارے دنیا میں حضور سے مل جاتے ہیں آپ خلافت فاروقی میں طاعون عمواس میں فوت ہوئے آپ پر نماز جنازہ حضرت معاذ نے پڑھائی ۳؎ یعنی خصومات کا فیصلہ کرنے کے علم میں حضرت علی سب سے اعلیٰ و افضل ہیں اسی لئے حضرت عمر آپ کی رائے سے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرتے تھے آپ کو حضور نے یمن کا گورنر بنایا تھا آپ کے فیصلے بہت عجیب عجیب مشہور ہیں فرمایا ہے کہ اس حدیث میں ہر جگہ اسم تفضیل ارشاد ہوا ہے جس میں بتایا گیا کہ یہ تمام صفات دیگر صحابہ میں بھی موجود ہیں مگر قدر مشترک میں نہ کہ ان صفات کامل کے اس فرمان عالی میں حضرت علی کے حق سے تعریف دی گئی کہ صحیح فیصلے وہی کرسکے گا جس کا علم کامل ہو اسے اپنے نفس پر پورا اعتماد ہو طبیعت میں استقامتی فکر ہو یہ تمام صفات حضرت علی میں تھے ۴؎ زرہ لوہے کی قمیص ہے جو جنگ میں پہنی جاتی تھی۔ یہ

فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَعَدَ طَلْحَةُ تَحْتَهُ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَوْجَبَ طَلْحَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ وَقَدْ قَضَى نَحْبَهُ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هٰذَا وَفِي رِوَايَةٍ

آپ اس چٹان پر چڑھنے لگے مگر نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے حتیٰ کہ حضور چٹان پر چڑھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے سنا کہ طلحہ نے جنت واجب کر لی (ترمذی) ۲ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ بن عبداللہ کی طرف دیکھا فرمایا جو اس شخص کو دیکھنا چاہے جو مرنے زمین پر چل رہا ہے اور اس نے اپنا عہد و پیمان پورا کر دیا تو انہیں دیکھے ۳ اور ایک روایت

بہت زخمی ہوئی تھی۔ اور زرہ بہت بڑا ہتھیار ہے جس سے بچاؤ ہوتا ہے اس زمانہ کے لوگ زرہ پہن کر چلنا دوڑنا معمولی کام نہ تھا۔ ۵ یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں کے قدم اکھڑنے لگے تھے آپ اونچی جگہ کھڑے ہو کر جنگ کا حال اور مسلمانوں کی بھاگ دوڑ دیکھنے لگے اور کھڑے ہونے والوں کو دیکھنا چاہتے تھے اسی جنگ میں عقبہ ابن ابی وقاص نے آپ کے حالت بیٹھنے میں تیر مارا جس سے آپ کا دانت شہید ہوا اور نچلا ہونٹ زخمی ہو گیا۔ عبداللہ ابن شہاب نے آپ کا چہرہ زخمی کر دیا ابن حمیدہ نے حضور کی کنپٹی زخمی کر دی اس زور کے وار تھے آپ کے سر میں گڑھ گئے مالک نے ایک خفیہ گڑھا کھودا ہوا تھا اس میں حضور گر گئے ابو سعید خدری نے حضور کے چہرہ کا خون چوسا حضور نے فرمایا کہ جو میرا خون اپنے خون سے ملا دے وہ جنتی ہے (مرقات) ۶ حضرت طلحہ کا انتہائی ہمت و قوت سے کام لینا جنت واجب ہونے کا سبب بنا۔ ۷ حضور کے ساتھ ہونے والے جہاد سے حضور کی خدمت افضل ہے اسی غزوہ میں حضرت طلحہ نے اپنے جسم کو حضور کی ڈھال بنا کر اتنی زخم کھائے کہ بیٹھ نہ سکے تو کوہان ہو گئے زخم کھا چکنے کے بعد حضور انور کے نیچے سے اٹھ کر بیٹھ گئے تھے ۸ جب بھی غزوہ آتا بے اور بیٹھی ہوئی بیماری ہوتی کی عذر دار ہے ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت طلحہ ہر غزوہ میں شریک ہوا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے ابو سفیان کے قافلہ کی تحقیقات کے لئے جب واپس ہوئے تو افسوس کیا اور فرمایا کہ اب اگر کوئی غزوہ ہوا تو میں اس کا بدلہ کر کے دکھا دوں گا۔ جنگ احد میں وہ کارنامے کر کے دکھائے کہ سبحان اللہ

مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَمْشِىْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ ۔ وَعَنْ عَلِىٍّ رض قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِىْ مِنْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِى الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَعْنِىْ يَوْمَ اُحُدٍ اَللّٰهُمَّ اَشْدُدْ رَمْيَتَهٗ

جی چاہے کہ جو اس شہید کو دیکھنا چاہے جو روئے زمین پر چل رہا ہے وہ طلحہ ابن عبید اللہ کو دیکھ لے (ترمذی) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ طلحہ اور زبیر میرے جنت کے پڑوسی ہیں (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۔ روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دن یعنی احد کے دن فرمایا کہ الٰہی اس کی تیر اندازی کو مضبوط کر

فرمایا اپنی ذمہ کھائے حضور کی حفاظت کرتے ہوئے حتیٰ کہ آپ کے ایک ہاتھ خشک ہو گیا پھر حضور کے قدموں کے پیچھے بیٹھے کہ حضور ان کی پشت پر قدم رکھ کر پتھر کی چٹان پر چڑھے اس پر یہ اضافات عمدہ ہوئے اس فرمان میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ فمنھم من قضیٰ نحبہ ۱۲ اس فرمان عالی کے تین مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضرت طلحہ جنگ احد میں درحقیقت شہید ہو چکے تھے اب ان کی زندگی صرف ظاہری ہے جو اتنے کارنامے کر چکے ہوں وہ شہید ہی ہے دوسرے یہ کہ آئندہ وہ کسی کفار سے جنگ کر کے شہید ہوں گے یہ عند اللہ شہید ہیں ان کا نام شہیدوں کی فہرست میں ہے تیسرے یہ کہ ان کا جسم تو اس عالم شہادت میں ہے مگر ان کا دل عالم غیب میں پہنچ چکا ہے روحانی شہید ہیں (مرقات) ۱۲ یہ حدیث مختلف الفاظ سے ابن ماجہ ابن عساکر وغیرہم نے روایت کی ہے اس میں ہے کہ طلحہ کے جنازے کے پاس حضرت معاویہ کے آدمی پہنچے تو جناب امیر معاویہ نے ان سے فرمایا کہ تم کو خبر ہی نہ دوں میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ طلحہ ان لوگوں سے ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد پورا کیا (مرقات) ۱۲ یعنی حدیثوں حضرات جنت میں جو سب سے زیادہ جنت کے قریب ہونگے پڑوسی قریب ہی ہوتا ہے قریب ہی رہتا ہے اس فرمان عالی میں ان دونوں حضرات کے مرتبہ کی طرف اشارہ ہے کہ ان خاتمہ بالخیر تبرکے استحقاق ہی کامیابی محشر میں نجات پل صراط سے بخیریت گزرنا جنت میں داخلہ وہاں کا مقام سب ہی بتا دیا گیا ۔

وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ اِذَا دَعَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ اِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَقَالَ لَهٗ اِرْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ فَلْيُرِنِيْ اِمْرُؤٌ

اور اس کی دعا کبول فرمائے (شرح سنہ) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی سعد جب بھی تجھ سے دعا کریں تو قبول فرمایا کر (ترمذی) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے سوا کسی کے لیے اپنے باپ ماں جمع نہیں فرمائے تھے کہ ان سے احد کے دن فرمایا تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں اور ان سے فرمایا اے بہادر لڑکے تیر چلا (ترمذی) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جناب سعد حاضر ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہیں میرے ماموں کوئی شخص مجھے

سلہ اس فرمان عالی کے بھی دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اجب دعوتہ تفسیر ہے اشعد و رمیتہ کی یا وہ مستانفہ ہے یعنی کہ رسول اس کی دعا کو تیر سیدھا بنا دے کہ جو اس کے منہ سے نکلے قبول کر لے۔ دوسرے یہ کہ یہ دو دعائیں ہیں ایک یہ کہ ان کے تیر اندازی میں ہوکت دے کہ اس سے بہت کافر ہلاک ہوں اور ان کا نشانہ درست رہے دوسری دعا یہ کہ الٰہی انہیں مقبول الدعا مستجاب الدعوات بنا سلہ سعد سے مراد سعد ابن ابی وقاص ہیں جیسا کہ دوسری روایات میں صراحۃً مذکور ہے آپ بفضلہ تعالیٰ بڑے مقبول الدعا تھے حضور انور کی اس دعا کی برکت سے سلہ یعنی احد کے دن کسی کے لئے ماں باپ جمع نہ کئے یا حضرت علی کو کہ دوسرا واقعہ علم میں نہ ہوا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور نے جناب طلحہ سے بھی فرمایا تھا فداک ابی و امی سلہ اس کا مطلب کچھ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اس قسم کے فرمان انتہائی محبت افزائی کے لئے ہوتے ہیں تم پر جس دن تم پر میرے ماں باپ فدا سلہ حزور یعنی جوان بہادر تجربہ کار آپ جب مسلمان ہوئے تو سترہ سال کے تھے غزوہ احد کے وقت آپ جوان تھے جوان آدمی کو بزرگ بیٹا یا بچہ کہہ دیتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ ایک مشرک نے بہت مسلمانوں کو زخمی یا شہید کیا تھا میں نے اسے تاک کر تیر مارا جو اس کی پیشانی پر لگا جس سے وہ گر گیا اور اس کا تہبند اٹھ گیا وہ ننگا رہ گیا حضور انور ہنس پڑے اور مجھے دعائیں دیں۔ (مرقات)

خَالَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ كَانَ سَعْدٌ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَتْ أُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ فَلِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِي وَفِي الْمَصَابِيحِ فَلْيُرِنِي مَنْ بَدَلَ فَلْيُرِنِي ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَرَأَيْتُنَا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا

اپنا ایسا ماموں دکھائے ۱۲ (مرقات) اور کہا کہ سعد بنی زہرہ سے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ بنی زہرہ سے تھیں ۱۲ اسی لیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے ماموں ہیں اور مصابیح میں بجائے فلیرنی کے یہ مذکور ہے ۱۲ تیسری فصل روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ میں نے سعد ابن ابی وقاص کو فرماتے سنا کہ میں پہلا عربی مرد ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا ۱۲ اور میں نے اپنے کو دیکھا کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے

۱ یعنی ایسا شاندار ماموں کسی کو نہیں ملا جیسا ماموں اللہ نے مجھے دیا ہے۔ یہ حضرت سعد کی انتہائی عظمت ہے ۱۲

اولئک آبائی فجئنی بمثلهم ۔۔۔ اذا جمعتنا یا جریر المجامع

۲ زہرہ تو وہ جد ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوی ابن غالب کی جناب آمنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی ہیں کلاب میں اور زہرہ کی اولاد میں حضرت سعد بھی ہیں اس طرح حضرت سعد جناب آمنہ کے خاندان سے ہوئے اور ان کا سارا خاندان خواہ والد کی طرف سے ہو یا نانا کی طرف سے اپنے نانا ماموں ہوتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی والدہ بنی مخزوم میں سے اور تبدیل ہیئت طیبہ میں اس نسبت سے انصار مدینہ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نانا ماموں ہیں۔ اور ادھر حضرت سعد ابن ابی وقاص ہیں۔

۳ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے دیکھ لیا کہ میں اپنے ماموں سعد کا کیسا ادب و احترام کرتا ہوں تو لوگ بھی اپنے نانا ماموں کا اسی طرح احترام و ادب کیا کرو۔ میرا یہ عمل تمہارے لئے سنت ہے ۱۲ اس کی شرح اس کچھ پہلے کی جا چکی ہے۔ کہ آپ نے کسی موقعہ پر یہ تیر چلایا تھا اور تیر چلانا بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے ۱۲

لَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةُ وَرَقُ السَّمُرِ وَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهُ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَضَلَّ عَمَلِيْ وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰى عُمَرَ وَقَالُوْا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُنِيْ وَاَنَا ثَالِثُ الْاِسْلَامِ

تھے ہمارے پاس سوائے ببول کے پتے اور گوند کے اور کوئی کھانا نہ تھا لہٰذا ہم میں سے ہر ایک ایسا پاخانہ کرتا تھا جیسا کہ بکری کرتی ہے جس میں کوئی تری نہیں ہوتی پھر بنو اسد نے مجھے اسلام سکھانا چاہتے تھے تب تو میں خسارہ والا ہوا ہوں گا اور میرے عمل برباد ہو جائیں گے لوگوں نے حضرت عمر کے پاس ان کی شکایت کی تھی کہ یہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ متفق علیہ، مسلم بخاری۔ روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کو اسلام

۱ھ جملہ سوائے ببول کے سکون سے لیکر یہاں تک جملہ معترضہ ہے حضرات یہ کیسے کھاتے ہوں گے بہت اس حضرات کی قربانی بے مثال اسلام کی قدر ان سے پوچھو ہم نے کھایا سوا اسلام پایا ہر کہا قدر کر سکتے ہیں۔ **۲ھ** یعنی ہم کو پاخانہ بکری کی مینگنی کی طرح یا کچھ خشک ہوتا تھا جس میں کوئی تری نہیں اگر کوئی تر چیز کھاتا تو تری ہوتی جب چنے اور ببول کے پتے کھائیں گے تو پاخانہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

۳ھ یہاں اسلام سے مراد نماز ہے کیونکہ نماز اسلام کا بہت اہم رکن ہے قرآن مجید میں نماز کو ایمان کہا گیا ہے ما کان اللہ لیضیع ایمانکم نیز یہ بھی سزا بھی آتا ہے اور یعنی تعلیم اور یعنی تعظیم بھی (تعزروہ وتبجروہ یہاں یعنی تعلیم ہے واللہ اعلم)

۴ھ یعنی اگر ان تمام خدمات اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود مجھے نماز بھی نہیں آتی ان لوگوں کے سکھانے کا حاجتمند رہا تو میں بہت ہی خائب و خاسر ہوا۔ لوگ مجھے نماز سکھانے کی کوشش نہ کریں بلکہ مجھ سے نماز اور دوسرے احکام اسلام سیکھیں میں صحبت یافتہ مصطفیٰ ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں بنی اسد سے مراد بنی اسد کے عوام ہیں نہ کہ ان اسد کی اولاد سے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اپنے علمی کمالات و فضائل بیان کرنا جائز ہے نہ بھی ادب کا منافی ہے فخر نہیں۔

۵ھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد ابن ابی وقاص کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا تھا وہاں قبیلہ بنی اسد آباد تھا ان لوگوں نے آپ کی شکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کی اس شکایت میں یہ بھی کہا کہ یہ نماز غلط پڑھتے ہیں اور ہم کو غلط ہی پڑھاتے ہیں جس سے ہماری نمازیں برباد ہوتی ہیں حضرت عمر نے آپ کو طلب فرمایا اور ان کی شکایات پیش کیں تو آپ نے جواب میں یہ فرمایا کہ میں اولین مواقع میں سے ہوں میں نے صدہا نمازیں حضور کے پیچھے پڑھی ہیں میری نماز غلط کیسے ہو سکتی ہے۔

وَمَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثَالِثُ الْإِسْلَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِنِسَائِهِ إِنَّ أَمْرَكُنَّ مِمَّا يَهُمُّنِي مِنْ بَعْدِي وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ الصِّدِّيقُونَ قَالَتْ

کا تہائی دیکھا ۱۲ اور کوئی آدمی نہیں ملا مگر اس دن جبکہ میں اسلام لایا اور میں سات روز تک اس طرح رہا کہ میں اسلام کا تہائی حصہ تھا ۱۲ (بخاری) اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے فرماتے تھے کہ میرے بعد تمہارے حالات کی مجھے بڑی فکر ہے ۱۲ تم پر صبر نہ کریں گے مگر صبر اور صدق والے ۱۲ جناب

۱۲ یعنی بالغ اور آزاد مردوں میں دوسرے جو سب سے پہلے ایمان لائے تھے تیسرا میں اسلام لایا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص ساتویں مومن ہیں وہاں کل تعداد مراد ہے یہاں آزاد مردوں کی حضرت خدیجہ ابوبکر صدیق علی مرتضیٰ حضرت بلال ان سے پہلے ایمان لا چکے تھے مگر جناب خدیجہ فی بیت تھیں اور علی بچے بلال غلام تھے (اشعہ ۔ مرقات) ۱۲ اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ میرے ایمان لانے کے بعد سات دن تک کوئی ایمان نہیں لایا میں آزاد بالغ مردوں میں تیسرا حصہ مردوں کا رہا سات دن تک ۱۲ اس ارشاد سے حضور انور کی وفات کے بعد کسی جگہ نکاح نہیں کر سکتیں اور نہ حضور انور کی میراث پا سکیں نہ بٹنے کیلئے مگر اس سے کبھی کسی حضور انور کو یہ خیال آجاتا تھا تو دل بیٹھ جاتا تھا ان تمام ارشادات سے جناب صدیقہ کا حال نہایت قابل فکر تھا کیونکہ آپ نکاح کے وقت سات سال تھیں حضور کی عمر شریف ۵۳ سال حضور کی وفات شریف کے وقت آپ کی عمر شریف تقریباً اٹھارہ سال تھی اور کل عمر شریف ترسٹھ سال ہوئی جس جوانی میں حضور کا سایہ اٹھا پھر ساری عمر شریف ایسی بے مثل حالت میں گزاری اس لئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے مجھ پر احسان کیا کہ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی جیسے برخوردار سنی محمد مختار نے عرض کیا ہے ؎

بیٹی نبی کے نکاح میں دے دی	بیٹی راہ خدا میں دے دی
دینی اشرف نعمائے دنیا	جاں کی نثاری یاری اکثر

۱۲ یعنی میرے بعد تمہاری خدمت دین ہی کرتے رہیں گے جن میں صبر اور صدق دل کوٹ کوٹ کر بھرا ہو کہ میرے بعد میری غائر تمہاری خدمت صبر کرتے رہیں ؎

عَائِشَةَ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِينَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَدِيقَةٍ بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِأَزْوَاجِهِ

عائشہ سے فرمایا یعنی صدقہ دینے والیوں کو پھر حضرت عائشہ نے جناب ابوسلمہ ابن عبدالرحمٰن سے فرمایا اللہ تمہارے والد کو جنت کے سلسبیل سے پلائے اور ابن عوف نے امہات المومنین پر ایک باغ صدقہ کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا تھا (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت ام سلمہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں سے فرماتے سنا

ف۱ ابوسلمہ کی کنیت ہی نام ہے آپ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کے بیٹے ہیں خود تابعی ہیں مدینہ منورہ کے مشہور سات فقہاء میں سے ہیں آپ نے بڑے بڑے صحابہ سے احادیث روایت فرمائیں آپ سے بڑے بڑے محدثین نے روایات لیں ہیں ۹۴ھ میں وفات پائی ستر سال عمر ہوئی (مرقات)

ف۲ یہاں صدقہ سے مراد خیرات نہیں ہے کوئی بیٹا اپنی ماں کو خیرات دیتا نہیں بلکہ اس سے مراد نذرانہ وہدیہ ہے جو لائق بیٹا اپنی ماں کی خدمت میں پیش کرتا ہے صدقہ بہت معنی میں آتا ہے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہم کھوٹی پونجی لائے ہیں فتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین ۔ وہاں صدقہ بمعنی نذرانہ ہے۔

ف۳ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کی سخاوت ملاحظہ ہو ۔ ف۴ حضورؐ کی حیات شریف میں آپ نے ایک بار چار ہزار دینار خیرات کئے ۔ ف۵ ایک بار چالیس ہزار دینار راہ خدا میں دیئے ف۶ ایک بار پانچ سو گھوڑے مجاہدوں کو دیئے ۔ ف۷ ایک بار ڈیڑھ ہزار اونٹ راہ خدا میں دیئے ف۸ وفات کے وقت پچاس ہزار دینار خیرات کرنے کی وصیت کی ۔ ف۹ ایک بار آپ بیمار ہوئے تو اپنا تمام مال خیرات کرنے کی وصیت کی مگر بعد میں آدھا ہو گیا تو آدھا مال خود ہی خیرات کر دیا ف۱۰ ایک بار صحابہ سے کہا کہ جو اہل بدر سے ہر ایک کی چار سو دینار میں دونگا ف۱۱ ایک بار ایک دن میں ڈیڑھ لاکھ دینار خیرات کرنے کا حساب لگایا۔ پھر بولے کہ میرا سارا مال مہاجرین وانصار پر صدقہ ہے حتی کہ فرمایا میری بیبی فلاں کو اور میرا غلام فلاں کو جبریل امین حاضر ہوتے ۔ عرض کیا یا رسول اللہ عبدالرحمٰن کے صدقات قبول انہیں ہے حساب جنتی ہونے کی خبر دیدیجئے ف۱۲ آپنے تیس ہزار غلام آزاد کئے ف۱۳ یہ ساتھ کہ ازواج مطہرات کی خدمت میں یہ باغ پیش کیا جس کا یہاں ذکر ہے (مرقات)

إِنَّ الَّذِي يَخْلُفُنِي عَلَيْكُمْ بَعْدِي هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ التَّقِيُّ اسْتَوْصُوا بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْعَثْ عَلَيْنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ

کہ جو شخص تم سب پر میرے بعد تم پر نگہبان کرے وہ سچا اللہ نیک ہوگا یعنی عبدالرحمٰن ابن عوف کو جنت کے سلسبیل سے پلائے (احمد) ۔ روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ نجران والے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک امین آدمی بھیجیں تو فرمایا کہ میں تمہارے پاس ایسا امین بھیجوں گا جو

لہ بھیجنا ہے حشر سے یعنی اپنے سر پھر کر کسی پر تکبیر یعنی نثار کرنا بھاور کرنا یعنی میرے بعد تم پر دل کھول کر خرچ کرے ۔ وہ بہت ہی نیک و صالح ہوگا ۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا ہے ۔ کہ قیامت تک جو مسلمان تمہارے نام پر خیرات کرے تمہاری طرف سے بدلہ کرے تمہارے نام پر مسجدیں یا خانقاہیں بنائے وہ بہت ہی نیک و صالح ہے اس فرمان عالی میں تا قیامت مسلمانوں کو مژدہ دیا گیا ہے ۔ سلسبیل جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے عیناً فیہا تسمّٰی سلسبیلا اہل عرب کہتے ہیں صار ماء سلسل ۔ سلاسل ۔ سلسبیلا ۔ تو بہت کثرت سے بہنے والا پانی ۔ یہ دعا یا تو حضرت ام سلمہ کی ہے یا خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کیونکہ عبدالرحمٰن ابن عوف نے بیبی ازواج پاک سے یہ سلوک کیا یا کرنے والے ہیں خدایا تو انہیں جنت کا چشمہ سلسبیل عطا فرما السلام ہو کہ حضور کی دعا پانے کا ذریعہ ازواج مطہرات کی خدمت کرنا ہے صحیحین فرماتے ہیں کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم جناب عائشہ صدیقہ کے گھر رہتے ہیں جو بھی ثواب ختم وغیرہ کا ہدیہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کرنا ہو ان ام المومنین عائشہ صدیقہ کا ہدیہ ضرور دیا جائے ان کے توسط سے بارگاہ رسالت میں پیش کیا جائے تب حضور کے ہاں قبول ہوتا ہے فقیر حقیر احمد یار کی نسبت تجربہ ہے کہ اگر بے کی بار بے ادبی سے ختم نصیب کیا تو انشاء اللہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ختم دوں کروں گا اور عمرہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس گنہگار پر ان دونوں سرکاروں کے بڑے احسانات ہیں مجھے انہوں نے اپنے قدموں سے لگا کر باریاب کیا ہے رضی اللہ عنہما آمین کہا کرے ۔

سلسبیل تین چشموں کا نام ہے ان کا ایک شہر زنجبیل میں بہتا ہے جگہ نجران ابن زید ابن سبا کے نام پر آباد ہوا دوسرا نجران جو طائف کے قریب ہے دمشق کے قریب تیسرے عراق کا نجران جو کوفہ کے پاس ہے یہاں پہلا نجران مراد ہے وہاں کے لوگ ہی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تھے ۔ مرقات ۔ سلسبیل ابن کے معانی پہلے

اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ نُّؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ
اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِى الدُّنْيَا رَاغِبًا فِى الْاٰخِرَةِ وَ
اِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا اَمِيْنًا لَا يَخَافُ فِى اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ
تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا وَلَا اَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَاْخُذُ بِكُمُ

جیسا چاہیے۔ ویسا امین ہے کہ لوگوں نے اس کا انتظار کیا فرمایا کہ حضور نے ابو عبیدہ ابن جراح کو بھیجا (مسلم بخاری) ۴ روایت ہے حضرت علی سے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے بعد ہم کسے امیر بنائیں فرمایا اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ تو تم انہیں امین دنیا سے بے رغبت آخرت میں رغبت والا پاؤ گے اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ تو تم انہیں قوت والا امانت والا پاؤ گے کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کی ملامت سے نہیں ڈریں گے اور اگر تم علی کو امیر بناؤ میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو تم انہیں ہدایت یافتہ پاؤ گے

بیان کئے جا چکے ہیں یعنی ایسا امانت دار آدمی ہو دوسرے بلاذر میں ہے جو جزرا فاضی امیر المدینہ معلم ہو۔

۱ حق دین کا مطلب ہے کہ ہدایت ہی اعلیٰ درجہ کا امین ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ جیسا عالم ہونے کا حق ہے ویسا عالم ہے سارے صحابہ امانت والے ہیں مگر حضرت عمر اول امانت دار۔ ۲ حضور انور سے یہ سوال جب کیا گیا جبکہ حضرات صحابہ کو یہ یقین ہو گیا کہ حضور انور کسی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے ۳ اس سے معلوم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین میں یہ صفات ہونا ضروری ہیں امانت زہد و تقوی آخرت کی رغبت صحت فیاد فرماتے ہیں کہ انجام کس پر خلاص ہے۔ ۴ یعنی حضرت عمر ہی خلافت کے لائق ہیں کہ ان میں قوت امانت دیانت سیاست اور حق پر مضبوطی سے قائم رہنا کسی کی پرواہ نہ کرنا سارے صفات ہیں جو دنیا نے دیکھ لیا کہ جناب عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں اسلام اور مسلمین کی کیسی خدمات کیں ۵ یعنی تم سمجھے گے حضرت علی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے ان کی خلافت پر مسلمان متفق نہ ہوں گے اس میں بھی خیر ہے چنانچہ ویسا ہی ہوا اگر آپ کی خلافت پر امت کا اجتماع نہیں ہوا خیال رہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کا ذکر پہلے کیا پھر عمر فاروق کا پھر جناب علی کا اس ترتیب سے خلافت ہوئی اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم لوگ حضرت علی مرتضی کو پہلا خلیفہ نہ بناؤ گے کہ تم الٰہی اسی طرح جعل بیکلیے کہ حضرت علی کی سرانہ دونوں سے زیادہ ہو اور وہ دونوں حضرات بھی خلیفہ نہیں اگر جناب علی پہلے خلیفہ ہو جاتے۔ تو وہ صاحب خلیفہ نہ ہو سکتے حالانکہ ان دونوں کی خلافت بھی تقدیر مبرم ہو چکی ہے اس صورت میں لا ادراکم کے معنی ہیں کہ مجھے یقین ہے تم علی کو پہلا خلیفہ نہ بناؤ گے۔ حضور انور نے یا تو جناب عثمان کا ذکر فرمایا ہی نہیں یا فرمایا تھا مگر راوی نے یا اختصار کر دیا یا

الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيمَ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِي فِي الْغَارِ وَأَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهِ رَحِمَ اللّٰهُ

جو تمہیں سیدھے راستہ پر چلائیں گے (احمد) حضرت عائشہ سے روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ ابوبکر پر رحمت کرے انہوں نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دیا تھا اور مجھے ہجرت کا حکم پہنچایا تھا اور غار میں میرے ساتھ رہے تھے اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا تھا اللہ ان پر رحمت

فرمائے (ترمذی)

تشریح ۱ یعنی جناب علی مرتضیٰ رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور تم کو ہدایت دینے والے جو لوگ انہیں خلیفہ مانیں گے وہ ہدایت پر ہوں گے جو انہیں خلیفہ نہیں مانیں گے وہ اس معاملہ میں ہدایت پر نہ ہوں گے بلکہ باغی ہوں گے یہی اہل سنت کا مذہب ہے کہ حضرت علی خلیفہ برحق ہیں امیر معاویہ اس زمانہ میں باغی تھے۔ حضرت علی کی لڑائی امیر معاویہ کی معافی اس کی تحقیق بخاری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ ۲ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ روضہ کو روضۃ اللہ علیہ کہہ سکتے ہیں درسگاہ خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے نابالغ لڑکی سے نیک اعزام الرسل حضرت عائشہ صدیقہ کا نکاح حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اس میں اپنی بیٹی کی قربانی ہے جس کی وجہ ابھی ہم کچھ پہلے عرض کر چکے ہیں اس لئے حضور انور نے اسے صدیق اکبر کی قربانیوں کے سلسلے میں ذکر فرمایا۔

۳ اس طرح کہ غار ثور تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر لے گئے اور اس سے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رفیق سفر تھے مدینہ منورہ تک خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے روانگی پائی تھی ہجرت کے لئے ایک اپنے واسطے دوسرا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جب حضور نے ہجرت کی خبر دی تو حضرت صدیق نے دو اونٹنی پیش فرمائی حضور نے ارشاد فرمایا کہ ان مفت میں نہ لیں گے قیمت سے چنانچہ حضور نے آٹھ سو درہم میں وہ اونٹنی جناب صدیق سے خریدا مگر قرائن واضحہ یہ ثابت نہیں کہ حضور انور نے یہ تو جناب صدیق نے رسول ہی کیا اگر وصول کیا بھی ہوگا تو حضور ہی پر خرچ کیا ہوگا ۴ یعنی غار ثور کی کوئی رات کی ولی جناب صدیق نے میرے ساتھ گزارے کہ اس زمانہ میں ان کے سوا کسی نے مجھے نہ دیکھا اس زمانہ میں ان کی عبادت بھی میرا مونس تھا جو کسی اور کو میسر نہ تھی اس غار میں مجھ پر جان نثاری کہ میری حفاظت کرتے ہوئے سانپ سے اپنے پاؤں میں کٹوایا یہ قربانی صرف انہوں نے کی رضی اللہ عنہ۔ ۵ یعنی حضرت بلال کی خریداری ان کا آزاد کرنا حضور نے جناب صدیق کی قربانیوں کے سلسلے میں بیان فرمایا ہے حضرت بلال نے ایمان لانے کے باعث بڑی مصیبت میں تھے حضور نے فرمایا کہ کوئی بلال کو خرید لیتا اور آزاد کر کے مجھ پر احسان کرتا حضرت صدیق نے پانچ سو درہم اور ایک حبشی غلام نسطاس کے عوض جناب بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا۔ حضور نے فرمایا ۵

عُمَرُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ مِنْ صَدِيْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ يَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ

کہے کہ حق بات کہتے ہیں اگرچہ کڑوی ہو انہیں حق نے ایسا کر دیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں اللہ شان پر رحمت کرے کہ ان سے فرشتے حیا کرتے ہیں یا اللہ علی پر رحمت کر اے اللہ حق کو ادھر پھیر دے جدھر وہ گردش کریں۔

گفت پیغمبر کہ اے اقبال جو — زر خریدان می شوم انباز تو!
گفت آزادم نہ بندگان کہ تو — کردمش آزاد ہم بر روئے تو

اے صدیق بلال کی آدھی قیمت ہم سے لے لو اور ہم مزدوری بلال کے خریدار بنیں۔ جناب صدیق نے عرض کیا کہ میں اور بلال دونوں آپ کے آستانہ کے غلام حضور میں کسی کا بیوں۔ اور میرا یہ کہنا کہ بلال میرے حضور اسے میں نے آپ کی خدمت کے لئے آزاد کر دیا۔ ؎

ہوں بدیں خستہ روئے مصطفےٰ — شوم مختبی علیہ بر قفا

جب بلال نے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور دیکھا جو سخی ہو کر گر پڑے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بلال کا سر اپنے زانو پر رکھا فرمایا کرا وذیت فی سبیل اللہ اے بلال تو اللہ کی راہ میں بہت ہی ستایا گیا۔ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے۔ ھو سیدنا واعتق سیدنا ابوبکر میرے آقا ہیں انہوں نے میرے آقا بلال کو آزاد کرایا ہے تاکہ یہ مسلمانوں کے محسن اعظم ابوبکر صدیق ہم سب کے آقا حضرت بلال کو آپ نے ہی آزاد کیا ہو اسی عامر ابن فہیرہ کو حضرت صدیق نے آزاد کیا جن کی لاش مبارک آسمان پر اٹھائی گئی (بخاری شریف) یعنی سترہ مسلمان مرد عورت کو صدیق نے خرید کر آزاد کر دیا ؎

تو بے آزاد صفر سے ترے بندے آزاد — ہے یہ مالک بھی ترا بندہ بے زر صدیق

حضرت صدیق نے بہت لونڈیاں اور غلام وہ آزاد کئے جو کفار کے ہاتھوں سخت مصیبت میں تھے۔

۱ یعنی خوشامد کی بنا پر کرنی ان کا دوست نہیں بہت لوگ خوشامدی ہوتے ہیں وہ خوشامدیوں کے دوست بھی ہوتے ہیں لہذا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ رسول اور جناب صدیق اور مہاجرین و انصار بھی حضرت عمر کے دوست نہیں نہ یہ حدیث اس آیت کے خلاف ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا۔

۲ حق سے مراد قرآن مجید ہے اس کی شرح وہ حدیث ہے جو امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں نقل فرمائی القرآن مع القرآن یعنی قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہم نے جناب علی کی شان میں عرض کیا ہے ؎

یہ ہے غلام سخن قرآں اور وہ قرآں ناطق ہیں۔
نہ ہوں جس رو میں یہ اس میں نہیں قرآں کا رشتہ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۝ بَابُ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا

(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۱۲ منہ سے اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے فضائل رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲ پہلی فصل روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم اپنے اور تمہارے بیٹوں کو بلائیں ۱۲ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کو بلایا ۱۲

ف۱ اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے اہل بیت رسول چند معنی میں آتا ہے ۱ من پر زکوٰۃ لینا حرام ہے یعنی بنی ہاشم عباس علی جعفر عقیل حارث کی اولاد ۲ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پیدا ہونے والے یعنی اولاد ۳ حضور کے گھر میں رہنے والے جیسے ازواج پاک ۴ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنے جانے والے جیسے حضرت زید ابن حارثہ اور جیسے اصحاب کساء رضی اللہ عنہم ۔ یہاں ازواج پاک کے معنی باقی حضرات مراد ہیں ۔ یعنی اولاد اور خدام خاص ۔ کیونکہ ازواج پاک کے لئے مؤلف نے علیحدہ باب باندھا ہے ۔ تیسرا رشتہ کہ حضور کا اہل بیت ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے رب نے حضرت سارہ کو جناب ابراہیم کی اہل بیت فرمایا رحمۃ اللہ علیکم اہل البیت ۔ حضرت موسیٰ کو جناب عیسیٰ علیہ السلام کا اہل فرمایا اذ قال لاھلہ امکثوا انی آنست نارا ۔ حضرت عائشہ صدیقہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اہلبیت فرمایا وما کنت ثاویا فی اھل مدین ۔ ازواج مطہرات کا اہل بیت ہونا حدیث سے ثابت ہے حضور نے جناب فاطمہ حسنین کریمین اور جناب علی کے متعلق فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی ۔ فرمایا یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں ۔ لہذا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج اولاد سب ہی اہل بیت ہیں رضی اللہ عنہم فلاصہ یہ ہے کہ بیت تین قسم کے ہیں ۔ بیت نسب ۔ بیت سکن ۔ بیت ولادت اس لئے اہل بیت بھی تین قسم کے ہیں ۱۲ منہ ف۲ اسی طرح کرانہیں اپنی ان جدود عاؤں میں شامل کریں خواہ اسی طرح کہ سب کا نام نہ لیں بلکہ اس طرح کر دے اگرچہ یہاں سے ذکر نہیں مگر انہیں بھی دعا میں داخل کریں چنانچہ بعض ان کے دشمنوں نے یہاں اپنے بچوں کو بخشوانے سے نہیں بچایا تھا ۔

ف۳ اس وقت حضرت رقیہ ۔ ام کلثوم اور جناب ابراہیم رضی اللہ عنہم پیدا نہ ہوئے تھے اس لئے وہ نہ آئے حضرت علی اہل بیت بسکونت اہلبیت نسب ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اہل بیت ولادت ۱۲

فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَآءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَآءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَآءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَآءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ

عرض کیا الٰہی میرے گھر والے یہ ہیں۔ (مسلم) ۲ روایت ہے کہ حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ ایک صبح کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے آپ پر کالی اون کی طرحدار چادر تھی۔ آتے ہیں حسن ابن علی آئے حضور نے انہیں داخل کرلیا پھر جناب حسین آئے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوگئے پھر جناب فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کرلیا پھر جناب علی آئے انہیں بھی داخل کرلیا پھر فرمایا اے نبی کے گھر والو اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور رکھے۔ اور تم کو خوب

۱ یعنی الٰہی یہ بھی میرے اہلبیت ہیں یہ مطلب نہیں کہ یہ میرے اہلبیت ہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں ورنہ یہ حدیث ان آیات قرآنیہ کے بھی خلاف ہوگی اور ان احادیث کے بھی جو ابھی ہم نے عرض کیں۔ خیال رہے کہ قرآن ایسے موقعہ پر اپنے بچوں کی قسم کھاتا ہے۔ میرے بچو یا دوستو کی قسم نہیں کھاتا اس لئے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہمراہ لے گئے مگر تفسیر روح المعانی نے حوالہ سے فرمایا کہ اس موقعہ پر حضور انور حضرت ابوبکر صدیق رض اور عمر فاروق کو بھی ان کی اولادوں کے بھی ساتھ لے گئے تھے۔ دیکھو جامع البیان تفسیر نعیمی

۲ یہ واقعہ اس وقت ہوا جبکہ آیت کریمہ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ (اھل البیت ویطھرکم تطھیرا) نازل ہوئی۔ ۳ خیال رہے کہ یہ آیت کریمہ ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اوپر سے انہیں کا ذکر ہے اور خود اس آیت کے اول میں انہیں سے خطاب ہے اور بعد میں بھی انہیں سے خطاب اگر اس ٹکڑے میں یہ حضرات مراد ہوں تو آیات بلکہ ایک آیت کے اجزاء میں سخت بے ربطی ہوجاوے گی مگر چونکہ ازواج پاک اہلبیت کے لفظ سے یاد فرمایا گیا لہٰذا یطھرکم ضمیر جمع مذکر ارشاد ہوئی کہ لفظ اہلبیت مذکر ہے جیسے فرشتوں نے حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وہاں بھی علیکم ضمیر جمع مذکر کی ضمیر رشد ہوئی ہے حضور انور نے چاہا کہ ان حضرات کو بھی اس میں داخل فرمالیں لہٰذا دعا فرمائی کہ الٰہی یہ بھی میرے گھر والے ہیں انہیں بھی گندگی سے پاک فرما دے۔ ۴ اس سے روایات یہ ہے کہ جناب ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی اس کملی شریف میں داخل فرمالیں فرمایا انت علی خیر تو اس آیت کے نیچے داخل ہو ہی چکی ہے رہ کر کے داخل کرنے کی کیا ضرورت۔ حضرت ہر قرن کو داخل کرنے کی دعا کر رہے

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ

پاک وصاف فرمادے (مسلم) براء سے روایت ہے کہ حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ جب جناب ابراہیم کی وفات ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اس کے لیے ایک دائی ہے جو دودھ پلاتی ہے (بخاری) عائشہ سے روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کے پاس تھیں جناب فاطمہ آئیں تو

ہیں جو اس میں داخل نہیں ۔

۱؎ ان ساری آیات میں حضور کی ازواج پاک سے خطاب ہے یا نساء النبی فرما کر انہیں حکم دیا گیا کہ پردے میں رہو تلاوت قرآن کرو نماز کی پابندی کرو (ی جملہ معنی میں یریدالله ان یذهب عنکم الرجس) جو ان احکام کی حکمت کا ذکر ہے کہ ہم نے تم کو یہ احکام اس لیے دیئے کہ اس چاہتا ہے کہ تم سے زمانہ جاہلیت کی گھٹیا عادات کی گندگی دور رکھے اور تم کو پاک وصاف رکھے اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلے یہ حضرات پاک وصاف نہ تھے اب پاک ہوں گے خیال رہے کہ سوا انبیاء کرام و فرشتوں کے معصوم کوئی نہیں بلکہ حضرات صحابہ اور بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں اس آیت سے ان حضرات کی معصومیت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ رد الفتن نے بھی معصوم وہ جو گناہ نہ کرسکے محفوظ وہ جو گناہ نہ کرے بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے حضور سے اس مرقعہ پر عرض کیا حضور نے بھی آپ کی رعایت میں فرمایا تم بھی اہل بیت ہو بعض روایات میں کہ حضور انور نے ام سلمہ کو بھی کمبل میں لے لیا پھر یہ دعا فرمائی (مرقات) خیال رہے کہ لفظ پنجتن پاک اس حدیث سے لیا گیا ہے اور یہ واقعہ بہت بار ہوا کبھی ام سلمہ کو کمبل شریف میں داخل نہیں کیا اور کبھی داخل فرمالیا ۲؎ جناب ابراہیم مدینہ منورہ کے بعض شریف سے پیدا ہوئے باقی ساری اولاد حضرت خدیجہ سے ہوئی لیکن طاہر، قاسم اور رقیہ، زینب کلثوم، فاطمہ رضی اللہ عنہم ابراہیم مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ذی الحجہ ۱۰ھ میں سولہ سترہ برس کی عمر پاکر وفات پاگئے جنت البقیع میں دفن ہوئے ان معصوموں کے برابر دفن ہونے کی سعادت کسی کو نہیں ملی عثمان بن مظعون حضور کے رضاعی بھائی تھے۔

۳؎ یعنی جنت کی کوئی خاص مخلوق ان کی خدمت کرتی ہے جنت کی خاص عورتوں سے ان کی پرورش کی جاتی ہے خیال رہے کہ مرضعت سے وہ ہے جو دودھ پلائے اور مرضع کے وہ جو یہ کام کرسکے اگرچہ نہ کرچکے جیسے حاملہ وہ عورت جسے حمل ہو یعنی آسکے یعنی ہا لفظ اور وہ جسے حیض آرہا ہو یہ فرق دیکھ لمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی جگہ اسی لئے قرآن کریم نے ان الله علی کل شیء قدیر عالما بصنعه فرمایا (مرقات)

۴؎ فاطمہ جناب فطم سے بمعنی دور ہونا اس لئے جس بچہ کا دودھ چھڑا دیا جاوے اسے فطیم کہتے ہیں چونکہ اللہ نے جناب فاطمہ ان کی اولاد اور ان کے محبین کو دوزخ کی آگ سے دور کیا ہے اس لئے آپ کا نام فاطمہ ہوا

مَا تَخْفٰى مَشْيَتُهَا مِنْ مَشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَآءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا اَخْبَرْتِنِيْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ

آپ کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے بالکل مختلف نہ تھی ۱؎ تو جب انہیں حضور نے دیکھا تو فرمایا خوش آمدید اسے میری بیٹی پھر انہیں بٹھالیا پھر ان سے کچھ سرگوشی کی ۲؎ آپ بہت سخت روئیں تو جب ان کا رنج ملاحظہ فرمایا تو ان سے دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں ۳؎ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو میں نے ان سے سرگوشی کے متعلق پوچھا تو آپ بولیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کرسکتی پھر جب حضور کی وفات ہوگئی تو میں نے کہا کہ میں تم کو اس کی وجہ سے جو میرا تم پر ہے قسم دیتی ہوں کہ تم مجھے بتادو ۴؎ آپ بولیں لیکن اب

(وفات آپکا لقب بتول اور زہرا بتول کے معنی ہیں منقطع ہر اک سے جدا و بتتل الیہ تبتیلا جو کر آپ دنیا میں رہتے تھے جدا سے الگ تھلگ لہٰذا بتول لقب ہوا نہ ہر اچھی کہ آپ جنت کی کوئی خصلت نہ تھی کہ آپ کسی خاص خصلت یا اوصاف سے متصف تھیں بلکہ آپ کا جسم بھی جنت کی حور تھوا کی تھی جسے حضور سونگھا کرتے تھے ۱۲ منہ سرنامہ)

اسی لئے آپ کا لقب زہرا ہوا رضی اللہ عنہا ہم نے عرض کیا ہے ؎

بتول و فاطمہ زہرا لقب ہے اس دلستاں کا ۔ کہ دنیا میں رہیں اور رہیں پاک جنت کی نگہت کا

۱؎ حضور فاطمہ زہرا سے بازو تک مشکل مشابہ تھیں آپکی چال ہر وضع تھی حضور کی سنا ہر تھی اللہ نے رسول کی چلتی جاگتی تصویر بنایا تھا ہم نے عرض کیا ہے ؎

رسول اللہ کی چلتی جاگتی تصویر ہے بیٹا ۔ کیا قدرت نے جن آنکھوں نے تھی یہ صورت کا

۲؎ حضور جب آپکو زہرا کہتے دیکھتے تو خوشی میں کھڑے ہو جاتے تھے جیسا کہ اوپر گزرا یہ سرگوشی تھی اپنی جگہ بھلا بیٹھے تھے یہ واقعہ وفات شریف سے بالکل قریب ہی کا واقعہ ہوا۔ ۳؎ تمام ازواج پاک موجود تھیں مگر راز کی بات صرف جناب فاطمہ سے فرمائی آپ صاحب الرز ہیں۔

۴؎ یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے تو ہم نے حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ حضور نے تم سے کیا فرمایا ۵؎ یعنی میں تمہاری ماں ہوں اور تم میری بیٹی ہو ماں کا بیٹی پر حق ہوتا ہے اس حق کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اب تم مجھ کو بتادو کہ حضور انور نے تم سے کیا فرمایا تھا

نَنْعَمْ اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ اَلَا

تو ہاں فرمایا جس وقت حضور نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت جبریل ہر سال مجھ پر قرآن مجید ایک بار پیش کیا کرتے تھے اور انہوں نے اس سال مجھ پر دو بار پیش کیا ہے میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ میری وفات قریب ہے تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں گا تو میں رونے لگی تو جب حضور نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی فرمایا اے فاطمہ کیا

سلہ جناب فاطمہ نے اپنی فہم و اجتہاد سے یہ معلوم فرمایا تھا کہ حضور کی حیات شریف میں یہ بات چھپانے کی تھی کیونکہ اس میں حضور کی وفات کی خبر تھی قبل از وقت اس کا اظہار مناسب نہ تھا جب وفات شریف ہو چکی وہ راز نہ رہی تو اس گفتگو کا دوسرا حصہ یعنی میری وفات اور میرے درجہ کا اظہار بھی ضروری نہ رہا اس لئے اب بیان فرما دیا۔

سلہ ظاہر یہ ہے کہ قرآن سے مراد سارا قرآن مجید ہے حضرت جبریل علیہ السلام ہر رمضان میں پورے قرآن کا حضور کے ساتھ دور کرتے تھے مگر اس دور کا نام نزول قرآن نہ تھا نزول تو وہ تھا جو حسب موقع آیات کا ہوتا رہتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان میں قرآن مجید کا دور کرنا سنت مرسل بن چکا اور حضرت جبریل کا یہ فعل اسرائیلیوں پر حجت ہے کہ توراۃ دو بار کبھی نہ پڑھی اور فرمایا چار دن میں ہو گئی حضور کے آخری رمضان میں ہوا اور حضرت فاطمہ سے حضور کا یہ فرمان رمضان کے بعد تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول ہی سے سارے قرآن سے واقف تھے جب قرآن نازل ہوا ہر اس کے ساتھ دور نہیں کیا جاتا بلکہ اسے پڑھا جاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اگلے رمضان سے پہلے ہماری وفات ہو جاوے گی۔ بعض سورتیں مکی نہیں نازل ہوئی تھیں کچھ آیات آچکی تھیں کچھ آنے والی تھیں مجموعہ کیسا۔

سلہ یعنی اے فاطمہ جیسے تم ہماری حیات شریف میں ظاہر و مشہور ہو ویسے ہی ہماری وفات کے بعد بھی رہنا تمہارے پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے آپ نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا رونا صبر کے خلاف نہیں زہر پینا ماتم کرنا صبر کے خلاف ہے یہ آپ نے کبھی نہیں کیا۔

سلہ پیش رو وہ جو کسی کے آگے کسی مقام پر جا کر اس کا انتظام وغیرہ کر کے اپنے مقام سے پہلے جا رہے ہیں۔ جب تم آؤ گی تو ہم تمہارے استقبال میں چلیں گے تمہارا گھر بار سازو سامان ہماری نگرانی میں سب تیار

تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ يُقْبَضُ فِيْ وَجْعِهٖ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ

تو اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی عورتوں یا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ سے حضور نے سرگوشی کی کہ اس بیماری میں حضور کی وفات ہوگی تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی مجھے خبر دی کہ میں ان کے گھر والوں میں پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی تو میں ہنسی (بخاری و مسلم) بخاری ہی کی روایت ہے حضرت مسور ابن مخرمہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے مجھے میں نے غضب

جو چاہے ہوگا سبحان اللہ۔ ۱۲ یعنی سوا مردوں کی بیویوں کی تم سردار ہوگی لہٰذا جناب فاطمہ از ازواج مطہرات خصوصاً جناب عائشہ صدیقہ اور رضی اللہ عنہا اکبریٰ کی سردار نہیں کہ وہ بیبیاں مومنین کی بیویاں نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں سبحان اللہ کیسی پیاری اور جامع عبارت ارشاد فرمائی۔ ۱۲ یعنی میرے اہل بیت سے سب سے پہلے تمہاری وفات ہوگی یہاں یہ نہ فرمایا کہ تمہاری وفات ہوگی بلکہ فرمایا سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی ان کی بھی خبر دیدی۔ حضرت فاطمہ زہرا کا وقت وفات۔ آپ کی نرینہ اولاد نہ تھی آپ کا خاندان فقر پر برگزاری کے ساتھ رہا یہ ہی علم غیب کی خبریں ہیں۔ خیال رہے کہ فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتی کہ بی بی مریم جناب عائشہ اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سے بھی۔ دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ تینوں حضرات یعنی جناب خدیجۃ الکبریٰ۔ عائشہ صدیقہ۔ فاطمہ زہرا ہم رتبہ ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں ہمارے ہیں ترجیح دوسرے قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں کہ وہ ماں ہیں اور جناب فاطمہ زہرا بیٹی نیز جنت میں وہ دونوں حضور کے ساتھ ہوں گی حضرت فاطمہ علی کے ساتھ نیز عائشہ صدیقہ بڑی فقیہہ عالمہ مجتہدہ ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے یا نساء النبی لستن کاحدین من النساء امام مالک فرماتے ہیں کہ طہارت نفس صرف نسب میں جناب فاطمہ زہرا کی برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔ ۱۲ یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے یا میرے گوشت کا ٹکڑا اس بنا پر جناب فاطمہ زہرا سب سے افضل ہیں بھلا حضور کے لخت جگر کی برابر کون ہو سکتا ہے آپ کا نام فاطمہ کبریٰ کے لئے حضور کی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ رقیہ کی وفات رمضان میں آپ کا نکاح جناب علی سے ہجرت ذی الحجہ میں رخصت

أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي وَفِي رِوَايَةٍ يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ نَا مَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَيْنًا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ

ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دے وہ مجھے ستاتا ہے متفق علیہ اور حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم میں خطیب کھڑے ہوئے اس پانی پر جسے خم کہا جاتا ہے مکہ مدینہ کے بیچ

آپ کے چھ بچے ہوئے۔ حسن۔ حسین۔ محسن۔ زینب۔ ام کلثوم۔ رقیہ۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پائی عمر شریف اٹھائیس سال ہوئی آپ کو جناب علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا آپ نے ہی نماز پڑھی اور شب کو دفن کیا (مرقات) مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

سلہ یعنی جو فاطمہ زہرا کو تکلیف دینے انہیں ستانے کے لئے کوئی کام یا کلام کرے اس نے مجھے ایذا پہونچائی یہ کلمات انصار صحابہ بکر ہر مومن کے لئے بھی آئے من ابغض الانصار ابغضہ اللہ۔ حب انصار ایمان و بغضہم کفر۔ حب العرب ایمان و بغضہم کفر من ابغض العرب فقد ابغضنی۔ (مرقات) خیال رہے کہ کسی سے حضرت سیدہ کا ناراض ہونا کچھ اور ہے اور ان کو ناراض کرنا کچھ اور جب حضرت علی نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو آپ ناراض ہوئیں آپ کی شکایت حضور سے کی حضرت ابوبکر صدیق سے اپنی میراث مانگی آپ نے ایک حدیث سنا کر انکار کیا تو آپ اپنے مانگنے پر ناراض بھی نادم ہوئیں ان ناراضگی کی حیثیت کچھ اور ہے قیامت میں اعلان ہوگا کہ تمام لوگ اپنے سر جھکالیں فاطمہ گذر رہی ہیں جناب فاطمہ ستر ہزار حوران بہشتی کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گذریں گی (صواعق۔ مرقات)

سلہ غالبا یہ فرمان عالی جب صفاء زہرا جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسرا نکاح کرنا چاہا اور جناب فاطمہ زہرا نے یہ شکایت حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز بلکہ فرض کام سے حضور ناراض ہوں تو وہ کام حرام ہو جاتا ہے نکاح سنت ہے مگر فاطمہ زہرا کی موجودگی میں حضرت علی کے لئے حرام ہو گیا کہ یہ جناب فاطمہ کی تکلیف کا باعث تھا اور آپ کی تکلیف حضور کی تکلیف کا سبب خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت ابوبکر صدیق پر ناراض نہ ہو سکتی تھیں کیونکہ انہوں نے حضور کی حدیث پیش کر کے میراث نہ دینے سے حضور ہی کی مفتی فرمان رسول پر ناراض کسی مسلمان کا کام نہیں ہو جائیکہ حضرت فاطمہ

سلہ غدیر خم کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے کہ حرمین طیبین کے درمیان جحفہ منزل کے قریب ایک جگہ کا نام خم ہے وہاں ایک تالاب ہے

وَاثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ

تو اللہ کی حمد و ثنا کی اور وعظ و نصیحت فرمائی پھر فرمایا کہ حمد کے بعد لوگو خبردار میں بشر ہوں ۱؎ قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آجائے میں اس کا بلاوا قبول کروں ۲؎ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑتا ہوں ۳؎ جن میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے ۴؎ تم اللہ کی کتاب لو اسے مضبوط پکڑو ۵؎ پھر کتاب اللہ پر ابھارا

اس تالاب کو غدیر خم کہتے تھے۔ وہاں کا یہ واقعہ ہے۔ ۱؎ چونکہ میں بشر ہوں لہذا مجھ کو موت یقیناً آنی ہے ؎

جو یہاں آیا ہے اس کو ہوگا جانا ایک دن سب کو ہے صہبا خلقنا کلکم کا صدمہ ایک دن

۲؎ رسول رب سے مراد یا حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں جو سب کے پاس موت کے وقت آتے ہیں۔ یا حضرت جبریل علیہ السلام ہیں جو وفات شریف کے وقت ملک الموت کے ساتھ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے استقبال کے لئے بارگاہ الٰہی میں ساتھ لے جانے کے لئے ۳؎ ثقلین بتاب ثقل سے یعنی بوجھ جن و انس کو بھی ثقلین کہتے ہیں کہ زمین میں ان کا بڑا وزن ہے پھر قرآن الٰہی احکام شرعیہ کو ثقل کہتے ہیں کہ ان پر عمل نفس پر بوجھ ہے انا سنلقی علیک قولا ثقیلا۔ چونکہ قرآن مجید پر عمل اہل بیت کی اطاعت نفس پر بھاری ہے لہذا انہیں ثقلین فرمایا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ثقلین بمعنی نفیس چیز کی چیز ہیں جن و انس کو ثقلین اس لئے فرمایا گیا ہے کہ ان سے زمین کی زینت ہے مسفرغ لکم ایها الثقلان معشر جن و انس کا حساب کتاب ہے چونکہ ایمان کی رونق قرآن مجید اور اہل بیت اطہار سے ہے اس لئے انہیں ثقلین فرمایا (مرآت) یعنی دو بھاری بھرکم چیزیں یا نفیس ترین چیزیں جو متاع ایمان میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ۴؎ یعنی قرآن مجید میں عقائد و اعمال کی ہدایت ہے اور یہ دنیا میں دل کا نور ہے قیامت میں پل صراط کا نور۔ ۵؎ استمساک کے معنی ہیں مضبوطی سے تھامنا کہ چھوٹ نہ جائے قرآن کریم کو ایسی مضبوطی سے تھامو کہ زندگی اس کے سایہ میں گذرے موت اسکے سایہ میں آئے کیونکہ ؎

گر توی خواہی مسلماں زیستن نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن!

خیال رہے کہ کتاب اللہ میں سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے کہ وہ کتاب اللہ کی شرح اور اس پر عمل کرانے والی ہے سنت کے بغیر کتاب اللہ پر عمل ناممکن ہے لہذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ صرف قرآن کافی ہے۔ حدیث

وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللَّهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي وَفِي رِوَايَةٍ كِتَابُ اللَّهِ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ

اس کی رغبت دی ۱؎ پھر فرمایا اور میرے اہل بیت ۲؎ میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں ۳؎ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی کتاب اللہ کی رسی ہے ۴؎ جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر رہا جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی

کی مرادیت نہیں بلکہ قصہ بھی کتاب اللہ کی ہی شرح یا حاشیہ ہے۔

۱؎ یعنی قرآن مجید پر عمل کرنے سے ڈرایا عمل کرنے پر رغبت دی ثواب کا وعدہ فرمایا۔ ۲؎ یعنی میری اولاد میری ازواج جن سب پر ہو فرمایا ہم ان کی اطاعت اللہ سے محبت کرو صوفیاء فرماتے ہیں کہ بیت یعنی گھر دو ہیں ایک جسم کا گھر دوسرے ذکر کا گھر یہ دونوں آبادی دنیا کا ذریعہ ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم فاخرہ سے تو آپ کی اولاد امجاد ہیں اور ذکر فاخرہ سے قیامت علماء اولیاء صالحین ہیں ان کے دلوں میں حضور کا نور بلکہ خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں (مجمع علی ترمذی۔ اشعۃ اللمعات)

۳؎ یعنی میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں۔ ان کی ناقدری بے ادبی بھول کر بھی نہ کرنا ورنہ دین کھو بیٹھو گے خیال رہے کہ حضرات صحابہ اور اہل بیت کی لڑائیاں جھگڑے عداوت و بغض کے نہ تھے بلکہ اختلاف رائے کے تھے جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا اختلاف رائے یوسف علیہ السلام کے متعلق یا جناب سارہ کا اختلاف رائے حضرت ہاجرہ سے لہٰذا وہ ذکر ہمیں سنا نافاد و رہنما نہ آوے گا کہ حضرت علی و عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں پر الزام آجاوے کہ دونوں اہل بیت ہیں اور ان دونوں بزرگوں کی جنگ ہوئی جس پر مفصل گفتگو ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ ۴؎ یہ فرمان عالی اس آیت کی طرف اشارہ ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ جیسے کنوئیں میں گرا ہوا ڈول رسی سے وابستہ رہے تو نکال لے آتا ہے وہاں کی کیچڑ میں نہیں پھنستا۔ لیکن اگر رسی سے کھل جاوے تو وہاں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے دنیا کنواں ہے جہاں نیک اعمال و ایمان کا پانی بھی ہے اور کفر و گناہوں کی دلدل بھی ہم لوگ گویا ڈول ہیں اگر قرآن اور صاحب قرآن سے وابستہ رہے تو یہاں کے کفر و عصیان میں نہ پھنسیں گے نیک اعمال کا پانی لے کر بخیریت اپنے گھر پہنچیں گے خیال رہے کہ قرآن رسی ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور پر کھینچنے والے ڈلو ہیں اور اگر حضور رسی ہیں تو رب تعالیٰ اور پر کھینچنے والا۔ امام بوصیری کہتے ہیں ؎

دعا الی اللہ فالمستمسکون بہ ۔۔۔ مستمسکون بحبل غیر منفصم

رسی کا ایک کنارہ ڈول میں ہوتا ہے دوسرا کنارہ اوپر والے کے ہاتھ میں اگر اوپر والا ہاتھ نہ کھینچے تو رسی ڈول کو نہیں نکال سکتی۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سَلَّمَ عَلٰى ابْنِ جَعْفَرَ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِى الْجَنَاحَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ ۔ وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِىٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ طَآئِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَآءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِىْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَآءَ يَسْعٰى حَتّٰى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا

بروایت مسلم ؛ روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ وہ جب حضرت ابن جعفر کو سلام کرتے تو کہتے تم پر سلام ہو اے دو پروں والے کے فرزند ۵۲ (بخاری) ؛ روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن ابن علی آپ کے کندھے پر تھے آپ فرماتے تھے الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت کر متفق علیہ ؛ بخاری و مسلم ؛ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں نکلا حتی کہ آپ جناب فاطمہ کے ڈیرے پر آئے تو فرمایا کہ کیا یہاں بچہ ہے کیا یہاں بچہ ہے ۵۳ یعنی جناب حسن تو نہ ٹھہرے کہ گھسٹتے ہوئے آگئے حتی کہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے صاحب

۵۱ لہٰذا کوئی قرآن چھوڑ کر حدیث پر نہیں جا سکتا جیسے کہ بعض مدعیان تفسیر کتاب شریعت ہی کے ذریعہ اب تک پہونچ گئے جیسے قرآن جہاد کرتا ہے وہ لوگ جو عین جہاد میں ایمان لا کر قرآن شہید ہو گئے مگر کوئی شخص صرف کتاب شریعت سے بیڑا پار نہیں ہو چکا ۵۲ حضرت جعفر ابن ابی طالب قدیم الاسلام مومن ہیں اپنے بھائی علی سے دس سال بڑے تھے غزوہ موتہ میں شہر میں شہر علم کھا کر شہید ہوئے اکتیس سال عمر پائی ان کے متعلق حضور نے فرمایا کہ میں جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتا دیکھ رہا ہوں اسی دن سے آپ کا لقب طیار یا ذوالجناحین پڑ گیا آپ کے فرزند عبداللہ ابن جعفر کو لوگ ابن طیار یا ابن ذی الجناحین کہتے تھے ۵۳ یعنی جس طرح بچہ ماں کی گود میں آتا ہے اسی طرح حسن آگئے کہ ماں کو بچہ کی محبت کر رہی ہے زیادہ دوڑ حضرت حسن کو پہنچی ہے اسی لئے محبوب ہیں

Marfat.com

صَاحِبَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

کے گلے لگ گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر (مسلم بخاری) اور روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حسن ابن علی آپ کی ایک کروٹ پر تھے آپ کبھی لوگوں پر توجہ فرماتے اور کبھی ان پر اور فرماتے تھے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے ۵

کردو بے فضل ہے اس کے اور بہت سی ہیں:

۱ حضور کی یہ دعا قیامت تک حسنین کے متعلق قبول ہے۔ مگر ظاہر محبت دائمی ہر شخص و عرصے کی نہ ہو درنہ ہم نے بعض بعض جاہل پیروں کو دیکھا کہ جنگ گھوٹ رہے ہیں اور لگاتے جاتے ہیں گھنٹے جنگ تر پڑھے رنگ یا اصل مدد۔ غیب پاک کی ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ محبت حسنین نہیں۔ عداوت حسنین ہے حضرت حسنین نے کبھی نماز چھوڑی نہیں انہوں نے کبھی پڑھی نہیں۔

۲ آپ کا نام تبع ابن عارث ہے شفقی ہیں آپ کے علاوہ بارہا بیان ہو چکے ہیں مشہور صحابی ہیں ۵۳ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے ہیں وعظ کے لئے کبھی امام حسن کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہیں پیار و الفت سے ۵۴ سید یعنی ہزار رب تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے سیداً وحصوراً ونبیاً من الصالحین حضور انور کی اولاد کو آج ہمارے ہاں تیدے کہتے ہیں وہ یہاں سے لیا گیا ہے سید اصل میں سیود تھی واؤ کو یا کر کے یا میں مدغم کر دی سید نے فرمایا کہ سید وہ جس کا غصہ اس کی عقل پر غالب ہو بعض نے فرمایا کہ سید وہ جو بزرگی کمالات میں دوسروں سے بڑھا کر ہو حضرت حسن نسب حسب علم و عمل۔ عبادت میں دوسروں سے اونچے ہیں۔ (مرقات) ۵۵ اس فرمان عالی میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی کی شہادت کے بعد امام حسن کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار آدمیوں نے موت پر بیعت کر لی تھی۔ قلت اور زر سے آپ پاک تھے امیر معاویہ سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ نے امیر معاویہ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کر دی آپ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گذری حتیٰ کسی نے

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۝ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْسَبُهُ

(بخاری) ۵۱۵ روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن ابی نعم سے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب عبداللہ ابن عمر کو سنا جب کہ آپ سے ایک شخص نے محرم کے متعلق پوچھا شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے خیال

آپ سے کہا اے مسلمانوں کو حد آپ نے فرمایا کہ مارنا سے بہتر ہے صرف اس خیال سے آپنے یہ کلام کیا کہ نانا جان کی امت میں قتل و خون نہ ہو۔ ان دونوں جماعتوں کو سمجھا فرمانے میں یہ بتایا گیا کہ امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ عنہما دونوں اور ان دونوں کی جماعتیں مسلمان ہیں گو بغاوت اسلام سے نہیں نکال دیتی اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ باغی کی گواہی قبول ہے یا باغی کی طرف سے قضا قبول کرنا جائز ہے ان کے قاضی کے فیصلے نافذ ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب عطا کر حضور نے آنے والے واقعہ کی خبر اس وضاحت سے دی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اور اس صلح سے راضی اور خوش ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسن کی یہ دست برداری صحیح ہے۔ جب دست برداری درست ہے تو امیر معاویہ کی سلطنت بھی درست ہے مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اولاً امیر معاویہ باغی تھے امام حسن کی اس دست برداری کے بعد آپ پہلے سلطان المسلمین ہوئے خلافت راشدہ امام حسن پر ختم ہو گئی حضور کے متعلق توریت و انجیل میں خبر دی گئی تھی کہ ان کا ملک شام میں ہوگا یہ وہی ملک ہے ملک شام جہاں امیر معاویہ سلطان ہیں سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے ہاتھ ان کے خون سے ملوث نہیں کئے تو اپنی زبانیں طعن سے ملوث نہ ہونے دیں امیر معاویہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت حسن کے لب اور زبان چوستے ہیں جو لب و زبان حضور نے چوسے ہوں اس سے دوزخ کی آگ بہت دور رہے گی۔ (اشعۃ۔ مرقات) ۵۱۵ اس صحیح کے رات واقعہ یہ ہوا کہ امیر معاویہ نے امام حسن کے پاس سادہ کاغذ بھیجا اور فرمایا کہ آپ جو شرائط صلح چاہیں لکھ دیں مجھے منظور ہے امام حسن نے لکھا کہ تمام دیہ سالانہ بطور وظیفہ ہم کو دیا جایا کرے اور آپ کے بعد پھر خلیفہ ہم ہوں گے آپنے کہا مجھے منظور ہے چنانچہ آپ سالانہ وظیفہ دیتے رہے اس کے علاوہ اکثر عطیہ نذرانے پیش کرتے رہتے تھے۔ ایک بار فرمایا کہ آج میں آپ کو وہ نذرانہ دیتا ہوں جو کبھی کسی نے کسی کو نہ دیا ہو چنانچہ آپ نے اس بدبخت کو ایک لاکھ نذرانہ دیئے یعنی چالیس کروڑ روپیہ (مرقات) جب امام حسن امیر معاویہ کے پاس آتے تو امیر معاویہ اپنی جگہ بٹھاتے خود سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے کسی نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ امام حسن ہم شکل مصطفےٰ ہیں صلے اللہ علیہ وسلم اس مشابہت کا احترام کرتا ہوں ان امور کی پوری تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں ملاحظہ کرو ۵۱۵ آپ تابعی ہیں بڑے عالم متقی درویش و صابر بندے تھے فقر و فاقہ پر قانع ایک بار حجاج نے آپ کو تاریک جگہ بند کر کے دروازہ دیواروں سے چن دیا پندرہ دن بعد نکالا اگر زندہ ہوں تو مستقل

يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونِي عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ فِي الْحُسَيْنِ

ہے کہ یہ پوچھا کیا محرم مکھی مار سکتا ہے تو فرمایا عراقی لوگ مجھ سے مکھی کے متعلق پوچھتے ہیں اور رسول اللہ کی دختر کے بیٹے کو قتل کر چکے ہیں، فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں ۱۲ (بخاری) ۲ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جناب حسن ابن علی سے زیادہ کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہ تھا اور جناب حسین کے بارے میں

کر دو اگر دو دن پا چکے ہوں تو دن کر دیا جاوے دروازہ کھولا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے آخر آپ کو آزاد کر دیا (الصواعق) ۱۲ کسی عراقی حاجی نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا حالت احرام محرم مکھی مار سکتا ہے یا نہیں کہا ۱۲ یعنی یہ لوگ مجھ سے مکھی کے قتل کا مسئلہ پوچھتے ہیں حالانکہ کربلا میں حضرت حسین کو شہید کر کے آئے ہیں وہاں نہیں پوچھا کہ قتل حسینؓ جائز ہے یا نہیں اس فرمان نبوی کا مطلب ہے کہ حضرت حسن و حسین دنیا میں جنت کے پھول ہیں جو مجھے عطا ہوئے ان کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی ہے اس لئے حضور انہیں سونگھا کرتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے، السلام علیک یا ابا ریحانتین ۱۲ دو پھولوں کے والد اس فرمان عالی کا اور محبت حسن کے سبب سے کہا، علی حضرت نے فرمایا ہے ؎

کیا بات رضا اس چمن لطف و کرم کی ۔۔۔ زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

۱۲ یعنی حضرت حسین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے حضرت حسن نصف بالائی جسم میں حضرت حسین نصف زیریں حصہ میں ۱۲ امام حسین کا نام شریف حسین ابن علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب کنیت ابو عبد اللہ ہے پانچ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوئے اور جمعہ کے دن دس محرم ۶۱ھ کو کربلا میں شہید ہوئے کربلا کو نینوا بھی کہتے ہیں شہید ہونے کے وقت ان کی عمر ۵۶ سال کی تھی سر مبارک کاٹ کر یزید پلید کے پاس بھیجا گیا اور وہاں سے مدینہ منورہ بھیجا گیا جہاں جنت البقیع میں دفن کیا گیا ۱۲ کرام ناقل۔

أَدْعُو عَلِيًّا ذَا الْمَعَالِي وَالْعُلَا ۔۔۔ وَابْنَيْهِ ذَيْنِ الْمَكْرُمَاتِ وَالْهُدَى

فَهُمُ الْأَئِمَّةُ وَالْخُلَفَاءُ بَعْدَ النَّبِيِّ ۔۔۔ وَهُمُ الْأَعِزَّةُ وَالْأَكَارِمُ وَالسَّنَا

آپ کے ساتھ آپ کے گھر سے حسینؓ آدمی شہید ہوئے کئی ہزار خاندان سال ہوئی شہر میں جہاں ان زیاد کو ابراہیم ابن مالک ابن اشتر نخعی نے قتل کیا اسکا سر حسینؓ کے پاس قتل کرنے والے ابن زیاد کے ہاں اور ان زیاد یزید کے ہاں اور ان یزید علی ابن الحسین زین العابدین کے پاس بھیجا (مرقات)

اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى صَدْرِهٖ
فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔
وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ
وَضُوْءً فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي
الدِّيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

بھی فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے (بخاری) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ سے لگایا پھر فرمایا الٰہی انہیں حکمت سکھا اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں قرآن سکھا (بخاری) ۱؎ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پاخانہ تشریف لے گئے تو میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھا ۲؎ تو جب آپ باہر آئے فرمایا یہ کس نے رکھا ہے حضور کو خبر دی گئی تو فرمایا الٰہی اسے دین کا تفقہ عطا فرما ۳؎ (مسلم بخاری) ۴؎ روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے ۵؎ وہ نبی صلے اللہ

۱؎ حضور کی یہ دعا قبول ہوئی حضرت عبداللہ ابن عباس مفسر فقیہ مجتہد صحابی ان کمالات سے متصف ہوئے آپ کو علم قرآن علم فقہ بہت وسیع عطا فرمایا ہے آپ کا لقب سراجامت ہے ۲؎ حضور رات ان دن حضرت عبداللہ ابن عباس کی خالہ جناب میمونہ ام المومنین کے گھر قیام فرماتے تہجد کا وقت تھا حضور استنجا خانہ میں تشریف لے گئے حضرت ابن عباس جو اس رات وہاں ہی سوئے تھے تاکہ حضور کی رات کی زندگی شریف دیکھیں آپ اٹھے اور وضو کے لئے پانی استنجا خانہ کے دروازے پر رکھ دیا یہ خدمت بارگاہ رسالت میں قبول ہوگئی ۳؎ اس سے معلوم ہوا کہ تفقہ فی الدین یعنی دینی مسائل میں تدبر کا استنباط کرسکنا اللہ کی بڑی نعمت ہے حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے خوش ہوکر انہیں یہ دعا دی جس کا علم اور چیز ہے دین کا تفقہ اور چیز ہے آپ فرماتے ہیں ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا اور فرمایا ہے یوتی الحکمۃ من یشاء ان آیات میں حکمت سے مراد تفقہ فی الدین ہے اسی تفقہ سے انسان کو آپ دوست کو پہچانتا ہے اسی سے الہام اور وسوسہ میں فرق کرتا ہے حضرت ابن عباس ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف تیرہ سال تھی آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دو بار دیکھا آخر عمر شریف میں نابینا ہوگئے ۱۲ منہ ۔ ان کا انتقال ۶۸ ہجری اکہتر سال عمر پائی آپ بہت سے علوم کے جامع تھے رضی اللہ عنہ (مرآۃ)

۴؎ آپ اسامہ ابن زید ابن حارثہ قرشی ہیں زید کی والدہ کا نام برکت ہے کنیت ام ایمن جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّيْ اُحِبُّهُمَا
وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ
عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا
ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔
وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ

علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور انہیں اور جناب حسن کو پکڑتے تھے عرض کرتے تھے الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑتے اور مجھے اپنی ران پر بٹھاتے تھے اور حسن ابن علی کو اپنی دوسری ران پر بٹھا لیتے تھے پھر ان دونوں کو لپٹاتے تھے ۱؎ پھر فرماتے الٰہی ان دونوں پر رحم فرما کہ میں ان پر رحم کرتا ہوں ۲؎ (بخاری) ۳؎ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر

کی آزاد کردہ لونڈی ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت خدمت کرتے تھے ان میں سے ۔ اسامہ ابن زید حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اسامہ صرف بیس سال کے تھے ستر ہجری میں وفات پائی۔

۱؎ یہ حضرت اسامہ کی انتہائی عظمت ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں انہیں حضرت حسن کے ساتھ لایا اسی لئے صاحب مشکوٰۃ یہ حدیث اہل بیت کے بیان میں لائے تاکہ معلوم ہو کہ اسامہ ابن زید بھی اہل بیت اطہار سے ہیں یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہتے بستے آتے جاتے رہے اس محبت سے مراد ہے کوئی خصوصی محبت جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت جیسی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو ہر مسلمان مومن سے محبت ہے محبت بالمعنی بالعام یعنی بالارادہ یا بالاظہار یا المصطفےٰ اور محبوبی المصطفےٰ ان سب محبتوں میں بڑا فرق ہے۔ ۲؎ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان دونوں صاحبوں کو اپنی الگ الگ ران پر بٹھا کر ان دونوں کو اپنے سینے سے لگا لیتے تھے گویا ان سینے ایک جگہ ہو جاتے تھے سبحٰن اللہ مصطفےٰ سبحٰن حسن مجتبیٰ اور سبحٰن ان کے نانا۔ خیال رہے کہ مسلم سے قرآن مجید میں سوا زید ابن حارثہ کے کسی صحابی یا اہلبیت کا نام نہیں آیا فما کان زید منہا وطرا۔ اور سوا مریم کے کسی عورت کا نام قرآن میں سوا رمضان کے کسی مہینے کا نام نہیں۔

۳؎ یعنی میں ان دونوں پر جو رحمت کرتا ہوں تو بھی ان پر خاص رحمت کر اور نہ حضور کی عمومی رحمت سارے عالم پر ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (قرآن)

بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوُهٗ وَفِيْ آخِرِهٖ اُوْصِيْكُمْ

جیسا اوپر ان پر حضرت اسامہ ابن زید کو امیر بنایا تھا تو بعض لوگوں نے ان کی امارت میں اعتراض کیا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ ان کے امیر ہونے میں طعن کرتے ہو تو تم ان کے والد کے امیر ہونے میں بھی اس سے پہلے طعن کرتے تھے ۲ اللہ کی قسم وہ امیری کے لائق تھے ۳ اور وہ مجھے لوگوں سے زیادہ پیارے تھے اور یہ بھی ان کے بعد مجھے لوگوں میں پیارے ہیں ۴ (مسلم بخاری) اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے جیسی اس کی مثل اس کے آخر میں ہے کہ تم کو ان کے متعلق وصیت

۱ حضرت اسامہ ابن زید کو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات شریف میں جب بار امیر لشکر بنایا تھا وفات کے قریب بھی ایک لشکر پر آپ ہی کو امیر بنایا اسے سریہ اسامہ کہتے ہیں جب پہلی بار انہیں امیر بنایا تب یہ واقعہ پیش آیا یا ہر دفعہ یہی واقعہ ہوا کہ لوگ ان کی امارت پر اعتراض کرتے رہے۔ ۲ یہ طعن کرنے والے منافقین اور عرب کے جدی لوگ تھے جو حضرت زید اور اسامہ ابن زید کی ذات پر اس لئے اعتراض کرتے تھے کہ یہ حضرات غلام تھے اور اہل عرب کبھی غلاموں کو کسی کا سردار نہیں بناتے تھے اسلام نے غلاموں کو اٹھا کر سردار بنا دیا۔ ۵

اس نے فرعونوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا اس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا!

۳ ظاہر ہے کہ غزوۂ موتہ میں جو شام کے علاقہ میں ہے حضور انور نے حضرت جعفر طیار جیسے بزرگوں کے ہوتے ہوئے حضرت زید ابن حارثہ کو امیر لشکر بنایا تو لوگ حیران ہو گئے منافقین اور نادانوں نے اس انتخاب پر اعتراض کیا کہ غلام کی امیری کیسی حضور انور جو میزان کا ذکر فرما رہے ہیں۔

۴ یعنی اسلام میں غلامی آزادی کا فرق جعلی ہے ورنہ ہر مومن غلام ہو یا آزاد سب برابر ہیں عظمت تقوے سے ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عمل سے یہ فرق توڑ دیا۔

۵ خیال رہے کہ حضرت زید ابن حارثہ غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ اس بار حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو امارت کے لئے منتخب کیا اس لشکر کی امیری میں حضرت فاروق عام مہاجرین و انصار تھے عام منافقین نے اعتراض کیا کہ

بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ ۔ وَعَنْهُ قَالَ اِنْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذِكْرُ حَدِيْثِ الْبَرَآءِ قَالَ

کرتا ہوں کہ وہ تمہارے صالحین میں سے ہیں ۔ روایت ہے انس سے فرماتے ہیں کہ زید ابن حارثہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہم انہیں زید ابن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ قرآن مجید نازل ہوا کہ لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ ۔ (مسلم، بخاری) حضرت براء کی حدیث کہ حضور نے

ایسے لوگوں کے ہوتے ہوئے اسامہ کو امیر بنانا درست نہیں (اشعۃ اللمعات)

ف۵ زید ابن حارثہ کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ قبیلہ بنی معن سے تھیں ایک قزم سے لے گئے جاری تھیں کہ قافلہ نے غارت کر کے زید کو اغوا کر لیا آپ اس وقت آٹھ سال کے تھے بازار عکاظ میں حکیم ابن حزام ان خریدے ہوئے خدیجہ کے ہاتھ فروخت کر دیا حکیم نے اپنی پھوپھی جناب خدیجہ کو ہبہ کر دیا جب حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ سے نکاح کیا تو بی بی خدیجہ نے حضور کو بخش دیا حضور نے ان پر قبضہ کر لیا یہ خبر زید کے گھر والوں کو پہنچی تو زید کے والد حارثہ اور ان کے چچا کعب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارا بچہ ہم کو عطا فرمائیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ جانا چاہے تو لے جاؤ ۔ حضرت زید نے کہا کہ حضور اقدس پر میرے ماں باپ سارا کنبہ فدا میں حضور کے قدموں میں ہی رہنا چاہتا ہوں آپ نے مقام حجر میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ لوگو گواہ رہنا میں زید کو اپنا بیٹا بناتا ہوں پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے زید کا نکاح ایک مالدار نسب قریشیہ خاتون زینب سے کر دیا مگر زید اور زینب میں سوتک نہ رہا انہوں نے طلاق دے دی تب زینب سے حضور نے نکاح کیا یہ واقعہ نکاح قرآن مجید میں موجود ہے زینب حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں زید غزوہ موتہ میں ۸ھ آٹھ ہجری جمادی الاولیٰ میں شہید ہوئے پینتیس سال عمر پائی (مرقات) ف۲ ان کی وجہ تسمیہ بیان کر چکے کہ حضور نے حضرت زید کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا اور عرب میں دستور تھا کہ اپنے منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے اسے میراث بھی ملتی تھی اس کی بیوی کو اپنی بہو سمجھتے تھے اپنی طرف اس کی نسبت کرتے تھے اس قاعدے سے لوگ حضرت زید کو زید ابن محمد کہتے تھے ف۳ جب حضرت زید ابن حارثہ نے جناب زینب کو طلاق دی اور وہ حضور کے نکاح میں آئیں تب لوگوں نے کہنا شروع کر دیا حضور اقدس اپنی بہو سے نکاح کر لیا اس بات کی تردید میں یہ آیت اور سورت کی آیات نازل ہوئیں فلما قضی زید منہا وطرا زوجنا کہا اور جیسے ما کان محمد ابا احد من رجالکم یا جیسے ما جعل ادعیاءکم ابناءکم وغیرہ اس مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کی نسبت اس کے باپ کی طرف بری جانتے مگر قرآن کریم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ہر جگہ عیسیٰ ابن مریم ہی فرمایا یعنی ماں کی طرف نسبت کیا اگر باپ کا کوئی باپ ہوتا تو باپ ہی کی طرف نسبت کی جاتی ۔

لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحِضَانَتِهٖ ۞ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ
عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَاَيُّهَا النَّاسُ
اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ
بَيْتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

علی سے فرمایا تم مجھ سے ہو بلوغ صغیر اور پرورش کے باب میں ذکر کردی گئی دوسری فصل روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حج میں عرفہ کے دن دیکھا جب کہ آپ اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ پڑھ رہے تھے میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ جب تک تم اس کو تھامے رہو گے گمراہ نہ ہوگے اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت ۱۲ ترمذی ۔ روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

۱۲ قصواء حضور کی اونٹنی کا نام تھا بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ چونکہ اس کا کان کٹا ہوا تھا اس لئے اس کو قصواء کہتے تھے واللہ اعلم (مرآت ۱۲)

ہوتے صدقے کبھی اس کے کبھی عم کے ۔۔۔ ماں باں کے کبھی باجوں کی بلائیں لیتے
دشت طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے ۔۔۔ دھومیں جیب و گریباں کی اڑاتے جاتے

حضور انور نے حجۃ الوداع کا خطبہ اسی اونٹنی پر دیا تھا ۱۲ عترت کے بہت معنی ہیں۔ قوم، اقارب۔ یہاں کچھ لوگ ایک اولاد اور کچھ نے اہل بیت فرما کر عترت کی تفسیر زیادہ کردی۔ یہاں عترت سے اولاد اہل بیت ہیں قرآن پکڑنے سے مراد ہے اس کے پڑھنے کرنے عترت کو پکڑنے سے مراد ہے ان کا احترام کرنا کئی روایات پیش کرنا کہ فرمانوں پر عمل کرنا اسکا مطلب ہے نہیں کہ صرف اہلبیت ہی کو پکڑو باقی کو چھوڑ دو صحابہ کرام کے متعلق ارشاد ہے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اہلبیت اس کلیے کی بنیاد ہیں ہدایات کے تارے ہیں۔ حضور کے سفر میں دو وزن کی ضرورت ہے اس میں اشارۃ فرمایا گیا کہ اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد امجد ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے کبھی گمراہ یا بے راہ نہ ہوں گے بعض شارحین نے کہا کہ اہل بیت کی اطاعت ان احکام میں ضروری ہے جو خلاف شرع نہ ہوں مگر حق یہ ہے کہ وہ حضرات مرتکب خلاف شرع کرنے کا حکم کرتے ہی نہیں کا حکم دیتے ہیں (مرآت) بعض جاہل کہتے ہیں کہ یہاں اہل بیت سے مراد قیامت تک کے سید ہیں مگر یہ غلط ہے سید کہلانے والے لوگ بعض مرتد اہل بدعت وغیرہ میں بعض فساق بھی ان کی اطاعت کیسی ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی جاوے ۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِتْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اسے تھامے رہو تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے ۱؎ اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک دراز کی ہے ۲؎ اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت یہ دونوں جدا نہ ہوں گے حتی کہ میرے پاس حوض پر آجائیں ۳؎ تو غور کرو تم ان دونوں سے میرے بعد کیا معاملہ کرتے ہو (ترمذی) یہ روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور بی بی فاطمہ

۱؎ یعنی قرآن اہل بیت سے بڑا ہے اور عظمت والا ہے احدھما سے مراد قرآن کریم ہے اور اخر سے مراد اہل بیت ہیں (مرقات) یہ مطلب نہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑا قرآن اہل بیت سے بڑا اور اہل بیت قرآن سے بڑے ورنہ پھر تو کل واحد ہونا یہاں بھی اہل بیت میں سارے گھر والے داخل ہیں خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد۔

۲؎ جیسے اوپر سے لٹکی ہوئی رسی ترقی کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ تنزل کا ذریعہ بھی کہ اسی سے چڑھا جاتا ہے اسی سے اترا جاتا ہے ایسے ہی قرآن ہی کے ذریعہ اس پر عمل کر کے ترقی ہوگی۔ قرآن چھوڑ کر تنزل قرآن اللہ کی امان ہے جس نے اسے پکڑ لیا اللہ کی امان میں آگیا (مرقات) یہ فرمان عالی اس کی دلیل ہے کہ قرآن اہل بیت سے افضل ہے کیونکہ وہ اللہ کی رسی ہے (مرقات)

۳؎ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ قرآن اور اہل بیت آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اہلبیت ہمیشہ قرآن و حدیث پر عامل رہیں گے قرآن ان کے دل و دماغ اور عمل میں رہے گا۔ دوسرے یہ کہ قرآن اور اہل بیت کبھی بھی سے جدا نہ ہوں گے حتی کہ یہ دونوں میرے پاس حوض پر پہنچ جائیں گے۔ اور حشر کی بارگاہ عالی میں ان کی شفاعت کریں گے جنہوں نے ان دونوں کا حق ادا کیا۔

وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ جَمِيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

اور حسن و حسین سے فرمایا کہ جو ان سے لڑے میں ان سے لڑنے والا ہوں اور جو ان سے صلح کرے میں ان سے صلح ہوں (ترمذی) ۱ روایت ہے جمیع ابن عمیر سے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس گیا میں نے پوچھا کون شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارا تھا ۲ آپ نے فرمایا فاطمہ پھر کہا گیا کہ مردوں میں فرمایا ان کے خاوند ۳ (ترمذی) ۔

۱ اس حدیث کی بنا پر رافضی حضرت عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ اور ان دونوں کے ساتھیوں کو کافر کہتے ہیں کہ انہوں نے جناب علی سے جنگ کی تو گویا حضور سے جنگ کی اور حضور سے جنگ کفر ہے اس کے تین جواب ہیں ایک الزامی دو تحقیقی جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر ان حضرات کی آپس میں صلح بھی ہو گئی جناب علی و عائشہ کی صلح تو بر بنا گئی امیر معاویہ سے جناب علی نے صلح کی کوشش کی پھر امام حسن نے صلح کر لی لہٰذا ان پر ان سلم لمن سالمہم صادق آگیا جواب تحقیقی ایک یہ ہے کہ جنگ کا لفظ اظہار غضب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے کفر مراد نہیں ہوتا جیسے قرآن کریم سود خواروں کے لئے فرماتا ہے فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ اور حضور فرماتے کہ جو دل اللہ سے دشمنی کرے اذنتہ بالحرب تیسرے یہ کہ دشمنی کی جنگ کو حرب کہتے ہیں ان بزرگوں کی جنگیں اجتہادی رائے کی بنا پر تھیں دشمنی کی نہ تھیں جیسے برادران یوسف علیہ السلام یوسف علیہ السلام کو اتنا ستا کر ہرسوں رلا کر کافر نہ ہوئے اور حضرت سارہ جناب ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و دانہ جنگل میں ڈال کر کافرہ نہ ہوئیں تو وہ حضرات صحابہ کافر کیسے ہوں گے دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ ۔

۲ یہ تابعی ہے کوفہ کے باشندے ہیں کہا جاتا ہے کہ جمیع صحابہ اور اعلم و افضل ہیں ۳ ان پھوپھی صاحبہ کا نام معلوم نہ ہو سکا یہ سوال یا تو خود جمیع نے کیا یا ان کی پھوپھی نے سائل یا تو مسلم ہے یا وہ حاطبہ (مرقات) ۴ یہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ کی حق گوئی کہ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ حضور کو سب سے زیادہ پیاری میں تھی اور میرے بعد میرے والد بلکہ جو آپ کے علم میں حق تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اگر یہ ہی سوال حضرت فاطمہ زہرا سے ہوتا تو آپ فرماتیں کہ حضور کو زیادہ پیاری جناب عائشہ تھیں پھر ان کے والد سلام ہو ان کے دل پاک پر صاف تھے انسان ان جیسوں کو ایک دوسرے کا دشمن سمجھتے ہیں (اشعۃ) خیال رہے کہ محبت بہت قسم کی ہے اور محبوبیت کی نوعیتیں مختلف ہیں اولاد میں سب سے زیادہ پیاری جناب فاطمہ زہرا ہیں بھائیوں میں سب سے زیادہ

وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا أَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالَنَا وَلِقُرَيْشٍ إِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوهٍ مُبْشِرَةٍ وَإِذَا لَقُونَا لَقُونَا بِغَيْرِ ذَالِكَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتَّى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ آذَى عَمِّي

روایت ہے حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ سے کہ جناب عباس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت غصہ کی حالت میں آئے اور میں حضور کے پاس تھا حضور نے فرمایا آپ کو کس چیز نے غصہ کیا عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو قریش سے کیا تعلق ہے کہ جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ہنس کھ ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اس کے سوا اور طریقہ سے ملتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے حتیٰ کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا حتیٰ کہ اللہ رسول کے لیے تم لوگوں سے محبت کرے پھر فرمایا اے لوگو جس نے میرے چچا کو ستایا

چیا سے کی مرتبہ ہیں ازواج پاک میں سب سے پیاری جناب عائشہ صدیقہ ہیں مرتبہ ایک محبت کے سلسلہ میں جناب فاطمہ بہت پیاری دوسرے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ سب سے پیاری رضی اللہ عنہا۔ مقابلہ ایک سلسلہ کے افراد میں ہوتا ہے یہاں مرقات نے فرمایا کہ جس حدیث کا راوی راضی ہو اور روایت فضائل اہل بیت کی ہو تو محبوب کر دو حدیث موضوع ہے (مرقات) ۱۲ منہ عبدالمطلب ابن عبد مناف ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں حضور کے چچا زاد بھائی ہیں۔ وہ عبد مناف میں سے ہیں پھر ہاشم ہی میں سے عبدالمطلب ہاشم میں سے وفات پائی یہی درخت ہیں (مرقات اشعۃ) ۱۲ منہ یعنی کسی نے آپ کو کسی کا بیٹا کسی بات سے غصہ دلایا تھا اسی حالت میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۱۲ منہ یعنی غیر ہاشمی جو قریشی ہیں وہ ہم ہاشمیوں اور غیر ہاشمیوں میں فرق کرتے ہیں ہم ہی ہاشم کو بنا غیر سمجھتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے اچھی طرح ملتے ہیں اور ہم ہاشم سے سرد مہری کرتے ہیں ۱۲ منہ حضور نور کا پیکر اور مجسم نور تھا اس لیے بھی آپ کا چہرہ کبھی کبھی سرخی مائل ہو جاتا تھا جب کبھی غصہ کی علامت سرخی بھی ہوتی ہے (مرقات) ۱۲ منہ اس سے مراد حضور کے صحابہ اہل بیت اور ازواج اور حضور کے ساتھ قرابت قریبہ والے ہیں جن سے محبت اس لیے کرنی چاہیے کہ وہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یہ حضرات حضور کا کنبہ ہیں جب حضور پیارے تو حضور کے سارا کنبہ بھی پیارا ہوا

فَقَدْ اٰذَانِیْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِی الْمَصَابِیْحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةُ الْاِثْنَیْنِ فَاْتِنِیْ

اس نے مجھے ستایا کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے۔ ۱۲ (ترمذی) اور مصابیح میں مطلب سے روایت کی ۔ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں ۱۲ (ترمذی) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا کہ جب پیر کا سویرا ہو تو تم اور تمہارے

۱؎ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہر کرنی حضرت عباس کو عداوت سے ستاتے وہ حضور کا دشمن ہے جس کا جھگڑا یا اختلاف حضرت عباس سے ہو جاوے وہ اس حکم میں داخل نہیں لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت علی اور عباس کا ایک باغ کے متعلق سخت جھگڑا ہوا تھا جو بارگاہ نبوی میں پیش ہوا لہٰذا حضرت علی بھی اس زد میں آ گئے کیونکہ وہ دشمنی کی جنگ نہ تھی ۔ بلکہ معاملات کا اختلاف تھا ۔

۲؎ حضر ایک بڑ کی چند شاخوں کو کہتے ہیں چونکہ باپ اور چچا دونوں ہی ایک دادا کے بیٹے ہوتے ہیں اس لئے چچا کو باپ کا صنو کہا گیا مطلب یہ ہے کہ چچا والد کی مثل ہوتا ہے اس کا ادب و احترام باپ کا سا کرو ۔ طبرانی نے بروایت ابو ایوب انصاری حدیث نقل کی کہ ایک بار حضور نے نظر بھر کر عباس سے فرمایا کہ تمہارے باپ نبیوں کے سردار تمہارے باپ کے چچا حمزہ شہیدوں کے سردار اور دوسرے چچا دو پروں والے تمہارے بیٹے حسن و حسین سبط ہیں (مرقات) ۔

۳؎ اس حدیث کا مطلب بھی پہلے بیان ہو چکا کہ میں عباس سے قریب ہوں اور عباس مجھ سے قریب ہیں جناب عباس حضور سے صرف دو سال بڑے تھے کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ تو فرمایا کہ بڑے تو وہی ہیں مگر میری نبوت زیادہ ہے ۔ انا اسن منہ اکبر ۔ حضرت عباس کپڑوں میں گم ہو گئے تھے تو آپ کی والدہ نے منت مانی تھی کہ اگر میرا عباس مل جائے تو میں کعبہ کو ریشم کا غلاف پہناؤں آپ مل گئے تو انہوں نے ریشمی غلاف کعبہ کو پہنایا ۔ آپ ہی پہلے شخص ہیں جن کو غلاف پہنایا گیا حضرت عباس نے اپنی وفات کے وقت ستر غلام آزاد کئے آپ بیاسی سال عمر پائی ۔ رجب ۳۲ھ میں وفات ہوئی ۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ کی وفات بارہ رجب جمعہ کے دن ہوئی جنگ بدر میں حضور نے اعلان فرمایا تھا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ ہمارا قرض کفار میں لائے گئے ہیں ۔

أَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتَّى أَدْعُوَ لَكُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكُمُ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكُمْ فَقَدْ أُوعِدُوا مَعَهُ وَالْبَسَنَائِسَةَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِي وُلْدِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ - وَزَادَ رَزِينٌ وَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ بَاقِيَةً فِيهِمْ

فرزند میرے پاس آؤ کہ تاکہ میں تمہارے لیے ایسی دعا کروں جس سے اللہ تم کو اور تمہارے فرزند کو نفع دے چنانچہ وہ اور ان کے ساتھ ہم سب میرے پاس گئے حضور نے ہم کو اپنا کپڑا اوڑھایا پھر فرمایا الٰہی عباس اور ان کے بیٹے کی ظاہری و باطنی بخشش کر کہ کوئی گناہ نہ چھوڑے الٰہی ان کی حفاظت فرما ان کی اولاد میں (ترمذی) اور رزین نے زیادہ کیا کہ الٰہی ان کی اولاد میں خلافت مستقر

لہ معلوم ہوا کہ سرور عالم کے دل کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے ورنہ آپ ابھی اس وقت دعا کر دیتے یا اس دن حضور کو کوئی خاص خوشی ہوگی خوشی اور جوش کے وقت کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب ان کے لڑکوں نے کہا یا ابانا استغفر لنا۔ ابا جان ہمارے لئے بخشش کی دعا کرو تو آپ نے فرمایا سوف استغفر لکم ربی ابھی نہیں آئندہ دعا کروں گا۔ یعنی جب میں یوسف علیہ السلام کو دیکھوں گا دل خوش ہوگا تب دعا کروں گا۔ دعا کرانے اور دعا چاہنے میں بڑا فرق ہے یہاں والد سے مراد سارے اولاد ہے۔ سلہ لہٰذا حضرت عباس اور ان کے سامنے لڑکے بھی اصحاب عبا ہیں کہ حضور اور کرنے انہیں اپنے کمبل شریف میں اپنے ساتھ لیا یہ ہی واقعہ حضرات فاطمہ و حسنین کریمین کے ساتھ ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوشنبہ کا دن اور دوشنبہ کا سویرا بہت اعلیٰ دن اور اعلیٰ وقت ہے کیونکہ نہ ہو کہ یہ حضور انور کی ولادت پاک کا دن اور وقت ہے ہم کو بھی چاہئے کہ دوشنبہ کے دن صبح سویرے درود شریف اور دعاؤں کی کثرت کیا کریں جس دن جس مہینہ جس وقت میں اللہ کی کوئی نعمت ملی کرے وہ دن مہینہ وہ وقت تا قیامت برکت والا ہو جاتا ہے۔ رمضان المبارک شب میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا تا قیامت ہر مہینہ وہ رات برکت والی ہو گئی ایسے ہی ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ سویرا برکت والا ہے خصوصاً جبکہ ربیع الاول کا مہینہ بارہ تاریخ سویرے کا وقت ان کا اجتماع ہو جائے تب تو سبحان اللہ۔ سلہ یعنی ظاہری ذنوب یا نبی یعقوب جو جملہ علام الغیوب سب کی معافی ہونے آئندہ کے لئے اصلاح فرما دے کہ ان کے ذنوب پھر نہیں ذنوب (از مرقات)

سلہ یعنی حضرت عباس کو مع ان کی اولاد کے اپنی حفظ و امان میں رکھ یا حضرت عباس کو ان کی اولاد میں رہتے ہوئے محفوظ رکھ۔ مطلب ایک ہی ہے خیال رہے کہ ان دونوں کو کمبل شریف میں لے کر یہ اشارہ فرمایا کہ یہ لوگ بظاہر چند ہیں مگر درحقیقت ایک ہیں کہ ایک کمبل رحمت میں ہیں کل قیامت میں ایک جھنڈے کے نیچے ہوں گے (مرقات)

عَقِبِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ ۔ وَعَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰی جِبْرَئِیْلَ مَرَّتَیْنِ وَدَعَالَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَیْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ دَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّؤْتِیَنِیَ اللّٰهُ الْحِکْمَةَ مَرَّتَیْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۔

فرمایا ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ۔ روایت ہے انہیں سے کہ انہوں نے جبریل کو دو بار دیکھا تھا اور ان کے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو بار دعا کی تھی (ترمذی) ۔ روایت ہے انہیں سے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو بار دعا کی کہ الٰہی انہیں حکمت عطا کر (ترمذی) ۔

۱ نبی کی خلافت باطنی ولایت ہے مطلب یہ ہے کہ الٰہی تا قیامت ان کی اولاد میں ولایت قائم رہے ان میں اولیاء ابدال غوث و قطب علم شریعت و طریقت رہے ان کی نسل ولایت سے خالی نہ ہو جائے اشعۃ اللمعات نے خلافت کے معنی کئے سلطنت ۔ دولت پائیدار چنانچہ بحمد اللہ عرصہ خلافت و سلطنت بنی عباس بھی رہی (اشعہ، مرقات) **۲** چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ایک بار اپنے والد صاحب کے ساتھ حضور انور کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضور کے پاس ایک صاحب تھے بڑی حسین جمیل تھے کچھ دیر بعد حضرت عباس حضور انور کے پاس پھر حاضر ہوئے پوچھا حضور وہ حسین صاحب کہاں گئے فرمایا وہ جبریل تھے جب تم دونوں یہاں آئے تو جبریل نے تجھ سے پوچھا یہ دونوں کون تھے تجھ نے فرمایا میرے چچا اور میرے چچا کا بیٹا فرمایا یہ بچہ کل خیر ہے ہم نے فرمایا جبریل تم ان کے لئے دعا خیر کرو انہوں نے کہا اللھم بارک علیہ اللھم اجعل منہ کثیرا طیبا (مرقات) دوسری بار اور جگہ حضور انور کے پاس بیٹھا ہوا حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں دیکھا آپ وہاں پہنچے اتفاقاً سلام نہ کیا ۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اگر یہ سلام کرتے تو میں انہیں بہت اچھا جواب دیتا ۔ حضرت جبریل علیہ السلام چلے گئے تو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اے ابن عباس تم کو سلام سے کس چیز نے منع کیا یہ واقعہ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں بروایت ابن عساکر اور شیخ نے اشعۃ اللمعات میں نقل کیا خیال رہے کہ حضرت جبریل کو بشکل انسان ابن عباس نے دو بار دیکھا ان کی اصل شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نے نہ دیکھا حضور نے بھی صرف دو بار ان کی اصل شکل میں دیکھا ۔ **۳** ایک بار تو حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کمبل شریف میں لے کر دعا دی دوسری بار جب حضرت ابن عباس نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لئے پانی رکھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم استنجا خانہ میں تشریف لے گئے تھے باہر تشریف لائے پانی رکھا ہوا دیکھ کر دعا دی (اشعۃ، مرقات) عجب حضرت عبداللہ ابن عباس کو خبر میں رکھا تو

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ كَانَ جَعْفَرٌ یُحِبُّ الْمَسَاكِیْنَ وَیَجْلِسُ اِلَیْهِمْ وَیُحَدِّثُهُمْ وَیُحَدِّثُوْنَهٗ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُكْنِیْهِ بِاَبِی الْمَسَاكِیْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۞ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ جَعْفَرًا یَطِیْرُ فِی الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلٰٓئِكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ ۞ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جناب جعفر فقراء سے بہت محبت کرتے تھے[1] اور ان کے بیٹھتے تھے ان سے باتیں کرتے تھے وہ[2] آپ سے باتیں کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کنیت ابوالمساکین رکھتے تھے (ترمذی) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے جناب جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے دیکھا تھا (ترمذی) ۞ اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۞ روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

دوستوں نے جس دل کی بابتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ دیکھا نفحات حکمت سے مزین ہے قرآن مجید کا علم حدیث شریف کی باریکیوں تک زمین کی رسائی قرآن و حدیث سے مسائل شرعیہ فرعیہ کا استنباط۔ [1] اگرچہ تمام صحابہ و اہل بیت مساکین سے محبت کرتے تھے مگر حضرت جعفر ابی طالب ان سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے تھے اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا [2] یعنی حضرت جعفر کی اکثر نشست و برخاست زیادہ تر مساکین سے ہوتی تھی۔

[3] عربی میں یہ کنیت صحبتی میں آتا ہے۔ باپ۔ والا۔ مہربان جہاں آخری دو معنی میں ہے یعنی مسکینوں والے یا مسکینوں پر بہت مہربان۔

[4] یہ فرمان عالی حضرت جعفر کی شہادت کے بعد کا ہے آپ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے لہذا یہاں دیکھنے سے مراد معراج میں دیکھنا نہیں بلکہ بیداری کی رویت مقصود ہے۔ یعنی مراد ہے حضور سرور عالم کی نگاہ مبارک کا جنت کی رونق پر پڑنا یقیناً ہر کوئی جنتی ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر کرم کا جعفر کے لئے خاص ہونا پھر خصوصیت کے ساتھ اس جگہ میں فرمانا کہ جنت کا ذکر ہم نے کیا تھا مگر چھوڑ دیا جہاں کی نگاہ ان کا ہاتھ دیدیں جنت کے ذرے ذرے میں ہیرے موتی ہیں جو غرباء کے ہاتھ بھی لگ سکتے ہیں۔

اے فرد ان جنت کا نظارہ تو کر لو ۔۔۔ ہیں تم کو ہر طرف سے دامن کشادہ حاضر

اسی حدیث کی بنا پر آپ کا لقب جعفر طیار ہوا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَقَدْ سَبَقَ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ ۔ وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا اَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں ۱؎ (ترمذی) ۲ روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن اور حسین یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں ۳؎ (ترمذی) یہ حدیث پہلی فصل میں گذر چکی ۴؎ ۔ روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے ۵؎ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا ۶؎ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح تشریف لائے کہ آپ کسی چیز کو گود میں لیے تھے مجھے خبر نہ تھی کہ وہ کیا ہے ۷؎ تو جب میں اپنی

۱؎ یعنی جو لوگ جوانی ہی میں وفات پائیں اور جو بوڑھے ہو کر مریں حضرت حسنین کریمین ان کے سردار ہیں اور جنت میں سب ہی جوان ہوں گے لہذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرات حسنین کریمین حضور صلے اللہ علیہ وسلم یا دوسرے نبیوں کے بھی سردار ہوں اصحاب جمع ہیں شباب کی بعض ہیں جوانی کی عمر اٹھارہ برس سے تیس سال تک ہے ۔ ۲؎ اس فرمان عالی کی شرح مگر رگوں کو جیسے باغ والے کو سامنے باغ میں پھول پیارا ہوتا ہے ایسے ہی دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں میں مجھے حضرات حسنین کریمین پیارے ہیں اولاد پھول ہی کہلاتی ہے سامنے اسی فرمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں فرزند جنت پیارے تھے ۳؎ صاحب مشکوٰۃ نے صاحب مصابیح پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث تو پہلی فصل میں لا چکے تھے پھر اب یہاں مکرر کیوں لائے مگر شارحین کو معلوم ہے کہ وہاں بخاری کی روایت تھی یہاں ترمذی کی روایت ہے لہذا الفاظ حدیث میں کمی بیشی سے محدثین ان دو راستوں سے ایک حدیث کئی بار لے آتے ہیں ۔ ۴؎ حضرت اسامہ بن زید ابن حارثہ کے حالات و فضائل پیچھے گزر چکے ۔ ۵؎ طرقت کے معنی ہیں طرق سے کرنے کسی کے ہاں پہونچنا اب اصطلاح میں رات کے جانے کو طروق کہتے ہیں ماثر و مرآۃ القبول سے اس لئے کہ طرق کہتے ہیں کہ وہ رات میں گویا سفر کرتا ہے دامداد و الطافات ۶؎ یعنی بعجلت تو کسی حاجت سے حاضر ہوا اور کسی گود میں کچھ ہے کہ پوری گود اٹھری ہوئی ہے مگر یہ نہ جانتا تھا کہ کیا چیز ہے اندھیری رات تھی اور وہ چیز بھی کمبل شریف میں چھپی ہوئی تھی ۔

لَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِيْ أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَإِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى وَرِكَيْهِ فَقَالَ هٰذَا إِنِّيْ وَابْنَايَ وَابْنَا بِنْتِيْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔

وَعَنْ سَلْمٰى قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ

حضرت سے فارغ ہوا میں نے پوچھا کیا ہے جو آپ کو میں لیے ہیں سے معلوم تھے اسے کھولا تو حسن و حسین آپ کی رانوں پر تھے فرمایا یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر ترمذی نے روایت کیا ہے

حضرت سلمیٰ سے کہتی ہیں کہ میں ام سلمہ کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کو کیا چیز رلاتی ہے

لہ حضرت اسامہ بہت دیر تک حاضر رہے باتیں کرتے رہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بیٹھے رہے بغیر جنبش کئے جب سے اس نے آپ نے یہ پوچھنے کی ہمت کی۔

سکے یہ عبارت بیان ہے ابنائی کا یعنی یہ حسن میرے بیٹے ہیں اور حسین میری بیٹی کے بیٹے ہیں مجھے ان سے دونوں سے محبت ہے۔ خیال رہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی اولاد حضور کی نسل ہے اس سے حضور کی نسل چلی گو حسن و حسین حضور کی نسل بھی ہیں اور نسل کی اصل بھی درجہ قسب باپ سے ہوتا ہے ذکر ماں سے، ہاں شرف ماں سے بھی ہو جاتا ہے لفظ آل دونوں پر بولا جاتا ہے بیٹے کی اولاد پر بھی اور بیٹی کی اولاد پر بھی حضرت حسن اور مریم المدعیٰ علیہما السلام کو قرآن کریم نے عمران کی آل فرمایا حتیٰ کہ ایک سورۃ کا نام آل عمران ہوا۔ سکے اس دعا کا مقصود حضرت اسامہ کو سنانا اور بتانا ہے کہ اسامہ میرے حسن و حسین سے محبت کرو۔ ان کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا ذریعہ ہے خیال رہے کہ دل محبت محل کی کرنٹ کی طرح ایک متعدی چیز ہے جس سے محبت ہوتی ہے اس کی اولاد گھر والے نوکر دوست سبھی کو اس شخص سے محبت ہو جاتی ہے۔ لا تحسن بلدا الا البلد وانت بہ البلد ۔ ؎

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ دلدارے در است

سکے بی بی سلمیٰ جناب ابو رافع کی جو حضور سے آزاد کردہ غلام ہیں ان کی زوجہ ہیں حضرات ابراہیم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دائی ازواج مطہرات کی خدمت کیا کرتی تھیں جناب فاطمہ زہرا کو اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیق نے غسل میت دیا ان کے ساتھ مدد کے لئے بی بی سلمیٰ موجود تھیں (اشعۃ مرقات)۔

قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ فِي الْمَنَامِ وَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ اَهْلِ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ

آپ بولیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یعنی خواب میں کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا یہ حال کیسا ہے فرمایا میں ابھی قتل حسین کے موقع پر حاضر تھا ۱۲ (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے فرمایا حسن اور حسین ۱۲ اور حضور

۱۲ حضرت ام سلمہ نے یہ خواب دسویں محرم جمعہ کے دن دوپہر کو میں دیکھی تھی وہ وقت تھا حضرت حسین کی شہادت کا مگر حق یہ ہے کہ خواب واقعہ کربلا سے پہلے کا ہے جس میں حضور انور نے آئندہ آنے والے واقعہ کی ام سلمہ کو خبر دی ہے خاص شہادت کے دن کا واقعہ نہیں ۱۲ خیال رہے کہ ام سلمہ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے اولاً ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں مکہ میں ابو سلمہ کی وفات ہوئی اسی سال حضور کے نکاح میں آئیں جو دراصل سال عمر یا سنہ ۴ھ میں وفات پزیر ہوئے (اکمال ۔ اشعہ) اور واقعہ کربلا آپ کی وفات سے دو سال بعد ہوا ۔ حضور انور نے آئندہ والے واقعہ کی حضرت ام سلمہ کو اسی طرح خبر دے دی جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں شاہ مصر نے گایوں اور بالیوں کو کھاتے ہوئے دیکھ کر خواب دیکھا کہ سات سال کی سال بعد ہوا خواب میں آئندہ یا گذشتہ واقعات موجودہ شکل میں دکھائے جاتے ہیں ۔ اس حدیث سے بعد مسئلے معلوم ہوئے مومن حضور صاحب البیت خصوصاً جناب حسین کی تکلیف سے حضور اقدس کو تکلیف ہوتی ہے حضور کو ان کی جدائی کی بے خبر نہیں رب فرماتا ہے حضور علیہ السلام دوسرے یہ کہ حضور اپنی وفات کے بعد بھی عالم کی سیر فرماتے ہیں اپنی امت کے حالات کا مشاہدہ فرماتے ہیں ۔ جو کہا جاتا ہے کہ حضور میلاد شریف میں تشریف لاتے ہیں اس کا ماخذ یہ حدیث ہے تیسرے یہ کہ مظلوموں کی یاد تاریخ ظلم کی یاد سے زیادہ تیز ہوتی ہے ۔ چوتھے یہ کہ حضور اقدس کہیں تشریف لے جاویں مدینہ آپ سے خالی نہیں ہوتا جیسے فرشتہ آسمان کی سیر کرے مگر آنکھ میں بسا رہتا ہے حضور نے ہاتھ بڑھا کر جنت کا خوشہ پکڑ لیا ۔ مگر حضور رہے مدینہ میں ۱۲ اس کی تحریر پہلے گزر چکی ہے کہ محبت کی بہت قسمیں ہیں اولاد سے محبت اور قسم کی ہے ازواج سے اور قسم کی اور دوستوں سے اور قسم کی اور دین حضرات ۔

لِفَاطِمَةَ ادْعِي لِي ابْنَيَّ فَيَشَمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۞ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيصَانِ أَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ

لاڈ سے فرماتے تھے کہ میرے ان بچوں کو بلاؤ پھر انہیں سونگھتے تھے اور اپنے سے لپٹاتے تھے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۞ روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو خطبہ دے رہے تھے ۞ اچانک حسن و حسین آئے جن پر دو سرخ قمیصیں تھیں کبھی وہ چلتے تھے اور گرتے تھے ۞ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے ان دونوں کو اٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا ۞ پھر فرمایا سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں ۞

حسین بہت پیارے تھے ہمارے دل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب آپ الفاظ میں دوست و احباب میں حضرت ابوبکر صدیق بہت چاہتے تھے لفظ احباء آپ تمام میں ۞ حضور انہیں کیوں نہ سونگھتے وہ دونوں تو حضور کے پھول تھے پھول سونگھے ہی جاتے ہیں انہیں گلے سے لگانا پیار کرنا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بچے کو سونگھنا ان سے پیار کرنا انہیں چمٹانا چمٹانا سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے ۞ ذخائر میں ہے کہ یہ حدیث دوسری روایات میں حسن بھی ہے صحیح بھی (مرقات) ۞ عالم یہ ہے کہ خطبہ جاری تھا مگر خطبہ جمعہ تھا ان دونوں کے لئے حضور نے خطبہ جمعہ توڑا جبکہ ان کے لئے نماز کا عہدہ دار کہا جا سکتا ہے تو انہیں کے لئے خطبہ جمعہ بھی توڑا جا سکتا ہے ۞ یعنی ان دونوں فرزندوں کی قمیصوں میں سرخ دھاریاں تھیں خالص سرخ نہ تھیں کہ خالص سرخ کپڑا مردوں اور بچوں کو پہننا ہمارے ہاں ناجائز ہے (مرقات)

۞ یعنی یہ دونوں فرزند بہت چھوٹے تھے ابھی بات نہیں سیکھی تھا اس لئے بہت چل نہ سکتے تھے چلتے گر جاتے پھر اٹھ کر چلتے گر جاتے جیسا کہ بہت چھوٹے بچوں میں دیکھا جاتا ہے ۞ خیال رہے کہ اس موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حاضرین میں سے کسی سے نہ منگایا نہ کسی اور کی گود میں بٹھایا بلکہ خود منبر شریف سے اتر کر خطبہ چھوڑ کر بچوں کے پاس گئے انہیں اٹھا کر لائے اپنے سامنے بٹھایا یہ حضور کی انتہائی محبت ان دونوں سے ۞ اس آیت کریمہ میں لفظ بھی ہے مگر بھی سخت یا آزمائش سب اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مومن کو ثواب دیتا ہے ۔

فِتْنَةٌ نَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيثِي وَرَفَعْتُهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ ۔

وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ أَشْبَهُ

میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ چلتے گرتے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا حتیٰ کہ میں نے اپنی بات بند کر دی اور ان دونوں کو اٹھا لیا ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی) ۲ روایت ہے حضرت یعلیٰ ابن مرہ سے کہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسین مجھ سے ہیں اللہ میں حسین سے ہوں کہ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے۔ حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں ۔ (ترمذی) ۳ روایت ہے حضرت علی سے فرمایا کہ حسین سینے اور

۱ جہاں یہ ہے کہ حضرت حسین کریمین کے لئے خطبہ قطع کرنا حضور کی خصوصیت ہے تو ہم و جائز ہے کہ ہم اپنے بچوں کے لئے خطبہ جمعہ چھوڑ دیں یا نہ۔ میں نہ حضرت علی و فاطمہ زہرا کو جائز نہ بتایا کہ صاحبزادوں کے لئے خطبہ یا نماز چھوڑ دی حضور نے ان دونوں کے لئے بنا سجدہ و نماز فرمایا حضرت امامہ بنت ابوالعاص یعنی اپنی نواسی کو کندھے پر لے کر نماز پڑھی اس طرح کہ رکوع سجدہ کے وقت نہیں اتارا دیا بعد میں بیٹھ کر پڑھ لیا اگر ہم ایسا کریں گے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور گنہگار ہوں گے۔ اس لئے حضرت امامہ کو گود میں لے کر نماز ابوالعاص نے نماز پڑھی مرجاب مرتب نے احکام شرعیہ ۔ اس قصہ میں بات تجربہ اور ۲ حضرت یعلیٰ صحابی ہیں عمرو ابن مرہ جہنی مدنی حلیف بنی عامر بن لؤی ان کے شریک ہوئے آپ سے روایتیں ۔ ۳ یعنی میں حسین کی مدد کرتا ہوں جب میں ہم دونوں سے محبت رکھنے والوں کو چاہتے مجھ سے محبت حسین سے محبت ہے اور حسین سے اللہ سے محبت ہے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھے اس لئے اس قسم کی باتیں امت کو سکھائیں ۔ ۴ ابن عساکر نے روایت کی کہ حسن میرے ہیں اور حسین علی کے اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑا بیٹا دادا نانا کا جو تابعدار ہوتا ہے یہ تقسیم ظاہر کرم کے لئے ہے ورنہ حقیقت ۔

۵ سبط وہ قوم ہے جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت ۔ یعنی جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اسباط کہلاتے تھے کہ ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل شریف بہت چلی رب فرماتا ہے وقطعناھم اثنتی عشرۃ اسباطا امما ۔ ایسے ہی میرے حسین سے میری نسل چلے گی اور ان کی اولاد سے

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّاْسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَہُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّیْ دَعِیْنِیْ اٰتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاُصَلِّیَ مَعَہُ الْمَغْرِبَ وَاَسْاَلُہُ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لِیْ وَلَکِ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلَّیْتُ مَعَہُ الْمَغْرِبَ

سر کے درمیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے [1] اور حسین اس سے نیچے کے حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے [2] (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں آپ کے ساتھ مغرب پڑھوں [3] اور آپ سے عرض کروں کہ میرے اور تمہارے لیے دعائے مغفرت کریں [4] تو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کے ساتھ مغرب

مشرق و مغرب پھر رہے گی دیکھ لو آج سادات کرام مشرق و مغرب میں ہیں اور یہ بھی دیکھ لو کہ حسنی سید تھوڑے ہیں یا حسینی سید بہت زیادہ ہیں اس فرمان عالی کا ظہور ہے ۔

[1] خیال ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا از سر تا قدم بالکل ہم شکل مصطفےٰ تھیں صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے عرض کیا ہے ؎

رسول اللہ کی چلتی تصویر کو دیکھا کیا فاطمہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا

اور آپ کے صاحبزادگان میں یہ مشابہت تقسیم کر دی گئی تھی یعنی اشبہ یا قریب ہے باب اعلیٰ کا باہم تفصیل ہے مع بسیط کا حضرت حسین کی پنڈلیاں قدم شریف اور ہاتھ بالکل حضور کے مشابہ تھے ۔ علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام [2] حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قدرتی مشابہت بھی اللہ کی نعمت ہے جو اپنے کسی عمل کو حضور کے مشابہ کرے تو اس کی نحوست ہو جاتی ہے من تشبہ بقوم فھو منھم تو جسے خدا تعالےٰ اپنے محبوب کے مشابہ کرے اس کی بدبختی کا کیا حال ہوگا اسی لئے یہ حدیث فضائل اہل بیت کے سلسلے میں لائی گئی ۔

[3] حضرت حذیفہ کا گھر مسجد نبوی شریف سے کچھ فاصلے پر تھا ۔ اس لئے ان کو ان کی والدہ شام کے وقت گھر رہنے کی تاکید فرمائی تھی مسجد نبوی شریف میں حاضر ہونے کی اجازت نہ دی تھی انہیں یا تو حضرت حذیفہ پر خوف تھا یا اپنے پاس رکھنے کی خواہش ۔ آپ نے فرمایا کہ اماں مجھے آج وہاں حاضری کی اجازت دے دیجئے ۔ [4] یعنی رات میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجوم کم ہوتا ہے ۔ مجھے عرض معروض کرنے کا اچھا موقعہ ملے گا ۔ اس لئے رات میں حاضری کی اجازت مانگی ۔

فَصَلّٰى حَتّٰى صَلَّى الْعِشَآءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهٗ فَسَمِعَ صَوْتِيْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِيْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ

پھر آپ نے مغرب پڑھی حتیٰ کہ عشاء پڑھی پھر حضور واپس ہوئے میں آپ کے پیچھے گیا حضور نے میری آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے کیا حذیفہ ہیں نے کہا ہاں فرمایا تمہاری کیا حاجت ہے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو بخشے کہ یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی بیبیوں کی سردار ہیں [1] اور حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں [2] (ترمذی) اور کہا کہ یہ

[1] یعنی میں نے نماز مغرب حضور انور کے ساتھ پڑھی پھر عشاء تک حضور کے پاس حاضر رہا بعض مشائخ کرام مغرب سے عشاء تک نوافل اوابین وغیرہ پڑھتے ہیں اسے اوابین یا الصلوٰۃ بین العشائین کہتے ہیں اب بھی مدینہ منورہ میں مسلمان مغرب کی نماز کے لیے مسجد نبوی شریف میں جاتے ہیں تو عشاء پڑھ کر آتے ہیں [2] حضور انور نے نور نبوت سے حضرت حذیفہ کو بھی جانا لیا اور ان کے دل کی حاجت بھی معلوم کرلی کہ یہ کیوں آئے ہیں جائز ہے پیر کے دل کی بات ظاہر ہو کہ فرمایا اللہ تمہارا بھلا کرے ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں ایسے پر انسانوں کے دل کے حاجت روا تمنائیں کیسے پوری نہ ہوسکتی ہیں وہاں عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں انہیں بھلا کیا چھپا ہوا ہے سب معلوم ہیں۔ شعر:۔ قدرت کی تجلیاں جلتے ہیں اور تقریریں جاتے ہیں ۔ بخشش کی تدبیریں جاتے ہیں ۔

وہ ہے رحمت والا۔ جن کا نام ہے محمد اُن سے دو جگ ہے اجیالا!

[2] اس فرشتہ کا نام روایات میں نہیں آیا بہرحال رحمت کا خاص فرشتہ ہے خادم بارگاہ ہے۔ [1] اس کی شرح پہلے گزر چکی کہ جناب سیدہ خاتون زہرا جنتی عورتوں کی بیبیوں کی سردار ہیں لہٰذا اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ جناب خدیجۃ الکبریٰ اور عائشہ صدیقہ کی بھی سردار ہوں کیونکہ وہ تو سید الانبیاء کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ [2] اس کی شرح پہلے گذر گئی جو لوگ جوانی میں وفات پاگئے اور تھے جنتی ان کے سردار حضرت حسنین کریمین ہیں لہٰذا اب دونوں نبیوں کے سردار نہیں کیونکہ کوئی نبی جوانی میں دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جنت میں سب ہی بوڑھے ہوں گے۔

هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ فَرَضَ لِاُسَامَةَ فِيْ ثَلٰثَةِ اٰلَافٍ وَخَمْسِمِائَةٍ وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ ثَلٰثَةِ اٰلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِاَبِيْهِ لِمَ فَضَّلْتَ اُسَامَةَ عَلَيَّ فَوَاللّٰهِ مَا سَبَقَنِيْ اِلٰى مَشْهَدٍ قَالَ لِاَنَّ زَيْدًا كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

حدیث غریب ہے ۱۲ روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حسن ابن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے تم بہت اچھی سواری پر سوار ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سوار بھی تو اچھا ہے ۱۲ (ترمذی) ۱۲ روایت ہے حضرت عمر سے کہ آپ نے اسامہ کے لیے تین ہزار پانچ سو مقرر فرمائے اور عبداللہ ابن عمر کے لیے صرف تین ہزار مقرر فرمائے ۱۲ تو عبداللہ ابن عمر نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر ترجیح کیوں دی ۱۲ اللہ کی قسم کسی موقعہ میں اس سے آگے نہ بڑھے ۱۲ فرمایا اس لیے کہ زید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

۱۲ حدیث اور نے روایت حسن ابن فرقد (مرقات) ۱۲ یعنی اے دیکھنے والے تو نے یہ تو دیکھا کہ جناب حسن کی سواری کیسی اچھی ہے صلے اللہ علیہ وسلم کا کندھا بھی نہ دیکھا کہ سوار سید الشہداء ہے اور سید الاولیاء حضرت علی کا فرزند ارجمند ہے اور سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کا لخت جگر ہے سید الانبیاء کا نور نظر ہے رضی اللہ عنہ آپ کا لقب ہے ۱۲ کندھا رسول ۱۲ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مشہور صحابہ کے لیے بیت المال سے سالانہ وظیفے مقرر فرمائے تھے۔ ان کے گزارے کے واسطے اس سلسلہ میں اپنے محبوب ترین فرزند کا سالانہ وظیفہ تین ہزار درہم مقرر فرماتے اور حضرت اسامہ کے لئے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر کیے یعنی پانچ سو درہم زیادہ ۱۲ چونکہ وظیفے کی زیادتی کمی درجہ کی زیادتی کمی کی علامت ہوتی ہے اس لیے جناب عبداللہ نے سوال فرمایا مال ہو یا حضرت اسامہ پر حسد سے نہ کہا ۱۲ مشہد کے معنی ہیں حاضری کی جگہ یعنی مجلس اس سے مراد عام مجلس خیر ہے علمی ہو یا عملی جہاد کی ہو یا حج کی بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد جہاد ہے یعنی ایسی کوئی مجلس خیر نہیں گزری جس میں اسامہ شریک

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِيْكَ وَكَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ وَاٰثَرُ حِبِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِبِّيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ جَبَلَةَ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْعَثْ مَعِيَ اَخِيْ غَابِدًا قَالَ هُوَ ذَا فَاِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ

کو تمہارے باپ سے زیادہ پیارے تھے ۱۲ اور اسامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ محبوب تھے ۱۲ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو اپنے پیارے پر ترجیح دی ۱۲ (ترمذی) ۱۲ سلامت ہے حضرت جبلہ ابن حارثہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ساتھ میرے بھائی زید کو بھیجئے فرمایا وہ یہیں اگر وہ تمہارے ساتھ جانے

ہوتے ہوں میں شریک نہ ہوا ہوں ۔ ۱۲ حضرت زید رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان عالی تواضع اور انکسار کی بنا پر ہے ورنہ حضرت عمر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے ہی محبوب صحابی ہیں دلیل اس کی گھر میں رہنے بسنے کی محبوبیت حضرت اسامہ کو زیادہ حاصل ہے ہر وقت گھر میں نظر آنے والے پر زیادہ کرم رہتا ہے غرضکہ اس سے کوئی خاص محبت مراد ہے ۱۲ یہاں بھی وہی تحقیق ہے کہ اس خصوصی محبت میں جناب اسامہ حضرت ہی عمر سے بڑھے ہوئے تھے ۔ ۱۲ سبحان اللہ یہ ہے حضرت عمر کا عشق رسول آپ نے حضرت حسین کریمین کے لیے پانچ ہزار سالانہ مقرر فرمایا تھا ۔ حضرات خلفاء نے اہل بیت اطہار کے لیے دل کھول کر دیا ہے ان کے زمانہ میں حضرات حسنین بلکہ حضرت علی کسی غزوہ میں نہ بھیجے گئے ان کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے حتی کہ آپ کو مدینہ منورہ چھوڑنا پڑا یہ ہی حال حضرات حسنین کریمین کا ہوا ۱۲ حضرت زید کا پورا واقعہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ آپ آٹھ سال کی عمر میں دشمنوں کے ہاتھ قید ہو گئے تھے بازار میں فروخت کر دیئے گئے حکیم ابن حزام نے آپ کو خرید لیا اور اپنی پھوپھی خدیجۃ الکبریٰ کو ہدیۃً دے دیا جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضور کے نکاح میں آئیں تو آپ نے حضرت زید کو حضور کی خدمت کے لیے مقرر فرما دیا حضور نے انہیں اپنا بیٹا بنا لیا آپ کے بڑے بھائی جبلہ ابن حارثہ کو پتہ لگا کہ زید ابن حارثہ حضور انور کے پاس ہیں ۔ تو وہ انہیں لینے آئے تب یہ عرض کیا ۔ خیال رہے کہ حضرت زید غزوہ موتہ میں حضرت جعفر کے ساتھ شہید ہوئے پچپن سال عمر پائی حضور نے انہیں حضرت جعفر کا بھائی بنا دیا تھا ۔

(اشعہ)

أَمْنَعُهُ قَالَ زَيْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَا أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا قَالَ فَرَأَيْتُ رَأْيَ أَخِيْ أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُوْ لِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

تو میں انہیں منع نہ کروں گا ۱؎ جناب زید نے کہا یا رسول اللہ اللہ کی قسم میں آپ پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا ۲؎ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کی رائے میرے سے بہتر دیکھی ۳؎ (ترمذی) ۴؎ روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھاری بیمار ہو گئے تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ آئے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۵؎ جب کہ کلام فرمانا بند ہو چکا تھا تو حضور نے کوئی بات نہ کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ مجھ پر رکھنے اور اٹھانے لگے میں پہچان گیا کہ آپ میرے لیے دعائیں فرما رہے ہیں ۶؎ (ترمذی) ۷؎

۱؎ یعنی اگر یہ اپنے گھر جانا چاہیں تو نہ جاویں انہیں منع نہیں کروں گا ۲؎ یعنی آپ پر میرے ماں باپ بھائی برادر اور اولاد ہوں میں آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں ماں باپ کے پاس جانا نہیں چاہتا مجھے اپنے در سے دور نہ کریں آپ کی خدمت دین و دنیا کی ساری نعمتوں سے افضل ہے ۳؎ یعنی میں نے انہیں حضور کے فراق کا مشورہ دیا انہوں نے وصال چاہا وہ مجھ سے بہتر رائے والے تھے انہوں نے حضور کو اختیار کیا ۴؎ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ پہلے مہاجرین و انصار کا ایک لشکر روانہ فرمایا جس کے سردار حضرت اسامہ ابن زید تھے یہ لشکر ابھی مقام جرف میں پہنچا تھا جو مدینہ منورہ سے باہر قریب ہی ہے کہ اسے پتہ لگا کہ حضور انور کو سخت بخار اور درد سر ہے یہ سب لوگ یہ خبر وحشت اثر سن کر مدینہ منورہ واپس آ گئے یہاں یہ واقعہ لکھے چونکہ جرف مدینہ منورہ سے ایسا ہی نچا ہے جیسے عرفات مکہ معظمہ سے اس لیے بسبقت فرمایا یعنی میں اور گرا چھا مدینہ منورہ کے ارد گرد کی زمین مدینہ سے اونچی ہے خود مدینہ پاک نشیبی حصہ میں واقع ہے اس لیے ارد گرد کی زمین کو عوالی کہا جاتا ہے (مرآت) ۵؎ حضرت اسامہ اب جو حاضر بارگاہ ہوئے تو حیات شریف کے آخری لمحات تھے زبان مبارک سے کلام فرمانا بند کر دیا تھا اس لیے حضور انور نے اشارہ سے دعا فرمائی ہے حضرت اسامہ نے فراست ربانی سے سمجھ لیا حضرت اسامہ فرماتے

وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَحِّيَ مُعَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِيْ حَتّٰى اَنَا الَّذِيْ اَفْعَلُ قَالَ يَا عَائِشَةُ اَحِبِّيْهِ فَاِنِّيْ اُحِبُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِذْ جَآءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَا لِاُسَامَةَ اِسْتَاْذِنْ لَّنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَا جَآءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا قَالَ لٰكِنِّيْ اَدْرِيْ اِئْذَنْ لَهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْئَلُكَ اَيُّ اَهْلِكَ اَحَبُّ

فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کی ناک صاف کرنے کا ارادہ کیا تو جناب عائشہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ یہ کام میں کروں فرمایا اے عائشہ ان سے محبت کر کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں نافع ذریہ روایت ہے حضرت اسامہ سے فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ جناب علی و عباس آئے اجازت داخلہ چاہتے تھے انہوں نے اسامہ سے کہا کہ ہمارے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے دیں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی و عباس اجازت کے طلبگار ہیں فرمایا کیا تم جانتے ہو کیا مقصد ہے میں نے کہا نہیں فرمایا لیکن میں جانتا ہوں انہیں اجازت دے دو دونوں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں کہ حضور کو اپنے

تھے کہ انہوں نے حضور کی آخری رات میں سے ہے حضرت اسامہ بن زید تھے حضور کی گود میں تھے کہ ناک آگئی حضور نے اپنے دست اقدس سے ناک صاف کرنا چاہی جیسے مہربان گورکے بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے ۱۲ حضور کی محبت رکن ایمان ہے اور محبت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی علامت یہ ہے کہ حضور کے ہر محبوب سے محبت ہو حتی کہ مدینہ منورہ کی گلی کوچوں سے دوستی کرے گوشت سے چھونے کتوں سے محبت کرے۔ شعر

ومن ذهبي حب الديار لاهلها ولكن اهل الدار يهوون مذهب

۱۲ یعنی میں حضور کے دروازے پر دربان بن کر بیٹھا تھا۔ جسے اس در کی دربانی مل جاوے وہ بادشاہ سے افضل ہو جاوے ۱۲ اگر دروازہ پر کوئی نہ ہو تو سلام اجازت بلند آواز سے کرے کہ اندر آواز پہنچے اور اگر کوئی ہو تو اس کے ذریعہ سے اجازت حاصل کرے یہاں یہ ہی دوسری صورت تھی۔ ۱۲ یعنی ہم نور نبوت سے اس کے دل کے ارادے جانتے ہیں جس پر عرش و فرش

اِلَیْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ قَالَا مَا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ اَهْلِكَ قَالَ اَحَبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْهِ اُسَامَةُ بْنُ زَیْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ اٰخِرَهُمْ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ

گھر والوں میں کونسی زیادہ پیاری ہے فرمایا فاطمہ بنت محمد وہ بولے ہم آپ کے اہل بیت کے متعلق پوچھنے نہیں آئے ہیں فرمایا میرے گھر والوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور میں نے بھی انعام کیا یعنی اسامہ ابن زید پھر وہ بولے پھر کون فرمایا علی ابن ابی طالب تو جناب عباس نے کہا یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو ان سب سے آخر کر دیا فرمایا کہ علی تم سے ہجرت میں سبقت

کی ہر چیز ظاہر ہو اس سے کیا چھپے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خوب فرمایا شعر

دل فرش پہ ہے تری نظر عرش پہ ہے تری گذ ملکوت و ملک میں کوئی شے وہ نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

اے یعنی حضور فرمادیں کہ آپ کو زیادہ پیارا کون ہے۔ تاکہ ہم اس کی محبوبیت پر ایمان لائیں اور ہم بھی اس سے محبت کریں ۱۲ یہاں اہل سے مراد اولاد ہے یعنی ہر محبت والا اس کے متعلق نہیں پوچھتے ہم تو دوستوں کی دوستی کی محبت کے متعلق حضور سے پوچھنے آئے معلوم ہوا کہ محبت کی بہت قسمیں ہیں ولادت کی محبت زوجیت کی دوستی کی وغیرہ وغیرہ ان ہر قسم کے محبوبوں میں ایک ایک سردار محبت ولادت میں فاطمہ زہرا سردار ہیں اور محبت زوجیت میں عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبریٰ علی وہکذا ۱۲ اس فرمان عالی میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ۔ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ کے متعلق ہے اللہ نے ان پر اسلام سے یہ احسان کیا کہ انہیں ایمان عرفان کی دولت بخشی حضور انور نے احسان کیا کہ انہیں اپنا محبوب بلکہ اپنا متبنیٰ بولا بیٹا بنالیا معلوم ہوا کہ حضور بھی اللہ کے بندوں پر انعام احسان کرتے ہیں ۱۲ اگرچہ یہ انعام و اکرام حضرت زید پر ہوئے مگر چونکہ جناب اسامہ ان کے فرزند ہیں۔ اس لیئے وہ بھی اسی انعام سے فیض یاب ہوئے ۱۲ سبحان اللہ یہاں حضرت علی کو محبوبیت میں جناب اسامہ ابن زید کے بعد فرمایا معلوم ہوا کہ محبوبیت فضیلت کو لازم نہیں تمام کے نزدیک حضرت علی جناب اسامہ سے افضل ہیں مگر یہاں محبوبیت میں ان کو مقدم فرمایا گیا ہم پہلے عرض کر چکے ہیں محبت کی توصیفیں مختلف ہیں ایک قسم وہ ہے جس میں جناب اسامہ حضرت علی سے پہلے اور ان پر مقدم ہیں ۱۲ یعنی یا رسول اللہ میں تو حضور انور کا چچا ہوں اور جناب علی چچازاد ہیں پھر ان کو مجھ پر مقدم محبوب فرمادیا اس کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی خیال رہے کہ یہ سوال اعتراض نہیں بلکہ حضور انور پر اعتراض کفر ہے بلکہ فرمایا بالکل ۱۲ فرمایا۔

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَذَكَرَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ فِيْ كِتَابِ الزَّكٰوةِ
اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ
الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ
فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے گئے ہیں ۱۲ (ترمذی) یہ حدیث کہ عم الرجل صنو ابیہ کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کر دی گئی ہے

تیسری فصل روایت ہے حضرت عقبہ ابن حارث سے ۱۲ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے
عصر کی نماز پڑھی پھر نکلے چل رہے تھے آپ کے ساتھ حضرت علی تھے تو حسن کو دیکھا بچوں کے ساتھ
کھیل رہے تھے انہیں اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا میرے باپ صدقے تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم

سے کیونکہ اے عباس تم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فتح مکہ کے دن کی جبکہ ہم تم کو راہ میں مل گئے تمہاری ہجرت
قبول ہو گئی مگر جناب علی تو ہماری ہجرت کے بعد ہی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہونچ چکے تھے خیال رہے کہ حضرت عباس کے ایمان
کے متعلق اختلاف ہے کہ ایمان کب لائے بعض نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور ایمان لا کے ہی ہجرت کے لیے نکلے
بعض نے فرمایا کہ آپ بدر کے دن ایمان لائے جبکہ حضور نے خبر دی کہ عباس آپ میری چچا ہیں اسے کو چار سو درہم دیکر جنگ بدر میں
شرکت کے لیے نکلے تھے حضور کا یہ علم دیکھ کر ایمان لائے بعض کے نزدیک حضور کی ہجرت سے پہلے ایمان لا چکے تھے بہرحال
ظہور ایمان فتح مکہ کے دن ہوا واللہ علی نے فرمایا کہ حضور فرماتے ہیں میرے بھائی اور میرے چچا جنتیوں میں جنتی محل میں چچا زادوں میں بہتر چچا
ہیں بعض روایات میں ہے کہ ایک دن حضرت عباس، ابوسفیان، بلال اور سلمان فارسی حضرت عمر کے دروازے پر گئے دربان حضرت کی
اجازت مانگی خادم نے کہا کہ پہلے بلال آئیں اس پر ابوسفیان نے جناب عباس سے کہا کہ عرب کے غلاموں کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں
حضرت عباس نے کہا کہ ہم اسلام میں بلال کے بعد آئے ہماری جگہ یہی ہے۔ (مرآت) ۱۲ آپ صحابی ہیں نوفل ابن عبد مناف
کی اولاد سے ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے کہ مسلمان ہوئے (مرآت) ۱۲ یعنی حضرت ابوبکر صدیق نے جناب حسن کو پیار محبت سے
اپنے کندھے پر اٹھایا باپ کے معنی یہ نہیں کہ میرے باپ کی قسم کہ غیر خدا کی قسم ممنوع ہے بلکہ اس کے معنی ہیں کہ میرے باپ
تم پر خدا تم پر قربان یہ ہے جناب صدیق کی محبت اہلبیت اطہار سے ۱۲ یعنی اے حسن تمہاری شکل حضور انور سے ملتی
جلتی ہے اپنے والد جناب علی سے نہیں ملتی خیال رہے کہ حضور سے بالکل مشابہت مخلوق میں کسی کو نہیں ہو سکتی اللہ
تعالیٰ نے حضور کو بے مثال بنایا ہے۔ شعر

انہیں خالق نے اپنے حسن کے سانچے میں ڈھالا ہے ۔۔۔ وہ آئے اس جہاں میں سب حسینوں سے حسیں ہو کر

لَيْسَ شَيْءٌ مِمَّا بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ أُتِيَ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا قَالَ أَنَسٌ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ إِنَّهُ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ

کی ہم شکل ہونے کے ہم شکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے (بخاری) ۲ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ عبید اللہ ابن زیاد کے پاس حضرت حسین کا سر لایا گیا تو طشت میں رکھا گیا تو وہ ٹھونکنے لگا ناک اور ان کے حسن کے متعلق کچھ کہا ۳ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم شکل تھے اور آپ سر کا خضاب لگائے ہوئے تھے ۴

عرب کے واسطے رحمت بھیجے کے واسطے رحمت وہ آئے لیکن آپ ہے رحمۃ للعالمین ہو کر

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی شکل نمونہ ہے حضور کے شکل مبارک کی لہذا یہ حدیث حضرت علی کی اس روایت کے خلاف نہیں کہ حضور کا شکل نہ پہلے دیکھا گیا نہ بعد میں (مرقات) کہ وہاں پوری مثلیت مراد ہے روافض کا ایک فرقہ غرابیہ ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علی حضور سے ایسے مشابہ تھے جیسے کوے سے جب جبریل وحی لائے تو حضرت علی حضور کے پاس تھے ہم شکل کی وجہ سے جبریل دھوکا کھا گئے اور بجائے علی کے حضور کو وحی اور نبوت دے گئے (مرقات) شاید بعد میں رب نے فرمایا ہوگا غیر۔ اب چلئے دو سئلے یہ شخص عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن زیاد ثقفی ہے یہ یزید ابن معاویہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں لشکر تیار کیا یہ مردود ۶۵ھ چھیاسٹھ ہجری میں مقام موصل میں ابراہیم ابن مالک اشتر نخعی کے ہاتھوں قتل کیا گیا ۲ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر اس مردود کے سامنے پیش کیا گیا وہ تھ کرید کے مونھ پر سیاہی اس کا ذکر ہے ۳ یعنی ایک چھڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی اس سر مبارک دانت اور ناک شریف میں ٹھونکیں لگانے لگا کچھ سوچتے ہوئے یہ حرکت کر رہا تھا ۴ اس نے یا تو آپ کے حسن کی تعریف کی خواہ بطور تمسخر یا واقعی یا آپ کے متعلق برے الفاظ بولے کہ آپ حسین نہیں ہیں تو آپ نے حسن کا بڑا شہرہ سنا تھا یہ تو کچھ بھی نہیں۔ مگر پہلے معنی قوی ہیں بعد کی ترمذی کی روایت سے آرہا ہے ۵ ظاہر یہ ہے کہ حضرت انس کا یہ فرمان ابن زیاد کی تائید کے لیئے ہے یعنی واقعہ امام حسین بڑے ہی خوبصورت حسین تھے تجھے ان کے مقابلہ میں تر نوالہ کرنی چاہئے تھی۔ یہ حضور کے ہم شکل تھے تو نے کس چاند کی صورت کو خاک میں ملا دیا ۶ اس کی تحقیق ہم گذشتہ میں کر چکے ہیں کہ خالص وسمہ سبز رنگ دیتا ہے مگر مہندی سے مل کر تو یہ کالا رنگ دیتا ہے اور اگر مہندی سے غالب ہو سیاہ رنگ دیتا ہے ظاہر یہ ہے کہ

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِقَضِيبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا حُسْنًا فَقُلْتُ أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ ۔ وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ حضرت حسین کا سر لایا گیا تو وہ آپ کی ناک میں چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا ——— کہ میں نے اس جیسا حسین نہ دیکھا تو میں نے کہا کہ آپ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے[1] اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح بھی ہے حسن بھی غریب بھی ۔ روایت ہے ام فضل بنت حارث سے[2] کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں

حضرت حسینؓ نے خالص وسمہ لگایا ہوا تھا اور داڑھی شریف کا رنگ سرخ تھا اور اگر سیاہ رنگ ہو۔ تب بھی آپ کو جائز تھا کہ آپ غازی تھے۔ غازی کو سیاہ خضاب جائز ہے بلاوجہ صحیح ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے سیاہ خضاب کے جواز پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی ۔

[1] طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے حضرت حسینؓ کی آنکھوں اور ناک شریف میں چھڑی لگائی میں نے کہا کہ یہاں سے اپنی چھڑی ہٹا لیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان مقامات کو بوسہ دیتے تھے جہاں تو چھڑی لگا رہا ہے۔ تب وہ باز آیا۔ ذخائر میں بروایت عمار و ابن عمر ہے کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے کٹے ہوئے سر لائے گئے تھے۔ ہر سر ایک فرشتے میں تھے کہ شور مچاتا وہ آیا وہ آیا دیکھا تو ایک سانپ آیا جو ابن زیاد کے منخرے اور آنکھوں میں پھرا اور چلا گیا۔ پھر شور مچاتا وہ آیا وہ آیا بصرہ کی سانپ آیا اور اسی طرح ابن زیاد کے منہ اور ناک میں گھسا پھر چلا گیا۔ (از مرآت) رویے اس کی گستاخی کی سزا دنیا میں یہ دی اخروی سزا باقی ہے یہ حدیث ترمذی نے بھی روایت فرمائی۔

[2] آپ کا نام لبابہ عامریہ ہے کنیت ام الفضل حضرت عباس کی زوجہ ہیں اور عباس کی اکثر اولاد آپ سے ہی ہے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ جناب خدیجہ کے بعد پہلے آپ ہی ایمان لائیں رضی اللہ عنہا (مرآت)

فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ
إِنَّهُ شَدِيْدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ
وَوُضِعَتْ فِيْ حَجْرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتِ خَيْرًا
تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حَجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ
فَكَانَ فِيْ حَجْرِيْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ
يَوْمًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ
كَانَتْ مِنِّيْ إِلْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيْقَانِ

بولیں یا رسول اللہ میں نے آج رات ایک خطرناک خواب دیکھا ہے ۱؎ فرمایا کیا ہے بولیں حضور بہت خطرناک ہے فرمایا وہ کیا ہے بولیں میں نے دیکھا جیسے کہ آپ کے جسم کا ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا ۲؎ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اچھی خواب دیکھی ہے ان شاء اللہ فاطمہ لڑکا جنے گی وہ بچہ تمہاری گود میں رہے گا ۳؎ چنانچہ جناب فاطمہ نے حضرت حسین کو جنم دیا وہ میری گود میں رہے جیسے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۴؎ پھر میں ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں آپ کی گود میں دیا پھر میرا دھیان بٹ گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ۵؎

۱؎ یہاں منکر یعنی حرام یا مکروہ نہیں بلکہ یعنی خطرناک ہیبت ناک ہے یعنی میں نے ایسی خواب دیکھی ہے جو میرے خیال میں بڑی ہی خطرناک اور ہیبت ناک ہے۔ ۲؎ جسم کے کسر سے یعنی کہ کولہ اور رخ کے نیچ سے جسم پر روشن آپ جیسی کہ حضور انور کے گوشت کا ٹکڑا میری گود میں ثابت ہی خطرناک ہے۔ ۳؎ یعنی جناب فاطمہ زہرا سے جو ان کے بیٹا ہوگا اور تم اسے اپنی گود میں کھلاؤ گی۔ حضرت حسین میرے جسم بلکہ میرے قلب و جگر کا ٹکڑا ہیں ان خواب کی وہی تعبیر ہے۔ ۴؎ معلوم ہوا کہ حضرت ام الفضل بطور خدمت جناب امام حسین کی پرورش کرتی تھیں صحابیہ ہیں امام حسن جو فاطمہ زہرا کے بطن شریف سے اور ام الفضل کی پرورش میں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں رہے۔

۵؎ یعنی مجھے یہ پتہ نہیں لگا کہ حضور انور کے رونے کی ابتدا کیسے ہوئی جونہی مراد دھیان اتفاقاً ہٹ گیا تھا جب میں نے حضور کی طرف دھیان کیا تو آپ کو زار و قطار روتے پایا۔

اَلذُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَالَكَ قَالَ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ اُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ اِبْنِيْ هٰذَا فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِيْ بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَآءَ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّآئِمُ ذَاتَ

فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے؟ فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی میں نے کہا اس کو؟ فرمایا ہاں اور میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی میں سے کچھ مٹی لائے ۔ روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک دن دوپہری میں خواب

سلہ یعنی حضور بلا سبب کو نا رو رہے ہیں ۔ لخت جگر گود میں ہے یہ وقت تو خوشی کا ہے خوشی کے موقعہ پر غم کیسا ۔

سلہ اتنی خبر کر بتایا کہ جناب امام حسین کو قتل کرنے والے لوگ کلمہ گو ہوں گے اپنے کو مسلمان کہیں گے عیسائی یہودی یا مشرکین نہ ہوں گے ۔ خیال رہے کہ قتل امام حسین اگرچہ کبیرہ تو یقیناً ہے مگر جن لوگوں نے اس فعل کو حلال سمجھ کر کیا یا حضرت امام حسین سے ذاتی عداوت کی بنا پر وہ تو کافر ہو گئے ۔ اور جنہوں نے دنیاوی لالچ میں یہ حرکت کی وہ بدترین فاسق ہیں ۔ قتل نبی کفر ہے عمر بھی کا قتل مطلقاً کفر نہیں یوں ہی جس نے حضرت امام حسین کو شہید کیا وہ بھی بدترین فاسق ہے اسے کافر نہیں کہا جا سکتا ۔ یہی حال قاتل علی اور قاتل عثمان کا ہے کہ یہ سب لوگ فاسق ہیں جیسے یوسف علیہ السلام کے دسوں بھائی جنہوں نے انہیں ستایا کنویں میں ڈالا فروخت کیا یعقوب علیہ السلام کو جھوٹی خبر دی وہ سب لوگ فاسق ہونے کا فرنہیں ہوئے پھر توبہ کرنے اور ان دونوں بزرگوں سے معافی حاصل کر لینے پر ان کا فسق اتر گیا ۔ قتل فرمانے میں یہی اشارہ ہے جو لوگ قتل حسین کو کفر کہتے ہیں وہ قتل امام حسن قتل علی قتل عثمان کو کفر کیوں نہیں کہتے یوں ہی برادران یوسف علیہ السلام کو کافر کیوں نہیں کہتے ۔

سلہ یعنی حضرت جبریل امین علیہ السلام نے مجھے کربلا کی مٹی لا کر دکھائی جو خون امام حسین سے سرخ تھی خیال رہے کہ کربلا کی مٹی سرخ نہ تھی اور نہ اب ہے یہ قتل امام حسین علیہ السلام کے وقت یا تو ساری مٹی سرخ ہو گئی تھی یا خاص وہ مٹی جس پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون گرا اور یہی مٹی دکھائی ممکن ہے آئندہ کے واقعات کو دیکھ لیتے اور سن لیتے ہیں حضور نے سرخ کربلا کی مٹی جنت میں اپنے آگے حضرت بلال کے قدموں کے نیچے آبشار کی جگہ دیکھی یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا کہ حضرت بلال حضور کے آگے آگے چلتے ہوئے جنت میں جائیں گے ۔

يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِيْ
اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ
مُنْذُ الْيَوْمِ فَاَحْصَى ذٰلِكَ الْوَقْتَ فَاِذَا قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ رَوَاهُمَا
الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَاَحْمَدُ الْاَخِيْرَةَ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ

میں دیکھا پراگندہ بال گرد آلود آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا میں نے کہا کہ میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے فرمایا یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے آج میں اس خون کو اٹھاتا رہا ہوں وہ وقت خیال میں رکھنے لگا میں نے یہ وقت قتل کا پایا۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں احمد نے آخری حدیث روایت کی ہے انہیں سے فرماتے ہیں

سلہ غالباً یہ خواب دسویں محرم الحرام ۶۱ھ کو دیکھا ہوگا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔

سلہ اس سے چند سئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعد وفات بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو میں اور دنیا کے واقعات کی خبر ہے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جہاں بھر کی سیر فرما سکتے ہیں کہ بلا عراق میں ہے مدینہ منورہ حجاز میں مگر مدینہ والے محبوب اس موقعہ پر وہاں تشریف لے گئے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی جگہ جانے آنے میں قطعاً دیر نہیں تھی دیکھو وہاں حضرت امام حسین شہید ہو رہے ہیں یہاں سے حضور ان کی آن کی آن میں تشریف لے بھی گئے آ بھی گئے۔ حضرت ابن عباس کو خبر بھی دے دی۔ چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اعمال ان کے تحفے ہدیے ہاتھ شریف میں لے سکتے ہیں انہیں قبول کرا سکتے ہیں خون امام حسین علیہ السلام جو اعلیٰ درجہ کی عبادت رب کی بارگاہ میں تحفہ تھا دیکھو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ہے پانچویں یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جہاں بھی تشریف لے جائیں مدینہ منورہ آپ سے خالی نہیں ہوتا اس لئے ہر وقت آپ پر سلام زائرین عرض کرتے رہتے ہیں جیسے ہمارا نور نظر جب کہیں کی سیر کر رہا ہوتا ہے تب بھی گھر اس سے خالی نہیں ہو جاتا ورنہ اندھیرا ہو جاتا۔

سلہ یعنی میری اس خواب اور قتل امام حسین کا وقت بالکل ایک مقابل بھر کا فرق نہ تھا رشتہ نبوی کا یہ عالم ہے معراج کی رات نبیصلے نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔ نور برق رفتار براق پر آسمانوں پر تشریف لے گئے تو انبیاء کرام کو وہاں موجود پایا بیت المقدس سے نبیوں نے حضور کو وداع کیا۔ آسمانوں پر استقبال کیا۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِعْمَتِہٖ وَ اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّہٗ قَالَ وَھُوَ آخِذٌ بِبَابِ الْکَعْبَۃِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سے محبت کرو کہ پرورش کرتا ہے تمہیں اپنی نعمت سے (روزی دیتا ہے) اور اللہ کی محبت کے لیے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے لیے میرے اہلبیت سے محبت کرو۔ (ترمذی) اور روایت ہے حضرت ابوذر سے کہ انہوں نے کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آگاہ رہو کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال جناب نوح کی کشتی کی طرح ہے

۱؎ جہاں انسان کی ابتدائی منزل کا ذکر ہے رب کی نعمتوں کی وجہ سے اس سے محبت کرنا ابتداء ہے اور بذات خود اس سے محبت کرنا وہ نعمت دینے والا ہے یہ ہے انسان کی انتہا ابتدار محبت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے فلیعبدوا رب ھذا البیت الذی اطعمھم من جوع۔ رب تعالیٰ اپنی ذات و صفات سے محبوب ہے کرم نوازیاں تو بعد کی چیزیں ہیں۔

۲؎ یعنی اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں محبوب کا محبوب خود اپنا محبوب ہوتا ہے رب فرماتا ہے فاتبعونی یحببکم اللہ۔

۳؎ یعنی میری محبت حاصل کرنے کے لئے میرے گھر والوں اولاد پاک ازواج مطہرات سے محبت کرو کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ان جملوں میں ترتیب یہ ہے کہ اہل بیت کی محبت ذریعہ ہے حضور کی محبت کا اور حضور کی محبت ذریعہ ہے رب تعالیٰ کی محبت کا از روئے افادات مطلب یہ ہے کہ محبت اہل بیت اس لئے چاہئے کہ وہ محبت رسول کا ذریعہ ہے اس لئے نہیں کہ وہ بعض صحابہ کا ذریعہ ہے جیسا کہ آج کل بعض مرجیان محبت اہل بیت کا فریفتہ ہے کہ ان کے نزدیک محبت اہلبیت نے صحابہ سے کل کرتے ہے یہ لوگ محبت اہلبیت کو بہانہ بناتے ہیں صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں ۴؎ آپکا نام جندب ابن جنادہ غفاری ہے آپ اسلام سے پہلے ہی بڑے زاہد تھے آپ جیسے اسلام لائے ہیں کہ حضور کے حکم سے اپنے وطن چلے گئے پھر بعد فتح مکہ حضور کی خدمت میں آئے پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی ۳۲ھ میں وفات پائی (مرآت)

۵؎ دروازہ کعبہ اس لئے پکڑا تاکہ اس حدیث کی اہمیت سننے والوں کو معلوم ہو جاوے۔

نُوحٍ مَّنْ رَّكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ ۔ بَابُ مَنَاقِبِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ ۔

بولس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا (احمد) ۔
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے فضائل کا پہلی فصل

لے یعنی جیسے طوفان نوح کے وقت ذریعہ نجات صرف کشتی نوح علیہ السلام تھی ایسے ہی قیامت ذریعہ نجات صرف محبت اہل بیت اور ان کی اطاعت ان کی اتباع ہے بغیر اطاعت و اتباع دخول جنت بے کار ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میرے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے مگر یہ دنیا سمندر ہے اس میں سفر جہاز کی سواری اور تاروں کی رہبری دونوں کی ضرورت ہے۔ اہلسنت و الجماعت کا بیڑا پار ہے کہ یہ اہلبیت اور صحابہ دونوں کے قدم سے وابستہ ہیں خوارج کے پاس کشتی نہیں روافض کی نظر ان تاروں پر نہیں یہ دونوں اس سمندر سے پار نہیں لگ سکتے۔

لے اللہ تعالیٰ کی تعریف کو حمد کہتے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف کو نعت کہتے ہیں۔ بزرگان دین کی تعریف کو منقبت کہا جاتا ہے خواہ نثر میں ہو۔ یا نظم میں ازواج جمع ہے زوج کی ہر خاوند اور بیوی دونوں پر بولا جاتا ہے یہاں مراد بیویاں ہیں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بعض وہ ہیں جو نکاح میں بھی آئیں اور قرب سے بھی مشرف ہوئیں بعض وہ ہیں جو نکاح میں آئیں مگر زفاف سے پہلے انہیں طلاق ہو گئی بعض کو حضور نے صرف پیغام دیا مگر ان سے نکاح نہ ہوا۔ بعض حضور کے نکاح میں وفات پا گئیں بعض حضور کے بعد نکاح میں آئیں جو نکاح اور مقاربت دونوں سے مشرف ہوئیں ان کی تعداد بارہ یا چودہ ہے۔ اور ترتیب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد۔ سودہ بنت زمعہ۔ عائشہ صدیقہ۔ حفصہ بنت عمر۔ زینب بنت خزیمہ ام المساکین بنت ابی عوف رضی جحش۔ ام حبیبہ بنت ابی سفیان۔ جویریہ بنت حارث۔ میمونہ بنت حارث۔ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہن۔ اور یہ بیبیاں وہ ہیں جن سے نکاح ہوا مگر مقاربت سے پہلے طلاق ہو گئی۔ دیکھو اشعۃ اللمعات یہ ہی مقام ان نکاحوں کی ترتیب یہ ہے کہ حضور نے پہلا نکاح بی بی خدیجہ سے کیا پچیس سال کی عمر شریف میں بی بی خدیجہ کی عمر شریف چالیس تھی اور ہجرت سے تین سال پہلے جناب خدیجہ کی وفات ہوئی پھر سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا اس کے بعد جناب عائشہ صدیقہ سے ہجرت سے پہلے نکاح کیا چھ سال عمر میں نو سال کی عمر میں رخصت ہوئی آپ کی وفات ۵۸ھ ہجری میں ہوئی پھر ۳ھ یا ۴ھ میں بی بی حفصہ سے نکاح کیا ان کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی ۳ھ میں زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔ اور ۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ۴ھ میں ام سلمہ ابی سلمہ سے نکاح کیا ۵۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی ۴ھ میں زینب بنت جحش سے نکاح کیا ۲۰ھ میں وفات ہوئی پھر ۷ھ میں ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے نکاح ہوا

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَآئِھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَآئِھَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اَبُوْ کُرَیْبٍ وَاَشَارَ وَکِیْعٌ اِلَی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتٰی جِبْرَئِیْلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذِہٖ خَدِیْجَۃُ قَدْ اَتَتْ مَعَھَا اِنَآءٍ فِیْہِ اِدَامٌ وَطَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْکَ فَاقْرَءْ عَلَیْھَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّھَا وَمِنِّیْ وَبَشِّرْھَا بِبَیْتٍ

روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اور اس کی بہترین بی بی مریم بنت عمران ہیں ۱۲ اور اس کی بہترین بی بی خدیجہ بنت خویلد ہیں ۱۲ (مسلم بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ ابوکریب نے فرمایا کہ وکیع نے اس آسمان و زمین کی طرف اشارہ کیا ۱۲ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جبریل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ آرہی ہیں ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے ۱۲ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا سلام اور میرا سلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر

نجاشی شاہ حبشہ نے آپ کا نکاح کیا یہ پہلے عبداللہ ابن جحش کے نکاح میں تھیں جو حبشہ پہنچ کر وفات پا گئے اسی سفر میں حضرت جویریہ سے نکاح کیا ۶ھ میں وفات ہوئی ۷ھ میں میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اسی سفر میں صفیہ بنت حیی سے نکاح کیا آپ اسی وقت تھیں سارے نبیوں ۷ھ میں وفات پائی خیال رہے کہ حضور کی ساری اولاد بی بی خدیجہ سے ہے سوا ابراہیم کے وہ جناب ماریہ قبطیہ کے شکم سے ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں حقیقی ہیں زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ اور چار صاحبزادیاں سوتیلی ہیں جناب ام سلمہ کی بیٹیاں ۱۲ ھاکا مرجع دنیا ہے یعنی ایک وقت میں جناب مریم جہان کی ساری عورتوں سے افضل تھیں۔ ۱۲ یعنی اب تا قیامت جناب خدیجہ جہان کی عورتوں سے افضل ہیں اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ جناب خدیجہ سے افضل ہیں یا برعکس میرے نزدیک حضرت فاطمہ افضل ہیں یا بی بی خدیجہ۔ ۱۲ اس صورت میں بجائے ھا کے ھما ہوگا یا ضمیر واحد تغلیبًا ارشاد ہوئی۔ ۱۲ یہ واقعہ حضور انور کے غار حرا میں تشریف فرما ہونے کا ہے ایک بار حضرت خدیجہ حضور کے لئے کھانا لے کر وہاں حاضر ہوئیں تب حضرت جبریل نے یہ خبر دی (مرقات) ہو سکتا ہے کہ ظہور نبوت کے بعد حضور انور نے غار حرا میں قیام فرمایا ہو تب یہ واقعہ ہوا۔ پہلی بار میں تو صرف اقرا وہاں نازل ہوئی ہے

فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ

کی بشارت دے دیں جو نیک عورتیں ہیں جنہوں نے کوئی تکلیف نہ دی ہو (مسلم بخاری) ۱۲ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی جناب خدیجہ پر غیرت کی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہ تھا لیکن حضور ان کا بہت ذکر کرتے تھے بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضا کاٹتے پھر وہ جناب خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیجتے ۱۲

۱؎ یعنی خدیجہ کے لیے جنت میں عالیشان مکان تیار کیا گیا ہے ۲؎ غیرت بتاہے غیرت سے یہاں غیرت بھی شرم و حیا یعنی حسد نہیں بلکہ بھی رشک یا غبطہ ہے دینی امور میں رشک جائز ہے جناب عائشہ صدیقہ نے حضرت خدیجہ کی محبوبیت دیکھ کر رشک فرمایا کہ میں بھی ان کی طرح حضور اقدس کی محبوبہ ہوتی کہ مجھے حضور اور صلے اللہ علیہ وسلم میری وفات کے بعد اسی طرح تعریفیں فرماتے جیسی ان کی فرماتے ہیں خیال رہے کہ جناب عائشہ صدیقہ حضور کی بڑی ہی محبوبہ زوجہ ہیں آپکی محبوبیت بی بی خدیجہ کی محبوبیت سے کسی طرح کم نہیں رشک اس بات میں ہے جو ہم نے عرض کی بعد وفات محبت متعلق کا چونکہ ۳؎ بھی جناب خدیجہ میرے نکاح میں آئے جبکہ میرے پر خرچ سنبھالنے سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں خیال رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ الکبری کی موجودگی میں کسی بی بی سے نکاح نہیں کیا سارے نکاح ان کی وفات کے بعد کئے حضور کی ساری اولاد بی بی خدیجہ سے ہے سوا جناب ابراہیم کے حضرت عائشہ صدیقہ حضور اور کنیز ماریہ جناب خدیجہ کو حضور اور کنیز آپ مسلمانوں کی بھی ماں ہیں ۴؎

سیما بھی ماں کہلے ہے امن و امان ۔۔۔ حق گزار رفاقت ہے تو کھولا اسلام

۵؎ یعنی اکثر حضور اقدس حضرت خدیجہ کی طرف سے بکری ذبح فرماتے اس ثواب پہونچانے کے لئے اور اس کا گوشت ان کی سہیلیوں پر تقسیم فرماتے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے دوسرے یہ کہ میت کو صدقہ و خیرات کا ثواب پہنچتا ہے تیسرے یہ کہ میت کے نام کا کھانا اس کے پڑوسیوں رشتہ داروں کو دینا بہتر ہے ان سے بہتر کہ دہری خرچ ہوتا ہے ایک ثواب پہنچنے کی دوسرے اس کے رشتہ داروں کی امداد ہونے کی بعض لوگ گیارہویں کا کھانا تیجہ دسواں کو مزارات کے جڑھاوے وہاں کے مجاوروں کو دیتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے کہ مجاورین اور اولاد میت کو پہنچا دے

فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشُ هٰذَا جِبْرَئِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا أَرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي

تو میں کبھی حضور سے کہدیتی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی تو آپ فرماتے وہ ایسی تھیں ایسی تھیں میری اولاد ہوئی ۱۲ مسلم بخاری روایت ہے حضرت ابو سلمہ سے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ حضرت جبریل ہیں تم کو سلام کہتے ہیں ۱۲ انہوں نے جواب دیا کہ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور میں حضور وہ دیکھتے ہے جو میں نہ دیکھتی تھی ۱۲ مسلم بخاری، روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں مجھ سے

ہوتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ میت کو دنیا کے حالات کی خبر ہوتی ہے تب ہی تو وہ اپنے پیاروں پر صدقہ کرنے سے خوش ہوتی ہے ۔

۱۲ یعنی جب میں حضور انور کی زبان پاک سے ان کی بہت تعریف سنتی تو جو غیرت میں عرض کرتی کہ یا رسول اللہ حضور تو ان کی ایسی تعریفیں کرتے ہیں کہ گویا ان کے سوا کوئی بیوی آپ کو ملی ہی نہیں یا ان کے سوا دنیا میں کوئی بی بی ہے ہی نہیں ۱۲ یہاں کانت وکانت میں جناب خدیجہ کے بہت سے صفات کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ بہت روزہ اور تہجد گزار میری بڑی خدمت گزار میری غمخواری کی سرس میری غمگسار غمخوار کے چلتے میں میری مددگار تھیں اور میری ساری اولاد انہیں سے ہے ۔ وہ جناب فاطمہ زہرا کی ماں ہیں قیامت تک کے سیدوں کی نانی رضی اللہ عنہا خیال رہے کہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد اسدیہ قریشیہ پہلے ابی ہالہ ابن زرارہ کے نکاح میں تھیں پھر عتیق ابن عابد کے نکاح میں رہیں پھر چالیس سال کی عمر شریف میں حضور کے نکاح میں آئیں ہجرت سے تین سال پہلے مکہ معظمہ میں وفات پائی ۶۵ پینسٹھ سال عمر شریف پائی حضور کے ساتھ پچیس سال رہیں (اکمال مرقات) ۱۲ ابو سلمہ وہ ہیں ایک تو جناب ام سلمہ کے پہلے شوہر وہ صحابی ہیں دوسرے ابو سلمہ ابن عبدالرحمن ابن عوف تابعی ہیں یہ ہی یہاں مراد ہیں ۱۲ عائش تصغیر ہے عائشہ کی خباثت کمال پیدا کرنے میں یہ فرمایا گیا اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ جناب عائشہ صدیقہ سے افضل ہیں کہ جناب عائشہ کو تو جبریل امین نے سلام کہلا بھیجا اور جناب خدیجہ کو حضرت جبریل نے ۔ ۱۲ مرقات لمعات ۱۲ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہا السلام کو دیکھتے تھے اور باوجودیکہ حضرت جبریل میرے گھر میں بلکہ میرے بستر پر میرے پاس ہی حضور انور کی خدمت

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَيَالٍ جَاءَنِيْ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهِ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئیں جبریل تیرے پاس ریشمی کپڑے میں لاتا تھا۔ مجھ سے کہتا تھا کہ یہ تمہاری بیوی ہیں میں نے تمہارے رخ سے کپڑا ہٹایا تو تم تھیں میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے جاری (پورا) فرمادے گا۔ (بخاری و مسلم متفق علیہ) ۔ روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے تحفہ ہدیوں کے لیے جناب عائشہ کا دن تلاش کرتے تھے۔ اس سے وہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضی چاہتے تھے

ہی آتے تھے گرم یا خیر ہدیہ کبھی نہیں نہ کوئی کھانے کے لیے نوکر کے ہاتھ بھیجا جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو اگرچہ یہ کہنا افضل ہے کہ علیک وعلیہ السلام مگر یہ کہنا بھی سنت ہے وعلیہ السلام ۔ سلام کبھی آواز سے ہوتا ہے جیسے اس حصہ پر جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹی کی جاتی تھیں کبھی حضرت جبریل کی شکل پر آپ کی صورت قبض کی جاتی تھی ان دونوں واقعوں کا ذکر احادیث میں ہے یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کی زوجیت کے لیے منتخب ہیں یہ آپ کے لیے رب تعالیٰ کا تحفہ ہیں مجھ لوکہ رب کا تحفہ کس شان کا ہوگا۔ رضی اللہ عنہا ۱۲ غیال رہے کہ یہاں ان یک شک کے لیے نہیں جیسے بادشاہ کہے کہ اگر میں بادشاہ ہوں تو تجھ کو انعام دونگا یعنی چونکہ یہ خواب رب تعالیٰ کی طرف سے ہے لہٰذا پورا ہو کر رہے گی فیض رہے کہ خواب وحی ہوتی ہے خواہ غیر نبوت کے بعد ہو یا پہلے دیکھی جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کی سجدہ والی خواب آپ کی نبوت سے پہلے تھی مگر وحی سمجھا گیا۔ خیال رہے کہ حضور نے نکاح جناب عائشہ رضی اللہ عنہا سے دسویں سال نبوت نکاح کیا اور شوال ۱ھ ہجرت سے دو سال پہلے سنہ ۱۱ نبوی میں رخصت ہوئیں۔ آپ کا نکاح جناب خدیجہ کے نکاح میں رہتے ہوئے ۱۰ سال کی اگر شریف تھی کہ حضور کا وصال ۶۳ سال کی عمر شریف میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ دسویں رمضان جمعہ کی شب وفات ہوئی بقیع شریف میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہ نے آپ پر نماز پڑھائی اس وقت مروان مدینہ کا حاکم تھا امیر معاویہ کا ان کو سخت تعلیمات ہیں دفن ہوئیں (مرقات) ۱۲ مگر جانتے تھے کہ حضور کو جناب عائشہ صدیقہ سے بہت محبت ہے اور ان کے ذریعہ سے جو تحفہ ہمارا حضور تک پہنچے گا وہ حضور کی بارگاہ میں زیادہ قبول ہوگا۔ اب بھی سائلوں کو چاہیئے کہ جو اپنا سوال خواب حضور کی بارگاہ میں حاضر کریں حضرت

وَقَالَتْ اِنَّ نِسَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَآئِرُ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں دو گروہ تھیں ۱؎ ایک گروہ وہ جس میں جناب عائشہ اور حفصہ ۲؎ اور صفیہ ۳؎ اور سودہ تھیں ۴؎ اور دوسری جماعت میں ام سلمہ ۵؎ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویاں ۶؎ تو ام سلمہ کے گروہ نے گفتگو کی

عائشہ صدیقہ کا واسطہ عزت افزائی کریں اور کام آسان کریں۔

۱؎ یعنی حضور انور کی بیویاں تو تھیں مگر دو کی درجہ اہمیت بنی ہوئی تھیں ایک جماعت میں چار دوسری میں پانچ کیونکہ ہر بیوی اپنی متعلق اقبال بیبیوں سے دبتر تھیں ۲؎ جناب عائشہ صدیقہ کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں بابی حفصہ جناب عمر فاروق کی دختر ہیں آپ کی والدہ زینب بنت مظعون ہیں پہلے جنگ بدر میں خنیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں وہ غزوہ بدر کے بعد وفات پا گئے ۳؎ تیسری میں حضور انور کے نکاح میں آئیں آپ کی ولادت شعبان ۶ھ پینتالیس میں ہوئی ساٹھ سال عمر پائی بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ حضور انور نے ایک طلاق آپ کو دیدی تھی پھر رجوع فرمالیا واللہ تعالیٰ اعلم ۴؎ آپ صفیہ بنت حیی ابن اخطب ہیں آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں پہلے کنانہ ابن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں ان محرم ۷ھ میں خیبر میں مارا گیا آپ قید ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں پہلے دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں پھر حضور انور نے انہیں قبول فرمایا ۵۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی بقیع میں دفن ہوئیں (مرقات) ۵؎ آپ سودہ بنت زمعہ ہیں پہلے اپنے چچازاد سکران ابن عمرو کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد حضور انور کے نکاح میں آئیں پہلی بیوی کے بعد ان سے نکاح کرنے کا حکم ہے حضور نے نکاح کیا ہجرت سے پہلے ہی اور آپ نے اپنی باری جناب عائشہ صدیقہ کو ہبہ کر دی تھی۔ ۵۴ھ چودہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی ۶؎ آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے کنیت ام سلمہ پہلے ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں ۴ھ چوتھا سال میں ان کی وفات کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں ۵۹ھ اسی میں وفات پائی چورانوے سال عمر ہوئی بقیع میں دفن ہوئیں ۷؎ باقی بیویاں حضرت زینب ام حبیبہ جویریہ اور میمونہ ہیں گویا پانچ ازواج کی جماعت یہ تھی رضی اللہ عنہن اجمعین۔ ۸؎ پہلی زینب کا پہلا نام برہ تھا حضور انور نے زینب رکھا آپ بنت جحش ہیں آپ کی ماں امیمہ بنت عبدالمطلب ہیں حضور کی پھوپھی آپ پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں ان کی طلاق کے بعد ۵ھ میں حضور کے نکاح میں آئیں حضور انور کے بعد تمام بیبیوں سے پہلے آپ کا انتقال ہوا بڑی سخی خوف خدا والی تھیں ۲۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی ترپن سال عمر شریف ہوئی بقیع میں دفن ہوئیں۔ ام حبیبہ کا نام رملہ تھا۔ آپ

فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُولُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِ إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ مِنْ

ان سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرو کہ آپ لوگوں سے فرمادیں کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ بھیجنا چاہے تو آپ کو ہدیہ بھیج دیا کرے حضور جہاں بھی ہوں لہٰذا چنانچہ ام سلمہ نے حضور سے عرض کیا حضور نے ان سے فرمایا کہ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ سوا عائشہ کے کوئی بیوی نہیں جن کے بستر میں ہوں اور وحی آئے تو ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ میں

ابوسفیان ابن حرب ابوالعاص ابن ربیع عثمان بن عفان ابوسلمہ عبداللہ ابن عبدالاسد ابوحذیفہ عتبہ ابن ابی وقاص ابوسفیان ابن حرب کی بیٹی ہیں آپ کی والدہ صفیہ بنت ابوالعاص ہیں یعنی عثمان کی پھوپھی۔ نجاشی بادشاہ نے آپ کا نکاح حضور سے کیا تھا جبکہ آپ حبشہ میں تھیں حضور مدینہ منورہ میں نکاح ہوا خود نجاشی نے چار سو دینار یا ابا ہزار درہم مہر دیا حضور نے شرجیل ابن حسنہ کے ذریعہ واپس حبشہ سے مدینہ منورہ بلالیا ابوامیہ زاد راکب ابن خویلد عمرو بن امیہ ابن عمرو بن امیہ ابن عمرو بن امیہ مصطلق شہ پانچ میں غزوہ بنی مصطلق میں حضرت ۲ھ ابن تمیر سے حصے میں آئیں دحیہ نے آپ کو مکاتبہ کر لیا دن کی کتابت حضور نے ادا کی پھر آزاد کر کے نکاح میں لے لیا آپ کا نام بھی برہ تھا حضور نے بدل کر جویریہ رکھا ۵۶ھ میں وفات ہوئی ۶۵ سال عمر ہوئی۔ ابوامیہ ضمرہ بنت حارث بلالیہ عامریہ آپ کا پہلا نکاح حضور نے مسعود کیا آپ پہلے مسعود ابن عمرو ثقفی کے نکاح میں تھیں آپ ان سے الگ ہو کر ابورہم کے نکاح میں آئیں ان کی وفات کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں ۵۹ھ میں فوت ہوئیں ۶۳ سال عمر ہوئی۔ قضاء میں مقام سرف میں آپ سے حضور نے نکاح کیا وہیں ہی دفن ہوئیں۔ اسی جگہ حضور کا خیمہ تھا وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی جس جگہ دفن ہوئیں وہاں ہی قبہ بنی سرف مکہ معظمہ سے دس میل ہے آپ حضرت عباس کی سالی عبدہ ابن عباس کی خالہ ہیں اسماء بنت عمیس کی بہن ہیں۔ (مرقات) سلمہ یعنی ام سلمہ کے کہنے سے حضرت ام سلمہ نے پیالہ بنا کر حضور کی خدمت میں بھیجا کہ حضور انور لوگوں سے علانیہ فرمارہے ہیں کہ جو بھی کوئی ہدیہ بھیجنا چاہے وہ بھیج دیا کرے حضور جہاں بھی ہوں حضرت عائشہ کی باری کا انتظار نہ کیا کرے سلمہ یعنی ہمارے صحابہ کا رجحان طبعی جناب عائشہ کی طرف اتفاقی نہیں بلکہ من جانب اللہ ہے اللہ کی وحی بھی صرف انہیں کے بستر میں آتی ہے تم میں سے کسی کے بستر میں نہیں آتی جب ربانی تحفہ انہی کے بستر میں آتا ہے تو اگر مخلوق کا تحفہ انہی کے گھر میں آئے تو کیا بعید چنانچہ آیت انک لا تھدی من احببت حضرت عائشہ کے بستر ہی میں نازل ہوئی (مرقات) ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر

اٰذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمْنَهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاَحِبِّيْ هٰذِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ فِيْ بَابِ بَدْءِ الْخَلْقِ رِوَايَةُ اَبِيْ مُوْسٰى۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ۔ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِّسَآءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ

آپ کی ایذا رسانی سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں پھر تمام بیویوں نے جناب فاطمہ کو بھیجا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا انہوں نے حضور سے عرض کی تو فرمایا اے بیٹی جس سے میں محبت کرتا ہوں تم ان سے نسبت نہیں کرتیں عرض کیوں ہاں فرمایا تو ان سے محبت کرو (مسلم بخاری) اور حضرت انس کی حدیث کہ عائشہ کی فضیلت ساری عورتوں پر الخ باب بدء الخلق میں ذکر کر دی گئی۔ (روایت کیا اسے ابوموسیٰ نے) دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے جہان والی عورتوں میں جناب مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد

اللہ کے بستر میں وحی آئے رسول اللہ پر اور السلام غار ثور میں بھی کریں روح الامین

۱ یہ ہے حضرت ام سلمہ کا ایمان آپ سمجھیں کہ حضرت عائشہ کی ایذا حضور انور کی ایذا ہے اور حضور کی ایذا رب تعالیٰ کی ایذا ہے یہ کفر یا کفر کا باعث ہے **۲** وہ بیویاں یہ سمجھیں کہ شاید ام سلمہ کے کہنے سے حضور انور کو ایذا دی ہو شاید انہوں نے حضور کے منع کرنے سے ایذا نہ پائی لہٰذا یہ اعتراض نہیں کہ ازواج مطہرات نے حضور کی ایذا دی کیونکہ گوارا کی **۳** یعنی اے عائشہ رضی اللہ عنہا تم عائشہ سے محبت و عقیدت کرو اور کوئی بات ایسی نہ کرو جو ان کو تکلیف دے کیونکہ ان کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ ہم سنی عائشہ صدیقہ سے محبت رکھیں کیونکہ وہ حضور انور سے محبت رکھتی ہیں اور حضور سے عداوت حضور سے عداوت ہے اور حضور کی تکلیف حضور کی تکلیف ہے **۴** یعنی وہ حدیث جو ابھی یہاں مذکور ہوئی ہم نے اس باب میں بیان کر دی اور مرآت میں یہاں یہ عرض کر دیا گیا کہ شرح یعنی رونق شرح یا بڑائی ایک جان کی ہوتی بہتر یا غذا ہے اور ان غذاؤں سے افضل کہ وہ تمام جسم نہایت ہی مقوی بہت مزے دار جانے سے بے نیاز بہت صفات کی جامع غذا ہے ایسے ہی حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ علم، حلم، فصاحت فطانت، ذکاوت، عقل، حسن کی مجموعیت وغیرہ ہزار اوصاف کی جامع ہیں حق یہ ہے کہ آپ اور اولیاء کی تعریف تعریف سے بالا ہے آپ بہت احادیث کی جامع علوم قرآنیہ کی ماہر ہیں رضی اللہ عنہا وارضاہا۔

وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۚ وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ جَآءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَآءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۚ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صَفِيَّةَ اَنَّ حَفْصَةَ

فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون کی بیوی کا نبی ہیں ۱۲ (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ جناب جبریل ان کی صورت سبز ریشمی ٹکڑے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے عرض کریہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں ۱۳ (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جناب صفیہ کو خبر پہنچی

۱۲ یعنی مرد تو بہت کامل ہوئے کہ جن کو نبوت ملی ہے۔ یہ پانچ بیبیاں ہیں۔ کامل ہیں۔ دوسری روایت میں اس کے بعد یہ ہے وفضل عائشۃ علی سائر النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام خیال ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تین قول ہیں ایک یہ کہ جناب عائشہ بی بی خدیجہ سے افضل ہیں دوسرے اس کے برعکس تیسرے اس میں خاموشی اس میں احتیاط ہے امام سیوطی نے فتاویٰ میں فرمایا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جناب مریم و فاطمہ تمام عورتوں سے افضل ہیں اور تمام ازواج مطہرات میں عائشہ و خدیجہ افضل ہیں ہم نے جناب فاطمہ زہرا کے شان میں عرض کیا ہے۔ شعر

نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی ۔۔۔ سیادت جلوۂ نبوت کا ولایت کا شہادت کا

۱۳ یہ مضمون پہلے گذر چکا ہے خیال رہے کہ جناب عائشہ صدیقہ کے فضائل بہت کثرت کے ساتھ آسمان کے تاروں کی طرح بیشمار ہیں آپ رب تعالیٰ کا تحفہ ہیں جو حضور انور کو عطا ہوئیں۔ آپ کی عصمت و عفت کا گواہی خود رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۂ نور میں دی حالانکہ جناب مریم اور یوسف علیہما السلام کی عصمت کی کوئی بچے سے دلوا نہ سکی

یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ ۔۔۔ ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

بنت صدیق آرام جان نبی ۔۔۔ ان حریم برأت پہ لاکھوں سلام

امت کو تیمم کی آسانی آپ کے طفیل سے ملی حضور کا وصال آپ کے سینہ پر ہوا حضور کی آخری آرام گاہ آپ کا حجرہ ہے آپ کا لعاب حضور کے لعاب کے ساتھ دہن کے وقت جمع ہوا۔

آپ کے بستر میں وحی آتی تھی آپ

خود صدیقہ ہیں اور صدیق کی بیٹی ہیں رضی اللہ عنہا۔

قَالَتْ بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ إِنِّيْ ابْنَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ ثُمَّ قَالَ اتَّقِي اللّٰهَ يَا حَفْصَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ ۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا

کہ حضرت حفصہ نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا تو وہ روئیں ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ وہ رو رہی تھیں فرمایا کیوں روتی ہو آپ بولیں کہ مجھے بی بی حفصہ نے کہا ہے کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نبی کی بیٹی ہو [1] تمہارے چچا نبی ہیں اور تم نبی کی بیوی ہو تو تم پر حفصہ کیسے فخر کرتی ہیں [2] پھر فرمایا اے حفصہ اللہ سے ڈرو [3] (ترمذی۔ نسائی) ۔ روایت ہے حضرت ام سلمہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال جناب فاطمہ کو بلایا [4] ان سے کچھ سرگوشی کی آپ روئیں پھر ان سے کچھ بات کی

[1] کیونکہ بی بی صفیہ حیی ابن اخطب یہودی کی بیٹی تھیں جناب حفصہ نے جو طعن دیا تھا اس لیے جناب حفصہ سے کہا گیا کہ تم حیی ابن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور بی بی حفصہ حضرت عمر کی بیٹی ہیں جو حضرت اسحاق کی اولاد سے ہیں حیی ابن اخطب کو اولاد نبی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ کفر کی وجہ سے بعض نے ان کا رشتہ نبی سے توڑ دیا چونکہ ان کا صفیہ وغیرہ میں بنی اسحاق کی اولاد سے ہیں کفر موجب سے رشتہ توڑ دیتا ہے ان شاء اللہ عنقریب ان کا نسب حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا رہا انہ لیس من اھلک ۔ [2] یعنی اے حفصہ تم کو تین عظمتیں حاصل ہیں تم ایک نبی حضرت ہارون کی بیٹی ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھتیجی ہو اور میری بیوی ہو تم کو تین نبیوں سے نسبت حاصل ہے خیال رہے کہ حضرت حفصہ بنت عمر کو بھی یہ نسبتیں حاصل ہیں آپ حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہیں حضرت اسحاق علیہ السلام کی حیثیت میں اور حضور کی زوجیت میں لہذا مطلب یہ ہے کہ حفصہ تم سے افضل ہوں ہاں کمالات میں فرق ہیں (مرقات) ۔ [3] یعنی اے حفصہ طعنے نہ دو ایذا نہ دو تمہارا شمار ان سے بہتر ہے گزشتہ سے پیوستہ تو پھر دوسروں سے بھی بہتر یہ باتیں جاہلیت کی عادات سے ہیں۔

[4] یہ راوی کا وہم ہے یہ واقعہ فتح مکہ کے سال نہیں ہوا بلکہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے سال ہوا ہے حضور کی وفات شریف کے قریب جیسا کہ پہلے گزر چکا (مرقات) ۔

فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَسَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا قَالَتْ اَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَآءِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِكْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ ۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَا اشْتَكَلَ عَلَيْنَا اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو آپ ہنسیں پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے ان کے رونے اور ان کے ہنسنے کے متعلق پوچھا تو فرمایا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ وفات پاجائیں گے تو میں رونے لگی پھر مجھے خبر دی کہ میں سوا مریم بنت عمران کے جنتی عورتوں کی سردار ہوں گی تو میں ہنسی (ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت ابوموسیٰ سے فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کوئی حدیث مشکل نہ ہوئی

۱ پہلے گزر چکا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے اس لیے رونے اور ہنسنے کی وجہ پوچھی تو جناب فاطمہ نے بشارت سے انکار کردیا پھر جب حضور کی وفات کے بعد ام المومنین نے وہی سوال فرمایا تب آپ نے بتادیا۔ **۲** معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اب قریب ہے یہ علوم خمسہ میں سے ہے۔ **۳** دوسری روایت میں یہ ہے کہ رونے فاطمہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ کو ملو گی یہ دونوں باتیں حضور نے فرمائیں یہ کلام بظاہر کیسا ہی ہو مگر وہ بھی اور یہ احادیث بھی تعارض نہیں رکھتیں۔

۴ یہ حدیث ازواج مطہرات کے فضائل میں اس لیے لائی گئی کہ اس میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا ذکر ہے اصحابی ام مریم کی زوجیت میں جنت میں درجات اعلیٰ ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ جناب مریم سے افضل ہیں بلکہ اولاد کی براہ راست یہ ذکر ہے افضلیت کا یہی محبوبیت ہے ظاہر ہے کہ جناب فاطمہ کو جناب خاتون جنت کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے خوب کہا شعر

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز — از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین — آں امام اولین و آخرین
ہانوئے آں تاجدار ہل اتیٰ — مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
مادر آں مرکز پرکار عشق — مادر آں قافلہ سالار عشق
رشتہ آئین حق زنجیر پاست — پاس فرمان جناب مصطفےٰ است
ورنہ گردید بہش گردیدے — سجدہ ہا بر خاک او سودے

حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ ۞ وَعَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ ۞ بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ

کبھی بھی ہم سے جناب عائشہ سے پوچھا تو ہم نے ان کے پاس اس کا علم پایا (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی ۔ روایت ہے حضرت موسیٰ ابن طلحہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح (بلیغ) نہ دیکھا (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی غریب بھی ۔ منقبتوں کا مجموعہ باب

لے یعنی اصحاب رسول اللہ کو کسی مسئلہ میں کوئی اشکال ہوتا اور وہ مشکل کہیں حل نہ ہوتی تو جناب عائشہ صدیقہ کے پاس حاضر ہوتے ان کے پاس یا تو اس کے متعلق حدیث مل جاتی یا کسی حدیث سے اس مسئلہ کا استنباط مل جاتا ۔ غرض ہم نے کوئی ایسی عالمہ فقیہ پیدا نہ ہوئیں جیسی جناب عائشہ رضی اللہ عنہا ہوئیں ۔ آپ علوم قرآنیہ علوم حدیث کی جامع تھیں بڑی محدثہ بڑی فقیہہ بڑی ایک ۔ مثال پیش کرتا ہوں کسی عرض کیا کہ اے ام المومنین قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حج (عمرہ) میں صفا مروہ کی سعی واجب نہیں مگر جائز ہے کیونکہ رب نے فرمایا لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۔ لہٰذا جس پر سعی نہ کرنے میں گناہ نہیں ۔ آپ نے جواب دیا اگر یہ سعی واجب نہ ہوتی تو یوں ارشاد ہوتا لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۔ دیکھو اس ایک جواب میں اصول فقہ کا کتنا دقیق مسئلہ حل فرمایا کہ واجب کی پہچان یہ ہے کہ اس کے نہ کرنے میں ثواب نہ کرنے میں گناہ ۔ جائز کی پہچان یہ ہے کہ اس کے نہ کرنے میں گناہ نہ ہو یہاں آیت میں پہلی بات فرمائی گئی ہے ۲ حضرت عائشہ صدیقہ علاوہ قرآن و حدیث و فقہ کے عالمہ ہونے کے بڑی شاعرہ ۔ علم و انساب میں بڑی کامل فصاحت و بلاغت میں بے مثال عالمہ تھیں کیوں نہ ہوتیں کہ محبوبہ محبوب ۔ رب العالمین تھیں حضرت ابوبکر صدیق کی لخت جگر آنکھ کا نور تھیں ہم سب کی ماں خاتم قابل خواتم محترمہ ہیں کے گھر قرآن کا نازل ہے ۔ خیال رہے کہ موسیٰ ابن طلحہ تابعی ہیں آپ نے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے ۱۰۳ھ میں ایک سو چار میں وفات پائی ۔

۳ پچھلے بابوں میں صحابہ یا خاص صحابہ کرام کی خاص خاص جماعتوں کے فضائل کا ذکر تھا اس باب میں بغیر تقرر متفرق صحابہ اور اہل بیت کے فضائل کا ذکر ہوگا اس لیے اسے جامع المناقب فرمایا ۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِّنْ حَرِيْرٍ لَا اَهْوِيْ بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِيْ اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّسَمْتًا

پہلی فصل روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے[1] فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے میں اس کے ساتھ جنت میں جس جگہ جانا چاہتا ہوں تو مجھے وہاں ہی لے کر اڑ جاتا ہے[2] میں نے یہ خواب بی بی حفصہ سے کہی جناب حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش فرمائی[3] تو فرمایا کہ تمہارے بھائی نیک آدمی ہیں یا عبداللہ نیک آدمی ہیں[4] (مسلم بخاری)۔

روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تمام

[1] آپ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب قرشی عدوی ہیں بچپن میں اپنے والد ماجد کے ساتھ ایمان لائے دوسرے درجہ کے تبع صحابہ تھے آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار غلام آزاد کیے آپ ہمیشہ حجاج ابن یوسف کی مخالفت کرتے تھے حجاج نے کسی کے ذریعہ آپ کے پاؤں میں زہریلا برچھا چبھو دیا اس سے آپ کی وفات ہوئی آپ کی ولادت مصنف پر وحی کی ابتدا ہونے سے ایک سال پہلے ہوئی وفات تہتر میں ہوئی حضرت زبیر کی شہادت سے تین ماہ بعد چوراسی سال عمر ہوئی مقام ذی طوی میں دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ خندق کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے[2] یعنی میرے ہاتھ میں ریشمی رومال ہے جو میرے کام آتا ہے جہاں جانا چاہتا ہوں وہاں اڑ کے جاتا ہے اور میں جنت میں ہوں رومال سفید ریشم کا ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے (مرقات)[3] یعنی حضور انور کی ہیبت کی وجہ سے میں نے یہ خواب براہ راست سرکار سے عرض نہ کی بلکہ اپنی ہمشیرہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سنائی[4] یعنی حضرت عبداللہ نے جو ریشمی رومال دیکھا ہے وہ ان کے نیک اعمال ہیں اس کی سفیدی وہ ان کا اخلاص ہے اس کی صفائی ہے ان کے دل کی صفائی ہے لہٰذا عبداللہ پر سے نیک صالح مخلص ہونے کا خیال رہے کہ جیسے نبی کی خواب وحی ہوتی ہے ویسے ہی نبی کی تعبیر بھی وحی ہوتی ہے لہٰذا حضرت عبداللہ بن عمر کا ہر مومن صالح متقی ہونا وحی الٰہی سے ثابت ہوا یوسف علیہ السلام نے ان قیدیوں سے فرمایا تھا قضی الامر الذی فیہ تستفتیان تم نے خواب دیکھی ہوا ہو گیا جو میں نے تعبیر دے دی اس کا فیصلہ ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ تعبیر نبی جیسی وحی ہوتی ہے۔

وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ اُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَ اَخٰى مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نُرٰى اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لوگوں میں حضور سے بہت زیادہ مشابہ طریقہ میں سیرت میں اور ہدایت میں ام عبد کے بیٹے ہی ہیں ۱؎ جب سے وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں وہاں لوٹنے تک ہم کو یہ خبر نہیں کہ وہ اپنے گھر میں جب اکیلے ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں ۲؎ (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ میں اور میرے بھائی یمن سے آئے ہم بہت عرصہ ٹھہرے تو ہم یہ ہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہیں ۳؎ کیونکہ ہم ان کا اور ان کی والدہ کا بہت ہی آنا جانا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے

۱؎ ابن ام عبد حضرت عبداللہ ابن مسعود کی کنیت ہے آپ کی ماں کی کنیت ام عبد ہے کبھی کسی کو ماں کی طرف بھی نسبت کر دیتے ہیں جیسے عبداللہ ابن مکتوم۔ ۲؎ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود جب تک باہر رہتے ہیں اور ہم ان کو دیکھتے ہیں تب تک تو ان کی ہر ادا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوتی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اندر گھر خانہ داری کے حالات کیسے ہوتے ہیں یہ بدگمانی نہیں بلکہ تعریف میں احتیاط ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ۳؎ یعنی ہم دونوں بھائی یمن کے رہنے والے تھے وہاں سے مدینہ منورہ آئے مسلمان ہوئے عرصہ تک مدینہ میں رہے اور یہ سمجھتے رہے ۴؎ حضرت عبداللہ ابن مسعود مشہور صحابی ہیں قدیم الاسلام ہیں۔ حضرت عمر سے پہلے ایمان لائے جب حضور دار ارقم میں جلوہ افروز نہیں ہوئے تھے آپ چھٹے مسلمان ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مسواک وضو کا لوٹا نعلین شریف آپ ہی کے ہاتھ رہتی تھی خصوصاً سفر میں آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی جنگ بدر اور تمام غزوات میں شرکت کی حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی آپ گندمی رنگ دبلے پتلے قد عہد فاروقی میں کوفہ کے حاکم اور خزانچی بھی رہے ۳۲ھ میں وفات پائی بقیع شریف میں دفن ہوئے صحابہ سے زیادہ عمر پائی خلفاء راشدین کے بعد سب سے بڑے فقیہ صحابی ہیں امام اعظم ابو حنیفہ انہی کے تبع ہیں۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقْرِئُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ

پاس بھیجتے تھے۔ (مسلم بخاری) ۹ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قرآن مجید چار شخصوں سے سیکھو۔ ۱ عبداللہ ابن مسعود ۲ ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم ۳ ابی ابن کعب اور معاذ ابن جبل ۴ (مسلم بخاری) ۱۰ روایت ہے علقمہ سے کہ فرماتے ہیں کہ میں شام پہنچا تو میں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر

۱ یعنی آپ اور آپ کی والدہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ میں اس قدر آتے جاتے تھے بغیر روک ٹوک اور بغیر اجازت طلب کیے کہ ہم سمجھے کہ آپ بھی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں حضور انور نے آپ سے فرمایا تھا کہ تم کو ہمارے گھر میں آنے کے لیے اجازت لینے کی ضرورت نہیں بے اجازت بے روک ٹوک آجایا کرو ہاں اگر ہم تم کو اشارۃً کسی وقت کھنکار کر یا کسی اور طریقہ سے منع کر دیا کریں تو رک جایا کرو ۲ یعنی قرآن مجید کی تلاوت اس نے فرمائیں اس کے احکام اس کے امر و نہی حلال و حرام سے خصوصیت کے ساتھ سیکھو۔ خیال رہے کہ یہ چار صحابہ قرآن سکھانے والے ہیں اور حضرات خلفاء راشدین قرآن پڑھنے پڑھانے کی جامع ہیں لہٰذا اس فرمان کا یہ مطلب نہیں کہ ان حضرات سے علوم قرآن حاصل نہیں ہو سکتے ہر ایک کی ڈیوٹی علیحدہ ہے بعض روایات میں ہے کہ یہ چار حضرات قرآن مجید کے حافظ تھے۔ انہوں نے براہ راست قرآن حضور انور سے سیکھا اور یاد کیا تھا آپ قرآن مجید کے بڑے عالم فقیہ تھے حتیٰ کہ امام اعظم اکثر احکام میں آپ کی اتباع کرتے ہیں رضی اللہ عنہما ۳ یہ جناب سالم اصطخر یعنی ملک فارس کے تھے آپ مہاجرین اولین کی جماعت کرتے تھے یعنی حضور کی تشریف آوری سے پہلے حالانکہ ان میں حضرت عمر موجود تھے اور ابو حذیفہ کا نام ہشام ہے آپ عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد شمس میں حضور انور کے دار ارقم میں تشریف لانے سے پہلے ایمان لائے تھے ۴ ابی ابن کعب سید القراء ہیں کاتب وحی ہیں۔ حضرت عمر آپ کو سید المسلمین کہتے تھے معاذ ابن جبل کے فضائل تو بے حد و بے شمار ہیں حضور انور نے انہیں یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تھا (اشعۃ اللمعات) ۵ آپ مشہور صحابی ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود کے ساتھیوں میں سے ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر آپ کی زیارت نہ کر سکے (اشعۃ) آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے۔

قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَآءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَآءِ قُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ

میں نے عرض کیا اللہ مجھے نیک ساتھی ہم نشین عطا فرما پھر میں ایک قوم کے ساتھ گیا ان میں جا بیٹھا تو ایک بڑے بوڑھے بزرگ آئے حتی کہ میرے برابر بیٹھ گئے میں نے کہا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا ابو الدرداء میں نے کہا میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک ہم نشین نصیب کرے تو اللہ نے مجھے آپ کو میسر کیا وہ بولے تم کون ہو میں نے کہا میں کوفہ والوں میں سے ہوں فرمایا کیا تمہارے پاس ام عبد کے بیٹے نہیں جو حضور کے تعلین اور تکیہ والے ہیں اور حضور کے لوٹے والے ہیں تم میں وہ بھی ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی زبان

لہ یعنی میں نے دمشق کی جامع مسجد میں قبل پڑھکر یہ دعا کی تھی یہ میرا پہلا سفر تھا میں نے کہا تھا کہ مجھے ایسا ساتھی عطا فرما جس کے ساتھ سفر میں جاؤں تو وہاں کے نیک لوگوں سے ملنے کی کوشش کرے کسی بزرگ کے مزار پر حاضری دے تو میں شاید اللہ سفر مبارک ہوگا میرا تجربہ ہے۔ ۲ سے یعنی اللہ جس کے پاس پہنچ گئی اللہ تعالیٰ کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اہل کو اہل تک پہونچاتے ہیں (مرقات) ۳ سے ابو الدرداء مشہور صحابی ہیں تارک الدنیا صاحب صفہ میں سے ہیں حضرت سلمان فارسی کے قریبی زمانہ والے ہیں۔ ۴ سے من بات کے معنی تھے تم کو کیا ہوا جو آپ نے جواب دیا کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں یہ ایک طرح کی پہچان ہے ۵ سے یعنی کوفہ میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود ہیں جو کہ حضور سفر میں حضور کے ساتھی میں نعلین شریف اٹھانے کی ضرورت سفر میں ہوتی ہے تکیہ اٹھانے کی ضرورت گھر میں اور جو حضور کا ساتھی ہر جگہ کا ہو وہ حضور والے علوم کا حامل بھی ضرور ہوگا تمہارے شہر میں جب ایسے عالم موجود ہیں تو تم کو کسی کی کیا ضرورت ہے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے اپنے شہر کے علماء سے علم حاصل کرے پھر دوسرے علماء سے۔

۶ سے یعنی حضور کے وضو کا پانی آپ ہی اٹھاتے تھے گویا ہر جگہ ہر وقت آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔

◆ ◆ ◆

عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ يَعْنِيْ عَمَّارًا وَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ امْرَاَةَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِيْ فَاِذَا بِلَالٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا

پر شیطان سے زبان دی ہے یعنی حضرت عمار نے اور تم میں حضور کے راز دار نہیں جن لوگوں کو ان کے سوا کوئی نہیں جانتا یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (بخاری) روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے ابو طلحہ کی بیوی وہاں دیکھی تھی اور میں نے اپنے سامنے آہٹ سنی وہ بلال تھے (مسلم) ۞ روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں

سلے یہ تفسیر کسی راوی کی ہے یعنی صاحب سر سے حضرت عمار اور ابن یاسر مراد تھے۔ حضرت عمار بڑے جلیل القدر صحابی ہیں آپ نے راہ خدا میں بڑی سے بڑی تکالیف اٹھائیں مشرکین مکہ نے آپ کو زندہ آگ میں ڈالا حضور انور نے دعا کی کہ اللہ عمار پر آگ ٹھنڈی کر دے جیسے خلیل پر آگ ٹھنڈی کی تھی بعض روایات میں ہے کہ جب آپ آگ میں ڈالے گئے تو حضور ان پر گزرے اور آگ سے خطاب فرمایا یا نار کونی برداً وسلاماً علی عمار کما کنت علی ابراھیم (مرقات) معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم پر خدا نے آگ ٹھنڈی کی اور عمار پر پروردگار حضور نے آگ ٹھنڈی کی آپ تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے۔ حضور نے آپ کا نام طیب و مطیب رکھا تھا آپ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ اسی میں شہید ہوئے ۹۳ھ میں ترانوے سال عمر ہوئی۔ آپ کے والد کا نام یاسر تھا والدہ کا نام سمیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ یہ اولین سے کفار مکہ کے ہاتھوں شہید ہوئیں سلے یعنی حضور انور کے خصوصی اسرار صرف حذیفہ کو معلوم ہیں جیسے قیامت منافقین کے نام پتے ان کے نسبت وغیرہ (مرقات) سے حذیفہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے آپ کے والد کا نام حسل ہے لقب یمان آپ نے ۳۶ھ میں مدائن میں وفات پائی حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد (مرقات) بار بار حضرت عمر پوچھا کرتے تھے اے حذیفہ تم مجھ کو تو منافقوں میں سے نہیں پاتے ہو میرے اندر کوئی نفاق تو نہیں فرمایا ہرگز نہیں مگر تیسرا سے دسترخوان پر چند کھانے ہوتے ہیں تحقیق کی تو ایک امت کی قوی سنیہ کی الگ الگ پکان کی تھی (اشعۃ اللمعات) سلے ان ابی کا نام ام سلیم ہے۔ اولاً مالک بن نضر کے نکاح میں تھیں اس سے حضرت انس پیدا ہوئے وہ مشرک ہر کر مارا گیا۔ اس کے بعد ابو طلحہ نے آپ کو پیغام نکاح دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسلام قبول کر لو یہی میرا مہر ہے۔ چنانچہ وہ بھی مسلمان ہو گئے اور آپ کے نکاح میں آئے حضور انور کو ان سے بہت ہی محبت تھی۔ سلے معراج کی شب میں نے جنت میں جاتے وقت اپنے

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِئُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ

کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ آدمی تھے تو مشرکین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو نکال دیں کہ یہ لوگ ہم پر جرات نہ کریں ملتے ہیں کہ وہ چھ آدمی میں اور ابن مسعود اور ہذیل کے ایک صاحب اور بلال اور دو شخص اور تھے جن کا میں نام نہیں لیتا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں وہ بات آئی جو رب نے چاہا حضور نے دل میں کچھ سوچا تھا

آگے حضرت بلال کے تحریم کی بحث تھی کہ آپ مجھ سے آگے جنت میں جا رہے ہیں یہ وہ نقشہ دکھایا گیا اور قیامت میں حضور کے جنت میں جانے وقت ہوگا کہ حضرت بلال حضور سے آگے آگے شوچو کرتے ہوئے خوار و ذلیل شان سے جائیں گے آج حضرت بلال کو معراج نہیں ہوئی تھی یہ حدیث فوائد کے باب میں گزر چکی ہے۔ خیال رہے کہ بلال ابن رباح ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ پہلے امیہ ابن خلف کے غلام تھے مکہ معظمہ میں سب سے پہلے آپ اپنا اسلام ظاہر کیا بدر اور تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے آخر میں دمشق میں رہے وہاں کی ۲۰ھ میں ۶۳ سال کی عمر پائی فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے آپ نے امیہ ابن خلف کے ہاتھوں اسلام کی خاطر بہت سی مصیبتیں جھیلیں امیہ ابن خلف جنگ بدر میں مارا گیا۔ اور بری طرح بدلہ چھیدہ چھیدہ کر مارا گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت بلال کا اس سے بدلہ لیا۔ امام احمد نے روایت کی کہ سات شخصوں نے پہلے اسلام ظاہر کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر۔ عمار۔ سمیہ۔ صہیب۔ بلال مقداد ان میں سے حضرت بلال کو بہت سخت اذیتیں پہنچیں۔ لے یعنی اگر ان چھ فقراء و مساکین نے ہوتے ہوئے ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو ان کو ہم سے برابری و ہمسری کرنے کی جرأت ہو جانے کی بنا پر پہلے ان لوگوں کو اٹھا دیں پھر ہم آپ کی مجلس میں حاضر ہوا کریں گے آپ کا کلام سنیں گے اگر دل نے مانا تو اسلام قبول کر لیں گے ۱۲ غالباً وہ حضرات حضرت خباب وغیرہ اور عامہ ہیں کسی مصلحت سے ان کا نام نہیں لیا خیال رہے کہ حضرت خباب ابن ارت تمیمی ہیں حضور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے اللہ کا دین بہت ستائے گئے آخر میں کوفہ میں ۳۷ھ میں ۶۳ سال کی عمر پائی ۱۲ منہ ۵۳ یعنی آپ کے دل میں خیال گزرا کہ ایک خاص قسم کے انسان (غلاموں) کیلئے نہ کرنا چاہئے کہ جس وقت کوئی مسکین مجبور نہ ہو اور سرداروں کو تبلیغ کی جائے ممکن ہے کہ

نَفْسَهٗ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا مُوْسٰى لَقَدْ أُعْطِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَيْدٌ

تب اللہ نے یہ آیت اتاری اور آپ انہیں نہ نکالیں جو شام سویرے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں، اس کی رضا چاہتے ہیں ۔ (مسلم) ۔ روایت ہے حضرت ابوموسیٰ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابوموسیٰ تم کو داؤد علیہ السلام کی سی خوش آوازی عطا ہوئی ہے ۔ (مسلم بخاری) ۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چار صاحبوں نے قرآن جمع کیا تھا ابی ابن کعب ۔ معاذ ابن جبل ۔ زید

یہ مسلمان ہو جاویں اسلام قبول کر لیوے پھر ان کے دل سے تکبر و غرور نکل جائے گا یہ خیال کرنا برا نہ تھا۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے لیے تھا۔ ۱۲ یعنی سے محبوب ان مسکین و غربا کو اپنی کسی مجلس سے علیحدہ نہ کرو۔ ہر وقت انہیں حاضری کی اجازت دو یہ لوگ دن رات یعنی ہمیشہ مجھے یاد کرتے ہیں۔ زیادہ لالچ سے نہیں بلکہ صرف میری رضا کے لیے اس قربانی حال میں ان بزرگوں کے ایمان۔ اخلاص تقویٰ و عبادت کی گواہی دی گئی۔ خیال رہے کہ لفظ مرید یہاں سے ہی لیا گیا ہے یعنی اللہ کی رضا کا ارادہ کرنے والا یہ لفظ اراد سے لفظ مرید مشتق ہے۔ ۱۲ آل داؤد میں لفظ آل زائد ہے داؤد علیہ السلام نہایت خوش آواز تھے کہ جس مجلس میں آپ زبور کی تلاوت کرتے اس مجلس سے جنازے نکلتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات) حضرت ابوموسیٰ بھی بہت ہی خوش آواز تھے۔ خیال رہے کہ حضرت ابوموسیٰ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر کشتی والوں کے ساتھ خیبر میں پہنچے ۷ھ میں حضرت عمر نے امیر لشکر بنا کر بھیجا آپ نے اہواز فتح فرمایا شروع خلافت عثمانی تک وہیں رہے پھر وہاں سے کوفہ آ گئے مکہ معظمہ میں وفات پائی ۵۲ھ ہجری میں وہاں ہی دفن ہوئے (مرقات) ۱۲ یہاں جمع قرآن سے مراد حفظ قرآن ہے یعنی حضور انور کے زمانہ حیات شریف میں ان چار صاحبوں نے پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا یہ حافظین قرآن تھے۔ کیونکہ قرآن کو کتابی شکل میں خلافت عثمانی میں جمع کیا گیا۔ خیال رہے یہاں انصاری خزرجی حفاظ مراد ہیں یعنی اس قبیلہ کے چار صاحبوں نے مرد و حفظ کیا (مرقات) مجاہد نے بھی حفظ کیا تھا

بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْ زَيْدٍ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْ زَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ

ابن ثابت اور ابو زید انس سے کہا گیا کہ ابو زید کون ہے فرمایا میرے ایک چچا ہیں (مسلم بخاری) روایت ہے خباب ابن ارت سے فرماتے ہیں کہ ہجرت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اللہ کی رضا تلاش کرتے تھے تو ہمارا ثواب اللہ پر ہو گیا ہے ہم میں سے بعض وہ تھے جو چلے گئے اپنا ثواب کچھ نہ چکھا ان میں سے جناب مصعب ابن عمیر ہیں شہید ہوئے

ف۱ ابو زید کا نام سعد ابن عمیر یا قیس ابن سکن ہے انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ خیال رہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ہی اتنے صحابہ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا جس سے قرآن کا تواتر قائم رہے چنانچہ جنگ یمامہ جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال سے بہت ہی قریب ہوئی ہے یعنی شروع خلافت صدیقی میں اس میں ستر صحابہ حافظ شہید ہوئے جو حافظ صحابہ زندہ ہے اور جو اس جنگ میں شریک ہی نہ ہوئے وہ ان کے علاوہ ہیں چنانچہ حضرات خلفاء راشدین حافظ تھے اور اگر اس زمانہ پاک میں زیادہ حافظ نہ بھی ہوں تب بھی تواتر قرآن میں فرق نہیں آتا کہ آیات قرآنیہ کے حفاظ سارے صحابہ ہی تھے حضرات انس کے قرآن کا مطلب یہ ہے کہ جماعت تبع تبع کر بکثرت حاصل ہے کہ اس میں چار حافظ قرآن ہیں۔

لطیفہ۔ ایک بار انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں مناظرہ ہوا اوس نے کہا کہ ہمارا قبیلہ افضل ہے کیونکہ غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ ابن کاتب اور جن کی نعش کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی یعنی عاصم ابن ثابت اور جن کی میت پر عرش الٰہی ہل گیا یعنی سعد ابن معاذ ہم ہی ہیں تو خزرج بولے کہ جناب چار حافظ قرآن ہمارے قبیلہ میں ہیں زید ابن ثابت۔ ابو زید۔ معاذ ابن جبل۔ اور ابی ابن کعب۔ (مرقاۃ) بہرحال حضور کے فیض سے ہر زمانہ میں ہزارہا حافظ رہے اور ہیں لہذا تواتر قرآن باقی ہے۔ ف۲ یعنی بفضل تعالیٰ ہماری ہجرت قبول ہوئی کیونکہ خالص اللہ کے لئے ہماری ہجرت تھی اخلاص کے لئے اجر و ثواب لازم ہے ف۳ یہاں اجر سے مراد دنیا کی نفع ہے جو مرنے کے بعد ثواب ملے یعنی نقد معاوضہ ہوتا ہے بعض مہاجرین وہ ہیں جنہوں نے تجارت۔ زمینیں وغیرہ کچھ نہ دیکھیں اور شہید ہو گئے۔ ف۴ حضرت مصعب ابن عمیر قرشی عبدری ہیں جلیل القدر صحابی ہیں اسلام سے پہلے بڑے نازنعم میں بود و باش رہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ اولیٰ کی بیعت کے بعد انہیں مدینہ منورہ تبلیغ کے لئے بھیج دیا تھا یہ لوگوں کے گھروں میں جا کر تبلیغ

يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ مَا يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ

جو احد کے دن شہید ہوئے قفن کے لیے اتنا کپڑا نہ تھا جس میں انہیں کفن دیا جاوے سوا ایک چادر کے کہ ہم جب ان کا سر ڈھکتے تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور جب ان کے پاؤں ڈھکتے تو ان کا سر کھل جاتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس کا حال اور اللہ بعض ہم میں وہ ہیں جن کے پھل پک گئے تو وہ انہیں چن رہا ہے اللہ (مسلم بخاری) ؛

روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سعد ابن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا رحمان کا عرش

کرتے ہر دورہ میں ایک دو مسلمان کر لیتے تھے حتی کہ وہاں ایک جماعت مرتد ہو گئی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی اجازت سے آپ نے مدینہ منورہ میں حج ضروری کیا پھر دوسرے سال عمرہ ادا صریبہ کرنے کو مکہ میں آئے اور دوسری بیعۃ عقبہ میں شریک ہوئے (مرقات) آپ کی شہادت غزوہ احد میں ہوئی ؛

۵۱ کفن تین طرح کا ہوتا ہے۔ کفن سنت۔ کفن کفایت۔ کفن ضرورت حضرت مصعب ابن عمیر کو بعد شہادت کفن ضرورت بھی پورا نہ ملا یعنی ایک کپڑا جسم کا کچھ حصہ کپڑے سے ڈھانپا گیا کچھ حصہ گھاس سے ایک بار حضرت مصعب حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ نہایت ہی معمولی لباس میں پیوند لگے تھے جس میں چمڑے کے پیوند تھے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور فرمایا۔ دیکھو یہ کس ناز و نعم میں پلے اور اب اسلام کی خاطر کس حالت میں ہیں (مرقات)

۵۲ یعنی ہم مہاجرین میں سے بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات دیکھے مال غنیمت حاصل کئے اور ہم یہ خیال رہے کہ ان فتوحات کے دیکھنے غنیمت پانے سے ان حضرات کا آخری ثواب کم نہیں ہو گیا۔

لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَمَسُّوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذَا مَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا وَاَلْيَنُ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞

سعد ابن معاذ کی موت سے ہل گیا ۱؎ (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حریر کا جوڑا پیش کیا گیا ۲؎ حضور کے صحابہ اسے چھونے اور اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے ۳؎ تو فرمایا کیا تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو سعد ابن معاذ کے جنت میں رومال اس سے اچھے اور اس سے زیادہ نرم ہیں ۴؎ (مسلم بخاری)

۱؎ حدیث شریف باکل ظاہری معنی پر ہے اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں واقعی عرش اعظم نے حرکت کی تھی جیسے احد شریف حضور کی قدوم شریف پڑنے پر بلا اضطراب فرمایا ہے وان منها لما يهبط من خشية الله۔ عرش میں حس و حرکت ہے رہا یہ کہ کیوں ہلا اس میں چند احتمال ہیں ۱ آپ کی روح جب عرش پر پہنچی نہایت خوشی سے جھوما ۲ حاملین عرش کو مطلع کرنے کے لئے اس نے جنبش کی۔ ۳ آپ کی روح کی تعظیم و تکریم کے لئے بلا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

واسطہ محبوب کا دنیا میں ہو سکتا ہے کیا ۔۔۔ یوں نہ فرمائیں ترے شایان کر وہ ظاہر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ سیدہ صالح ملا ۔۔۔ فرش پر ماتم پڑے وہ طیب و طاہر گیا۔

بعض شارحین نے کہا کہ اس سے مراد ہے حاملین عرش ملائکہ جھوم گئے مگر پہلا قول قوی ہے خیال رہے۔ سعد ابن معاذ انصاری اشہلی اوسی ہیں پہلی بیعت عقبہ کے بعد دوسری ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں ایمان لائے آپ کے اسلام پر بہت سے بنی اشہل کے لوگ ایمان لائے حضور نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا۔ آپ غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے غزوہ خندق میں آپ کے کندھے پر تیر لگا وہ زخم نہ بھرا اسی کی وجہ سے ۵ھ یا ۶ھ میں وفات ہوگئی ۳۷ سال عمر شریف ہوئی بقیع میں دفن ہوئے۔ ۲؎ ریشمی جوڑا کسی کی بھی بادشاہ نے حضور کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش کیا خاص دیبا کے لئے یہ ایک عجیب کپڑا تھا۔ ۳؎ کیونکہ یہ مدینہ منورہ میں ایک عجیب چیز تھی اس سے پہلے اہل مدینہ نے یہ چیز نہ دیکھی تھی ۴؎ مناديل جمع ہے منديل کی جس کا مادہ ندل ہے بمعنی میل چونکہ رومال سے میل صاف کیا جاتا ہے اس لئے اسے منديل کہتے ہیں یعنی حضرت سعد ابن معاذ کے ہاتھ منہ پونچھنے والے رومال بھی اس کپڑے سے زیادہ خوبصورت اور نرم ہیں جب ان کے رومال کی یہ کیفیت ہے تو ان کے پہننے کے کپڑے کیسے ہوں گے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اور ہر نبی کا سامان مسہل کا لباس تک جانتے ہیں۔

وَعَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسٌ خَادِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰهِ اِنَّ مَالِيْ لَكَثِيْرٌ وَاِنَّ وُلْدِيْ وَوُلْدَ وُلْدِيْ لَيَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَحَدٍ يَمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

روایت ہے حضرت ام سلیم سے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ انس آپ کا خدمت گار ہے، اس کے لیے اللہ سے دعا فرمائیے حضور نے فرمایا الٰہی ان کا مال ان کی اولاد زیادہ کر اور انہیں جو عطا فرمائے اس میں برکت دے۔ حضرت انس فرماتے ہیں اللہ کی قسم کہ میرا مال بہت زیادہ ہے[1] اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد آج تقریباً سو سے زیادہ ہیں[2] (مسلم، بخاری) ۞ روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کے متعلق جو چلتے زمین پر چلتا ہو یہ کہتے نہیں سنا کہ وہ جنت والوں سے ہے

[1] حضرت ام سلیم حضرت انس کی والدہ ہیں اپنے فرزند حضرت انس کو لڑکپن ہی حضور کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا حضرت انس حضور ہی کے پاس رہتے تھے۔ [2] یہ آدمی کو بہت ہی جلد ہے یعنی مال اولاد ایمان عزت وغیرہ جو بھی تو انہیں عطا فرمائے اس میں برکت دے برکت اور کثرت کا فرق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

[3] چنانچہ حضرت انس مدینہ منورہ کے بڑے مالداروں میں سے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں مال کثرت برکت دونوں عطا فرمائی تھیں۔ (مرقات)۔

[4] امام ابن حجر نے شرح شمائل شریف میں فرمایا کہ حضرت انس کی مذکر اولاد ایک سو بچیس ہوئی جو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھی بعض جگہ ہے پوتے نواسے وغیرہم اور آپ کے باغ میں سال میں دو بار پھل آتا تھا (مرقات) خیال رہے کہ حضرت انس ابن مالک ابن نضر عزرجی کی کنیت ابو حمزہ ہے دس سال کی عمر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے خلافت فاروقی میں بصرہ میں تبلیغ دین کے لئے بھیجے گئے سو برس کی عمر پائی مگر تین سال کی عمر ہوئی والی حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مال کی کثرت و برکت اس کی محبت سے بچکر اس کے فتنہ سے محفوظ ہے اس زمانہ میں ملا کو رب تعالیٰ فاسق امیروں سے غنی فرما دے ۔

إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوعِ فَقَالُوا هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ مَا

سوائے عبداللہ ابن سلام کے متفق علیہ (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت قیس ابن عباد سے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے جن کے چہرے پر انکسار کا اثر تھا لوگ بولے کہ یہ جنت والوں میں سے ہیں انہوں نے دو رکعت پڑھیں جن میں اختصار کر لیا پھر نکل گئے اور میں ان کے پیچھے گیا میں نے کہا کہ آپ جب مسجد میں آئے تو لوگوں نے کہا یہ صاحب جنتیوں میں سے ہیں وہ بولے خدا کی قسم کسی کو مناسب

سلہ شاید یہ حدیث اس وقت کی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ مبشرہ وغیرہم دیگر صحابہ کرام کے جنتی ہونے کی خبر نہیں دی تھی لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں سے کہ ابوبکر جنتی ہیں عمر جنتی ہیں یا حسنین جوانان جنت کے سردار ہیں فاطمہ جنتی لاڈلیوں کی سردار ہیں وغیرہ بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت سعد کا مطلب یہ ہے کہ آج جو لوگ زندہ ہیں زمین پر چل رہے ان میں سے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتہً نام لے کر جنتی نہیں فرمایا سوا حضرت عبداللہ ابن سلام کے کیونکہ باقی عشرہ مبشرہ تو اس وقت وفات پا چکے تھے عبداللہ ابن سلام بھی وفات پا گئے تھے اگرچہ حضرت سعد ابن ابی وقاص بھی عشرہ بالجنہ ہیں مگر اپنا نام نہیں لیا انکسار کے طور پر یا حضرت سعد نے اپنی بشارت براہ راست حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی دوسرے ذریعوں سے سنی تھی اور حضرت عبداللہ سلام کی بشارت خود سنی تھی بہرحال یہ حدیث دوسری بشارات کے خلاف نہیں اس کے اور بھی جوابات دیئے گئے ہیں مثلاً یہ کہ مسلم یہودیوں میں سے کسی کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت نہ دی ہو ان کے واسطہ سے اعلم

سلہ آپ مشہور تابعی ہیں زاہد متقی بصری ہیں انہیں حجاج ابن یوسف نے باندھ کر شہید کیا بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

سلہ یعنی میں مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب جن کے چہرے پر تشریح خضوع خوف الٰہی کے آثار تھے آئے خیال رہے کہ عمدہ نماز دل بڑھاتا ہے مگر اس کا اثر چہرے پر نمودار ہوتا ہے سب فرماتا ہے۔ سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود یہاں سجدہ کے اثر سے مراد پیشانی کا داغ نہیں بلکہ چہرے کا نور ہے جو کثرت سجود خصوصاً تہجد کی وجہ سے نمودار ہوتا ہے ؎

ہندو سے ان کی پیشانی کا نور کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور!

يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ مَا لَا يَعْلَمُ فَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ رَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ ذُكِرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسْطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِي ارْقَهْ فَقُلْتُ

نہیں کہ کسی کے متعلق وہ کہے جو جانتا نہ ہو تم کو بتاتا ہوں کہ یہ کیوں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا تھا میں نے وہ خواب حضور پر پیش کیا تھا کہ میں نے دیکھا کہ گویا میں ایک باغ میں ہوں اس کی فراخی اس کی سرسبزی بیان کی اس کے بیچ میں لوہے کا ایک ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور بالائی حصہ آسمان میں اس کے بالائی حصہ میں ایک دستہ ہے مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ

اسی لئے آیت میں فی وجوھھم فرمایا فی جباھھم نہ کہا داغ صرف پیشانی پر ہوتا ہے مگر نور پورے چہرے پر ہے۔

۵ آپکا کلام انتہائی بھروسہ کا ہوتا ہے اور صحابہ کرام ان کا جتنی جتنا یقین سے جانتے تھے کہ جس زبان پاک سے انہوں نے قرآن پاک سنا اسی سے یہ سنا تھا کہ عبداللہ ابن سلام جنتی ہیں جیسے قرآن یقینی ہے ایسے ہی حضور کے سارے فرمان یقینی ہیں۔ اس زبان سے جھوٹ کبھی نہیں نکلا سننے کی کان سے ردا نہیں نکل سکتا حضور کی زبان سے جھوٹ نہیں نکل سکتا۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یہ فرق ہے ہمارے اور صحابہ کرام کے ایمان و اعمال میں کہ ان حضرات کے ایمان و اعمال جنتی شدہ ہیں ہمارے ایمان و اعمال کی خبر نہیں قبول ہیں یا نہیں ہم مرکر مریں گے یا کافر اللہ تعالیٰ ان کے صدقے سے ہمیں ایمان پر خاتمہ نصیب کرے آمین۔ یا اس کلام کا مقتضا یہ ہے کہ اسے فلیس یہ لوگ جو مجھے جنتی کہہ رہے ہیں صرف اپنی رائے سے نہیں کہتے۔ بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے کہتے ہیں یہ پیچھے ہیں پھر آپ نے انکو داخل جنت بیان فرمایا۔ یہ مطلب حضرت شیخ نے اشعۃ اللمعات میں بیان کیا جہاں لکھا ہے کہ کسی کے متعلق لوگوں کے منہ سے یہ نکلنا کہ وہ جنتی ہے یہ جنتی ہونے کی علامت ہے حضور فرماتے ہیں۔ انتم شھداء اللہ فی الارض رب فرماتا ہے لتکونوا شھداء علی الناس حضور غوث پاک خواجہ اجمیری داتا گنجبخش جنتی ہیں جیسے معلوم ہوا معصوموں کی گواہی سے ۵ یہ بیان ہے اس جملہ کا جس کی وجہ سے لوگ حضرت عبداللہ کو جنتی کہہ رہے تھے خیال رہے کہ جس خواب کی تصدیق و تعبیر پیغمبر کی طرف سے ہو جائے وہ خواب وحی کی طرح یقینی ہوتی ہے خواہ کسی کی خواب ہو چنانچہ احادیث و زمان حضرات صحابہ کرام کی خواب سے بھری پڑی ہیں کیونکہ حضور انور نے اس کی تائید فرمادی اور کافر قیدیوں کی خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے دے دی تو وہ ہو کر رہی حتی یقضی الامر الذی فیہ تستفتیان ۵ عروہ کے لغت معنی ہیں۔ حلقہ گرہ۔ دستہ۔ عرسکہ پکڑنے کی ہر چیز کو عروہ کہا جاتا ہے رب فرماتا ہے۔ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی ۔

لَا أَسْتَطِيعُ فَأَتَانِي مُنْصَفٌ فَرَفَعَ رِجْلَيَّ مِنْ خَلْفِي فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهُ فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيلَ اِسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِي يَدَيَّ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْإِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى فَأَنْتَ عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيبَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ

یں نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا تو میرے پاس ایک خادم آیا اس نے میرے پیچھے سے میرے پائچے سے اٹھائے یہاں تک کہ میں اس کے اوپر پہنچ گیا پھر اس نے دستہ پکڑ لیا اور مجھ سے کہا گیا کہ مضبوطی سے پکڑ اور پھر میں جاگ پڑا اور میرے ہاتھ میں ہی تھا میں نے یہ خواب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو فرمایا کہ یہ باغ اسلام ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے اور یہ دستہ عروہ وثقی ہے تم مرتے دم تک اسلام پر رہو گے یہ صاحب حضرت عبداللہ ابن سلام تھے (مسلم بخاری) ۲ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ثابت ابن قیس ابن شماس انصار کے خطیب تھے جب یہ آیت اتری کہ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو

۱ منصف بیم کے کسرہ میں کے فتح سے بنا ہے نصف خدمت سے یعنی خادم خدمتگار ملازم ۲ یعنی اس نے میرے پاؤں کی طرف سے میرا پائچہ پیچھے سے کر کر اٹھایا یا خود ہی اس ستون کے کنارہ پر پہنچ گیا اور وہ کڑا یا دستہ میرے ہاتھ میں دیا گیا ۳ حضور صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ سے ان کی خوابیں سنا کرتے تھے تعبیر بھی خود ہی دیا کرتے تھے مگر کبھی اپنی خواب شریف بھی بیان فرماتے تھے۔ مع تعبیر کے اس لئے حضرات صحابہ اپنی خوابیں حضور پر پیش فرماتے تھے یہ واقعہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۴ یعنی یہ ستون جو تم نے باغ کے درمیان دیکھا یہ اسلام کا ستون ہے جس پر اسلام قائم ہے اور جو مسلمان بنے کا مدار ہے ۵ اسے عروہ وثقی اس لئے فرمایا کہ اس کے ٹوٹ جانے کا خطرہ نہیں وثقی مؤنث ہے اوثق کا جس کا معنی ہے بہت مضبوطی ۶ یعنی وہ دستہ دگرہ بھی مضبوط ہے اور تمہارا پکڑنا بھی مضبوط ان شاء اللہ ایمان پر رہو گے ایمان پر مرو گے حضور کے اس فرمان عالی سے حضرت عبداللہ کے ایمان کی سپردگی ہو گئی ۷ آپ انصاری خزرجی ہیں ستر بار دربار جنگ یمامہ میں شہید ہوئے خطیب یعنی فصیح۔ تاریخ دان عالم انساب ہے۔

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِي بَيْتِهِ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ مَا شَأْنُ ثَابِتٍ أَيَشْتَكِي فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي مِنْ أَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

آخر آیت تک سنا تو جناب ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے غیر حاضر ہو گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سعد ابن معاذ سے پوچھا تو فرمایا ثابت کو کیا ہوا کیا وہ بیمار ہیں تب سعد ان کے پاس گئے ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان فرمایا تو ثابت بولے کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب میں حضور کی بارگاہ میں اونچی آواز والا ہوں۔ تو میں تو دوزخیوں میں سے ہوں یہ ماجرا حضرت سعد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ

سلہ تمام سلاطین و حکام اپنے آداب مجلس خود بناتے ہیں مگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہ سلطان کریم ہیں جن کے آداب دربار خود رب تعالیٰ نے بنائے اور انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوقات پر بھی جاری فرمائے یہ آیت کریمہ اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں حضور کے آستانہ عالیہ میں عرض و معروض کرنے کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے خیال رہے کہ یہاں گفتگو کا ذکر ہے کہ دوران گفتگو میں کسی کی آواز حضور کی آواز سے اونچی نہ ہو اس سے اذان وغیرہ دوسرے موقعہ مستثنیٰ ہیں وہ تو بلند آواز ہی ہوں گے سلہ یعنی شرم کی وجہ سے بارگاہ عالی میں حاضر ہونے کو جی تو بار بار وہاں اونچی آواز سے بول بچا ہوں مگر اب حال بدل چکا اب کس منہ سے حاضر ہوں یہ غیرت قوت ایمان کی علامت ہے سلہ حضرت سعد ابن معاذ جناب ثابت کے برادر نسبی دوران کے قوم سے تھے انہیں جتنے حالات کی زیادہ خبر ہونا چاہئے تھی اس لئے حضور نے آپ سے پوچھا بیان یہ ہے کہ سعد ان معاذ شہید ہیں جنگ بدر و جنگ احد میں شریک ہوئے جنت میں داخل ہوئے یہ آیت کریمہ جنگ بدر کے بعد نازل ہوئی لہذا حق ہے کہ اس سورت کی کل آیات لاترفعوا اصواتکم الخ بعد میں نازل ہوئی لاترفعوا اصواتکم پہلے نازل ہو چکی تھی (مرقات) سلہ یعنی اس آیت کریمہ کے حکم سے میں دوزخی ہو گیا اس جنت کے بادشاہ عالم پناہ کی بارگاہ میں کس منہ سے جاؤں ارے کہاں کیسے جانے والے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابھی کچھ نہیں بتایا کہ یہ حکم بے ادبی سے اونچی آواز سے بولنا مراد ہے جو بیچ کر جانے کا ہے یا مراد ہر وہ آواز ہے جو حضور کی بے ادبی کفر ہے اور کفر آگ کا موجب ہے (مرقات)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالُوْا مَنْ هٰؤُلَآءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وہ تو جنت والوں سے ہیں۔ (مسلم) اور روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہم بیٹھے تھے کہ سورۂ جمعہ اتری کہ تو جب یہ آیت نازل ہوئی ان میں سے دوسرے جو ابھی ان سے نہ ملے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہیں تو فرمایا اور ہم میں سلمان فارسی تھے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان پر رکھا تو پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس ہوتا تو ان میں سے بعض

لہ یعنی اس خوف کی وجہ سے ان کے ایمان کی ہیبت ہی ہوگئی کہ انہوں نے ابتدائی خوف سے آپ کو اس آیت کی رو میں محسوس کیا سلمان اگر حضرت ثابت ان قیس کی شہادت نہ ہوئی کہ عہد صدیقی میں جو مسیلمہ کذاب کے مقابلہ خلافت صدیقی میں ہوا جہاد کے وقت آپ نے کفن پہنا جو شروع پھر میدان جنگ میں داخل ہوئے اعلیٰ درجہ کا جہاد کیا اور شہید ہوئے رضی اللہ عنہ (مرقات) حضور کے فرمان کا یوں ظہور ہوا۔

سلہ اس سے معلوم ہوا کہ سنہ جمعہ فرضیہ ہے اور نماز جمعہ بعد ہجرت فرض ہوئی ہے جن لوگوں نے کہا کہ نماز جمعہ قبل ہجرت فرض ہو چکی تھی ادا کی گئی بعد ہجرت وہ قوی نہیں۔ (من) حضرات نے حضور کی ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں جمعہ قائم کیا وہ جمعہ نہ تھا بلکہ نوافل تھے یہ حضرات اس دن جمع ہو جاتے تھے نوافل پڑھ لیتے تھے لہٰذا یہ حدیث اس واقعہ کے خلاف نہیں کہ حضرات صحابہ نے حضور انور کے مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے ہی مدینہ میں جمعہ شروع کر دیا تھا۔ سلہ اس آیت کا مضمون ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے بھی ہادی ہیں جو صحابہ کرام کے بعد میں پیدا ہوں گے اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اس فرمان عالی کا کس جماعت کی طرف اشارہ ہے۔ سلہ حضرت سلمان فارسی اصفہان کے باشندے ہیں آپ کے والد اصفہان ایران کے مشہور شہر ہے آپ کے والدین آتش پرست تھے آپ ایک عیسائی راہب کی صحبت میں اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات آپ کو سنائیں آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے شوق میں گھر سے بھاگے بہت سے جھگڑے کر کے آپ کو فروخت کر دیا وہ بھی بے ایمان تھا آخر جزیرہ یا بندرگاہ مدینہ کے ایک یہودی کے ہاتھ بیچے اس نے آپ کو غلام بنا لیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کتابت کا معاہدہ کر کے آپ کو آزاد کر دیا لہٰذا آپ حضور کے آزاد کردہ ہیں آپ

رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمَا الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ فِيْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ

لوگ اسے پالیتے ۱۲ (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی اپنے ان بندوں کو یعنی ابوہریرہ کو اور ان کی ماں کو اپنے مومن بندوں کا پیارا بنادے اور مومنین کو ان کا محبوب بنادے ۱۲ (مسلم) ۞ روایت ہے حضرت عائذ ابن عمرو سے کہ ابوسفیان حضرت سلمان اور صہیب اور بلال پر گذرے ۱۲ جو ایک جماعت میں تھے تو ان حضرات نے کہا کہ اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن میں اپنی جگہ پر نہ گذریں ۱۲ تو جناب ابوبکر سے

کی عمر میں سو چالیس سال ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے آپ کی ملاقات ہے نبی آپ نبی علیہ السلام کے نائبوں میں حضور کے صحابی آپ کے فضائل بے شمار ہیں مدائن میں ۳۳ ہجری میں وفات پائی (اکمال۔ برکات) ۱۲ اس فرمان عالی پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی بڑی ہی منقبت ہے آپ فارسی النسل ہیں انہیں کی طرف حضور انور کا اشارہ ہے بعض احادیث میں رجل واحد ہے یعنی عثمان کے ہم وطن لوگوں میں ایک شخص (ابوحنیفہ) یا چند بزرگ ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی) اس شان کے ایک ہوں گے کہ اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس ہوتا تو وہاں سے اتار لاتے دیکھو تو امام اعظم کے لیے فرض عاری پر یہاں لفظات نے فرمایا کہ عرب میں صحابہ زیادہ ہیں اور عجم میں تابعین زیادہ عجمیوں نے دین کی بڑی خدمات انجام دیں۔ اعتبار۔ انتظار۔ نظر عجم یہ بہت سی لغات ۱۲ یعنی جناب ابوہریرہ اور ان کی والدہ مسکین اور بے کس ہیں خدا انہیں کسی والا بنادے مسلمانوں کو یہ دونوں پیارے ہوں مسلمان انہیں پیارے ہوں چنانچہ حضرت ابوہریرہ تمام صحابہ کی آنکھوں کے تارے رہے اور سب نے انہیں اطمینان دیا کہ رضی رومال سے جوتے صاف کرتے پیر پونچھتے تھے غلامت ہمدمی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیادے تھے اور امیر معاویہ کو کبھی۔ کھانا امیر معاویہ کے ساتھ کھاتے تھے اور نماز حضرت علی کے پیچھے پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کھانا معاویہ کا مزے دار ہے۔ نماز علی کے پیچھے افضل ہے ۱۲ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے کا ہے جب کہ ابوسفیان مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر صلح ہو جانے کی وجہ سے مشورہ آیا جایا کرتے تھے کیونکہ وہاں ان کی دختر حضرت ام حبیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں (مرقات۔ اشعۃ) ۱۲ یعنی اب تک اتنے جہاد

هٰذَا الشَّيْخَ قُرَيْشٍ وَسَيِّدَهُمْ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَأَتَاهُمْ فَقَالَ يَا إِخْوَتَاهُ أَغْضَبْتُكُمْ قَالُوا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَخِيْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

کہ یہ قریش کے لڑکے اور ان کے سردار کے متعلق یہ کہتے ہوئے پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ کو خبر دی تو فرمایا اے ابوبکر شاید تم نے ان حضرات کو ناراض کر دیا اگر تم انہیں ناراض کر دیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا تب ابوبکر ان حضرات کے پاس گئے بولے اے میرے بھائیو کیا میں نے تم کو ناراض کر دیا ہے نہیں اے میرے بھائی اللہ تم کو بخشے مسلم ۔ روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض ہے متفق علیہ بخاری

ہمارے مگر ہمارے مراد ہیں ابوسفیان کی گمراہی سے کافری اور مراد غازی مجاہدوں کی جماعت ہیں ہبل بت تھا دشمن خدا سے مراد ابوسفیان ہیں کیونکہ اس وقت تک وہ کافر تھے ۱۲ ابوسفیان قریشی تھا اور قریشیوں کے سردار تھے اور رسالت مآب سے آمنے سامنے ہوئے ہیں تم ان کے لئے ایسے سخت لفظ بولے ہو جو سارا ہر کر ان سے جنگ چھڑ جائے آپ یہ فرمان نہایت ہی نیک نیتی پر مبنی تھا ۱۲ یعنی عرض کی کہ یا رسول اللہ ان حضرات نے ابوسفیان سے یہ کہا تھا کہ ہمیں یہ خیال ہے کہ مگر میری نیت نیک تھی من و عن سب کچھ عرض کر دیا ۱۲ یعنی اے ابوبکر نیت تمہاری بالکل درست ہے مگر اس میں ایک کافر کی حمایت کی اور مرسلوں کی تادیب کی جھلک آ رہی ہے ممکن ہے کہ اس وجہ سے ان حضرات کے دلوں کو صدمہ پہنچا ہو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ماسوا کی ناراضی میں ماسوا کی رضا خود ناخوشی میں ہے اسی کی ناراضی ان حضرات کی ناراضی میں ہے ؎

دلا خوشی باشش کان سلطان زمین را ۔۔۔ بدر دلیشان و مسکیناں سرے هست

۱۲ عرب میں یا لعنۃ اللہ اظہار خوشی کے لئے کہتے ہیں وہ یہی محاورہ یہاں مستعمل ہوا ہے ۱۲ فوائد ہے حضارت تک لم ادنی سے معلوم ہوا کہ زیادہ رنجشیں بہت جلد دور کر لینی چاہئیں جس سے شکایت ہو اس سے براہ راست مل کر صفائی کر لینی چاہئے آج مسلمان اس سبق کو بھول گئے اسی وجہ سے ان کی آپس کی رنجشیں ختم نہیں ہوتیں ۱۲ یعنی سارے انصار سے عداوت صرف دین کی ہی وجہ سے ہو سکتی ہے کسی خاص انصاری کی مخالفت دنیاوی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اس لئے یہاں انصار جمع کا ارشاد ہوا ۱۲ انصار حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُ اَبْغَضَهُمُ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۝ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِيْنَ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا اَفَآءَ فَطَفِقَ

حاصل ترجمہ حضرت براء سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انصار سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور ان سے عداوت نہ کرے گا مگر منافق تو جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے جس نے ان سے بغض رکھا اللہ اس سے ناراض ہو (مسلم بخاری) روایت ہے حضرت انس سے کہ کچھ انصاری لوگوں نے کہا جب اللہ نے اپنے رسول کو ہوازن کے مال غنیمت میں بہت کچھ دیا کہ

مہاجرین کے ایسا انکے میزبان بنے کہ ان کی مثال آسمان و زمین نے نہ دیکھی تھی۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے احسانات کے بدلے ہم نے کر دیئے مگر ابوبکر صدیق دوسری روایت میں ہے کہ انصار کے احسانات کا بدلہ نہیں ہو سکتا قیامت میں رب سے دلوایا جاوے گا ان احسانات کو یاد رکھو اور ان سے محبت کرو کہ وہ ہمارے نبی کے محسن ہیں تو ہم سب کے محسن ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین ۔

۱؎ یعنی انصار سے وہی محبت کرے گا جو کامل مومن ہوگا اور انصار سے بغض وہ ہی رکھے گا۔ جو اعتقاداً و یا عملاً منافق ہوگا ایمان دل میں ہے مگر اس کی علامات ظاہری جسم میں موجود ہیں۔

۲؎ یہ کلمات دعا اور بددعا کے ہیں یعنی اے اللہ انصار کے محبین سے تو محبت فرما اور انصار کے دشمنوں سے تو دشمنی فرما اس سے دو افضل زمانہ عبرت حاصل کریں خیال رہے کہ یہاں دینی محبت و عداوت مراد ہے خیال رہے کہ انصار کا نام پہلے انصار تھا۔ قرآن کی حدیث الٰہی بخش جن میں لک و خزرج دونوں جمع ہو جاتے حضور انور نے ان کا نام انصار رکھا رب تعالیٰ نے کر یہ نام قبول ہوا اس نے بھی انہیں اسی نام سے یاد فرمایا من المہاجرین والانصار جیسے مدینہ منورہ کا نام پہلے یثرب تھا حضور نے اس کا نام طیبہ رکھا قرآن مجید نے بھی اسے مدینہ ہی فرمایا (مرقات)

۳؎ ہوازن حضرت حلیمہ دائی کے قبیلہ کا نام تھا یہ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان آباد تھا ان سے جو جنگ ہوئی اس کا نام جنگ حنین ہے کیونکہ اس جگہ کا نام حنین ہے بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا جس میں چوبیس ہزار اونٹ چار ہزار اوقیہ چاندی چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں بعض روایات میں ہے کہ بکریاں بے شمار تھیں (اشعۃ اللمعات)۔

يُعْطِيْ رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَحُدِّثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ فَقَالَ فُقَهَاءُهُمْ أَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ قَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

آپ قریش لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو انصار نے کہا کہ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے فتح کرے آپ قریش کو دیتے ہیں ہم کو چھوڑتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں کفار کے خون سے ٹپک رہی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس بات کی خبر دی گئی تو حضور نے انصار کو بلایا انہیں چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا ان کے ساتھ کسی کو نہ ٹھہرنے دیا جب وہ سب جمع ہو گئے تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا کہ مجھ کو تمہارے متعلق کیا خبر پہنچی ہے تو ان کے سمجھدار بولے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے سمجھداروں نے تو کچھ نہیں کہا رہے ہم میں سے تو کم عمر لوگ انہوں نے کہا ہے تو کہ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

لہ جب حضور نے اس قدر بڑا جتھہ انصار کو ایک سو اونٹ عطا فرمائے یہ جتھہ بہت ہی زیادہ تھا اس لئے انصار کو ان کے دیئے جانے پر رنج ہوا اور حضور کو جتلایا گیا تو حضور نے انصار کو بلا کر ان سے یہ گفتگو فرمائی جس کے بعد انصار کو ان سے کہیں زیادہ دیئے گئے ۱۲ منہ لہ یہ قریش کے لیڈر اور غیر مسلم تھے یا مسلمان کسی کلام کی تبدیلی کے لئے کہا جاتا ہے سب فرماتا ہے عفا اللہ عنک لم اذنت لہم لہذا اس کا مطلب نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضور انور سے گناہ کرنے سرزد ہوئے ۱۲ منہ لہ یعنی ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کفار کے خون ٹپک رہے ہیں ہماری تلواروں نے ابھی تک ان کے خون سے خشک بھی نہیں ہوئیں مطلب یہ ہے کہ جنگ کو تو زیادہ عرصہ نہیں گزرا ابھی تو ہر وقت ہی جنگ کا خطرہ ہے ایسے وقت میں ہماری تلواریں ابھی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُ الْأَنْصَارَ وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثِي عَهْدٍ
بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُونَ
إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ

کی شان بڑھائے آپ قریش کو دیتے ہیں انصار کو چھوڑتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون سے ٹپک رہی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی نئے نئے کفر سے لوٹے ہیں میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں کیا تم اس سے راضی نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر واپس ہو؟ تو انصار بولے ہاں یا رسول اللہ

کے سوا اور کوئی درمیان میں ان سے کچھ راز کی باتیں کرتا ہو۔ ۱۲ مطلب یہ ہے کہ یہ کلام کم عقل کی وجہ سے صادر ہوا جو جیسے جو اخروں نے کہہ دیا ہے ہم لوگوں نے یہ کچھ نہیں کہا۔

۱۲ یہ ہے اقرار قصور کو جو کچھ ہوا صاف صاف عرض کر دیا۔ آخرت میں بھی اپنے قصور کا اقرار کرنا معافی کا ذریعہ ہوگا۔ انصار جوم سے غضب آلود ہے گا۔ ؎

عذر بدتر از گناہ کا ذکر کیا ہم پہ بے پوچھے ہی رحمت کیجئے

۱۲ مطلب یہ ہے کہ میرا کسی کو زیادہ حصہ دینا اس کی زیادہ مقبولیت کی علامت نہیں ہے اور کسی کو کم دینا اس کی مقبولیت کی دلیل نہیں بلکہ کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے آج ہم نے جن لوگوں کو زیادہ حصے دیئے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ابھی قریب میں فتح مکہ کے وقت ایمان لائے ہیں ابھی ان کے دل میری اور اسلام کی محبت سے اچھی طرح آشنا نہیں ہیں میری ان زیادہ دہش سے ان کے دلوں میں میری محبت زیادہ ہوگی اور میری محبت سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید اور اسلام کی محبت بڑھے گی۔ خیال رہے کہ حضور کی محبت حضور کی عظمت ساری محبتوں عظمتوں کی اصل ہے ہم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں حضور کی عظمت نہیں ان کے دلوں میں نہ قرآن مجید کی عظمت ہے نہ خدا تعالیٰ کی نہ اسلام کی وجہ یہ ہے کہ انگریزی لوگ قرآن مجید کی کچھ عظمت کی کیسی بے عزتی کرتے ہیں اسی حضرت نے فرمایا ؎

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی ذات احمد کی ہے

۱۲ مسلمان اشرکیسا ایمان افروز دل و روح عشق سے لبریز فرمان ہے کہ سوفیصد انقلاب و مسلمانوں کی خوشی خوشی اپنے گھر جائیں کہ انہیں مال بہت مل گیا اور تم اس پر خوش خوش لوٹو کہ تم کو مال تھوڑا ملا مگر میں اور میری محبت کا مال تم کو نصیب ہو گئی تم میرے ہو چکے اور میں تمہارا ایسا جیسے میں تمہارا ہو گیا تو زمین بھر خاک کر زمین تمہارا ہو گیا۔

قَدْ رَضِيْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَءًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَ

ہم راضی ہیں۔ صاحب مشکوٰۃ (امام بخاری) کی روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک مرد ہوتا۔ اور اگر لوگ ایک جنگل میں چلیں اور انصار دوسرے جنگل میں یا دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے جنگل یا ان کی گھاٹی میں چلوں گا اور

لطیفہ: ایک بار میں نے حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز میں مزہ نہیں آتا دل نہیں لگتا کیا کروں فرمایا پڑھتے تو ہو میں نے کہا ہاں پڑھتا ہوں فرمایا تم پڑھے عرض نصیب ہو میں نے کہا وہ کیسے فرمایا جیسے نماز میں مزہ آنے کے لئے پڑھتا ہے اور جس کو مزا آئے وہ مزہ کے لئے پڑھتا ہے اللہ کے لئے جو پڑھا تھا اب تک آسیا ہے ست ہی نہیں ہوئی ؎

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا — تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

؎ یعنی یا رسول اللہ ہم اس پر راضی ہیں اور راضی رہیں گے کچھ نہ ملے مگر حضور مل جاویں بس کیا کمی ہے ؎

جنت نہ دیں تو تری رویت ہو غیر سے — اس گل کے آگے کیا حاجت برگ و بر کی ہے

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رضينا قسمة الجبار فينا — لنا علم وللجهال مال

فان المال يفنى عن قريب — وان العلم باق لا يزال

؎ یہاں نسب ولادت کا ذکر نہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اشرف تر ان نسب سے ہیں بلکہ نسبت کا ذکر ہے یعنی اگر رب تعالیٰ نے ہم کو ہجرت کی عزت نہ دیا ہوتی تو ہم مدینہ منورہ میں پیدا ہوتے اور اپنے کو مہاجر نہ کہتے بلکہ انصاری کہتے چونکہ ہجرت نصرت سے افضل ہے اس لئے رب نے ہماری ولادت مکہ معظمہ میں کی اور ہمارا قیام مدینہ منورہ میں کیا اور ہم ہی مہاجر کہلائے اس سے معلوم ہوا کہ مہاجرین صحابہ انصار صحابہ سے افضل ہیں قرآن مجید میں بھی ارشاد ہوا ہے من المهاجرين والانصار یعنی مہاجرین کا ذکر پہلے انصار کا بعد میں باقی تمام مسلمانوں سے انصار افضل ہیں۔ ؎ جنگل اور اس کے راستہ کو وادی کہتے ہیں پہاڑی راستوں کو شعب یعنی راستے اور جبال جادہ ہے یعنی اگر ہم جہاں کی سمت ایک سوار انصار کی سمت دوسری ہو تو میں انصار کی جانب کے سوار کے ساتھ رہوں گا تاکہ تمام کی راہ نما انصار کی سمت کو ترجیح دونگا یعنی مکہ میں انصار کی تعریف کروں گا مدینہ جہاں حضور کا قیام ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کسی شخص یا کسی قوم کے متبع نہیں ان سے ارشاد ہے اتبعوا ما اوحی الیک ۔

شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ وَاِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِیْ سُفْیَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَلْقَی السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ

انصار اندرونی لباس ہیں اور باقی لوگ بیرونی لباس ہیں ۱۲ تم میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو صبر کرنا حتیٰ کہ تم مجھ سے حوض پر ملو ۱۲ (بخاری) ۹ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فتح مکہ کے دن ۱۲ تو فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں گھس جاوے اسے امان ہے ۱۲ اور جو ہتھیار کو رکھ دے اسے امان ہے ۱۲ تو انصار بولے کہ ان محبوب کو اپنے

۱۲ شعار بنا ہے شعر سے یعنی جسم کے بال جو لباس جسم سے بالکل متصل رہے اسے شعار کہتے ہیں کہ وہ بالوں سے ملا ہوتا ہے اور جو لباس اس شعار کے اوپر پہنا جاوے وہ دثار کہلاتا ہے جیسے بنیان یا شلوکہ کا شعار ہے اور اس کے اوپر والے کپڑے کرتہ وانگرکھا وغیرہ دثار یعنی جیسے شعار جسم سے متصل رہتا ہے ایسے ہی انصار مجھ سے ملے ہوئے ہیں کیونکہ ان کا اخلاص ان کی خدمت دوسرے عام مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے اناس سے مراد عام مومنین ہیں حضرات خلفاء راشدین یا خاص تر بہتر مومنین کہ یہ اس میں داخل نہیں ۱۲ یعنی میرے بعد بعض امراء بادشاہ مجھ پر تم سے اور لوگوں کو ترجیح دیں گے مگر تمہارے حق دوسروں کو دیں گے تو تم ان سے بغاوت نہ کرنا بلکہ صبر کرنا چنانچہ سلاطین امراء کے زمانہ میں ہمیشہ اقارب کو نظر انداز کیا جاتا ہے حضور کی پیش گوئی درست ہوئی اس فرمان عالی میں انصار کے مومن ہونے ایمان پر خاتمہ حضور کے پاس حوض پر حاضر ہونے غرضکہ بے شمار فضائل کی خبر ہے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ تم ان باتوں کو دنیا میں برداشت کرنا ہم حوض پر یا درجنت میں ان سب کا بدلہ کر دیں گے ۱۲ فتح مکہ کے دن ابوسفیان ایمان لائے حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول ابوسفیان کو فخر و بڑائی بڑی محبوب ہے اسلئے کچھ بڑائی کی علامت ہونی چاہئے تب حضور نے ان کے گھر کو دار الامان بنایا یا اطمینان فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر پناہ لے اسے امان ہے۔

۱۲ آپ کا نام ابوسفیان ابن حرب ہے امیہ قریش میں دانصر فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے فتح مکہ کے دن اسلام لائے غزوہ حنین میں شریک ہوئے طائف کے غزوہ میں آپ کی ایک آنکھ شہید ہوئی غزوہ یرموک میں دوسری آنکھ بھی شہید ہو گئی ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی جنیع شریف میں دفن ہوئے (اکمال، مرقات)

۱۲ یعنی جو بھی ہتھیار جنگ ڈال دے اپنے کو غیر مسلح کر دے اپنے کو غیر مسلح کرے اس کا بھی خون معاف ہے اسے امان ہے۔

فَقَدْ اَخَذَتْهُ حُمَّى بَنِيْ فُلَانٍ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ حُمَّى بَنِيْ فُلَانٍ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ كَلَّا اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكُمْ اَلْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا اِلَّا ضَنًّا

سے محبت اور اپنے وطن کی رغبت ہوگئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوگئی کہ فرمایا کیا تم نے یہ کہا ہے کہ ان محبوب کو اپنے کنبہ کی محبت اپنے وطن کی رغبت ہوگئی ایسا ہرگز نہیں ہے ۵ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں نے اللہ اور تمہاری طرف ہجرت کرلی ہے ۵ اب میری زندگی تمہاری زندگی میں ہے اور میری وفات تمہاری موت میں ہے ۵ وہ بولے کہ ہم

۱ انصار کا حضور انور کو رجل کہنا توہین کے لئے نہیں یہ لفظ عظمت و توقیر کے لئے بھی بولا جاتا ہے فرشتے قبر میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا حال جہاں آرا دیکھ کر پوچھتے ہیں ما حملک تقول فی حق ھذا الرجل وہاں بھی الرجل تعظیم کے لئے ہے ہاں اہانت یا برابری کے لئے حضور انور کو رجل کہنا کفر ہے لہذا فقہاء کرام کا فرمانا کہ حضور انور کو رجل یا رجیل کہنا کفر ہے بالکل درست ہے کہ وہاں توہین یا برابری کے دعوے کے لئے کہنا مراد ہے انصار نے جب یہ دیکھا کہ ابوسفیان ۔ ہندہ ۔ عکرمہ ابن ابوجہل کو معافی دے دی بلکہ ان پر انعام و اکرام کے دروازے کھول دیئے تب وہ سمجھے کہ شاید اب حضور انور مکہ معظمہ میں ہی قیام فرمالیں گے ہمارا مدینہ ویران ہوجاوے گا وہ حضرات سمجھے کہ حضور ہمارے لئے ہمیشہ اہل مکہ کی محبت کی بنا پر ہیں جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ سے اتنی محبت ہے تو ہمارا خود مکہ مکرمہ سے تو محبت ہے پھر آپ مکہ معظمہ کو اب کیوں چھوڑیں گے۔

۲ یعنی رب تعالیٰ نے اپنے محبوب سے بذریعہ وحی فرمایا کہ آج خلق خدا کی سب کو خوشی ہے انصار غمگین ہیں آپ کے فراق کے اندیشہ سے ان کا اندیشہ دور فرمادیجئے انہیں بھی خوش کیجئے۔

۳ یعنی میں نے ان لوگوں کو یہ عطیے اس وجہ سے نہیں دیئے ہیں کہ مجھے تمہارے مقابلہ میں ان سے زیادہ محبت ہوگئی اور میں تم کو چھوڑ کر ان میں آن بسوں گا بلکہ ان عطایا کی بارش انہیں اسلام پر پختہ کرنے کے لئے ہے۔ ۴ یعنی ہم اللہ کے بندے اللہ کے رسول ہیں اور رسول کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے ہم نے جو تقدم اختیار کیا وہ سمجھے نہ بیٹھے گا ہم مہاجر ہیں کر پھر مہاجر نہیں بنیں گے ۵ یعنی خاطر جمع رکھو اب میں اپنی زندگی اور موت میں تم کو نہیں چھوڑوں گا ہم تم ہماری جینگے

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُصَدِّقُكُمْ وَيَعْذِرُكُمْ مَاوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صِبْيَانًا وَّ نِسَآءً مُقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ يَعْنِي الْاَنْصَارَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ وَعَنْهُ قَالَ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ

سنے جو کچھ کہا ہے اللہ رسول پر عمل کرنے سے بچنے فرمایا کہ اللہ رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تم کو معذور جانتے ہیں (مسلم) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بچوں عورتوں کو دیکھا ایک شادی سے آتے ہوئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تین فرمایا الٰہی تو جانتا ہے اے انصار تم لوگ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو الٰہی تو جانتا ہے اے انصار تم لوگ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو یعنی انصار (مسلم بخاری) روایت ہے انس سے فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر و عباس انصار کی

اور تم پر وفات پائیں گے ۔ ۱۲ یعنی یا رسول اللہ ہم لوگ آپ پر بہت قربان ہیں ہم کبھی چاہتے کہ آپ ہم کو چھوڑ کر اور جگہ رہیں ۔ ؎

نیساں ہیں ہر کہاں بسر تو نیساں جہاں ہے ہی دل ماہیں دیکھوں اور کہ تا تجھے نہ دیکھوں دوں

سبحان اللہ حضرات انصار ہاں کے لیے کتنی کرامتوں نے اپنا سب کچھ حضور انور پر نچھاور کر دیا۔ مگر حضور پر ایسے قربان کہ ذرا سی جدائی کی تاب نہ لا سکے اس عمل پر لاکھوں سخاوتیں نثار ہوں یہ عمل عین عبادت بلکہ روح عبادات بلکہ جان ایمان ہے ۔ ۱۲ یعنی ہم کو بھی اللہ محبت کا پکا و سچا ہونا ہمارے دیکھ کر صادق جانتا رب تعالیٰ کا جاننا ہے لہٰذا اشرف رسول تم کر سچا جانتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اشرف رسول کے لئے ایک ضمیر تغلیب لانا بالکل جائز ہے ۔ ۱۲ یہ انصاری لوگ ایک شادی سے خوش و خرم آ رہے تھے حضور انہیں خوش دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے اور ان کی خوش خوشی کو دیکھ کر فرمانے لگے جیسے ماں باپ اپنی اولاد کی خوشی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں حضور پر تمام جہان کے والدین کی محبتیں قربان ہوں وہ اپنی امت کو حضور انصار کی خوشی دیکھ کر کیوں خوش نہ ہوں گے ۔ حضور ہماری خوشی سے خوش ہوتے ہیں ہمارے رنج و ملال سے غمگین ہوتے ہیں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں اپنی امت کو حضور کا سفر کرتے دیکھا نہایت شان و شوکت سے تو حضور خوش خوش بیدار ہوئے تھے ۔ ۱۲ اس کلام میں التفات ہے پہلے رب تعالیٰ سے عرض کیا کہ الٰہی تو گواہ رہیو اسے اللہ تو جانتا ہے ۔ پھر انصار سے خطاب فرمایا کہ تم لوگ مجھے بہت پیارے ہو انصار فرما کر راوی نے یہ بتایا کہ یہ کلام صرف ان لوگوں سے نہیں تھا بلکہ سارے انصار سے تھا یعنی سارے انصار مجھے بہت پیارے ہیں ۔

مِنْ مَجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكُمْ فَقَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ

مجلسوں میں سے کسی مجلس پر گذرے وہ حضرات رو رہے تھے سبب تو ان دونوں نے کہا کہ تم کو کیا چیز رلاتی ہے وہ بولے کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی ہم نشینی یاد آگئی تو ان دونوں میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور کو اس کی خبر دی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ نے اپنے سر پر چادر کے کنارہ کی پٹی باندھی ہوئی تھی آپ منبر پر چڑھے اور اس دن کے بعد پھر کبھی نہ چڑھے ۵ اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ میں تم لوگوں کو انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں ۵ کیونکہ یہ لوگ میرے خاص مشیر ہیں ۵

۵ یہ واقعہ حضور انور کی مرض وفات شریف کا ہے جبکہ کئی دن حضور دولتخانہ سے باہر تشریف نہیں لائے شدت مرض کی وجہ سے انصار نے جمال جہاں آرا کچھ زیادہ نہ دیکھا تو تڑپ گئے ۵

در فراقِ تو مرا بگداز سوخت جان — پرورا رحمے بحالِ جانِ جہاں

۵ یعنی ہم لوگوں کو وہ مبارک گھڑیاں یاد آرہی ہیں جب ہم پروانوں کی طرح شمع محبوبی کے گرد قربان ہوتے تھے اور وہ مجلسیں کہاں گئیں ۵

خوشا وقت کہ دیدار عام تھا اس کا — خوشا وقت کہ جلسہ مقام اس کا

یہ ہے حضرات صحابہ کا عشق رسول اور شوق دیدار کہ ایک ذرہ بھی کمی گوارا نہ کرے ۵

زان عشق بمی ازد حق طلب — سوئے صدیق و عمل از حق طلب

۵ یہ حاضر ہونے والے حضرت عباس تھے جبکہ دوسری روایت میں ہے عرض کیا کہ حضور آپ کے فراق کی بات ہے ہم پر ایک جلتک حضور نہیں کھاتے ۵ اور حضور اور کا یہ آخری خطبہ جبکہ عام صحابہ کو آخری بار دیدار نصیب ہوا ۵ سنت سابقہ یہ ہے کہ انبیاء کا مرض بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے ۵

لذت بادہ عشق زان مست پرس — ذوق زان تشنہ دہشتای بمخانہ بپرس

۵ اس میں خطاب یا تو مہاجرین سے ہے یا سارے بنی عبد مناف سے یا اپنے بعد والے انصار سے یا قیامت تک سارے مسلمانوں سے ۵ کرش کاف کے فتح اور راء کے کسرہ سے بروزن کتف اس کے چند معنی ہیں معدہ، کلیہ، بھیڑ

وَقَدْ قَضَوا الَّذِیْ عَلَیْہِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَہُمْ فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِہِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِہِمْ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ حَتّٰی جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ یُکْثِرُوْنَ وَیَقِلُّ

یہ لوگ وہ حق ادا کر چکے جو ان پر تھا اور وہ حق باقی رہ گیا جو ان کا ہے سو تم ان کے نیکوں سے قبول کرو اور ان کے بروں سے درگذر کرو۔ (بخاری) اور روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں باہر تشریف لائے جس میں حضور کی وفات ہوئی تھی حتیٰ کہ منبر پر جلوہ گر ہوئے تو اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ بعد حمد کے جان لو کہ لوگ بڑھیں گے اور انصار گھٹیں گے حتیٰ کہ ایسے

ہیں جیسا نمک کہ کھانے سے کم درست ہیں اور جیسے خاص لباس رکھنے کی صندوقچی۔ بہرحال مطلب یہ ہے کہ انصار میرے خاص وزیردار لوگ ہیں۔ ۱؎ یعنی بیعت عقبہ میں انصار نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کی مدد کریں گے آپ مدینہ منورہ تشریف لائیں ہم ہر طرح آپ پر نثار ہوں گے ہم نے ان سے خراب جنت بخشش کا وعدہ کر لیا ہے انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہمارا وعدہ باقی ہے سب فرمایا ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (الحدیث) مرقات اشعۃ ۲؎ یعنی اگر ان میں سے کوئی انصاری تم میں سے کسی کا کوئی قصور کرے پھر معذرت کرے تو اس کی معذرت قبول کرو اور اگر وہ معذرت کرنے نہ آوے تب بھی اسے معاف دیدو نہ اس سے دنیا میں بدلہ لو نہ آخرت میں بدلہ لینے کی نیت کرو یہ میرے حسن ہیں ان سے اچھا سلوک کرو (مرقات) یہ علامت نہیں کہ انصار کو گناہ کرنے کی اجازت دیدی گئی تھی اور نہ کسی کے یہ ہی معنی ہیں ۳؎ غالباً یہ پہلے ہی واقعہ کا ذکر ہے جو ابھی مذکور ہوا اور ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ اس مذکورہ واقعہ سے پہلے کا ہو کیونکہ اس پہلے واقعہ کے بعد تو حضور اقدس باہر تشریف لائے نہ خطبہ فرمایا ۴؎ حضور تمام عمر تحمید و ثنا کرتے رہے کہ حمد و ثنا رب تعالیٰ کی طرف الہام ہوتا ہے اور جو بندہ اپنی کوشش سے کرے یا محض فضول پر رب کی تعریف کو کہتے ہیں اور ثنا اس ذات کریم کی صفات عالیہ کے ذکر کو کہتے ہیں (اشعۃ) ۵؎ یعنی مہاجرین کی اولاد دنیا میں بکثرت ہوگی مگر انصار کی اولاد بہت کم ہوگی یا مدینہ منورہ میں مہاجرین کی اولاد بہت رہے گی انصار کی اولاد بہت کم ہوگی اب سارے مدینہ منورہ میں صرف ایک گھرانہ انصار کا ہے یعنی حمزہ ابو بکر کا گھرانہ دیکھو لو (مرقات) علوی۔ عباسی بہت ہیں انصاری بہت تھوڑے بلکہ قریباً نہیں ہیں بعض لوگ بنو قیلہ انصاری ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر یہ بھی شمار میں کم ہیں بعض شارحین نے کہا کہ مہاجرین تا قیامت ہوتے رہیں گے کہ ہجرت قائم ہے مگر انصار خصوصاً حضور انور کے مددگار انصار جو ہیں: بقدر وہ بیر نے اشعۃ میں کہا کہ انتہیٰ کلامہ۔

الْاَنْصَارُ حَتّٰی یَکُوْنُوْا فِی النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِیَ مِنْکُمْ شَیْئًا یَضُرُّ فِیْهِ قَوْمًا وَیَنْفَعُ فِیْهِ اٰخَرِیْنَ فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَلْیَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِیْئِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ

ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک تو تم میں سے جو بھی کسی ایسے عہدہ کا مالک ہو جس میں کسی قوم کو نفع اور دوسروں کو نقصان پہنچا سکے تو وہ ان کے نیکوں سے قبول کرے اور برائی کرنے والوں سے درگذر کرے (بخاری) ۔ روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے الٰہی انصار کو انصار کی اولاد ..... کی اولاد کو بخش دے (مسلم) ۔ روایت ہے حضرت ابو اسید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انصار کے گھروں میں بہتر گھرانہ بنو نجار ہیں پھر بنی عبد الاشہل پھر بنی حارث ابن خزرج پھر بنی ساعدہ

لہ یعنی اگرچہ انصار کم ہو جائیں گے مگر اسلام کی نعمت دنیا سے قیامت تک ہوگی جیسے کھانے میں نمک ہر چند بہت تھوڑا مگر سارے کھانے میں لذت اسی کی ہوتی ہے تا قیامت اسلام کی بہاریں انہیں انصار سے ہیں جنہوں نے حضور انور کی مہمانی کا حق ادا کیا نمک مصلح طعام ہے اور انصار مصلح اسلام واللہ اعلم ۔ لہ یعنی میرے بعد تم مہاجرین میں جو کسی اعلیٰ یا ادنیٰ عہدہ پر فائز ہو وہ میری یہ وصیت یاد رکھے لہ اسی کی شرح ابھی گزر چکی کہ اس سے مراد فنون حتی بغاوت ارتداد وغیرہ نہیں بلکہ شخصی ذاتی معاملات میں قصور کرنا ہی مراد ہے یعنی اگر کوئی انصاری کسی سے کوئی اچھا سلوک کرے تو وہ بدلہ کو نہ چکائے بلکہ بطور شکریہ ادا کرے اور اگر کوئی انصاری کسی سے کوئی ذاتی بدسلوکی کرے تو وہ میری خاطر اس سے درگزر کرے کہ انصار میرے محسن میرے جانثار ہیں رضی اللہ عنہم لہ اس فرمان عالی میں یا تو انصار سے مراد صحابہ انصاری ہیں اور اولاد انصار سے مراد تابعین انصاری اور اولاد اولاد انصار سے مراد تبع تابعین انصاری ہیں یا تا قیامت ساری اولاد انصار مراد ہے نجز بمعنی اوفر وافر ترقیات (اشعہ) ۔ لہ یہ چاروں انصار کے قبیلے ہیں ان سب کا لقب انصار ہے جیسے علیہ السلام کے مددگاروں کا نام انصاری تھا اور حضور کے مددگاروں کا نام انصار ہوا ۔ غیر خدا سے مدد لینا حرام یا شرک ہوتا تو یہ دونوں نام منصرکانہ ہوتے اور اب تمہیں انصاری یا انصار کہنا شرک ہو جاتا

وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادِ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَّعَهَا كِتَابٌ نَخْذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا يَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا

اور انصار کے سارے گھرانوں میں خیر ہے۔ (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو بھیجا ۞ دوسری روایت میں ہے بجائے مقداد کے ابومرثد ہیں ۞ تو فرمایا کہ تم جاؤ حتی کہ خاخ کے باغ میں پہنچو ۞ وہاں ایک اونٹنی عورت ہے ۞ جس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو ۞ چنانچہ ہم چلے کہ ہم کو ہمارے گھوڑے

۱ یعنی ان چار خاندانوں کے علاوہ اور جس قدر انصاری خاندان ہیں سب میں خیر ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان چار خاندانوں نے حضور انور کی خاص خدمات انجام دی ہوں گی ۲ آپ مقداد ابن عمرو کندی ہیں آپ پہلے مسلمان ہیں آپ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقام جرف میں فوت ہوئے مدینہ منورہ میں لاکر دفن کئے گئے ستر سال عمر پائی ۳۳ھ میں وفات ہوئی

۳ ابومرثد کا نام کناز ابن حصین غنوی ہے۔ بدر و غیرہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے ۵۲ھ میں وفات ہوئی ۹۶ چھیانوے سال عمر ہوئی۔ حق یہ ہے کہ یہ چاروں حضرات اس خدمت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ حضرت علی، زبیر، مقداد اور ابومرثد غنوی (مرقات)

۴ خاخ مدینہ منورہ کا ایک باغ تھا جو مکہ معظمہ کے راستہ پر واقع تھا مدینہ پاک سے قریب ہی تھا اب وہ گم ہو چکا ہے۔ ۵ ظعینہ پردہ نشین عورت کو کہتے ہیں اس عورت کا نام سارہ تھا مکہ کی رہنے والی تھی قریش کی آزاد کردہ تھی چونکہ صلح حدیبیہ کے بعد کفار مکہ کا مدینہ منورہ میں جانا آنا ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی مدینہ منورہ آئی تھی۔

۶ یہ ہے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کہ مدینہ منورہ سے یہ عورت کفار مکہ کے نام ایک خط جاسوسی کا لے کر چلی جو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں چھپا رکھا تھا۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس کا علم عطا فرمایا تھا۔ اگرچہ وہ عورت جاسوسی کے جرم میں قتل کے قابل تھی مگر حضور انور نے نہ تو اس کے قتل کا حکم دیا نہ ہی گرفتاری کا صرف یہ فرمایا کہ وہ خط ہم سے لے لو اسے مکہ معظمہ جانے دو کہیں کہ اس کے قتل سے کفار مکہ سے جنگ چھڑ جانے کا مدینہ تھا خطرہ تھا کہ خبر سخت جنگ کے ساتھ مکہ پہنچے اور عورت جاسوسی میں ناکام بنا دی گئی تھی۔

حَتّٰى اَتَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِي الْكِتَابَ
قَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ
فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهٖ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيْهِ
مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ
يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ
اِنِّيْ كُنْتُ اِمْرَأً مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ

دوڑا دیے تھے حتیٰ کہ ہم باغ میں آئے تو ہم اس اونٹنی کے پاس تھے ہم نے کہا خط نکال دو وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا خط نکال دو ورنہ کپڑے اتار دے تب اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا تو ہم وہ خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اس میں حاطب بن بلتعہ کی طرف سے کچھ لوگوں مشرکوں کی طرف پیغام تھا وہ مشرکوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کاموں کی خبر دے رہے تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا ہے وہ بولے یا رسول اللہ حضور مجھ پر جلدی نہ کریں میں قریش میں ایک الحاقی شخص ہوں میں خود قریش میں سے نہیں ہوں اور جو مہاجرین آپ کے ساتھ

لہ یعنی ہم نے گھوڑے دوڑائے باغ میں آکر ہر ہر جگہ تلاش کیا مگر کچھ نہ ملا تو آگے نکل جانے پر ہمت ہارنے کا حضور کے فرمان عالی پر پورا عمل کیا ۱۲ منہ سے بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے لتخرجن الکتاب او لتلقین یہ الفاظ بخاری باب من تجسس الخ میں ہیں یعنی یا تو خط نکال دو ورنہ ہم تجھے ننگا کر کے تیری تلاشی لیں گے یہاں اس عبارت کے معنی یہ ہیں کہ یا تو خط نکال دو ورنہ تلاشی دینے کو تیار ہو جا اس سے معلوم ہوا کہ کافر عورت کا تلاشی لینا حرام ہے تو اسکا کوئی پردہ اسے ننگا کر کے تلاشی لینا بوقت ضرورت ممنوع نہیں بلکہ فاسقہ عورت کا احترام کوئی نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو زنا کی سزا میں کوڑے مارے کوڑوں کے درمیان اس کا دوپٹہ اتر گیا لوگوں نے کہا حضور اس کا پردہ فرمایا اس نے اپنا احترام خود ہی ختم کر دیا دوسری عورتوں کو نہ مارا اگر وہ عورت خطا دیدیتی تو جناب علی جیسے خدا سے ننگا کر کے تو اس کی تلاشی لیتے اور خط حاصل کرتے ۱۲ منہ بعض روایات میں ہے کہ اس نے اپنی کمر سے یہ خط نکالا ہو سکتا ہے کہ اس کی چوٹی بہت لمبی ہو اور زیادہ لپیٹی ہوئی ہو اس میں سے اس نے خط نکالا ہو لہذا دونوں روایات درست ہیں مرآت ۱۲ منہ یہاں مقاص بمعنی چوٹی ہے کہ سر پر کا سر پر جس میں اس واقعہ کی خبر دی گئی حاطب کے لکھے ہوئے یہ الفاظ نہ تھے (مرقات) شہ یہ سوال اظہار غضب کے لئے تھا (اسلام)

مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَحْمُوْنَ بِهَا اَمْوَالَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

میں ان کی قریش سے قرابت داریاں ہیں جن سے وہ مکہ میں ان کے مالوں ان کے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہیں سو میں نے چاہا کہ جب مجھے ان سے نسبی رشتہ حاصل نہیں تو میں ان پر ایک احسان کر دوں جس سے وہ میرے عزیزوں کی حفاظت کریں یہ میں نے کام کفر کی وجہ سے کیا نہ اپنے دین سے پھرتے ہوئے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے راضی ہو کر یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے تم سے سچ کہا تو جناب عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے چھوڑیئے میں اس منافق کی گردن مار دوں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کی جاسوسی سخت جرم ہے کافر سے قوم ملک ملت سب کی نقصان پہنچتا ہے ۱۲ میں ہوں تو مجرم مگر سزا دینے میں حضور کچھ توقف فرمائیں میرا عذر سن لیں ۱۲ یعنی سارے مہاجرین مکہ کی کفار مکہ سے قرابتداریاں اور ان مہاجرین کے عزیز اقارب یا گھر بار مکہ معظمہ میں ہیں کفار مکہ ان قرابت داریوں کی وجہ سے ان مہاجرین کے عزیزوں مال گھر بار کو چھیڑتے نہیں بلکہ ایک طرح کی حفاظت ہی کرتے ہیں ان سب کے گھر بار بال بچے عزیز و اقارب دہاں محفوظ ہیں ۱۲ یعنی میرے عزیز و اقارب گھر بار بھی مکہ معظمہ میں ہیں مگر میری کفار مکہ سے قرابت کوئی نہیں میں نے چاہا کہ ان پر یہ احسان کر دوں کہ مسلمانوں کے ارادے کی انہیں خبر دیدوں اگرچہ کافر ہیں مگر احسان فراموش نہیں شاید اس احسان کی وجہ سے وہ میرے گھر بار وغیرہ کی حفاظت کریں حاطب نے فتح مکہ کی تیاریوں کی کفار کو خبر دی تھی آپ ہوشیار ہو جائیں مکہ معظمہ پر مسلمان حملہ کرنے والے ہیں ۱۲ یہ جملہ پہلے کلام کی تاکید یا تفسیر ہے یعنی نہ تو میرا دل اسلام سے پھرا ہوا ہے نہ کفر سے راضی ہوا ہوں نہ کفار کا غلبہ چاہتا ہوں نہ مسلمانوں کی مغلوبیت سے راضی ہوا ۱۲ یعنی حاطب جو زبان سے کہہ رہے ہیں وہ ان کے دل سے راضی نہ ہونے پر مبنی ہے مسلمان ہو کر ان سے غلط فہمی کی بنا پر ہوگئی۔

۱۲ یعنی یا رسول اللہ اگرچہ حاطب ہیں تو مسلمان حضور نے ان کے ایمان کی تصدیق فرما دی مگر انہوں نے کام منافقوں کا سا کیا ہے۔ مجھے اجازت دے دیں میں قتل کر دوں تاکہ دوسروں کو آئندہ جاسوسی کی ہمت نہ پڑے ان کا قتل سیاسی اور ملکی انتظام کے لئے مناسب ہے حضرت عمر نے حضور انور کی نعوذ باللہ توہین کی نہ حاطب کو منافق کہا بلکہ سیاسی طور پر قتل کرنا چاہا اسی لئے حضور سے اجازت مانگی اگر وہ حاطب کو واقعی منافق سمجھتے تو بغیر پوچھے ہی انہیں قتل کر دیتے۔ نیز

وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ

نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر ہوئے ہیں تجھے کیا خبر شاید اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر توجہ فرمائی ہے فرمایا ہو کر جو چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی اور ایک روایت میں ہے کہ میں تم کو بخش چکا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ نہ فرمایا کہ جب میں نہیں سوں کہہ رہا ہوں تو تم انہیں منافق کیوں کہتے ہو لہٰذا حدیث بالکل واضح ہے خیال رہے کہ حضور کے زمانہ پاک میں منافقین کو قتل نہیں کیا جاتا تھا مگر جب ان کا کفر یا دینی نقصان ظاہر ہوتا تو وہ قابل قتل ضرور ہو جاتے تھے جاسوس تو وہ چور ہے جس سے مسلمان کا قتل بھی جائز ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت عمر کا اجازت قتل مانگنا حضور انور کے اس فرمان عالی سے پہلے تھا روایت کے الفاظ میں تقدیم تاخیر ہے پہلی بات مرقات سے فرمائی، دوسری بات اشعۃ اللمعات سے۔ لہٰذا ان کا احترام کرو حاضرین بدر واجب الاحترام ہیں ان میں کوئی منافق یا کافر تھا نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔ حضور انور کا شاہد فرمانا بھی یقین کی بنا پر ہوتا ہے حضور کا شاہد ہمارے یقین سے بڑھ کر ہے شاید اس لیے فرمایا کہ اہل بدر اعمال سے بے نیاز ہو جاویں (اشعۃ) یا اس فرمایا حضرت عمر کے لحاظ سے ہے جیسے رب بندوں سے فرماتا ہے لعلکم تعقلون (مرقات) اس جملہ کی شرح فضائل عثمان ابن عفان کے باب میں عرض کی جا چکی ہے کہ اس فرمان عالی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اہل بدر کو گناہوں یا کفر و شرک کی اجازت دے دی گئی بلکہ مقصد یہ ہے کہ رحمت الٰہی تمہارے شامل حال رب کی دستگیری تمہارے دامن گیر ہے جو چاہو کرو تم وہ کام کر سکو گے ہی نہیں جو دوزخ کا ذریعہ ہو جو ہمارے دلوں پر رب کی تجلیات ہیں وہ دل گناہوں کی طرف مائل ہی نہیں ہو سکتا جیسے پیر عورت کے پرکاٹ کر کہا جائے کہ تم جہاں چاہے اڑتا پھر سکتے ہے یہ گو مستقبل فرمان کی دلیل ہے یعنی جنت تمہارے لیے ہے میں نے واجب کر دی اب تم دوزخ والے کام نہیں کر سکتے لہٰذا اے عمر جناب حاطب کا یہ عمل کفر و شرک یا گناہ والا نہیں ہو سکتا یہ غلطی فہمی سے حاطب نے کیا ہے لہٰذا ان سے کچھ نہ کہو۔ اس آیت میں رب تعالیٰ نے اگرچہ خصوصاً حضرت حاطب کو (اگرچہ بمعنی سے) خطاب فرمایا معلوم ہوا کہ ان سے یہ جو کچھ سرزد ہوا وہ کفر نہ تھا خیال رہے کہ بدر والوں سے آخروی مغفرت کا وعدہ ہے دنیاوی سزا انہیں مل سکتی ہے چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسطح ابن اثاثہ کو تہمت کی سزا اسی کوڑے جاری فرمائی جب وہ حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت میں شریک ہو گئے۔ حالانکہ وہ بدری تھے۔ خیال رہے کہ حضرت حاطب

اَوْلِيَآءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَآءَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ

(مسلم، بخاری) ۞ روایت ہے حضرت رفاعہ ابن رافع سے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو عرض کیا کہ آپ لوگ اپنے میں بدر والوں کو کیسا شمار کرتے ہیں تو فرمایا مسلمانوں میں بہترین یا اس طرح کی اور بات کہی تو وہ بولے کہ یوں ہی فرشتوں میں وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے تھے (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت حفصہ سے وہ فرماتی ہیں

سے اپنے اس عمل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کا خیال تک نہ کیا تھا اور نہ کفر ہوتا انہوں نے اپنے سے کفار کی اذیت دفع کرنے کی کوشش کی تھی ان کا خیال تھا اس سے حضور انور کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا مگر معاملہ برعکس ہو کر رہے گا ۱۲ قرات سے آپ صحابی ہیں آپ کی کنیت ابو معاذ تھی انصاری ہیں بدر و احد اور سارے غزوات میں شریک ہوئے جنگ جمل و صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے امیر معاویہ کی سلطنت کی ابتدا میں وفات پائی (مرقات) سے غالباً حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ حضرات صحابہ سے بیان کیا ہوگا انہوں نے حضور سے سن کر روایت کیا اور ہو سکتا ہے کہ ان حضرات نے حضرت جبریل کو حاضر ہوتے یہ عرض کرتے سنا ہو اگرچہ حضرت جبریل شکل انسانی میں تھے مگر اس گفتگو سے یہ حضرات پہچان گئے ہوں کہ آپ جبریل ہیں سے یعنی یا رسول اللہ حضور اور صحابہ کرام اہل بدر کو اپنے مومنوں میں سے کس درجہ کا سمجھتے ہیں تعدون میں خطاب حضور انور اور صحابہ کرام سے ہے اور تاعرفانا نہایت ہی موزوں ہے یہاں من کی جگہ نہیں ہے یا بعض کیف ہے یا اور جو کچھ ہے سے اس جواب شریف سے معلوم ہوا غزوہ بدر میں شریک ہونے والے حضرات ان صحابہ سے افضل ہیں جو شریک نہ ہوئے خیال رہے کہ حضرت عثمان غنی بدر میں مکانہ شریک تھے کہ ان کے لیے ان کا گھر میدان بدر بنا دیا تھا یعنی کہ وہ حضور انور کے حکم سے گھر میں رہے جناب رقیہ بنت رسول اللہ کی تیمارداری کے لیے حضور سے جو چاہیں بنالیں اگر چاہیں تو کرامت کر دیجئے بنالیں۔ ہمیں کی تبرا شاء اللہ مدینہ ہوگی۔ شعر

بنا دو میرے سینہ کو مدینہ نکالو بحر غم سے یہ سفینہ

۵ سے پانچ ہزار فرشتے بدر میں مسلمانوں کی مدد کے لیے آئے تھے یہ دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں حضرت میکائیل و اسرافیل علیہم السلام بھی ہوں گے ۶ سے آپ جناب حفصہ بنت عمر فاروق زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ لَّا یَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ اَحَدٌ شَہِدَ بَدْرًا وَالْحُدَیْبِیَۃَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُہَا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعْہُ یَقُوْلُ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَۃِ اَحَدُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا تَحْتَہَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کُنَّا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امید کرتا ہوں کہ جو بدر یا حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ ان شاء اللہ دوزخ میں نہ جاوے گا [1] میں بولی یا رسول اللہ کیا رب تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ تم کوئی نہیں مگر دوزخ پر ضرور وارد ہوگا [2] فرمایا تو کیا تم نے نہیں سنا کہ فرماتا ہے پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے [3] اور ایک روایت میں ہے کہ ان شاء اللہ کوئی وہ شخص جس نے درخت کے نیچے بیعت کی جنتیوں میں سے وہ دوزخ میں نہ جائیگا [4] (مسلم) روایت ہے حضرت جابر فرماتے ہیں

ہیں ہم سارے مسلمانوں کی ماں رضی اللہ عنہا آپ کے حالات بیان ہو چکے۔

[1] حضور انور کا یہ فرمان کہ میں امید کرتا ہوں بالکل یقین کے لیے نہیں اور ان شاء اللہ فرمانا شک کے لیے نہیں بلکہ یا برکت کے لیے ہے یا اس کے معنی ہیں اللہ کے فضل سے جیسے رب فرماتا ہے۔ لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ تعالیٰ بلدا اور اصحاب حدیبیہ جنتی ہیں ان کا ایمان تقویٰ۔ خاتمہ بالخیر حساب قبر میں کامیابی حساب حشر میں سرفروئی پلصراط سے بجرأت گذر جانا سب کو رجیرلی شدہ ہے [2] اس آیت میں خطاب صحابہ کو ہے کہ تم میں لفظ وردہا بمعنی دخلہا ہے اس لیے آپ نے یہ سوال فرمایا کہ سب فرماتا ہے کہ ہر شخص کو دوزخ میں ضرور جانا پڑے گا [3] علامہ یہ ہے کہ دوزخ جنت کے راستہ میں ہے لہٰذا جنت کو جاتے ہوئے وہاں سے مومنوں کو بھی گذرنا پڑے گا مگر تو اس پل سے گزر آگ میں داخل ہو جائیں گے مومنین بجرأت وہاں سے گذر جائیں گے۔ [4] خیال رہے کہ اس بیعت کے موقعہ پر حضرت عثمان غنی حضور کے بھیجے ہوئے نمائندہ رسول بنکر مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے صلح کی بات چیت کرنے حضور نے اپنے ایک ہاتھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور دوسرے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ محمد کا ہاتھ ہے میں خود عثمان کی طرف سے بیعت لے رہا ہوں لہٰذا یہ طریقہ احسن اس بیعت میں شریک۔ تجھ۔ اس غیر حاضر پر کروڑوں حاضریاں قربان ہو بیعت الرضوان میں حضرت خضر و الیاس علیہما السلام بھی شریک تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعمِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ؛ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَإِنَّهُ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ صَعِدَ هَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ مَغْفُورٌ لَهُ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَأَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ

کہ ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو تھے[1] ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج سارے زمین والوں سے بہتر ہو۔ (متفق علیہ) (۲) اور اسی جناب سے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس گھاٹی پر کون چڑھے گا یعنی مراد گھاٹی پر سے اس سے وہ گناہ معاف ہوں گے جو بنی اسرائیل سے معاف ہوئے تھے[2] تو اول پر چڑھا وہ ہمارے سوار تھے۔ بنی خزرج پھر لوگ تانتا باندھ کر چڑھے[3] پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب کی بخشش ہوگئی سوا اس سرخ اونٹ والے کے[4] تو ہم اس کے پاس پہنچے ہم نے اس سے کہا

[1] یعنی جب مسلمان مدینہ منورہ سے حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو تیرہ سو تھے راستہ میں چودہ سو ہو گئے وہاں پہنچے پر پندرہ سو لوگ آکر ملتے رہے تعداد برحتی رہی لہٰذا حدیثوں میں دونوں روایتیں درست ہیں۔ غرض تم میں وہ دونوں نبی بھی داخل ہیں جو زمین پر ہی زندہ ہیں یعنی حضرت خضر و الیاس علیہما السلام عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور ادریس علیہ السلام جنت میں ہی زندہ ہیں وہ اس حاج میں کروڑ نہیں ہوسکتے۔ یہ خیال ہے کہ افضل صحابہ خلفاء راشدین ہیں۔ پھر عشرہ مبشرہ پھر بدر والے پھر حدیبیہ والے (از مرقات) یہ دونوں نبی اس بیعت میں شامل تھے مراد میرے پیش پا کسوہ یا تحتہ سے ایک پہاڑی ہے بہت سخت اور خطرناک راستہ ہے جانے ہوئے حضور انور نے صحابہ کو اس پہاڑی پر چڑھنے کی رغبت دی تاکہ اس بیاس کا حال دیکھ لیں کہ کفار مکہ گھات میں بیٹھے ہوں (اشعہ) اس چڑھنے پر بڑی بخشش کا وعدہ فرمایا گیا یہاں معاف ہونے سے مراد معاف ہونے کا وعدہ ہے اور اشارہ ہے اس آیت کریمہ کی طرف ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم بنی اسرائیل نے حکم الٰہی بدلا کہ بجائے حطۃ کے حنطۃ کہہ دیا ان پر عذاب آگیا اس کا واقعہ ہماری تفسیر نعیمی پارہ اول اس آیت کی تفسیر میں دیکھو[2] لہٰذا یہ سب لوگ جنتی ہوئے مگر نمبر ۲ اول درجہ کے جنتی اسی لیے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا[3] اس سے یہ ثابت

يَسْتَغْفِرُ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَانَ أَحَدَ ضَالَّتِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي صَاحِبُكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذَكَرَ حَدِيْثَ أُنَسٍ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ فِي بَابٍ بَعْدَ فَضَائِلِ

تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مغفرت فرمادیں تو وہ ہوا کہ میرا اپنی گمی چیز پالینا تمہارے صاحب کی دعا مغفرت سے مجھے زیادہ پیارا ہے (مسلم) حضرت انس کی حدیث کہ حضور نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں ۱۲ فضائل قرآن کے بعد

اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی صاحب یہ راہ بھی رہ گیا۔ مسلم حدیبیہ میں شریک نہیں ہوا تھا اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ سب کے انجام سے خبردار نہیں جانتے ہیں کہ کون قابل بخشش ہے کون نہیں ۱۲

۱ حضرات صحابہ کرام کا اس کے پاس جانا اسے حاضر و نگاہ تعالیٰ کی رغبت دینا اس فرمانے کا، جو انہیا اور اس کی منافقت دکھانے کے لیے تھا کہ اگر اتنی وہ بخشش کے قابل نہیں حضور نے بالکل درست فرمایا ہے وہ حضرت حضور کی خبر میں شک یا تردد کی وجہ سے نہیں گئے تھے اب تک یہ چھپا ہوا تھا آج اس کی پردہ داری اللہ حضرات کے اس واقعہ سے ہوئی ۲ اس کا وہی سرخ اونٹ یا کوئی اور چیز گم ہو گئی تھی یہ اس کی تلاش میں تھا کہ اللہ حضرت نے اسے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لیے مشورہ دیا۔ اس کے جواب کا مقتضا یہ ہے کہ مجھے وہ گم شدہ دنیا حضور انور کی دعا مغفرت سے زیادہ پیارا ہے مجھے وہ تلاش کرنے سے۔ یہ بھی کفر ہے اور حضور انور کو اس طرح صاحبکم کہنا بھی کفر اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ رسول یا نبی نہیں صرف ساتھی ہیں وہ بھی تمہارے ہی جیسے ساتھی بھی نہیں رب تعالیٰ نے حضور انور کو ہمارا صاحب فرمایا ما ضل صاحبکم و ما غوی حضور کی نعمت اور صحابہ کرام کی منقبت ہے یعنی وہ ذات تمہارے دل و دماغ دین ایمان۔ جان کی ساتھی ہے کہ سب سلسلے تمہارا ساتھ چھوڑ دیں مگر وہ محبوب تمہیں کبھی نہیں چھوڑتے آیت کریمہ۔ واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسھم و رأیتھم یصدون وھم مستکبرون اسی طرف اشارہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے بے نیاز ہونا اپنے کو اللہ کا محتاج نہ جاننا یہ سمجھنا کہ میں خود ہی خدا تعالیٰ سے رشتے ہوں گا مجھے حضور کی کیا ضرورت ہے سریح کفر ہے اللہ حضرت نے فرمایا۔ شعر وہ جسم ہی کیا جو ان سے مستغنی ہو سے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

۲ اس کی شرح اور اس کے فوائد وہاں ہی بیان ہو چکے کہ اس فرمان عالی میں چند اشارہ ہیں ایک یہ کہ حضرت ابی بن کعب کی بارگاہ الٰہی میں بڑی ہی منقبت ہے کہ رب تعالیٰ نے ان کا ذکر اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا دوسرے یہ کہ استاد معلم اپنے شاگرد کو خود پڑھ کر سناتے یہ بھی سنت ہے تیسرے یہ کہ حضرت ابی بن کعب قاریوں کے امام ہیں ۱۲ منہ

الْقُرْاٰنِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَاھْتَدُوْا بِھَدْیِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّکُوْا بِعَھْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ ۔ وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

اب یہ ذکر کردی گئی ۔ دوسری فصل روایت ہے حضرت ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے بعد میرے صحابہ ہیں ابوبکر و عمر کی ۔ اور جناب عمار کا طریقہ اختیار کرو ۔ اور ام عبد کے بیٹے کا عہد و بیان مضبوط سے پکڑو ۔ اور حذیفہ کی روایت میں ہے کہ تم کو جو چیز ابن مسعود میں اس کی تصدیق کرو ۔ شہ بجائے اس کے کہ ام عبد کے بیٹے کا عہد مضبوط تھامو (ترمذی) ۔ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ

۱؎ یعنی وہ حدیث مفصل ہے میں نے ذکر کردی تھی ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے باب فضائل القرآن کے بعد ذکر کردی ۔ ۲؎ اس بعدی کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ میرے بعد ان کی پیروی کرنا دوسرے یہ کہ میرے بعد جو خلیفہ ہوں گے ان کی پیروی کرنا ان کی اطاعت کرنا کیونکہ ان کی اطاعت میری اطاعت ہوگی ۔ ۳؎ حضرت ابوبکر و عمر کے بیٹے اقتدا ارشاد ہوا اور جناب عمار کے لیے اہتدا کیونکہ اقتدا قول اور فعل دونوں کی ہوتی ہے مگر اہتدا صرف فعل یعنی کام میں ہوتی ہے یعنی جناب عمار کو تم جو کرتے دیکھو تم بھی عمل کرو کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں ان کا کوئی عمل ہدایت سے خالی نہیں ۔ ۴؎ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود جس چیز کا تم کو حکم کریں اور تمکو جس چیز کی تاکید کریں اس پر ضرور عمل کرو ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود قضاء صحابہ میں سے ہیں جملہ احکام آپکے پیروکار ہیں چنانچہ جب صدیق اکبر کی خلافت کا مسئلہ پیش آیا ۔ تو پہلے پہلے ہی فرمایا کہ یہ خلافت بالکل درست ہے کیونکہ صدیق اکبر کو تو ہمارے دین کا پیشوا خود حضور انور جنا گئے پھر ان کے سوا ہماری دنیا کا پیشوا کون ہو سکتا ہے ۔ ۵؎ اس میں اشارۃً بتایا گیا کہ حضور انور جناب ابن مسعود کو خلافت راشدہ کی خبر دے چکے تھے انہوں نے اس خلافت کی تائید و تصدیق کی اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضور انور نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بناتا ۔ پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب آجائے گا ۔ لیکن جو تمہیں حذیفہ خبر دیں اس کی تصدیق کرو دیکھو ہاں حضرت حذیفہ کی تصدیق کو خلافت کے مسئلہ سے ملایا گیا ۔ پھر حضرت حذیفہ نے خبر دی کہ حضور نے فرمایا ۔ کہ میرے بعد ابوبکر و عمر کی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا مِنْ غَيْرِ مَشُوْرَةٍ لَأَمَّرْتُ عَلَيْهِمْ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ ۞ وَعَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ قَالَ أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَسَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَ لِي أَبَا هُرَيْرَةَ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ إِنِّي سَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيْسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِي فَقَالَ مِنْ أَيْنَ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ جِئْتُ الْتَمِسُ الْخَيْرَ وَأَطْلُبُهُ فَقَالَ أَلَيْسَ فِيْكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ

علیہ وسلم نے کہ اگر میں کسی کو بغیر مشورہ امیر بناتا تو لوگوں پر ام عبد کے فرزند کو بناتا ۱۲ (ترمذی ابن ماجہ)
روایت ہے حضرت خیثمہ ابن ابی سبرہ سے ۱۲ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے نیک ہم نشین میسر فرمائے تو اس نے میرے لیے جناب ابوہریرہ میسر فرمائے ۱۲ میں ان کے پاس جا بیٹھا میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے کوئی نیک ہم نشین میسر کرے تو مجھے آپ دیئے گئے ۱۲ فرمایا تم کہاں کے ہو میں نے کہا کوفے والوں میں سے ہوں میں یہاں بھلائی تلاش کرنے اسے حاصل کرنے آیا ہوں ۱۲ تو فرمایا کیا تم میں سعد ابن مالک

پیروی کرنا مرقات) ۱۰ ۱۲ اس حدیث میں امارت سے مراد کسی خاص لشکر کا امیر بنانا ہے یا کسی موقعہ پر ابن حیات شریعت میں آپ کو اپنا خلیفہ بنانا ہے۔ جیسے کہ غزوہ تبوک میں تشریف لے جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا خلیفہ بنایا تھا۔ اس سے مراد خلافت متعارفہ نہیں کہ اس میں قرشی ہونا ضروری ہے غیر قرشی خلیفہ نہیں ہو سکتا اور حضرت ابن مسعود قرشی نہیں ہیں (لمعات۔ مرقات۔ اشعہ) ۱۲ آپ خیثمہ بن عبدالرحمن ابن ابی سبرہ جعفی ہیں عظیم الشان تابعی ہیں ایسے سخی تھے کہ آپ کا دولاکھ روپیہ میراث میں ملے سب علماء پر خرچ کر دیئے (مرقات) ۱۲ یعنی میں اپنے وطن کوفہ سے مدینہ منورہ طلب علم کے لیے یا کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا تو میں نے یہ دعا کی، اس سے معلوم ہوا کہ طلب علم کیلئے سفر بزرگوں کی سنت ہے جس شہر میں جائے وہاں کے بزرگوں سے ضرور ملے۔ ورنہ وہاں کے مشہور مزارات پر حاضری دے کہ یہ بھی بزرگوں سے ملاقات ہے لاہور جاؤ تو حضور داتا صاحب قدس سرہ کے آستانہ پر حاضری دو۔ سرہند شریف گؤ تو حضور مجدد صاحب کے آستانہ پر حاضری دو۔ اجمیر شریف جاؤ تو خواجہ صاحب کے مزار پر حاضری دو۔ کلیر شریف جاؤ تو صابر صاحب کی حاضری دو۔ یہ بزرگوں کی مقبولیت کا اظہار ہے یہ ملاقات اتفاقی نہیں رب تعالیٰ کا خاص عطیہ ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ملاقات اللہ کی نعمت ہے ۱۲ یہاں غیر سے مراد علم باعمل ہے جسے قرآنی اصطلاح میں

مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طَهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْلَيْهِ وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّارٌ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ يَعْنِيْ اِنْجِيْلَ وَالْقُرْاٰنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْعُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ

نیسا جو مقبول الدعا ہیں ۱۲ اور ابن مسعود ہیں جو حضور کی طہارت شریف کے منتظم اور نعلین پاک والے ہیں ۱۲ اور حذیفہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان ہیں اور کیا عجائبیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شیطان سے امان دی اور کیا سلمان ہیں جو دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن والے ہیں ۱۲ (ترمذی) ۲ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر اچھے آدمی ہیں عمر اچھے آدمی ہیں ابو عبیدہ ابن جراح اچھے شخص ہیں ۱۲ اسید ابن حضیر اچھے شخص ہیں ۱۲ ثابت ابن قیس

حکمت کہا جاتا ہے من حق الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ۱۲ مالک نام ہے ابی وقاص کا آپ سعد ابن ابی وقاص ہیں آپ کے حالات اور مقبول الدعا ہونے کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے ۱۲ یعنی کوفہ میں میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین پاک اور وضو کا پانی اٹھانے والے صحابی ہیں جس کو اللہ یہ نعمت نصیب فرمائے سوچ لو وہ کیسے قسمت نصیب اور کیسے شان والے ہو گئے ۱۲ حضرت سلمان فارسی پہلے عیسائی پھر مسلمان اور انجیل شریف کے عالم پھر مسلمان ہو کر قرآن کریم پر عمل کرتے رہے آپ نے کس کو پہنے ہوئے کپڑے نہیں دیئے یا جبہ پھینکا جاتا کہ پہنچ کر میں نے اسلام اور میں اسلام کا بچہ ہوں ہمیشہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے رہے آپ کی طہور آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمان نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی ہے (اشعہ) مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ آپ کی عمر ساڑھے تین سو برس تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور انور سے پانچ سو ستر سال پہلے ہوئے ۱۲ ان بزرگوں کے حالات زندگی بیان ہو چکے ہیں حضور انور کا ان حضرات کے متعلق فرمانا کہ یہ حضرات اچھے ہیں ان کی انتہائی عظمت کی دلیل ہے . . . . . .

ابْنِ شَمَّاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۞ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلٰى ثَلٰثَةٍ عَلِيٍّ وَّعَمَّارٍ وَسَلْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اسْتَأْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوا

ابن شماس اچھے شخص ہیں معاذ ابن جبل اچھے شخص ہیں معاذ ابن عمرو بن جموح اچھے شخص ہیں [1] (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۞ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے [2] علی، عمار اور سلمان [3] (ترمذی) ۞ روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ جناب عمار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت مانگی تو فرمایا انہیں

اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے

رضا نسبت ہی کہہ جائے جو جیلوں سے خطاب آئے — کہ قوارئ سگ درگاہ دربار معالی ہے

[1] آپ انصاری ہیں دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ [2] آپ انصاری خزرجی ہیں بیعت عقبہ میں آپ نے اپنے والد عمرو ابن جموح کے شرکت ہوئے آپ نے اپنے بھائی معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا معاذ ابن عمرو نے ابوجہل کا پاؤں بکڑ کر اسے پچھاڑا جس پر عکرمہ ابن ابوجہل نے آپ کا ہاتھ کندھے سے کاٹ دیا آپ کے بھائی معاذ ابن عفراء نے ابوجہل کو زخمی کر دیا اسے مسکتا ہوا چھوڑا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے اس ملعون کا سر کاٹا حضرت معاذ کی وفات خلافت عثمانیہ میں ہوئی وفات: غالباً یہ حضرات ایک ہی سن میں ہوئے کہ حضور انور نے ان تینوں کی تعریف فرمائی تو ان (حضرات) کے فضائل بیان فرمائے [3] یعنی تمام موضعین جنت کے مشتاق ہیں اور جنت ان تین شخصوں کی طالب و جویاں ہے سب طالب جنت ہیں اور یہ تین حضرات مطلوب جنت۔ [4] حضرت علی و عمار تو بانیوں میں گھر سے ان سے بہت دکھ اٹھائے اور حضرت سلمان کفار کے ہاتھوں بہت دکھ اٹھا چکے تھے کئی جگہ فروخت ہوئے سب لوگوں نے آپ کو غلام بنائے رکھا آخر کار محبوب کے قدم قدم تک پہونچا گئے جنت ان کی مشتاق نہ ہو تو کس کی ہو (مرقات)

لَهٗ مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ لِلطَّيِّبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا اَخَفَّ جَنَازَتَهٗ وَذٰلِكَ لِحُكْمِهٖ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ

اجازت دے دو خوب کے پاکیزہ اور پاکباز کے (ترمذی) ۲ روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عمار کو کبھی دو چیزوں میں اختیار نہیں دیا گیا مگر آپ نے ان میں سے سخت ترین کو اختیار کیا (ترمذی) ۳ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب سعد ابن معاذ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافق بولے کہ ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے یہ بدلہ ہے ان کے بنی قریظہ میں فیصلہ کی وجہ سے ہے ۔

۱ یعنی حضرت کے ارشادات خود بھی پاکیزہ ہیں اور ان کے اخلاق، عادات، افعال، احوال بھی پاکیزہ جیب سے ذاتی پاکیزگی مراد ہے اور طیب سے صفاتی اخلاقی پاکیزگی مراد خیال رہے کہ اکثر ظاہری پاکیزگی کو طہارت کہتے ہیں اور پاکیزگی کو طیب طہارت کا مقابل ہے نجاست اور طیب کا مقابل ہے خباثت کبھی ایک چیز طاہر ہو گئی بجز ذبح کر دی گئی تو طیب ہو گئی مگر یہ قاعدہ اکثر پر ہے کبھی ذاتی اور اندرونی پاکیزگی کو بھی طہارت کہہ دیتے ہیں جیسے فرمایا ہے وثیابک فطہر ۔ تزکیہ، تطہیر، طیب ان میں فرق ہے طیب صفت مشبہ اور طیب باب تفعیل کا اسم مفعول فرما کر بہت سی فضائل بیان فرما دیئے ۲ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں بجائے اشد ہما کے ارشد ہما ہے مگر اکثر نسخوں میں اشد ہما ہی محنت ترین مطلب یہ ہے کہ حضرت عمار کے سامنے جب ایسے دو کام پیش کئے گئے جن میں سے ایک جائز تھا مگر آسان اور دوسرا بہتر تھا مگر دشوار تو آپ نے بہتر اور مشکل کو اختیار فرمایا یہ عمل انکے اپنے ذاتی معاملہ میں تھا مگر دوسروں کیلئے آپنے ہمیشہ آسان عمل اختیار کیا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ عمار کو جب دو کاموں کا اختیار دیا گیا تو انہوں نے آسان کو اختیار فرمایا یعنی دوسروں کے لئے جیسے کہ مشکل ترین اور بہترین عمل اختیار کرنا طریقت ہے اور آسان و جائز کام کو اختیار کرنا شریعت ہے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کو جب بھی اہل مکہ اور جائز آسان کام میں اختیار دیا گیا تو حضور نے ہمیشہ آسان عمل اختیار فرمایا یہ اپنی امت پر کرم فرمائی تھی ۳ ان منافقوں نے یہ سمجھا کہ جنازہ ہلکا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس نیک اعمال نہیں یا بہت کم ہیں نیکیوں کا وزن ہوتا ہے تو ارشاد فرمایا کہ بنی قریظہ کا بیچ جنے پر فیصلہ یہ کیا تھا کہ ان کے بڑے قتل کر دیئے جائیں اور بچے چھوڑ دیئے جاویں یہ حکم تھا اس کی وجہ سے ان کی نیکیاں برباد ہو گئیں اور جنازہ ہلکا ہو گیا حالانکہ حضور انور نے اس فیصلہ کے وقت فرمایا تھا کہ تم نے فرشتہ کا حکم دیا حضور انور جیسے عدل فرمائیں اسے یہ مدینہ طیب ظلم کہتے تھے ۔

فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَآ اَظَلَّتِ الْخَضْرَآءُ وَلَآ اَقَلَّتِ الْغَبْرَآءُ اَصْدَقَ مِنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآ اَظَلَّتِ الْخَضْرَآءُ وَلَآ اَقَلَّتِ الْغَبْرَآءُ مِنْ ذِيْ لَهْجَةٍ

یہ خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا کہ بیشک فرشتے اٹھائے ہوئے تھے [1] (ترمذی)۔ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آسمان نے کسی ایسے پر سایہ نہ کیا اور نہ زمین نے اپنے اوپر ایسے کو اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو (ترمذی)۔ روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آسمان نے کسی ایسے پر سایہ نہ کیا زمین نے کسی ایسے کو نہ اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو [2]

[1] یعنی حضرت سعد کا جنازہ فرشتوں کے کندھوں پر اس طرح تھا جیسے کوئی بوجھ اٹھائے ہوئے ہو خیال رہے کہ نیک اعمال میں بھی وزن ہوتا ہے اور برے اعمال میں بھی مگر نیکی کا وزن اور ہو جاتا ہے کہ اس میں نورانیت ہوتی ہے اور گناہوں کا وزن ہلکا آتا ہے کہ اس میں ظلمانیت ہے کثیف چیز ہلکی لطیف بھاری ہوتی ہے رب فرماتا ہے اللہ یصعد الکلم الطیب یہ تو قول ہوا نیکیوں کا دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سعد کے جنازہ پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے [2] خضراء سے مراد آسمان ہے کہ اس کا رنگ نیلا ہوتا ہے غبراء سے مراد زمین ہے کہ اس کا رنگ مٹیالا ہوتا ہے مگر آسمان کا رنگ دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ شفاف ہے یہ نیلا رنگ جو نظر آتا ہے وہ آسمان کا نہیں بلکہ ہوا کا ہے یا خلا کا۔ اس لئے مختلف آسمانوں کے نام سے ہم جو نظر آتے ہیں کہ فلاں آسمان عقیق یا یاقوت کا ہے یہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ شفاف ہیں [3] ان جیسے لفظوں میں یا تو مراد اللہ تعالیٰ کی بڑائی ہے یا ان سے بعض مستثنیٰ ہوتی ہیں لہذا اس کا مطلب مطلب یہ ہیں کہ حضرت ابوذر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور سب سے زیادہ سچے ہوں۔ رب فرماتا ہے قل ان اجدفیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ الخ [4] لہجہ زبر کے فتحہ کے سکون سے صحیح زبانی یا لوگ زبان یا کلام یا طریقہ بیان۔ (مرقات) حضرت ابوذر غفاری حق گوئی میں کسی کی ملامت نہیں فرماتے تھے اس کی وجہ سے کبھی مکہ بھی جاتے تھے۔ آپ مکہ معظمہ میں آکر مسلمان ہوئے جب کہ کفار کا بہت زور تھا اور بار بار مجلس کفار میں آکر اپنے اسلام و ایمان کا اعلان کرتے رہے اور ان کے ہاتھوں بہت پٹتے رہے۔

أَصْدَقَ وَلَا أَوْفَى مِنْ أَبِي ذَرٍّ شِبْهُ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ يَعْنِي فِي الزُّهْدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْمَوْتُ قَالَ الْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةٍ عِنْدَ عُوَيْمِرٍ أَبِي الدَّرْدَاءِ عِنْدَ سَلْمَانَ وَعِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعِنْدَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِي كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

اور زیادہ وفادار بھروسہ یعنی ابن مریم سے مشابہ ہیں یعنی ترک دنیا میں (ترمذی) بارواہ جمع ہے حضرت معاذ ابن جبل سے کہ جب انہیں موت آئی تو فرمایا کہ تم چار شخصوں کے پاس علم تلاش کرو عویمر یعنی ابو الدرداء سلمان ابن مسعود اور عبداللہ ابن سلام کے پاس سے جو پہلے یہودی تھے پھر اسلام لائے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ جنت والوں کے دس میں سے دسویں ہیں (ترمذی)

سلہ چنانچہ حضرت ابوذر کا مذہب یہ تھا کہ مال رکھنا حرام ہے جو زیادہ فرض زکوٰۃ کردہ دے اس پر عذاب تھے ؎

تیج ڈال مال دشمن کو ۔ کوڑی نہ رکھ کفن کو ؎ جس نے دیا ہے تن کو ۔ دے گا وہی کفن کو ؎

خلافت عثمانیہ میں حضرت عثمان سے فرمایا کرتے تھے کہ تم نے مال کیوں جمع کیا ہے یہ تو حرام ہے اور زہد کی احادیث پیش کیا کرتے تھے جیسے علیہ السلام نے نہ کہیں مکان بنایا نہ مال جمع فرمایا۔ سلہ حضرت ابو الدرداء کا نام عویمر ابن عامر ہے انصاری خزرجی ہیں درداء آپ کی بیوی کا نام ہے آپ بڑے عالم فقیہ تھے ۳۲ھ میں دمشق میں وفات پائی (مرقات) سلہ یعنی علم دین یا علم حلال و حرام ان چار شخصوں سے تم کو زیادہ آسانی اور برخورداری حاصل ہوگا۔ سلہ اس میں حضرت عبداللہ ابن سلام کی تعریف ہے کہ آپ یہودی تھے۔ پھر طلب حق اور جذب علم میں اپنا رضا و رغبت سے حضور انور کو دیکھتے ہی ایمان لائے۔ سلہ اس فرمان عالی کی چند شرحیں ہو سکتی ہیں ملا حضرت عبداللہ ابن سلام عشرہ مبشرہ میں سے ایک کی مثل ہیں درجات اور فضائل میں مطلب آپ جنت میں جاتے وقت دسویں ہوں گے کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ جنت میں داخل ہونے میں دسویں ہوں گے ۳ جنت میں مختلف قسم کی جماعتیں ترتیب وار جائیں گی آپ دسویں جماعت میں ہوں گے کہ نو جماعتیں آپ سے پہلے داخل ہوں گی دسویں جماعت آپ کی داخل ہوگی ۴ نو مسلم یہودی جو جنت میں جائیں گے ان میں سے سوائے عبداللہ کے آپ ہوں گے (مرقات ۱۲ منہ) لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ آپ تو عشرہ مبشرہ میں سے نہیں ہیں پھر یہ فرمان عالی کیونکر درست ہوا ؟

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ وَلٰكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ وَمَا اَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْهُ قَالَ مَا اَحَدٌ

روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کسی کو خلیفہ بنادیتے فرمایا اگر میں تم پر خلیفہ مقرر کردوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے لیکن جو تم کو حذیفہ بتادیں اس کو سچا مانو تم اور جو تم کو عبداللہ پڑھائیں تم پڑھو (ترمذی) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ لوگوں

لہ پہلے تو حضرات صحابہ نے انتظار کیا کہ حضور انور خود ہی کسی کو اپنا خلیفہ بنادیں مگر جب حضور انور نے یہ نہ کیا تو خود درخواست عرض کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو اپنا خلیفہ نامزد فرمادیں لہ اس ارشاد عالی کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ تم میرے نامزد خلیفہ کی میرے بعد نافرمانی کرو تو تم پر دنیا میں عذاب آجاوے گا دوسرے یہ کہ تم میرے نامزد کرنے کی مخالفت کرو تو تم پر عذاب آجاوے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو کہ حضور انور نے خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اور نہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں یا حضرت عائشہ صدیقہ اور ان کے ہمراہیوں پر دنیا میں عذاب آیا کہ یہ حضرات ان کے مخالف رہے اس سے یہ لطیف بات معلوم ہوئی کہ لوگوں نے خدا تعالیٰ کے نامزد کردہ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ان پر دنیا میں عذاب نہ آیا لیکن اگر حضور کے نامزد کردہ خلیفہ کی مخالفت کرتے تو عذاب آجاتا حضور کا انتخاب فرمانا حضور کی نامزدگی بہت اہم ہے۔

ادب گاہے است زیر آسمان از عرش نازک تر — نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

صوفیاء فرماتے ہیں مصرع باخدا دیوانہ باش و با محمد ہشیار باش ۔ بعض مجذوبوں نے جوش میں انا اللہ کہہ دیا۔ مگر انا محمد کہنے کی جرأت کسی نے نہ کی۔ لہ یعنی میرے بعد جو بات حضرت حذیفہ کہیں۔ اسے سچ ماننا جیسے وہ خلیفہ ہیں وہ خلیفہ برحق ہیں اس لئے حضور انور نے خلافت کے مطالبہ پر یہ ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے حضرت حذیفہ نے جناب صدیق و فاروق کی خلافت کا اقرار کیا لہذا وہ خلیفہ برحق ہیں حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب راز صحابی ہیں حضور کے دل کی باتوں اور ارادوں پر مطلع تھے آپ جانتے ہیں کہ حضور کے ارادہ قلبی میں کون کون حضرات کب کب خلیفہ ہونے ہیں۔ لہ یعنی حضرت ابن مسعود تلاوت قرآن کے سوا فرامین کے متعلق جو تم کو ہدایت کریں اسے مان لینا حضرت حذیفہ زیادتی فتنوں سے لوگوں کو ڈرانے والے تھے اور حضرت ابن مسعود اخروی فتنوں سے لوگوں کو ڈرانے والے ان دونوں نے فتنہ و فساد کے مٹانے اور مسلمین کی خلافت دل سے قبول کی اور راضی۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود جناب صدیق اکبر کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ حضور انور نے انہیں ہمارے دین کا امام بنادیا تو ہم انہیں اپنی دنیا کا امام کیوں نہ بنائیں۔

مِنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ إِلَّا أَنَا أَخَافُهَا عَلَيْهِ إِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ رَوَاهُ ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا أُرَى أَسْمَاءَ إِلَّا قَدْ نَفَسَتْ وَلَا تُسَمُّوهُ حَتَّى أُسَمِّيَهُ فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللهِ وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہیں کوئی نہیں ہے جسے فتنہ پہنچے مگر میں اس پر خوف کرتا ہوں سوا محمد بن مسلمہ کے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے تجھ کو فتنہ نقصان نہ دے گا ۔ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے گھر میں چراغ دیکھا تو فرمایا اے عائشہ میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ اسماء کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے تم نواس کا نام نہ رکھنا حتی کہ میں اس کا نام رکھوں پھر حضور نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور اپنے ہاتھ سے چھوہارے سے ان کی تحنیک کی ۔ (ترمذی) ۲ روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی عمیرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ

۱ آپ انصاری ہیں سوا ان کے سارے غزوات میں شریک ہوئے آپ کے ہاتھ پر حضرت مصعب ابن عمیر ایمان لائے ۷۸ سال عمر ہوئی ۴۳ھ میں وفات پائی ۲ یعنی حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی حفاظت کی گارنٹی دیدی پھر انہیں کوئی فتنہ کیسے پہنچا سکتا ہے آپ حضور کی اماں میں ہیں چنانچہ آپ فتنوں کے زمانہ میں گوشہ نشین ہو گئے اور وفات تک بیٹھے رہے ۔

۳ یعنی آج تہجد کے وقت ہم نے حضرت زبیر ابن عوام کے گھر سے چراغ کی روشنی دیکھی ہے بے وقت روشنی بتا رہی ہے کہ ان کے فرزند پیدا ہوا ہے ۔

۴ یعنی حضور انور نے اپنے منہ میں چھوہارا یا کھجور چبا کر ان کی زبان کی نوک سے آپ کے تالو پر لعاب دہن لگا دیا ہے تحنیک خود ہی حضور نے آپ کا نام رکھا آپ کے فضائل بے شمار ہیں آپ حضرت زبیر ابن عوام مکہ بیٹے ہیں اسماء بنت صدیق کے نور نظر صدیق اکبر کے نواسے عائشہ صدیقہ کے بھانجے حضرت صغیر یعنی حضور کی بعثت کے پورے آٹھ سال کی عمر میں حضور کے دست اقدس پر بیعت کی آپ کو حجاج ابن یوسف نے ۷۳ھ جمادی آخرہ ۷۳ھ جمعہ کے دن صولی دی ۷۳ھ میں جو زبان عراق و خراسان کے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی آپ نے لوگوں کو اپنی سلطنت میں آنحضرت کے جو سے عابد زاہد تھے (مرقات) ۔

اَنَّهٗ قَالَ لِمُعَوِیَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًا مَهْدِیًّا وَاهْدِ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمُ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ

افزود نے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا الٰہی انہیں ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا اور ان سے ہدایت دے (ترمذی) ۲ روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ تو اسلام لائے مگر عمرو ابن عاص ایمان لائے (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے

۱ اس سے حضرت معاویہ ابن ابوسفیان مراد ہیں معاویہ ابن حکم یا معاویہ ابن حیدہ مراد نہیں جب حدیث میں مطلقاً معاویہ آتا ہے تو آپ ہی مراد ہوتے ہیں ۲ اس دعا میں امیر معاویہ کی تین دعائیں دی گئیں آپ لوگوں کو ہدایت دیں خود بھی ہدایت پر رہیں آپ مکمل و کامل ہدایت پر رہیں ہدایت عامہ تو تمام صحابہ کرام کو حاصل ہے یہاں ہدایت سے مراد کوئی خاص ہدایت ہے حکومت، ملک مال، فقہ وغیرہ کی ہدایت (مرقات) امام احمد نے بروایت عرباض ابن ساریہ سے روایت کی کہ حضور نے دعا کی الٰہی معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم دے انہیں عذاب سے بچالے انہیں شہروں پر تسلط دے دوسری روایت میں ہے کہ اے معاویہ جب تم بادشاہ ہو تو سخت گیر نہ ہونا دی کرنا (اشعہ) آپ قرشی اموی ہیں آپ کی ماں ہندبنت عتبہ ہیں حضور کے کاتب وحی یا کاتب مخصوص رہے اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے بعد شام کے حاکم ہوئے عمر فاروق کے زمانہ میں پھر آخر عمر تک یعنی چالیس سال حاکم رہے یعنی بیس سال حاکم بیس سال عہد فاروقی میں بارہ سال خلافت عثمانیہ میں چار سال خلافت حیدری پھر امام حسن سے صلح کے بعد بیس سال تک مسلمان رہے یہ صلیع لشکر اکتالیس ہجری میں ہوئی ۶۰ ساٹھ سال عمر پائی رجب ۶۰ھ میں دمشق میں وفات ہوئی آپ کے پاس حضور کا تہبند، عمامہ، قمیص، کچھ بال کچھ ناخن تھے مرتے وقت وصیت کی کہ جبے ان کپڑوں میں کفن دینا اور میرے ناک اور منہ میں ناخن و بال رکھ دینا (مرقات) ۳ یہاں لوگ سے مراد فتح مکہ کے دن اسلام لانے والے لوگ ہیں کہ وہ لوگ اس وقت ڈر و خوف سے مسلمان ہوگئے بعد میں اقتدار حضور کی کرم نوازیوں سے پختہ مومن بنے مگر حضرت عمرو ابن عاص جب شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں پہنچے وہاں شاہ حبشہ کے ایمان لانے کی کیفیت دیکھی تو وہاں سے مدینہ منورہ آئے اور نہایت شوق و ذوق سے ایمان لائے بغیر کسی خوف یا ڈر کے ایک بار حضور انور نے انہیں ایسے لشکر کا امیر بنایا جس میں حضرت صدیق و فاروق بھی تھے پھر آپ کے دل میں حضور سے اور صحابہ کرام سے سخت عداوت تھی پھر حضور پر ایسے فدا اور قربان ہوئے کہ سمجھا اور خلافت فاروقی میں فاتح مصر آپ ہی ہیں آپ نے مکہ سے دو سال پہلے ایمان لائے اور حضور انور سے یہ شرط کرکے ایمان لائے کہ میرے سارے پچھلے گناہ بخش دیئے جاویں (مرقات واشعہ)

وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ ؛ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ مَالِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ اسْتُشْهِدَ أَبِي وَتَرَكَ عِيَالًا وَدَيْنًا قَالَ أَفَلَا أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللهُ بِهِ أَبَاكَ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَا كَلَّمَ اللهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَأَحْيَى أَبَاكَ فَكَلَّمَهُ كِفَاحًا قَالَ يَا عَبْدِي تَمَنَّ عَلَيَّ

اس کی اسناد قوی نہیں ؛ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملے تو فرمایا اسے جابر کیا وجہ ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں ملول ہیں نے عرض کیا کہ میرے والد شہید ہو گئے اور بچے اور قرض چھوڑ گئے فرمایا کیا میں تم کو اس کرامت کی بشارت نہ دوں جس سے اللہ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا اللہ نے کسی سے بھی کبھی کلام نہ کیا مگر پردے کے پیچھے سے اور تمہارے والد کو زندہ کیا تو ان سے منہ بمنہ کلام فرمایا اے میرے بندے مجھ سے تمنا کر

لہ حضور انور کا یہ سوال واقعہ فرد اور کے بعد کا ہے جیسا کہ جواب سے معلوم ہو رہا ہے یہ سوال عالی اگلی کرم نوازی کی تمہید ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور امت کے دکھ درد سے بے خبر ہیں حضور کو ہر ایک کے ہر درد کی خبر ہے یہ سوال ایسا ہی ہے جیسے رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا وما تلک بیمینک یا موسیٰ ۔ اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے یہ اگلے کلام کی تمہید تھی ۔ سلہ یعنی مجھ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا ۔ قرض اور بچوں کا بوجھ مجھ ناچیز پر پڑ گیا ۔ اب میں کیا کروں ۔

سلہ یعنی اسے جابر اپنے والد کے اخروی درجات سے تمہارا غم غلط ہو جاوے ان فکروں سے تمہاری توجہ ہٹ جاوے آخرت کی نعمت اور ان کا دھیان ایسا نشہ ہے جس سے دنیا کے رنج و غم و تکالیف محسوس نہیں ہوتے ۔

سلہ یعنی بعد موت رب تعالیٰ شہداء سے کلام تو فرماتا ہے مگر آج تک اس نے اپنا دیدار کسی شہید کو نہیں دیا تمہارے والد پہلے وہ شہید ہیں جنہیں دیدار بھی دیا کلام بھی کیا لہذا تمہارے والد شہداء کے دوسرے شہیدوں سے افضل ہیں ۔ مسئلہ اس زندگی میں بلا واسطہ رب نے کلام کسی سے نہ کیا سوا موسیٰ علیہ السلام کے بعد وفات قیامت سے پہلے کسی کو دیدار نہیں دیا ۔ سوا حبیب کے اس زندگی میں کسی کو دیدار نہیں دیا سوا ہمارے حضور کے جو معراج میں عطا ہوا بعد موت ہر شخص رب کا کلام سنے گا صدیق ہو یا کذاب عبادی یہ منافق کے حساب کے بعد ہوگا اور ان کو دیدار الہیٰ حاصل نہ ہوگا بھرتشت میں ہوا کرے گا ۔

أُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِنِي فَأُقْتَلَ فِيكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ فَنَزَلَتْ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا الْآيَةَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَعَنْهُ قَالَ اسْتَغْفَرَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ مَرَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

میں تجھے دوں گا تو انہوں نے عرض کیا اے رب مجھے زندہ کر تا کہ دوبارہ تجھ راہ میں قتل کیا جاؤں تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا فرمان جاری ہو چکا ہے کہ وفات یافتہ لوٹائے نہ جائیں گے تو یہ آیت اتری کہ جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو۔ (ترمذی) ۲ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے پچیس بار دعاء مغفرت کی۔ (ترمذی)

۱ یعنی رب تعالیٰ نے انکو اپنا دیدار بھی دیا اور بلا واسطہ کلام بھی اور کرم کا کیا معلوم ہو کہ جو کچھ عالم ارواح میں ہو رہا ہے حضور کی نظر مدینہ منورہ سے دیکھ رہی ہے اور جو کچھ یہاں گفتگو ہو رہی ہے حضور مدینہ منورہ سے سن رہے ہیں جب لامکان کے کام اور کلام حضور یہاں دیکھ سن رہے ہیں تو شہید کی بات ہے کہ ہر جگہ کے کام و کلام حضور سنتے دیکھتے ہیں کیونکہ مدینہ منورہ سے وہ عالم قریب ہے جاؤ گجرات قریب ہے یہ یہیں معلوم ہوا کہ بندہ اپنی زندگی میں رب کو راضی کرے تو انشاء اللہ بعد موت رب ہم کو راضی کرے گا۔ ۲ ہم یہاں اللہ رسول سے پوچھ پوچھ کر کام کریں اور شہداء اللہ کو وہاں رب تعالیٰ ہم سے پوچھ پوچھ کر انعام دے گا ۳ یعنی مجھے جو مزہ تیری راہ میں سر کٹانے میں آیا وہ کسی چیز میں نہیں سو میری تمنا ہے کہ پھر دنیا میں جاؤں اور تیرے نام پر سر کٹاؤں ۴ یعنی ہمارا یہ نہیں کہ جیسے امتحان لیکر پاس کر دیں ہم کامیاب امتحان نہیں ہم تو اول نمبر پاس ہو کر گئے تب دوبارہ امتحان کیسا خیال رہے کہ مرنے کے بعد دنیا میں لوٹ کر نہ آنا یہ رب کا قانون ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر مردوں کا زندہ ہو کر آنا یہ ان کی خصوصیت ہے قانون اور خصوصیت میں فرق ہے یوں ہی حضور کا اپنے والدین کا زندہ کرنا انہیں کلمہ پڑھانا صحابی بنانا حضور کی خصوصیات سے ہے ۵ یہاں تو ارشاد ہے کہ شہداء کو مردہ مت سمجھو مگر دوسری جگہ ارشاد ہے کہ شہداء کو مردہ نہ کہو ۶ یا تو ایک ہی مجلس میں پچیس بار ان کے لیے دعا مغفرت فرمائی یا متعدد مواقع پر دعائیں فرمائیں خیال رہے کہ حضرت جابر ابن عبد اللہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے انصار کی سلمی ہے بدر اور تمام غزوات میں شریک شام اور مصر میں قیام رہا جو ۷۰ سال عمر پائی ۷۴ھ میں وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں آپ کی وفات پر مدینہ منورہ میں صحابہ کا دور ختم ہو گیا اور تابعین کا دور شروع ہوا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ ابْنُ مَالِكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔ وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ عَيْبَتِیَ الَّتِیْ اٰوِیْ اِلَيْهَا اَهْلُ بَيْتِیْ وَاِنَّ كَرِشِیَ الْاَنْصَارُ فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَاقْبَلُوْا عَنْ مُحْسِنِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ

روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت سے پریشان بال غبار میں اٹے ہوئے پرانے کپڑے والے جن کی پروا نہ کی جاوے اگر اللہ پر قسم کھا لیں تو اللہ پوری کر دے ان میں سے براء ابن مالک ہیں کذا الترمذی۔ بیہقی دلائل النبوۃ ۔ روایت ہے ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آگاہ رہو میرے وہ خاص لوگ جن کی طرف میں رجوع کرتا ہوں میرے گھر والے ہیں تحقیق اور میرے خاندانی مشیر کار انصار ہیں تو ان کے خطا کاروں سے درگذر کرو اور ان کے نیک کاروں سے نیک قبول کرو اس کو ترمذی اور فرمایا یہ حدیث

لہ یعنی میری امت میں بعض فریاد مسکین جن کی کوئی نہ سنے وہ خدا تعالیٰ سے مقبول ہو سکتے کہ اگر وہ کہہ دیں کہ خدا کی قسم تو جنتی ہے، یا قسم خدا کی تجھے مٹا سکے گا یا قسم اللہ کی کل بارش ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کی لاج رکھتے ہوئے یہ کام کر دے حکموں سے دعا کرانے کی اصل یہ حدیث ہے اللہ والے قبروں کی سنتا ہے یا بے قبر والے، تو یا کسی سے بھی قبر سے دعا کراؤ۔ اذا من یجیب المضطر اذا دعاہ۔

سلہ آپ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے بڑے جانباز بہادر تھے۔ ان غزوات کے علاوہ مختلف مواقع پر ایک سو کفار مبارزین کو قتل کیا ۔ جنگ یمامہ میں بڑی دلیری سے لڑے ستر سے زائد زخم ہوئے ۔ ۲۰ھ میں وفات ہوئی رضی اللہ عنہم

سلہ اہل بیت میں ازواج پاک اور اولاد مطہرات سب ہی داخل ہیں۔

سلہ اس فرمان عالی کی تشریح پہلے گزر چکی کہ اس میں خطاب یا ساری امت سے ہے یا اسلام کے خلفاء اور بادشاہوں سے کہ اگر کوئی انصاری کسی کے ذاتی معاملہ میں کچھ زیادتی کر دے تو اسے یہ سمجھ کر معاف کر دو یہ ہمارے رسول کے مددگار بے مثال ہیں ان کا ہم سب پر احسان عظیم ہے اس لیے کہ حدیث کا غلام یہ ہے کہ بچھڑے گھر والوں اور جماعت انصار سے بہت ہی محبت ہے

حَسَنٌ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یُبْغِضُ الْاَنْصَارَ اَحَدٌ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ۔ وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ قَوْمَکَ السَّلَامَ فَاِنَّھُمْ عُلِمْتُ اَعِفَّۃٌ صُبُرٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عَبْدَ الْحَاطِبِ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حسن ہے ۔ اور روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بغض رکھے گا انصار سے کوئی وہ شخص جو ایمان لایا اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہوگا ترمذی نے اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔ اور روایت ہے حضرت انس سے وہ ابو طلحہ سے راوی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قوم کو سلام کہو کیونکہ میں جانتا ہوں وہ لوگ پاک باز صبر والے ہیں ۔ (ترمذی) ۔ اور روایت ہے حضرت جابر سے کہ حاطب کا غلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔

صلے یعنی جس کے دل ایمان ہے وہ بغض انصار سے یا سارے انصار سے بغض نہ رکھے گا ۔ رہا ۔ لہٰذا اگر کسی شخص کا کسی انصاری سے کسی دنیاوی معاملہ میں اختلاف ہو جائے اس کے متعلق یہ حکم نہیں یا اگر انصار کی کوئی بات خلاف قانون، اسلامی ہونے کی وجہ سے قبول نہ کی جائے وہ اس حکم کی زد میں نہیں حضور کے یہ فرمانے کے بعد انصار نے کہا تھا کہ ایک امیر ہم میں سے چاہیے ایک تم مہاجرین میں سے تو حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی یہ رائے یہ حدیث پیش کر کے رد فرمادی کہ الائمۃ من القریش صلے اقرأ اگر الف کے زبر اور ء سے کے کسرہ سے ہو تو اس کے بعد علی نہیں آتا اور اگر الف کے کسرہ اور ء سے کے فتحہ سے ہو تو بعد میں علی آتا ہے اقرأ علی فلان یہاں پہلی قراءت ہے غالباً کسی جگہ انصار جمع ہوئے ہوں گے حضرت ابو طلحہ بھی وہاں جا رہے ہوں گے تب ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کو ان کے ذریعہ سلام کہا ۔ معلوم ہوا کہ کسی خاص شخص کو بھی سلام بھیجنا جائز ہے اور خاص قوم کو عام لوگوں کو بھی یہاں تک سارے انصار میں کیونکہ ابو طلحہ خود انصاری ہیں صلے یعنی ہم انصار کو سلام اس وجہ سے بھیج رہے ہیں جو ان کا ہمارے دل میں پیار اور احترام کی وجہ ان کی یہ دو صفات ہیں تقویٰ پرہیزگاری اور مصیبتوں، جہادوں میں صبر ۔ اعفہ جمع ہے عفیف کی یعنی پاک دامن صبر میں اور جب کے پیش سے تبع صابر کی صلے یہ حاطب وہ ہیں حاطبی بلتعہ ہیں جنہوں نے حضور انور کے ارادہ کی خبر اہل مکہ کو بھیجی تھی جس کا واقعہ پہلے گزر چکا ۔

يَشْكُوْ حَاطِبًا اِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتَبْدَلَ بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَنَا فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِ سَلْمَانَ

حاطب کی شکایت حضور سے کرتا تھا تو بولا یا رسول اللہ حاطب دوزخ میں جائیں گے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جھوٹ کہا وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے ہیں (مسلم) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اگر تم منہ پھیروگے تو اب دوسری قوم تمہارے سوا بدل لائے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ کون ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ اگر ہم منہ پھیریں تو وہ ہماری عوض بدلے میں لائے جائیں گے پھر وہ ہم جیسے نہ ہوں گے تو حضور نے جناب سلمان

سلے یا تو اس لیئے حاطب دوزخ میں جائیں گے کہ حضور نے مسلمانوں کی جاسوسی کفار کے لیئے کی ناحق لیئے کہ وہ مجرم پر بہت ظلم کرتے ہیں۔ سلے یعنی دوزخ میں نہیں جا سکتے کہ وہ غزوہ بدر اور بیعت رضوان دونوں میں شریک ہوئے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک میں شرکت کرنے والا بھی جنتی ہے۔ ان کا جاسوسی کا قصور رب تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ اور وہ مجرم پر ظلم نہیں کر سکتے جسے تو ظلم سمجھتا ہے وہ ظلم نہیں ہے مثال رہے کہ بنی کے صحابی ظالم نہیں ہو سکتے حضرت سلیمان کے صحابی کے متعلق چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا تھا لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ الخ (پ ۱۹) کہ تم کہیں لشکر سلیمان تمہیں اپنے پاؤں سے کچل نہ دیں حالانکہ وہ نہیں خبر ہو معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی عقیدہ ہے کہ نبی اور نبی کے صحابی ظالم نہیں ہوتے وہ چیونٹیوں پر بھی ظلم نہیں کرتے اگر چیونٹی بھی ان کے پاؤں سے کچل جائے تو وہ کی بے خبری ہے تو نبی کی رحمت سے کچل جائے گی۔

سلے اس آیت کریمہ میں خطاب حضرات صحابہ سے ہے کہ اگر تم ہوس پرست دین اسلام کی خدمت نہیں کرو گے تو تمہاری جگہ رب تعالیٰ دوسری قوم سے خدمت دین لے لیگا۔ تم دین کے حامی مددگار ہو دین تمہارا محتاج نہیں تب وہ سوال ہوا جو آگے مذکور ہے سلے یعنی یا رسول اللہ کون خوش نصیب ہیں جو ہمارے فیل ہو جانے کی صورت میں دین کی خدمت کر سکیں گے اور اس صورت میں وہ ہم سے اچھے

الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهُ وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِّنَ الْفُرْسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْهُ قَالَ ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنَا اَوْثَقُ مِنْهُمْ بِكُمْ اَوْ بِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّيْ بِكُمْ اَوْ بِبَعْضِكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فارسی کی ران پر ہاتھ مارا پھر فرمایا کہ یہ اور اس کی قوم ہے اگر دین ثریا تارے کے پاس ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسے پالیتے ۱۲ (ترمذی) ۔ روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس عجمیوں کا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان پر یا ان کے بعض پر زیادہ بھروسہ رکھتا ہوں جتنا تم پر یا تمہارے بعض پر بھروسہ ہے ۱۲ (ترمذی) ۔ تیسری فصل روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ہوں گے اس قوم کا تعین فرمایئے ۔ ۱۲ اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ ظاہر یہ ہے کہ اس فرمان عالی میں امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں بلکہ ان کے مقلدین کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابو حنیفہ حضرت سلمان فارسی کے ہم وطن اور ہم قوم یعنی فارسی النسل ہیں مسلم الثبوت امام اعظم اور ان کے شاگردوں نے دین کی وہ خدمات کیں جسے زمانہ یاد رکھے گا ۔ آپ بھی دنیا میں اور تا قیامت مسلمانوں میں زندہ ہیں ۔ باقی ایک تہائی میں سارے لوگ حدیث دانیات ۔ سے ایسے مسائل مستنبط فرمائے کہ سبحان اللہ ۔ قرآن و فرمان کے حضور انور نے ظاہر فرمادیا کہ اس فرمان عالی میں اشارہ سارے عجم کی طرف نہیں ہے بلکہ اہل فارس مراد ہیں یعنی امام ابو حنیفہ کیونکہ صرف آپ ہی فارسی النسل ہیں آپ کے سوا کوئی امام فارسی نہیں امام اعظم کے دادا حضرت زوطی حضرت علی کی صحبت میں بارہا رہے اور کرامات دیکھیں اس لیے آپ کوئی ہوئے ۱۲ بحکم اور بصحبت میں خطاب بطلقا اہل عرب سے ہے یعنی بعض عجمی لوگ بعض عربیوں سے افضل ہو گئے ایمان میں تقوے میں ۔ علم میں عمل میں ۔ اجتہاد میں لہٰذا اس فرمان سے نہ تو لازم آتا ہے کہ غیر صحابی صحابی سے افضل ہو جاوے اور نہ یہ کہ عجمی عربی سے افضل ہو ۱۲ مسئلہ جنس عربی جنس عجمی سے افضل ہے مگر بعض عجمی افراد بعض عربی افراد سے افضل ہیں چنانچہ عجمی مومن عربی کافر سے عجمی مخلص عربی منافق سے عجمی عالم عربی غیر عالم سے عجمی متقی عربی غیر متقی افضل ہے ۱۲ مسئلہ کوئی غیر صحابی کسی صحابی سے افضل بلکہ برابر نہیں ہو سکتا ۔ تمام جہان کے علماء و اولیاء غوث و قطب ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے وہ حضرات بلاشبہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہدایت کے ناصر اسلام کے مستولی ہیں ایمان کے معیار ہیں تقوے کی کسوٹی ہیں

إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ وُزَرَاءَ وَأُعْطِيتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ أَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَأَبُو ذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ: وَعَنْ خَالِدِ بْنِ وَلِيدٍ قَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ فَاغْلَظْتُ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَشْكُونِي إِلَى

سے کر ہر نبی کے سات برگزیدہ اور معاون ہوئے ہیں اور مجھے چودہ عطا فرمائے گئے ہم نے عرض کی وہ کون ہیں فرمایا میں اور میرے دونوں بیٹے جعفر حمزہ ابوبکر عمر مصعب ابن عمیر بلال سلمان عمار عبداللہ ابن مسعود ابوذر مقداد رضی اللہ عنہم (ترمذی) ۲ روایت ہے حضرت خالد ابن ولید سے فرماتے ہیں کہ میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان کچھ کلامی ہوگئی تو میں نے کچھ سخت بات ان پر بہت سختی کی تو عمار میری شکایت

رضی اللہ عنہ جعفر اس کی تحقیق ہماری کتاب مرآۃ مناجیح میں دیکھو ۱۲ منہ ۲ جعفر ہے جعفر کا ذکر مشکوٰۃ شریف میں متعدد مقامات پر آیا ہے ۱۲ منہ ۳ وزراء جمع ہے وزیر کی بمعنی حافظ و نگہبان یعنی ہر نبی کے اولیاء امت میں سات ممتاز اولیاء کے منتخب افراد ان نبی کے پاسبان ہوتے تھے مگر ہمارے اللہ تعالیٰ نے ایسے برگزیدہ چودہ افراد عطا فرمائے ۴ منہ جعفر ابن ابی طالب تو حضرت علی کے بھائی ہیں اور حضرت عمر ابن عبدالمطلب حضور انور کے چچا اور آپ کے رضاعی بھائی ہیں حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو بھی دودھ پلایا ہے اور جناب حمزہ کو بھی آپ کنیت ابوعمارہ سے آپ کا خطاب اسد اللہ ہے نبوت کے دوسرے سال پیدا ہوئے بدر میں شریک ہوئے احد میں شہید ہوئے آپ کو وحشی بن حرب نے شہید کیا مصعب انور سے عمر میں دو یا چار سال پہلے پیدا ہوئے تھے (مرقات) ۵ منہ معلوم ہوا کہ ان چودہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص قسم کا ایسا قرب حاصل ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں دوسرے صحابہ کو اور قسم کی خصوصیات حاصل ہیں اس بیان میں ہر پھول کا رنگ و بو علیحدہ ہے تو ہم اعیان پر نظر رکھنی چاہیے عوارض پر نہ رکھنی ۱۲ منہ ۶ ان احادیث کے مطالعہ سے ترتیب حضرات صحابہ کے معاملہ میں ہمارے لئے اور ہمارا ان کے معاملہ میں کیا رویہ ہونا چاہیے ظاہر ہوگا کہ ان کی نظر ساری مرتبیات پر تھی ۷ منہ آپ عمر فاروق ہیں آپ کی دعا سے اسلام کو عزت ملی ہجرت مدینہ منورہ کی مشہور ہوئی ہیں قریش کے سردار تھے حضور انور نے آپ کو لقب سیف اللہ دیا ۸ منہ اکیس ہیں وفات ۔ بمقام حمص شام میں آپ کا مزار ہے عبداللہ بن عباس آپ کے خالہ زاد بھائی ہیں ۱۲ کمال ۔ مرقات ۹ منہ یہاں حضرت عمار بزرگان دین سے ہیں کہ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ خَالِدٌ وَهُوَ يَشْكُوْنِيْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَبَكَا عَمَّارٌ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ وَقَالَ مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ

کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے پھر خالد پہنچے تو فرمایا عمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کر رہے تھے تو خالد ان پر بہت سختی کرنے لگے تو ان کی سختی ہی بڑھتی گئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاموش تھے کچھ کلام نہیں فرماتے تھے جناب عمار رونے لگے کہنے لگے یا رسول اللہ کیا حضور خالد کو دیکھتے نہیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا جو عمار سے دشمنی کرے خدا اس سے دشمنی کرے اور جو عمار سے بغض رکھے خدا اس سے ناراض ہو تو خالد فرماتے ہیں کہ پھر میں نکلا تو مجھے

سخت آواز سے بات کرنا مراد ہے یہ ہے کہ غصہ میں ہو کر آواز اور لہجہ کی تلخی سے یہ معلوم ہوتا کہ کسی ذاتی معاملہ میں ہو گا کہ دینی مسئلہ میں یہ تو ول بانو بس بڑی نادانی کا ہے کہ عمار سے ناحق خالد ہی کا بہ رضی اللہ عنہ کر لینا نام لے کر پکارا کیا یہ نہ فرمایا کہ میں آیا تھا یعنی حسب عادت جوش غصہ میں تو حضور انور کو سامنے جناب عمار پر سختی کرنے ان سے غصہ سے کلام کرنے لگے ابھی رہا عمار سے واقف نہ تھے یا اس وقت تک جناب عمار کی آیات مدائح نہیں اس لیے آپ پر بہت اولیٰ کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔ صلے حضور انور نے اس خاموشی میں بہت کچھ فرما دیا تھا جسے حضرت خالد نہ سمجھ سکے غصہ کی وجہ سے حضور کی ادائوں میں نہ الجھ سکے یا الجھ کر رہ جانا بے سے ہی ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ وہ سکون قلب نصیب کرے جو حضور کی اداؤں تک پہنچا دے صلے حضرت عمار اپنی بے بسی بیان کر رہے تھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خاموشی التفاتوں کو دیکھ کر رو پڑے پس سدتے ہیں کی بیرحمی دیا ہے رحمت جوش میں آگیا ہے مولانا فرماتے ہیں۔

نالہ گر بیدرد کے نالد چہ غم ۔۔۔ نالہ گر بید طفل کے جوشش لبن!
زور زر گیرد زاوری زر بگیر ۔۔۔ رحم سوئے زار آرد اے قدیر

صلے یعنی حضور کی میرا بے بسی اور غصہ کی سختی پر توجہ نہیں فرماتے یہاں دیکھنے سے مراد توجہ فرمانا ہے صلے قربان اس ادا کے ایک دعا میں سب کچھ فرما دیا حضرت خالد کا غصہ ٹھنڈا کر دیا عمار کا غم اٹھا کر بہنچا دیا دونوں کے دل مسرور کر دیئے

أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رِضَى عَمَّارٍ، فَلَقِيتُهُ بِمَا رَضِيَ فَرَضِيَ ؛ وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَالِدٌ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَى الْعَشِيرَةِ رَوَاهُمَا أَحْمَدُ ؛ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ

حضرت عمار کی خوشنودی سے زیادہ پیاری کوئی چیز (تھی) نہ پھر میں نے ان سے اس کی رضا کا جواز کیا تو وہ راضی ہو گئے۔ روایت ہے حضرت ابو عبیدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں۔ کتنا اچھا ہے قبیلے کے بہترین جوان ہیں۔ (احمد) روایت ہے بریدہ سے فرماتے ہیں

جناب عمار کا درجہ اور مقام جس پر اس کا تعجب وہ ہوا جو آگے مذکور ہے یہ ہے یعنی حضور کی اس حدیث سے میرے دل کی دنیا بدل گئی اس دل میں عمار کی محبت عزت و عظمت بھر گئی آپ اس مجلس پاک سے اٹھے بھی اس لیے کہ حضرت عمار کو علیحدگی میں بلا کر معافی مانگ لیں اپنی گذشتہ کوتاہی کا کفارہ کریں مگر جس قدر ڈھونڈا اب حضرت خالد کو جناب عمار سے زیادہ محبوب ہو گئے انہیں راضی کرنے کو اولین فرض سمجھنے لگے۔ ۱۲ چنانچہ حضرت خالد ان کے پیچھے سے لپٹ گئے جن سے معافی مانگی ان کے سامنے بہت ہی تواضع کی اور جس قدر اسباب رضا ہو سکتے تھے وہ سب جمع کر کے انہیں منا لیا خیال رہے کہ آخر کار حضرت خالد جناب علی کے ساتھ تھے۔ اور جماعت امیر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مگر امیر معاویہ اس حدیث کی زد میں نہیں آتے۔ کیونکہ وہاں اختلاف رائے تھا عداوت نہ تھی۔ جیسے برادران یوسف علیہ السلام اور حضرت سارہ و زوجہ ابراہیم علیہ السلام کا جھگڑا۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے یا بی بی ہاجرہ سے اختلاف تھا مخالفت نہ تھا نہ عداوت تھی یہ بات یاد رکھو یہاں دنیا میں تو حضور دلوں کی دنیا بدل دیتے ہیں قیامت کا نقشہ بھی حضور کے رعب سے بدل جائے گا۔

ہر نظر کانپ اٹھے گی حشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائیگا اور ڈھونڈا کرلا سہل و بچا پائینگے حشر کا ساز نقشہ بدل جائیگا

۱۲ یعنی اللہ کی تلواریں کئی قسم کی ہیں۔ مشہور تلوار اور غیر مشہور حضرت خالد ان میں سے ایک ہیں جو مشرکین و کفار پر اللہ نے سونتی ہے ۱۲ یعنی حضرت خالد قبیلہ بنی مخزوم میں بہترین جوان اور صالح مرد ہیں (دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی کہ خالد اللہ کی تلوار ہیں۔ حمزہ اللہ رسول کے شیر ہیں ابو عبیدہ ابن جراح اللہ رسول کے امین ہیں۔ علی ابن ابی طالب یعسوب المسلمین ہیں (یعنی اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں۔ عبدالرحمٰن ابن عوف اللہ کے تاجروں میں سے ہیں (مرتجات) خیال رہے کہ حضور انور جس کو بھی خطاب دیتے ہیں بالکل درست اور برمحل دیتے ہیں حضور کے خطابات دنیاوی حکومتوں کے نہیں کرتے جیسے جامع العلوم، شمس العلماء جس سے بزدل کو خالد بہادر کے خطاب دیئے جاتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَۃٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّہُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِّہِمْ لَنَا قَالَ عَلِیٌّ مِنْہُمْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلٰثًا وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِیْ بِحُبِّہِمْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّہُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ ۔ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا یَعْنِیْ بِلَالًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے ۱۲ عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو ان کے نام بتائیں ۱۲ فرمایا علی ان میں سے ہیں یہ تین بار فرماتے رہے ۱۲ اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہیں کہ مجھے ان سے محبت کا حکم دیا اور مجھ کو خبر دی کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے ۱۲ ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے غریب ہے اور روایت ہے حضرت جابر سے فرمایا کہ خطاب فرماتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور قبیح ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا ۱۲ (بخاری) ۔

۱۲ یوں تو رب تعالیٰ ہر مومن و متقی سے محبت فرماتا ہے ۔ مجھے ہم کو مگر ان چار حضرات سے خصوصی محبت فرمانے سے محبت کی بہت قسمیں ہوتی ہیں ۱۲ تاکہ ہم بھی ان سے محبت کریں اللہ رسول کے پیارے ہونے سے بھی پیار کرنے چاہئیں ۱۲ اس ارشاد فرمانے سے معلوم ہوا کہ حضرت علی ان چار میں افضل ہیں ۱۲ یہ اس اجمال کی تفصیل ہے جو اجمالاً بھی گزرا یہ حضرات اللہ کے محبوب کیوں نہ ہوں حضرت علی کے فضائل و مناقب بارہا گزرے سب سے پہلے ابوذر بڑے متقی بڑے تارک الدنیا صحابی ہیں حضرت مقداد بدر اور بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے آپ حضرت عثمان غنی کی خلافت میں فوت ہوئے انہوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور حضرت سلمان فارسی بہت ہی متقی تھے تین سو سال حضور کی تلاش میں پریشان سرگرداں رہے آخر کار پیر بدھ گئے چٹائیاں بنا کر روزی کمانے ہی پر گزارہ کرتے تھے اپنے نفقہ اور صدقے کو تین حصے کرتے تھے ۱۲ اشعار یہ حضرات افضل ہیں انسان میں فرشتے بلکہ فرشتوں سے افضل تھے ۱۲ پہلا مصرعہ اپنے مخاطب فرمایا دوسرا مصرعہ تابع اور اشعار کے طور پر کیونکہ حضرت بلال سے حضرت عمر افضل ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں سے فضیلت لازم نہیں آتی جیسے حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ میں نے مہینہ بھر سے بڑھ کر سبزہ نہ دیکھا حالانکہ آپ نے خلفاء راشدین کو دیکھا ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق دوسرے ہمارے سید ہیں لیکن نہ ذات خود دوسرے ہمارے سید کے تاجدار حضرت بلال کی وفات کی خبر سنی تو رو پڑے تھے اور فرماتے تھے ؎

اٹھ گیا ناوک فگن تیرے سوا کون اٹھا ۔۔۔ آج کس کا تیر تقدیر پہ چلتا ہے بتا

اقبال کس کے لطف کا ہے یہ نشہ ساقیا ۔۔۔ رندی خراب حبشی کو دوام ہے

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِيْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ وَعَمَلَ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۞ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ مَجْهُوْدٌ فَاَرْسَلَ اِلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ اِلَّا مَآءٌ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى اُخْرٰى فَقَالَتْ

روایت ہے حضرت قیس بن ابی حازم سے کہ جناب بلال نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لیے خریدا ہے تو مجھے رکھیے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لیے خریدا ہے تو مجھے اللہ کے عمل کے لیے چھوڑ دیجئے (بخاری) ۞ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا عرض کیا کہ میں بھوکا ہوں تو حضور نے اپنی بعض ازواج کے پاس بھیجا تو وہ بولیں اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں پھر دوسری کے پاس بھیجا

۱؎ آپ قبیلہ بنی تمیم سے ہیں اسلام لانے مدینہ منورہ آئے تو حضور وفات پا چکے تھے کوفہ کے تابعین میں سے ہیں بڑا عشرہ مبشرہ میں سے آپ سے نو صحابہ سے روایت کی بعض سوا عبدالرحمن ابن عوف کے یہ آپ کی خصوصیت ہے عزوہ خیبر میں حضرت علی کے ساتھ تھے سو برس سے زیادہ عمر ہوئی ۷۳ھ میں وفات ہوئی (مرقات) ۲؎ حضور انور کی وفات کے بعد حضرت بلال تاب فراق نہ لاکر دمشق چلے گئے تب حضرت صدیق نے کہلا بھیجا بلال ہمیں مدینہ میں مرنے کو اپنی دعوت اذان سنایا کرو تب آپ نے حضرت صدیق سے یہ عرض کیا بعض روایات میں ہے کہ آپ نے عرض کیا اے میرے مولیٰ اب میں آپ کی حضوری سے خالی نہیں دیکھ سکتا ۔ ؎

چو مشکل ترا زیند مرد عاشق نہ کم بسے دلدار بیند جاں دلدار

چنانچہ آپ شام کے فاتحہ کے ساتھ دمشق چلے گئے وہاں ۲۰ھ میں وفات پاگئے (اشعہ) اس گنہگار نے قبر انور کو بوسہ دیا ہے ۔

۳؎ مجہود بنا ہے جہد سے بمعنی مشقت اس کے معنی ہیں مشقت رسیدہ مراد ہے بھوکا کہ بھوک بھی ایک قسم مشقت ہے (مرقات) ۴؎ یہ کہلا کر بھیجا کہ اگر کچھ کھانا ہو تو ایک بھوکے کے لیے بھی ہو اگر نیکی کی امداد اپنے اور اپنے گھر سے کرنی چاہیئے ۔

۵؎ یعنی سوا پانی کے کوئی چیز کھانے کی ہے نہ پینے کی ہمارا گھر ان سب سے خالی ہے ۔ اللہ اکبر یہ ہے اس درویش خانہ کا حال جہاں سے اللہ کی نعمتیں تمام جہان میں تقسیم ہو رہی ہیں جن کے فکر سے زمانہ پل رہا ہے ؎

مالک کونین ہیں گر یاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

مِثْلَ ذٰلِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُضَيِّفُهُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى رَحْلِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ قَالَ فَعَلِّلِيْهِمْ بِشَيْءٍ وَنَوِّمِيْهِمْ فَاِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَاَمْرِيْ اَنَا نَاْكُلُ فَاِذَا اَهْوٰى بِيَدِهٖ لِيَاْكُلَ فَقُوْمِيْ اِلَى الْمِصْبَاحِ

انہوں نے بھی اسی طرح کہا اور سب نے اسی طرح کہا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کون مہمان بنائے گا اللہ اس پر رحم کرے۔ تو انصار میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے جنہیں ابو طلحہ کہا جاتا تھا تھے وہ بولے یا رسول اللہ میں۔ چنانچہ وہ انہیں اپنے گھر لے گئے اپنی بیوی سے بولے کیا تمہارے پاس کچھ ہے وہ بولیں نہیں سوائے میرے بچوں کے کھانے کے فرمایا تم انہیں کسی چیز سے بہلا دینا اور سلا دینا پھر جب ہمارا مہمان آئے تو انہیں دکھانا کہ ہم کھا رہے ہیں جب وہ اپنا ہاتھ کھانے کے لیے بڑھائیں

۱؎ یہ واقعہ اور ان جیسے واقعات فتح خیبر سے پہلے کے ہیں (مرقات) فتح خیبر کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر فرد بشر صاحب کو ایک سال کی کھجوریں، جو وغیرہ عطا فرما دیتے تھے۔

۲؎ یُضَیِّفُ باب تفعیل سے ہے یا باب افعال سے دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی مہمان بنانا اسے کھانا کھلانا۔

۳؎ آپ کا نام زید یا سہل انصاری ہے حضرت انس کے سوتیلے والد جن کا مزار مقدس بصرہ میں ہے آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔

۴؎ رحل سامان کو بھی کہتے ہیں اور سامان رکھنے کی جگہ یعنی گھر کو بھی یہاں دوسرے معنی ہیں یعنی گھر (اشعۃ اللمعات)

۵؎ یعنی ہمارے گھر میں اتنا تھوڑا کھانا ہے کہ ہم تو کھا نہیں گے نہیں صرف بچوں کو کھلائیں گے وہ بھی بقدر ضرورت ہی کھلائیں گے اسی لئے تو فرمایا طعام نہ فرمایا۔

۶؎ یعنی تاکہ بچے بھوکے ہیں روئیں گے اور ہمارے مہمان کو کھانا دیکھ کر صبر نہ کر سکیں گے رو دیں گے شرم جائیں گے اس وجہ سے مہمان نہ کھا سکے گا۔

۷؎ اس زمانہ میں مہمان بغیر میزبان کے کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اس لئے ان کو مہمان کے ساتھ کھانا ضروری تھا اور اس وقت یہ روزہ فرض نہ ہوا تھا نیز یہ ابو طلحہ صاحب بہت بڑے صحابی تھے لہٰذا یہ دونوں میاں بیوی مہمان کے ساتھ کھانے میں مشغول ہو گئے (مرقات)

كَيْ نُصْلِحِيْهِ فَأَطْفِئِيْهِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوْا وَأَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ أَوْ ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِثْلَهُ وَلَمْ يُسَمِّ أَبَا طَلْحَةَ وَفِيْ آخِرِهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

قرآن چراغ کا طرف ٹھیک کرنے بہانے لگے دونوں میاں بیوی سے بجھا دیا انہوں نے ایسا ہی کیا پھر سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھانا انہوں نے بھوکے رہ کر رات گذاری پھر سویرا ہوا یہ رسول اللہ کے پاس حاضر ہوئے تو رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خوش ہوا راضی ہوا فلاں اور فلاں سے ایک روایت میں ہے فلاں فلاں کا نام نہیں لیا ہے اس کے آخر میں یہ ہے کہ تب اللہ نے یہ آیت اتاری اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ انہیں خود بھوک ہو ۱۲

---

۱ یعنی ہم تم دونوں مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھیں پھر تم چراغ کی درستی کے بہانہ سے چراغ کو بجھا دینا اور کہنا کہ چراغ گل کر دیا دیا سلائی اس زمانہ میں تو تھی نہ تھی اس لئے چراغ دوبارہ روشن نہ ہو سکے گا ہم تم جھوٹ موٹ کھاتے اور اپنے منہ کی طرف ہاتھ بڑھاتے رہیں اور خالی منہ چلاتے رہیں تاکہ مہمان سمجھے کہ ہم بھی کھا رہے ہیں اور وہ پیٹ بھر کر کھا لے ۲ یعنی سارا گھر بھوکا سویا اور مہمان کو سیر کر دیا ۳ یا تو نماز فجر پڑھنے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے یا عید نماز حضور انور سے ملاقات کرنے حاضر ہوئے مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں ہے ترا عجب یا ضحک یعنی ہنسی آئی ہے یا ہنسنوں پر ہنسی آئی ہے کیونکہ فضائل اعمال کے معنی شامل ہیں (مرقات) ۴ ان تینوں عبارتوں میں عجب یا ضحک یعنی راضی ہونا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے کام سے راضی ہو گیا یا ان سے اچھی اور خوش ہو گیا یا ان کے ساتھ رحمت و رضا سے پیش آیا ہے اور قسم کی رضا اور خوشی ہر بندہ مومن سے اچھے سے اچھے درجہ کی رضا ان حضرات سے اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کی رضا ان حضرات سے خصوصی رضا وہ بھی یہاں مراد ہے فرماتا ہے۔ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ۵ یہ آیت انصار کی تعریف میں اتری ہے کہ یہ لوگ اپنے بال بچوں کی حاجت روکنے کو مہمانوں کی حاجت روائی کر دیتے ہیں اس کے نزول کا سبب یہ ہی واقعہ ہے۔ خیال رہے کہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ پہلے خویش بعد میں درویش مگر عشق و رضا کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے درویش بعد میں خویش چونکہ یہ شخص حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا تھا لہٰذا حضرت ارطاۃ نے اس کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھا۔ حضرت عمر کا آدھا مال خیرات کرنا آدھا اپنے گھر والوں کے لئے رکھنا شریعت تھا مگر حضرت صدیق اکبر کا اپنا سارا مال خیرات کرنا گھر میں جھاڑو دے دینا حکم طریقت تھا لہٰذا اس واقعہ پر یہ اعتراض نہیں کہ جب یہ ارطاۃ نے اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر اجنبی شخص کو روٹی کیوں کھلا دی۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْهُ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا اَوْ يَقُوْلُ مَا هٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۞ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ

(مسلم بخاری) اور راوی حدیث ہی سے ہے جس سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اترے تو لوگ گذرنے لگے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پوچھنے لگے، اے ابوہریرہ یہ کون ہے میں کہتا فلاں تو آپ فرماتے یہ اچھا بندہ ہے اور کہتے یہ کون ہے میں کہتا فلاں تو فرماتے یہ برا بندہ ہے یہاں تک کہ خالد ابن ولید گذرے تو حضور نے فرمایا یہ کون ہے تو میں نے کہا کہ خالد ابن ولید بن تو فرمایا خالد ابی نہیں ہے بلکہ اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار ہے (ترمذی) اور روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا یا نبی اللہ ہر نبی کے خاص تابعین ہیں ہم نے آپ کی اتباع کی ہے ۵ دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعین ہم

۱ یہ واقعہ فتح مکہ کے سفر کا ہے یا کسی دوسرے سفر کا کہ اس میں ایک منزل پر نزول فرمایا اور یہ واقعہ پیش آیا ۲ محال ہے کسی کی برائی کرنا اس کے سامنے بایں طور جائز ہے کہ دوسرے کا اس کے فساد سے بچانا مقصود ہو جس کو مقصود نہ ہو غیبت حرام ہے مگر غیبت میں چند شرعیں ہیں مسلمان کی غیبت ہو اس کا بچانا واجب ہو ان کیا جاوے۔ اور یہ فی حضور صلعم کی بنا پر جان ہو۔ لہٰذا اس حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ غیبت ہے۔

۳ حضور اور حضرت خالد ابن ولید کو جانتے ہیں مگر یہ سوال انہیں گواہ بنانے کے لئے ہے سوال کے بہت مقصد ہوتے ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ حضور اور صحابہ میں تھے حضرت ابوہریرہ باہر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کی آہٹ سن کر یہ سوال کیا۔

۴ اس فرمان عالی کی شرح اگلی کچھ بیٹھے ہو چکی ہے بہت صحابہ اللہ کی تلواریں ان میں سے حضرت خالد بھی ہیں۔ جیسے احد میں حضرت علی مرتضیٰ بھی ہیں اور جناب امیر حمزہ بھی۔

۵ یعنی اختر تعالیٰ نے ہم کو یہ توفیق بخشی کہ ہم حضور کے خاص خدام خاص متبع ہوئے یہ توفیق اس کی مہربانی سے۔

اَنْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَیًّا مِّنْ اَحْیَاءِ الْعَرَبِ اَکْثَرَ شَهِیْدًا اَعَزَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ اَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ یَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَیَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَیَوْمَ الْیَمَامَةِ عَلٰی عَهْدِ اَبِیْ بَکْرٍ سَبْعُوْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَعَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ کَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِیِّیْنَ خَمْسَةَ اٰلَافٍ خَمْسَةَ اٰلَافٍ قَالَ عُمَرُ لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰی مَنْ بَعْدَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔ تَسْمِیَةُ مَنْ سُمِّیَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ

میں سے بنائے[1] چنانچہ حضور نے یہ دعا کی[2] (بخاری) یہ روایت ہے حضرت قتادہ سے فرماتے ہیں کہ ہم عرب کے قبیلوں میں کوئی ایسا نہیں جانتے جو انصار سے زیادہ شہیدوں والا ہے اور قیامت میں زیادہ عزت والا ہو[3] پھر کہا حضرت انس نے فرمایا کہ انصار میں احد کے دن ستر کٹے گئے پھر معونہ میں ستر اور صدیق اکبر کے زمانہ میں یمامہ کے دن ستر[4] (بخاری) یہ روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ بدر والوں کا حصہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں ان کو بعد والوں پر فضیلت دوں گا[5] (بخاری) ان بدر والوں کے نام جو بخاری

[1] اس گزارش کے چند معنی ہو سکتے ہیں قوی اور ظاہر معنی یہ ہیں کہ تا قیامت مسلمان ہم انصار کی پیروی اور اطاعت کریں یا کل قیامت میں ہمارے ہی زمرہ میں ہمارے ساتھ ہوں اللہ تعالیٰ جو دربار ہم کو عطا فرمائے ان سب کو دے لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہم سب مسلمان داخل ہیں جو ہمیں کہے گئے ہیں کہ ہماری اولاد کو بھی انصاری کہا جاوے۔

[2] حضور انور نے یہ دعا کی اور رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه ۔ [3] یعنی ہر تمام صحابہ میں یہ مشہور تھا اور رہے کہ انصار کا قبیلہ دنیا میں زیادہ شہیدوں والا ہے اور آخرت میں بہت درجات والا کہ یہ لوگ حضور کے بیزبان معاونین السلام نثار رسول کے نام پر قربان ہیں انہیں میں زیادہ شہید ہیں۔

[4] دوسری جماعتوں میں اتنے حضرات شہید نہیں ہوئے چنانچہ غزوہ احد میں انصار ہی ستر شہید ہوئے اور صحابہ میں جو بعض روایات میں ہے کہ ستر انصاری شہید ہوئے اور مہاجر ننانوے صرف یہ غزوہ۔

[5] یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت اموال سے جو جیشِ عظیم فتح فرمائے ان میں انصاری پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ تھے دوسروں کے لئے اس سے کم تھے اور حضرت عمر نے اس زیادتی کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ حضرات دربار میں دوسروں سے افضل ہیں۔

فِی الْجَامِعِ لِلْبُخَارِیِّ اَلنَّبِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ الْھَاشِمِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عُثْمَانَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ الْقُرَشِیُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِیُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِیُّ خَلَّفَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِبْنَتِہٖ رُقَیَّۃَ وَضَرَبَ لَہٗ بِسَھْمِہٖ عَلِیٌّ

کی جامع میں بیان کیے گئے ۱؎ نبی محمد بن عبداللہ ہاشمی صلے اللہ علیہ وسلم ۲؎ عبداللہ ابن عثمان یعنی ابوبکر صدیق قرشی ۳؎ عمر ابن خطاب عدوی ۴؎ عثمان ابن عفان قرشی جنہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر رقیہ کی تیمارداری کے لیے پیچھے چھوڑا اور ان کے لیے حصہ الگ رکھا ۵؎ عمل

۱؎ اصحاب بدر تین سو تیرہ ہیں یہاں کفار ایک ہزار تھے امام بخاری نے یہاں ۴ حضرات کے نام ذکر کئے ہیں کچھ حضرات کے نام متفرق مقامات پر ذکر کئے اس بخاری میں ان کا تذکرہ مختلف عنوانوں سے کیا کچھ نام بالکل ذکر نہ کئے یہ نام یکجا اس لئے ذکر کئے کہ ان ناموں کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اگر اصحاب بدر کے نام پڑھ کر دعائیں کی جائیں تو ان شاء اللہ قبول ہوں (اشعہ) یہ نام مروجہ ترجمی کی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں سردار حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے۔ ۲؎ سب سے پہلے حضور اور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف کیا برکت کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ حضور انور اس وقت تمام بہ شمار سپاہیوں کے ساتھ تھے موجودہ زمانہ کی طرح نہ تھے کہ لڑنے والے سپاہی دور اور رہتے ہیں بڑے لوگ ۳؎ آپ کا نام شریف عبداللہ ہے لقب عتیق خطاب صدیق قرشی ہیں تیم ابن مرہ کے خاندان سے ہیں اسلام سے پہلے آپ کا نام عبدرب الکعبہ تھا حضور انور نے عبداللہ رکھا (اشعہ) آپ کے والد بھی مومن صحابی ہیں ان کا نام عثمان ہے کنیت ابوقحافہ حضرت صدیق بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سایہ کی طرح رہے بدر کی رات عریش میں آپ کی حفاظت میں رات بھر ٹہلتے رہے عریش کے ارد گرد گھومتے رہے جدھر سے آہٹ پاتے ادھر ہی پہونچ جاتے تھے (مرقات) عریش وہ ہی جگہ ہے جہاں آج مسجد عریش ہے یہاں حضرات صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چھپر سا چھا دیا تھا جہاں اللہ کے محبوب نے رات بھر دعائیں مانگی تھیں اس فقیر نے یہاں ایک رات گزاری ہے۔

۴؎ آپ عدی ابن کعب کی اولاد سے ہیں آپ کے خاندان کا نام عدوی ہے یہ قریش کا مشہور خاندان ہے آپ کا نام عمر لقب فاروق اعظم ہے۔ آپ دراز قد خوبصورت تھے آپ کی پیشگوئی توریت میں بھی تھی قدرتی طور پر آپ کی ہیبت دلوں میں تھی آپ کی خلافت ساڑھے دس سال ہوئی ترسٹھ سال عمر شریف ہوئی آپ کے حالات شروع مرآت میں بیان ہو چکے۔

۵؎ آپ کے علاوہ مذکور ہو چکے آپ حکماً بدر میں شریک ہوئے یعنی مدینہ منورہ میں آپ کا گھر آپ کے لئے بدر کا میدان بنا دیا گیا آپ کا لقب ذوالنورین ہے کیونکہ آپ کے نکاح میں حضور کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے رقیہ و کلثوم۔

ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ الْهَاشِمِیُّ اَیَاسُ بْنُ بُكَیْرٍ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّیْقِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِیُّ حَاطِبُ بْنُ اَبِیْ بَلْتَعَةَ حَلِیْفٌ لِّقُرَیْشٍ اَبُوْ حُذَیْفَةَ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ الْقُرَشِیُّ حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیُّ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِی النَّظَّارَةِ خُبَیْبُ

ابن ابی طالب ہاشمی ۱؎ ایاس ابن بکیر ۲؎ بلال ابن رباح یعنی ابوبکر صدیق کے غلام ۳؎ حمزہ ابن عبدالمطلب ہاشمی ۴؎ حاطب ابن ابی بلتعہ جو قریش کے حلیف تھے ۵؎ ابو حذیفہ ابن عقبہ ابن ربیعہ قرشی ۶؎ حارثہ ابن ربیع انصاری جو بدر کے دن شہید ہوئے ۷؎ اور وہ حارثہ ابن سراقہ ہیں جو انصار میں سے تھے ۸؎ خبیب ۹؎

۱؎ آپ کے فضائل و کمالات ضرور اور تذکرہ کی طرح بے شمار ہیں آپ کی کنیت ابوتراب ہے لقب اسد اللہ الغالب ہجرت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دی آئی عشاء کو آپ ایمان لائے سات سال کی عمر میں پست قامت، سرخ رنگ بڑی آنکھیں گھنی داڑھی وسیع العلم نہایت بہادر و دلیر زاہد و متقی تھے آپ کی خلافت پانچ سال ہے ۱۷ رمضان شریف شب جمعہ کو کوفہ میں ابن ملجم مرادی کے ہاتھوں شہید ہوئے عمر شریف تریسٹھ سال ۱۲؎ آپ لیلۃ الہریر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے والد رقم ہیں ایمان لائے ۱۳؎ میں وفات ہوئی ۱۴؎ آپ حضور کے خزانہ خاص ہیں آپ پہلے امیہ ابن خلف کے غلام تھے آپکو رسول اللہ نے دیکھا تھا فتح مکہ سے پہلے مدینہ منورہ کی ہجرت سے پہلے آپ ہی نے اذان دی تھی ۱۵؎ میں وفات پائی راضی اللہ عنہ ۱۶؎ اس فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے الحمد للہ ۱۷؎ آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے حضور کے چچا اور رضاعی بھائی بدر میں شریک احد میں شہید ہوئے حضور سے چار سال عمر میں زیادہ تھے آپکی والدہ کا نام ہالہ بنت وہیب یعنی حضرت آمنہ کی بہن قریشی کردیکھا گیا کہ آپ کی میت کو مثلہ کیے ہوئے ہیں اور خلاف کرم کیا گیا ہے ۱۸؎ آپ کے حالات کچھ بیان ہو چکے ہیں۔ آپ کی کنیت ابوسعد ضرب بدر و خندق وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے لشکر میں یہ مدینہ منورہ میں وفات پائی عمر پینسٹھ سال ہوئی آپ کا اہل مکہ کو خط لکھنا اور پکڑا جانا پہلے مذکور ہو چکا ہے ۱۹؎ آپکے نام میں اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام ہشام ابن عتبہ ابن ربیعہ ابن عبدشمس ہے خطاب صحابہ میں سے ہیں۔ صاحب تجرید نے ان کو غزوہ بدر میں شہید ہونے والے تین سال عمر ہوئی (اشعۃ)

۲؎ ربیع حارثہ کی ماں کا نام عفراء ہے والد کا نام سراقہ ہے آپ انصار کے بچے شہید ہیں انکی کی زبان سے نظارۃ کا ترجمہ اول ہے جو جنگ میں کسی اونچی جگہ بیٹھ کر دشمن کی نگرانی کرتا ہے اور اپنی فوج کو مطلع کرتا ہے آپ ان ہی بدر میں شریک ہوئے غزوہ بدر سے کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے انہوں نے آپ کو مکہ معظمہ لاکر حارث کے ہاتھ فروخت کر دیا آپ نے مدینہ کے دن حارث کے صاحبزادہ کو قتل کیا تھا اس کی والدہ نے آپ کو خریدا اور مسلمان کی آپ پہلے مسلمان ہیں۔

ابْنُ عَدِیِّ الْاَنْصَارِیِّ خُنَیْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِیُّ رُفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ
الْاَنْصَارِیُّ رُفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَةَ الْاَنْصَارِیُّ الزُّبَیْرُ بْنُ
الْعَوَّامِ الْقُرَشِیُّ زَیْدُ ابْنُ سَهْلٍ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنْصَارِیُّ اَبُوْزَیْدٍ اَنْصَارِیُّ سَعْدٌ

ابن عدی انصاری خنیس ابن حذافہ سہمی رفاعہ ابن رافع انصاری رفاعہ ابن عبدالمنذر
ابو لبابہ انصاری زبیر ابن عوام قرشی زید ابن سہل یعنی ابو طلحہ انصاری
ابوزید انصاری سعد

آپ کی بعض کارگذاری بہت مشہور ہے۔ آپ نے حضور کے وقت عرض کی کہ خدایا کوئی نہیں پوچھتا میرے بچ کہ پہنچا تجھے تو ہی پہونچا دے چنانچہ حضرت جبریل نے آپ کا سلام حضور تک پہونچایا (اشعہ) آپ کے متعلق یہ شعر ہیں:

لے سمناں میں توڑ نباہی جان دتی راہ تیرے — حشر وائے شراں بیخوں رکھ لئیں پردے میرے
مردے ویلے یار نہ ڈٹھا رہیا افسوس وچیرا — پنگا سجناں کدی کریگا نیہہ میرے دل پھیرا

۱۔ آپ بی بی حضرت عمر رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے احد میں زخمی ہوئے مدینہ منورہ آکر اس زخم سے وفات پائی۔ پہلے حبشہ کے مہاجر تھے پھر مدینہ منورہ کے مہاجر ہوئے۔ ۲۔ ان کی وفات کے بعد بی بی حضور نے نکاح میں آئیں (زرقانی)۔ (اشعہ) ۳ دونوں باپ بیٹے صحابی انصاری ہیں بدر اور تمام غزوات میں شامل ہوئے جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے امیر معاویہ کی شروع سلطنت میں فوت ہوئے ۴ ابولبابہ انہیں رفاعہ کی کنیت ہے آپ انصاری ہیں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے قوی یہ ہے کہ آپ کو بدر کے موقعہ پر مدینہ منورہ میں حفاظت کے لیئے رکھا گیا۔ مگر غنیمت سے حصہ دیا گیا۔ حضرت علی کی خلافت میں وفات ہوئی (زرقانی)۔ موقعہ پر اپنے کو ستون سے باندھ دیا تھا۔ اب تک اس ستون کا نام ستون ابولبابہ یا ستون توبہ ہے مسجد نبوی شریف میں ہے (اشعہ مرقات) ۵ آپ حضور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور صدیق اکبر کے دادا یعنی صفیہ کے بیٹے اسماء کے خاوند جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے ساتھ شہید ہوئے وادی سباع میں دفن ہوئے پھر وہاں سے آپ کی میت بصرہ پہونچائی گئی ان کی قبر مشہور ہے آپ کو ابن جرموز نے جو حضرت علی کا سپاہی تھا شہید کیا۔ پھر حضرت علی کو اس نے اس قتل کی بشارت دی آپ نے فرمایا کہ دوزخی ہے۔ میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ زبیر کا قاتل دوزخی ہوگا (اشعہ) ۶ آپ حضرت انس کے سوتیلے والد ام سلیم کے خاوند ہیں زید ابن سہل آپ کا نام ہے ابوطلحہ کنیت بارہا آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ میں شامل ہوئے۔ بڑے امیر دولتمند تھے ۳۴ھ میں وفات ہوئی ستر سال عمر ہوئی (مرقات) ۷ آپ قرآن کے جامع اور فرقان کے حافظ

ابْنُ مَالِكٍ زُهْرِيٌّ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ قُرَشِيٌّ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ الْقُرَشِيُّ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ ظَهِيرُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ

ابن مالک زہری ۱ سعد ابن خولہ قرشی ۲ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل قرشی ۳ سہل ابن حنیف انصاری ۴ ظہیر ابن رافع انصاری ۵ اور ان کے بھائی ۶ عبداللہ ابن مسعود ہذلی ۷ عبدالرحمن ابن عوف زہری ۸

سوال ہیں آپ کے نام میں اختلاف ہے یا سعد ابن مالک ہے یا قیس ابن سکن ؟

۱ آپ ہی کو سعد ابن وقاص کہا جاتا ہے۔ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ حضور نے آپ سے فرمایا تھا اے سعد تیر مار تجھ پر میرے ماں باپ فدا مقام عقیق میں وفات پائی مدینہ منورہ میں دفن ہوئے ۵۵ پچپن ہجری امیر معاویہ کی سلطنت میں وفات ہوئی ستر سال سے زیادہ عمر ہوئی بہت ممالک اسلامیہ کے فاتح آپ ہی ہیں ۔

۲ آپ مدنی ہیں بدر میں حاضر ہوئے حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ میں وفات پائی (اشعہ) ۳ آپ حضرت عمر کے بھتیجے ہیں آپ ہی کے ذریعہ حضرت عمر ایمان لائے مقام عقیق میں وفات پائی ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں آپ کے والد زید ابن عمرو نے حضور سے ملاقات کی ہے مگر حضور نبوت سے پہلے انہوں نے زمانہ جاہلیت ہی میں وفات پائی آپ کے نام کے ذریعہ کہا گیا ابن سعید جاہلیت کہا جاتا ہے ۴ آپ لڑکے ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے حضرت علی نے آپ کو مدینہ منورہ کا حاکم بنایا پھر فارس کا کوفہ میں ۵۳ ستر میں وفات پائی حضرت علی نے آپ کی نماز پڑھائی ۔

۵ آپ انصاری ہیں بیعت عقبہ ثانیہ اور بدر وغیرہ میں حاضر ہوئے ۶ ان کے بھائی کا نام عثمان ابن رافع ہے ۷ آپ کے فضائل بے شمار ہیں پہلے ذکر ہو چکے آپ خلافت فاروقی اور شروع خلافت عثمانی میں کوفہ کے افسر مال رہے پھر مدینہ منورہ میں رہے ۳۲ بتیس میں وفات ہوئی جنت البقیع میں دفن ہوئے ساٹھ سال سے زیادہ عمر ہوئی ۔ ۸ آپ بھی عشرہ مبشرہ سے ہیں زہرہ ابن کلاب کی اولاد سے ہیں آنحضرت سے دس سال بعد ولادت ہوئی ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے اولاً حبشہ کی طرف ہجرت کی احد میں بیس سے زیادہ زخم کھائے آپ کے پیچھے حضور نے فجر کی ایک رکعت پڑھی ہے غزوۂ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اس کے کفارہ میں چالیس ہزار درہم خیرات کئے پھر چالیس ہزار دینار پھر پانچ سو گھوڑے پانچ سو اونٹ نذر میں کر دیئے حضور کی وفات کے بعد ازواج پاک کی بہت ہی خدمت کی آپ کی چار بیویاں تھیں انہیں میں ہزار دینار میراث میں خلافت عثمان میں وفات ہوئی (اشعہ)

عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيُّ وَعَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَنْزِيُّ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ عُوَيْمِرُ بْنُ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيُّ

عبیدہ ابن حارث قرشی ۲ عبادہ ابن صامت انصاری ۳ عمرو ابن عوف جو بنی عامر ابن لوی کے حلیف تھے ۴ عقبہ ابن عمرو انصاری ۵ عامر ابن ربیعہ عنزی ۶ عاصم ابن ثابت انصاری ۷ عویم ابن ساعدہ انصاری ۸

۱ آپ کی کنیت ابو الحارث ہے قدیم الاسلام ہیں بدر کے دن (عبیدہ ابن قلبہ کو) آپ نے للکار کر مقابلہ کی بلایا اور دونوں ایک دوسرے کے وار سے زخمی ہوئے (اشعہ)

۲ آپ مشہور صحابی ہیں انصار کے نقیب تھے۔ دونوں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے۔ آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جامعین قرآن میں سے ہیں بیعت العقبہ میں ۲۶ سال عمر تھی۔

۳ آپ قدیم الاسلام ہیں آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ فتوفوا احیانا تقبض من الدمع مدینہ منورہ میں رہے امیر معاویہ کے آخری زمانہ میں وفات ہوئی۔

۴ آپ کی کنیت ابو مسعود انصاری ہے بدری ہیں مشہور صحابی ہیں۔ بعض نے ذکر کیا کہ آپ کا گھر بدر میں تھا غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے لہذا لفظ بدری سے امام بخاری کو دھوکا ہوا واللہ اعلم لشکر کنانہ میں وفات ہوئی (مرقات واشعہ)

۵ آپ قبیلہ بنی عنزہ سے ہیں عنزہ آپ کے خاندان کے مورث اعلیٰ کا نام ہے عنزی جو ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے ۳۲ھ میں وفات پائی۔

۶ آپ کی کنیت ابو سلیمان ہے انصاری ہیں بدر میں شریک ہوئے غزوہ رجیع میں آپ ہی کا واقعہ ہے کہ مشرکین نے جب آپ کا سر کاٹنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی لاش کی حفاظت کرنے کے لئے شہد کی مکھیاں اس پر بھیج دیں جس سے مشرکین آپ کی لاش تک نہ پہنچ سکے پھر لاش مبارک کو سیلاب بہا کر لے گیا۔ آپ کی قبر کہیں نہیں بنی۔ بنو لحیان نے آپ کو شہید کیا تھا (مرقات واشعہ)

۷ آپ انصاری اوسی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ کی وفات بعض کہتے ہیں کہ حضور انور کی حیات شریف میں ہی ہو گئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے بعد ۶۴ چوبیا سنہ سال عمر پائی (اشعہ)

عُتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيُّ قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِيُّ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ مُعَوَّذُ بْنُ عَفْرَآءَ وَاَخُوْهُ مَالِكُ ابْنُ مُرَيْعَةَ اَبُوْ اُسَيْدِ الْاَنْصَارِيُّ مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ

عتبان ابن مالک انصاری ۵۱ قدامہ ابن مظعون ۵۲ قتادہ ابن نعمان انصاری ۵۳ معاذ ابن عمرو ابن جموح ۵۴ معوذ ابن عفراء ۵۵ اور ان کے بھائی مالک ابن ربیعہ ابو اسید انصاری ۵۶ مسطح ابن اثاثہ ابن عباد بن مطلب

۵۱ آپ عمر رسیدہ اندھے تھے بدر میں حاضر ہوئے بارگاہ رسالت میں آپ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ آپ نے عرض کیا تھا کہ میں اپنی معذوری کی وجہ سے مسجد قباء میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں حضور میرے گھر تشریف لا کر ایک گوشہ میں نماز پڑھ لیا فرمائیں تاکہ میں وہاں نماز پڑھا کروں وہ جگہ مسجد خانہ بنا لوں حضور انور نے قبول فرمایا تھا آپ کی وفات امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ۵۲ آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے ماموں ہیں دو ہجرتیں کی ہیں بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے حضرت عمر نے آپ کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا پھر معزول فرما دیا ۶۰ ہجری سال عمر پائی ستر یا چھتیس میں وفات ہوئی (اشعہ)

۵۳ آپ حضرات ابو سعید خدری کے اخیافی بھائی ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے ۲۳ ہجری میں وفات پائی حضرت عمر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی (مرقات)

۵۴ آپ خزرجی انصاری ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ میں شریک ہوئے آپ ہی نے معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا آپ نے ابوجہل کا پاؤں کاٹ کر اسے زمین پر گرایا مکرمہ ابن ابوجہل نے آپ ہی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جو بعد میں حضور نے اپنے لعاب شریف سے جوڑ دیا۔

۵۵ آپ معاذ کے بھائی ہیں عفراء آپ کی ماں کا نام ہے جب ابوجہل زمین پر گر گیا تو اس کی گردن آپ نے کاٹی، پھر وہ سر آپ کے پاس رہا جو کہ اس کا نہایت کا سر حضرت عبداللہ ابن مسعود نے تن سے جدا کیا۔ غرضکہ ابوجہل کے قتل میں تین صحابہ کی جماعت شریک ہوئی اللہ نے اسے علیم الشان کارنامہ میں ایک جماعت کو مقصر دیا ان کے ایک بھائی صوف ہیں جو بدر میں شہید ہوئے (مرقات)

۵۶ یہ بھی حضرت معاذ و معوذ کے بھائی ہیں ان تینوں کی ماں عفراء ہیں بعد ان تینوں بھائیوں آپ بدر اور تمام غزوات میں شامل ہوئے خلافت عثمان میں وفات پائی، ستر سال عمر ہوئی آخر میں نابینا ہو گئے تھے سب سے آخری بدری آپ ہی تھے آپ کی وفات سے زمین بدری صحابہ سے خالی ہو گئی۔ (اشعہ، مرقات) مالک نام ہے اور ابو اسید کنیت ہے۔

ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيُّ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞ بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ

ابو عبد مناف ۱ مرارہ ابن ربیع ۲ انصاری ۳ معن بن عدی انصاری ۴ مقداد ابن عمرو کندی جو بنی زہرہ کے حلیف ہیں ۵ ہلال ابن امیہ انصاری ۶ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی رہے۔ یمن اور شام

۱ آپ کا نام عرف ہے سبع آپ کا لقب ہے بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے ام المومنین عائشہ صدیقہ کی تہمت میں آپ بھی شریک ہو گئے تھے آپ کو تہمت کی سزا میں کوڑے لگائے گئے جب آپ کا جنازہ حضرت ابوبکر صدیق نے جنازہ پڑھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا الخ جب آپ نے جنازہ پڑھا کردیا اس آیت میں حضرت صدیق کو اولوا الفضل منکم سے مخصوص فرمایا گیا ہم نے عرض کیا ہے ؎

تیرے صدقے میں تیرا شکر کیا شکر ۔۔۔ حق ادا الفضل کہے اور پیمبر صدیق

سبع کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی ۷۰ سال عمر پائی ۱۲ مرقات وغیرہ۔

۲ آپ انصاری عامری ہیں تیسرے وہ ہیں جو غزوہ تبوک سے رہ گئے تھے جن کا بائیکاٹ کیا گیا تھا پھر ان کی توبہ رب نے قبول فرمائی وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیہم الارض۔ وہ تین حضرت کعب ابن مالک ہلال ابن امیہ مرارہ ابن ربیع ہیں اسی آیت کی وجہ سے سورۂ توبہ کا نام سورۂ توبہ ہے۔

۳ آپ بدری صحابی ہیں تمام غزوات میں شریک ہوئے خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں شریک ہوئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حضرت عبداللہ ابن عتاب کا جانشین بنایا یہ دونوں ایک ہی دن میں شہید ہوئے۔

۴ مقداد کے والد عمرو بن ثعلبہ بن کندہ سے معاہدہ کیا تھا ان کے حلیف تھے اس لئے انہیں کندی کہا جاتا ہے حضرت مقداد نے مقام جرف میں وفات پائی یہیں دفن ہوئے مدینہ سے تین میل دور وہاں سے آپ کی میت جنت البقیع میں لائی گئی جہاں آپ کی نماز جنازہ حضرت عثمان نے پڑھائی ۷۰ سال عمر پائی ۵ آپ بدری صحابی ہیں جو غزوۂ تبوک میں حاضر ہو سکے انہوں نے بھی اپنی بیوی کو شریک ابن سحما سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تھا۔ ہر کلمہ پڑھنے والے نام ہوئے۔ ان ناموں کی توسل سے جو دعا مانگی جائے ان شاء اللہ قبول ہوگی بعض علماء نے اصحاب بدر کے نام کے وظیفے پڑھنے ہیں ۶ یمن یا تو بنا ہے یمین سے بمعنی داہنی جانب بایں کی مقابل جو مکہ مکرمہ سے داہنی طرف ہے اسی لئے اس علاقہ کو یمن کہا جاتا ہے یا بنا ہے یمن بمعنی

وَذِكْرُ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ ۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا يَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٗ

کا ذکر ۱؎ اور اویس قرنی کا تذکرہ ۲؎ پہلی فصل روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک صاحب آئیں گے جنہیں اویس کہا جاتا ہے ۳؎ انہیں یمن میں صرف ان کی ماں ہی رو کے ہوئے ہے ان کو برص کی سفیدی تھی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے وہ دور کردی سوا دینار یا درہم کی جگہ کے تو تم میں سے

برکت سے چونکہ یہ متبرک علاقہ ہے لہذا یمن کہا جاتا ہے ۔ یہ علاقہ عرب کا بائیں حصہ ہے آج کل اس کا دارالخلافہ عدن ہے۔

۱؎ شام اس علاقہ کا نام ہے جو فلسطین سے متصل ہے اس کا دارالخلافہ آج کل دمشق ہے یا تو شام شمال ہے۔ یمن کا معنی بائیں جانب چونکہ یہ مکہ معظمہ سے بائیں طرف ہے لہذا شام کہلاتا ہے یا شام ابن نوح علیہ السلام کی طرف نسبت ہے۔ استعمال میں بجائے سام کے شام ہوگیا اس زمین میں کچھ سفید سرخ کالے نشانات ہیں جیسے جسم پر نیل عربی میں کہتے ہیں لہذا ان وجہ سے اسے شام کہتے ہیں یہاں یمن اور شام کے ذکر سے مراد ملحقات ان کا ذکر ہے۔ غرض اس حدیث میں ان زمینوں کا ذکر ہے اور وہاں کے باشندوں کا۔

۲؎ بعض لوگ قرن سے مراد وہ جگہ سمجھے ہیں ۔ جو نجد والوں کا میقات یعنی جائے احرام ہے جسے قرن منازل کہتے ہیں ۔ مگر یہ غلط ہے وہ قرن تو طائف کے پاس ہے حضرت اویس جہاں رہتے تھے وہ قرن یمن کی ایک بستی ہے جو قرآن رومان ابن ماجہ ابن مردویہ نے بسانی یہ قرن حضرت اویس کے ورثہ اعلیٰ تھے۔

۳؎ آپ اویس ان عاشقوں میں سے ہیں جو پیدا ہوئے اور قرنوں میں رہے انہوں نے آپ کو مراد قرنی کہا جاتا ہے آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا۔ مگر آپ کی والدہ کی خدمت گزاری نے آپ کو اس کو چھوڑ کر حاضر خدمت نہ ہونے دیا آپ کے بائیں پہلو پر برص کا سفید داغ تھا۔ جو آپ کی بار بار دعا سے تھوڑا سا رہ گیا تھا آپ خلافت فاروقی میں حج کو آئے پھر حضرت عمر نے پوچھا کہ آپ کہاں رہنا پسند کرتے ہیں عرض کیا کوفہ میں چنانچہ آپ عرصہ تک کوفہ میں رہے جنگ جمل و جنگ صفین میں شہید ہوئے اکمال نے صفین فرمایا ہے مگر اسد الغابہ نے جمل کو ترجیح دی ہے۔

مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَلَهٗ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

جو ان سے ملے تو وہ اس سے لیے دعا مغفرت کریں اور ایک روایت میں ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تابعین میں بہترین وہ صاحب ہیں جنہیں اویس کہا جاتا ہے ان کی ایک ماں ہوگی جن پر برص کی سفیدی تھی ان سے عرض کرنا کہ وہ تمہارے لیے دعا مغفرت کریں (مسلم)

ف۱ چونکہ حضرت اویس قرنی حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں حج کو آنے والے تھے اس لئے اس علم و خبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے یہ فرمایا مگر فرمایا یہ کہ تم صحابہ میں سے جو بھی اویس کو پائے وہ اپنے لئے ان سے دعا کرائے اس سے معلوم ہوا کہ افضل بھی مفضول صحابہ سے دعا کرائے حضرات صحابہ جناب اویس سے کہیں افضل ہیں مگر ان حضرات کو جناب اویس سے دعا کرانے کا حکم دیا گیا۔ ایک بار حضور انور نے حضرت عمر سے سب کر وہ عمرہ کرنے مکہ معظمہ جارہے تھے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی دعا میں نہ بھولنا۔ ف۲ امام احمد نے فرمایا کہ افضل تابعین جناب سعید ابن مسیب ہیں اور بعض کے نزدیک حضرت اویس قرنی ہیں ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے بعض فرماتے ہیں کہ حضرت سعید ابن مسیب علوم شریعہ میں افضل ہیں اور حضرت اویس عشق رسول کے لحاظ سے افضل لہذا یہاں حدیث میں دوسری فضیلت مراد ہے (مرقات) ف۳ حضرت اویس قرنی کے فضائل کے متعلق بہت احادیث وارد ہیں۔ چنانچہ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں ان کے فضائل کی بہت احادیث جمع فرمائی ہیں ابن سعد نے اپنی تاریخ میں ابن نعیم نے حلیہ میں بیہقی نے دلائل میں ابو نعیم نے فضائل میں ابن مندہ نے بہت احادیث اس قسم کی نقل فرمائی ہیں ہم صرف چند حدیثیں نقل کرتے ہیں۔

ف۴ ابن عساکر نے بروایت سعید ابن مسیب حضرت عمر فاروق سے روایت کی کہ ایک بار حضور انور نے مجھ سے فرمایا میری امت میں ایک شخص اویس قرنی ہے ان کے جسم میں برص کا داغ تھا ان کی دعا سے وہ درست ہوا تھوڑا سا باقی رہا اگر ان سے تمہاری ملاقات ہو تو ان کو میرا سلام پہنچانا اور ان سے اپنے لئے دعا کرانا۔ اللہ کے نزدیک بڑے درجہ والے ہیں اگر وہ رب پر قسم کھالیں تو رب ان کی قسم پوری فرمادے وہ میری امت کی شفاعت کریں گے ان کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کی عمر برابر رنگ بخشے جائیں گے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی حیات میں پھر حضرت صدیق کی خلافت میں تلاش کیا مگر نہ پایا پھر میں نے انہیں اپنی خلافت کے زمانہ میں پایا یہ حدیث بہت دراز ہے (شعہ)

ف۵ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی حضرت عمر بہت روز تک حضرت اویس کی آمد کے منتظر رہے حجاج میں تلاش کرتے تھے ایک بار آپ کو پتہ لگا کہ مراد سے حجاج کا قافلہ آیا ہے آپ دریافت علی ہ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاکُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَّاَلْیَنُ قُلُوْبًا اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَّالْحِکْمَةُ

روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں یہ لوگ طبیعت کے ملائم اور دلوں کے نرم ہیں کہ پیارا ایمان یمنی ہے اور حکمت

اس فائدہ میں پہونچے پوچھا کیا تم ہیں اویس نامی کوئی شخص ہے ایک شخص نے کہا کہ میرا ایک بھتیجہ ہے بہت کمزور و عزیب ہوں نے فرمایا ہم اس کی تلاش میں ہیں کہا وہ عرفات کے قریب قافلہ کے اونٹ چرا رہے ہیں یہ دونوں حضرات وہاں پہونچے ان سے ملاقات ہوئی فرمایا کیا تم اویس ہو کہا ہاں کیا تم قرنی مراد ہو فرمایا ہاں کیا تمہارے پہلو پر برص کے داغ کا کچھ بقیہ ہے فرمایا ہاں کپڑا ہم کو دکھائیے انہوں نے کرتہ اٹھا کر داغ دکھایا حضرت عمر وعلی دونوں نے دوڑ کر اس داغ کے بوسے لئے پھر فرمایا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا ہے اور ہم کو دعا کرانے کا حکم دیا ہے آپ ہم دونوں کے لئے دعا کریں اولاً اویس نے معذرت کی مگر پھر دعا کی (اشعہ) ہم نے بعض بزرگوں کو فرماتے سنا کہ بعض صحابہ نے حضرت اویس سے کہا کہ تم نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کی بولے کیا تم نے زیارت کی ہے فرمایا ہاں کہا تاکہ محبوب کے سر پر نور کی اور ریش مبارک میں کتنے کتنے بال سفید تھے صحابی نے کہا ہم نے شمار نہیں کئے۔ فرمایا مجھ سے پر جو دس نے گن لئے ہیں سو شریف میں جو دو بال سفید تھے ڈاڑھی مبارک میں بائیں طرف کی میں ایک واللہ اعلم ہم نے عرض کیا ہے۔

گو میسر ہیں سالک کو حضور بدنی — روح حاضر ہے مگر مثل اویس قرنی
جسم ہندی ہے مرا جان ہے میری مدنی — یا خدا در رہ کسی طرح ہو بعد بدنی

۱؎ یمن والے جب ہوا جبکہ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور ان کے رفقاء میں سے حضور انور کی خدمت میں وفود بن کر آئے تھے (اشعہ)

۲؎ فواد اور قلب اللہ نے بہت طرح فرق کیا ہے۔ قلب پورے دل کو کہتے ہیں فواد دل کے اندرونی حصہ کو قلب دل کو کہتے ہیں۔ فواد دل سے اور بھی غلاف کو یہ غلاف اگر باریک ہو تو نصیحت جلد قبول کرتا ہے اس لئے اشعہ کے لئے ارق ارشاد ہوا یعنی باریک اور قلب کے لئے الین فرمایا گیا یعنی نرم قلب اور فواد یوں ہی رقت والیں۔ ان کے متعلق صوفیاء کرام کے عجیب عجیب اقوال ہیں اس کی کچھ بحث ہم نے تفسیر نعیمی تم اللہ علی تفسیر ہم کی تفسیر میں کی ہے یمنی یمن والے نرم دل ملائم طبیعت والے ہوتے ہیں ان میں اسلام اور قبول کرنے کا مادہ زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ زمین کے طبقات کا اثر لوگوں کی طبیعتوں پر پڑتا ہے کسی جگہ کے لوگ بہت نرم دل ہوتے ہیں جیسے یمن اور کسی جگہ کے لوگ بہت سخت دل جیسے نجد۔

يَمَانِيَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ

یمنی ہے اور فخر و تکبر اونٹ والوں میں ہے عمامہ سکون و وقار بکری والوں میں ہے (بخاری و مسلم) ابوہریرہ سے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کفر کا سر مشرق کی طرف ہے اور فخر و تکبر گھوڑے اونٹ والوں میں اور خیموں میں رہنے والے فخر جاننے والوں میں ہے

۱؎ یعنی مقابلہ مشرقی نجدیوں کے جنہیں کہ ان لوگوں کا ایمان ان کا علم بہت پیارا ہے یہاں عمامہ اور حضرات صحابہ کے مقابل یہ فرمان نہیں ہے (مرآۃ اشعہ) یعنی میں لوگوں کے دل ایمان، عرفان، حکمت کی کان ہیں ان کے مقابل لوگوں کا ذکر آگے آرہا ہے الحمدللہ کہ اہل سنت کے عقائد کے امام ابوالحسن اشعری ہیں جو یمنی ہیں انہیں کے متبعین اشاعرہ کہلاتے ہیں (دیکھو اشعہ) مرقات نے فرمایا کہ یہ فرمان عالی اس زمانہ کے یمنی لوگوں کے متعلق ہے۔

۲؎ یعنی جو لوگ اونٹ گھوڑے پالتے ہیں ان کی تجارت میں بہت مشغول رہتے ہیں ان میں عموماً غرور و تکبر پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ تجارتی مال ہے ان کا مالک اپنے کو بڑا امیر خیال کرتا ہے دوسروں کو ذلیل ۳؎ یعنی جو لوگ بکریاں پالتے ان کی تجارت کرتے ہیں وہ عموماً بمقابلہ اونٹ والوں گھوڑے والوں کے دل کے نرم ہوتے ہیں ان میں تکبر و غرور نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کی صحبت بھی انسان پر اثر کرتی ہے جب جانوروں کی صحبت اثر کرتی ہے تو کفار و مومنوں کی صحبت کیوں اثر نہ کرے گی۔ (مرآۃ اشعہ)

۴؎ مشرق سے مراد یا تو ملک فارس ہے یا مدینہ منورہ کا مشرقی علاقہ جہاں سے دجال نکلے گا یا اس سے مراد نجد کا علاقہ ہے کہ وہاں سے فرقہ وہابیہ پیدا ہوا۔ (مرآۃ اشعہ) نجدیوں سے اسلام کو بڑے نقصانات پہونچے ان کے حملے اہل اسلام پر ہوئے ۵؎ گھوڑے والوں اونٹ والوں کے معنی اہل عرب کے گئے جہاں مرقات نے فرمایا کہ اکثر انسان جب گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں تو دل میں کچھ فخر آجاتا ہے (مرقات) غالباً یہاں قصائی لوگ مراد ہوں گے ورنہ گھوڑے اور اونٹ کی سواری سنت ہے رب فرماتا ہے والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ۶؎ وبر کہتے ہیں بھیڑ کی ان کو یہاں مراد اونی خیمے ہیں بدوی لوگ اکثر جنگلوں میں اونی خیموں میں رہتے ہیں اہل حجر سے وہ ہی مراد ہیں فدادین یعنی شور مچانے والا یعنی بدوی اور بادیہ نشین لوگوں میں فخر و تکبر زیادہ ہوتا ہے جو خیموں میں جنگل میں رہتے ہیں جانور چراتے ہیں ان کے پیچھے شور مچاتے ہیں ان تک علم کی روشنی بہت کم پہونچتی ہے اب بھی عرب کے بادیہ نشین بدویوں میں یہ دیکھا جا رہا ہے۔

وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۞ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۞ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَفِي نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا

اور اطمینان بکریوں والوں میں سے ہے (مسلم بخاری) ۞ روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلوں کی سختی اور علم مشرق میں ہے اور ایمان حجاز والوں میں ہے (مسلم) ۞ روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے الٰہی ہم کو ہمارے شام میں برکت دے اللہ الٰہی ہمارے یمن میں برکت دے صحابہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں فرمایا الٰہی ہم کو ہمارے شام میں برکت دے الٰہی ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے

۱؎ اس لئے کہ انبیاء کرام نے بکریاں چرائی ہیں اس سے ملک رانی سیکھنے میں مدد ملتی ہے ۲؎ یعنی عرب کا جو علاقہ مدینہ منورہ سے جانب مشرق ہے۔ نجد وہاں کے لوگوں کے دل سخت ہیں وہ لوگ ظالم ہیں۔ ۳؎ حجاز وہ علاقہ ہے جس میں مکہ معظمہ مدینہ منورہ طائف خیبر وغیرہ واقع ہیں اس علاقہ کے خصوصاً مدینہ منورہ کے لوگ بہت کامل الایمان ہیں۔

۴؎ یعنی خدایا ہمارے شام کے مسلمانوں کے دین و دنیا میں برکتیں عطا فرما شام کو میں نے اس لئے مقدم فرمایا کہ شام ہی میں قیامت قائم ہوگی وہ ہی فلسطین سے متصل ہے اور فلسطین میں بیت المقدس عمان وغیرہ واقع ہیں جبل ابدال وہاں ہی رہتے ہیں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ بھی شام ہی کا ایک شہر ہے۔ بہرحال شام بہت افضل علاقہ ہے۔

۵؎ یعنی حضرت اویس قرنی کا وطن ہے وہاں کا ایمان و ایمان والوں کی محبت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔ بعض لوگوں نے فرمایا کہ مکہ معظمہ یمن کا ایک شہر ہے جس وادیوں کا علاقہ ہے۔ اہل مدینہ کے لئے اکثر غلے وہاں سے آیا کرتے ہیں۔ (مرقات)

۶؎ اس عرض میں درخواست دعا ہے یعنی یا حبیب اللہ ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا کریں۔

۷؎ مکہ معظمہ حضور کی ولادت گاہ ہے مدینہ منورہ حضور کی دفن گاہ ہے یہ دونوں شہر میں اور شام سے خاص تعلق رکھتے ہیں اس لئے خاص طور پر ان دونوں علاقوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں فرمائی جارہی ہیں۔ (مرقات)

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ۔ عَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ قِبَلَ الْيَمَنِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا

لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اور ہمارے نجد میں مجھے خیال ہے کہ تیسری بار میں فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطانی گروہ نکلے گا۔ بخاری دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے وہ جناب زید ابن ثابت سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف سے نظر کی پھر فرمایا الٰہی ان کے دل ادھر لگا دے۔ اور ہم کو ہمارے

شرح یعنی مجھے اس میں شک ہے کہ حضور نے دوسری بار میں یہ کلمہ ارشاد فرمایا یا تیسری بار میں اس فرمان عالی میں تردد و شک بھی ہے بلکہ اس میں تردد ہے کہ کس وقت فرمایا ۲ کہ ربیع یا جمادی مشہور مہینے ہیں یہ راوی کو شک ہے کہ حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی کس دعا سے محروم رہا دعا بھی ایسے وقت کی یعنی نجد کا خطہ پیرانی مائے مانی ہی اس خطہ کے متعلق بہت سے فرمان ہیں چنانچہ پہلے خوارج اور مرتدین نجد سے نکلے پھر عراق سے پھر شام سے پھر ہر زمانہ سے (حاشیہ شمع الفضائل) زلزلے سے مراد ظاہر زلزلے بھی ہیں اور دلوں کے لرزنے اعتقادات بھی۔ مرقات ۳ قرن کے بہت معنی ہیں۔ ساتھی سینگ گروہ یہاں یعنی گروہ ہے حضور فرمانے کی وجہ اللہ ان قرنی یعنی مجھ سے شیطانی گروہ نکلے گا چنانچہ وہاں سے جہلا اعراب نجدی اور ہوس متصوفین یعنی قبا پوش فرقہ نکلا جس کے نشے آج بھی دنیا کو ہلائے ڈالتے ہیں بعض وہابی کہتے ہیں کہ یہاں نجد سے مراد کرنی اونچی جگہ ہے جو مشہور عراق مراد نہیں یہ تاویل ایسی ہے جیسے مرزا قادیانی کہتا ہے کہ عاقی من بعدی اسمہ احمد میں احمد سے مراد میں غلام احمد ہوں یا مسیح سے مراد میں مسیح قادیان ہوں جیسے وہ تحریف ہے ایسے ہی یہ تحریف ہے جب یمن و شام سے خاص علاقے مراد ہیں یعنی مشہور شام یمن ہیں ایسے ہی نجد سے مراد بھی وہ ہی مشہور علاقہ ہے قرآن و حدیث سے ایمان اعظم ہوا ہے گا یقیموا الصلوٰۃ سے دعا مراد ہے فرمایا قولوا لا الٰہ الا اللہ میں مرکزۃ سے مراد صفائی پاکی ہے اور سارے شرعی احکام ختم ہو جائیں گے فرمایا قرن شیطان کا سینگ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے نجدیوں کو شیطان کا فرمانے کی یہی وجہ ہیں۔ ۴ سینگ والے جانور کے سارے جسم سے سخت تر سینگ ہی ہوتے ہیں یہ ٹڈی دل انبیاء اولیاء کی عداوت میں شیطان سے سخت ہے کیونکہ شیطان نے کہا تھا کہ میں سب کو بہکاؤں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ الا عبادک منہم المخلصین مگر یہ فرقہ ہمیشہ نبیوں ولیوں کے پیچھے ہی پڑا رہتا ہے مطلب یہ سینگ والا جانور سینگوں ہی سے لڑتا ہے کہ سامنے والے کے مقابل سینگ کرتا ہے تو وہ پیچھے سے سینگوں پر زور لگاتا ہے تو ثم انا ۵ سینگ والا جانور جب کسی گھر میں گھستا ہے تو پہلے سینگ داخل کرتا ہے باقی اعضاء بعد میں شیطان دوزخ میں پہلے ان کو داخل کرے گا پیچھے خود جائیگا ۶ یعنی ان کے دلوں میں یہ دینی محبت پیدا فرما دے (نعیم) ایمان کی دولت سے مالا مال کر دے اہل مدینہ پر رزق کی تنگی تھی یہ دعا فرمائی پھل کثرت سے ملتے ان کے دوسرا آنے سے اہل مدینہ کو دنیاوی فائدے ملتے اور انہیں دینی فائدے سے ملنے پر دعا فرمائی (مرقات اشعہ)

فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوبٰى لِلشَّامِ قُلْنَا لِأَيِّ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لِأَنَّ مَلٰئِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ رَوَاهُ

صاع میں اور ہمارے مد میں برکت دے (ترمذی) ۲ روایت ہے حضرت زید ابن ثابت سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شام کو خوشخبری ہو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کس لیے فرمایا اس لیے کہ اللہ کے فرشتے اس پر اپنے پر بچھائے ہوئے ہیں (احمد، ترمذی) ۳ روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرموت کی طرف سے ایک آگ نکلے گی شہ لوگوں کو جمع کرے گی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو حضور کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تم شام کو اختیار کرنا ۱۲

۱ یعنی ہمارے لئے مدینہ میں برکت دے بیان رہے کہ حجاز میں کا ایک صاع ہمارا تھا اور وہ صاع تقریباً ساڑھے چار سیر کا لہٰذا ایک سیر سے کچھ زیادہ کا ہوا بہرحال اس سے مراد ہے وہاں کے رزق میں برکت ۲ ایک روایت میں ہے کہ الٰہی مکہ کے لئے تیرے خلیل نے دعا کی مدینہ کے لئے تیرے حبیب دعا کرتے ہیں کہ یہاں کے صاع مد میں مکہ سے دوگنی برکتیں علما فرمارہے ہیں ممکن ہے کہ مدینہ کے بھی اہل مدینہ کے ناپ تولوں میں برکت عطا ہو ۳ چونکہ چالیس ابدال ہمیشہ شام کے شہر دمشق میں رہیں گے اس لئے وہاں فرشتے حفاظت کے لئے مقرر ہیں معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی برکت سے ملک بھی محفوظ و امان رہتا ہے۔ خیال رہے کہ اس سے یہ لازم نہیں کہ شام میں کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی ہاں دوسرے مقامات سے کم یا وہاں کم ہوگی کم ہوں گے جیسے ہر انسان کے ساتھ حفاظتی فرشتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی انسان کو تکلیف پہنچ جاتی ہے کہ یہ تکلیف رب تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے اس وقت فرشتے حفاظت نہیں کرتے ۴ حضرموت یمن کا ایک مشہور شہر ہے وہاں کے ایک قبیلہ کا نام بھی حضرموت ہے یہاں شہر حضرموت مراد ہے غالباً یہ آگ قرب قیامت ہوگی ظاہر یہ ہی ہے کہ آگ سے مراد یہ ہی محسوس آگ ہے اور اس آگ کا نکلنا قیامت کی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت ہے اور ہو سکتا ہے کہ آگ سے مراد فتنہ و فساد کی آگ ہو اور اس سے کوئی خاص فتنہ مراد ہو جو لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے یہ بھی قریب قیامت ہی ہوگا (مرقات اشعہ) ۵ اگر پہلی خبر میں آگ سے مراد محسوس آگ ہے تب مطلب یہ ہوگا کہ تم اس وقت ملک شام چلے جانا کیونکہ وہ آگ سب لوگوں کو شام میں لے جاوے گی جہاں قیامت قائم ہوگی تم اس فکر میں نہ پڑنا کہ ہمارے پیچھے ہمارے بال بچے آرام سے پہنچ جانا اور اگر آگ سے مراد فتنہ و فساد کی آگ تھی تو اس فرمان عالی کا

التِّرْمِذِيُّ ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ النَّاسِ اِلٰى مُهَاجَرِ اِبْرَاهِيْمَ وَفِىْ رِوَايَةٍ فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ اِبْرَاهِيْمَ وَيَبْقٰى فِى الْاَرْضِ شِرَارُ اَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ اَرْضُوْهُمْ تَقْذِرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ تَبِيْتُ

ترمذی ۔ اور روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی [1] تو لوگوں میں بہتر وہ ہے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت گاہ میں جاوے [2] اور ایک روایت میں ہے کہ زمین والوں میں بہترین وہ ہے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑے [3] اور زمین میں بدترین باشندے رہ جائیں گے کہ ان کی زمین انہیں پھینکے گی ان سے اللہ کی ذات ناراض ہوگی [4] انہیں آگ جمع کرے گی بندروں اور سوروں کے ساتھ [5]

مطلب یہ ہوگا کہ تم اپنے موقعہ پر ملک شام کے علاوہ کے مقامات کے سے اعمال اختیار کرنا کہ اس وقت وہ لوگ حق اور ایمان کی کسوٹی ہوں گے یا اس فتنہ و فساد میں تم شام میں رہنا کہ اس وقت شام کی حفاظت فرشتے کرتے ہوں گے (اشعہ)

[1] اس فرمان عالی میں ہجرت بعد ہجرت سے مراد یا تو بار بار ہجرتیں ہیں یعنی اسلام میں آگے پیچھے ہجرتیں ہوتی رہیں گی دیکھو تو کہ ابھی ہندوستان سے پاکستان کی طرف ہجرت کئی بار ہوئی یا یہی ہجرت سے مراد ہے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت جو شروع اسلام میں ہو چکی اور دوسری ہجرت سے مراد وہ آخری ہجرت جب مسلمانوں کو دنیا میں کہیں پناہ نہ ملے گی اور وہ ہر جگہ سے نکلنے اور وطن چھوڑنے پر مجبور ہوں گے دوسرا احتمال قوی ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے [2] ابراہیم علیہ السلام کوفہ کے علاقہ میں پیدا ہوئے شام کوفہ میں رہے مگر اخیر میں شام کو وطن بنا لیا اور وہیں رہے کنعان نے بیت المقدس کو آباد کیا تو آپ نے شام میں مقام کیا غرض فلسطین اور شام دونوں علاقے ایسے ہیں چنانچہ اب بیت المقدس سے دمشق موٹر کار کے ذریعہ صرف ڈھائی گھنٹہ کا راستہ ہے ہوائی جہاز سے تو منٹ کا اس لئے فلسطین اور شام کو ایک دوسرے پر بول دیا جاتا ہے ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں آکر مقیم ہوئے تھے وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے یعنی الخلیل میں جو بیت المقدس سے تیس میل فاصلہ پر ہے [3] کیونکہ شام کا علاقہ اس وقت فتنوں فسادوں سے محفوظ ہوگا خیال رہے کہ یہاں مہاجر ابراہیم کے معنی سے ہے یعنی ہجرت گاہ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب مسلمانوں کو سوا مدینہ منورہ کے کہیں امان نہ ملے گی تو دوسرا زمانہ ہوگا لہذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ اسلام مدینہ کی طرف ایسا سمٹ آویگا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف

مَعَهُمْ اِذَا بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ اِذَا قَالُوْا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ ۔ وَعَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَصِيْرُ الْاَمْرُ اِنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا مُجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ يَجْتَبِيْ اِلَيْهَا خِيَرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ فَاَمَّا

ان کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ رات گذاریں اور قیلولہ کرے گی جب وہ قیلولہ کریں۔ (ابوداؤد) ہدایت ہے ابن حوالہ سے کہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معاملہ اس حد تک ہو جاوے گا کہ تم لوگ متفرق لشکر ہو جاؤ گے کوئی لشکر شام میں اور کوئی لشکر یمن میں اور کوئی لشکر عراق میں ہوگا۔ ابن حوالہ نے کہا یا رسول اللہ میرے لیے کوئی جگہ اختیار فرمائیے اگر میں یہ وقت پاؤں۔ تو فرمایا کہ تم شام کو اختیار کرنا کیونکہ وہ اللہ کی زمین میں بہترین زمین ہے۔ کھنچ آئیں گے اس کی طرف اس کے بہترین بندے۔ لیکن

۵۸۱ قدر کے معنی بلند کے بھی ہوتے ہیں اور قدرت اور تنگی کرنا بھی۔ یہاں دونوں معنی مراد نہیں ہو سکتے کہ اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے لہٰذا قدر بمعنی ناراضی ہے یعنی دنیا بھر میں وہ کفار و مشرکین رہیں گے جن سے لوگ بھی نفرت کریں اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو مسلمانوں کو ان میں رہنا ٹھیک نہیں ہوگا ۵۸۲ بندوں سے مراد کفار کے بچے ہیں اور سوروں سے مراد بڑے کفار یا ان سے مراد درندہ جانور ہیں جو پہلے معنی کو شارحین نے ترجیح دی ہے۔ ۵۸۳ اس کی شرح باب علامات قیامت میں گزر چکی ۵۸۴ ان حوالہ صحابی ہیں اسی لیے ہی شام میں رہے وہاں ہی انتقال ہوا ۷۰ ہجری میں وفات ہوئی۔ (جامع الاصول۔ اشعہ) ۵۸۵ یعنی ایک وقت ایسا آوے گا جبکہ مسلمان متفرق ہو کر اپنے وطن چھوڑ کر جگہ جگہ کہیں جائیں گے۔ ۵۸۶ اگرچہ حضرت حوالہ کو یہ خبر تھی کہ یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا۔ اس وقت میں حیات نہ رہوں گا مگر پھر یہ سوال فرمایا تاکہ اس کا جواب لوگ سن لیں اور اس وقت جو مسلمان ہوں وہ اس پر عمل کریں ۵۸۷ ارض اللہ سے مراد زمین کے وہ علاقے ہیں جن میں اس وقت لوگ پھیل جائیں گے یعنی اس وقت تمام زمین سے شام بہتر زمین ہوگی لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ بہترین زمین تو مکہ مکرمہ ہے اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس ہے۔ خیر سے مراد ہے امن کی جگہ یعنی اس وقت امن کی جگہ شام ہوگی ۵۸۸ یعنی اس وقت اللہ کے مقبول بندے شام میں جمع ہو جائیں گے دوسرے علاقوں میں ایسے مبارک اجتماع نہ ہوں گے معلوم ہوا کہ جہاں اللہ کے مقبول بندوں کا اجتماع ہو وہ جگہ بہترین جگہ ہو جاتی ہے بندوں کے قرب سے زمین بھی اشرف ہو جاتی ہے۔

اِنْ اَبَیْتُمْ فَعَلَیْکُمْ بِیَمِیْنِکُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِکُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ تَوَکَّلَ لِیْ بِالشَّامِ وَاَھْلِہٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ۔ عَنْ شُرَیْحِ ابْنِ عُبَیْدٍ قَالَ ذُکِرَ اَھْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَ لَا اَرَانِیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا بُدَّ اَنْ یَکُوْنُوْا بِالشَّامِ

اگر تم ڈکر سفر تو اپنے یمن کو اختیار کرنا اور تالابوں سے پانی پینا کیونکہ اللہ عزوجل نے میرے لیے شام اور شام والوں کی ضمان لی ہے (احمد، ابوداؤد) تیسری فصل ساتھ ہے حضرت شریح ابن عبید سے فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے پاس شام والوں کا ذکر ہوا اور عرض کیا گیا اے امیر المومنین ان پر لعنت کیجئے فرمایا نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے۔

۱؎ غدر جمع ہے غدیر کی بمعنی تالاب یعنی یمن کے تالابوں سے خود بھی پانی پینا اور اپنے جانوروں کو بھی پانی پلانا کہ وہاں کا پانی بھی برکت والا ہوگا یا یہ مطلب ہے کہ کوئی کسی کو وہاں کے تالاب کے پانی سے نہ روکے اس پر سب کا حق ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کے قریب کا پانی بھی برکت والا ہوجاتا ہے حضرت خضر علیہ السلام کے قریب والا پانی آب حیات ہے جہاں بھی پھل زندہ ہوگئی حتی سب فرماتا ہے فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا۔

۲؎ یعنی رب تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں ہم شام والوں کو محفوظ رکھیں گے ان کی جان کو بھی ان کے ایمان کو بھی اس علاقہ کو اس وقت کفار کے شر سے بچانے کا ۳؎ آپ تابعین میں محدث کے بڑے پایہ کے عالم اور حضرتی ہیں۔

۴؎ عراق میں کوفہ حضرت علی کا دارالخلافہ تھا اور شام میں دمشق حضرت امیر معاویہ کا دارالخلافہ تھا اس زمانہ میں ان بزرگوں میں سخت اختلاف تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حاشیہ نشینوں میں سے بعض نے حضرت علی سے عرض کیا کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں پر لعنت فرمائیے اس زمانہ میں جنگ کے زمانہ میں دونوں فریق ایک دوسرے پر لعنت کرتے تھے اس رواج کے مطابق یہ عرض کیا گیا ۵؎ یعنی شام اور شام والوں پر لعنت کرنا جائز نہیں یا ان پر میں لعنت نہیں کروں گا نہ تو کسی کا نام لے کر نہ اجمالی لعنت کسی وصف کے ساتھ خیال رہے کہ نام لے کر لعنت کرنا صرف کفار کے لئے ہے اور مرے کافر پر بھی نام لے کر لعنت بے درست جبکہ اسی کا کفر پر مرنا یقین سے معلوم ہو مگر کسی وصف سے لعنت کرنا گنہگار مسلمان پر بھی جائز ہے جیسے چوروں پر اللہ کی لعنت آپ نے شام اور اہل شام کی اس قدر فضیلت کی کہ وصف کے ساتھ بھی ان پر لعنت جائز نہ رکھی ۶؎ یعنی امیر معاویہ اور ان کے لشکر والے لعنت کے مستحق نہیں اگر وہ لعنت کے مستحق ہوتے تو نہیں رب تعالیٰ شام جیسی مبارک زمین میں نہ رکھتا اور وہ شام والے نہ ہوتے۔

وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ وَعَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَفْتَحُ الشَّامُ فَإِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فَيَهِمَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِينَةٍ

وہ حضرات چالیس ہوتے ہیں جب ان میں ایک وفات پاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل دیتا ہے ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں ان کے ذریعہ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دفع ہوتا ہے ۱۲ روایت ہے ایک صحابی سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب شام فتح ہوگا ۱۲ تو جب تم اس میں کوئی منزل کا اختیار دیئے جاؤ تو اس میں ٹھہر کر

۱ اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں تشریعی ولی اور تکوینی ولی تشریعی ولی یعنی اللہ سے قرب رکھنے والے اولیاء حضور کی امت میں بے شمار ہیں جہاں چالیس صالح مسلمان جمع ہوں وہاں ایک دو ولی ضرور ہوتے ہیں مگر تکوینی ولی جو دنیا کے انتظام کرتے ہیں جہاں کے سیاہ و سفید کے مالک ہوتے ہیں ان کی قسمیں بہت ہیں ہر قسم کی تعداد مقرر ہے چنانچہ ہمیشہ سات رسول ہیں تین سو دل حضرت آدم کے قلب پر چالیس دل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب پر سات دل حضرت ابراہیم کے قلب پر پانچ ولی حضرت جبریل پر اور تین ولی حضرت میکائیل کے قلب پر ایک ولی حضرت اسرافیل کے قلب پر جب یہ ایک نوٹ ہو جاتا ہے تو ان تین میں سے ایک اس کی جگہ لگا دیا جاتا ہے اور پانچ میں سے ایک ان تین اور سات میں سے ایک ان پانچ میں اور چالیس میں سے ایک ان سات میں اور تین سو میں سے ایک ان چالیس اور کسی صالح مسلمان کو ان تین سو میں شامل کر کے یہ تعداد پوری کر دی جاتی ہے غرضکہ یہ مذکورہ تعداد پوری رہتی ہے چالیس ابدال کا یہاں ذکر ہے۔ ایک قطب اور سات اوتاد۔ پانچ اُمَنَاء وغیرہ وہ یہ بھی ہیں خیال رہے کہ ان اولیاء میں کوئی قطب محمد رسول اللہ نہیں ہوتا کیونکہ قطب حضور ایسا بے مثال ہے کہ عالم امر عالم امکان عالم اجسام کسی جگہ ان کی مثل ہو سکتا ہی نہیں کسی ولی کا قطب حضور جیسا نہیں ہو سکتا حضور کے زمانہ پاک میں قطب حضرت اویس قرنی کے بجائے حضرت فاروق کو کہا جاتا ہے ماشاء العلم (مرقات) ۲ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو شخص یا جو اسلامی فوج چالیس ابدال کو اپنی پشت کی طرف سے کفار سے لڑتا ہوا یا ان پر حملہ کرتے ہوئے دیکھ لے تو ان شاء اللہ کامیاب ہوگا ان کی صبح تاریخ و جہاد کی کتابوں کو ان اوقات میں مطالعہ کرو ۳ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کا وسیلہ برحق ہے اسی لیے لوگ ان کے مزاروں پر حاضر ہوتے ہیں ان سے مصیبتیں ٹال دینا ہے خیال رہے کہ ان چالیس ولیوں کا یہاں ذکر ہے انہیں ابدال کہتے ہیں کیونکہ ان کے مقامات ان کی جگہ بدلتے رہتے ہیں کبھی مشرق میں کبھی مغرب میں کبھی جنوب میں کبھی شمال میں مگر ان کا ہیڈ کوارٹر شام ہے۔

يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ فَإِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهُمْ فِيهَا أَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوطَةُ رَوَاهُمَا أَحْمَدُ ۞ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخِلَافَةُ بِالْمَدِينَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ ۞ وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمُودًا أَبْيَضَ نُورٍ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ وِسَادِي سَاطِعًا حَتَّى اسْتَقَرَّ بِالشَّامِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۞ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ

(شہر کا جسے غوطہ کہا جاتا ہے کہ وہ جگہ مسلمانوں کی پناہ ہے لڑائیوں سے اور مسلمان کا خیمہ اس میں وہ زمین ہے جسے غوطہ کہا جاتا ہے) دونوں حدیثیں احمد نے روایت کیں ۞ روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت مدینہ میں ہے اور سلطنت شام میں ہے ۞ روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے ایک نور کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا حتی کہ شام میں ٹھہر گیا ۞ (دلائل النبوۃ) روایت ہے حضرت ابوالدرداء سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی جنگ کے دن مسلمانوں کا خیمہ

سلہ چنانچہ خلافت صدیقی میں شام فتح ہونے کی ابتدا ہوئی اور خلافت فاروقی میں وہ مکمل فتح ہوا حضور کی یہ پیش گوئی بالکل درست ہوئی سلہ یعنی اگر تم اُس زمانہ میں کسی وجہ سے حجاز کا علاقہ چھوڑو دوسرے کسی علاقہ میں رہائش اختیار کرو تو شام کی رہائش اختیار کرنا خصوصاً اس کے شہر دمشق کی سلہ یعنی شام خصوصاً دمشق کا علاقہ مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوگا فسطاط بڑے شہر کو بھی کہتے ہیں اور خیمہ کو بھی یہاں دونوں معنی درست ہیں سلہ غوطہ دمشق کا اطراف علاقہ ہے جہاں باغات کھیت بکثرت ہیں یہ مسلمانوں کا مرکز بنے گا فقیر نے وہ جگہ دیکھی ہے۔ سلہ یعنی خلافت راشدہ کا دارالخلافہ مدینہ منورہ میں ہوگا یہ حکم آخر تک نہیں رہا کیونکہ حضرت علی نے اپنا دارالخلافہ کوفہ کو مقرر فرمایا۔ اور اسلام کی سلطنت کا دارالخلافہ شام میں ہے چنانچہ امیر معاویہ کا دارالخلافہ دمشق رہا اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ امیر معاویہ اسلام کے سلطان برحق ہیں کہ نبی کریم نے اس کی پیشگوئی فرمائی دوسرے یہ کہ امیر معاویہ امام حسن سے صلح فرمانے کے بعد بھی سلطان ہی رہے خلیفہ نہیں ہوئے خلافت تو امام حسن پر ختم ہو چکی کہ حضور نے اُسے ملک فرمایا شکہ ظاہر یہ ہوا کہ نورانی ستونوں سے خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ مدینہ منورہ میں خلافت قائم ہوئی پھر سلطنت بن کر دمشق میں ٹھہری ۞

بِالْغُوطَةِ إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ ۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَيَأْتِي مَلِكٌ مِنْ مُلُوكِ الْعَجَمِ فَيَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا إِلَّا دِمَشْقَ ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ ۔ الْفَصْلُ الْأَوَّلُ ۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ

جو اس شہر کے کنارہ میں ہے جسے دمشق کہا جاتا ہے ۔ یہ شام کے بہترین شہروں میں سے ہے ۔ (ابوداؤد) ۲ روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن سلیمان سے فرماتے ہیں کہ عجمی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ سارے شہروں پر غالب آجائے گا سوا دمشق کے ۔ (ابوداؤد) ۳ اس امت کے ثواب کا بیان ۔ پہلی فصل ۔ روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ گذشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر وہ ہے جو عصر کی نماز

۱ یعنی قیامت کے قریب جو بڑی بڑی جنگیں ہوں گی ۔ ان میں مسلمانوں کو دمشق میں پناہ ملے گی اور جملہ اللہ کی پناہ گاہ ہو گی ۔ ۲ شام ایک ملک ہے جس میں بہت شہر ہیں ۔ دمشق دیوبند دمشق ان سب میں افضل شہر ہے ۔ ۳ یہ کوئی ظالم یا کافر بادشاہ ہوگا جو جبراً ہر جگہ قبضہ کرے گا مگر دمشق پر قبضہ نہ کرسکے گا حضور انور کے مدینہ کی تعریف شان ہے کہ وہاں دجال بھی پہنچنے سے گھبراتا ہے فرشتے اس جگہ کی حفاظت کریں گے خیال ہے کہ دمشق میں صف و اعلام بادشاہ اترا کریں گے یا صلیب نہیں کہ وہاں کبھی کوئی ظالم بادشاہ نہ ہوگا ۔ نیز یہاں مراد سے مراد بلاد شام ہے ۔ ۴ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو قرب قیامت میں آسمان سے اتریں گے ۔ ۵ یہ حضور کی امت ساری امتوں کی عمر سے کم ہے اب فرماتا ہے ۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کہ تم بہتر رسولوں نے تمنا کی کہ ہم حضور کی امت ہوتے راشعہ ۔ اس امت کے بہتر فرقے ہوں گے یہاں جو فضائل بیان ہوں گے وہ فرقہ کے فضائل ہیں ناری فرقہ کے نہیں ۔ ۶ یہ فضائل نہیں حضور فرماتے ہیں کہ میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے ایک ناجی ہے باقی ناری (زرقانی) نجات والے ناجی فرقے کی علامت یہ ہے کہ اس میں اولیاء اللہ ہوتے رہیں گے ۔ رب فرماتا ہے وکونوا مع الصادقین اور فرماتا ہے معاذ اللہ ۔ ۷ معلوم ہوا کہ ایسے فرقے میں رہنا چاہیے جس میں سچے اولیاء اللہ ہوں جس شاخ میں سبز پھل پھول ہوں اس کو جڑ کا فیض مل رہا ہوتا ہے جو شاخ ان چیزوں سے خالی ہو اس کا تعلق جڑ سے ٹوٹ چکا ہوتا ہے ۔ وہ آگ میں جلانے کے قابل ہوتی ہے سوا اہل سنت کے کسی فرقہ میں اولیاء اللہ نہیں ۔

صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ اِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا

کے درمیان سے سورج ڈوبنے کے درمیان ہے ۔ اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی اس نے کچھ مزدوروں سے کام کرائے ہوں تو کہے کہ کون شخص ہے جو میرا کام کرے ایک ایک قیراط پر تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر اس نے کہا کہ کون شخص ہے جو دوپہر سے عصر کی نماز تک میرا کام کرے گا ایک ایک قیراط پر تو نصاریٰ نے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا کہ کون میرا کام کرے گا نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک دو دو قیراط پر آگاہ رہو کہ تم ہی وہ ہو جو عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کرتے ہو تمہارا مزدوری دوگنی ہے تو یہود و نصاریٰ غصہ ہو کر بولے کہ کام میں ہم زیادہ ہیں اور

سلسلہ بیان چل رہا ہے مرنے کے بعد اجر کا ذکر ہے فرماتا ہے دنیا میں موت اور آخرت کی زندگانی جاہلیت میں بھی موت ہے وہاں مراد نہیں یعنی کچھ لوگوں کے لحاظ سے اے میری امت والو! تمہاری عمریں بہت کم ہیں لہٰذا تمہارے کام بھی تھوڑے ہی ہونگے مگر ثواب بہت زیادہ ہے ثواب تمہارا اور عیسائیوں کے اعمال اگرچہ یہود سے کم ہیں مگر ثواب ان کا تمہارے برابر کیونکہ یہود کے احکام شرعیہ بہت سخت تھے عیسائیوں کے تم بلحاظ تشبیہ بہت سوندوں سے مگر اس تشبیہ سے مقصود یہ ہے کہ عصر کا وقت اور مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے کیونکہ وہ ظہر کے وقت سے کم ہے اگر ایک مثل پر شروع ہو جاتا تو ظہر

وَاَقَلُّ عَطَآءٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ فَضْلِيْ اُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَشَدُّ اُمَّتِيْ لِيْ حُبًّا نَاسٌ يَكُوْنُوْنَ بَعْدِيْ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَاٰنِيْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ۔

میرے کہ میں نے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے حق میں سے کچھ کم کیا وہ بولے نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں میں دوں (بخاری) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں مجھ سے بہت محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے تمنا ان میں سے ہر ایک تمنا کرے گا وہ اپنے گھر بار مال کے عوض مجھے دیکھ لیتا

کے وقت کے برابر بلکہ زیادہ ہی ہو جایا کرتا لہٰذا یہ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قوی دلیل ہے ۔ سلیمہ دیکھو شمسون یہودی نے ایک ہزار بیسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی بنی سوا کیا اسی سال مسلمانوں سے کہا گیا کہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر تمہارے لیے ایک شب قدر ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے کہ تم صرف اس رات میں عبادت کرلو تو تم کو اس شمسون اسرائیلی سے زیادہ ثواب ملے گا تو ظاہر ہے کہ ان قوموں کو شکایت ہوگی کہ مسلمانوں پر اس رحم و کرم کی وجہ کیا ہے خیال ہے کہ یہ تھا بلکہ اصلی یہودیوں عیسائیوں سے ہے جو اس زمانہ میں تھے جبکہ ان کا دین منسوخ نہیں ہوا تھا۔ اب جبکہ ان کا دین منسوخ ہو چکا تو انھیں کسی عمل کا کوئی ثواب نہیں کیونکہ ثواب کے لیے ایمان شرط ہے کٹی ہوئی شاخ پانی سے سرسبز نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ یعنی فضل عدل کے خلاف نہیں تم سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا پورا تم کو دیدیا گیا۔ خیال رہے کہ یہ تشبیہ صرف زیادتی میں ہے ورنہ مسلمانوں کا ثواب ان قوموں سے دوگنا نہیں بلکہ سات سو گنا اس سے زیادہ تک ہے پھر اسلامی احکام ان کے احکام سے بہت نرم ان پر جو تعالیٰ مال زکوٰۃ ہم پر چالیسواں حصہ لوٹ کے لیے ترک دنیا ثواب ہمارے لیے رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں پوری زندگی کا ترک دنیا کا ثواب حاصل ہے اسکو ہم سے کوئی نسبت ہی نہیں معلوم ہوا کہ نسبت بڑی بہادیں دکھائی ہے مسلمانوں کی یہ عظمتیں صرف حضور کی نسبت سے ہیں ۱۲ اس فرمان عالی میں تمامیت امت ہم جیسے دور کے مسلمانوں کی عزت افزائی ہے اس فرمان پاک کا مقصد یہ نہیں ہے کہ بعد کے لوگ صحابہ سے افضل ہوں گے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کی بی دیکھے مجھ سے محبت بہت ہی زیادہ قابل قدر ہوگی نوعیت محبت میں افضلیت اور چیز ہے کیفیت میں افضلیت کچھ اور تمام امت بلکہ ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہونچ سکتی وہ حضرات اسلام صف اول کے مقتدی ہیں جو امام المرسلین کو دیکھتے حضور کی سنتے ہیں بعد کے لوگ پچھلی صفوں کے ہیں جو امام کی حرکات و کلام ان حضرات کے ذریعہ جانتے مانتے ہیں ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَذَكَرَ حَدِيْثَ اَنَسٍ اَنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ فِيْ كِتَابِ الْقِصَاصِ ۔ اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ ۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اُمَّتِيْ مِثْلُ الْمَطَرِ

شرح مسلم بحوالہ ابوداؤد ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں ایک جماعت اللہ کے حکم پر قائم رہے گی۔ انہیں وہ نقصان نہ دیں گے جو انہیں رسوا کریں گے نہ وہ جو ان کی مخالفت کریں حتیٰ کہ اللہ کا حکم آوے گا حالانکہ وہ اس حال پر ہوں گے (مسلم بخاری) اور حضرت انس کی حدیث ان من عباد اللہ قصاص کے بیان میں ذکر کی گئی ۔ دوسری فصل روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت کی مثل اس بارش

شرح ۱ مطلب یہ عرض کی بھی سنا کرتے ہیں کہ ہماری جان مال اولاد سب کچھ فدا ہو جاوے مگر یک نظارہ جمال جہان آرا کا میسر ہو جاوے آج مدینہ منورہ کی گلیاں دیکھنے کے لیے کیسے کیسے جتن کرتے ہیں مگر بعض کو میسر نہیں ہوتی ۲ گزشتہ امتیں اپنے نبی کے کچھ عرصہ بعد ساری کی ساری گمراہ ہو جاتی تھیں یہ حضور انور کی خصوصیت ہے کہ یہ امت آپ کی امت ساری گمراہ نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک فرقہ حق پر ضرور رہے گا۔ اور اس حق والے فرقہ میں حق کے علماء مشائخ پیدا ہوتے رہیں گے ۳ یعنی کوئی دشمن طاقت والا انہیں اپنی طاقت سے نقصان نہیں پہنچا سکے گا اگر ساری قوم بھی مخالف ہو جائے تو ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ ان کے بنائے استقلال میں جنبش نہ آئے گی۔ ان کا جتن ناکام نہ ہوگا۔ دیکھو حضرت حسین کے مقابل سارے یزیدی طاقتیں آگئیں مگر ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں شہادت اور تکالیف اور چیز ہے ناکامی کچھ اور چیز ہے بعض محدثین فقہاء علماء اولیاء اللہ شہید ہو گئے مگر حق پر قائم رہے یہ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی انہیں تکلیف یا نقصان نہ پہنچا سکے گا مطلب وہی ہے جو عرض کیا گیا۔ امر اللہ سے مراد قیامت ہے قیامت سے مراد قرب قیامت ہے جب تک کہ اسلام موجود ہے ان شاء اللہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ قیامت جب آئے گی تو اس وقت زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا تھے اس گروہ سے مراد علماء محدثین فقہاء غازیان اسلام اور استقلال والے مؤمنین سب ہی ہیں ۵ یعنی صحاح میں اس حدیث کو اس جگہ بھی ہم نے مناسبت کے لحاظ سے وہاں بیان کیا ہے یعنی اللہ کے بعض بندے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم

لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْفَصْلُ الثَّالِثُ
عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِبْشِرُوْا وَاَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِيْ مَثَلُ الْغَيْثِ لَا يُدْرٰى اٰخِرُهٗ خَيْرٌ
اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ كَحَدِيْقَةٍ اَطْعَمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اَطْعَمَ مِنْهَا فَوْجٌ

کی ہے کہ نہیں جانتا کہ اگلی خیر ہے یا پچھلی ۱۲ (ترمذی) تیسری فصل روایت ہے حضرت جعفر سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے ۱۲ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو جاؤ خوشی سناؤ کہ میری امت کی مثال بارش کی سی ہے نہیں کہا جاتا کہ اس کی پچھلی اچھی ہے یا اگلی ۱۲ یا اس باغ کی سی ہے جس میں سے ایک سال ایک فوج نے کھایا پھر ایک سال

کھائی پھر ان کی قسم پوری فرمادے ۱۲

مسئلہ جس طرح موقعہ پر آنے والی بارشوں کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں بارش مفید تھی باقی بیکار بلکہ ساری بارشیں فائدہ مند ہوتی ہیں گو اول بارش سے کھیتوں کی نشوونما ہوتی ہے آخری بارشوں سے دانہ وغیرہ کا پکنا۔ اسی طرح میری ساری امت میں خیر ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والی امت مسلمانوں میں بھی کہ یہ سب لوگ دین کی مختلف خدمات انجام دیتے رہیں گے یہ مطلب نہیں کہ حضور کو علم نہیں کہ صحابہ افضل ہیں یا بعد کے لوگ۔ چنانچہ زمانہ نبوی سے آج تک مختلف شکلوں میں دین خدمات انجام دے رہے اگرچہ حضرات صحابہ افضل ہیں خیر دونوں قرنوں میں مگر کوئی موجد بیکار نہیں (مرقات ۱۲ منہ) یہ فرمان ایسا ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو ایسے سونے کے چمچے ہوتے ہیں جو کسی کے کام نہ آئے۔ شاعر کہتا ہے۔ شعر

ان الخیار من القبائل واحد ۔۔۔ وبنو حنیفة کلهم اخیار

خلاصہ یہ ہے کہ میری امت کے اگلے پچھلے ایک دوسرے سے گتھے ہوئے ہیں خیر و خوبی میں وابستہ ہیں کوئی قرن سے خالی نہیں ۲ اس زمین عالی میں جدا کی ضمیر حضرت امام جعفر صادق کی طرف ہے امام جعفر صادق محمد باقر کے بیٹے ہیں اور امام باقر کے والد امام زین العابدین۔ ان کے والد امام حسین ابن علی ابن ابی طالب ہیں اس اسناد کو محدثین سلسلۃ الذہب کہتے ہیں یعنی سونے کی زنجیر ۱۲ منہ۔

۳ یعنی عمارۃ اسے خیر ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ شعر

تشابه یوماه علیت فاشجا ۔۔۔ فما تعرف الا ای یومیه افضل

ابوه سدا العسرا یوم باسه ۔۔۔ وامنهما الا اعز معجل

عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ يَّكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَاَعْمَقَهَا عُمْقًا وَاَحْسَنَهَا حُسْنًا كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسَطُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ فَيْجٌ اَعْوَجُ لَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ رَوَاهُ رَزِيْنٌ ۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَيْكُمْ اِيْمَانًا قَالُوا الْمَلٰٓئِكَةُ قَالَ وَمَا لَهُمْ

دوسری فوج نے کہا یا شاید کہ آخری فوج چوڑائی میں زیادہ چوڑی ہو اور گہرائی میں زیادہ گہری اور حسن میں زیادہ اچھی ہو کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کا اول میں ہوں اور اس کے درمیان مہدی ہیں اور آخر میں عیسیٰ ہوں لیکن اس کے درمیان ٹیڑھی فوج ہے جو مجھ سے ہیں نہ میں ان سے رواہ رزین، یہ روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا تمہارے نزدیک مخلوق میں کون زیادہ پیارے ایمان والا ہے عرض کیا فرشتے فرمایا

سے مراد باغ کے پھل جیسا کہ ہے جس کی زندگی دیر تک ہوگی جیسے اسلام احکام کے پھیل جانے تک قیامت جب بھی کہا گیا رحمت دین ہوئی تیرہ سو سال زمانہ میں علماء۔ اولیاء مجاہدین۔ شہداء ہوتے رہیں گے یہ قرآن اور حدیث کی ذات کریمہ پر نفیس تا قیامت تقسیم کرتے رہیں گے اور دنیا ان سے فیوض پاتی رہے گی۔ سے یعنی ممکن ہے کہ ایک باغ سے اعلیٰ فوج کے مقابلہ میں آخری فوج زیادہ کھلے اور اس باغ کے پھلوں سے مختلف قسم کے جیسے شربت۔ عرق وغیرہ تیار کرے اور قوموں کو مختلف طریقوں سے استعمال کرائے اسی طرح ہو سکتا ہے کہ میری امت کے آخری لوگ اس قرآن کی گہرائیوں میں زیادہ ماہر اس سے بہتر طرح کے دین تیار کریں۔ دنیا کو کر علم حدیث۔ اسماء الرجال فقہ۔ اصول فقہ۔ تفسیر شریعت اور طریقت۔ کے چار چار سلسلے بعد میں علماء کرام کے اس قرآن و حدیث سے تیار کیے یہ ہے اس پیش گوئی کا مفہوم۔ جس زبان کا ہر لفظ کا خطاب ہوتا ہے اس کے باوجود افضلیت بعض صحابہ کرام ہی کو حاصل ہے سے اگرچہ حضرت مسیح اور امام مہدی ایک ہی زمانہ میں ہوں گے مگر چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات امام مہدی کے بعد ہوگی امام مہدی پہلے وفات پائیں گے اس لیے امام مہدی کو وسط اور حضرت مسیح کو آخر فرمایا سے یعنی میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا امام مہدی کے درمیان ٹیڑھی اور بے دین جماعتیں بھی ہوں گی۔ جیسے مرزائی۔ چکڑالوی۔ وہابی۔ نیچری وغیرہم میں ان سے بیزار ہوں۔ وہ میرے نہیں میں ان کا نہیں۔ جو حضور کا نہ ہو وہ رب کا بھی نہیں ہوتا شمس ان کے در کا جو بھکاری خدا اسکی ہوئی ان کے در سے جو پھرا اللہ اس سے پھر گیا

لَا يُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالُوْا فَالنَّبِيُّوْنَ قَالَ وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ قَالُوْا فَنَحْنُ قَالَ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَعْجَبَ الْخَلْقِ إِلَيَّ إِيْمَانًا لَقَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَجِدُوْنَ صُحُفًا فِيْهَا كِتَابٌ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِيْهَا۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْعَلَاءِ

کیوں ایمان نہ لائیں وہ تو اپنے رب کے پاس ہیں فرمائے ہوئے تو نبی حضرت فرمایا وہ حضرات کیوں ایمان نہ لائیں ان پر تو وحی اترتی ہے عرض کیا کہ لوگوں نے عرض کیا کہ تو ہم نے فرمایا تم کیوں ایمان نہ لاؤ میں تو تمہارے درمیان ہوں عرض فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ساری مخلوق میں پیاری ایمان والی وہ قوم ہے جو میرے بعد ہوگی وہ لوگ صحیفے پائیں گے جن میں وہ کتاب ہوگی، وہ کتاب کی ہر چیز پر ایمان لائیں گے عرض روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن علاء

عرض خلق سے مراد سارے اہل ایمان ہیں خواہ فرشتے ہوں یا جنات یا انسان یعنی ان سارے مومنوں میں زیادہ قابل تعجب کا ایمان ہے یہاں افضلیت کا ذکر نہیں عرض صحابہ کرام سمجھے کہ اس سوال کا مقصد فضیلت کی تحقیق فرمانا ہے اس لیے بعض نے فرشتوں کا نام لیا کہ وہ نورانی اور معصوم مخلوق ہے اسے رب تعالیٰ سے بہت ہی قرب حاصل ہے جواب میں فرمایا کہ ان کی افضلیت میں شک نہیں مگر یہاں اصحاب ایمان بہت کم ہیں اور ایمان کامل ہونے کی علت مکمل ہو وہ بات فرشتوں میں موجود نہیں ان کا ایمان حیرت انگیز نہیں عرض اس کا مطلب وہی ہے جو ابھی کیا گیا کہ حضرات انبیاء کرام کا ایمان بھی حیرت کا باعث نہیں کیونکہ وہ وحی الٰہی اور روحی والے فرشتے کو دیکھتے ہیں ان کے اسباب ایمان بہت موجود ہیں لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ کسی کا ایمان بھی کمال ایمان کے برابر ہو سکے عرض یعنی تم نے مجھ کو دیکھا مجھ پر وحی الٰہی آتے دیکھی میرے معجزات دیکھے حضرت جبریل کو شکل انسانی میں آتے دیکھا تمہارے لیے بھی ایمان لانے کے بہت اسباب ہیں وہ لوگ بتاؤ جن کے لیے اسباب ایمان نہ ہوں یا کم ہوں مگر وہ ایمان میں بہت بڑھے ہوئے عرض یعنی میری وفات کے بعد سے تا قیام قیامت جو لوگ ایمان لائیں گے جو صرف میرا نام سنکر ایمان لائیں گے ایمان بہت ہی قابل قدر اور حیرت انگیز ہوگا کہ ان کا ایمان ہر طرح ایمان بالغیب ہوگا فرشتوں جیسوں کا ایمان بالمشاہدہ ہے حضرت صحابہ کا ایمان بعض چیزوں پر بالغیب ہے بعض پر بالمشاہدہ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی شان اور آپ کے معجزات کو آنکھوں دیکھا خدا کی قسم ایمان تو ان کا ہوگا جو غیب پر ایمان لائے گا ۔

الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ آخِرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ أُجُوْرِ أَوَّلِهِمْ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُوْنَ أَهْلَ الْفِتَنِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ ۔ وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبٰى لِمَنْ رَآنِيْ وَطُوْبٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَمْ يَرَنِيْ وَآمَنَ

حضرت سے فرماتے تھے کہ مجھ کو اس نے خبر دی جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ فرماتے ہیں کہ اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جن کو اگلوں کا سا ثواب ہوگا کہ وہ بھلائی کا حکم دیں گے برائی سے روکیں گے اور فتنہ والوں سے لڑیں گے اس یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں۔ ۱۲ منہ ابو امامہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اسے جس نے مجھے دیکھا اور سات بار خوشخبری ہو جس نے مجھے نہ دیکھا اور مجھ پر ایمان

بعضوں نے یہ کچھ نہ دیکھا اور ایسا ایمان لایا [illegible] یا الغیب (مرقات شرح مشکوٰۃ) ہے کہ شعر

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں ۔۔۔ سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کا تمام ایمان بخش ہے جو غائب، حاضر، مستقبل، ماضی سب پر حاوی ہیں علماء نے حضور کی محبت پر اپنے سر دیدئے یہ ہے اس حدیث کا ظہور صحف سے مراد قرآن مجید کے کیسے ہیں یا احادیث فقہ اصول یا دوسرے علماء کی تصنیفات کے اوراق ۔

سلہ عبادلہ جمع تو نو ہیں مگر ان کے سوا بھی کئی صحابہ کا نام عبداللہ ہے حدیث مشہور ہونے والے یہ حضور انور کے زمانہ میں بحرین کے حاکم مقرر ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں قائم رکھا ان کی وفات ۶۵ چودہ ہجری میں ہوئی اگر دیکھو اکمال مرقات وغیرہ سلہ سننے والے صحابہ ۲۰ نام ان سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ تمام صحابہ عادل ہیں ان کا نام معلوم ہو تو دیدی جس [illegible] یعنی میری امت کے آخری لوگ اگرچہ میرے صحابہ کے سے اعمال نہیں کر سکیں گے مگر ان کو ثواب صحابہ کا سا پائیں گے خیال رہے کہ ثواب اور چیز ہے درجہ اور مرتبہ کچھ اور ہے ہو سکتا ہے کہ کسی کا ثواب صحابہ کے برابر ہو جاوے مگر کسی کا درجہ ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اگر ارشاد کسی سپاہی کو وزیر کی برابر یا وزیر سے زیادہ انعام دیدے تو سپاہی کا عہدہ وزیر کے برابر نہیں ہو سکتا سلہ یہ اس زمانہ کی نسبت ہے جس زمانہ میں فتنے نہ اٹھے ہوں جب فتنے اٹھ جائیں سزائیں سا دینے غیرہم کے بعد ان فتنوں کا مقابلہ وہی لوگ کریں گے اس لئے ان کو صحابہ کا سا ثواب ملے گا خیال رہے کہ قتال یعنی جہاد

بِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ ۔ وَعَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جُمُعَةَ رَجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا جَيِّدًا اِتَغَدَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا اَسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ يَّكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ

لایا ہے (احمد) اور روایت ہے ابن محیریز سے کہ فرماتے ہیں میں نے ابو جمعہ سے کہ ایک صحابی ہیں کہ ہم کو ایسی حدیث سنائیے جو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، فرمایا اچھا میں تم کو ایک عمدہ حدیث سناتا ہوں کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کیا ہمارے ساتھ ابو عبیدہ ابن جراح بھی تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے بہتر ہے ہم اسلام لائے ہم نے آپ کے ساتھ جہاد کیا کہ فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد ہونگے

تلوار سے بھی ہوتا ہے۔ قلم سے بھی زبان سے بھی یہاں تینوں ان سب کو شامل ہے اسی طرح اچھی باتوں کا حکم بری باتوں سے روکنا بھی تلوار سے۔ قلم سے زبان سے عمل سے ہر طرح سے ہوتا ہے یہ فرمان بھی ان سب کو شامل ہے ۔

سلہ یہاں لفظ سبع یعنی سات تحدید عدد کے لیے نہیں۔ بلکہ بیان کثرت کے لئے ہے یعنی بے شمار برکتیں خوشخبریاں ان لوگوں کو ہیں جو مجھ پر ایمان لائیں گے مگر مجھ بغیر دیکھے ہوئے صرف میرا نام سن کر مجھ پر فدا ہونگے حدیث بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں حاکم نے مستدرک میں بروایت حضرت ابوامامہ روایت کی۔

سلہ آپ ۱۲ ہجری میں عمواس شہر میں طاعون سے فوت ہوئے ابو جمیر کنیت ہے تابعی ہیں بہت ہی متقی پرہیزگار تھے (اشعہ)

سلہ (روایت کے نام شریف میں اختلاف ہے ان کا نام یا تو حبیب ابن سباع ہے یا حبیب ابن سباع صحابی ہیں آخر میں شام میں قیام رہا (مرقات)

سلہ جید بمعنی عمدہ سے بمعنی اچھی۔ کہ جو تم کو دین و دنیا میں بہت ہی نافع ہو۔

سلہ آپ نے یہ کلمہ بطور فخر نہیں فرمایا کہ اس کی نعمتوں کا تذکرہ ہے یعنی رب تعالیٰ نے ہم کو ایسی نعمتوں سے مالا مال فرمایا اور ان کا تذکرہ ہے ان نے ہم کو ایمان۔ اسلام۔ جہاد صحابیت۔ حضور کے دیدار سے مشرف فرمایا ۔

يُؤْمِنُوْنَ بِيْ وَلَمْ يَرَوْنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوٰى رَزِيْنٌ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا اِلٰى اٰخِرِهٖ ۞ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَدَ اَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ وَلَا يَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ

کے دیکھا نہ ہوگا اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں گے ۱۲ (احمد۔ دارمی) اور رزین نے ابو عبیدہ سے روایت کی ان کے اس قول سے کہ عرض کی یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے اچھا ہے آخر تک ۱۲ روایت ہے معاویہ ابن قرۃ سے کہ وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شام والے بگڑ جائیں گے تو تم میں بھلائی نہ ہوگی اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ منصور رہے گا جو انہیں رسوا کرنے والوں کے نقصان نہ پہنچا سکے گا ہو انہیں رسوا کرے حتیٰ کہ قیامت قائم

سلہ یعنی تم کو اللہ تعالیٰ نے صحابیت۔ دیدار جمال یار و غیرہ نعمتوں سے مشرف فرمایا ہے۔ تو ان لوگوں کو اس نعمت سے کمال کرے گا کہ وہ مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے۔ مجھ پر جان و مال فدا کریں گے دین کی بڑی خدمات انجام دیں گے فتنوں میں گھرے ہوں گے۔ مگر دین پر قائم رہیں گے۔ اس خاص نعمت میں وہ تم سے بڑھ جائیں گے۔ خیال رہے کہ یہ جزوی فضیلت ہے مطلقاً فضیلت صحابہ کرام ہی کو حاصل ہے سلہ آپ ۱۲ بھی ہیں۔ جنگ جمل کے دن پیدا ہوئے اور ۱۳ ایک سو تیرہ میں رحلت پائی آپ کی کنیت ابو ایاس ہے بصرہ میں آپ کے والد فرد ابن ایاس قرنی ہیں ۱۲ سلہ یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا۔ شام و بلاد کا مرکز ہے وہاں آخر تک ایمان رہے گا جب وہاں کفر چھا جائے اور کفر موجود نہ رہے تو سمجھو کہ شام کے ابدال ختم ہو گئے اور دنیا اللہ سے خالی ہو گئی دنیا کا اولیاء اللہ سے خالی ہونا قیامت کی آمد ہے چنانچہ جب یہ واقعہ آ دے گی تو سطح زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا خیال رہے کہ اس وقت مدینہ منورہ ویران ہو چکا ہوگا۔ وہاں کوئی آباد نہ ہوگی۔ وہ صرف انور کی حفاظت جنگلی جانور کرتے رہیں گے۔ لہٰذا حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ مدینہ منورہ پہلے ہی سے بگڑ چکا ہوگا۔ وہاں کفر و شرک پھیل چکا ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی فاسد یعنی کافر یا کم فاسق العقیدہ نہ تھے ورنہ اس وقت بھی قیامت آجاتی کیونکہ امیر معاویہ کا دار الخلافہ

ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ هُمْ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ الْخَطَاَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ ۔

ہو جاوے۔ ابن مدینی کہتے ہیں کہ وہ حدیث والے حضرات ہیں۔ اسے ترمذی اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ۱۲ روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میری امت کی بھول چوک سے درگذر کی ہے اور جس پر وہ مجبور کیے جاویں۔ اسے ابن ماجہ۔ بیہقی۔ ۱۲

دمشق تھا۔ امیر معاویہ کی سلطنت پر تمام دنیا متفق تھے یزید پلید کی نہ۔ پر اہل شام بھی متفق نہ تھے ۱۲ سلہ اس فرمان عالی کی شرح ابھی کچھ پہلے گذر چکی کہ حضور کی امت میں ایک جماعت قیامت حق پر رہے گی حضور کی ساری امت مراد نہ ہوگی اور وہ جماعت حقہ ہمیشہ رہے گی کوئی اور کچھ نہ کر سکے گا وہ حضرات اپنے مقصد دین متین اسلام کو دنیا میں ہمیشہ کامیاب رکھنے میں کامیاب رہے ہیں سلہ حدیث والوں سے مراد اکثر کے دنیا میں جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں ان بیچاروں کو شد حدیث کی خبر ہے نہ ان کا حدیث والوں سے ان حدیث کی کوئی خدمت کی۔ ان بیچاروں کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ سنت اور حدیث میں کیا فرق ہے وہ نہ سیکھے اپنے کو اہل حدیث کہتے نہ کہلاتے۔ بلکہ اس سے مراد حضرات محدثین کرام اور فقہاء عظام ہیں جنہوں نے اپنی عمریں اس فن شریف کی خدمت میں گذار دیں یہ اور مرقات نے فرمایا کہ اصحاب حدیث سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں خیال رہے کہ بغیر فقہ و شروح سوائے کچھ علم فقہ نہیں درست دانی نہیں حاصل ہوتا سلہ یعنی یہ حدیث بہت سی احادیث سے مروی ہے بعض اسانید سے صحیح ہے بعض سے حسن سلہ خطا اور نسیان دونوں معاف ہیں مگر خطا میں مواخذہ نہ ہونا یہ عام کاموں میں ہوتا ہے جیسے روزہ دار کے کلی کرتے وقت پانی حلق سے اتر گیا یہ سہو خطا۔ نسیان میں کام تو ارادہ سے ہوتا ہے مگر فاعل یاد نہیں ہوتا جیسے روزہ دار کو روزہ یاد رہا اور کھا پی لیا۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر یہ کرم فرمایا کہ ان کی بھول چوک معاف فرما دی اس میں سہو و نسیان ہوگا نہ پکڑ۔ اگرچہ بعض صورتوں میں ان دونوں پر احکام شرعیہ مرتب ہوتے ہیں جیسے نماز میں بھول کر کھانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا قتل خطاء میں کفارہ یا دیت لازم ہو جاتی ہے وغیرہ ذالک سلہ یعنی مسلمان جو کام مجبور کرنے سے کرے گنہگار نہ ہوگا اگرچہ مجبور کرنے سے کفریہ بات بول دینے والا کافر نہ ہوگا

وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ اَنْتُمْ تَتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔

ترجمہ: بہز بن حکیم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی ہے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا رب تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے فرمایا تم ستر امتیں پورا کرو گے تم ان سب سے بہتر اور عزت والے ہو گے۔

مجبور شرعاً پلانے والا گنہگار نہ ہوگا۔ شرعی یہاں مجبور سے سب نہیں نفی ہے اور حکم شرعی نہیں اس لیے یہاں تجاوز فرمایا یعنی سب سے درگزر فرمائی۔ مگر مجبور کی طلاق واقع ہو جاتی ہے یہ اس اختلاف کا مذہب ہے یہاں رہے کہ جرم کا مجبور علیحدہ ہے کفر کلمے کے لیے خطرہ دل ضروری ہے جبر اللہ آدمی کا جرم کے۔ یہ دوسرے جبر بھی کافی ہیں اس کی بحث کتب فقہ کتاب الاکراہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲ آپ بہز بن حکیم ابن معاویہ ابن حیدہ ہیں قشیری بصری ہیں ثقہ ہیں۔ آپ تابعی ہیں فقہ میں لہٰذا یہ روایت معاویہ ابن حیدہ سے ہے۔

۳ اس آیت کے دو مخاطب ہو سکتے ہیں کہ اللہ کے علم میں بہتر امت تھے تمہارا انتخاب پہلے ہی ہو چکا تھا یا یہ کہ تم بہترین امت ہو تحقیق یہ ہے کہ اس میں خطاب ساری امت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ اس امت میں اگرچہ گنہگار بھی ہیں مگر چونکہ ان کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے اس لیے اس خیریت میں وہ بھی داخل ہیں۔ معلق کچھ ہیں سن کر بھی ہوتی رہتا ہے بشرطیکہ حضور سے وابستہ ہیں۔

۴ ستر سے مراد یا بیان زیادتی ہے جیسے حدود میں نفی چھبیسوں یا ستر کا عدد مراد ہے یعنی دنیا میں بڑی بڑی امتیں گزریں خیال رہے کہ بعض انبیاء کرام ایسے گزرے ہیں کہ کوئی امتی نہ بنا کوئی ان پر ایمان لایا یا بعض پر صرف ایک آدمی ایمان لایا یعنی پر دو چار بعض پر کچھ اور زیادہ مگر جن نبیوں پر بڑی بڑی امتیں ایمان لائیں جیسے امت کثیر کہا جائے وہ کل ستر ہیں افضل ہم سے پہلے ستر کا عدد امت رسول اللہ نے پورا کیا۔

۵ یعنی جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں ویسے ہی آپ کی امت تمام امتوں سے افضل

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ ۔

(ترمذی۔ابن ماجہ۔ دارمی) ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے ۔

بلکہ حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے اصحاب سے افضل حضور انور کے داماد دوسرے نبیوں کے داماد سے افضل حضور انور کا کہ مدینہ منورہ دوسرے نبیوں کی بستیوں سے افضل حضور کی ازواج پاک تمام نبیوں کی ازواج سے افضل غرضکہ افضلیت حضور کے دم قدم سے وابستہ ہے ۔

الحمد للہ کہ مرآت شرح مشکوٰۃ (اردو) بابرکت ۱۳۸۰ھ بمطابق ۱۹۶۰ء کو شروع ہو کر آج اکیس رمضان ۱۳۸۶ھ بمطابق پنجشنبہ کے دن دس بجے دوپہر کو ختم ہوئی ۔ آج اس گنہگار نے حضرت علی مشکل کشا شیر خدا جناب فاطمہ زہرا عائشہ صدیقہ۔ خلیفہ اکبر و شہداء بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عرس کر کے مرآت کو ختم کیا ۔ ان تمام حضرات کی وفات و شہادت ماہ رمضان ہی میں ہے رب تعالیٰ اسے قبول فرمادے اور اسے میرے لئے کفارہ سیات و صدقہ جاریہ بنائے ۔ جو صاحب اس سے فائدہ اٹھائیں وہ مجھ گنہگار کی مغفرت کی دعا کریں کہ اس کام میں میں نے یہ محنت کی ہے ۔ شعر

اے کہ بر مالی لغزی دامن کشاں ۔۔۔ از سر اخلاص الحمد سے بخواں

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔

بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۔

احمد یار خاں نعیمی اشرفی، مقیم گجرات (مغربی پاکستان)

۲۱ رمضان ۱۳۸۶ھ ، ۱۲ دسمبر ۱۹۶۶ء

فہرست مضامین مرآت شرح مشکوٰۃ جلد ہشتم

مضمون	صفحہ
باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔	
حضور انور کعبہ عرش۔ قرآن مجید سب سے افضل ہیں حضور کا چہرہ زائر کو صحابی بنا دیتا ہے۔ جب حضور نے مکہ معظمہ سے ہجرت کی تو مکہ میں رہنا مسلمانوں کو حرام ہو گیا۔	۲
قرآنی آیات کا کسی مدنی ہونا حضور انور کے کسی مدنی ہونے پر ہوا۔	۳
حضور کے بعد حضرت ابراہیم کا درجہ ہے پھر موسیٰ علیہ السلام کا پھر خاموشی بہتر ہے۔	۴
حضور کا سارا نسب آدم تا عبداللہ کفر و زنا سے پاک ہے۔	۳
حضرت ابراہیم کے والد تارخ ہیں والدہ متی بنت ناہور ہیں آذر اور آپ میں فرق حضور نور ہیں آپ کی نسل بھی نوری ہے ناری نہیں قرآن مجید سے ثبوت قریش کے عجیب معانی۔	۴
حضور کا نسب عدنان تک حضرت اسمٰعیل جناب اسحاق سے افضل ہیں۔	۴
حضور عالم کی پناہ اور واقع البلاد ہیں	۴
حضور کے بعد سب سے پہلے حضرت صدیق کی چہ جناب نے روق کی قبر ہی کھلے گی۔	۵
حمد کا جھنڈا حضور کے ہاتھ ہوگا۔	
آدم اور اولاد آدم حضور کے جھنڈے تلے ہوں گے۔	۶
انبیاء جھنڈے کی ولیاء حضور ہیں۔ تمام مذہب اولیاء ہے دروازہ جنت کھلوانے کا نظارہ۔	۶
نوح علیہ السلام پر صرف اسی آدمی ایمان لائے عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت	۷
شان ہوتے نہ آئیں گے جیسے موسیٰ علیہ السلام جناب خضر کے پاس۔	۷
حضور کی محبوبیت۔ ذکر کثیر۔ قرآن زندہ جاوید معجزات ہیں۔	۸
قرآن فصاحت و بلاغت میں علماء کے لئے اور سوزہ گداز رغیرہ کے لحاظ سے عوام کے لئے معجزہ۔	۹
سارے نبی حضور کے امتی ہیں	۱۰
حضور ساری مخلوق کے نبی ہیں اس کا مطلب۔	
حضور کے ساتھ ساری زمین بچھے دی	۱۱
حضور اس میں تصرف فرمائے ہیں۔ توریت میں حضور کی شان دار نعتیں۔ شاہد کے نفیس معانی	
بشیر و نذیر۔	۱۴
عبد اور عبدہ میں فرق	۱۵
مذہب حق کی پہچان سارے مسلمان کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔	۱۸
حضور دنیا۔ دین۔ صفاتاً ہر طرح اعلیٰ و اشرف ہیں۔ شعب قبیلہ فخذ بطن میں فرق۔	۱۹
حضور پیدائش آدم سے پہلے نبی ہیں	۲۰
اور جسمانی نبوت و روحانی نبوت میں فرق انسانیت کی ابتدا۔	۲۱
میلاد نبی بہ زبان نبی	
میں بشارت مسیح دعا خلیل ہوں	
بوقت ولادت جناب آمنہ سے نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محل ظاہر ہو گئے۔ بوقت ولادت فرشتہ جناب آمنہ کے پاس آیا۔	
حضور کے معجزات جو قسم کے ہیں	

مضمون	صفحہ
سجدہ کے معنی مشکل کشا حاجت روا فتح بلا ہیں۔	۲۲
دار الخیر کے معانی۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے جو گنتے ہیں حساب باقی وقت میں حضور کی امت ہو گی۔	۲۳
علیم الشراور حبیب اللہ کے کلام میں فرق روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے عجیب معانی۔	۲۴
حبیب۔ خلیل۔ کلیم۔ روح اللہ اور صفی اللہ میں کس طرح فرق فقیر ذلیل الخلق اور فقیر ابی الخلق میں چھ فرق	۲۵
حضور اول بھی ہیں آخر بھی نفیس تحقیق قیامت میں نبیوں کو حضرت متبعوں کو بشارت مجرموں کو معافی حضور کے ذریعہ ملے گی۔	۲۷
میدان محشر میں سب ننگے جائینگے حضور انور اور خاص غلام لباس پہنے ہوئے۔	۲۹
اخلاق محمدی کی کچھ جھلکیاں حضور کی نعتیں جو تورات میں تھیں صفوۃ اور غفور میں فرق۔	۳۰
حضور عفو بھی ہیں غضب بھی۔ حضور پیدا	۳۳

مضمون	صفحہ
ہوئے کہ میں نور سے سارے جہان میں پھیلے سورج نور تھے آسمان پر ہے مگر حضور نور ہیں سارے جہان پر۔	۳۴
حضور کی خلافت مدینے اور عراق میں اور ملک شام میں ایسی سلطنت کی خبر قرآن میں روضۂ اطہر میں جا کر جو نہیں ہوئی ان کی نرمیت۔	۳۴
حضور کی نبوت اور دوسرے نبیوں کی نبوت میں فرق وہ چراغ تھے حضور سورج ہیں حضور سب کی زبانیں جانتے ہیں حتی کہ جانوروں پتھروں کی بھی۔	۳۵
زیارت میں ہماری پڑھا ہوا ہے حضور پر قربانی فرض ہے زکوٰۃ فرض نہیں اس کی وجہ حضور کے لئے ارکان اسلام چار ہیں۔ نماز میں چھ فرض ہیں۔	۳۷
حضور کے نام اور حلیہ شریف حضور کے نام ایک ہزار ہیں سب نام مشتق ہیں پہلے حضور ان کا نام حضور اتارے اپنے نبی نام حضور کو دیئے حضور کے نبی نام سے ہیں حضور حامد محمود شاہد مشہود سے	۳۸

مضمون	صفحہ
مزید مزا دسب کچھ ہیں۔	۴۰
حضور کے دونوں ناموں میں مناسبت	۴۲
داڑھی کی حد	۴۳
سر مبارک کی تحقیق	۴۵
حضور انور کا حلیہ شریف	۵۰
حضرت ابوبکر صدیق حضور پر پیدا ہوئے نام عتیق اور نام حرام کی جن نے آپ کو دودھ پلایا دایہ کی پسند کی چاندی	۵۲
جیسے جیسا بہت ہوتی ہے اسے ویسی محبت آتی ہے۔	۵۳
حضور کا پسینہ خوشبو دار اور دافع البلاء تھا۔	۵۴
ملاحت اور سباحت میں فرق	۵۵
فرق یہ لفظوں حسن کے نام ہیں	۵۵
عورت اجنبی مردوں کو لذت یا حلاوت نہ سنائے۔	۵۹
چہرہ انور دیکھنا قرآن دیکھنے سے افضل ہے قبر میں چہرہ دکھایا جاتا ہے مذکر قرآن پاک کا۔	۶۰
چاند اور چہرۂ انور کے حسن میں نفیس فرق حسن یوسف سے ہاتھ کٹے نہ کہ چاند کے حسن سے۔	۶۱
بچے کے نام جیسے۔ غلام۔ ذبیح خلیم وغیرہ۔	۶۲

مضمون	صفحہ
حضور کے اخلاق و خصائل کا بیان	۶۴
حضور کے ہاتھوں کا معمولی شفا،	
بے حضور کے اخلاق۔	۷۱
شمائل کا عجیب خواب حلوت مقدسہ	
اور حلوت مشرعیہ میں عجیب	
فرق۔	۷۲
حضور انور نے بعض کفار پر بد عائیں	
کی اور لیس لک کے معنی۔	۷۳
حضور انور ہر چیز بہت سیکھ کر کرتے	۷۸
کیا حضور کے کپڑوں بدن میں جوں	
پڑتی تھی۔	۷۹
حضرت ابراہیم کی دایہ اور ان کے	
خاوند کا نام اور مقام۔	۸۳
اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے	
یہ حدیث موضوع ہے مخلوط حال والے	
سے قرض لینا جائز ہے۔	۸۴
قرض ادا دینے میں قرض ان کے احکام	
سلطان خلیفہ اور خلیفہ راشدین میں	
فرق۔	۸۰
امیر معاویہ پہلے سلطان اسلام	
ہیں ان کا ذکر توریت میں ہے	
(علماء کرام)	۸۷
وحی کی ابتدا کس طرح ہوئی اور حضور	
کی بعثت، مکی اور مدنی۔	

مضمون	صفحہ
کے معنی وحی کے اقسام۔	۹۱
ملک اور خلفاء کے نام میں بارہ	
حرف ہیں۔	۷
قبر القرون قرنی ہیں قرنی کا نکتہ۔	۹۲
خلفاء و ملوک کی تاریخ وفات	۹۳
بزرگوں کے چلے مشقتیں، ترک حیوانات کا	
ثبوت حضور نزول قرآن سے پہلے	
عارف باللہ تھے۔	۹۴
ما ضاقت کے قلیس معنی، پہلی نزول پر	
حضرت جبریل کو مشقت پہنچی	
کہ حضور کو پڑھ کے معنی	۹۵
بسم اللہ سورۃ کا جز نہیں۔ نزول اقرا	
پر حضور کو کس چیز کا خوف ہوا۔	۹۶
کعب و رفاعہ صحابی ہیں۔ حضور پہلے ان	
کے پاس کیوں گئے۔	۹۸
وحی کے وقت فرشتے کی پہچان نبی	
کے لئے ضروری ہے کبھی فرشتے	
عورتوں کی شکل میں آئے لڑکوں	
کی شکل میں فرشتے حضور	
پر شدت صرف تبلیغ وحی میں ہوتی	
تھی۔ پہلی تبلیغ مکہ میں نہیں۔ بلکہ	
لعنت پیغمبر پر ہوتی	۱۰۲
انس کی بہت نفیس وجہیں حضور بندے	
مگر خالق و مخلوق کے درمیان	۱۰

مضمون	صفحہ
حضور کی پہچان سابقہ کتابوں میں	
سنتے ہیں بہت قبل تبلیغ کے نبی	۱۰۳
ابی ابن خلف کو حضور نے اپنے ہاتھ	
شریف سے قتل کیا۔ بدر کی وجہ	
تسمیہ ابی ابن خلف کی لوش	
پیدا ہوگی۔	۱۰۷
حضور کا رات تھوڑے شہید کیا	
اس کا پیدائش تو ہوا۔	۱۱۱
نبوت کی پہلی بنیاد اقرا ہے۔	
رسالت کی پہلی بنیاد الم نشرح	-
غار حرا میں حضور نے دو دن	
اعتکاف کیا پہلی بار چھ ماہ کا	
دوسری بار ایک ماہ کا۔	۱۱۳
فاترہ تجدد کب آئی۔ باب علامات	
نبوت حضور کبھی نہ کھیلے اور	
یلعب مع الصبیان کا شق	
صدر اور شرح صدر	۱۱۴
کہاں ہوا؟	
پتھر حضور کو سلام کرتا تھا یہ	
پتھر کرتا ہے۔	۱۱۵
شق الصدر کا عجیب واقعہ اور پیالہ	
پر چھ قرآن سے ثبوت	۱۱۶
قیامت تک سارے کارہائے عزل	
حل ہیں۔	

مضمون	صفحہ
حضرت صالح و حضرت عیسیٰ علیہما السلام حضور کی ولادت میں ہوتے ہوئے جگہ اور سیارہ کا ٹھہرے۔	۱۲۲
ام حرام کی حدیث اور امیر معاویہ کی منقصت۔	۱۲۴
غزوہ روم امیر معاویہ کی منقصت میں ہوا یزید یا معاویہ جزیرہ تھا۔	۱۲۵
ہرقل اور ابوسفیان کی حدیث	۱۲۶
حضور سے پہلے کسی نے جھوٹا دعوی نبوت نہیں کیا بعد میں جھوٹے دعوے کئے۔	۱۲۷
معراج کا بیان	۱۲۸
معراج کے مکانی اور معراج کتنی بار ہوئی جسمانی معراج کب ہوئی۔	۱۲۹
معراج رات میں کیوں ہوئی۔	۱۳۰
ہر نبی کا حوض علیحدہ ہے حضور کا حوض کوثر ہے ہر نبی کا براق علیحدہ ہے حضور کا براق انگ۔ براق جنت میں کیوں پہنچا۔	۱۳۱
نبی کی رفتار براق سے تیز ہے دروازہ معراج بیت المقدس کے مقابل ہے۔	۱۳۲
معراج کا دروازہ صرف حضور کے لئے تھا۔ اس دروازے پر پہرے دار نے سوال کیوں کئے۔	۱۳۳
خود آپ حضور کے ساتھ تھا اس نے حضور کا استقبال کیا۔	۱۳۴
حضرت عیسیٰ و یحییٰ کا رشتہ۔	۱۳۵
انبیاء کو موت فنا نہیں کرتی ان کی وفات جگہ کی تبدیلی ہے۔	۱۳۶
معراج میں انبیاء مختلف آسمانوں پر کیوں ملے۔ صالح کے لفظی معانی	۱۳۷
رب کے دیدار کی موسیٰ علیہ السلام کا درخواست کیوں تھی۔	۱۳۸
ہر آسمان پر حضرت جبریل نبی کا نام کیوں بتاتے تھے حضور سے استفسار کا عالم حالانکہ سدرۃ منتہیٰ کی وجہ تسمیہ۔	۱۳۹
حضور نے بیت المعمور میں فرشتوں کو نماز پڑھائی۔	۱۴۰
قوم موسیٰ علیہ السلام پر دو نمازیں فرض تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازیں پانچ کرائیں۔ اس کی حکمتیں۔	۱۴۱
معراج میں سواریوں کی تفصیل کہ براق، فرف کہاں تک لے گئے۔ سارے نبی حسین اور خوش آواز تھے۔	۱۴۲
حضور کے چہرے پر نور	۱۴۳
نظر کرتے تھے کسی کو حضور کا حسن کما حقہ نہیں دکھایا گیا بخلاف	۱۴۸
حسن یوسف۔	۱۴۹
کلیم سے کلام حضرت حبیب کو بنا دیا مگر حبیب سے کلام حضرت کسی کو نہیں بتایا۔	۱۵۰
آب زمزم دوسرے پانیوں سے افضل ہے۔	۱۵۳
سدرہ کے ہر پتہ پر فرشتوں کی نوعیں بزرگ انسانوں کی روحیں ہیں۔	۱۵۸
سورۂ بقر کی آخری آیات معراج میں دیئے جانے کا مطلب۔	۱۵۹
معراج کے سوا سے کفار کا بیت المقدس کی علامات پوچھنا حضور کا دیکھ کر بتانا اس کی وجہ۔	۱۶۰
معجزات کا بیان۔	۱۶۲
معجزہ کرامت۔ ارہاص نبوت اور استدراج میں فرق۔	۱۶۵
صادق اور مصدق میں فرق۔	۱۶۶
غار ثور میں حضرت صدیق کو اپنا خوف نہ تھا حضور کا خوف تھا	۱۶۷
غار ثور کے واقعہ سے حضرت صدیق کے فضائل ثلثہ اور	۱۶۹

مضمون	صفحہ
ثالثہم میں کیا فرق ہے۔	۱۶۳
حضرت صدیق تا قیامت حضور کا پہرہ دے رہے ہیں، ان معی ابی اور ان اللہ، معنا میں بہت نفیس فرق۔	۱۶۴
حضرت سراقہ کا عجیب واقعہ اور حضور کا انہیں کسریٰ کے کنگن دینا۔	۱۶۶
علماء حقانی کا کسی چیز کو مان لینا اس کی حقانیت کی دلیل ہے ابن سلام کا قبول ایمان۔	۱۶۹
حضور کا بدر میں ہر کافر کے قتل گاہ کا نشان اور رتبہ بتانا۔	۱۷۱
حضور کے لعاب کے دس معجزے حضور کے عائذہ نہ کھانے اور عبادۃ نہ کھانے میں فرق۔	۱۷۵
حضرت جابر کے گھر حضور کی دعوت اور سرکار بغیر اجازت بہت لوگوں کو کیوں لے گئے نفیس بحث۔	۱۷۶
عصار موسیٰ سے بارہ چشمے پانی کے پھوٹے مگر حضور کے لعاب سے روٹیوں بوٹیوں شوربے کے چشمے پھوٹے۔	۱۷۹
حضرت عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی	۱۸۰

مضمون	صفحہ
حضور کی انگلیوں کا پانی زمزم سے افضل ہے	۱۸۲
بڑھی عورت کا پانی لینا صحابہ کو پلانا۔	۱۸۳
صحابہ نے خود اس کا پانی کیوں نہ لیا حضور نے کیوں لیا۔	۱۸۴
درختوں کا حضور کے پیچھے آنا۔	۱۸۵
درخت حضور کی زبان کو سمجھتے ہیں۔	۱۸۵
غزوہ موتہ میں شہداء کی خبر موت مدینہ میں دینا۔	۱۸۷
غزوہ حنین میں حضور کی شجاعت نبی کے خیال پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے	۱۸۸
وہ بھی دنیاوی کاموں میں حضور پر جادو کا اثر چالیس دن رہا۔	۱۸۹
مسحور اور مطبوب میں فرق۔	۱۹۱
وہابیوں خارجیوں کی اصل حضور کا بے ادب تھیں۔	۱۹۸
خوارج قرآن بہت پڑھیں گے شرک کے نشتر خوارج سے نکلے۔	۱۹۹
ترجمہ قرآن ابوجہل بھی جانتا تھا مگر کافر تھا۔	۲۰۰
جناب ابوہریرہ کو قوت حافظہ کی عطا۔	۲۰۱
حضرت جریر کو قوت قلبی ہدایت کی عطا۔	۲۰۴
۱۹۶۵ء کی بھارتی حملہ میں حضور	۲۰۵

مضمون	صفحہ
اور اور صحابہ کرام و اولیاء اللہ کی مدد پاکستانیوں پر کرم	۲۰۹
حضور سے بارش نہ آنے اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کرنا۔	۲۱۰
حضرت سلیمان کے قبضہ میں ہوا دی گئی حضور کے قبضہ میں ساری خدائی کر دی گئی بارش کا واقعہ۔	۲۱۰
ستون حنانہ کیوں رویا تھا۔	۲۱۲
ذکر کی محرومی سے یا حضور کے فرق میں۔	۲۱۳
حضور کے عاشق دونوں جہاں لعنتیوں کے بے پیلے عاشق کروڑوں	
حسن یوسف پہ مصری عورتوں کی انگلیاں کٹیں حسن محمدی پہ سر کٹ رہے ہیں۔	۲۱۲
موت کو وفات کیوں کہتے ہیں۔	۲۱۳
اور کافر مومن محبوب کی وفات میں نفیس فرق۔	۲۱۳
کھجوروں کے ڈھیر کے گرد طواف قبر کا طواف۔	۲۱۴
بزرگوں کے قدم میں برکت ہے اپنے بچوں کو بزرگوں کا غلام بنانا اس کی برکت۔	۲۱۵
کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا	۲۱۶
	۲۱۸

مضمون	صفحہ
کھانے پر جس کو کبھی بھلا یا سب کو کیوں نہیں۔	۲۱۹
میں دنیا سے نفس پیدا ہے۔	
نقطہ میں ہے۔	۲۲۰
ہے۔	
ہیں تو کیوں نہ۔ مرگئی۔	۲۲۲
علم کرنے سے۔	۲۲۶
حضور کی عزت سے ہوا ہے حضور	
کو سلام کہنا۔	۲۲۷
کھانے سے پہلے کرنا قرآن پڑھنا	
بیان کرنا۔	۲۲۸
بیٹھنا دائیں طرف سنت ہے۔	۲۳۰
سنت ہے حضور کے دو رشتہ ہیں۔	۲۳۱
بدمعاشوں کا حضور پر حملہ	۲۳۳
بھیڑیا اور اعرابی کا عجیب واقعہ۔	۲۳۴
حضور کا ہیں ان کی امتوں کے	
بھی رسول ہیں۔	۲۳۵
اون اور سنت نبیوں کی	
دلیل ہیں۔	۲
معراج میں براق حضور کی عزت	
افزائی کے لئے تھا۔	۲۳۷
حضور سارے مخلوق کی بولیاں	
سمجھتے ہیں فریاد رس مشکل کشا	
واقع ہلا ہیں جانوروں کے فیصلے	

مضمون	صفحہ
حضور کے ہاں ہوتے ہیں۔	۲۳۹
حضور سوتے میں بھی سلام لیتے تھے۔	۲۴۰
رب نے مخلوق کو آپ کی سیدھی کے	
لئے بھیجا ہے	۲۴۱
کسی مسلمان کو [illegible]	
اور کسی سماوی و پیغمبر کے ذریعہ	۲۴۵
حضور نے خبر دی ہے آئندہ کو شہنشاہ	
کسریٰ کی کیا عجیب شکست۔	۲۴۶
حضور کا وہ گزشتہ کی ماں سے جینے	
حضرت ابراہیم کا دعا فرمانا۔	۲۴۹
حضور کا خادم کے اپنے خادم کو اور	۲۵۰
صحابہ کا حضور کو دیکھنا۔	۲۵۱
تم کو کوئی عمل نہ کرنا سنت نہیں اس	
کا مطلب برکت اور کثرت ہے	۲۵۲
عجیب فرق۔	۲۵۴
ہجرت کی رات حضرت کی جاں نثاری	
حرم کے کبوتروں کے نسل سے ہیں۔	۲۵۵
حضور کا ہودج کی جلی نسل سے ہیں۔	
ہیں پھر آپ پر گزشت کا زہر کیسے	
چپکا۔	۲
کل کون کا کہاں تا جار بنگا کنارہ کی	
لاعلمی سے نشانہ۔	۲۵۷
وفن حدیث اور روایت بالمعنی میں فرق	
امت کے گھر کی کا کی نے کا کہ نا نہ	

مضمون	صفحہ
[illegible]	۲۶۳
[illegible]	۲۶۴
[illegible]	
[illegible]	۲۶۵
[illegible]	
[illegible]	۲۶۷
[illegible]	
[illegible]	۱۷۰
[illegible]	۱
[illegible]	
[illegible]	۲۶۹
[illegible]	۲۷۰
[illegible]	۲۷۱
[illegible]	
[illegible]	۲۷۲
[illegible]	
[illegible]	۲۷۳
[illegible]	
[illegible]	۲۷۴
[illegible]	
[illegible]	۲۷۵
[illegible]	
[illegible]	۲۷۶
[illegible]	

مضمون	صفحہ
...ہیر کرتے ہیں ان کی ذمہ...	
آپ اپنے کو اشرف کہنا ہے کیوں نہ...	
کہ بعض از بنیاد عام جاہلوں میں...	
واطمان کی خوشبو دور... محسوس...	
کر لیتے تھے۔	
حضور کی تجہیز و تدفین بالائے آسمان...	۲۸۰
کے پیچھے رنگے سر دعا کرنے کا ثمرت...	۲۸۰
مردان ابن حکم کے حالات۔	۲۸۰
حضرت عمر نے مدینہ سے صاحبہ...	
کو بلا کر کہ ان کی مدد کی مدینہ سے...	۲۸۱
دل کی قوت۔	
فرشتوں کا حج رو ضہ اطہر پر روزانہ...	
دو بار حاضر ہونا۔	
مرض وفات۔ دفن کے دن از...	
غسل وغیرہ کے عجیب حالات...	۲۸۳
حضور سے پہلے مدینہ منورہ میں...	
کتنے صحابہ مدینہ سے خرچ گئے تھے۔	۷
سورۂ اخلاص کا ثواب یا مدینہ...	
نفیس بحث۔	۲۸۴
تجہیز و تکفین پر نماز جنازہ۔	۲۸۶
سوچنا کہ حضور کے پاس جسم...	
کفن میں ہو جاتا ہے۔	۷
تمام عالم کے ایمان کی جنس پر حضور...	
کا واسطہ ہے۔ حضور ہر ایک...	

مضمون	صفحہ
...ے۔ رجعت ایمان سے خبر دار رہیں۔	۲۸۷
حضور مدینہ سے حوض کوثر کو دیکھتے...	
ہیں اور... دنیا کی چابیاں حضور...	
کو... ہوتے ہوئے حضور...	
...ت ہے۔	۲۸۷
...ہونا۔	
...ت حضرت ہے۔	
...ت ہے۔	
...ت ہے۔	
...

مضمون	صفحہ
مرض وفات میں رب کی مزاج پرسی حضور کی خصوصیت ہے۔	۲۰۷
تین دن رب کی مزاج پرسی کی علت۔	۲۰۸
حضور کے گھر میں فرشتے بغیر اجازت نہیں آسکتے۔	۲۰۹
وفات کے وقت سر حضرت عائشہ موجود تھیں مذہب فاطمہ تھیں نہ کوئی اور لہٰذا فاطمہ سے ملک الموت کی گفتگو کی روایت غلط ہے اللہ آپ کا مشتاق ہے اس کا مطلب حضور کی تعزیت پہلے فرشتوں نے کی پھر حضرت خضر نے۔	۲۱۰
حضور کا متروکہ مال ناقابل میراث ہے نہ قابل وصیت۔	۲۱۲
چار بیبیاں حضور کی ملک تھیں۔	۲۱۳
تاقیامت حضور کے نوکروں کو حضور کے ہاں سے تنخواہیں ملتی رہیں گی۔	۲۱۴
کیا حضرت سلیمان جناب داؤد کے مال کے وارث ہوئے مال نسب سے وراثت کمال نسبت سے ہے۔	۲۱۴
جلالی نبیوں کی آنکھ کی ٹھنڈک	

مضمون	صفحہ
قوم کی ہلاکت نبی حضور کی آنکھ کی ٹھنڈک	
قوم کی ہدایت ہے۔	۲۱۴
قریش کے فضائل۔	۲۱۵
قریش کے سنی اور قیصر ابن کسریٰ کی اولاد قریش ہے۔	۲۱۶
خلافت سلطنت اور خلافت راشدہ غیر راشدہ میں فرق۔	۲۱۶
کیا خلافت قریش میں ہے بارہ خلفاء کون ہیں۔ جن کے زمانہ میں دین غالب رہے گا اس سے کے بارہ امام مراد نہیں ہو سکتے۔	۲۱۷
گیارہویں شریف کا تبرک	
سیدوں کو کھانا بہتر ہے۔	۲۲۰
نبی آپ کو ناپسند فرمانے کے معنی	۲۲۲
مختار ابن عبید مرتد ہو کر مرا۔	۲۲۳
حجاج نے ایک لاکھ تیس ہزار کو قتل کرایا۔ اور چوراسی ہزار مقابلہ میں شہید ہوئے۔	۲۲۳
جنت بقیع کی قبریں کشف سے بتائی گئیں	۲۲۴
اہل حق کو بری نہ دیکھنے کی قبر۔	۲۲۸
حضرت عبداللہ ابن زبیر کا واقعہ۔	۲۳۰
طفیل دوسی کی جسمانی بیکاری۔	۲۳۳
سرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے۔	۲۳۴

مضمون	صفحہ
مناقب صحابہ	۲۳۴
صحابہ کی افضلیت کی ترتیب	
کوئی صحابی فاسق نہیں۔	۲۳۵
صحابہ کے طفیل جہاد میں فتح۔	۲۳۷
تابعی ہونے کیلئے صحابی کی زیارت صحبت ضروری ہے مسلم سے	
تابعی تھے نہیں وفات یافت	
بزرگوں سے توسل۔	۲۳۸
صحابہ تابعین۔ تبع تابعین کے زمانوں کی حدود	۲۳۹
جماعت کے ساتھ رہو۔	۲۴۰
پاک پٹن شریف کے بہشتی دروازہ کی اصل حدیث و قرآن سے جو مجھے بغیر دیکھے ایمان لائے مبارک ہے۔	۲۴۲
مدینہ کے گلی کوچوں وہاں کے کتوں سے محبت۔ حضرت امیر ملت کا واقعہ۔	۲۴۳
صحابہ کا بدگو قتل کا مستحق ہے۔	۲۴۳
رفض کی ابتدا زمانہ حمیدی میں ہوئی۔ روافض کا نام لے کر پیش گوئی۔	۲۴۴
ابوبکر صدیق کے فضائل آپ کا حلیہ۔ نسب وغیرہ۔	۲۴۶

مضمون	صفحہ
حضرت عائشہ کا حضور سے نکاح اولاد کی قربانی ہے۔	۳۴۱
حضرت صدیق کے دو گھر تھے۔	۳۴۷
کنز کی مسجد میں حضرت علی کی ہی یا ابوبکر صدیق کی۔	۰
خلت ابراہیمی اور خلت محمدی کی فرق۔	۳۴۸
حضرت علی بڑے بہادر تھے تین میں نشان ہیں۔ اور آپ کی عمر صحابہ	۳۵۲
خریداری بلال کا واقعہ۔	۳۵۳
کس حسینہ کون زیادہ پیارا ہے امامت صدیق کی حکمتیں۔	۳۵۴
عابد دل عاشق عارفوں کی عبادات میں فرق۔	۳۵۵
بعض شیخ صدیقی حضرات کو سانپ نہیں کاٹتا اور انکے پاؤں کے انگوٹھوں میں نمل ہوتا ہے۔	۳۵۷
اب ہر قاری باطنی بالوں کی زکوٰۃ خود مالک دے۔	۳۵۸
ابوقحافہ کے ساتھ صدیق کا بیت خانہ جانا اسے ارنا آپ کی ماں کا ولادت کے وقت بھی آواز سننا کہ یہ صدیق صدیق ہوں اللہ کا رحمتی ہے۔	۳۵۸

مضمون	صفحہ
مناقب حضرت عمر	۳۵۹
لفظ عمر کے معنی۔ اکیس آیات آپ کی رائے کے مطابق آئیں۔	
وفات عمر شریف۔	۳۵۹
بارگاہ عالی میں اونچی آواز کرنے کی ناجائز صورت کیا ہے۔	۳۶۰
قمیص کی تعبیر دین سے کیوں دی جاتی ہے۔	۳۶۳
عالم مثال، خواب کی حقیقت۔	۳۶۴
دودھ کی تعبیر علم سے کیوں ہے	۳۶۴
کون صحابی کس علم کا سرچشمہ ہے	۰
علم کے دس حصے ہیں نو حصے حضرت عمر کو ایک سارے جہان کو۔	۳۶۴
سب طالب اسلام ہیں۔ حضرت عمر طالب اسلام۔ حضرت عمر کے اسلام لانے کا واقعہ۔	۳۶۵
حضور نے معراج سے پہلے ہی مسلمانوں کو نمازیں پڑھائیں حضرت عمر کو فاروق کا خطاب کب ملا۔	۳۶۷
حضور کے سامنے دف بجانے کی نذر اس دف اور آہنگ کے گانے بجانے میں فرق۔	۳۶۸
حضرت عمر کی تشریف آوری سے دف بند کیوں ہو گئی۔ حضرت عائشہ	۳۷۰

مضمون	صفحہ
دلہوں کا ایک دوسرے کے سر سے صدقہ دینا۔	۳۷۱
عید میلاد و عید معراج کا ثبوت	۳۷۲
عام عورتوں اور ازواج پاک کے پردہ میں فرق۔	۳۷۴
بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کی تفسیر نورجیہ۔ حضرت عمر کے اسلام پر احسانات۔	۳۷۶
دنیا میں چار انتخابات بہت شاندار ہوئے۔	۰
کرامات فاروق اعظم	۳۸۰
قابل دید عجیب کرامات	۰
قریب قیامت شیر بکری ایک جگہ پانی پئیں گے۔	۳۸۲
ابوبکر و عمر جنتی جوانوں۔ ادھیڑوں کے سردار ہیں اسے علیؓ ان سے نہ کہنا۔	۳۸۵
منقل علوم بنائے جاتے ہیں کشفی علوم اکثر چھپائے جاتے ہیں۔ حضور کو سب کے وقت وفات جار وقات کی خبر ہے۔	۳۸۶
ابوبکر و عمر کان اور آنکھیں ہیں۔ اس کی چار عجیب شرحیں ہیں حضور آسمان و زمین کے بادشاہ	۳۸۷

مضمون	صفحہ
ہیں اس لئے آپ کے دو وزیر	
آسمان میں ہیں دو زمین میں۔	۳۸۸
میثاق عرش پر لکھا ہے وزیراء	
ابوبکرؓ و عمرؓ۔	″
اس عالم میں وزرائے بلیہ اور نجبا ہوتا	
ہے۔ ایسا نجبا۔	۳۸۹
خلافت راشدہ اور ملوکیت میں	
فرق۔ امیر معاویہ کی سلطنت کا	۳۹۰
ذکر پچھلی آسمانی کتب میں تھا۔ و	
ملکہ بالشام۔	″
حضور آسمان کے ہزارے زمین کے	
ہر شخص کے ہر عمل سے خبردار ہیں۔	۳۹۱
حضرت صدیق کی غار ثور کی ایک نیکی	
تمام جہان کی تمام نیکیوں سے بڑھ	
کر ہے۔	
حضرت عثمان کے مناقب آپ	
کے حاوت شریف۔	۳۹۲
قیامت میں حضرت عثمان کا حساب	
نہ ہوگا۔ ان کی شرم کی وجہ سے	
کس غزوہ میں کتنے غازی صحابہ	
شریک ہوئے تبوک کے حالات	۳۹۳
حضرت عثمان نے تبوک میں کل	
لشکر جمع کیا۔ انہیں کونسی کام مقدم	
تھا اس کا مطلب۔	۳۹۵

مضمون	صفحہ
کفار مکہ نے حضرت عثمان کو عمرہ کرنے	
کے لئے کہا آپ نے نہ کیا۔	۳۹۷
بیر رومہ ۳۵ ہزار درہم میں خریدا	۳۹۸
مسجد حرام اور مسجد نبوی دونوں میں	
حضرت عثمان کی زمین شامل	
ہے۔	۳۹۹
حضور کے قدم پڑنے سے احد	
پہاڑ کو وجد آگیا دشمنان میں سوزد	
گداز کی مدنی ہوئے۔ حضور پر نازل	
ہونے سے ہوا۔ صوفیاء کا وجد	
اور حال۔	۴۰۰
جیسے جاسوس ہونے کی وجہ سے	
سلطان سلطنت نہ چھوڑے۔	۴۰۲
کسی ذکر اشر کفر بھی ہوتا ہے	۴۰۳
دنیا میں کسی کے نکاح میں نبی کی دو	
بیٹیاں نہ آئیں سوائے حضرت عثمان	
کے اپنی شہادت کے وقت	۴۰۵
اپنے غلاموں کو بھی جنگ کی اجازت	
نہ دی۔	۴۰۷
جس قرآن پر خون عثمانی کے دھبے	
ہیں وہ آج موجود ہے۔	۴۰۸
خلفاء ثلثہ کے فضائل۔	″
وجد والے صوفیاء سے فضل والے	
صوفی افضل ہیں۔	۴۰۹

مضمون	صفحہ
بوقت امتحان رنجور کی دعا نہ کرو	۴۱۰
صالح کے سوال اور صلاحیتوں	
میں عجیب فرق	۴۱۱
مناقب حضرت علیؓ	۴۱۲
آپ کا نام اور القاب	″
تبوک میں نیابت علی خلافت	
بلافصل کی دلیل نہیں بن سکتی۔	۴۱۳
فتح خیبر کے لئے حضرت علیؓ کے	
انتخاب کی حکمتیں آپ کی آنکھیں	
بھر کبھی نہیں دیکھیں	۴۱۵
خیبر میں اولاً حضرت صدیق نے	
جنگ کی پھر حضرت عمر نے پھر	
حضرت علی نے آپ پر فتح ہوئی	۴۱۶
خیبر کا دروازہ اوکھیڑنا اسے	
ڈھال کی طرح استعمال فرمانا۔	″
حضرت علیؓ سردی کے کپڑے	
گرمی میں گرمی کے سردی میں	
پہنتے تھے اعراب کے بعد۔	۴۱۷
من کنت مولاہ فعلی مولاہ	
کے معنی۔	″
لا یودی عنی الا انا او علی	
کی تفسیر تحقیق۔	۴۱۸
غزوہ تبوک کے اسباب اور حضرت علی	
کس حیثیت سے تشریف لے گئے۔	۴۱۹

مضمون	صفحہ
علیؓ دروازہ علم ہیں اور کون کہاں کس علم کے دروازہ ہیں۔	۴۲۰
علیؓ علم کا دروازہ ہیں ابوبکرؓ بنیاد عمرؓ دیوار عثمان چھت۔	۴۲۱
بحالت جنابت مسجد نبوی میں گزرنا تمام کے نزدیک حرام ہے۔	۴۲۲
وفات کے قریب حضرت علیؓ کا دروازہ مسجد کی طرف بند کر دیا گیا صرف صدیق کا باقی رہا۔	″
حضرت علیؓ مثل عیسیٰ علیہ السلام کے ہیں۔	۴۲۳
نصیری لوگ حضرت علیؓ کو خدا کہتے ہیں۔	″
غدیر خم کا واقعہ۔ مولیٰ کے معانی مولیٰ یعنی خلیفہ یا سلطان کبھی نہیں آتا خالفہ صولاہ	۴۲۵
بوقت نکاح حضرت علیؓ و اور فاطمہؓ کی عمریں۔	۴۲۶
حضرت علیؓ کی وہ خصوصیت جو کسی مخلوق کو حاصل نہیں اور سلام اجازت کا جواب دینا ضروری نہیں سلام کے اقسام	۴۲۷
عشرہ مبشرہ کے فضائل	۴۲۸
خلافت کی مدتیں	۴۲۹

مضمون	صفحہ
حضرت عثمانؓ بیکفن کیسے ہیں۔	۴۳۰
حضرت طلحہؓ نے حضرتؓ کی حفاظت کرتے ہوئے ۸۰ زخم کھائے	″
حضرت زبیرؓ کے عجیب حالات پہلا تیر کفار کب چلا اور کس نے چلایا۔	۴۳۱
ابوعبیدہ ابن جراح کے عجیب حالات	۴۳۲
تین شخصوں کے متعلق قرآن نے کہا وہ جاہلیت میں بھی بت پرستی سے بچے رہے۔	۴۳۳
حضرت سعد ساتویں مومن ہیں پھر اسلامی اسلام کیسے ہوئے۔	۴۳۴
حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کے صدقات کی فہرست۔	۴۳۵
ازواج پاک کی خدمت حضورؐ کی رضا کا ذریعہ ہے۔	۴۳۶
بحران تین ہیں	″
حضرت صدیقؓ نے ہجرت کے موقعہ پر آٹھ سو میں اونٹ حضورؐ کے ہاتھ فروخت کیا مگر وصول نہیں کئے۔	۴۳۷
حضرت بلالؓ کی خریداری اور آزادی	۴۳۸
دردناک واقعہ۔	۴۳۹

مضمون	صفحہ
فضائل اہل بیت	۴۵۰
اہلبیت رسولؐ کون کون ہیں اور ازواج اہل بیت رسولؐ میں بحکم قرآن۔	″
کیا سیاہ میں حضرت صدیق و فاروق بھی جلائے گئے تھے۔	۴۵۱
لفظ پنجتن پاک کہاں سے لیا گیا	۴۵۲
فاطمہ۔ بتول اور زہرہ کے معنی آپ سے جنت کی خوشبو آتی تھی۔	۴۵۳
ہر رمضان میں حضورؐ کا جبرئیلؑ کے ساتھ پورے قرآن کا دور	۴۵۴
حضرت خدیجہؓ۔ عائشہؓ فاطمہؓ ان کی افضل کون ہے۔	۴۵۵
حضرت فاطمہؓ کی عمر۔ نکاح آپ کے چچے ہیں۔	۴۵۶
قیامت میں اعلان ہوگا کہ سب نگاہ نیچی کر لیں فاطمہؓ گذر رہی ہے	″
آپ ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں پل کی طرح گزریں گی۔	″
ثقلین کے عجیب معانی	۴۵۷
اہلبیت دو طرح سے آل گھر والے	۴۵۸
رو طرح گھر والے یعنی علماء اور صلحاء	
اشکی رسی قرآن ہے یا حضورؐ	۴۵۹

مضمون	صفحہ
بہت مفید تحقیق	۴۵۸
امام حسنؑ کے عجیب حالات	۴۵۹
کیا امیر معاویہ باغی ہیں۔	۴۶۰
امیر معاویہ نے ایک دفعہ امام حسنؑ کو چالیس کروڑ درہم نقد کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوئے تھے۔	۴۶۱
عظیم الشان صحابہ کی موجودگی میں اسامہ ابن زید کو امیر بنایا۔	۴۶۵
زید ابن حارثہ کیسے غلام پھر حضورؐ کے بیٹے بنے۔	۴۶۶
کیا سارے سید اہل بیت ہیں	۴۶۷
قرآن اہلبیت سے بڑا ہے ذکر اہل بیت قرآن سے بڑے	۴۶۸
کیا حضرت علیؓ سے جنگ کفر ہے حرب بنی فاطمہ کی تفصیس تحقیق۔	۴۶۹
فضیلت اہل بیت کی روایت اگر راضی کرے تو موضوع ہے۔	″
حضورؐ کی نظر حضور کا ہاتھ کہاں تک پہنچتا ہے۔	۴۷۴
حضرت فاطمہؓ کو غسل اسماء بنت عمیس زوجہ صدیق نے دیا۔	″
سلمیٰ نے مدد کی۔	″

مضمون	صفحہ
ام سلمہ کی وفات ۶۱ھ میں ہے اور واقعہ کربلا ۶۱ھ میں پھر خواب میں خبر دینے کے کیا معنی حضور کہیں سیر کریں، رہتے ہیں مدینہ میں جیسے نور نظر رہتا ہے آنکھ میں اگرچہ آسمان کی سیر کرے۔	۴۷۷
حسن میرے پھول ہیں میں علی کے حسین اسباط میں سے سبط ہیں۔	۴۷۹
خلفاء ثلثہ اہل بیت کے لئے مان تھے۔	۴۸۳
کوئی بات بھی حضورؐ کا ہم شکل نہیں ہو سکتا غرابی روافض کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیلؑ غلطی سے بجائے علیؓ کے حضورؐ کو نبوت دے گئے	۴۸۰
ابن زیاد کے سر و ناک میں سانپ کا گھسنا۔	۴۸۹
قتل حسینؓ کفر ہے یا فسق۔ قتل علیؓ قتل عثمانؓ کی تحقیق	۴۹۱
حمد و نعت و منقبت میں فرق۔ ازواج پاک کے اقسام۔	۴۹۳
حضورؐ کی کل بیویاں کتنی اور کس طرح کی ہیں تعریف نکاح بیت کا کھانا اس کے پیاروں کو کھلانا۔	۴۹۶

مضمون	صفحہ
حضرت عائشہؓ رب کا تحفہ ہیں۔	۴۹۸
محبوب کو اپنے محبوب کے حالات رب تعالیٰ بھی تحفۃً وحی حضورؐ پر حضرت عائشہؓ کے بستر میں بھیجتا ہے۔	۵۰۰
حضرت عائشہؓ جناب خدیجہ سے بھی افضل ہیں باوجود حضرت عائشہؓ کے بے مثال فضائل۔	۵۰۱
نبی کی تعبیر وحی ہوتی ہے۔	۵۰۶
حضرت عمارؓ کو آگ میں ڈالا گیا حضورؐ کے فرمان سے آگ ٹھنڈی ہو گئی۔	۵۱۰
سات شخصوں نے پہلے اسلام ظاہر کیا۔	۵۱۱
کتنے صحابہ حافظ قرآن ہوئے۔	۵۱۳
سعد ابن معاذ کی وفات پر عرش اعظم کیوں ہلا۔	۵۱۵
حضورؐ کی آواز سے اونچی آواز نہ کرنے کا مطلب۔	۵۲۰
ہجرت سے پہلے صحابہ نے جمعہ کی نماز جو پڑھی وہ افضل تھی۔	۵۲۱
امام اعظم اور ان کے ساتھیوں کے متعلق حضورؐ کی بشارت۔	۵۲۲
انصار کا نام پہلے ابناء قیلہ	۵۲۳

مضمون	صفحہ
حضورؐ نے انصار رکھا بے مثال میزبان ہیں غزوہ حنین کی غنیمت کی تقسیم۔	۵۲۳
انصار کیوں گھٹیں گے۔ دوسرے لوگ کیوں بڑھیں گے۔	۵۲۲
کافرہ فاسقہ عورت کا کوئی احترام نہیں اسے ننگا کر کے تلاشی لینا درست ہے۔	۵۲۵
حضورؐ کی تصدیق کے بعد حاطب کے قتل کی حضرت عمرؓ نے بھارت کیوں مانگی۔	۵۲۶
اہل بدر جو چاہیں کریں۔ دو مطلب ہیں اس کا مطلب۔	۵۲۷
حمزہ الیاس بیعت رضوان میں موجود تھے کل چار نبی زندہ ہیں حدیبیہ میں کوئی منافق شریک نہیں ہو سکا۔	۵۳۰
صدیق و فاروق کی خلافت بواسطہ خلیفہ حضورؐ کی طے فرمودہ ہے۔	۵۳۲
غیب اور ظاہر میں فرق۔ جائز مگر آسان جائز مگر مشکل ان میں سے کونسا عمل اختیار کرے۔	۵۳۴
نیکی کا وزن اوپر جاتا ہے۔ اور بدی کا وزن نیچے۔	۵۳۷
اگر حضرت علیؓ حضورؐ کے نامزد خلیفہ ہوتے تو آپ کے حالات پر دنیا میں عذاب کیوں نازل ہوتا۔ حضرت کے انتخاب اور حضرت	۵۴۱
کے انتخاب میں فرق۔ امیر معاویہ کے فضائل اور حالات	۵۵۱
علم اور عمر دراز ناقص کے حالات۔ حدیث النبی کی نرعیتیں۔ کسے کب اور کیسے ہوگا۔	۵۵۲
حضور لاسکان کے کام و کلام سنتے دیکھتے ہیں تم رب سے پوچھ کر کام کرو وہ تم سے پوچھ کر انعام۔	۵۵۳
نبی کے صحابی جیسی پر بھی ظلم نہیں کرتے۔	۵۵۶
ابولطوہ کا خود بھی کے رہ کر مہمان کو کھلانا۔	۵۶۲
جدہ والے صحابہ کے نام	۵۶۶
حضرت حمزہؓ اور حنظلہؓ کو فرشتوں نے غسل دیا۔	۵۶۸
خبیب کا آخری سلام حضورؐ تک حضرت جبریل علیہ السلام نے پہنچایا۔	۵۶۹
یمن شام اویس قرنی کا ذکر یمن کے معنی۔	۵۷۴
شام کے تین نفیس حصے۔ قرنی کے نفیس تحقیق حضرت اویسؓ کے حالات۔	۵۷۴

مضمون	صفحہ
افضل مفضول سے دعا کرائے اویس کے فضائل کی احادیث۔	۵۷۵
نجد میں شیطانی گروہ نکلے گا وہاں زلزلے فتنے ہونگے اس کے لئے دعا کیسے کروں۔	۵۷۹
نجدیوں کو شیطان کا سینگ کیوں فرمایا عجیب بحث۔	۵۷۹
شام کے فضائل	۵۸۱
لعنت کے رسائل اہل شام مبارک ہیں اولیاء اللہ کی قسمیں ان کے تعداد ہر چالیس صالح مردوں میں ایک ابدال ضرور ہوتے ہیں۔ حضورؐ کے نماز میں تعطب کون تھا۔	۵۸۳
خلافت مدینہ میں سلطنت اسلامیہ شام میں ہوگی۔ امیر معاویہ کی سلطنت۔	۵۸۴
باب ثواب هذه الامة۔	۵۸۵
وقت عصر وقت ظہر سے کم ہے	۵۸۶
ہوا ست کی خدمات کا ذکر۔	۵۸۷
زیادہ پیارے ایمان لانے والے وہ ہیں جو مجھے بغیر دیکھے ایمان لائیں گے۔	۵۹۱
حدیث والے کون حضرات ہیں۔	۵۹۲
خطا اور نسیان میں فرق ان کے احکام مجبور کون ہے اور اسکے احکام کیا ہیں۔	۵۹۱
الحمد کل ستر ہیں۔	۵۹۶

احادیث مبارکہ کی اقسام اور تعریفیں

۱۔ مرفوع وہ حدیث جسکی اسناد نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔ اور صحابی کچھ بھی کہہ کر بیان فرمائے۔

۲۔ موقوف وہ حدیث ہے جس کی اسناد صحابی تک پہنچے جیسے راوی یہ کہے کہ خلاں صحابی نے یہ فرمایا۔

۳۔ مقطوع وہ حدیث ہے جس کی اسناد تابعی تک پہنچے۔ جیسے امام اعظم فرمائیں کہ صحابی نے یہ فرمایا۔

۴۔ اثر وہ حدیث ہے جو کسی طریقے سے حضور سے منقول ہو۔

۵۔ خبر وہ حدیث ہے۔ جسمیں نبی کریم صحابہ اور تابعین سے روایت ہو۔ اور تاریخی واقعہ ہو۔

۶۔ حدیث وہ کلام ہے جس کی روایت نبی کریم یا صحابہ یا تابعین سے ہو۔ اور کسی عمل کا ذکر ہو۔

۷۔ مرسل وہ حدیث ہے جس کی اسناد میں صحابی کا ذکر نہ کیا جائے تابعی کہے یہ حضور نے فرمایا۔

۸۔ معضل وہ حدیث جسکی اسناد کے درمیان سے دو یا تین راوی رہ جائیں۔

۹۔ منقطع جسکی اسناد میں چند جگہ سے ایک ایک یا زیادہ راوی رہ جائیں۔

۱۰۔ مدلس وہ حدیث کہ جس کا راوی اپنے اس شیخ کا ذکر نہ کرے جس سے اس نے حدیث سنی بجائے اسکے اوپر کے راوی کا نام لے۔

۱۱۔ مضطرب وہ حدیث کہ جس کے متن یا اسناد میں راویوں کی کمی زیادتی ہو۔ یا آگے پیچھے ذکر ہو یا تبدیل ہو جائے۔

۱۲۔ عنعنہ وہ حدیث جس کو صرف عن سے روایت کیا جائے۔

۱۳۔ شاذ وہ حدیث جس کا راوی غیر معروف ہو۔ اور ثقہ راویوں کی روایت کے مخالف روایت ہو۔

۱۴۔ مزید وہ حدیث جس کے تمام راوی ثقہ ہوں۔

۱۵۔ محفوظ وہ حدیث جس کے سارے راوی ثقہ ہوں مگر اس کے مقابل ثقہ حدیث ہو لیکن نہ ہو اس ثقہ حدیث کو ہو۔

۱۶۔ معلل وہ حدیث جس کی صحت میں جہت سے گہرے اور پکے اسباب اور علتیں ہوں۔

۱۷۔ متابع وہ حدیث جس کا راوی کسی دوسرے راوی کی حدیث کی متابعت کرے

۱۸۔ حسن وہ حدیث جس کے راوی میں ضبط بالکل نہ ہو۔

۱۹۔ ضعیف وہ حدیث جس کے راوی میں نہ عدالت ہو نہ ضبط اور صحیح حدیث کی کوئی شرط اسمیں نہ ہو۔

۲۰۔ متروک حدیث جسکے راوی پر دنیاوی کلام میں عام جھوٹ بولنے کا اتہام لگا ہو مگر روایت حدیث میں اسکا جھوٹ ثابت نہ ہو۔

۲۱۔ مرضوع وہ حدیث جسکے راوی کا جھوٹ اکثر حدیث کی روایت میں ہوتا ہو۔ یا راوی خود اقرار کرے یا قرائن سے معلوم ہو۔

۲۲۔ مبہم وہ حدیث جسکے راوی کا نام اور اس کی ذات اس کے حالات اس کا ثقہ ہونا معلوم نہ ہو سکے۔

۲۳۔ غریب وہ حدیث صحیح جس کا ایک راوی مشہور ہو۔

۲۴۔ عزیز وہ صحیح حدیث جس کے دو راوی معلوم ہوں۔

۲۵۔ مشہور وہ حدیث جس کے جہت سے راوی معلوم ہوں۔

۲۶۔ متواتر وہ حدیث جس کے اتنے زیادہ راوی ہوں۔ نبی پاک کے زمانہ سے لیکر آج تک جن کو جھوٹا نہ کہا جا سکے۔

۲۷۔ متصل وہ حدیث جس کا راوی سند کے درمیان میں سے رہ نہ جائے۔

۲۸۔ معلقاً وہ حدیث جس کی سند کے شروع میں سے کوئی راوی رہ گیا ہو۔

۲۹۔ عدرج وہ حدیث جس کا راوی اپنے یا اپنے غیر کے کلام کو صحابی یا تابعی کی طرف سے مدرج کر دے۔ کسی غرض کے لئے۔

۳۰۔ حسن ذاتی وہ حدیث جس کے راوی میں ضبط بالکل نہ پایا جائے۔

۳۱۔ حسن لغیرہ وہ ضعیف حدیث جس کے روایت کے راستے جہت سے ہوں اور اسکا ضعف ضروری ہو۔

۳۲۔ صحیح۔ وہ حدیث جس کا راوی مکمل عدل اور ضبط اور یادداشت والا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

۳۳۔ صحیح لذاتہ۔ وہ حدیث جس کا عدل اور ضبط کمال طور پر راوی میں موجود ہو۔

۳۴۔ صحیح لغیرہ وہ حدیث جسکے راوی کا عدل اور ضبط کمزور ہو۔

۳۵۔ مختلط وہ حدیث جس کے راوی کا حافظہ بڑھاپے یا نابینا ہونے۔ یا اسکی کتابیں گم ہونے کی وجہ سے کمزور پڑ جائے۔